اذکارِ ابرار
اردو ترجمہ
گلزارِ ابرار
جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ
مصنف
محمد غوثی شطاری مانڈوی
مترجم
فضل احمد جیوری
ناشر
مکتبہ سلطان عالمگیر
۵۔ لوئر مال، اردو بازار لاہور

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

اذکارِ ابرار

اُردو ترجمہ

گلزارِ ابرار

(مشہور)

جہانگیری عہد کے ایک غیر مطبوعہ تذکرے کا نایاب ترجمہ

مُصنّف

مُحمّد غوثی شطّاری مانڈوی

مترجم

فضل احمد جیوری

ناشر

مکتبہ سلطانِ عالمگیر

۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور

فون۔ 042-5044331. 0321-4284784

نام کتاب ——— گلزارِ ابرار (فارسی)
مصنّف ——— محمّد غوثی شطاری مانڈوی
سنِ تصنیف ——— ۱۰۱۴ ھ
اردو ترجمہ ——— اذکارِ ابرار
مترجم ——— فضل احمد جیوری
سنِ اشاعت ——— ۱۴۲۷ ھ
ناشر ——— مکتبہ سلطانِ عالمگیر
۵۔لوئر مال، اردو بازار۔ لاہور
مطبع ——— اولمپیاء آرٹ پریس لاہور
صفحات ——— ۶۷۲
بااہتمام ——— سید جلیل الرحمٰن، محمد ریحان

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء ذکرہ

اولیاء اللہ قدست اسرارہم کے مقدس حالات کا تذکرہ یعنی
گلزار ابرار کا اردو ترجمہ موسوم بہ

اذکار ابرار

١٣٢٦ھ

حسب فرمائش جناب منشی الٰہ یار خان صاحب رئیس اجین
محمد قادر علی خان تصوفی کے

مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ نفیس

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

برصغیر پاک وہند میں مشائخ کرام کے جو تذکرے لکھے گئے اُن میں حسب ذیل تذکرے

ت درجہ معلومات افزاء ہیں:

۱۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات: "فوائد الفؤاد"

مرتبہ امیر حسن علا سجزی ۷۰۷ھ۔۱۳۰۷ء

۲۔ اکابر مشائخ چشت کے حالات وملفوظات: "سیر الاولیا"

مرتبہ امیر خرد کرمانی ۷۹۰ھ

۳۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے ملفوظات: "خیر المجالس"

مرتبہ حمید شاعر

۴۔ حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ کے ملفوظات: "نفائسُ الانفاس"

۵۔ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظات: "جامع العلوم"

۶۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظات: "جوامع الکلم"

مرتبہ سید محمد اکبر حسینی ۸۰۱ھ تا ۸۰۴ھ

۷۔ سوانح حضرت خواجہ گیسودرازؒ: "سیر محمدی"

ازمولانا محمد علی سامانی ۸۳۱ھ

۸۔ "تاریخ حبیبی وتذکرہ مرشدی"

ازعلامہ عبدالعزیز ملک شیرواعظی تالیف۔ ۸۴۹ھ

۹۔ ''محبت نامہ'' ملفوظات شاہ یداللہ (م ۸۵۲ھ) نبیرہ خواجہ گیسودرازؒ
جمع کردہ سید محمود فضل اللہ

۱۰۔ ''شوامل الجمل در شمائل الکمل'' ملفوظات: خواجہ ابوالفیض شاہ من اللہ حسینی (م ۸۷۹ھ)
نبیرۂ حضرت خواجہ گیسودرازؒ

۱۱۔ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے حالات وملفوظات: ''لطائف اشرفی''

۱۲۔ ''سیر العارفین'' مرتبہ مولانا جمالی ۹۳۷ھ۔ ۱۵۳۰ء

۱۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ''اخبار الاخیار'' ۹۹۹ھ۔ ۱۵۹۰ء

۱۴۔ محمد غوثی مانڈوی شطاری کی ''گلزارِ ابرار''

''گلزارِ ابرار'' کا نقشِ اول ۹۹۸ھ۔ ۱۵۹۰ء میں تیار ہوا پھر ۱۰۱۰ھ۔ ۱۶۰۲ء تک اس میں اصلاح واضافہ ہو کر اِس کی دوسری صورت تیار ہوئی۔

''گلزارِ ابرار'' کے مترجم جناب فضل احمد نے ۱۳۲۶ھ۔ ۱۹۰۸ء میں اسے اردو زبان میں ڈھالا، ترجمہ کی زبان سلیس اور لائق تحسین ہے۔ اِس کا پہلا ایڈیشن ''اذکار ابرار'' کے نام سے ۱۳۲۶ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ اب پیشِ نظر نسخہ ۱۴۲۷ھ میں مکتبہ سلطانِ عالمگیر، اردو بازار لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔

سید نفیس الحسینی

فہرست اذکار ابرار

اصحاب ذکر کی اسم وار فہرست

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
	الف		
۱	ابوالحسن علی ابن ابوعلی	لاہور	۲۵
۲	مولانا احمد حافظ دہلوی	؎	۵۵
۳	شیخ الہداد احمد آبادی	•	۶۲
۴	شیخ احمد نہروالہ	بدایون	۷۱
۵	امام الدین ابدال دہلوی	•	۷۲
۶	خواجہ ابوبکر مصاحب درید		
	نظام الاولیا - -	دہلی	۸۷
۷	امیر خسرو -	دہلی	۹۱
۸	امیر حسن علا سنجری -	دیوگیر دکن	۹۳
۹	خواجہ ابوبکر مصلی بردار	•	۱۱۰
۱۰	شیخ ابراہیم امام شیخ		
	چراغ دہلی - -	کالپی	۱۱۶
۱۱	بی بی آرام حضور ہمشیرہ		
	سید حسین نہروالہ	نہروالہ	۱۱۸
۱۲	سید احسن -	ایرج	۱۲۵
۱۳	مخدوم قاضی اسحق -	مانڈو	۱۲۷
۱۴	مولانا محمد امین -	•	۱۲۸
۱۵	بابا اسحق مغربی -	•	۱۳۵
۱۶	سید اشرف جہانگیر	کچھوچھہ	۱۴۵

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۱۷	مولانا ابوسعید ادہی	•	۱۷۵
۱۸	شاہ ابدال -	رنت ہنبوہ	۱۹۵
۱۹	شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست		
	ابن شیخ قاضن شطاری	حاجی پور	۲۲۳
۲۰	شیخ ابوبکر قریشی	جوگی پور	
		اقصا آگرہ	۲۲۶
۲۱	شیخ احمد نارنولی	ناگور	۲۲۷
۲۲	شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی	برہان پور	۲۳۶
۲۳	شیخ احمد مدنی گوشہ گزین		
	نانوتہ - -	•	۲۴۴
۲۴	شیخ امین الدین -	•	۲۴۵
۲۵	شیخ احمد ابن نعمۃ اللہ	قلعہ جبین	۲۵۷
۲۶	شیخ امان اللہ پانی پتی	پانی پت	۲۶۶
۲۷	شیخ آدہو حصاری	قلعہ فیروزہ	۲۷۲
۲۸	شیخ ابراہیم کلمورا سندہی	•	۲۷۲
۲۹	سید ابوسعید ابن سید راجو	کالپی	۲۷۲
۳۰	خطیب ابوالفضل شیرازی	•	۲۷۳
۳۱	شیخ ادہن ابن شیخ بہلول اللہ عن		
	جونپوری -	جونپور	۳۱۲
۳۲	شیخ ابوالنصر طبلادی مصری	مصر	۳۳۹

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۱۶۶	شیخ حبیب تاجر تاشقندی	۔	۱۷۷
۱۶۷	سید حامد حسنی چشتی برادر زادہ سید حسین نہر والہ	نہر والہ	۱۹۴
۱۶۸	باباحسید ما ابدال	۔	۲۱۰
۱۶۹	شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری	بہار وسارن	۲۲۰
۱۷۰	شیخ حسین	مانڈو سے ۱۲ کوس پر [illegible]	۲۴۵
۱۷۱	شیخ حسن خطاط ابن شیخ محمود انصاری	آگرہ	۲۶۵
۱۷۲	شیخ حسن بدلہ دہلوی	دہلی	۲۷۷
۱۷۳	شیخ حسین ابن ملک محمد	سکندرہ بفاصلہ دو منزل از دہلی	۳۱۰
۱۷۴	شیخ حسین بغدادی	احمد آباد محلہ رسول آباد	۳۱۳
۱۷۵	شیخ حسن محمد ابن میانجی احمد	احمد آباد	۳۲۱
۱۷۶	شیخ حمید لار	برہان پور	۳۴۵
۱۷۷	شیخ حسن محمد خواہر زادہ شیخ صدر الدین محمد ذاکر	چانپانیر	۳۵۲
۱۷۸	شیخ حسن ابن شیخ عبد اللہ	کالپی	۳۵۳
۱۷۹	شیخ حسن چشتی	۔	۳۷۱
۱۸۰	سید حیدر	۔	۳۷۹
۱۸۱	سید حبیب	۔	۳۹۵
۱۸۲	شیخ حمزہ ابن شیخ اسد	دیپالپور مالوہ	۴۲۰
۱۸۳	شیخ حمید تپا	۔	۴۸۳
۱۸۴	شیخ حاجی چراغ ہند و سید اسد الدین	۔	۴۹۴
۱۸۵	مولانا حسام الدین سبز و مولانا حسام الدین سرخ	لاہور	۴۹۶
۱۸۶	شیخ حسن ابن موسیٰ پدر مصنف	۔	۶۰۸
	خ		
۱۸۷	مولانا خواجہ ابن شیخ جلال الدین	۔	۱۰۵
۱۸۸	خواجہ خانون علا تاج ناگوری	گوالیار	۲۳۳
۱۸۹	مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد ابن جلال الدین	۔	۲۵۹
۱۹۰	خواجہ کلاں ابن خواجہ جوئباری	۔	۳۷۳
۱۹۱	خواجہ عالم	بیرپور	۴۰۳
۱۹۲	خواجہ عبیدی ابن مولانا خواجگی	بخارا	۴۳۹
۱۹۳	خواجہ کلاں ابن مولانا خواجگی	بلخ	۴۴۲
۱۹۴	شیخ خدا بخش مندوی	۔	۵۴۵

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۲۶۰	شیخ شرف ابن شیخ یحییٰ	بہار سونڈ بنگالہ	۹۷
۲۶۱	شیخ شرف پانی پتی ابو علی قلندر	-	۱۰۰
۲۶۲	شیخ شمس الدین محمد -	-	۱۰۶
۲۶۳	مولانا شیخن مانک پوری	-	۱۰۷
۲۶۴	مولانا شمس الدین یحییٰ -	-	۱۰۸
۲۶۵	شیخ شمس اوتاد لہ -	دہلی	۱۰۹
۲۶۶	خواجہ شمس الدین دہلوی خواہر		
	زادہ امیر خسرو -	-	۱۱۱
۲۶۷	سید شمس الدین خاموش	-	۱۱۲
۲۶۸	شیخ شہاب الدین عاشق	دہلی	۱۲۴
۲۶۹	شیخ شہر اللہ ابن شیخ عزیز اللہ	-	۱۳۰
۲۷۰	قاضی شہاب الدین عمر زابلی		
	دولت آبادی جونپوری -	جونپور	۱۴۴
۲۷۱	شیخ الاسلام چاپلدہ نام	مانڈو	۱۴۸
۲۷۲	ملک شرف الدین شاہ شہباز	-	۱۵۱
۲۷۳	شاہ عالم گجراتی ابن قطب عالم	احمد آباد محلہ رسول آباد	۱۶۰
۲۷۴	مولانا شیخ -	-	۱۷۴
۲۷۵	مولانا شمس الدین	-	۱۹۸
۲۷۶	مولانا شمس الدین محمد ترک	-	۲۲۴
۲۷۷	شاہ محمد ابن حسن طاہر		
	قادری -		۲۶۷

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۲۷۸	سید شاہ میر -	آگرہ	۲۸۰
۲۷۹	شیخ شاہ علی احمد آبادی	احمد آباد	۳۰۶
۲۸۰	شیخ شکر - -	ہیسوی	۳۰۷
۲۸۱	شیخ جوئباری -	-	۳۲۱
۲۸۲	شیخ شمس الدین زندہ دل		
	شیرازی -	بیجاپور کہنہ	۳۵۴
۲۸۳	شیخ عربی دیوانہ سندھی	-	۳۷۸
۲۸۴	شیخ شہاب الدین واصل	-	۴۰۰
۲۸۵	شریف شیخ -	احمد آباد	۵۰۴
۲۸۶	شیخ شریف محمد -	-	۵۰۶
۲۸۷	شیخ شمس الدین جالندھری	-	۵۸۸
	ص		
۲۸۸	شیخ صفی الدین ابراہیم ولد		
	عبد اللہ رازی -	-	۳۸
۲۸۹	شیخ صوفی بدہنی		
	باشندہ کیتھل -		۶۷
۲۹۰	شیخ صدر الدین عارف		
	ابن شیخ بہاؤالدین زکریا	-	۷۹
۲۹۱	شیخ صدر الدین ذاکر ابن		
	شیخ شمس	بڑودہ	۳۴۹
۲۹۲	شیخ صدیق بڑودہ -	بڑودہ	۳۸۶
۲۹۳	قاضی صدر الدین لاہوری	بروچ	۴۱۰

نمبر شمار	صاحب ذکر کا نام	مدفن	صفحہ
۴۰۹	شیخ غیاث الدین انگور	۰	۲۱۵
۴۱۰	مولانا غوثی حسن مصنف گلزار	-	۶۱۱
	ف		
۴۱۱	شیخ فخر الدین حسین زنجانی	لاہور	۲۵
۴۱۲	شیخ فخر الدین احمد اجمیری	۰	۳۸
۴۱۳	شیخ فخر الدین زاہدی	میر ٹھٹھہ	۴۵
۴۱۴	شیخ فرید الدین گنجشکر ابن سلیمان	پٹن	۴۸
۴۱۵	انجمن فرزندان و خلفاے شیخ فرید الدین گنج شکر	۰	۴۹
	شمار خلفاے گنجشکری	۰	۵۲
۴۱۶	شیخ فخر الدین ثانی ابن شیخ شہاب الدین حق گو	۰	۵۸
۴۱۷	مولانا فصیح الدین	۰	۸۵
۴۱۸	مولانا فخر الدین مروزی	۰	۹۰
۴۱۹	مولانا فخر الدین زرادی	۰	۱۰۹
۴۲۰	مولانا فتح اللہ	۰	۱۵۶
۴۲۱	شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری	جونپور	۱۹۱
۴۲۲	شیخ فضل اللہ گجراتی	رہتک	۲۴۰
۴۲۳	شیخ فخر الدین ابن شیخ داؤد	آگرہ	۲۸۱
۴۲۴	شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی ملتانی	مانڈو	۳۰۸
۴۲۵	شیخ فتح اللہ راج گڈھی	۰	۳۴۳
۴۲۶	شیخ فتح اللہ بھڑوچی	۰	۳۳۵، ۴۴۵
۴۲۷	شیخ فیض اللہ نارنولی	۰	۵۶۱
۴۲۸	شیخ فرید ابن شیخ عبد الحکیم	۰	۷۰۳
	ق		
۴۲۹	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی ابن شیخ کمال الدین موسیٰ	دہلی	۳۹
۴۳۰	انجمن فرزندان و خلفاے خواجہ قطب الدین بختیار	۰	۴۲
۴۳۱	شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین	شہر ہانسی	۹۶
۴۳۲	مولانا قاسم	۰	۱۶۲
۴۳۳	مولانا قاضی خان ابن یوسف ناصحی	۰	۲۶۲
۴۳۴	قاضی قاضن سندھی	۰	۲۸۵
۴۳۵	قاضی قطب مجذوب		

تمت بالخیر

مصنف کے مختصر حالات اصل کتاب موسوم بہ گلزار ابرار کے مصنف کا نام مولوی محمد غوثی ابن حسن ابن موسیٰ شطاری ہے مصنف نے کتاب کے آخرین حصہ مین جہان پر اپنے والد ماجد شیخ حسن کا بیان لکھا ہے - وہین بلکہ اُسی ضمن مین اپنے حالات اور واقعات بھی - بالتفصیل تحریر فرمائے ہین - مگر اجمالاً بیان اس طرح پر ہے - کہ مولانا ہجری سنہ نوسو باسٹھ مین قصبہ مانڈو کے اندر پیدا ہوئے تھے - مانڈو کو زمانہ قدیم مین منڈو کرکے بولتے اور لکھتے تھے - یہین پرورش پائی - اور یہین بود و باش بھی رکھی تحصیل علوم مین شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد تھے - اور طریقت مین سلسلۂ بیعت غوث الاولیا شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہٗ تک پہونچتا ہے - اکبری سلطنت کا خاتمہ - اور جہانگیری عہد کا آغاز - آپ کے ہی زمانہ مین ہوا ہے - چونکہ یہ زمانہ - علم - فضل - معرفت - ثروت - اور اعزاز و وقار کے اعتبار سے اہل اسلام کے حق مین گویا خورشید نصف النہار تھا - اسواسطے فقرا - صلحا - اولیا - علما - فضلا - اور امرا و غیرہ وغیرہ بڑے اچھے اچھے لوگ اِس بے نظیر قدر شناس زمانہ مین رونق بخش بزم حیات تھے - مصنف کا علمی تبحر معمولی اور صرف عقلی و نقلی علوم مین منحصر نہ تھا - بلکہ عرفانی و وجدانی کمالات بھی حاصل تھے - اگر کوئی اندازہ شناس طبیعت - مصنف کا زور قلم اور عرفانی و وجدانی معلومات کا صحیح اندازہ دریافت کرنا چاہے - تو اُس کو اصل کتاب گلزار کی طرف رجوع کرنا چاہیے - کیونکہ صناع کی دستگاہ کا صحیح اندازہ - خود صنعت سے ہی ہو سکتا ہے - تاہم اس کی کچھ جھلک - ناظرین ترجمہ گلزار سے بھی دیکھ سکین گے -

مصنف کے مسکن مانڈو کے مختصر حالات۔ کسی زمانہ مین مانڈو ایک عجیب پرفضا شاہی اور اولیاء اللہ کا شہر رہ چکا ہے۔ یہ بستی ملک مالوہ مین شہر دہار سے بارہ کوس کے فاصلہ پر جنوبی سمت مین واقع ہے بزمانہ قدیم۔ اسی بستی کے قلعہ مین ایک مدت دراز تک سلاطین خلجی اور غوری کا پایۂ تخت رہا تھا کہتے ہین۔ آب بے شمار بڑی بڑی عالیشان عمارتین۔ اِس اجڑی ہوئی بستی مین ویران پڑی ہوئی بھائین بھائین کر رہی ہین۔ اور زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین۔ **بیت**

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ	آثار پدیدست صنادید عجم را

تمام بستی مین اب چند مفلس بے سر و سامان آدمی آباد ہین۔ افسوس۔ وہ ذی ثروت اصحاب کہان گئے جنھون نے یہ محلات اپنے اور اپنی جانشین اولاد کے آباد رہنے۔ اور عیش و آرام پانے کے واسطے بے شمار روپیہ لگا کر تعمیر کرائے تھے۔ اب نہ وہ لوگ ہین۔ نہ اُن کی اولاد ہے۔ اور نہ کوئی اور نام لیوا ہے واہ عجیب خداوند جل شانہ کی شان بے نیازی ہے۔ کیسی آباد اور سرسبز بستی۔ کس تباہ حالت مین جا پڑی

کتاب کے مختصر حالات اس کتاب کا اصلی نسخہ فارسی زبان مین ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ اور ایک ہزار بائیس کے درمیان مین یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ اُس وقت مین جہانگیری سلطنت کا دور دورہ تھا۔ اسی مرحوم شاہنشاہ کے نامی نام پر کتاب معنون بھی کی گئی ہے اولیاء اللہ کے حالات مین یہ عجیب و غریب کتاب ہے۔ اولیاء اللہ کے تذکرے اور بھی موجودِ زمانہ ہین۔ مگر یہ کتاب یہی کتاب ہے۔ اس کے اندر بضمن حالات۔ جا بجا بتقریب تقریب اور موقع موقع سے تصوف کے نکات بلکہ وحدۃ وجود کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہین۔ مصنف نے حمد و نعت کے بعد۔ آلہی اسما کی جنگ کی داستان عجب دلچسپی کے ساتھ لکھی ہے۔ اس مین شک نہین۔ اللہ تعالیٰ عز اسمہ کی مقدس ذات۔ قدیم ہے۔ نہ اُس کی ابتدا ہے۔ نہ انتہا ہے۔ ہمیشہ سے تھی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ (ابدالاباد) تک رہے گی۔ اور جس طرح اُس کی ذات قدیم ہے۔ اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہین۔ اِس بنیاد پر مصنف نے ثابت کیا ہے۔ کہ زمین۔ آسمان۔ شمس۔ قمر۔ نیز دیگر کواکب۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ غرض کہ تمام عالم کا ظہور جو کچھ بھی ہوا ہے۔ باقتضائے کمالات اسمائی ہوا ہے۔ اور اس داستان مین ظاہر۔ باطن۔ قابض۔ باسط۔ اول۔ آخر۔ ضار نافع۔ رحیم کریم۔ عدل وغیرہ وغیرہ اسما کے افعال نہایت خوش نما شان مین بیان کئے ہین۔ یہ کتاب من اولہ الی آخرہ انوکھے استعارات اور اچھوتی تشبیہات سے مالامال ہے۔ سچ ہے۔ **بیت**

خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران | گفتہ آید در حدیثِ دیگران

یہ کہنا غالبًا ناموزون نہین ہے - کہ اس کتاب کی جان یا روح جو کچھہ ہین - یہ استعارات اور تشبیہات ہی ہین - ایک تو اولیاء اللہ کے حالات - دوسرے ان حالات کے ادا کا رنگ - بالکل زمانہ سے نرالا جس نے اصلی کتاب کا حسن دوبالا کر دیا ہے - آج کل کا تو کیا ذکر ہے - غالبًا اپنے زمانہ تصنیف مین بھی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہوگی - اس کتاب مین ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر سنہ ایک ہزار بائیس تک چارسو بائیس برس کے اولیاء اللہ کے حالات - جہان تک بھی مصنف کو بہم پہونچے ہین - چار چمن اور ایک ضمیمہ (خاتمہ) مین درج کئے ہین - ہر ایک صدی کے حالات جداگانہ چمن مین اور بائیس برس کے حالات کچھہ تو چوتھے چمن مین شامل کئے ہین - اور کچھہ ضمیمہ مین - انہین مین وہ بزرگ بھی ہین - جن کے مبارک وجود سے بزمانہ تصنیف بزم حیات مین زیب و زینت تھی -

ترجمہ کا خیال پیدا ہونے کی بنیاد - - -

یہ کتاب اب تک طبع نہین ہوئی - بلکہ روز تصنیف سے آج تک سوائے معدودے چند قلمی نسخون کے - نقل کے ذریعہ سے بھی اس کی اشاعت کا ہونا پایا نہین جاتا ہے - اور بڑے افسوس کی بات ہے - کہ ایسی بے نظیر کتاب اس طرح کنج گمنامی مین پڑی رہے اتفاق وقت سے اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ تقریبًا دوسو برس کا لکھا ہوا - مکرمی و محترمی مجمع خوبی ہائے بیکران خان ذی شان جناب منشی محمد الہ یار خان صاحب دام فیضہ کو دستیاب ہوا - منشی الہ یار خان صاحب - اور منشی خدا یار خان صاحب دونون حقیقی بھائی - شہر اُجین کے دولت مند امراین سے ہین - صاحبِ اخلاق - صاحب مروت - عالی درجات - ستودہ صفات - سراپا نیک - اور نیک سیرت ہین - اِن دونون بھائیون کو اگر نیّرین برج سعادت کہا جاوے - تو ناموزون نہین ہے - اور شہر اُجین وہی پرانی اُجین نگری ہے - جو زمانہ قدیم مین راجہ راجگان بکرماجیت کا پایہ تخت رہ چکی ہے - غرض کہ جب اِس کتاب کا قلمی نسخہ - منشی الہ یار خان صاحب کو دستیاب ہوا - تو صاحب ممدوح نے از راہ دریا دلی و عام فیض رسانی چاہا - کہ یہ کتاب طبع کرا کر عام طور پر شائع کی جاوے - لیکن چونکہ اس کی دقیق عبارت - زمانہ قدیم کے رنگ مین بلاغت اور فصاحت کے حسن سے سرشار ہے - اور زمانہ حال کی جدت پسند طبیعتین اس رنگ سے مانوس نہین -

اسواسطے ارباب مطابع کے انکار پر یہ خیال مین آیا - کہ چونکہ عام طور پر سب لوگ اصل کتاب سے حظ نہین اٹھا سکتے ہین - لہذا اس کا اُردو ترجمہ ہوکر شایع کیا جاوے - اِس بنیاد پر خان صاحب ممدوح نے ازراہ حسن ظن - ترجمہ کے واسطے یہ کتاب حوالہ فقیر مترجم کی -

ترجمہ کے آغاز اور انجام کا بیان

یہ مہتم بالشان کام مجھہ ہیچ مدان کی طاقت سے بہت زیادہ تھا - اسواسطے باوجودیکہ سات آٹھہ برس تک اصل نسخہ میرے پاس رہا - مگر مین کچھہ کام نہ کرسکا - اور اس عرصہ مین اظہار عجز و معذرت چند بار مین نے معافی بھی چاہی - مگر وہ مقبول نہین ہوئی - بلکہ بجاے اس کے خان والاشان کا اصرار شروع ہوا - مجبور ہوکر اِس کام پر دل نہادہ ہونا پڑا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ کام مجھہ ناچیز سے لینا تھا - اور کچھہ اِن بزرگون کا تصرف تھا - جن کے حالات زینت بخش کتاب ہین - کہ اِس کام پر میری ہمت ہوئی اور زمانہ کی طرف سے بھی موقع فرصت کافی طور پر ملا - لہذا حق سبحانہ کا نام لیکر مہینے ہجری سنہ تیرہ سو چھبیس مین ترجمہ کا کام شروع کیا - اور اسی سال مین محض عنایت الٰہی سے ختم بھی کر دیا -

ترجمہ کے متعلق حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی فیضان کا بیان -

یہ بھی حق سبحانہ کی عنایت اور اولیاء اللہ کے روحی تصرف کا فیضان تھا - کہ دوران ترجمہ مین فقیر کو جو مشکلات اور دشواریان پیش آئین - وہ وقتاً فوقتاً ادنیٰ توجہ سے حل ہوتی گئین - نیز خان والاشان کے دل مین اولاً ترجمہ کرانے - اور اِس کے بعد بصرف زر کثیر چھپوانے کا خیال پیدا ہوا - اور بالآخر چھپوا بھی دیا - اور یہ بھی کچھہ اللہ جل شانہ کی عنایت اور فیضان مذکور کی برکت ہے - کہ اصل کتاب کا نام گلزار ابرار ہے - اِس ردیف کو ساتھہ لئے ہوئے ترجمہ کا تاریخی نام - مناسب مضمون کتاب اور بے نظیر - اذکار ابرار برآمد ہوا جس کو عزیزی قاضی عزیزالدین رخشان جیوری[ا] سلمہ نے تجویز فرمایا ہے - بارے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر ہے - کہ یہ کام ہوگیا - اور خوش اسلوبی کے ساتھہ ہوگیا -

حق سبحانہ کی عنایت کا شکریہ اور مترجم کی دعا -

یادگارون مین بہترین یادگار تصنیف اور تالیف ہے - اور تصنیف و تالیف مین بھی وہ حصہ - جس کا موضوع حمد یا نعت یا اولیاء اللہ کے مقدس اور بابرکت حالات ہون - مین اپنے حقیقی منعم حق سبحانہ کا شکریہ کیون کر ادا کرون - کہ اُس نے مجھہ ناچیز کے ہاتھہ سے ایسی

[ا] ضلع بلند شہر قسمت میرٹھہ مین جیور نامی ایک قصبہ ہے - قاضی عزیزالدین رخشان اور مترجم اسی قصبہ کے باشندے ہین

مقدس کتاب کے ترجمہ کی خدمت کی - اور محض اپنی عنایت سے پورا بھی کرا دیا - اب بکمال ادب
اُس کے حضور مین اس عاجز کی بستہ بستہ یہ دعا ہے - کہ جس طرح ترجمہ کے کام مین اُس نے بلا استحقاق
مجھکو امداد دی ہے اسی طرح محض اپنے فضل - احسان سے اس ہدیہ محقر کو مقبول عام بھی فرما دے - نیز
ناظرین کو اس کے فیض و فائدہ کا کامل حصہ عطا کرے - نیز اس خدمت کے صلہ مین نہین - بلکہ محض اپنے
انعام و اکرام سے - حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولیاے کرام کے تصدق مین اس روسیاہ
خاکسار مترجم کے گناہون کو معاف فرما دے - اور جناب داالاخان صاحب کو جو خالصًا مخلصًا
توجہ اللہ ترجمہ اور اشاعت ترجمہ کا باعث ہوئے ہین - اُن کی خلوص نیت کے صلہ مین دینی اور دنیاوی
مرادون مین کامیاب کرے - آمین - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

ذرہ ناچیز

فضل احمد عفاعنہ

مترجم

✦
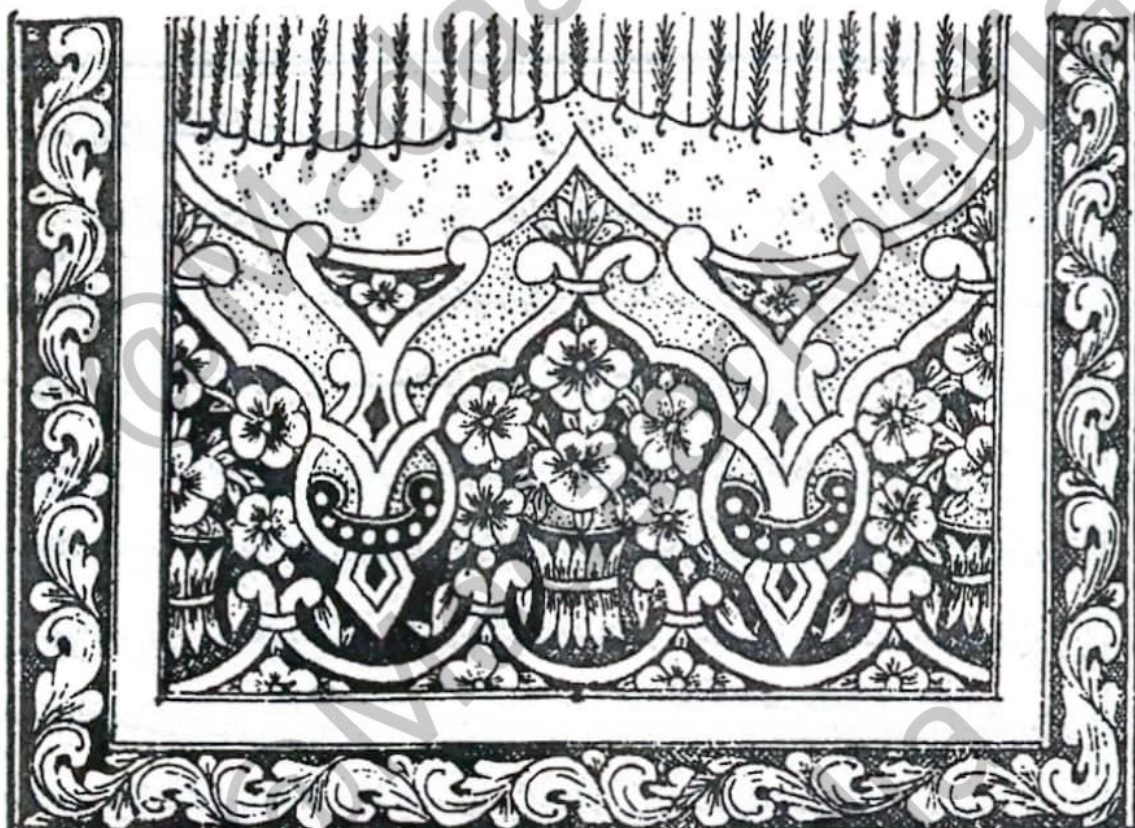
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

این خطبہ کہ من سکۂ شاہی دارد	این شاہی من شانِ آلہی دارد
کارے نہ کشاید ز رسائی نگہسان	کین نامہ بسے ژرف نگاہی دارد

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[۵۱] کے تسبیح خانہ مین تمام کائنات اور موجودات کے افراد بردہ علم (عدم) سے بزم عین (وجود) مین آکر سخن سرائی کر رہے ہین - بعض لسان حال سے اور بعض زبان قال سے - تاکہ ہر ایک فرد جس حرف کو سب سے زیادہ عالی مرتبہ سمجھے - اُس کو اپنے لیے تجویز کرکے خداوند متعال اور آفریدگار بیہمال کی ستایش اور شکرگزاری کے لایق قرار دیوے - اگرچہ ایسے حروف سے آفریدگار عالم کی حمد کا کمال تو ظاہر ہوتا نہین ہے - اور نہ آواز لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ[۵۲] کے سوا کوئی اور بات گوش الہام نیوش مین پہونچتی ہے - لیکن باینہمہ جس حرف کی آواز مین درستی کا آہنگ ہوتا ہے وہ درجہ قبولیت پاتی ہے - اور نیز اُس کو وحدت کے باصفا اور عالی شان محل مین الٰہی نوازش کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور جو قول صدق وصفا کے نغمہ سے معرّا ہوتا ہے - وہ پہین حالت پستی مین رہ جاتا

۵۱ - جتنی چیزین ہین - سب اوس کی حمد وثنا کے ساتھ اوس کی تسبیح وتقدیس کر رہی ہین ۱۲

۵۲ - اے پروردگار عالم جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے افسوس کہ مین احاطہ نہین کر سکتا ہون - ۱۲

اور اُس کو رحمانی سود خانہ مین قانون طریقت پر جگہہ نہین ملتی۔

جس طرح حمد الٰہی کے تسبیح خانہ مین تسبیح و تقدیس کا دور جاری ہے ۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ[۱]
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی خانقاہ مین موالید ثلثہ ۔ آبائے تسعہ ۔ اور امہات اربعہ غرض سب نے
خط فرمان برداری پر سر رکھہ چھوڑا ہے ۔ بعض الفاظ کے ذریعہ سے ۔ اور بعض معنی مثل پرکار درود خوانی کے
چکر مین ہین ۔ تاکہ ہر ایک ۔ اِس درود خوانی کے پردہ مین ۔ اپنی دعا اور ستایش کا اظہار کرکے سرمایہ درود کو بانی
شریعت و طریقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری کا نگینہ اور حلقہ کرکے مانے گو نگینہ ہو یا حلقہ ہو ۔
کوئی بہی ایسی قابلیت نہین رکہتا ہے ۔ کہ انگشت نبوت اور دست رسالت کے واسطے موزون
ہو ۔ تاہم جو حلقہ اخلاص کے نگینہ سے مرصع ہوتا ہے ۔ وہ ضرور انگشت قبول مین جگہہ پاتا ہے اور جس
حلقہ مین غرض کے میل کا میل ہوتا ہے ۔ وہ پہینک دیا جاتا ہے ۔ اور نیز آہنی کڑون کی طرح ۔ نامقبول
دروازون پر آویزان کر دیا جاتا ہے ۔

علیٰ ہذا القیاس اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ[۲]
کے ہنگامہ مین انواع و اقسام کے کونی و مکانی مظاہر اور جواہر ۔ کمالات اسمائی کے فرمان سے وجود مین
آئے ہین ۔ جن مین سے بعض نے طریق ہدایت قبول کیا ہے اور بعض غار گمراہی مین اوندہے منہ جا پڑے
ہین ۔ مگر کیا باعتبار ترکیب ۔ اور کیا باعتبار بساطت سب نے ہستی کی دو رنگی قبا اولٹی زیب بدن کر رکہی ہے
تاکہ ہر ایک فرد ۔ ایک جداگانہ مظہر کی پیروی اور پرستش اختیار کرکے عنصری اور فلکی نمائش گاہ کی اصلی
غرض سمجہے نیز علمی اور عینی تعینات کی علت غائی معلوم کرے ۔ اور نیز انتظام عالم کو اوسکی قدرتی رفتار
کے بموجب قایم رکہے ۔ ۔ باوجودیکہ نفس الامری حقیقت اور اصلی کیفیت مخفی ہی رہتی ہے ۔ لیکن جس
خدمت کا سبب خدا طلبی ہوتا ہے ۔ اُس خدمت کا انجام دینے والا بالآخر اُس خدائی اسم کو پہونچ جاتا
ہے ۔ کہ جس اسم کی خصوصیت کے ساتھہ (جس اسم کی رحمت کے ذریعہ سے) وجود مطلق اوس فرمان بردار
کی ماہیت مین مقید ہوا ہے ۔ اور نیز وہ اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً[۳] کی وسیع اور پرفضا آبادی مین خرامان خرامان پہرتا ہے ۔
اور جس بندگی کا باعث و بنیادی نمود و نمائش ہوتا ہے ۔ اُس کے کرنے والے کو بحالت بیماری ۔ اوس کی

---

[۱] اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بہیجتے رہتے ہین ۱۲ [۲] بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور
دن کے آمد و شد مین ۱۲ [۳] بیشک جنت اللہ کی ہی ہے ۱۲ -

آرزوؤن کی شکلوں مین چند خواب نظر آتے ہین - اور وہ اپنی کوتاہ بینی سے فوری فائدہ پر راضی ہو کر
مَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ[۵۱] کے لق ودق میدان مین سرگردان اور پریشان رہ جاتا ہے
أَيُّهَا الْعَاشِقُونَ الٰہی صفات کی باہمی رنگارنگ صلح وجنگ کا رنگین قصہ ایک عظیم الشان
داستان ہے اور ایزدی اسما کی شاخ در شاخ منازعت ایک عجیب باغ ہے - خالق کائنات کی
شانین اور قابلیتین ایک مرد آزما معرکہ ہے - اور خدائی تجلیات کی کشاکش سے دل کو صحیح وسالم بچا لیجانا -
ایک جاودانی بہشت ہے - یہ گفت وگو عجب دل آویز گفت گو ہے - اس کا مختصر بیان اس طور پر ہے -
یعنی باطن کا اندیشہ یہ کہ کُنْتُ كَنْزًا کے بے بہا جواہر کو ظاہر کا ہاتھ تک نہ لگنے پاوے - اور ظاہر
کی فکر یہ - کہ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ[۵۲] نفیس خزانے باطن کے تہ خانہ مین مخفی نہ رہین - اور علی ہذا
قابض و باسط - اول واٰخر - ضار و نافع یہ سب اور نیز دیگر تمام اسما جو باہم متقابل یک دیگر
ہین خواہان کار ہوئے - اور ہر ایک اپنی ذاتی خصوصیات پر ناز کر کے خلافت اور سلطنت کا طلبگار
ہوا - پس چار و ناچار نتیجہ یہ ہوا - کہ سب نے اپنا قضیہ مدار المہام مالک کی بارگاہ مین رجوع کیا مدار المہام
نے آنے والون کو مالک کے پائے تخت مین حاضر کر دیا - وہان پر سلطان الاسما نے ارباب
تنازع کو اپنی نوازش اور خاص توجہ سے خوش کر کے اولاً دولت خانہ جمال وجلال مین ٹھیرایا - اور بعدہٗ
بہ توسط ستارہ پردہ دار فرمان وہی عطا فرمانے کا عہد وپیمان ہر واحد کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اس طرح کیا
کہ ایک نے عہد وپیمان سے دوسرے کو بالکل آگاہی نہ ہوئی - اس کا آخرین نتیجہ یہ ہوا - کہ سب کے
دماغون مین آرزوے فرمان روائی کا ایک جوش پیدا ہو گیا - جب اس طرح سے آمادگی جنگ ہو کر علم کھل
گئے - تو خبیر جاسوس نے شاہنشاہ ذات کے حضور مین اسما اور صفات کی باہمی جنگ وجدال کا
حال اس طرح پر ظاہر کیا - کہ اسما - صفات - اور افعال کے لشکرون مین کمال کش مکش اور دار وگیر
پیدا ہو گئی ہے - اُس وقت سلطان احدیت کا حکم صادر ہوا جس کے بموجب قہار نقیب نے
سب کے ہاتھ باندھ کر حضور ذات مین حاضر کر دیا - حضور سے نور وزیر کو حکم دیا گیا - کہ صلح
کرا دی جاوے - اِس طرح کہ پیمان شکنی نہ ہو - اور ہر ایک کی آرزو پوری ہو جاوے - نور نے

---

[۵۱] - وہ آخرت مین بے نصیب ہے ۱۲ [۵۲] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے رکھے
خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲ -

مختار پیشکار کے مشورہ سے **حکیم** اور **عدل** کو منتخب کیا - اور کہا - کہ اسمائی شورش ایسی تدبیر سے فرو ہونی چاہیئے - کہ سلطان الاسما کے اقرار و اوامر میں تغیر و تبدل نہ آوے - اور باایں ہمہ سب کی خواہش پوری ہو جاوے - ان دونوں برگزیدہ اصحاب نے یہ باہمی مصالحت کا کام **علیم و خالق** کے سپرد کیا - اور ان دونوں صاحبان دانش و بینش نے **مبدع** اور **معید** کے اتفاق سے مظاہر کی بہت سی اقلیمیں - ہر ایک اسم کے مناسب حال عالم کے وحدت خانہ اور چین کی بزمگاہ میں ترتیب دیں - اس تجویز سے ظاہر و باطن کا شور و غوغا یکبارگی مبدل بہ سکوت ہو گیا - اور جس قدر تقاضائی تھے - سب کے سب کسی جگہہ آمر اور کسی جگہہ مامور ہو کر اپنے اپنے حصہ ملک میں فرمان روا ہو گئے -

القصہ ایک روز جامع کے دلکشا مکان میں - صفات جلیلہ کے بہت سے گروہ فراہم ہوئے - اور اس بات کے شکرانہ میں - کہ تنازع کا گرد و غبار فرو ہو گیا - جشن کے نام سے ایک انجمن منعقد کی - اور اُس میں باہم استحکام کے ساتھہ عہد و پیمان کیا - کہ ہم اِس صاحب صلح کل کے بہشت نما مکان سے ہرگز جنبش نہ کرینگے - **جامع** نے یہ حال ذات مقدس کے حضور میں عرض کیا - حضور ذات نے قبول کر کے تخت وجوب پر اجلاس فرمایا اور اذن عام دیا - اُس وقت یکایک **اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً**[۱] کی منادی ہوئی اور آدم خاکی کا کالبد بنایا گیا -

بیت

دوش دیدم - کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

یہ حال دیکھکر صلح کرانے والوں نے اور نیز صلح کرنے والوں نے غرض کہ سب نے اِس نزہت آباد مقام پر ترنم کنان ایک مجلس حقائق ترتیب دی - اور اُس میں از راہ اُلفت و محبت بادہ وحدت کا دور چلا - اور عالم مدہوشی میں ایک دوسرے کے ساتھہ اتفاق کر کے راحت یاب ہوئے - اور ذات اقدس کی حمد و ثنا کر کے اپنا اعتبار پیدا کیا - خلاصہ یہ - کہ صاحبان جمال و جلال نے جب **جامع** نامی مجموعہ قابلیات کا تماشا خانہ اچھی طرح دیکھہ لیا - تو ہر ایک کے دل میں ہوس اور سابقہ عہد و پیمان کے خیال سے یہ جوش پیدا ہوا - کہ ایسی آباد اقلیم کا صاحب تاج تنہا میں ہی بنوں - اسواسطے نسل آدم سے

[۱] - میں زمین میں (اپنا ایک) نائب بنانے والا ہوں ۱۲

بے شمار انسانی مظاہر پیدا کیے گئے - اور چہرہ نویس مصور نے اون کی فہرست کے اوراق کو حوالہ
[1] مصور
مُحصّی کیا - اور بفرمان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اور بامتثال قَالُوْا بَلٰی ہر ایک انسانی مظہر کو منجملہ اسما ایک
اسم کے تحت مین لکھکر انسانی مظہر کو اُس اسم کی حکومت کی قلم رو قرار دیا - لیکن جو صوبہ دار قایم ہو چکے
تھے - وہ بوجہ سابقہ عہد و پیمان کے جامع اور احدیت کی دار السلطنۃ سے اپنے اپنے حصہ ملک
کو جو ادنہین دار الملک شہود مین ملا تھا - کچھ کر نہین سکتے تھے - لہذا چار و ناچار اپنے آثار و احکام
یعنی گماشتون کو مقرر کیا - کہ ہر ایک مالکانہ حیثیت سے اپنے مقام پر سلوک کرے - حکیم اور عدل نے
بھی حکمت و عدالت کو امین الملکی کا عہدہ عطا فرما کر صدر الذکر حکام کے گماشتون کے عقب مین
روانہ کیا - چونکہ سلطان وجود کے قرب اور نیز قہر کے سبب سے اسما کے شہر مین آثار تقابل سر نہین
اوٹھا سکتے تھے - اسواسطے حکام صوبہ دار نے ستّار و غفّار کو درمیان مین ملا کر حضرت سلطان
''اسما سے اس طرح خفیہ اجازت حاصل کر لی - کہ عدل کو خبر بھی نہین ہوئی - جو گروہ باہم متقابل
اور ضد یک دیگر تھے - اب اُنہون نے اختلاف اور تباین کے خاندان ناسوتی اقلیم و عالم
اجسام مین مقرر کیے - آثار و احکام یعنی صوبہ دارون کے گماشتے بھی اِن معانی (تقابل) کو اپنی
حکام مین مخفی سمجھے ہوئے تھے - اِس لیے اُنہون نے آنے والون کو ہاتھون ہاتھ لیکر اپنے دار الخلافۃ
مین ہر ایک کے واسطے جو مکان مناسب سمجھا - نام زد کر دیا - اِس اثنا مین یکایک شاہنشاہ احدیت کی بارگاہ
سے دوری پیدا ہو گئی اور عقل و نفس کے بارہ مین - اور نیز یہ کہ جواہر و اعراض جداگانہ صورت مین کس
منشا سے پیدا کیے گئے ہین - اِس کے بارہ مین اختلافات جو ظاہر ہوئے - وہ الگ رہے پس جس قدر
خرابی ملک مین پیدا ہوتی گئی اُسی قدر صفات حمیدہ یہان سے سامان اقامت اوٹھا کر عالم
ملکوت کو ہجرت کرتی گئین - اوصاف ذمیمہ کے ساز و سامان فراہم ہو گئے ملک کی کارروائی نفس
کے ہاتھ مین آئی - روح جس کو ربّ مطلق کا نائب کہنا چاہیے - اُس کے خان و مان کی رونق جاتی رہی
اور خاندان نفس کی آبادی شروع ہو گئی - امین الملک کو معزول کر کے - قید کر دیا - اِس سبب سے اکثر مقام
کو یسے شہر تاراج - اور بہت سے انسان تباہ ہو گئے - مگر جو لوگ کوشش کر کے از راہ اخلاص امین کے
دولت خانہ مین پہونچ گئے - اور امین کا ارشاد گوش قبول سے سنکر اپنے دل کا دامن آہستہ آہستہ

---

[1] - کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون [2] سب بولے - ہان ۔

کارکنان نفس کے ہاتھ سے کھینچ لیا - اور جس طرح کہ امین نے راستہ بتایا - اُسی طرح منزل در منزل قافلہ ہدایت کے ہمراہ چلکر وحدت کے دار السلطنۃ مین جا پہونچے تو اون کو راہبر یعنی امین نے **ھادی** کی بارگاہ مین حاضر کر دیا - اس حقیقی رہنما یعنی **ھادی** نے دادخواہان عالم خاکی کی حقیقت حال کا ترجمہ اپنی زبان مین بحضور اقدس عرض کر کے التماس کیا - کہ نفس کے دست ظلم سے رہائی دیجاوے - ارشاد ہوا کہ جو لوگ بارگاہ وحدت مین حاضر آئے ہین - یہ سب **حفیظ** اور **مغیث** کی حمایت مین سپرد کر دئے جاوین - تاکہ آیندہ پھر اوس نالائق نفس کی بداندیشی سے اِن کو اذیت نہ پہونچے - اور جو شیوہ صلح کل کا اسما و صفات کے لشکرون مین حکیم و **عدل** کی تدبیر سے قایم ہو گیا ہے - وہ ہی طریقہ صلح کا یہان ذریعہ فرمان امین الملک جاری کر دیا جاوے - ان دونون صاحبون نے باہم موافقت اور مصالحت کر دینے کے واسطے حکم صادر فرماکر جو مظلوم تھے - اُن کو یکبال سرفرازی واپس کیا - اِس حال پر جب غسادیان عالم ناسوت کو آگاہی ہوئی - تب وہ اسیمہ اُلٹے پاؤن بھاگے اور اسفل السافلین مین آکر دم لیا - اور انسانی دربار مین جا بجا گوشہ گزین ہو گئے - اِس کے بعد پھر ملکوت اعلیٰ کے قافلہ والون کی آمد و رفت کا سلسلہ اس عالم مین شروع ہوا - اور عالم جبروت کے سوداگرون کا داد و ستد عالم شہود کے باشندون کے ساتھ از سر نو آغاز ہوا - غرض کہ جہان وجوب نے صحراے امکان کے ساتھ اتصال پیدا کیا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو افراد بارگاہ الٰہی مین گئے تھے - اُن مین سے بعض افراد نبوت و رسالت کے معزز تخت پر جلوس فرما ہوئے - اور بعض کو ولایت و امامت کی اقلیم کشائی کا مرتبہ عطا ہوا - اور اِس طور پر سب نے طریقہ رہنمائی اختیار کر کے خود شناسی کے چہرہ کو خدا دانی کے رنگ سے رونق دی - اور منجملہ کارفرمایان بارگاہ الوہیت کسی نہ کسی کے ساتھ - ہر ایک نے نسبت پیدا کر کے صوبہ آفرینش مین اپنی اپنی باری سے ورود فرمایا - اور تذکرہ نویسون کا گروہ جو عقب سے پہنچا - اُس نے اپنی قلم کو اُن اصحاب کے حالات لکھنے مین رطب اللسان کیا - جو بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ[۵۱] کے سنسان جنگل مین بیٹھے ہوئے اپنے دلون کی تعمیر اور صفائی مین مصروف ہین - اور اوراق تحریر کو ارباب بصیرت کے لیے عبرت نامہ بنایا - یہ مختصر حالات جو گذارش ہوئے - ازل سے ابد تک کی

---

۵۱ - جو دروازہ کے اندرونی طرف ہے - (جدہر مسلمان ہین) اوس سے تو (خدا کی) رحمت ہوگی اور اُس کے بیرونی طرف (جدہر منافق ہین) عذاب (الٰہی) ہوگا - ۱۲

سرگزشت کا ایک نمونہ ہین - کیونکہ حال جو گزر رہا ہے وہ ایک ہی طریقہ پر گزر رہا ہے - ماضی و مستقبل زمانہ کے صرف اعتباری نام ہین - درویشون کی معلومات جس صیغہ مین کہ قلم تعبیر سے ادا ہو گی - اُس کو تغیر و تبدل نہین ہے - معنی بس حاصل بالمصدر ہے - اِس کے سوا کچھ بھی نہین -

بیت

امروز دیری ودی و فردا — ہر چار یکے بود تو فردا

بیت

آنچہ ما گفتیم دی امروز میگوید کسے — باز چون فردا شود شخصے دگر متکلم است

تمہید فراہم آمدن این نامہ وشمہ از بیان باعث

امابعد - حیران انجمن دانش و بنیش - سرگردان بادیہ عجز و نادانی - نو آموز دبستان عقل و نقل ہیچمدان صومعہ کشف و تحقیق محمد غوثی ابن حسن ابن موسی شطاری جعلہ اللہ ممن یحبہم عرض کرتا ہے - کہ جب حسب فرمان امر ایجادی - اِس ہیچمدان کی نوبت آئی - حافظ -

دور مجنون گزشت و نوبت ماست — ہر یکے پنج روز نوبت اوست

تو دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے حالات ترتیب اور تالیف کرنے چاہئین - یہ آرزو میرے دل مین ہجری سنہ نو سو اٹھانوین کے آغاز سے آتی تھی - اور جاتی تھی - جب ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ شروع ہوا - اور اولیائے ہند کے کچھ حالات - کتاب اکبر نامہ مین نظر سے گزرے - تو آرزوئے مذکورہ دل مین جاگزین ہو گئی - لیکن خلوتخانہ دل سے باہر نکل کر میدان عبارت مین نہین آتی تھی - حتی کہ ہجری سنہ ایک ہزار دس آگیا - اور کشور کشا شہنشاہ اکبر شاہ نے بارادہ فتح دکن و خاندیس کوچ فرما کر دارالاسلام برہان پور مین مقام کیا - یہان لشکر کے ہمراہ اُمرا اور فضلا بھی تھے جن مین سے بعض کو متاخرین اور ہم عصر بزرگون کے احوال و اطوار کے مطالعہ کا شوق تھا اور میرے ارادہ سے بھی واقفیت تھی - ایک روز ان اصحاب کے جلسہ مین مجھسے دریافت کیا گیا - کہ جو خیالات تمہارے ضمیر مین ہین - اون کو بذریعہ قلم میدان عبارت مین اب تک کیون پیش نہین کیا - اسکے جواب مین مجھ کو حیرت ہوئی - اگر یہ کہتا ہون - کہ زمانہ کی کج رفتاری و نا موافقت اور

میری غفلت و کم استعدادی نے مجکو باز رکہا۔ تو یہ جواب معمولی اور عادۃً عام ظاہر بین لوگون کا ہے۔ اور اگر یہ کہتا ہون۔ کہ کارخانہ الٰہی مین بحکم لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ گفت و شنید کی گنجایش نہین۔ تو یہ گفت و گو اُن یکتا لوگون کی ہے جنہون نے گوشۂ وحدت اختیار کر رکہا ہے۔ چونکہ کوئی طرز جواب کے واسطے موزون معلوم نہین ہوئی۔ لہذا چار و ناچار خاموشی اختیار کی۔ اس بنیاد پر سواے بے توجہی کے کوئی مانع نہین سمجہا گیا۔ اور ادہر اصحاب موصوف کی خواہش اور آرزو حد درجہ کی بڑہی ہوئی تہی۔ پس جہان تک ہو سکا۔ کمال کوشش اور ترغیب کام مین لائی گئی۔ اور نامہ و پیام کے ذریعہ سے اہتمام سابق کی تجدید کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو منظور تہا۔ کہ جو بات اندیشہ مین تہی۔ وہ ظہور پذیر ہو گئی۔ اور قلم نے تحریر کرنا شروع کیا۔ خداشناسون کے برگزیدہ احوال و اوصاف ہجری ساتوین صدی کے آغاز سے لیکر ایک ہزار سے کچہہ زیادہ تک فراہم کیے گئے۔ اور یادداشتون کی نوبہار سے ارباب زمانہ کے دلون مین بے انتہا شگفتگی پیدا کی گئی۔ خدا کرے۔ دوستون کا معرفت پذیر دماغ یقین و عبرت کی خوشبو سے معطر ہو۔

سخن در آرایش نامہ بنامی نامی کہ بنوید غیبی فرا دست آمد

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ سخن کے تصویر خانہ کا نقش و نگار سے سجانے والا جس کو ارباب علم نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہین۔ پیدایش کے اولین روز سے اس وقت تک اپنی فصاحت و بلاغت کی قلم سے سابقہ تصویر خانون مین اپنی معرفت و کرامت کی تصنیفات و تالیفات مین گوناگون رنگ آمیزی اور چہرہ کشائی کام مین لا چکا ہے۔ اور افسانہ نگاری مین کمال صفائی پیدا کی ہے۔ تاکہ عروس الفاظ کی زیب و زینت اور شاہد معانی کا حُسن دوبالا ہو۔ پس اسی طرح اُس نے راقم کے رسالہ کی طرف بہی توجہ فرمائی جس مین باکمال مشائخ کے احوال کی صورتین دکہائی گئی ہین۔ عبارت کے قالب کو یوسفی حسن سے آرائش دی۔ اور اشارات کے قالب مین عیسوی نفاس پہونک کر جان ڈالی۔ اور معًا اُسی وقت یہ خیال بہی پیدا ہوا ہر گاہ اِن چند یادداشتون کو مجہہ جیسے شخص کی قلم نے ترتیب دیا ہے۔ جو زمانہ کے نزدیک مجہول نا آشنا ہے لہذا یہ رسالہ اس قابل نہین ہے۔ کہ اس کا دیباچہ شہنشاہ زمانہ کے نام خجستہ فرجام سے معنون کرنے کی دلیری کی جاوے۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ بارگاہ خلافت مین جو اصحاب۔ ظاہری و معنوی دولت کے اعتبار سے برگزیدہ

ہین - ان مین سے کسی ایسے عالی درجہ صاحب کو اپنی امتیازی نظر سے منتخب کرون جو ہر ایک گفتار و کلام کے رنگ و روش اور طرز ہیئات سے واقفیت رکھتے ہون - اور پھر اُن کی بزم نشاط مین باغچہ درویشی کے اِس گلدستہ کو ہدیۃً پیش کرون - اس ارادہ سے جن عالی رتبہ اصحاب کی ذاتی وصفاتی خوبیان مجکو بذریعہ عقل و نقل معلوم ہوئی تھین - اُن کے محامد و محاسن - خصوصیت کے ساتھ ذہن مین مستحضر کیے - اور چمن خیال مین سب کو مدعو کر کے ایک محفل ترتیب دی - اور بہت کچھ غور و فکر کو کام مین لایا - کہ اِس حور سرشت عروس کا خطبہ کس کے نام نامی سے نامزد کرون - بعد غور یہ مناسب معلوم ہوا - چونکہ یہ ناطقہ کی حسین و جمیل دختر نسل خرد سے ہے - لہذا خیالی انجمن مین جو اصحاب تشریف رکھتے ہین - ان مین سے خرد ہی جس کسی کو منتخب کرے - اُسی کے نام سے یہ دختر نامزد کر دی جاوے - مگر اس فیصلہ پر خصلت انصاف گوشۂ دل سے اور قوت دور بینی کنارہ باطن سے - گھبرا کر پریشان حال دونون اوٹھہ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین کہ اِس کار خیر کا اختیار تنہا خرد کو نہین ہو سکتا ہے - بلکہ ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ اِس بارہ مین مشورہ اُن اصحاب سے لیا جاوے - جو اس کاغذی خانقاہ مین گوشہ گزین ہین - اور جب اجازت ان کی طرف سے حاصل ہو جاوے تب دلی مدعا ظاہر کرنا چاہیئے - اِس قرارداد پر دل بنہاد ہو کر چند سال تک انتظار کرتا رہا - لیکن جو اصحاب عالم خاک سے رخصت ہو چکے ہین - اُن کی طرف سے کسی قسم کا ایمانہ ہوا - ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - کہ دل ملول تھا اور حالت غم مین سر بزانو بیٹھا ہوا تھا - نسبت نامقبولیت نامہ طرح طرح کے خیالات ستا رہے تے - اسی اثنا مین غنودگی جو مقدمہ مدہوشی ہے - پیدا ہوئی - حواس جو غم ناامیدی سے نصف کے قریب جا چکے تے - تمام و کمال رہے سہے بھی باطل ہو گئے - اور روح جو قائل بلفظ انا (مین) اور اِس ویرانہ کا شحنہ ہے - بحکم اَللّٰهُ یَتَوَفَّی[۵] الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی عالم مثال مین جا پہونچی - جب راستہ مین ایک سایہ دار درخت کے قریب پہونچی - تو وہان پر درخت کے نیچے ایک نورانی شکل پیر کو دیکھا کہ ایک آراستہ تخت پر متمکن ہین - صاحب تخت کی کمال ہیبت اور حسن ہیئات کے مشاہدہ نے مجکو آگے بڑہنے سے باز رکھا - ناچار ازراہ امیدواری و ادب ہاتھ باندھ کر خادمانہ سایہ کے ایک گوشہ مین کھڑا ہو گیا - کیا دیکھتا ہون - کہ یکایک ایک پرندے نے جو طوطی کی طرح سبز رنگ اور ایک شاخ درخت پر بیٹھا ہوا

---

[۵] لوگون کے مرنے وقت اللہ اون کی روحون کو (اپنے پاس) بلا لیتا ہے - اور جو لوگ مرے نہین (اون کی روحین بھی) اون کے سوتے وقت (خدا کے ہان بلائی جاتی ہین) تو جن کی نسبت (خدا) موت کا حکم صادر فرما چکا ہے - اون کو (اپنے ہان) روک رکھتا ہے - باقی (روحون) کو (پھر دنیا مین) بھیج دیتا ہے ۱۲ -

تہا اپنا سر اونچا کرے گے - ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنی منقارے تخت پر چھوڑ دیا - اُس وقت اُس روحانی شکل تخت نشین نے بآواز اُنس و محبت مجکو پکارا - جب مین دو تین قدم آگے بڑہا - تو دل مین یہ خلش پیدا ہوئی کہ اس وقت موقع گفتار تو حاصل ہے - لیکن دریافت کے واسطے زبان کس طرح کہولون - کیونکہ تخت نشین کا رعب بیان تک غالب ہوگیا تہا - کہ دیکہنے کی آنکہہ مین اور نام پوچہنے کی - زبان مین بلکہ جان مین بہی - طاقت نہین رہی تہی - صاحب تخت نے یہ کیفیت میری موجودہ حالت سے معلوم کرلی - اور فرمایا - کہ میرا نام عبد اللہ ہے - اور نامہ لانے والا پرندہ تمہاری صورت علمیہ کی مثال ہے - یہ ارشاد سنتے ہی مجکو یقین ہوگیا - کہ شاہ عبد اللہ شطاری ہین - قدسنا اللہ باسرارہ المقدسۃ اِس کے بعد وہ لپٹا ہوا کاغذ میرے سپرد کیا - اور فرمایا - کہ پڑہو - مضمون مندرجہ کاغذ یہ تہا - جو سرتا سر بشارت تہا - کہ ملک کتاب جو عبارت اور الفاظ ہین - اگر اسپر تم کو اعتماد نہین ہے - تو مضائقہ نہین - لیکن کتاب کے ملکوت پر جو احوال مشائخ کا بیان ہے - تکیہ کرکے شہنشاہ زمانہ کے عظیم الشان نام پر کتاب کو معنون کرنا چاہیئے اور تواضع کو جس کا ثمرہ اس خاص جگہہ پر محرومی ہے - کسی دوسرے مقام پر کام مین لانا - جہان تواضع کا نتیجہ التفات ہو - تم کلامہ الحاصل یہ جامع کلام سنکر فوراً یہ بات ذہن مین نقش ہوگئی - کہ درحقیقت الفاظ تو لفافہ ہین معانی نفیسہ کا - عبارت ڈبہ ہے مفہومات کے جواہر کا - اور کاغذی نقوش عزیمت ہے معشوقان مدلولات کی تسخیر کا - نظر اور فکر کو صرف لفافہ - ڈبہ - اور نقوش تک قاصر - اور نفائس - جواہر - اور جمال کے نظارہ سے محروم رکہنا گویا ایسا ہے - کہ جیسے دقیقہ شناسی کو معطل کرکے ظاہر بینی کو مد نظر رکہنا - اس مین شک نہین - کہ جب اس خیال کی تائید فرخندہ غیبی نے کی - تو مینے قلم کو دلیری کے ساتہہ جنبش دی - اور دیرینہ مطلوب - جس کے چہرہ کو اوس کے کمالات اور استغنا نے میری تواضع اور عجز کے برقع مین اہل کتاب کی نظر سے چہپا رکہا تہا - اوس پر عرصہ کے بعد مین کامیاب ہوا - ان الفاظ مین جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا [۵۱] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ ۵ [۵۲] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ط [۵۳] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ط اور جو اصحاب اس نامہ کے ختم کا انتظار فرما رہے تہے - اُن کو یہ غیبی مژدہ سنا کر خوش کیا بے اختیار صاحبانِ دانش و بینش ارباب کشف ولقین اصحاب جذبہ و بیخودی کو جو حضور

[۵۱] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے اپنے بندہ (محمد) پر قرآن اُتارا ۱۲ [۵۲] خدا کا شکر ہے جس نے (ہر طرح کا) رنج و غم ہم سے دور کردیا ۱۲ [۵۳] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی - پہر اوس کو (اُسکی اغراض خاص کے پورا کرنے کی) راہ دکہائی - (جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے ۱۲ -

[۵۱] وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے شاہی محل مین اور [۵۲] لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ کی خلوتگاہ مین شرفِ حضوری رکہتے تہے۔ تشریف آوری کی تکلیف دی

رباعی

مردانِ خدا آمدہ از کُنجِ حضور	گردند برین روضۂ جان بخش عبور
کو منکرِ حشر تا نمایم بعیان	آن محشرِ موعود بہ چشمِ مغرور

تاکہ تفکری بہ تقع مین تشریف ارزانی فرماکر بذریعہ گویائی وشنوائی اپنے تعبیری وجود سے فیض بخشی فرماوین جس طرحکہ اوس وقت اپنی نمود ونمائش سے حسّ باصرہ کو فیضانِ نور فرماتے تہے۔ جب کہ عنصری ترکیب کا جامہ زیب بدن کئے ہوئے تہے۔ اور عبارت کے آبِ حیات سے جسکو روح القدس کی رشحات کہنا زیبا ہے۔ اور کلمات کی مسیحائی سے جو نفسِ رحمانی کی بادِ نسیم ہے حیاتِ جاوید حاصل کرین۔ اور اس گلزارِ ابرار کی فضا مین اپنے قیام کے لئے انجمن بنائین۔ تاکہ راقم کی مراد باحسن الوجوہ حاصل ہو۔ جو بحکم غیبی اس معنوی مجلس کا ترتیب دینا ہی اس غرض سے کہ وارثِ یکتائی فرمان دہان باستحقاق خلف یگانہ جہان داران بسعادت ہم وثاق۔ رائضِ بادپائے بینائی وبینش۔ مرکزِ دائرہ فطرت وآفرینش۔ جامع مراسمِ خلافت نشانین۔ مجموعہ لوازمِ کمالِ صورت ومعنی۔ پرتو مرایای مطلوب۔ مرآۃ مراداتِ انام۔ مثنوی ضمیرِ خاص وعام۔ سایہ الطافِ پروردگار۔ سرمایۂ بقاے روزگار۔ گوہرِ فرد دیہیم صاحبقرانی۔ زلف آرائے جبین مملکت فغفوری۔ چہرہ نماے آئینہ تصرف اسکندری۔ بادہ گسار جام عشرت جمشیدی۔ آئین بند قصرِ معدلت نوشیروانی۔ ناوک انداز کمان نیروی رستمی۔ رونق افزاے سریر سلطنت کیخسروی۔ نقش نگین ملک سلیمانی۔ تمثیلِ معجزہ انفاسِ عیسوی۔ صورت گفتار فصیح جبریلی۔ پیکر محکمات صحیح تنزیلی۔ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی ابن ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس کو مشاہدہ اور مطالعہ فرماوین [۵۳] خَلَّدَ اللّٰهُ مُلْكَهٗ وَسُلْطَانَهٗ وَاَفَاضَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ بِرَّهٗ وَاِحْسَانَهٗ اٰبِكَ الْمُعْلٰى

شمہ از گزارش پیراستگی زمانہ وآراستگی زمانیان ببرکات دور دولت بر دوام او

خداے تبارک وتعالیٰ کا کمال احسان اور شکر ہے۔ کہ اس شہنشاہ کونین جہانگیر خلد ملکہ و ماظلہ کے

---

[۵۱] اور تم لوگ کہین بہی ہو۔ وہ تمہارے ساتھہ ہے ۱۲۔

[۵۲] مجکو اللہ جل شانہ کے ساتھہ ایک وقت خاص ہوتا ہے۔

[۵۳] اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کے ملک اور حکومت کو ہمیشہ رکہے۔ اور نیز اس بادشاہ کی بہلائیان اور احسان تمام مخلوقات کو ہمیشہ پہونچا وے۔ یا اللہ تو ایسا ہی کر ۱۲۔

زمانہ مین اس کی حکمت - معدلت - مبارک صورت - نیک عادت - عمدہ فکر - اور سلیم راے کی بدولت تمام ناشائستہ اوصاف وافعال - ناپسندیدہ حالات ومعاملات - اور اندوہ وفریاد اقعات - جملہ بنی آدم کی سرشت سے یک لخت نکل گئے اور ایسے مقام پر جاگزین ہوے ہین جہان وہ خوبی اور عمدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہین - اس اجمالی گزارش کی تفصیل تو بے نہایت ہے - مگر مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ کسی قدر نمونہ کے طور پر ارباب اعتبار اور اصحاب قیاس کی خدمت مین عرض کرتا ہون وہو ہذا -

(۱) پریشانی زلف مین اور سنبل مین
(۲) کجی ابرو مین اور ماہ نو مین -
(۳) تنگی ماہ وشون کے دہن مین اور غنچہ مین - -
(۴) لاغری کمر مین اور بالون مین
(۵) کجی بدکرداری مین اور عمر دشمن مین - - -
(۶) تیرگی ابر مین - -
(۷) رونا باران مین - - -
(۸) نالہ کرنا رعد مین - -
(۹) زود رفتاری برق مین اور دشمن کے نام مین - - -
(۱۰) سرنگونی قلم مین - -
(۱۱) پیچیدگی نامہ مین -
(۱۲) شکستگی خط مین -
(۱۳) کشاکش کمان مین -
(۱۴) نفرت تیر مین - -

(۱۵) تیزی تلوار مین -
(۱۶) مار ڈالنا صید مین -
(۱۷) دو ہم جنس کی جدائی فک ادغام مین - - -
(۱۸) عالمون کا تنازعہ نحو مین -
(۱۹) منع ومعارضہ آداب بحث مین
(۲۰) اختلاف روایات فقہ مین -
(۲۱) دروغ تاریخ کے افسانون مین اور اشعار کے مضامین مین -
(۲۲) فریب جادو کے افسونون مین اور دلبرون کے وعدون مین -
(۲۳) تلخی ناصح کے پندنامون مین اور اطبا کی دواؤن مین -
(۲۴) بھاگنا اعدا کی صفون مین اور لوگون کی آمیزش سے صلحا مین -
(۲۵) سرگردانی آسمان مین چکی مین اور دولاب (رہٹ) میں .. -

(۲۶) جلنا اگر مین لکڑیون مین اور چورون مین - - -
(۲۷) جوش کہانا فوارہ مین دیگ مین اور پانی کے چشمہ مین - -
(۲۸) نیستی افلاس مین اور اسباب محنت مین - - -
(۲۹) نایابی ستم مین زبان مین اور شکایت مین - - .
(۳۰) سوال گور مین اور قیامت مین
(۳۱) عذاب طبقات دوزخ مین
(۳۲) بیکاری حالت خواب مین -
(۳۳) گرانی طلب مین اور التماس مین
(۳۴) ارزانی عطا مین اور انعام مین
(۳۵) زنجیر ہاتھی کے پانون مین اور دہلیز مین - - -
(۳۶) بیماری نرگس مین اور راے مخالف وو بادشاہ مین اور تیاری جنگ مین

سلہ جو شے تمام وکمال ادراک مین نہین آسکتی ہے - وہ سب کے سب چھوڑی بھی نہین جاسکتی ہے ۱۲ -

(۳۷) خانہ خالی بساط شطرنج میں نہ روے زمین میں -	(۳۸) شمار کرنا نقش کعبتین میں نہ لوگون کے نقد و جنس میں -	(۳۹) خواہش دولت سلطانی کی دوام میں نہ دیگر تمام اشیا میں -
(۴۰) آرزو شہنشاہ کی جاودانی حیات میں نہ دوسرا امور میں		

غرض کہ عینی و علمی - اور خارجی و ذہنی تمام موجودات کیا جوہر اور کیا عرض کچھہ باعتبار محل اور کچھہ باعتبار حالات زشتی کے ساتھہ منسوب تہین - لیکن اِس شاہی عہد میں محل اور حالات تبدیل ہوکر لباس خوبی سے آراستہ ہوگئی ہین اور اب خلقت کی آسایش و آرام کا باعث ہین - لہذا بہتر یہ ہے کہ اب قلم کے برق رفتار گھوڑے کو منونہ نویسی مین تیز رفتار - اور گرم جولان نہ کرون - بلکہ عنان قلم کھینچکر دوسرے راستہ پر ڈال دون -

گفتار در پوزش آنکہ دعاے قدس اللہ سرہٗ در پاے نام مشائخ ننوشتہ و ہر یک را بصیغہ وحدت یاد کردہ

جو ضمیر انوار قدسی سے روشن - اور رسمی قیدون سے آزاد ہین - وہ سمجھتے ہین - کہ الفاظ رضی اللہ عنہ اور قدس اللہ سرہٗ اور نیز دیگر تیمن و تبرک کے کلمات جو کتاب ہذا مین اُن اصحاب کے مبارک نامون کے ساتھ نہین لکھے گئی ہین - جنہون نے اس کتاب کے عبارتی حجرون مین گوشہ نشین ہو کر شرف سعادت بخشتا ہے - یہ فروگذاشت کچھہ ازراہ رعونت نہین ہے - بلکہ جس طرح افصح العرب والعجم علیہ السلام نے بمضمون[۵۱] لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اپنے تئین ذات باری جلت صفاتہٗ کی ثنا سے عاجز تصور فرماکر اوس کی توصیف کا حوالہ بقولہ[۵۲] اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اسی کی پاک ذات پر رکہا تہا اسی طرح راقم نے بہی اس ادب آموز کلام سے عجز و تواضع کی تعلیم حاصل کر کے - اس بقصور ین کہ فرد

مردان خدا خدا نہ باشند	لیکن ز خدا جدا نہ باشند

اپنے تئین اُن نامورون کی دعا اور ثنا سے جن کے مقدس اسما ہر ایک کی یاد مین مذکور ہین - یہ کہکر قاصر سمجہا فرد

ہمچو اُو دے سزد معرّف او	این زمان در جہان چو او ئے کو

[۵۱] جو ثنا تیرے واسطے سزاوار ہے - اُس کا احاطہ مین نہین کرسکتا ہون ۱۲

[۵۲] تو ایسا ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے ۱۲

اور صدر الذکر مقدس کلمات کو داخل سطور کتاب نہ کیا- اس مین شک نہین کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے
ترک ثناے ایزدی کو نظر مین لیکر سواے گزشتہ صورتون (یعنی بزرگان دین کی نسبت ثنائیہ اور دعائیہ الفاظ ترک
کرنے) کے اتباعی دعوی صحیح نہین ہے - نہ یہ کوئی ادب کی بات ہے - اور نہ ایسا اتباع امت کی طاقت سے
دوسرے جو طبعیتین رعونت غرور - اور خشونت کے غبار سے پاک وصاف ہین - وہ اچھی طرح جانتی ہین - کہ
ولایت وفضیلت کے اقطاب (اولیاء اللہ) جن کے حالات اس گلزار کے ہر چمن اور ہر انجمن مین گزارش ہوئے
ہین - اُن کو بصیغہ واحد جو یاد کیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہین ہے - کہ تعظیم مین کچھ کمی کیجاوے - بلکہ ہنگام
تحریر حالات اس بلند مرتبہ گروہ کی یکتائی بیان تک دل مین جاگزین ہوئی کہ لفظ واحد اور مفرد کے سوا ناطقہ نے
زبان کو اور زبان نے قلم کو کوئی لفظ حوالہ نہ کیا - ہرگاہکہ اس طرح پر ایک شخص کا بالطریق مفرد یاد کرنا کہ واقع مین بھی
ایسا ہی ہے - فروگزاشت تعظیم کا نقصان دور کرکے کمال وحدت پر دلالت کرتا ہے - اور اختصار کتابت سے
نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر بھی ایک قسم کی مہربانی نکل آتی ہے - تو اس طریق کے اختیار کرنے سے کیسے
اعتراض لازم آویگا - اگر کوئی کہے - کہ کتابت کا اختصار - اور اختصار کی وجہ سے نویسندہ اور نویسانندہ کے حال پر
مہربانی بہ نسبت ترک تعظیم کے سہل ہے - اور اصلی غرض بھی یہ نہین ہے - تو مین یہ جواب دون گا - کہ اس طرز تحریر
مین جو نقصان سمجھا جاتا ہے - یہ اولین توجیہ سے دور ہو گیا ہے - جس سے ہر ایک کی وحدت کا ثبوت ملتا ہے
باایہمہ اگر اختصار کتابت اور مہربانی کی رعایت بھی اولین توجیہ کے علاوہ پیدا ہو جاوے - تو بیان عذر
مین ایک قسم کی قوت ہی حاصل ہو جاویگی - دوسرے یہ کہ سہل سمجھنا طاقت ور جوانون کا خیال ہے - اور
مہربانی پیران ناتوان سے تعلق رکھتی ہے - بیشک جس کسی کے پائون مین بھاگ دوڑ کی قوت ہوتی ہے
وہ اونچے اونچے ٹیلون پر بھی ہموار زمین کی طرح چلتا ہے - اور جس کسی کا پائون آبلون سے زخمی ہوتا ہے
وہ ہموار زمین پر ایک قدم اُٹھانا بھی ایک گھاٹی کا طے کرنا سمجھتا ہے - اب ناظرین کے التفات اور حسن اخلاق
سے التماس یہ ہے - کہ جب کتاب ہذا کی لکھی ہوئی عبارت کو مطالعہ فرماوین - تب صدر الذکر کلمات ترضی
وتقدیس کو اور تعظیمی کلمات جمع کو لکھا ہوا تصور کرین - اور اپنی نا نوشتہ خوان زبان کو ایسی عبارت سے
شیرین کام فرماوین - جس کو طرفین کے اعتبار سے مناسب جانین اور اس گدائے ادب کے قلم کو عبارت مذکورہ
نہ لکھنے کے الزام سے بری الذمہ تصور کرین - اور اگر از راہ عنایت چشم انصاف سے دیکھینگے - تو ذکر کا میدان صحرائے
تقدیر کی بہ نسبت زیادہ تنگ معلوم ہوگا القصہ جن اصحاب کو یہ عذر اور اصلیت معاملہ پسند نہ آوے - اُن کے

واسطے اس کے سوا کوئی علاج نہین ہے - کہ کتاب ہذا کے گریبان مین جو عیب کا چاک آگیا ہے - اُس کو از راہ عفو فرماوین اور ایسا نہ کرین کہ مذکورہ بالا نہ لکھے ہوئے کلمات زبان سے نہ نکال کر اوس چاک کو تا بدامن پہونچاوین اور اپنے تئین عیب دعا مین راقم کے شریک نہ کرین - مین نہین جانتا - اِس کے سوا اور کیا کہون - اور کیا لکھون جس سے نکتہ چین لوگون کی خاموشی اور تسکین ہو راقم کی فراست اور حقیقت حال کے موافق کوشش جو کچھہ ہے - پس اسی قدر ہے - اور عذر خواہی کے بارہ مین جو بات زیادہ قابل پسند ہوسکتی ہے - وہ لائق معترضین کے نزدیک ہوگی - امید ہے کہ جس فکر سے اعتراضات چھانٹنے مین کام لیا جاسکتا ہے اُس فکر سے بجاے اعتراضات کے تحسین وآفرین کی توجیہات پیدا کرنے مین کام لیا جاویگا[۱۵] وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰے[۱۶]

گفتار در سرانجام سراے کردار و رفتار

یہ بالکل سچ ہے - اگر تعینات کا برقع جو حقیقی وجود کے چہرہ پر پڑا ہوا ہے - اُٹھا دیا جاوے - تو عیب اور ہنر دونون ایک درجہ مین ہو جاوین - اور امکانی نسبتین اور امکانی اعتبارات - واجب الوجود کے خاص افعال کی طرف منسوب ہو جاوین - بھلائی اور بُرائی کے ساتھہ اشیا کی تمیز اوسی وقت تک ہے کہ جس وقت تک وہ اشیا جمال وجلال کے پردہ مین مخفی ہین - بیشک دوئی اور دوبینی پر دل نہاد ہونے کا آخرین نتیجہ سرزنش ہوتا ہے - اور کسی غیر کی طرف سے بھلائی اور بُرائی دیکھکر آرام اور نفرت ہونا شرمندگی پیدا کرتا ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ مین آج خیالات اور اوہام کے شکنجہ سے آزادی حاصل کر کے نہ تو عیب نکالنے والے سے انصاف کی خواہش کرون - اور نہ ہنر بین سے امید آفرین رکھون - بلکہ خود اپنی ذات کو این وآن کا آئینہ سمجھکر باصفا ایک رنگ ہو جاؤن **بیت**

آن کس کہ ز شہر آشنائی ست		داند کہ متاع من کجائی ست	

کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے - حریف بیگانہ وار کی خاطر مین جو کچھہ ہوتا ہے - وہ اوپر آجاتا ہے - کیونکہ وہ بات اوس کے باطن کی فرستادہ ہوتی ہے - نہ کہنے والہ کا مافی الضمیر اور نہ لکھنے والہ کے قلم کی تحریر **مصرع**

	خدایا از دوئی یکتائیم بخش -	

گفتار در التماس تسمیہ این مجموعہ

ایک روز مینے اپنے ہم نشینون کے ساتھہ انجمن یک جہتی منعقد کی تھی جس مین کتاب ہذا کے مندرجہ

---

[۱۵] جس شخص نے راہ ہدایت کی پیروی کی - اُس کی سلامتی ہے ۱۲

حالات بیان ہورہے تھے - مینے عرض کیا ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ آج کی رات سامعین کے عالم مثال مین جونام ظاہر ہو - یا قلب مین ذریعہ الہام القا ہو - وہی نام اِن چند فراہم شدہ یادداشتون کا رکھ دیا جاوے - اِس کے دوسرے روز منجملہ سامعین شیخ قطب عالم پنواری سے نے بیان کیا - گزشتہ شب کو مینے شیخ قطب عالم ابن سید جی کو جو سید علاء الدین راقم کے نبیرون مین سے ہین - خواب مین دیکھا کہ سفر مجاز سے واپس تشریف لائے ہین - اور راقم کے مکان مین اُترے ہوئے ہین - جب مین اُن کی خدمت مین حاضر ہوا - تو شیخ نے مالک خانہ کے حالات دریافت فرمائے - مینے جواب دیا **غوثی حسن** آج کل **مشائخ قدسنا اللہ باسرارہم** کے کچھ حالات معرفت لکھ رہے ہین - اور نام کی تلاش ہے - ارشاد فرمایا - ہمارا اسلام کہنا - اور یہ مصرع پڑھ دینا مصرع نہادم نام این گلزار ابرار امید ہے کہ اس مبارک نام کی نوید پاکر ناسوران جہان مین جلد اس کو شائع اور عالمگیر کردینگے -

گفتار در تمہید آنکہ معنی ہر عالم را صورتی ست مناسب آن

واضح ہو کہ مراتب وجود مین کوئی مرتبہ ایسا نہین ہے - کہ جہان حصول مقاصد (بیان ماہیت) کے واسطے خاص اسم اور رسم معین نہ ہو - اسواسطے اسما اور صفات کے آثار و احکام جو کائنات کے اصول ہین - مناسب مناسب طور پر ہر ایک عالم مین جلوہ گر ہین - پس تمام معانی تین قسم سے باہر نہین ہین - **عام مشترک** اور **خاص** عام کے واسطے تمام عالمون مین - اور مشترک کے واسطے مقامات اشتراک مین - خاص صورتین اور رسمین مقرر ہین - لیکن جس طرح ہر ایک عالم کی مناسبتین مختلف ہین - اسی طرح مذکورہ بالا صورتین اور رسمین بھی مختلف ہین - رہا خاص اس کا حال اور شان اوسی عالم کے طریقہ پر - کہ جس کا یہ خاص ہی - ایسا قرار دیا گیا ہے - کہ اوس کی ماہیت اگر صاحب کشف و مشاہدہ - رسم و عبارت کا تو کیا ذکر ہے - اشارات کے ذریعہ سے بھی دوسرے عالم مین آشکار کرنا چاہے - تو نہ کر سکے - مگر مانند اور مثال کے ساتھ جس کا نام دوسرے الفاظ مین اصطلاح ہے -

گفتار در تشبیہ و تعبیر الہیات

اصطلاح محققان بالکل اس طرح پر ہے - کہ جیسے کوئی شخص سحر این پیدا ہوا - وہین اوس نے

پرورش پائی اور وہین رہا۔ یہ وہ کسی آباد شہر مین گیا۔ اور چند روز وہان رہکر انواع واقسام کے کھانون۔ عمدہ لباسون۔ اور خوش فضا عمارتون سے مستفید ہوا اس کے بعد جب وہ پیر اپنے مسکن صحرا مین جاویگا تو صحراوالے اُن چیزون کا حال اُس سے دریافت کرینگے۔ جو مخصوصات شہر مین سے ہونگی بیابانی نہ ہونگی۔ اور نہ صحراوالون کی زبان مین بمقابلہ اُن چیزون کے کوئی لفظ موضوع ہوگا۔ تو ایسی صورت مین وہ صحرائی شہر کی عجیب وغریب اشیا کی خصوصیات کس طرح بیان کرسکیگا۔ سوائے اسکے کہ اُسی صحرا مین سے تلاش کرکے ایسی چند چیزین بہم پہونچادے گا جو فی الجملہ شہر کی موجودہ اشیاء سے مشابہ ہون گی اور اُن مشابہ منتخب چیزون کے نامون کے ذریعہ سے شہر کے عجائبات کو جواب مین بیان کرے گا۔ اور یہ طریقہ بیان کا شہر جانے والون کو صحرا مین واپس آنے پر خصوصیات شہر بیان کرنے کے واسطے اور نیز جو دوسرے صحرائی جو شہر مین جاتے آتے ہین۔ اون کو ماہیت اشیا جاننے کے واسطے دستور العمل ہوجاوے گا۔ بس اسی طرح یہ ہے ہر ایک فن کی اصطلاحات کی وضع۔

گفتار در التزام ملازمت دانایان فنون

واضح ہو کہ ہر ایک فن کا اوستاد اُس فن کی جزئیات کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لہذا جو شخص کسی فن کا طالب ہو۔ اُس کو اُستاد فن کی تعلیم گاہ کی حاضرباشی ضروری بات ہے۔ اِسی وجہ سے کہتے ہین کہ نوآموز جب تک رازشناسان فنون کے مدرسہ تعلیم مین ایک مدت تک حاضر رہ کر اکتساب علم نہین کرتا ہے۔ الفاظ سے آگے بڑھ کر معانی مصطلحہ پر عبور نہین پاتا ہے۔ گو لغات والفاظ کی بندشین اپنے مقامات کے اعتبار سے کتنی ہی چست اور درست ہو۔ لیکن گوہر مراد ہاتھ نہین آتا ہے۔ اُس شخص کو ہوشیار سمجھنا چاہیے جو یہ خیال نہ کرے۔ کہ مینے جو کچھ استنباط کیا ہے۔ یہی مراد قوم ہے۔ بالخصوص صوفیون کی اصطلاح مین اپنی لغت دانی پر ہرگز فریفتہ نہین ہونا چاہیئے۔ کیونکہ لفظی مفہومات اور اصطلاحی معانی مین بے نہایت بعُد ہوتا ہے فرد

چشمہ حیوان کجا لعل لب جانان کجا	ہر دو جان بخشند اما این کجا و آن کجا

یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ کتب تصوف کے پڑھنے والے یہی اہل کشف ہین۔ نہ اہل اکتساب۔ اور نہ وہ لوگ جنہون نے صرف ظاہری علوم تحصیل کیے ہین بس جو شخص دبستان وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کا

نوآموز طالب علم ہے۔ اُس کو مناسب یہ ہے کہ خود دانی پر گھمنڈ نہ کرے۔ اور اگر الفاظ کے ذریعہ سے مراد قوم معلوم نہ کر سکے۔ یا اپنی رفتار سے کسی طرف راستہ نہ نکال سکے۔ تو نفس کو اپنا پیشوا نہ بناوے۔ جو غیرت دلانے والا ہے۔ بلکہ جبین نیاز خاکساران طریقت کے پاؤن پر رکھے۔ کیونکہ یہ شاہبازان عرش پرداز مین اولٰئان سے ہمت اور توجہ کی درخواست کرنی چاہیے۔ اور ان اہل حقیقت خدائی گروہ کی ہدایت و تلقین سے سلوک و طریقت کا فائدہ اوٹھانا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد چاہیئے۔ کہ کمر ہمت باندھ کر توفیق آلہی کی مدد سے اس راہ مین قدم رکھے۔ اور عدم حصول سے دل تنگ نہ ہو کر صبر و سکون کے ساتھ توجہ اور کوشش کرے۔

گفتار در انگارہ فہرست نامہ

کمترین بندہ آفریدگار گوناگون الفاظ در نگارنگ معانی۔ فرمان پذیر اوامر و نواہی پیام آوران کیش آرا آرزومند آستان بوس صفاسگالان حقیقت پژوہ۔ فریفتہ گہرفشانی دانشوران مشکل کشا ہوس پیرائے ہمدردی عقیدت اندوزان اخلاص آمود۔ دیوانہ دیدار فرشتہ منشان یوسف رو ہم روزگردہ گرفتاران یعقوب اندوہ۔ شیدای سخن سنجی فصاحت وران جادوکار شیفتہ غزل سرائی داؤدی نوایان دل نواز۔ مومیائی جوی شکستہ دلان خرابہ نشین جاروب فرست مشارع برہنہ پایان بادیہ پیما۔ نگارندہ احوال ناسوران فردوس خرام یعنی **غوثی حسن** نے خدا اس کو بھی کسی قدر ابدی معرفت نصیب کرے۔ جب قلم و زبان سے اِس پر بہار در سبز گلزار کی آرائش اور نخلبندی کی۔ تو اولین مسودہ مین بدین تفصیل پانچ قسم کے اصحاب کی یادداشتون سے پودے لگائے تھے۔ ایک وہ لوگ جنہون نے ظاہری و باطنی صفائی حاصل کی ہے۔ اور جن کو زمانہ سابق کے تاریخ نگار اصحاب تحقیق اور مالکان ہر دو عالم کہتے ہین۔ دوسرے وہ لوگ جو صاحب علم ہین۔ اور وہ تاریخ قدیم مین دانشمند اصحاب کے نام سے یاد کئے گیے ہین۔ تیسرے وہ گروہ جو پہلو نشین دشمن (نفس) کے مقابلہ مین فوج آرائی کر رہے ہین۔ اور جن کو مورخان سابق بلفظ سالوک لکھتے ہین۔ چوتھے وہ قوم جو شریعت و سنت کی راہ راست پر گرم رفتار ہے۔ اور جس کے افراد کو زبان قدیم مین زہاد کہتے ہین۔ پانچوین وہ جماعت جس کا اندرون آباد اور بیرون ویران ہے اور جس کا نام اہل اصطلاح سے

نزدیک مجاذیب ہے - مگرازراہ احتیاط واہتمام تصحیح کے وقت نامکمل شاخین کاٹ چھانٹکر دوسرا نسخہ اور دوسرے نسخہ سے تیسرا نسخہ مرتب کیا - اور اس تیسرے نسخہ کے مقدس زمین مین پانچون قسم کے سرسبز پودون کو چار چمن مین تقسیم کیا - اور ہر ایک چمن مین شائستہ انجمنین قایم کین - رباعی

غوثی ہے قلمے سرکن دسرکن سخنے	کاراستہ نوبہار ہر سو چمنے
بریاد گزشتگان گلزار درون	در ہر چمنے فراہم آراسے انجمنے

مذکورہ بالا صورت کے ساتھ ترتیب وتقسیم اس غرض سے کی گئی ہے - تاکہ اُس دل آویز چمن اور دلستان انجمن کے تماشائی - اپنے باعبرت دلون کو نور بنیش سے - اور احول آنکھون کو دست بینی کے سرمہ سے روشن کرین - اور اپنا اندر اور باہر یعنی تمام جسم وجان ایک ہی کے خیال مین مصروف کرکے حسن - اخلاق اور مبارک عادات اختیار کرین - جس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ عالم عقبیٰ مین صد الذ نیک اخلاق اور عادات صورت عروسی قبول کرکے زینت بہشت کا سرمایہ اور الٰہی صفات کا مظہر ہوجاوینگے -

پُرانے کشف وکرامات سے بھرے ہوئے تاریخی حقائق نامون کی جن صاحبون نے ورق گردانی کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ بہشت اور جو کچھ بہشت مین ہے - دل دار کے رویت - دل آرام کا دیدار - دل کش مکانات - دل کشا کھڑکیان - دل فروز جالیان - دل آرا تخت - دل نشین فرش - دل پسند طعام دل فریب لباس - دل آشوب غلمان - دل نواز نغمہ - دل آویز درخت - دل خواہ میوون کی کلیان - اور دل جو بہتے ہوئے چشمے وغیرہ وغیرہ - یہ سب آدم زاد کے افعال واخلاق کی صورتین ہین - جو مجرد نفس و عقل کے بیابان مین - مرکب اجسام کے ذریعہ سے نمایان ہوئی ہین - علیٰ ہذا القیاس دوزخ اور [ما فیہا]^[۵۱] من اسباب العذاب یہ بھی صورتین ہی ہین - جنھون نے انسانی افعال کے طلسم مین حلول کیا ہے -

دوستون کو واضح ہو - کہ محقق قدما کی یہ دریافت اور کشف بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے - جو ہر فرد کے ہاتھ مین ہے تاکہ وہ اپنے دوسرے عالم کی حالت کو اپنی پیش بین آنکھ سے دیکھ سکے - پس جس شخص کا وجود مظاہر تجلیات جمالی کا مقتضی ہے - اُس کو چاہیئے کہ وہ اپنے تئین بظاہر ظہور معنوی فردوس مین سمجھکر خدائے پاک کا شکر بجالاوے - اور جس کی صورت علمیہ خارج مین اسمائے جلالی کی مظہر قرار دی گئی ہے - اُس کو اپنے تئین حکمی دوزخ مین شمار کرکے - اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگنی چاہیئے - اور پھر ہر ایک کو اس نفس الامری معرفت کی مدد

۵۱ - اور جو اسباب عذاب دوزخ مین ہین ۱۲

سے چاہیئے - کہ خداشناسی کے بلند مرتبہ کو پہونچکر یہ بات دریافت کرلیوے - کہ مطلق خلافت ہم شکل سمجھنے
کا ذریعہ - اور ہم سری کا نمونہ ہے - اور اِس معما کو اس طریقہ سے حل کرنا چاہیئے - کہ ناسوتی عالم صورت - خداوند
تعالیٰ کی ازلی صفات کے علم و آثار ہین - اور جہان قدسی - انسان کے افعال و احوال کی تصویر - کیونکہ ملک
ملکوت کی پیدایش - واجب الوجود کے اسماء و صفات سے اور بہشت و دوزخ کی آفرینش - انسان کے اعمال
اور اخلاق سے ہے - لیکن جب تک انسانی آنکھون کو خاک گور کا سرمہ - ناسوتی رمد سے نجات - اور اُخروی
زندگانی کا کحل الجواہر - لطافت مین روشنی نہین بخشتا ہے - تب تک وہ آنکھین بیدارون کی طرح - جا دید باغون
اور آتشکدون کا تماشا نہین کرسکتی ہین - جس طرح کہ صفات وجوبیہ قدیمہ کا اقتضا جب تک وجود مطلق کو
تعینات کی امداد اور اعیان ثابتہ کی اجازت سے امکانی صورتون کا لباس نہین پہناتا ہے - تب تک وجود مطلق
کو آسمان بیچونی و بیچگونگی سے ملک و ملکوت کے میدان مین (جس مین چون و چند کی گنجایش ہوسکتی ہے) نزول
نہین ہوسکتا - اِس قسم کے موحدانہ کلام اور حرف و صوت سے بیگانہ مفہوم کی تمہید و تفصیل کے لیے فی نفسہ
جداگانہ دفتر چاہیئے - جو لوح محفوظ کی مثل ہو - ایسی عظیم اور عظیم الشان تمہید و تفصیل کتاب ہٰذا کے دیباچہ مین تاویل
کے ذریعہ سے کیونکر آسکتی ہے - جو کوتاہی کلام کے ساتھ نامزد ہے - لہذا بہتر یہ ہے کہ تنہا تمام فہرست جس قدر کلام
سے انجام کو پہونچ جاوے - بس اوسی پر اکتفا کرون - اور زبان و قلم کو بزرگان دین و یقین کی یادنگاری مین
مکفول کردون - باصفا گروہ کی دوستی کی بدولت اپنے نامۂ اعمال سے گناہون کی سیاہی دور کرکے - اس کی
جگہہ التماس کے قلم سے یہ عقیدہ لکھدون مصرع بیان را بہ نیکان ببخشد کریم - اور بکمال ادب یہ نالہ مصرع
الشفاعۃ الشفاعۃ اے بزرگان عاصیم - معنوی قیامت مین بلند کرون - کہ عبارت اپنے احوال اور افعال
کے محاسبہ سے ہے - اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا اَعْطَيْتَ فِيْ عِلْمِكَ بِلَا عَمَلٍ مِّنَّا حَتّٰى نَعْلَمَ حَقِيْقَةَ قَوْلِنَا
بِاَمْرِكَ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ؕ

گفتار در تعیین القاب

خدا کرے - دانش آباد دل کی عمارت - جہالت کی خرابی سے - اور آزاد خاطر کی بے تعلقی کی نوبہار -

---

سلہ - یا اللہ تو ہم کو وہ شے عطا فرما - جو تو نے ہمارے لیے بلا ہمارے عمل کے اپنے علم مین عطا فرمائی ہے تاکہ تیرے ارشاد قل لن یصیبنا الخ
مین جو ہمارا قول ہے - اوس کی حقیقت ہم جان لین - اور وہ قول یہ ہے - اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہو - کہ جو کچھ خدا نے ہمارے
لیے لکھدیا ہے - اوس کے سوا کوئی اور مصیبت تو ہم کو پہونچ سکتی نہین ہے - ۱۲

علائق کی خزان سے محفوظ رہے - یہ چند باتین جن کو میرا قلم تالیف کا ... رہا ہے - اِس بارہ مین ہین - کہ اِس کتاب کے مطالعہ کے وقت جس شخص کا دل زود فہمی اور سرعت انتقال کا مشتاق ہو - اُس کو کسی لقب اور خطاب کے معلوم کرنے مین یہ تامل اور فکر پیدا نہ ہو - کہ فلان لقب اور خطاب کس کا ہے - اور مرجع اس کا کون بزرگ ہین - اِس لئے ایک معین صفحہ مین قلم صراحت سے لکھتا ہون - (۱) معین الاولیا سے مراد سلطان کشور کشاے ولایت و کرامت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ہین - جنکی خوابگاہ اجمیر مین ہے - (۲) قطب المشائخ یا قطب الاولیا سے مراد - خداوند خلافت عظمی خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بابرکات ذات ہے (۳) نظام العرفا یا نظام الاولیا سلطان مشائخ عارف اطوار کاشف اسرار شیخ نظام الاولیا کا مبارک لقب ہے - یہ دونون بزرگ خاندان چشت کے چراغ ہین - اور شہر دہلی مین ان کے مرقد ہاے منورہ ہین - (۴) بہار الاسلام یا بہار الاولیا سے مقصود قافلہ سالار رہروان طریقت - رہنماے سالکان شاہراہ حقیقت مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہین - (۵) غوث الرحمٰن یا غوث الاولیا - شاہنشاہ اقلیم جامعیت ابو المویدحمید الدین شیخ محمد غوث کا خطاب پاک ہے - جن کا مزار مبارک شہر گوالیار مین ہے - (۶) لفظ وجیہ الملۃ سے مراد - دانش آموز صوری و معنوی - بنیش اندوز حقیقی و مجازی اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد ابن نصر اللہ علوی احمد آبادی ہین -

(۷) اور کلمات مسیح القلوب یا مسیح الاولیا سے مراد - حافظ الاوقات رافع الدرجات شیخ عیسیٰ ابن قاسم سندہی کی ذات فیض آیات ہے - مدظلہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز نخستین چمن

اس چمن مین ساتوین صدی کے صوفیون-علم والون-پرہیزگارون-خداپرستون-مجذوبون کے احوال وافعال کابیان ہے-اے خرد-اُٹھ بیٹھ-اورکچھہ ذوق سے کام لے-دیکھہ اس چمن کی ہرایک یادبجاے خود ایک نہال ہے-جس کوطوبی کہہ سکتے ہین-اورجس مین ہرایک طرح کے دلخواہ میوے موجود ہین-ان میوون سے ہرناکام اورکامیاب دونون کو اُس خداوند تعالیٰ شانہٗ کے شکروسپاس کامزہ حاصل ہوتا ہے-جس نے انسان کا عجیب وغریب پودہ ادلاً علم اوربعدہٗ عین کے باغ مین لگایا-اورجب تک قیامت کی خزان نہ آوے گی تب تک وہ اُسکی نوعی تنہ سے افراداوراحوال کی گوناگون شاخین اورپتے اس طرح پیداکرتارہے گا-کہ اگر سابقہ شاخ یاپتہ ٹوٹ جاوے-توبجاے اُسکے فوراً دوسری شاخ یاپتہ قایم ہوجاوے-اورغرض اس سے یہ ہے-کہ حقیقی وجود کے درخت کی شباہت اس مین نمایان ہو-جس کاعظیم الشان تنہ وحدت ذاتی ڈالیان صفات-اورپتے تجلیات ہین-ایدہرآؤ ایدہر مصرع

بوستان ازدوستان سازیم دستی ہا کنیم

پادشاہ یوسف ملتانی

پیدایش توگردیز علاقہ کابل مین ہوئی تہی-مگرآپ نے ہجری سنہ پانسوپچاس مین بہ ترک سکونت ملتان مین آکرقیام فرمایا-آپ کے زمانہ زندگی کے واقعات عجیب وغریب اوربے شمارہین-جوتمام وکمال بیان مین نہین آسکتے ہین-رحلت فرمائی کے بعد بہی بہت سی کرامتین آپ کی ظاہرہوئی ہین-سب سے زیادہ عجیب یہ بات ہے-کہ جب کوئی شخص باارادہ بیعت آپ کی قبرکے پاس جاتاتھا-توآپ مزارکے اندرسے ہاتھہ نکال دیتے

تھے۔ اور مرید کے ہاتھ پر رکھکر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ[۵۱] کے آثار کا ثبوت دیتے تھے۔ شیخ صدر الدین ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہما کے مبارک زمانہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ صدر الملۃ کی کوشش اس بارہ مین زیادہ رہتی تھی۔ کہ آنجہانی معاملات مخفی رہین۔ لہذا آپ کی یہ روش صدر الملۃ کی طبیعت کے خلاف واقع ہوتی تھی۔ ایک روز صدر الملۃ شاہ یوسف کی قبر پر پہونچے اور فرمایا۔ یوسف۔ ہاتھ اندر کھینچ لو۔ اور درازدستی چھوڑ دو۔ اس کے جواب مین قبر کے اندر سے آواز آئی۔ صدر۔ آج درویش کا ہاتھ تمنے کوتاہ کیا تو تمہارا نام درویش نے بھی لوح زمانہ سے مٹا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ بہاء الدین کے بعد شیخ رکن الدین کا نام لوگون کی زبانون پر روان ہے۔ اور صدر الاسلام کا نام درمیان مین نہین آتا باوجودیکہ صدر الاسلام۔ رکن الاولیا کے پدر بزرگوار ہین۔ قدس سرہم۔ شاہ یوسف کے پیر شاہ قسور[۵۲] جنیدی علوی گردیزی ہین۔ یہ اویسی تھے۔

اویس صوفیون کی اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے ہین۔ جس کو پیر ہدایت کے واسطہ کے بدون خاص مبدء الیہ سے فیض ولایت پہونچے اور بس۔ بعض کی رائے یہ ہے۔ کہ جو شخص قول مین فعل مین اور اعتقاد مین سنت رسول کا اتباع کرے۔ اور اوسی پر چلے۔ اور اس طرح پر جناب خاتم النبوۃ والشریعۃ علیہ السلام کے باطن اقدس سے فیض پاوے وہ اویسی ہوتا ہے۔ بعض یہ کہتے ہین۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام سے جس کو فیض پہونچے۔ وہ اویسی ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے۔ کہ جو صاحب ولایت جامع محمدیہ کے سجادہ نشین ہین۔ عَلٰی صَاحِبِھَا اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ اون کے باطن سے جس شخص کو فیض حاصل ہو بغیر اسکے۔ کہ وہ ظاہر مین ملازمت کرے۔ وہ اویسی ہوتا ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جس شخص کو اولیاے امت مین سے کسی کے بھی باطن سے بدون توسط رسمی بیعت کے فروغ ہدایت حاصل ہو۔ اوس کو اویسی کہتے ہین۔

یہ مرتبہ اکثر اصحاب کو گزشتہ زمانہ مین حاصل تھا۔ اور اب بھی حاصل ہے (۱) باباحاجی روزبہ یہ زمانہ سلف کے اولیائے دہلی مین سے ہین مشہور یہ ہے۔ کہ بزمانہ راجہ پتھورا قلعہ کی خندق مین گوشہ گزین تھے۔ آپ کی بدولت ہزارون آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے (۲) پیر علی ہجویری غزنوی جن کی خوابگاہ لاہور مین ہے (۳) شیخ جلال الدین پورانی جن کا حال مولانا جامی قدس سرہ نے بھی کتاب نفحات الانس مین لکھا ہے۔ (۴) شیخ حسین زنجانی۔ (۵) سید ابراہیم اویسی (۶) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری۔ (۷) شیخ محمد نومسلم بنگشی افغانون کے پیر (۸) شیخ احمد متوکل اجینی۔ اور نیز ان کے سوا اور بزرگ بھی اویسی ہو چکے

---

[۵۱] اللہ جل شانہ کا ہاتھ اون کے ہاتھون کے اوپر ہے ۱۲۰ [۵۲] قسور یعنی شیر ۱۲

ہین - قدس اسرارہم چنانچہ ہر ایک کی یاد مین یہ ذکر کیا گیا ہے مصرع ست شہود اسطی اویسی کیست

یاد شیخ ابوالحسن علی

آپ ابوعلی عثمان ہجویری جلابی غزنوی کے فرزند ہین - خوابگاہ لاہور مین ہے - عارف - عالم - موحد - محقق - اہل تصنیفات اور صاحب اشعار تھے - کشف المحجوب مین لکھا ہے - مینے ایک دیوان ترتیب دیا تھا - جس کی غزلون کے مقطع مین تخلص نہین کہا تھا - ایک چوری پیشہ شخص نے کیا گیا - اُن غزلیات مین اول سے آخر تک اپنا تخلص داخل کردیا - لہذا مین اِس خوف سے رسالہ ہذا کے اندر ہر ایک مقام پر بتقریب نکال کر اپنا نام وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھتا ہون بعض کا خیال ایسا ہے کہ شیخ آغاز سلوک مین اویسیہ تھے - لیکن شیخ نے خود لکھا ہے - کہ طریقت مین میرے پیر شیخ ابوالفضل محمد ابن حسن جیلانی ہین - جو ابوالحسین حضرمی کے بزرگ خلیفہ ہین - اور ابوالحسین - ابوبکر شبلی کے شاگرد ہین قدسنا اللہ باسرارہم -

تواریخ مشائخ کے سابقہ مصنفین کا خیال ہے - کشف المحجوب کے مصنف وہ بزرگ ہین - جن کا مبارک مزار لاہور مین ہے - اور بعض کہتے ہین - کہ مصنف کشف کی خوابگاہ غزنین مین ہے لیکن اولین بیان - دوسرے بیان کی بہ نسبت قریب بہ صحت زیادہ ہے مصرع گر بگویم ورنگویم نام او نامی بود

یاد شیخ فخرالدین حسین زنجانی خوابگاہ لاہور

آپ کے موحدانہ اقوال مین سے ہے - اَلْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَّا قَلْبَ لَہٗ وَلَا رَبَّ لَہٗ توحید ذاتی کی تجلیات کے جہان اور کشف ہین - اُنہین مین سے ایک یہ کشف بھی ہے - اور نہایت بلند مرتبہ کشف ہے اِس کے عالی مقام کو ہر ایک سالک نہین پہونچ سکتا - شیخ جمالی دہلوی نے سیر العارفین مین لکھا ہے - کہ شیخ سعدالدین حموی اگرچہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہین - قدس سرہم لیکن سلوک اور توحید کے مدارج - پیر زنجانی کی ہدایت سے طے کرکے کمال حاصل کیا تھا - اور جب خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری ہند کو تشریف لائے تھے تو اُسوقت چند روز لاہور مین پیر زنجانی کی

ملہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے - جس کا قلب نہو - اور نہ اوس کا کوئی رب ہو ۱۲

مصاحبت مین بہی قیام فرمایاتھا - باہم رازداری اورخدا شناسی کی باتین ہواکرتی تہین - قدسنا اللہ
باسرارہما - مصرع فقر ادہم نگہت الفقر فخری ہیدہد -

یاد بابا حاجی رتن ابن نصر ہندی

آپ کی کنیت ابو الرضا ہے - بعض کہتے ہین - کہ آپ اولیاے امت مین سے ہین - اور بعض کہتے
ہین - اصحاب مین سے ہین - ایک بزرگ شیخ رضی الدین علی ابن سعید لالا ابن عبدالجلیل غزنوی ستہے - جو
حکیم سنائی کے چچازاد بہائی تہے - اور حکیم سنائی شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید - اور ایک چوبیس مردان خدا
کے خلیفہ تہے - یہ بزرگ لکہتے ہین - کہ مین ہجری سنہ چہ سوبیس مین ہندوستان کے اندر آیا اور بابا سے
ملاتہا - اُس وقت بابا نے حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کا خاص شانہ مبارک جو میرے نام زد تہا
مجکو عطا فرمایا تہا اور نیز سرورانبیا علیہ السلام کے جلسک چند باتین فرمائی تہین -
شیخ علاء الدین سمنانی نے ایک کتاب لکہی ہے فصل الخطاب جس مین اُنہون نے احادیث رتنیہ
کی تصدیق کی ہے - اور نیز اُس مین خواجہ محمد پارسا بخاری نقشبندی کی بہی روایت لکہی ہے اس کتاب
مین لکہا ہے - کہ مین شیخ علی لالا کی خدمت مین پہونچا - اور بابا کے ہاتہ سے شانہ ملنے کا معاملہ مینے سنا - اور وہی
شانہ آج مجہکو پہونچا ہے - لیکن محدثین کی جماعت ان پر طعن کرتی ہے -
کہتے ہین - سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود - حدیث نبوی ایسے شخص سے سنا چاہتا تہا جس نے بلاواسطہ
خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی ہو - اس اثنا مین خبر ملی - کہ ہند مین ایک بڑے معمر
شخص موجود ہین - جو اپنے تئین صحابہ مین شمار کرتے ہین - سلطان نے کمال عزت اور التجا کے ساتہ
آپ کو غزنین مین آنے کی تکلیف دینی چاہی - مگر آپنے آنا قبول نہین کیا - جب تک بہت سا مال و متاع
آپ کے پاس نہین پہونچا - جب آپ کہ پیر فرتوت تہے دارالخلافہ مین پہونچے - تو سلطان نے استقبال
کیا - اور طلائی و نقرئی پہول آپ کے گہوارہ پر نثار کیے آپنے اپنے ہاتہ سے اُن منتشر سنگ ریزون کو فراہم
کیا یہ حال دیکہکر سلطان اور نیز تمام امرا سخت متعجب ہوئے اور دریافت کیا - کہ اولا اس قدر علما اور مشائخ
آپ کی طلب مین گئے - مگر آپنے قبول نہ کیا - جب تک ہمنے مال نہین بہیجا - اور یہان بہی آپ کی طرف
سے جواہرات فراہم کرنا دیکہا گیا - یہ اصحاب فنا کا کام نہین ہے - آپنے جواب مین :: دو حدیثین روایت

ہین - ایک یہ[۵۱] اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ دوسری یہ[۵۲] یَشِیْبُ ابْنُ اٰدَمَ وَ یَشِبُّ فِیْهِ خَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ یہ دو حدیثین سنا کر آپنے سلطان اور تمام اکابر کی دیرینہ آرزو پوری کی - راقم کے خیال مین یہ بات آتی ہے - کہ جب سوال اس قسم کا تھا - کہ ہمچو فعل کا ارتکاب بامنصب درویشی کے مناسب نہین ہے - تو مجیب نے مقام جواب مین یہ دو حدیثین بیان کرنے سے تین کام کیے اول آرزوے سلطان پوری کی جو صحابہ کی زبانی حدیث کا سننا تھی - دوسرے از راہ کسر نفسی اپنے تئین عوام مین سے شمار کر کے - دونون حدیثون کو بظاہر سوال مذکور کا جواب بنایا - تیسرے اشارہ سے بتا دیا کہ ہاتھ آلودہ کرنا حرص اور احتیاج سے نہین ہے - بلکہ روایت حدیثین کی تقریب سے ہے -

شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اَلْاِصَابَةُ فِیْ تَعْرِیْفِ الصَّحَابَةِ مین بابا کا ذکر لکھا ہے اور آپ کے حالات کے متعلق بہت سی باتین تحریر کی ہین - لیکن اس مین شک نہین - کہ وہ بہرتی کے شائبہ سے خالی نہین ہین - مختصر یہ ہے - کہ بابا کے نفس قدسی نے زمانہ جاہلیت مین عنصری لباس پہنا تھا - ایک قصبہ متعلقہ دہلی یا لاہور مین - اور آغاز ہوش مین آپنے ایک قافلے کے ساتھ عربستان کا سفر کیا - عربستان کی سیر کے بعد معاودت کی جب ہند مین واپس آئے تو خبر ملی - کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے - چنانچہ پھر دریا کے راستے مکہ معظمہ کو کوچ کیا - اور سعادت صحبت سے سرفرازی حاصل کی - چند روز خدمت مین قیام کر کے پھر جانب ہند معاودت فرمائی - اور اپنے مکار نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیاں لڑ کر بالآخر فتح پائی - اور تمام جہان کو مشرق سے لیکر مغرب تک ناپ ڈالا - عجیب عجیب خوفناک مقامات مین چلہ کشیان کین - اور جھونپڑیاں بنائین - چھٹی صدی مین جو ارباب سعادت تھے - وہ بابا کی بدولت تابعین - رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ کے شرف سے مشرف ہوئے اور بابا نے ساتوین صدی مین رحلت فرمائی - ہوشیار سیاح کہتے ہین - کہ سراندیپ مین صفی اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ السَّلَامُ کے قدم گاہ کے نزدیک آپ کی قبر ہے -

یاد خواجہ معین الدین حسن حسینی سنجری قدس سرہ

ہجری سنہ پانسو سینتیس مین آپ کی علمی صورت نے عنصری خلعت پہنکر قصبہ سنجر مین جو علاقہ سجستان مین ہے پردہ غیب سے عالم شہود مین ورود فرمایا - لیکن پرورش آپ کی صوبہ خراسان مین ہوئی - آپ کے پدر بزرگوار غیاث الدین حسن نے آپ کو گیارہ سال کی عمر مین یتیم چھوڑا - اسی اثنا مین ایک روز مجذوب الٰہی ابراہیم نام کا آپ کے باغ مین گزر ہوا

[۵۱] انسان - احسان کا غلام ہوتا ہے ۱۲ [۵۲] آدم زاد بوڑھا ہو جاتا ہے - مگر اس کے اندر دو عادتین جوان ہو جاتی ہین - ایک حرص دوسرے طول امل ۱۲

آپ سنے انگور کا ایک خوشہ نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ مجذوب کے آگے پیش کیا - مجذوب کے ہاتھہ مین ایک ٹکڑا
تہاتلی کی کہل کا - سو اپنے دانتون سے چاپ کر آپکے منہ مین ڈالا - جب وہ پیٹ مین پہونچا - تو اندرون جسم ایسا روشن
ہو گیا - کہ جس سے تمام علائق یک لخت نیست و نابود ہو گئے - لہذا کل تعلقات سے دل ہٹا کر حقیقی رہنما کی جستجو
مین چلے - اور تقدیر کی رہنمائی سے اولاً ہرون مین پہونچے - جو نیشاپور کے اعمال مین سے ہے - یہان پر قدوۃ الاولیا
خواجہ عثمان ہرونی کی ملازمت حاصل کی - اور مدارج بیعت ادا کر کے ڈہائی سال برابر پہلو نشین دشمن یعنی نفس کی
اصلاح مین کمر بستہ رہے - اور بالآخر کامیاب ہوئے جب یہان سے خرقہ خلافت عطا ہوا - اور سند مل گئی - تو دیگر خدا
شناسان ملک کی ملاقات کے ارادہ پر جہان گردی شروع کی مشائخ قدس سرہم کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا
اولاً کوہ جودی کے دامن مین جو بغداد سے سات منزل دور ہے اسوۃ العرفا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کے
حضور مین پہونچے - اور جو کچھہ ازلی حصہ نصیب مین لکہا تہا - وہ حاصل کیا - اسی طرح پر سنجار مین نجم الاولیا شیخ نجم الدین
کبری کو - بغداد مین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی - شیخ اوحد الدین کرمانی - اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر
سہروردی کو - ہمدان مین شیخ یوسف ہمدانی کو - تبریز مین شیخ ابو سعید - اور شیخ جلال الدین تبریزی کو - استرآباد مین
شیخ ناصر الدین کو - غزنین مین شمس العارفین عبد الواحد پیر شیخ نظام الدین ابو المؤید کو اور لاہور مین شیخ حسین
زنجانی مرشد شیخ سعد الدین حمویہ کو دیکہا - ان باخبر مقبولان بارگاہ ایزدی مین سے ہر ایک کی خدمت مین
تہوڑے تہوڑے روز حاضر رہ کر ملازمت کی - رازداری کی باتین ہوتی رہین - اور بہت کچھہ معرفت الٰہی کا سرمایہ
بہم پہونچایا - گویا خدائی معرفتون کا آپ خزانہ ہو گئے تہے -

آپ کے حالات کا مختصراً بیان اس طرح پر ہے - کہ لوگون سے بہت کم ملتے تہے - پہاڑ اور صحرا کے دامن
مین بود و باش رکہتے تہے - ہمیشہ تیر و کمان پاس رکہتے تہے - اپنی خورش شکار سے بہم پہونچاتے تہے - پرانی چیندیان
پیوند لگا کر پہنتے تہے - کم کہانے کی عادت تہی - صبح کے وضو سے عشا کی نماز پڑہا کرتے تہے - اور دن مین دو دفعہ
قرآن ختم کیا کرتے تہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے - آپ سبزوار مین ایک ستم پیشہ شخص کے باغ مین اوترے ہوئے تہے باغبان نے حاضر ہو کر
مالک باغ کی ناقابلیت سے کچھہ گزارش کیا - آپنے اوسپر کچھہ خیال نہ فرمایا - اور باغ سے باہر نہین گئے - اسی اثنا مین
مالک باغ اپنے تونگرانہ ساز و سامان کے ساتھہ آگیا جب خواجہ معین الاولیا کے نزدیک پہونچا - تو اوس کے جسم پر بہر حکمِ
مومین لرزہ پیدا ہوا - اور چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا - ناچار تونگری شوکت کا ساز و سامان نذر کر کے خادمانہ ہاتھہ باندہ کر

کھڑا ہوا - خواجہ نے ایک بے پروایانہ نگاہ سے اُس کو دیکھا - اُس کے ہوش جاتے رہے - جب باغبان نے حسب ارشاد خواجہ - بیہوش کے منہ پر پانی چھڑکا - تب بیہوشی دور ہو کر ہوش مین آیا - اور نیازمندانہ زمین پر سامنے گر پڑا - ارشاد ہوا - نالائق حرکات سے باز آ - چنانچہ باز آیا - اور بیعت ہوا - اوس کے سب ہمراہیون نے بھی فرمان برداری قبول کی -

کہتے ہین - کہ جس سال معز الدین سام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایبک کے سپرد کی - اور ہنگام واپسی غزنین کے راستے مین دنیا سے رخصت ہوا اوسی سال خواجہ کے قدوم مبارک سے خاک دہلی نے شرف حاصل کیا ہے - چونکہ یہان پر لوگون کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہین آیا - لہذا آپنے اجمیر کی طرف عزم فرمایا - حاکم وقت نے سید حسین مشہدی کو اجمیر کا فوجدار مقرر کر کے خواجہ کے ہمرکاب روانہ کیا - فوجدار کمال دل آوری اور شجاعت کام مین لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان - اور بعض مطیع اسلام ہوئے - بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا - اور وہین ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جا سویا -

کہتے ہین - خواجہ دو دفعہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے دیدار کے لیے دہلی مین تشریف لائے تھے - اور جس مکان مین اب شیخ رشید مکی کی خوابگاہ ہے - اُس مین اوترا کرتے تھے پہلی بار جو دہلی سے اجمیر کو گئے تھے - تو سید حسین مشہدی فوجدار کے عم بزرگوار سید وجیہ الدین حسینی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے ہمراہ لے گئے تھے - ستائیس سال اوس پردہ نشین باعصمت بی بی کے ساتھ بہ خوشی و خورمی زندگی گزاری - اور پسری اولاد بھی ہوئی - ستانوین [۹۷] سال کی عمر آپنے پائی - بعدہ چھٹی رجب ہجری سنہ چھ سو تینتیس [۶۳۳] روز شنبہ کو عالم آخرت کی جانب کوچ فرمایا - اور اجمیر مین خوابگاہ تیار ہوئی - آج اوس کی عمارت نہایت عالیشان ہے - اور ہر سال لوگ گروہ کے گروہ ہر ایک ملک سے عرس کے موقع پر آ کر جمع ہوتے ہین - اور جس قدر مشائخ چشت ہند مین مدفون ہین - سب اپنی خلافت کے سلسلہ کو حضرت خواجہ تک منتہی کرتے تھے قدس اسرارہم سوا ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والے کے - کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے - اور شیخ رکن الدین اپنے تین [۳] واسطے سے خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہین - انشاء اللہ العزیز یہ حال اُن کی یاد مین لکھا جاوے گا -

انجمن

یہ انجمن اون خدا بین ذی بصیرت اصحاب کے با فروغ حالات کے بیان مین ہے جنہون نے اپنی نسبت کے

ہاتھ سے معین الاولیا قدس سرہ کی بیعت کا دامن پکڑا - اور آپ کی رہنمائی سے خدا طلبی کے راستے مین قدم رکھا ہے - بعض نے خرقہ خلافت حاصل کر کے زندہ دلی حاصل کی - اور اُن کے سلسلہ پر ارباب دانش گروہ کے گروہ جا ملے - اور بعض نے اس طریقہ پر چلنے کی آرزو ہی نہین کی - اور ہمیشہ اپنے حجرہ وحدت مین تنہا نشین رہے۔ قصہ کوتاہ جن معانی کا چہرہ واضح کے رنگ آمیز قلم نے الفاظ کے صفحہ پر کھولا ہی نہین ہے - ان معانی کا راستہ اقدام فہم اور خیال - سوائے تمثیل کے پاؤن کے کیسے چل سکتے ہین - اس لئے اس ذی معرفت گروہ کے پر حقیقت حالات کی تعریفات صراحت کے ساتھ نہین لکھ سکا - اور چونکہ تشبیہ سے دل ناخوش اور رسیدہ تھا اندازِ تشبیہات سے بھی کام نہ لیا - ناچار ہر ایک کے نسب و حسب - وطن و مرقد - اور بیعت و سلسلہ کے متعلق چند باتین ایسے قلم سے لکھی ہین - جو بالکل سادہ اور صنایع و بدائع کے زیور اور آرایش سے برہنہ ہے - تاکہ سننے والے کو آگاہی ہو -

باوجودیکہ تمثیل اصل کی چہرہ پر ایک نقاب ہوتا ہے - تاہم تمثیل اپنی چمک دمک دکھانے سے - روحانی چہرہ کو آئینہ کی طرح جسمانی عکس کی شکل کر دیتی ہے - تمثیل دور بیٹھے ہوئے - گوشہ نشینون کو ویسے ہی جلوہ کا سامان بہم پہونچاتی ہے - جیسا کہ نزدیک والون کو نظر آتا ہے - تمثیل معنی کی پردہ نشین عروس کی صورت کشادہ رو شاہدون کے طور پر دکھلاتی ہے اور نیز جن منور چہرون پر مثل آفتاب کے نگاہ دشواری سے پڑ سکتی ہے تمثیل اُن چہرون کو آسانی کے ساتھ نظر آنے والے ماہ وشون کے سلسلہ مین عیان کرتی ہے - لیکن اگرچہ نکتہ آفرین طبیعت ان ساکنان شہر کشف کو تشبیہ و تمثیل کی امداد سے محسوسات کی آبادی مین پہونچاتی ہے اور نیز اُن کو کنفی مکان سے نکال کر خیالی مسند پر اس طرح لا بٹھاتی ہے - کہ جو کچھ سنا جاوے اقرب بہ فہم ہو - باایں ہمہ اگر ناظرین غور سے دیکھین گے - تو عالم غیب کے مستورون کا حال ٹھیک طور پر اس طرح معلوم نہ کر سکین گے کہ جس طرح اُن لوگون کا حال معلوم کر سکتے ہین - جو حواس اور عقول کے میخانہ مین مست پڑے ہین - یہ ایسا ہے کہ جیسے قیاس غائب کا شاہد پر ہوتا ہے - کیونکہ ہر عالم کے ادراک کے واسطے جداگانہ رسم معین کیگئی ہے - ایک عالم کی اشیا کا - دوسرے عالم کی رسمون کے ذریعہ سے ادراک - صرف اُنہین اشیا تک پہونچ سکتا ہے - جو دونون عالم مین مشترک ہین - اس سے آگے خصوصیات تک نہین پہونچتا مابہ الاختلاف جو عالم کثرت کی آفرینش کا سبب ہے - معرفت کے سامنے ظاہر نہین ہو سکتا - ہر موجود اور ہر مظہر جس کو اسمائی کمالات اور تفصیلی حسن حاصل ہے اُس کی ماہیت کی شناخت ہاتھ نہین آتی - کائنات کے ذرے ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا نہین ہو سکتے - اور راستہ چلنے والا اس طرح کی رفتار سے منزل تحقیق کو نہین پہونچ سکتا - بس ایسے مقام پر چپ رہنا - سخن کا

مغز پوست سے جدا نہ کرنا - اور راست گوئی سے کام نہ لینا - دورنگی کی علامت ہے -

سنو جی - وہ شخص دانا ہے - جو ہستی کی تعریف کو جس کو ارباب ظاہر نے پرانی حکمت وفلسفہ کی کتابون مین مکڑی کے تنے ہوئے تانے بانے کی طرح تنا ہے چند پست آوازنگس طینتون کا جال سمجھے - مکھی کی طرح اپنی ہمت کا بچہ اوس مین نہ پھنسا دے - مانند طفل رنگین باتون کے فریب مین نہ آوے - اپنے تئین اس تھوڑی سی طمع شناسی پر حقیقت اشیا کا جاننے والا تصور نہ کرے - وہم مین ڈالنے والے کاغذی نقوش کو نگینہ کی طرح صفحۂ دل پر جگہہ نہ دیوے - جن نقوش نے جگہہ پکڑلی ہے - اون کو مٹ جانے والا سمجھکر فراموشی کی امداد سے صفحۂ دل کو سادہ بنانے مین کوشش کرے

ثمرۂ دیوانگی می باید دنا دانیم	المولفہ	تیرگی بخشید دل را حکمت یونانیم

اس بلند مرتبہ گروہ کی پیروی سے عرفان کا راستہ اختیار کرکے صفائی قلب وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی جیسی ریاضت سے حاصل کرے - کشف کی آنکھون سے اصحاب خلوت اور ارباب جلوہ دونون کا تماشا کرکے - ناشناسائی اور وہم پرستی کے کوچہ سے نکل جاوے - اور باطنی ادراک کی روشنی مین حقیقت کے باغون کی سیر فرماکر جامعیت کے تخت پر بحیثیت خلیفہ متمکن ہو - تاکہ اُس کے قوی ادراک کے سامنے دوسرے ضعیف ادراک والون کی لچر اور پوچ اصطلاحین - عمدہ حیثیت سے فروخت نہ ہونے پا دین - اور سب کی استعداد کا ذاتی جوہر - جس قدر وقیمت کا ہو - اُسی اصلی قدر وقیمت پر خریدا جاوے - اُس وقت مضمون لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا کا نقد اُس کو حاصل ہوگا - اور اُس کا یقین ایسے بلند درجہ پر پہونچ جاوے گا جہان نہ افزونی کو گنجایش ہوگی - اور نہ کم وکاست کو - اب مین اُن چند اصحاب کا حال لکھتا ہون - جو اس خوبی اور حسن شمائل کے ساتھہ موصوف ہین -

یادار جمند فرزندان معین الاولیا قدس اللہ اسرارہم

بعض کہتے ہین کہ آپ کے کوئی فرزند نہ تھا - آپ حصور تھے - اور بعض کہتے ہین کہ آپ کی دو بیویان تھین - ایک سید وجیہ الدین مشہدی کی دختر - دوسری ایک راجہ کی بیٹی جو خواجہ کے مرید ملک خطاب کی قید مین آگئی تھی - اُس کو مرید مذکور نے پیر کی خدمت مین بھیج دیا تھا - علیٰ ہذا القیاس سلطان التارکین ناگوری کا بیان

۱ - اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین - ہم سہی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکھائین گے ۱۲

۲ - اگر پردہ کھل جاوے - تو مین یقین کے اعتبار سے کچھہ زیادہ نہ ہوجاؤنگا ۱۲ -

بھی خواجہ کے عیال دار ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ جس کو اُن کے فرزند شیخ فرید نے کتاب سرور الصدور مین لکھا ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ ایک روز خواجہ معین اولالیا نے عیال دار اور صاحب اولاد ہونے کے بعد مجھہ سے کہا حمید پیشتر جوانی اور تجرد کے زمانے مین جو بات دل مین آتی تھی بطلب یا بلا طلب ظہور پذیر ہو جاتی تھی ۔ اور اب اس زمانہ مین ۔ کہ پیری اور عیال داری دونون ہوگئی ہین ۔ دل مین آئی ہوئی کوئی بات بھی علم سے عین مین نہین آتی ہے ۔ مینے جواب مین عرض کیا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے حضرت مریم علیہا السلام کا حال یہ تھا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا[۵۱] اور ولادت کے بعد یہ درجہ ہوگیا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ[۵۲] آپ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوئے ۔[۵۳]

خلاصہ کلام یہ ۔ کہ جو بعض اصحاب خواجہ معین الاولیا کو حصور سمجھتے ہین ۔ یہ ان صدر الذکر بیانات کے بموجب محض خیال ہی خیال ہے ۔ بی بی حافظ جمال خاص خواجہ کی دختر ہین ۔ عام شہرت واقعی امر نہین ہے ۔ شیخ رضی کے نکاح مین تھین ۔ جن کی قبر منڈلا کے حوض کے کنارہ پر ہے ۔ جو مضافات ناگور مین سے ہے ۔ اور بی بی دُر کی قبر حضرت خواجہ کی پائین ہے ۔ سید محمد گیسودراز دوسرے فرزندون کو بی بی عصمت سے سمجھتے ہین ۔ اور خواجہ شمس الدین طاہر کو امۃ اللہ کنیز سے کہتے ہین مصرع بجز خدا سے نداند کسے حقیقتِ حال

چند اصحاب کا خیال یہ ہے ۔ کہ آپ کے اولاد تو ہوئی ۔ مگر خرد سالی سے کوئی بچہ آگے نہین بڑھا ۔ سب خرد سالی مین ہی عالم قدس کو کوچ فرما گئے ۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ آپ کے فرزندون مین سے چند کس عمرین پاکر درجہ رہنمائی پر پہونچے تھے ۔ اور یہ بیان بہت ہی درست ہے ۔ کہ آپ کے تین فرزند رشید تھے ۔ جو مرشد بھی تھے ۔

سب سے بڑے خواجہ فخر الدین محمد اجمیری ہین ۔ دونون علم کے کمالات سے آراستہ تھے اور صاحب تصرف بھی تھے ۔ پدر بزرگوار کے بعد شیخی اور ہدایت کی مسند کو انہین کے وجود سے آرایش ہوئی تھی ۔

جب خواجہ فخر الدین تاریخ پانچوین شعبان ہجری سنہ چھ سو اکسٹھہ کو دنیا سے رخصت ہوگئے ۔ تو ان کے منجھلے بھائی خواجہ ضیاء الدین ابو الخیر جانشین ہوئے ۔ بعض کے نزدیک آپ کی کنیت ابو سعید ہے بڑے صاحب کمال اور صاحب حال تھے ۔ یہ بھی ہجری سنہ چھ سو پچانوین مین عالم صورت سے رحلت فرما گئے ۔

---

۵۱ جب جب زکریا مریم دکے دیکھنے کو اُن) پاس (اُن کے رہنے کے حجرے مین جاتے تو مریم کے پاس میوہ جات کی قسم مین سے (کچھ نہ کچھ) کھانے کی چیز موجود پاتے ۱۲ ۵۲ کھجور کی جڑ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ ۱۲

۵۳ تنبیہ اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے ۔ شاید حضرت خواجہ کو تجرد کے زمانہ مین قرب فرائض کا رتبہ حاصل تھا ۔

تیسرے بھائی **شیخ حسام الدین** صدر اللہ کر دونون بھائیون سے چھوٹے تھے - یہ لوگون کی نظر سے غائب ہوکر ابدال اور رجال الغیب کے گروہ مین جا مے تھے - اسواسطے سجادہ نشینی پوتون اور نواسون کی طرف منتقل ہوئی سلسلہ اور خانوادہ کا اجرا خود مشرب چشت کے مالک خواجہ معین الاولیا نے خواجہ قطب الاولیا کے سپرد فرما دیا تھا -

شیخ رفیع الدین بایزید اور **شیخ نور الدین محمد اجمیری** خواجہ معین الاولیا کے پوتون مین سے تھے - یہ دونون بزرگوار تصوف اور سلوک کے طریقہ مین ظاہر و باطن سے آراستہ تھے - بہت برسون تک آباے کرام کے سجادہ پر طالبان خدا کی رہنمائی کرتے رہے -

شیخ حسام الدین سوختہ - خواجہ فخر الدین اجمیری کے فرزند ہین - آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار تھا اور آنکھین درد طلب سے اشکبار رہتی تھین - سلطان نظام الاولیا کی صحبت مین جا پہونچے تھے - ان کی قبر قصبہ سانبھر مین جانب مشرق اجمیر کے راستہ پر ہے - ان کے پدر بزرگوار نے گم شدہ بھائی کی یاد مین اُن کے نام پران کا نام رکھا تھا - ان کے دو فرزند تھے -

ایک **خواجہ معین الدین خرد** آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ ہین - بیعت ہونے سے پہلے ہی - نفس نافرجام کو لڑائی مین زیر کر لیا تھا - اور خواجہ معین الاولیا کے باطن سے آپ کو فیض حاصل تھا -

دوسرے **شیخ قیام الدین بابر بال**[۵۱] آپ خوب صورت - دلاور - دلیر - اور بزرگ طینت تھے

ان دونون صدر اللہ کر فرزندان شیخ حسام الدین کے بھی فرزندان نامور ہین -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ - جس کا مطلب یہ ہے - وحدت اور وجوب کی جانب کا کثرت اور امکان کی جانب پر غالب ہونا - اس صورت مین حق عیان ہوتا ہے - اور خلق مختفی جس شخص کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے - وہ تمام افعال بلکہ احوال کو حق کی طرف منسوب کرتا ہے - اور اپنے تیئن بمنزلہ آلہ کے سمجھتا ہے - اور حضرت خواجہ عیال داری کے زمانہ مین قرب نوافل سے متصف ہو گئے تھے جس کا مطلب یہ ہے - جانب کثرت کا ظاہر ہونا - اور جانب وحدت کا مختفی ہونا - اس صورت مین خلق فاعل نظر آتی ہے - اور حق اوس کا آلہ - بی یبصر و بی یسمع کی حدیث مین اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے - یہ بات میرے ذہن مین آئی ہے ۱۲ راجی محمد غوثی -

[۵۱] بال بمعنی عظمت و شان ۱۲ -

شیخ قطب الدین - آپ خواجہ معین الدین خُرد کے بیٹے ہین - اجمیر سے آغاز ہوش مین ہی منڈو (مانڈو)[لہ] کو چلے آئے - سلطان محمود خلجی نے زمانہ شباب مین ہی - آپ کو خطاب چشت خانی دیکر بارہ ہزار سوار کا افسر کر دیا تھا - جب ایک مدت کے بعد سلطانی قوت کے اثر سے اجمیر مین اسلام تازہ ہوا - تو سلطان نے اجمیر چشت خان کو دینا چاہا چشت خان کو دلچسپی منڈو (مانڈو) سے ہو گئی تھی اسواسطے قبول نہ کیا

شیخ قیام الدین کے بیٹے شیخ بایزید بزرگ ہین - آپ صاحب علم تھے - خواجہ معین الاولیا کے روضہ مین برسون درس دیا - شیخ احمد مجد - اور نیز دوسرے بزرگ آپ کے شاگرد ہین - جب حکومت دہلی مین ہل چل پیدا ہوئی - تو بیکر پرستون کا غلبہ ہوا - اُس وقت شیخ بایزید بغداد کی طرف کوچ کر گئے - اور اُسی سرزمین مین ایک عمر گزاری جب خبر ملی - کہ اجمیر مین اسلام کو رونق ہوئی - تو پھر آپ اُن اطراف سے منڈو (مانڈو) مین آئے - سلطان نے اپنے حُسن عقیدت مین - شیخ بایزید کو چشت خان کا شریک کر لیا - چشت خان کو یہ شرکت ناگوار گزری - کسی اہم کام کے بہانہ سے شیخ بایزید کو دور پھینک دینا چاہا اور حضور سلطان مین عرض کیا - کہ میرے بھائی شیخ بایزید بزرگ پیشتر مدرس اجمیر تھے - وہان کے اسلام مین سُستی آگئی تھی - اس وجہ سے اُنہون نے جہان گردی کو مناسب سمجھا تھا - اب چونکہ اِس شاہی عہد مین بمقام اجمیر بنیاد اسلام از سر نو قایم ہو گئی ہے - لہذا ایسا سمجھ مین آتا ہے - کہ اگر صاحب موصوف اجمیر مین بھیج دئے جاوینگے - تو اس جدید بنیاد مین غالباً صورت استحکام پیدا ہو جاویگی - چشت خان کی اس گفت وگو پر - شیخ بایزید کو اجمیر مین رہنے کی اجازت دی گئی - اِسی زمانہ مین بعض لوگون نے حضور سلطان مین یہ بھی عرض کیا کہ شیخ بایزید بزرگ - خاندان معینیہ مین سے نہین ہین - اِس پر سلطان نے اپنی قلمرو کے پُرانے اور واقف حال عالمون - درویشون - اور بزرگون کو فراہم کر کے دریافت حال کیا - مخدوم شیخ حسین ناگوری - اور مولانا رستم نے جو اجمیر کے علما اور مشائخ مین یکتا تھے - اور نیز دیگر اللہ والون نے شیخ بایزید بزرگ کی درستی نسب پر گواہی دی - شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندون کے ساتھ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تھا یہ معاملہ بھی ایک عادل گواہ ہے -

یاد چندے از خلفائے معین الاولیا

مولانا ضیاء الدین حامد - آپ حکیم - صاحب علم ریاضیات وطبیعیات تھے - بلکہ اکثر فنون

لہ - مانڈو زمان قدیم مین ایک عظیم الشان شہر آباد تھا ریاست دھار کے پاس مالوہ مین - اب بالکل ویران ہے - سنگین محلات اور

مدوّنہ کو تنقیح کے ساتھ جانتے تھے۔ لیکن مشایخ کے انکار سے آپ کا دل سیاہ تھا۔ جب صفائی کا وقت آیا۔ تو خواجہ کی خدمت سے اعتقاد کے چراغ نے آپ کے دل کو رو رز روشن بنادیا۔

ایک امیر ظالم اور فاسق تھا۔ اُس کو خواجہ کے دیدار کی بدولت توبہ نصوح نصیب ہوئی۔ اور جب وہ راہ تصوف مین راسخ ہوگیا۔ تو اُس کو خوان ولایت کی چاشنی ملی۔ اور اپنے وطن بلخ کو اُس نے چھوڑ کر ہمراہی پیر اختیار کی جس وقت حصار مین پہونچا۔ تو اجل کے لشکر نے اُس کی عمر کا حصار توڑ پھوڑ کر تباہ کردیا۔ اسی مقام مین اس کی قبر بھی ہے۔

اجمیر کے کوہستان مین ایک شخص بہ لباس جوگیان **اجیپال** نامی تھا۔ ریاضت کی بدولت صاحب استدراج تھا۔ طلسمی علمون کی نمود و نمائش بہت کچھ جانتا تھا۔ اور بہت سے مرید اوس کی خدمت مین جان سپاری کو حاضر رہتے تھے ان مین سے اکثر مریدون کو اجیپال نے سانپ بناکر حضرت خواجہ کے تکیہ گاہ پر متعین کیا تھا۔ حضرت خواجہ نے موسوی معجزہ کو کام فرمایا۔ چند سانپون کو عصا سے مار ڈالا۔ اور بعض کا سر پکڑ کر زمین مین گاڑ دیا۔ کہتے ہین۔ اُس مقام سے ایک قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ جو پھنکا کمائے ہوئے سانپ کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور لوگ اُس کا نام چتراولی کہتے ہین۔ یہ ایک لکڑی ہے ظاہر مین سیاہ اور اندر سے سفید۔ اجمیر کے مہرہ بنانے والے اسکی تسبیح بناتے ہین۔ مشہور ہے۔ کہ یہ تسبیح جس کے پاس ہوتی ہے۔ وہ سانپ وغیرہ کے آزار سے امن مین رہتا ہے۔

سید حسین مشہدی آپ سلطان قطب الدین ایبک کے امرا مین سردار۔ اور سرکار اجمیر کے لشکر مین افسر تھے۔ حضرت خواجہ کے خاص مریدون مین سے ہین۔ اس زمانہ مین خنگ سوار کرکے مشہور ہین۔ یہین ایک پہاڑی کے پشتہ پر آپ کی قبر ہے۔

مولانا احمد خادم آپ نے ہمیشہ خدمت گزاری مین عمر بسر کی۔ راز دو جہانی کے محرم تھے۔ اجمیر مین قبر ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی۔ آپ کا ظہور مثل آفتاب کے روشنی بیان کا محتاج نہین ہے

سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سعیدی سوالی۔ آپ خواجہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ عارفانہ اشعار کہنے کا ذوق تھا۔ یہ رباعی آپ ہی کی ہے **رباعی**

اے دوست دل خستہ ہوا ے تو گرفت		درباغ وفاے تو نواے تو گرفت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ — عمارات۔ حالت تباہی مین ہین۔ ان مین کچھ بھیل آباد ہین۔ سابقہ زمانہ مین اس کو منڈو لکھتے تھے

آپ مانڈو کہتے ہین ۱۲

	ہر چیز کہ بگرفت برائے تو گرفت		ہر چیز کہ بگزشت برائے تو گزشت	

شیخ نظام ناگوری آپ کا کلمہ میں غاب خاب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آستانہ پر معتکف رہتے تھے۔ اسی طرح پر آپ کی گزران تھی۔ اور جدائی پر ایک لحظہ بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔

شیخ مجد الدین سنجری آپ خواجہ کے سفر اور حضر میں رفیق اور ہمنشین تھے۔ خواجہ کی خدمت اور ملازمت سے۔ جو آپ کی خاص عادت حمیدہ تھی۔ اپنی مراد کو پہونچ گئے۔

غوثی نیفس ثمرہ ہوتا ہے عقیدت۔ رغبت۔ اور صدق کے بارور درختون کا۔ جس زمانہ میں ہم عدم سے وجود میں آئے ہین۔ اس زمانہ مین ان بارور درختون کو لوگون کی بدنصیبی سے پانی نہین پہونچا۔ جس کی وجہ سے یہ تمام درخت خشک ہو کر ایندھن ہو گئے۔ شیخ عزیز فرید ابن شیخ عزیز سعید ابن سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری نے ایک کتاب سرور الصدور تصنیف کی ہے جس مین مذکورہ بالا مضمون کو اس طرح پر درج کیا ہے ”ایک روز جد بزرگوار۔ زبان حقائق بیان سے اس قسم کی حسرت ناک گفت گو فرماتے تھے۔ کہ“

مجکو یہ فرمان ایزدی مشیت اہل زمانہ کو پند و نصیحت کرتے ہوئے کم و بیش تین قرن گزر گیے۔ ہر ایک قرن مین لوگون کے حالات کے اندر جداگانہ کیفیت دیکھنے مین آئی۔ اول قرن مین ایسا پایا۔ کہ جس وقت مین منبر پر چڑھ کر بے مثل و بے مانند اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مقدس نام کے متعلق حکمت اور بیان کا آغاز کرتا تھا۔ تو منبر کے دونون جانب حاضرین مجلس گریہ و نالہ شروع کر دیتے تھے۔ پھر دوسرے قرن مین یہ حالت دیکھی گئی۔ کہ اُس اندرونی آگ سے شعلہ بھڑکنے کی کیفیت تو جاتی رہی۔ مگر تاہم اتنی گرمی اور اخگری اثر ضرور باقی تھا۔ کہ اُس کی حرارت۔ واعظ کے قلب سے متجاوز ہو کر سامعین کی بے رغبتی کی سردی کو دور کر دیا کرتی تھی۔ اور تیسرے قرن مین یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ تمام حاضرین جن کی طبیعتین چنگاری کی طرح گرم تھین۔ مثل کوئلہ کے باہر سے سیاہ اور اندر سے افسردہ ہو گئے۔ یہانتک کہ بجاذبہ عادت کے سوا۔ مسجد مین آنے کے واسطے کوئی باعث باقی نہین رہا۔ اور اب اہل زمانہ کے دلون مین بجائے رغبت کے مین سراسر نفرت اور کراہت پاتا ہون۔

اور یہ بھی جد بزرگوار نے فرمایا۔ کہ“

جس طرح خاتم النبوۃ علیہ السلام کے مبارک عہد مین پتھر سے دل کی خوشبو آتی تھی۔ اسی طرح

اب ایسا زمانہ آگیا ہے - کہ دل سے پتھر کی بو آتی ہے - لہذا اس زمانہ مین جس شخص کی ملاقات سے اہل دل ہونے کی خوشبو تم پاؤ - اُس کو اس طرح غنیمت جانو - کہ جس طرح سامان ارث بے رنج ومشقت مل جاتا ہے - اور مال غنیمت کی مانند مفت سمجھکر غیر مترقبہ نعمت تصور کرو - کیونکہ اس زمانہ مین جوہر دل - مٹی مین پڑی ہوئی کوڑی کا حکم رکہتا ہے -

یاد حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

آپ - گوناگون علم حکمت سے آراستہ تہے - کیا الٰہیات اور کیا طبیعیات - لیکن سیاہی باطن سے تصوف کی اصطلاحات کو واہی تباہی باتین سمجھکر گریزان رہتے تہے - ایک روز تقدیر سے آپ کا گزر ایک صحرا مین ہوا جس مین خواجہ معین الاولیا اپنے رفیق کے ساتہہ ایک کلنگ کا شکار کر کے کباب سینک رہے تہے - بسبب کوتاہ حکیم کو بہوک نے یہانتک مجبور کیا کہ ان دونون بزرگون کی خدمت مین جانا پڑا جب اُس شکار کا لقمہ حلق کے نیچے اُترا - تو تمام فلسفی حروف بہول گئے اور اُن کی آواز یاد سے جاتی رہی اور افکار کا سرمایہ نقد اعتقاد کے عوض فروخت کر دیا - آپ مع اپنے تمام شاگردون کے بیعت ہوگئے - اور پہر درجہ ولایت سے بہی سرفراز ہوئے - مصرع ولایت باسعادت ہم قرین شد -

یاد شیخ حمید الدین دہلوی رحمہ اللہ

جس سال اور مہینے مین سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی ہیبت سے راجہ پتہورا نے ملک عدم کا راستہ لیا - اور دار السلطنۃ دہلی فتح ہوا - اُنہین ایام مین خواجہ معین الاولیا غزنین سے لاہور مین تشریف لائے - اور لاہور سے دہلی مین - اثنائے راہ مین ایک روز ایک تبخانہ کے آگے - سات آدمیون کو دیکہا کہ تمام آسایش وآرام سے درگزر کر چند تراشیدہ پتہرون کی پرستش مین مصروف ہین - جو شخص سب مین بڑا تہا - اُس کے ساتہہ خواجہ نے ایسی رہنمایانہ گفت گو کی - اور ایسا نصیحت آمیز کلام فرمایا - کہ وہ اسلام کا عاشق ہوگیا - اور اُس نصیحت کی بدولت سب کے سب صورت پرستی کی قید سے نکل کر صورت آفرین خدا کی پرستش کرنے لگے - خواجہ نے سب سے بڑے شخص کا نام حمید الدین رکہکر وہ سب کے نام رکہنے کا ارادہ کیا ہی تہا کہ اُن سب نے التماس کیا - ہمنے جس طرح کفر مین اور نیز اسلام مین شرکت ہاتہہ سے نہین

جانے دی۔ اسی طرح بہتر یہ ہے۔ کہ نام مین بھی ہم سب شریک ہی رہین۔ اس سبب سے ساتون اشخاص اسی نام کے ساتھ نامزد تھے۔

یاد شیخ مجد الدین سنجری

آپ نے۔ پیر کی جہان پیمائی کے زمانہ مین۔ پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے اپنے تئین کسی وقت باز نہین رکھا اِس سبب سے آپکی رسائی کا تیر ملازمت پیر کی بدولت۔ مراد کے نشانہ پر جا لگا۔

یاد شیخ نظام ناگوری قدس سرہ

آپنے اپنی گوشہ نشینی کے واسطے۔ اپنے پیر بزرگوار کے عالیشان آستانہ پر ایک گوشہ اختیار کر رکھا تھا۔ درگاہ کی خاک سے کبھی سر نہین اُٹھایا۔ اور پیر کی خدمت سے ایک لحظہ کی جدائی کو بھی کمال نقصان کا باعث سمجھتے تھے اور اکثر پیر کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات آجاتے تھے۔ ہمارا فخر فخر الدین کے ساتھ۔ اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھ ہے۔ مصرع۔ ناوک اہل وفا باد ہمیشہ بر ہدف۔

یاد شیخ فخر الدین احمد اجمیری رحمۃ اللہ

آپ کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری مین درجہ غلامی حاصل تھا۔ اور پیر کے ناصحانہ کلام کو قلم سے لکھا کرتے تھے۔ تمام اپنی زندگی۔ عبادت۔ اور ریاضت مین وقف کر رکھی تھی۔

یاد شیخ عبد اللہ رازی

آپ اولاً ایک آتش پرست تھے۔ خواجہ عثمان ہرونی سے مثل خلیل اللہ کرامت دیکھکر اسلام قبول کیا تھا۔ مع خاندان آپکے اسلام لانے کا قصہ طول طویل ہے۔ سابقہ کتب تواریخ مین لکھا ہوا ہے۔ دیکھ لیا جاوے آخر کار خواجہ معین الاولیا کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی چاشنی حاصل کرکے درجہ حق شناسی پر سرفراز ہو گئے۔

یاد شیخ صفی الدین ابراہیم پسر عبد اللہ رازی

آپ وہی طفل ہین جس کو گندے پیر بٹھا کر خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ مشتعل آگ مین گھس گئے تھے

گئے تھے اور نمرودی آگ والے ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح وسالم نکل آئے۔ کہتے ہیں آپ بہ تلاش پیر ہندوستان میں آئے تھے۔ جب اجمیر میں پہونچے تو خواجہ معین الاولیا کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ اور خواجہ کی خدمت کے واسطے کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے آخر کار ہمت کے ہاتھ سے ولایت اور سعادت کا دامن پکڑ ہی لیا۔ اور رحلت کے بعد آپ کے روضہ کی دیوار کے نیچے قبر کو جگہ ملی۔

طالبان ہدایت کو واضح ہو۔ کہ صاحبان ارشاد کی تلاش کا خیال ایک تخم ہے جس کو نہ معلوم تقدیر کونسے دل کی مہیا زمین میں بو کر اُس دل والے کے ہاتھ اور بازون میں ایسا دہقانی حوصلہ اور کاشتکارانہ سلیقہ عطا کرے۔ جس کے ذریعہ سے تخم خیال کی پرورش ہو سکتی ہے۔ تاکہ وہ اہل دل اُس بوئے ہوئے تخم کو شائستہ عمل کے ساتھ سرسبز کر کے نشو و نما میں لاوے۔ اور اُس کے محصول سے خود فائدہ اوٹھاکر ذی احتیاج خوشہ چینون کو بھی اُن کی استعداد کے موافق روزی پہونچاوے۔

یاد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

آپ شیخ کمال الدین احمد موسیٰ اوشی کے فرزند ہیں۔ اُوش ماورا النہر میں ایک قصبہ ہے۔ کہتے ہیں۔ ڈیڑھ برس کی عمر تھی۔ کہ آپ یتیم ہو گئے۔ جب پانچ سال کے ہوئے۔ تو آپ کی ماں نے ایک مہربان ہمسایہ کے سپرد کیا۔ کہ کسی نیک علم تعلیم کے مکتب میں بٹھا آوے اثنائے راہ میں ایک نورانی شکل پیر ہمراہ ہو گئے۔ ان دونون بزرگون نے بالاتفاق آپ کو مولانا حفص کے سپرد کیا۔ اور اُس خضر صورت پیر نے اُستاد سے سفارش کی۔ کہ یہ لڑکا اولیائے کرام میں سے ہوگا۔ اِس کی تعلیم میں کاہلی نہ کی جاوے۔ غالباً یہ نورانی شخص خضر علیہ السلام تھے آپ کو آغاز ہوش میں پیر طریقت کی تلاش ہوئی۔ چاہا۔ کہ شیخ محمود کے مرید ہو جاویں۔ کہ اسی اثنا میں خواجہ معین الاولیا اوش میں تشریف لائے۔ آپ پہلی ہی ملازمت میں بیعت ہو گئے۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں خلعت خلافت پہنکر سرفرازی حاصل کی بیس سال کی عمر میں ہدایت دہی کی استعداد بہم پہونچاکر بہت سے ارباب سعادت کو دونون عالم کے کمالات پر پہونچایا

اُس زمانہ میں آپ کا وظیفہ شبانہ روز کا یہ تھا ڈہائی سو رکعت نماز اور تین ہزار بار درود۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو بقید تاہل پابند کر دیا تھا۔ اِس سبب سے تین روز تک معینہ معتاد ادا نہ ہو سکا۔ تیسری شب رئیس احمد کو جو آپ کے خاص مریدون میں سے ہیں۔ خاتم الانبیا علیہ السلام کا شرف ملازمت خواب میں حاصل ہوا۔ فرمایا احمد۔ ہمارا سلام قطب الدین کو پہونچاؤ۔ اور یہ کہو۔ تین راتیں ہوئیں۔ اُن کا تحفہ ہمارے پاس نہیں آتا ہے جب

یہ پیغام خواجہ کے کان مین پہونچا - تو خواجہ قطع علاقہ کرکے پیر بزرگوار کی تلاش مین وطن سے چلے - اور بغداد کا راستہ لیا
جب بغداد مین پہونچے - تو شیخ الشیوخ شہاب الحق شہروردی شیخ اوحدالدین کرمانی - اور نیز اس شہر کے دیگر مشائخ
قدس سرہم کی ملازمت حاصل کرکے استفادہ کیا - ایک روز خبر ملی کہ خواجہ معین الاولیا شہر دہلی مین تشریف رکھتے
ہین جو ہند کا پایۂ تخت ہے - لہٰذا وہان سے شیخ جلال الدین تبریزی کی رفاقت مین ہندوستان کی طرف
روانہ ہوئے - جب ملتان مین پہونچے - تو شیخ بہاء الدین زکریا کی محبت کی وجہ سے یہان چند روز توقف فرمایا -
اس زمانہ مین ترکون کے لشکر نے خطا و ختن سے آکر ملتان کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا - قباجہ بیگ - وہان کا حاکم
تھا - اُس نے دعا کے واسطے التجا کی - کہ دشمنون کی آفت اور ایذا دور ہوجاوے - خواجہ نے اُس کو ایک تیر
عنایت کرکے فرمایا - کہ رات کے وقت برج سے ترکون کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا - چنانچہ جیسا ارشاد تھا تعمیل کی
گئی - بحکم خداے لایزال صبح تک دشمن کے لشکر مین سے اطراف قلعہ مین ایک متنفس بھی باقی نہین رہا -

القصہ خواجہ نے دہلی کے دلکشا خطہ مین پہونچکر کیلوکہری مقام مین قیام فرمایا - دہلی کے شیخ الاسلام
شیخ جمال الدین محمد بسطامی - اور قاضی حمیدالدین ناگوری جن کا نام محمد ابن عطا ہے - ان اصحاب کی آمد و رفت
ہمیشہ آپ کی صحبت مین رہتی تھی - لیکن بوجہ زیادہ مسافت ہونیکے دیر دیر سے پہونچتے تھے - اور اس سبب سے
دل تنگ رہتے تھے - لہٰذا سلطان شمس الدین التمش کی خدمت مین عرض معروض کرکے خواجہ کو شہر مین لے آئے
اور ملک اعزالدین کی مسجد کی برابر مین آپ کے اُترنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا - خواجہ نے چند روز بعد
خواجہ معین الاولیا کی خدمت مین عریضہ بھیجکر اجازت حاضری چاہی - جواب پہونچا - کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۹۵]
وہین ٹھیرو - کیونکہ ملاقات کا مقام دہلی ہی قایم ہوچکا ہے - درویش بھی انشاء اللہ وہین آتا ہے ناچار قیام پر راضی ہونا
پڑا - چند روز بعد پیر بزرگوار دہلی مین تشریف لائے - اور اون کی ملازمت سے خواجہ نے دلی مراد پائی -

بعض کہتے ہین - کہ جب قطب الاولیا اپنے جملہ دوستون اور متعلقین کے ساتھ ہمراہی پیر روانہ اجمیر ہوئے
اور سلطان اقلیم شمس الدین التمش نے مع تمام علما اور شرفاے شہر کے عقب سے نالان اور حیران پہونچکر
کمال منت اور سماجت سے خواجہ کو لوٹانا چاہا - تو اُس وقت خواجہ معین الاولیا نے بھی فرمایا - قطب الدین - ایک
شہر بھر کا دل شکستہ کرنا درست نہین ہے - اور ہمارا فیض کچھ قرب مکان پر منحصر نہین - لوٹ جاؤ - اور خوش رہو -
ہم اور تم ہمیشہ ملے ہوئے ہین - اور اس جگہ فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[۹۶] نہ کہ خط مین -

---

[۹۵] آدمی جس کو دوست رکھتا ہے - اوسی کے ساتھ ہوتا ہے - ۱۲

ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری - خواجہ محمود پوستین دوز - شیخ بدر الدین غزنوی - اور شیخ تاج الدین منور دہلوی آپ کی ملازمت مین حوض شمسی کے کنارہ پر ایک مسجد کے دالان مین جمع تھے - اور باہم حقائق کی گفتگو ہورہی تھی ناگاہ ایک شتر سوار جو کبود پوش تھا - اُس حوض کے کنارہ سے غسل کر کے نکلا - اور شیخ تاج الدین منور کو کہا - کہ ابو سعید دمشقی جو دیرینہ نیازمندون مین سے ہے - اُس کا سلام خواجہ کی خدمت مین عرض کر دو جب شیخ تاج الدین نے ابو سعید کا نام سنا - فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے - جب تک شیخ تاج الدین اُس کنارہ تک پہونچین - تب تک وہ نظر سے غائب ہو گئے -

خواجہ کی بعض خارق عادات کرامتین لکھتا ہون - شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - ایک روز اثنائے راہ مین جس مقام پر آپ کی خوابگاہ ہے - بہت دیر تک کھڑے رہے - اور روتے رہے - اور فرمایا - کہ اس زمین سے وہائے سوختہ افروختہ کی بو آتی ہے - اُس کے مالک کو بلایا - اور کچھ روپیہ دیکر زمین مذکور خرید لی -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - چونکہ خواجہ کسی کے دئے ہوئے روپیہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے ناچار متعلقین کو روز مرہ کے خرچ کے واسطے قرض لینا پڑتا تھا - ایک روز ایک قرض خواہ نے اپنا قرضہ مانگنے مین آپ کے لوگون پر تڑائی جتائی - لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالٌ[1] اُن لوگون نے دل تنگ ہو کر عہد کیا - کہ قرض نہ کرینگے اگرچہ فاقہ سے مرجاوین - آپ کو اِس کیفیت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کو جو خانہ نشین تھے - فرمادیا - کہ اس طاق سے فی کس ایک کاک (روغنی روٹی) گرم روزانہ لیا کرین - چنانچہ لیا کرتے تھے - اس سبب سے آپ کا نام کاکی ہو گیا -

نیز شیخ نظام الاولیا کہتے ہین - کہ ایک روز مین قطب الاولیا کے مرقد مبارک کی زیارت کر رہا تھا - اُس وقت یکایک میرے دل مین یہ خطرہ گزرا - کیا صاحب روضہ کو زائر کی آمد و رفت سے آگاہی ہوگی ناگاہ زبان غیب سے یہ بیت میرے کان مین پہونچی - جس نے مجکو آگاہ کیا - نظامی

مرا زندہ پندار چون خویشتن
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

کہتے ہین - کہ شیخ علی سجستانی کی خانقاہ مین - ہجری سنہ چھ سو تینتیس تھا - (اور مشائخ چشت کے بعض تذکرون مین چونتیس لکھا ہے - اور یہی بیان صحیح اور درست بھی ہے) کہ ایک قوال آیا اور یہ بیت گائی بیت

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

[1] صاحب حق کو حق گفتار حاصل ہے - ۱۲

خواجہ قطب پر بیہوشی طاری ہوئی - اور تین روز تک یہی حالت رہی - جب ہوش ہوا - اور حال دگرگون دیکھا گیا - تو قاضی حمیدالدین نے جانشین کے لیے التماس کیا - فرمایا - پیر بزرگوار کا خرقہ خاص مع مصلیٰ - عصا - اور نعلین کے شیخ فریدالدین مسعود کو پہونچا دینا چاہیے - کیونکہ خانوادہ چشت کا چراغ انہیں سے روشن ہوگا - بعدہٗ روز دوشنبہ تاریخ چودہوین ربیع الاول کو آپ واصل محبوب حقیقی ہوئے - خوابگاہ دہلی -

انجمن فرزندان وخلفائے کامگار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی

انسانی مخصوصات اور اوصاف کے دائرہ کا مرکز - شیوہ سخن دانی اور معرفت ربانی ہے - اور ان دونون عالی قدر جوہرون کا معدن - ذی فیض عالمون - اور صاحب ارشاد خداشناسون کی مجلس عَلَیہِم رَحمۃُ الرَّحمٰنِ تعالیٰ بِلَا دَوَامٍ لِلْمُلَازَمَۃِ کہتے ہین - آپ کے دو بیٹے تھے - ایک خواجہ محمدؒ - یہ خوردسالی مین ہی دنیا سے کوچ کر گئے - دوسرے خواجہ تماجی - اِن کو رحمانی جذبات اور سکر وصحو کے حالات زیادہ رہتے تھے - ان کی خوابگاہ ان کے پدر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین ہے - آپ کے خلفائے کرام بہت سے ہین - مین بعض کے ذکر پر اکتفا کرتا ہون -

(۱) اشرف الخلفا شیخ الاسلام مخدوم شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ مین - آپکے حالات شہرت مین مثل آفتاب ہین - یہ چند فقرے آپکے دل پذیر کلام مین سے ہین - یعنی فنا -

(الف) مرتبہ ممکنات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک اپنے حول وقوۃ سے باز آوے -

(ب) - مقام تحقق صفات مین عبارت ہے اس سے - کہ سالک جملا امور کی نسبتین اپنی طرف سے ساقط کردے - اور

(ج) مقام شہود ذات مین عبارت ہے اس سے - کہ اپنی ہستی سے فراموش اور غائب ہوجاوے اور بقا -

(الف) - اولین درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل موجودات ممکنہ مین تصرف کرے حق سبحانہ کے حول وقوۃ سے -

(ب) دوسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے کہ انسان کامل اپنے تئین متصف باخلاق الٰہی کرے - مادر

سلہ - ان پر رحمانی رحمت نازل ہو - پس تمہارے اوپر - دوام ملازمت لازم ہے - ۱۲

ج - تیسرے درجہ فنا مین عبارت ہے اس سے - کہ انسان کامل اپنے تئین ذات باری تعالیٰ پر محیط کردے جو صوفی باقی بعد الفنا ہوتا ہے - وہ ہمیشہ ظاہر مین شریعت کے لباس سے آراستہ - عالم صفات مین مراسم طریقت ادا کرنے والا - اور ہنگام تجلی ذات - حقیقت قایم کرنے کے ساتھ متصف ہوتا ہے -

(۲) **شیخ محمود نہروالہ** آپ اپنے پیر کے جمال باکمال پر عاشق تھے - ہنگام دیدار کبھی پلک نہین ماری اور خدمت حضوری سے دوری کبھی پسند نہین کی - برخلاف شیخ گنج شکر کے - کہ وہ دوری کو نزدیکی کے مقابلہ مین پسند کرتے تھے - اور اس باب مین ذوی ارادت صوفیون کے دو مشرب ہین - بعض کا خیال یہ ہے - کہ مبادا بمقتضاے بشریت پیر کے حضور مین خادم سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جاوے جس مین سوء ادب کا لگاو پایا جاوے اور یہ بات مخدوم کے تکدر خاطر کا باعث ہو - لہذا دور رہنا - اور پیر کے عادات کا تصور باندہ کر اپنے تئیں اُس مین فانی کرنا بہتر ہے اور بعض نے حضور اور نزدیک رہنے کو اولیٰ سمجھا ہے - اور بُعد پر قرب کو فضیلت ہونے کے بارہ مین بہت سی دلیلین بیان کی ہین - اور دوری پسند کرنے والون کی دلیل کو رد کیا ہے - اور کہا ہے - کہ تھوڑے سے ضرر کے احتمال سے فوائد کثیرہ کو چھوڑ دینا عقلاً اور نقلاً مستحسن نہین ہے **وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ**[۱]

(۳) **شیخ معز الدین دہلوی** - آپ اولاً تخت دہلی کے سلاطین کے نائب رہ چکے ہین مگر بعد مین قطب الاولیا کے نقر اور کرامات نے آپ کو درویشی کی طرف کھینچ لیا - لہذا تونگری لباس کو فقیری خرقہ سے بدل ڈالا - اور پیر کی خدمت مین بیعت ہو گئے - اور معنوی کامیابی حاصل ہوئی -

(۴) **شیخ حامد الدین احمد نہروالہ** - آپ گجرات کے نامور عالمون مین سے تھے - خدا شناسی کا شوق تھا جب قطب الاولیا کی رہنمائی کا شہرہ منوار آپ کے کان مین پہونچا - تو عزم دہلی کر کے شرف ملازمت حاصل کیا - مرید ہو گئے اور بیعت کے بعد ضعف خلافت پا کر دارین کامیاب ہوئے -

(۵ و ۶) **قاضی سعد قاضی عماد** ان دونون صاحبون کا تعصب بناے بدعت منہدم کرنے مین حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا - ایک روز سماع رد کرنے کے ارادہ سے قطب الاولیا کی خانقاہ مین پہونچے **رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ** چونکہ صوفیوں کے سماع مین خفائی نشر اور بے اختیاری نشان تھا - اسواسطے آنے والے بھی جن کی طینت مین منع کرنا داخل تھا - رقص لدہ ہاتھ ہلانے مین شامل ہو گئے اور پھر مرید بھی ہو گئے بیت -

دعوی زہد تو آن روز مسلم	که روی بر سر آن کوچه و هشیار آئی

[۱] جس شے کے ساتھ لوگ عشق رکھتے ہین - اوس کے بارہ مین اون کے جداگانہ طریقے ہوتے ہین ۱۲ -

یاد شیخ محمود نہروالہ

تحفہ یار ما کی

آپ قطب الاولیا کے مرید ہین۔ قدس سرہ ہمیشہ پیر کی ملازمت مین رہ کر ایک پلک مارنے کی بھی جدائی اپنے واسطے پسند نہین کی۔ اس مین شک نہین۔ خداوندان ارادت یعنی مریدون کا دستور دو طرح پر ہوتا ہے بعض مرید ہمیشہ مرشد کے دیدار پر گویا آنکھین بھی دیتے ہین۔ ان خیال ہے کہ حقیقی جمال کا مشاہدہ اسی خدا نما آئینہ مین ہوتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے تمام ظلمانی اور نورانی حجاب جو ہستی موہوم اور وجود حق کے درمیان مین ہوتے ہین۔ ہٹا دیتے ہین۔ اور جدائی کا نام زبان پر لانے کو طریقت کے اندر ناجائز سمجھتے ہین۔ اور بعض مرید۔ پیر کے ساتھ یک جہتی اور محبت مستحکم طور پر قایم کر کے ہمیشہ دوری مین پیر کا حلیہ نظر کے سامنے رکھتے ہین۔ اور ان کو جو کچھ عشق ہوتا ہے۔ غائبانہ ہوتا ہے۔ ملازمت اور صحبت پیر سے گوشہ تنہائی کی طرف بھاگتے ہین۔ خوف یہ ہوتا ہے۔ کہ مبادا از روے بشریت کوئی بات خلاف ادب سرزد ہو جاوے۔ کہتے ہین۔ کہ فریدالحق گنج شکر بھی خیال کر کے ایک مدت کے بعد خدمت پیر مین حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور مجلس سے جلدی ہی اوٹھکر اپنے حجرہ مین چلے جایا کرتے تھے۔ اور محمود الدہر نہروالہ نے یہ رفتار پسند نہین کی۔ اور پیر کی خدمت سے اپنی زندگی مین کبھی دور نہین ہوئے۔ اور پیر کی اجازت سے پیر کی رحلت کے بعد گجرات کو چلے گئے۔ نہروالہ مین قیام کیا۔ اور وہین خوابگاہ بھی اختیار کی۔

یاد حاجی مجدالدین حاجرمی دہلوی رحمہ اللہ

آپ رسمی علوم کے عالم تھے۔ مگر سلوک کا قدم۔ علم ظاہر کے تنگ کوچہ سے باہر نکال کر شوق اور عشق کے میدان مین کبھی نہین ڈالا تھا۔ ہمیشہ صاحب سماع صوفیون کی سرزنش کیا کرتے تھے۔ بالخصوص قطب الاولیا اور قاضی حمیدالدین کی مجلس سماع کے انکار پر تو آپ کی زندگی تھی۔ آخرکار جب وقت آیا۔ تو آپ کی قابلیت نے صوفیون کے عالی مرتبہ گروہ کی طرف اعتقاد پیدا کیا۔ واقفکار راستہ چلنے والون۔ صاحب قیاس درویشون اور کامیاب عارفون کی امداد سے مجلس رقص و سرود پر فریفتہ ہو گئے۔ آپ کی یہ ایک دلچسپ بات ہے۔ کہ محبت کے سات لاکھ مقام ہین۔ ان مین پہلا مقام یہ ہے۔ کہ محبوب کے ساتھ موافقت ہو۔ اور اس مقام کا چھوٹے سے چھوٹا درجہ یہ ہے۔ کہ محبوب کے فرمان پر سر جھکا دیا جاوے۔ جب تک کسی کو یہ مقام حاصل نہین ہوتا۔ آگے کو

قدم اُٹھانا دشوار ہوتا ہے۔ لیکن جب وقت محبت مین جوش آتا ہے۔ صبر۔ آرام۔ خواب۔ خورش۔ ہوش اور خرد یہ سب کے سب کوچ کر جاتے ہین۔ اور نالہ۔ فریاد۔ بیخودی۔ بیدلی۔ گریہ۔ اور شیفتگی۔ یہ تمام صورتین پیدا ہو جاتی ہین۔ اِس وقت مین اگر حکم کے دائرہ سے فرمان برداری کا قدم کسی شخص کا باہر جا پڑے۔ اور وہ سماع مین دست افشانی کرنے لگے۔ تو معذور ہوگا۔ کہتے ہین۔ قاضی سعد اور قاضی عماد۔ سماع کے انکار مین قاضی جلبرمی کے شریک غالب تھے ایک روز قطب الاولیا کی مجلس سماع گرم تھی اور صوفیون کی جماعت نالہ و فغان کر رہی تھی۔ اِس مجلس کے برہم کرنے کا ارادہ کرکے دونون قاضی مجلس کی عین گرما گرمی کے وقت چلے آئے مگر یہان پہونچکر پابندی شریعت کی طاقت ایک بارگی جاتی رہی۔ اور صوفیون کی طرح دست افشانی کرنے لگے۔ جب پھر اپنی اصلی حالت پر آئے۔ تو اس عجیب و غریب حرکت سے سخت متعجب ہوئے۔ آخر کار منصب قضا چھوڑکر صوفیانہ حجرون مین آبیٹھے۔ اور کاملانِ زمانہ ہوکر درجہ شہادت حاصل کیا۔

یاد شیخ وجیہ الدین یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ

صفائی۔ پرہیزگاری۔ ریاضت کا فروغ۔ اور آشنائی کی شعاع۔ یہ صفات آپ کے اقوال اور افعال مین موجود تھین۔ ہمیشہ آنکھون مین آنسو جی مین شوق۔ لبون مین نالہ و ولولہ۔ اور دل مین غم و بے آرامی رہتی تھی زمانہ پرست لوگون کے ملنے سے کنارہ رہنا۔ اور تمام و کمال زمانہ زندگی۔ خاموشی کے ساتھ بسر کرنا۔ آپ کی عادت مین داخل تھا۔ رحلت کے بعد دہلی مین خوابگاہ بنائی گئی۔

یاد شیخ فخرالدین زاہدی

مولد اور خوابگاہ دونون میرٹھ مین ہین۔ اسکندر فیلقوس کے خاندان مین اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے ہم عصر تھے کہتے ہین۔ ایک سال مال و متاع سے بھری ہوئی ایک کشتی دریائے جمنا مین ڈوب گئی جن مال والون کو نقصان پہونچا تھا۔ اُنھون نے اپنا حالِ درد خواجہ کی خدمت مین عرض کیا۔ خواجہ نے فرمایا۔ دریا کا یہ کنارہ اِس درویش کے سپرد ہے۔ اور وہ کنارہ برادر فخرالدین سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ کشتی اُس کنارہ پر ڈوبی تھی لہٰذا آفت زدہ لوگ شیخ فخرالدین کے آستانہ پر حاضر ہوکر رو رو کے جھینکنے لگے۔ شیخ نے اِس مضمون کا رقعہ لکھکر دریا مین ڈالا۔ کہ کشتی کو صحیح و سالم کنارہ پر پہونچا دیوے۔ رقعہ نیچے بیٹھ گیا۔ اور کشتی مع مال و متاع پانی کے اوپر آگئی

سکتے ہین - ایک روز چالیس آدمیون مین سے ایک آدمی نکلکر آپکے پاس آیا جس کی پیشانی پر کلمۂ طیبہ کے حروف لکھے ہوئے تھے - اوسنے کہا - کہ آسمانی آفت اِس ملک کے واسطے بھیجی گئی ہے - لیکن یہ شہر اس زاہد کے ظلِ حمایت مین ہے - لہذا خرابی سے محفوظ رہیگا - اس بنیاد پر آپ کا سلسلہ زاہدی لفظ کے ساتھہ مشہور ہوا مصرع

قبولِ بندگی مخصوص او باد

یاد شیخ شہاب الدین حق گو

آپ شیخ فخر الدین زاہدی کے فرزند ہین - اور اپنے پدر بزرگوار کے ہی مرید ہی ہین - جہان گردی کا خیال پیدا ہوا تو باپ سے اجازت چاہی - مگر وہ قبول نہین ہوئی - چونکہ باپ کی ناخوشی سے ہی آپ کا ارادہ فسخ نہین ہوا - تو باپ نے دعا دی - کہ جس کو تم سر برآوردہ کرو خدا کرے وہ تمہارے ساتھہ ایسا برتاؤ کرے جیسا تم میرے ساتھہ کرتے ہو - بات ختم ہوئی - جب آپ دہلی مین پہونچے - تو شروع شروع مین کسی نے ازراہ قبول آپ کی عزت نہین کی - آپنے غصہ مین آکر فرمایا - کہ مین اس اقلیم کی سلطنت فروخت کرتا ہون - خریدار کی تلاش ہے محمد شاہ راستہ مین جا رہا تھا جو تغلق شاہ کا بیٹا - اور شیخ نظام الاولیا کا مرید تھا - اُس کے کان مین یہ آواز پہونچی - نیازمندانہ آواز دینے والے کے پاس آبیٹھا - اور نرمی کے ساتھہ عرض کیا - اِس متاع کا خریدار مجکو سمجھیے - آپنے فرمایا - تیری منکسرانہ گذارش پر تجھہ کو مفت دیدی گئی - تغلق شاہ کو یہ واقعہ ناگوار گزرا - لیکن جب معلوم ہوا کہ داد و ستد اُسی کے بیٹے کے ساتھہ ہوا ہے - تو خدائے لایزال کا شکر بجالایا - جب ہیہ کی تکمیل قبضہ کے ساتھہ ہوگئی - تو اوس کو حکمرانی کے نشہ مین بدمستی پیدا ہوئی - یہانتک کہ اُس زمانہ کے عالمون کو اپنی بارگاہ مین فراہم کرکے - ازراہِ نالائقی زبان پر لایا - کہ ولایت کے خاتمہ کی طرح - نبوت کے خاتمہ کو عقل تسلیم نہین کرتی ہے اِس بیہودہ بات کے جواب مین علما دور دراز اندیشہ مین جا پڑے - اور بالآخر عرض کیا - کہ شیخ شہاب الدین زاہدی ہم سب سے زیادہ بزرگ اور دنیا و آخرت دونون سے بہرہ ور ہین - اس معرکہ مین اون کا موجود ہونا ضروری بات ہے تاکہ اُن کے اتفاق سے اِس بارہ مین گفتگو کی جاوے - جب شیخ شہاب الدین - اِس پریشان مجمع مین پہونچے - اور حکمران کا مالیخولیا بیان مین آیا - تو شیخ کو غصہ آگیا - چونکہ کوئی ہتھیار اُس وقت بہم نہین پہونچا - ناچار جوتہ اپنے پانون سے نکال کر حکمران کے منہ پر مارا - تاکہ خواری کے ساتھہ قتل نہ کیے جاوین - اور راہ شہادت مین برہنہ پا جانا نصیب ہو - محمد شاہ یہ حال دیکھکر برہم ہوا - حکم دیا - کہ اس سخت سست کہنے والے شخص کو قلعہ کے اوپر سے خندق مین ڈال دو دو دفعہ اوپر سے نیچے ڈالنے مین تو کوئی اذیت نہین

ہونچی - مگر تیسری دفعہ گرنے کی حالت مین آپ کے پدر بزرگوار کی مثالی صورت نظر آئی - اور آپ کو ہدایت کی
کہ خودداری سے پرہیز کرکے صحرائے نیستی سے ملک ہستی کو کوچ کر جاؤ - لہذا آپنے اپنے تئین ایزدی مشیت کے حوالہ کرکے
ولایت کو شہادت کے ساتھہ شامل کیا - اور حسینی درجہ پایا - پرانی دہلی مین آپ کی قبر بنائی گئی - اُس وقت سے
آپ بہ لفظ حق گو نامزد ہین - مصرع جزائے کار او دیدار حق باد

یاد قاضی حمید الدین ناگوری

آپکا نام محمد ہے - اپنے باپ خواجہ عطاء اللہ کے ساتھہ - بزمانہ سلطان معز الدین سام - دہلی میں آئے تھے
آپکو بھی علوم مین اجتہاد کا درجہ حاصل تھا - پدر بزرگوار کی وفات کے بعد قصبہ ناگور کا عہدہ قضا آپکے نام سے نامزد
ہوا - کمال جرأت کو کام فرماکر منصب کی رعایت کرتے تھے - تیسرے سال خواب مین خاتم الانبیا علیہ السلام نے
آپ کو اپنی طرف بلایا - صبح ہوتے ہی عہدہ قضا ترک کرکے خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے -
زادہما اللہ شرفا - بغداد مین شہاب الاولیا سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - آنکھون نے اور دل نے فیض
پایا - اور خدمت کے ذریعہ سے تھوڑے ہی دنون مین خرقہ خلافت حاصل کیا - اُن ایام مین خواجہ قطب الدین اوشی
بغداد مین تشریف رکھتے تھے - اِن دونون صاحبون کے درمیان مین دوستی اور رازداری کا عہد و پیمان استحکام
کے ساتھہ ہوا - جب قاضی صاحب - اُس شہر ولایت (بغداد) سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ مین پہونچے - تو ایک
روز طواف کے اندر ایک درویش کے پیچھے پیچھے ہو لئے - پیشرو درویش نے پیچھے مڑکر دیکھا - فرمایا -
پیروی فی الحقیقۃ اچھی بات ہے لیکن جب تک صورۃ اور معنی دونون ہم رنگ نہ ہون - کچھہ سودمند نہین -
مین ہر قدم مین ختم قرآن الحمد سے والناس تک کرتا ہون - تم ایسا نہین کرتے ہو - حقیقت مین ایسا اتباع درست نہین ہے
یہ سنکر قاضی صاحب کا حال دگرگون ہوا - القصہ ایک سال مدینہ منورہ مین مجاور رہے اسکے بعد پھر دہلی مین آکر
قطب الاولیا سے ملاقی ہوئے - باہم ایک کو دوسرے کے دیدار سے خوشی ہوئی - وہی دیرینہ دوستی بڑھنے لگی -
کہتے ہین - اُن ایام مین دہلی کے فتوی نویسون اور کاغذی علوم کے عالمون نے راگ کی حرمت اور سننے والون
کے تعزیر کے بارہ مین فتوی لکھے تھے - اور بیکبار دیگرے دستخطون سے اُن کو مزین کیا تھا - اور قاضی حمید الدین کا یہ حال تھا
کہ سرود و سماع پر فریفتہ تھے - جب یہ مضمون آپکے کان مین پہونچا - تو شیخ جمال الدین داؤد سے فرمایا - (جو آپکے
محرم دوستون مین سے تھے - اور مذکورہ بالا فتوے پر اُن کی بھی مہر تھی) داؤد - جو جماعت ہنوز قید طبیعت

سے آزاد نہین ہوئی ہے وہ اگر ایسا فتویٰ لکھے - تو چندان تعجب کی بات نہین ہے - لیکن تعجب تم سے ہے - کہ درویشون کی توجہ کی بدولت - مردان خدا مین سے ہو گئے ہو - اور ابھی تک طفلانہ ڈھول مٹی سے کھیلتے ہو - شیخ جمال الدین داؤد نے پشیمان ہو کر قاضی صاحب کے قدمون پر سر رکھہ دیا -

سخندانی اور سخنوری مین آپ کو بہت کچھہ کمال تہا - اور آپ کی تصنیفات آپ کی سخندانی کی گواہ ہین جیسے لوائح - طوالع الشموس ورشرح اسماء الحسنیٰ مشتمل بر دو مجلد - بہت سی حقائق اور معرفت کی باتین ان دونون کتابون مین اپنی قلم سے صفحہ بر صفحہ لکھی ہین -

ایک روز شیخ برہان الدین بلخی - اور شیخ کبیر خوارزمی - عربی گھوڑون پر - اور آپ ایک چھوٹے سے خچر پر سوار تھے - شیخ کبیر نے فرمایا - حمید - تمہارا مرکب صغیر ہے - آپنے جواب دیا - بیشک لیکن رفتار مین کبیر سے بڑھ کر ہے - کہتے ہین - تاریخ انتیسوین رمضان ہجری سنہ چہ سو تینتالیس مین یکبارگی آپ کو بارگاہ مولیٰ کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا - اور اس ناپائدار دنیا سے ملول ہوئے - تراویح اور وتر سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ مین سر رکھہ دیا - اور واصل حق ہوئے - حالانکہ کسی قسم کی بیماری لاحق حال نہ تہی -

یاد شیخ فرید الدین گنج شکر

آپ کا نام مسعود ابن سلیمان ابن قاضی شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن شہاب الدین ابن فرخ شاہ کابلی ہے کہ دس واسطے سے سلسلہ نسب حضرت فاروق اکبر سے جا ملتا ہے - آپکے تیسرے دادا یوسف چنگیزی عہد مین ہندوستان آئے تھے - اور قصبہ کوتوال مین قیام فرمایا تہا - اسی مقام مین آپ کی باسعادت ولادت بھی ہوئی تھی آغاز جوانی مین رسمی علوم کی تحصیل کرتے رہے - پھر ملتان مین آکر ایک مسجد مین گوشہ اختیار کیا - خواجہ قطب الدین بختیار اوشی - سمرقند سے سیاحت کنان - پیر بزرگوار کی ملازمت کے ارادہ پر - دہلی کی طرف جا رہے تھے - اثنائے راہ مین اس مسجد پر بھی گذر ہوا - اور آپ کو ملاقات فیض آثار نصیب ہوئی - ایک کتاب سامنے تھی - خواجہ نے دریافت فرمایا - کیا کتاب ہے - جواب دیا - نافع - فرمایا - نافع ہو - عرض کیا - درویش کا نفع تو خدمت مین تہا - بعض کہتے ہین - خواجہ اسی دفعہ اپنے ہمراہ دہلی کو لیگئے - اور بعض کہتے ہین کہ اثنائے راہ مین سے بارادہ تحصیل علم قندھار اور سیستان جانے کی اجازت لے لی - اور تحصیل سے فارغ ہو کر دہلی مین آئے - اور خواجہ کے مرید ہو گئے - چونکہ اس شہر مین لوگون کے ہجوم سے تشویش پیدا ہوئی - اور فراغ عبادت حاصل نہین ہوا - اسواسطے ہانسی کی طرف روانہ

ہوگئے - وہان بھی اسی طرح خلائق کا ازدحام ہوا - اور وقت یون ہی غارت جاتا تھا - ناچار اجودھن[۵۱] مین آپہونچے - چونکہ اس موضع کے لوگ ملنسار اور درویش دوست نہین تھے - لہذا یہین قیام فرمایا - اور نفس کی لڑائی مین کمال کوشش کی - چند سال تک جو کی ٹکیا پیٹ پر باندھ کر پہلو نشین دشمن (نفس) کو فریب دیتے رہے - اور آخر کار فتح مند ہوئے - ہند کے تمام مشائخ متفق اللفظ کہتے ہین کہ ریاضت اور پرورش روح مین گنج شکر کی مانند کوئی درویش پیدا نہین ہوا -

گنج شکر خطاب ہونے کی وجہ مین کئی قسم کے بیانات دیکھنے مین آئے ہین زیادہ تر مشہور یہ ہے - کہ بنجارون کا ایک قافلہ سر راہ ملا - دریافت کیا تمہارے پاس کیا سامان ہے - اُنھون نے جواب دیا - نمک ہے - فرمایا نمک ہوگا آپکے فرمانے کے اثر سے شکر کی بوریان نمک کی بوریان ہوگئین - قافلہ والے بنجارے پشیمان ہوئے - اور اصلیت معاملہ حاضر ہو کر ظاہر کی - فرمایا - غم نہ کرو - اگر شکر تھی - تو شکر ہو جاویگی - القصّہ آپ کی عجیب و غریب باتین سابقہ تواریخ کی کتابون مین بہت کچھ لکھی ہوئی ہین - راقم کو اُن کے لکھنے کی ضرورت نہین ہے -

ایک روز شیخ نظام الاولیا نے نمک قرض لیکر فقرا کے کہانے مین ڈال دیا تھا جب آپ نے اُس مین سے لقمہ اُٹھایا تو ہاتھ مین وزن معلوم ہوا - فرمایا - لقمہ کے وزنی ہونے کا کیا سبب ہے - کیفیت حال عرض کیگئی - ارشاد ہوا - صوفی کو قرض لینا جائز نہین ہے - جو کچھ ملے - اوسی پر قناعت کرنا چاہیئے - اور فرمایا[۵۲] الصوفی من رضی بالموجود ولا یسعے بطلب المفقود عوارف سہروردیہ پر عمدہ عمدہ حاشیے اور اونچی اونچی باتین لکھی ہین - جو مطالعہ سے تعلق رکھتی ہین -

شیخ بدرالدین اسحق کو شب رحلت مین فرمایا - شیخ نظام الاولیا کو سلام کے بعد کہنا - کہ دوستون کی جدائی کا رنج اور ملاقات کا شوق - فرید اپنے ہمراہ لیجاتا - اور پیر بزرگوار کا خرقہ تمہارے واسطے بھیجا ہے - بمبارکت تاریخ پانچوین محرم ہجری ستہ چھ سو چونسٹھہ کو پچانوین سال کی عمر کے بعد - عالم ظاہری سے قدیمی وطن کو بازگشت فرمائی - جو غیب الغیوب کی بارگاہ ہے -

انجمن فرزندان و چندے از خلفائے شیخ الاسلامی مخدوم شیخ فریدالدین گنجشکر اجودھنی کابلی

کہتے ہین - شیخ الاسلام کے کنار عاطفت مین پانچ فرزند اور تین لڑکیان تہین - انہین آٹھون کے احوال اخلاق اور افعال - آٹھون بہشت کے لیے سامان سرسبزی ہین - ان آٹھون بارور اور سایہ دار پودون کی برکت سے دنیا کے

[۵۱] اب پٹن کے نام سے قلم زد ہے ۱۲ [۵۲] صوفی وہ شخص ہے - جو موجود پر راضی ہو - اور عدم موجود کی تلاش مین کوشش نہ کرے ۱۲ -

باغ مین ولایت اور ہدایت کے بہت سے ثمر ایسے بہم پہونچے - جن کی شان لَا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ہے - اور جن سے ارباب زمانہ کو کمال فیض اور فائدہ پہونچا ہے -

پہلے فرزند کا مبارک نام شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہے - آپ کے بھی ایک لڑکے تھے - شیخ بایزید نام - درویشون کی خو اور بو بالکل انمین موجود تھی - شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ کمال مالوہ - جن کا روضہ قصبہ دہار مین ہے - وہی شیخ بایزید کے فرزند ارجمند ہین - اس زمانہ مین مالوہ کے اندر شیخ کمال کی نسل سے ایک جماعت کی جماعت ہے - اللہ جل شانہ اس جماعت کو اس کے آبائے کرام کی نیک عادتین عطا فرماوے -

دوسرے فرزند شیخ شہاب الدین تھے - آپ درسی اور حقیقی علوم کے عالم - اور شاہراہ تقوی و تحقیق کے سالک تھے - عوارف کے درس مین شیخ نظام الاولیا کے ہم سبق رہ چکے ہین شیخ نظام الاولیا کا بیان ہے چونکہ گنجشکر والا نسخہ باریک قلم سے لکھا ہوا - اور کسی قدر غیر صحیح تھا - اسوجہ سے درس کے وقت تامل اور دیر لازمی ہوتی تھی - ایک روز عرض کیا گیا - کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس جو کتاب ہے - اس کی عبارت صحیح ہے اور خوش خط ہے یہ بات طبع مبارک پر شاق گذری - اور تھوڑی دیر غور کیا - پھر غصہ مین آکر کئی دفعہ فرمایا - شاید درویش کو غیر صحیح کی تصحیح کی طاقت نہین ہے - فقیر نے سر نشگار کے قدم مبارک پر رکھ دیا - اور عذر کر کے معافی تقصیر چاہی - قبول نہین ہوئی - مین تنگ دل ہو کر جنگل کی طرف چلا آیا - اور جان و ایمان کے سلب ہوجانے کا خوف تھا - جس کے سبب سے حیران و بیقرار پھرتا تھا - اتنے مین شیخ شہاب الدین کو یہ حال معلوم ہوا - آپنے میری شرمندگی اور غمگینی اس خوبی کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کے حضور مین بیان کی - کہ مقبول ہوگئی - چنانچہ پیر بزرگوار نے اپنے حضور مین مجکو طلب فرما کر قصور معاف کیا خوف اور ناامیدی کا میل کچیل - اندوہگین خاطر سے دور کر دیا اور پریشان دل کو امیدوار کر کے اطمینان دلایا - دوسرے روز ارشاد کیا کہ پیر مرید کی مشاطہ ہوتا ہے - اور اُسی روز خلافت کا خلعت عطا فرما کر سرفرازی بخشی -

تیسرے فرزند شیخ بدر الدین سلیمان تھے - چونکہ انوار آلہی کی چمک دمک آپ کی سیرت اور صورت سے نمایان تھی - لہذا آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - اور گنجشکری سجادہ کا بچھانا - اور شیخ الاسلامی راستہ کا چلنا آپ کو نصیب ہوا - کہتے ہین - خواجہ زور اور خواجہ غوریہ دونون بزرگ چشت سے اجودھن مین آئے ہوئے تھے حضرت گنجشکر نے سجادہ نشین کو ان دونون بزرگون کا مرید کرا کر آپ کو کلاہ خلافت دلوادی تھی - جب آپ کی زندگانی کی باری تمام ہوئی تو اپنے باپ کے حظیرہ منورہ مین خوابگاہ تجویز کر کے سو رہے -

چوتھے فرزند خواجہ نظام الدین تھے - آپ کے مہربان باپ - آپ کو اپنا یوسف سمجھکر آپ کے ساتھ

یعقوبی برتاؤ کیا کرتے تھے - اور آپ اپنا احوال حقیقت - سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھتے تھے - ایک فرمشرکون کے ساتھ جنگ غزا کا اتفاق آپڑا - تو تنہا چند آدمیون کو روانہ دوزخ کرکے خود بذریعہ شہادت عازم بہشت ہوئے - کہتے ہین - آپ کا کالبد لڑائی کے مقام پر باوجود تلاش دستیاب نہین ہوا - آپکے ایک فرزند تھے صاحب کمالات خواجہ ابراہیم نام اور خواجہ ابراہیم کے بھی ایک لڑکے تھے - خواجہ عزیز الدین نام - جن کو شیخ نظام الاولیا کی ملازمت سے ظاہری اور باطنی فضیلت اور ولایت حاصل ہوئی تھی - اور روضہ نظامیہ مین ہی آپ کی بھی قبر ہے -

پانچوین فرزند شیخ یعقوب تھے - آپ سب سے چھوٹے تھے - سید امیر خورد کرمانی اپنے والد ماجد کے زبانی روایت کرتے ہین - کہ وہ فرماتے تھے - مین شیخ یعقوب کی خدمت مین کمال دلبستگی رکھتا تھا - آپنے ملامت اور خرابات نشینی کو اپنے درویشانہ مراتب کا برقع بنا رکھا تھا - چنانچہ ایک دفعہ رات کا ذکر ہے - جس شہر مین آپ رہتے تھے - وہان کے حاکم کے پیٹ مین ایسا سخت درد ہوا - کہ گویا اُس نے ملک زندگانی کے غارت کرنے پر کمر ہی باندھلی تھی - حاکم کے ملازمین شیخ یعقوب کی جست وجو مین پھرنے لگے - کہ شاید آپ کی جان فزا دعا کی برکت سے ہی یہ ملک آباد رہے - کمال تلاش کے بعد سر ننگا اور بال اُلجھے ہوئے - اِس حیثیت کے ساتھ ایک میخانہ مین پڑے ہوئے ملے - حاکم کے درد کی کیفیت عرض کی گئی - فرمایا - ہمارا یومیہ خرچہ تمام ہوگیا تھا - وہان سے اوٹھے اور حاکم کے مکان مین پہونچے - اور اپنے دست مبارک سے شکم حاکم کو مس کیا - اُسی وقت فوراً صحت ہوگئی - حاکم نے بہت کچھ جنس اور نقد نذر کیا - کہتے ہین - صبح تک تمام خیرات کردیا - آفتاب نکلتے نکلتے ایک کوڑی بھی باقی نہین رہی - آپ کو قصبہ امروہہ کے حدود مین رجال الغیب اپنے ساتھ لے گئے - اور لوگون کی نظرون سے چھپا دیا - آپ نے دو لڑکے چھوڑے جن کے عادات اور اطوار بزرگان سلف کی مثل تھے - اور نیز ظاہری و باطنی فضیلتین بھی رکھتے تھے - ایک خواجہ معز الدین جنھون نے مقام دیوگیر مین شہادت پائی - دیوگیر کو اس زمانہ مین دولت آباد کہتے ہین - دوسرے خواجہ قاضی اُنھون نے دہلی مین رحلت کی -

پانچون فرزندون کا تو بیان ہوچکا - اب سنئے لڑکیون کا حال اِس طرح پر ہے کہ بڑی لڑکی کا نام بی بی مستورہ تھا - جنھون نے اپنی تمام عمر عصمت وعفت کے ساتھ گزاری -

دوسری بی بی شریفہ جو زہد وعبادت مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھین - اور حضرت گنجشکر آپ کے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر عورتون کو خلیفہ کرنا جائز ہوتا تو مین شریفہ کو اپنا خلیفہ اور سجادہ نشین کردیتا -

تیسری بی بی فاطمہ جو مولانا بدرالدین اسحٰق کے نکاح مین آکر خانوادہ مشیخت کی دلہن ہنین۔

اولین دختر مستورہ کے ایک فرزند تہے خواجہ عزیز صوفی نام تہا - ابوالآبا آدم صفی الصد کی خلافت کے تمام اطوار آپ مین پائے جاتے تہے - اپنی قلم سے مختلف طرح کے خطوط نہایت خوبصورتی سے لکہتے تہے - تحفۃ الابرار فی کرامتہ الاخیار شیخ نظام الاولیا کے مناقب مین اور نیز اُن کی عمدہ عمدہ باتون کے بیان مین آپ کی تصنیفات سے ہے - آپ کے ایک لڑکے تہے خواجہ قطب الدین حسن ان کو خلافت کا خلعت چراغ دہلی شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت سے حاصل ہوا تہا۔

تیسری دختر بی بی فاطمہ جو تہین - اِن کے شوہر بدر اسحٰق جب عالم بقا کو کوچ فرما گئے - تو شیخ نظام الاولیا نے دہلی مین بلا لیا - اور کمال درجہ خدمت گزاری کی - آپ سے دو فرزند یادگار رہے - خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ خواجہ احمد نیشاپوری شیخ الاسلام کے خاص مریدون مین سے تہے - اُنہون نے باتفاق رائے شیخ نظام الاولیا اِن دونون عالی قدر گوہرون کی پرورش فرمائی - اور کمالات انسانی کو پہونچایا جس کے معنی یہ ہین "بازگشت کرنا اِس عالم خاک سے عنصری لباس مین وحدت کے جہانِ پاک کو" جب عنصری علائق سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کا وقت آیا - تو روضہ نظامیہ مین خوابگاہ بنی -

شمارہ برگزیدہ خلفائے گنجشکری

شیخ جمال الدین احمد ہانسوی چونکہ طریقت اور حقیقت کا جمال اور جمال کی چمک دمک آپ کے حالات سے عیان تہی - لہذا پیر کی قلبی اور نظری توجہ کے اثر سے آپ کا صدق وصفا حد کمال کو پہونچ گیا تہا۔

مولانا برہان الدین ابن شیخ جمال ہانسوی - کہتے ہین - جب شیخ جمال کی روح بدن کے مستعار لباس سے مجرد ہو کر رحلت کر گئی - تو خلافت کا خرقہ اور عصا جو شیخ جمال کے پاس تہا - باشارہ پیر منجملہ تمام فرزندون کے صرف برہان الاولیا کو عنایت ہوا -

شیخ علی صابر جب آپ کی سند جمال الخلفا نے چاک کر دی - تو آپ کی مان نے جو حضرت گنجشکر کی ہمشیرہ تہین - کیفیت حال بہائی کی خدمت مین عرض کی - فرمایا جمال کے چاک کئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے جب صابر نے جواب کا مضمون سنا - تو اپنے اسم اور رسم کے مطابق اپنی مان کو بہی تلقین صبر کی - اور کہا - کوئی غم کی بات نہین ہے اگر جمال کے مضطرب ہاتہونے صابر کی خلافت کی سند چاک کر دی - تو صابر کے صبر کے ہاتہ نے بہی

جمال کی سند کا ورق پھاڑ ڈالا۔ اب کوئی بزرگ جمال کی رہنمائی سے حضرت گنجشکر کے سلسلہ کو نہیں پہونچے گا کہتے ہیں شیخ جمال کی خلافت شیخ جمال پر ہی ختم ہوگئی۔ اور کوئی شخص اِن کے ذریعے سے سلسلہ داری کے درجہ کو نہیں پہونچا۔

شیخ علاء الدین محمد ابن شیخ بدر الدین سلیمان ابن شیخ الاسلامی۔ اپنے باپ کے بعد دو قرن تک اپنے موروثی سجادہ پر سلسلہ داری کی۔ اور سجدہ شکرگزاری ادا کرتے رہے۔ جب آخرین سفر پیش آیا تو اپنے جد امجد کی جیعو کی زمین میں خوابگاہ اختیار فرمائی۔ سلطان محمد تغلق نے ایک بلند کرسی کا گنبد آپ کے مرقد پر تعمیر کرایا۔ اور آپکے فرزند **شیخ معز الدین** کو معز الملک کا خطاب دیکر گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ شیخ معز الدین نے گجرات میں ہی رحلت کی۔ شیخ علاء الدین کے دوسرے فرزند **شیخ علم الحق والدین** تھے۔ یہ شیخ الاسلامی کے منصب پر سرفراز ہو گئے تھے۔ اور نیز آپ کو دونوں عالم میں تصرف حاصل تھا۔

شیخ محمد تاج پسر خواجہ تاج الدین محمد۔ آپ کے حالات میں ایک بزرگ شان پیدا ہوتی تھی آپنے سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں تاج العلما کا خطاب پایا تھا۔

شیخ نور الدین احمد منڈو (مانڈو) والا آپ بھی حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہیں۔ ہمیشہ محکر کی حالت میں رہتے تھے۔

شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری۔ آپ کا باصفا دل۔ انوار اور اسرار کا خزانہ تھا فرمایا کرتے تھے۔ کہ درویشانہ کمال نے میرے باطن میں بدون کسی مظہری (انسانی) منت کے خود از طرف رب ظہور کیا ہے۔ اور شیخ نظامی گنجوی کی ابیات اپنے حال سے منطبق کرکے پڑھا کرتے تھے۔ یہ ابیات آپکے جداگانہ بیان میں لکھی جائیں گی۔ آپ کے مرید بہت ہیں۔ خوابگاہ جونپور۔

شیخ علاء الدین عرف فیل مست۔ آپ بہ لفظ فیل مست نام زد تھے۔

شیخ نور الدین۔ آپ حضرت گنجشکر کی اولاد میں سے ہیں۔ اپنے دادا شیخ تاج الدین ابن شیخ عبد اللہ ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید ہیں۔ جن کو لوگ فرید ثانی۔ اور اپنے وقت کا گنجشکر کہا کرتے تھے تاریخ پندرہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو سینتالیس کو عالم فانی سے کوچ کیا۔ قلعہ دہلی کے میدان میں آپ کی قبر ہے۔

القصہ۔ ہند اور سندھ کے تمام شہر اور اطراف تمام وکمال شیخ الاسلام کی اولاد کی سکونت اور قدوم کی برکت سے دار الولایت بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی عنایت سے اس فروع کو افزونی۔ اور استمرار عطا فرما دے الیٰ یوم التناد

یاد شیخ جمال الدین احمد خطیب ھانسوی

آپ حنفی النسب ہین - حضرت گنجشکر آپ کو بہت دوست رکھتے تھے - یہانتک کہ آپ کی محبت مین بارہ سال کامل ہانسی مین قیام فرمایا - اور یہ بات قرار پاگئی تھی - کہ میرے خلیفون مین جس کسی کو میرا جمال مناسب جانے اُس کی خلافت مجکو تسلیم ہے - شیخ جمال الدین جس کسی کا اجازت نامہ چاک کر دیتے تھے - تو اِس کے بارہ مین حضرت گنجشکر فرمایا کرتے تھے - جمال کے چاک کیئے ہوئے کو فرید نہین سی سکتا ہے - یہ شیخ جمال کے سراپا نصیحت کلمات مین سے ہین "گفتار بے کردار زیب نہین دیتی ہے - جس کی سی رفتار تم نہ چل سکو - اُس کی گفتار چھوڑ دو - کیونکہ ایسی گفتار بالکل غیر موثر ہوتی ہے" جب آپکی ملاقات شیخ بہاءالدین زکریا سے ہوئی - تو شیخ زکریا نے آپ کو اپنے جملہ خلفا پر ترجیح دی تھی - اور جو دعوی از روئے صحبت - حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاصل تھا اُسی بنیاد پر لکھہ بھیجا تھا - کہ "مین اپنی تمام مریدون اور خلفا کو تنہا شیخ جمال الدین کے بدلہ مین آپکے روبرو پیش کرتا ہون - مروت کی بات یہ ہے - کہ سودا درہم برہم نہ کیا جاوے" حضرت گنجشکر نے جواب مین لکھا "جمال میرا جمال ہے - معاوضہ مال مین ہو سکتا ہے نہ جمال مین" شیخ جمال الدین کی ایک نظم ہے - جس مین اولیائے خدا کے مراتب اور رجال اللہ کے حالات نظم کیے ہین - اِس نظم کے پڑھنے سے آپ کی عمدہ خو اور عرفان کی کیفیت کسی قدر ظاہر ہوتی ہے -

یاد شیخ عارف ملتانی رحمہ اللہ

آپ حاکم ملتان کے پیش امام تھے - کہتے ہین - حاکم ملتان نے ایک دفعہ کچھہ نقد آپکے ہاتھہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین بھیجا تھا - آپکے از روے حرص و طمع آدھون آدہ کر کے ایک حصہ نظر عالی مین پیش کیا حضرت گنجشکر نے فرمایا - عارف - تمنے برادرانہ حصہ اچھا کیا - آپ یہ سنکر خجالت مین ڈوب گئے - اور جو کچھہ بچا لیا تھا - سامنے لاکر رکھہ دیا اور نوکری کو الوداع کہکر - حضرت گنجشکر کی ملازمت اختیار کی - چند روز بعد آپکے کام مین شائستگی پیدا ہوگئی - لہذا حضرت گنجشکر نے خرقہ خلافت اور اجازت نامہ آپ کو دیکر قندہار اور سیستان جانے کا حکم صادر فرمایا - کہ وہان کے باشندون کی رہنمائی کرنا - آپنے نامہ کو بوسہ دیکر خدمت مین رکھہ دیا - اور عرض کیا - کہ رہنمائی بہت بڑا کام ہے - مجھہ جیسے شخص سے خوبی اور شائستگی کے ساتھہ انجام نہین پا سکتا ہے - بہتر یہ ہے - کہ سفر حجاز کی مجکو اجازت فرمائی جاوے - تاکہ باقی ماندہ زندگانی را کسی ابراہیمی مقام مین بسر کردن - القصہ دونون طرف سے آخرین بات برقرار داد ہوکر عمل درآمد ہوا مصرع سعادت بسعادت در وزیش باد

یاد شیخ شمس الدین داؤد پالھی

پالھی - رودلی کے دیہات مین سے ایک دیہ ہے - آپ حضرت گنجشکر کے خاص مرید اور شیخ نظام الاولیا کے ہمراز اور ہم سفر تھے کہتے ہین - ہر روز صبح کو گھر سے نکل کر جنگل مین چلے جایا کرتے تھے جنگل کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے - اور کسی درندہ اور پرندہ مین کسی قسم کی آزار رسانی اور خوف باقی نہین رہتا تھا - منتظرانہ آپ کے جمال مین نظر کرتے رہتے تھے - اور آپ حالت مراقبہ مین مستغرق ہوتے تھے جب رات ہو جاتی تھی - تو اپنے گھر آجاتے تھے - اسی حالت سے زندگی گزار دی **مصرع** دل ربایے انفس و آفاق بود -

یاد مولانا احمد حافظ دہلوی

آپ رسمی اور حقیقی علوم کا خزانہ - اور پرہیزگاری اور معرفت کی کان تھے - شیخ نظام الاولیا سے روایت کر کے فرماتے تھے - مین ایک بار حضرت گنجشکر کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے لیے جا رہا تھا - سرسی موضع مین آپ سے ملاقات ہوئی جب آپ کو معلوم ہوا - کہ مین کہان کا عزم رکھتا ہون - تو پیغام فرمایا - امید ہے - کہ تم جلد پہونچوگے - روضہ مقدس کو میرا سلام کہنا اور التماس کرنا - کہ دنیا کے طالب - آخرت کے طالب - اور نیز دونون کے طالب - روے زمین پر بہت ہین - لیکن اس نیازمند کی آرزو سوا اس کے نہین ہے - کہ اوس کی دعائے **تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ** قبول ہو جاوے -

مصرع رفیق جان تنہا یاد داد باد

یاد شیخ بہاء الدین محمد سیکری وال

آپ شیخ الاسلام گنجشکر کی پاک نسل سے ہین - نا فرمان نفس کی جنگ ہین - فقر اور تنگ دستی کے قبول کرنے مین اور مال و منال چھوڑ دینے مین - اپنے بزرگوار آباؤ اجداد کی مثل تھے - اور بہت کچھ شائستگی کے آثار آپ کی پیشانی سے نمایان تھے رحمہ اللہ **مصرع** دلش بود از سوا ہب بحر مواج -

یاد شیخ بہاء الدین زکریا پور مولانا وجیہ الدین ابن علی شاہ قریشی خوارزمی

آپ کی والدہ ماجدہ - مولانا حسام الدین ترمیذی کی دختر ہین - آپ کی ولادت کوٹ کرور مین ہوئی - جو قلعے سبکتگین کے بیٹے نے ہند مین فتح کیے تھے ان مین پہلا قلعہ ہے - آپ کی خوابگاہ ملتان مین ہے - بارہ[۱۲] سال کی عمر مین قرآن حفظ کر لیا تھا - اور قرأت بھی حاصل کر لی تھی باپ نے دُرِ یکدانہ کی طرح آپ کو یتیم چھوڑا - خراسان مین جا کر کتابی علم سیکھا - اور بخارا مین

سلا - تو مجکو اپنی فرمان داری کی حالت مین (دنیا سے) اوٹھا لے - اور مجکو (اپنے) نیک بندون مین لے جا داخل کر دے -

پہونچکر درجہ اجتہاد مین قدم رکہا - اخلاق مین ایسی شائستگی ہم پہونچائی - کہ اہل زمانہ آپکو بہاء الدین فرشتہ کہتے تہے - پہر حرمین کی خاک بوسی کے لیے بخارا سے جنبش فرمائی زادھما اللہ شرفاً پانچ سال مدینہ منورہ مین قیام فرمایا - اوس زمانہ مین شیخ کمال الدین محمد یمنی موجود تہے - جو عرب کے محدثین مین سے تہے - اون سے احادیث صحاح کی تصحیح کر کے سند حاصل کی - اور ہر سال اُن کی ہمراہی مین حج کو آتے تہے - پہر بغداد مین شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی ملازمت مین پہونچکر حقیقۃً بیعت ہو گئے - اور سترہ روز کے اندر خرقہ خلافت حسب فرمان خاتم الانبیا علیہ السلام پیکر واپسی ملتان کی اجازت لی - جو صوفی لوگ سابق سے حاضر خدمت تہے اُنہون نے اس حال پر رشک کیا - اور شیخ کو فروغ باطن سے یہ حال معلوم ہو گیا - فرمایا - کہ تمہاری لکڑیون مین امکان کی نمی ابھی باقی ہے - اس سبب سے آگ جلد اثر نہین کرتی ہے - اور بہاء الدین کی لکڑیان خشک ہو گئی ہین - اِس وجہ سے اُنہون نے جلد شعلہ پکڑ لیا - حضرت گنجشکر فرماتے ہین - ایک روز مین شیخ بہاء الدین کے نام خط لکہنا چاہتا تہا - یہ تامل تہا کہ عنوان القاب کیا لکہون - اتنے مین لوح محفوظ پر نگاہ جا پڑی وہان آپ کا لقب شیخ الاسلام لکہا ہوا دیکہا - چنانچہ یہی لقب لکہدیا - کہتے ہین - دونون جہان کا کمال آپ کو حاصل تہا - اور خرق عادات یعنی کرامتین انواع واقسام کی واپسین نفس تک آپ سے صادر ہوئین - ساتوین صفر ہجری سنہ چہ سو چہنسٹہ ۶۶۵ کو ایک روشن ضمیر مرد آیا - اور شیخ صدرالدین عارف کو سربمہر رقعہ دیا - اور کہا - اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہونچاؤ چنانچہ پہونچا دیا گیا - محبوب کے خط کا پڑہنا تہا - کہ عمر گرامی کا زمانہ پورا ہوا - شیخ صدرالدین نے باہر سے وَصَلَ الْحَبِیْبُ اِلَی الْحَبِیْبِ[۵۱] کی آواز سنی - جب اندر پہونچے - تو باپ کو واصل بحق پایا - اور کہنے والا کوئی موجود نہ تہا جس طرح بفحوائے وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ[۵۲] دنیا دی آسمان کو ستارون کے چراغون سے آرائش ہے - اسی طرح آپکی نسل کے آسمان کو سات اختر سے آرائش حاصل ہوئی تہی - (۱) شیخ کمال الدین (۲) شیخ صدرالدین عارف (۳) شیخ شمس الدین محمد (۴) شیخ علاء الدین یحیی (۵) شیخ محبوب مجذوب (۶) شیخ برہان احمد (۷) شیخ ضیاء الدین حامد قدس اللہ اسرارہم

ایک روز چند صوفی آپ کے نزدیک تونگری کی مذمت کرتے تہے - آپنے فرمایا - دنیا تہوڑی سی چیز ہے جو تمام دنیا والون مین تقسیم ہے - پس ایک چہوٹے سے حصہ کی مقدار کتنی ہوگی - نیز فرمایا کرتے تہے - مال معنوی سانپ ہے جو شخص سانپ کا افسون جانتا ہے اوس کو سانپ کا زہر نقصان نہین پہونچاتا ہے - اور کبہی یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ دنیاداری کو درویش کے خسارہ ہر ذیل کا نشان سمجہنا چاہیئے -

---

۵۱ حبیب حبیب سے مل گیا ۱۲ ۵۲ اور ہمنے ورے آسمان کو (ستارون کے) چراغون سے سجا رکہا ہے ۱۲

یادِ شیخ فخر الدین ثانی

آپ شیخ شہاب الدین حق گو کے فرزند خلیفہ اور جانشین ہین۔ کہتے ہین۔ فیروز شاہ کے عہد مین سید جلال مخدوم جہانیان آپ کی ملاقات کے واسطے اوچہ سے دہلی مین تشریف لائے تھے۔ سلطان فیروز نے استقبال کیا۔ جب مخدوم کا دیدار دیکھا۔ تو سلطان کو سعادت حاصل ہوئی۔ اور اعتقاد زیادہ ہوا بیعت ہو گیا۔ دوسرے روز مخدوم جہانیان۔ آپ کی خانقاہ مین آئے۔ آپ کی عادت تہی۔ کہ ہمیشہ بے لکھے ہوئے چند ورق سامنے رکھا کرتے تھے۔ اور ہر ایک کام کے آغاز مین اُن کو کھول کر دیکھا کرتے تھے۔ اگر لفظ اِفعَل نکلتا تہا۔ تو وہ کام کیا کرتے تھے اور اگر لفظ لاتفعل نکلتا تہا۔ تو اُس کام سے باز رہتے تھے گویا اِس ترازو سے۔ خدائے پاک کی رضامندی کا اندازہ کر لیا کرتے تھے۔ جب آپ نے مخدوم کی ملاقات کے لیے ورق کشائی کی۔ تو ہر بار لفظ لاتفعل برآمد ہوا۔ لہذا مجبوراً عذر کیا۔ اور کہا کہ آج کے روز حکم خدا ملاقات کے واسطے نہین ہے۔ انشاء اللہ العزیز پھر کسی روز مین اپنی آنکھ اور دل آپکے دیدار سے منور کرون گا۔ ہر چند باہر سے دلیری کی زنجیر دروازہ پر ہلاتے تھے۔ لیکن اندر سے امتناع کی زنجیر نہ کھلی پر نہ کھلی۔ ناچار مخدوم نے معاودت فرمائی چونکہ شیخ کو بھی از حد زیادہ شوق ملاقات تہا۔ اسواسطے پانچوین دفعہ پھر فال کھولی۔ اس دفعہ صیغہ امر نکل آیا۔ فوراً جگہ سے اُٹھہ کھڑے ہوئے۔ مخدوم کو بھی خبر ہوئی۔ کہ شیخ عقب سے پیادہ پا آرہے ہین۔ ٹھہر گئے اور پالکی سے اُتر آئے۔ اور شیخ کی رفتار مین متحیرانہ نظر کی۔ اور کہا۔ درست ادرست!! درویش کو ایسا ہی چاہیئے۔ کہ بے فرمان خدا ایک قدم بھی نہ اُٹھاوے۔ جب باہم دست بوس ہو چکے۔ تو مخدوم نے قصد معانقہ کیا۔ شیخ کو مخدوم کی خفیہ کارروائی معلوم تہی۔ کہ جس کسی سے معانقہ کرتے ہین جو کچھہ اس کے پاس از قسم معرفت ہوتا ہے۔ سب سلب کر لیتے ہین اس سبب شیخ نے اپنے تئین چھڑایا۔ اور ازراہ عذر خواہی کہا۔ میرے فرزند بہت ہین۔ اور نعمت کم ہے۔ اور یہ آیۃ پڑہی هذا اخی له تسع وتسعون نعجة ولی نعجة واحدة فقال اكفلنيها[۵۸] مخدوم نے ہونٹون ہی ہونٹون مین تبسم فرما کر اپنی نعمتوں سے فرزندان شیخ کو کامیاب کیا اور ہر ایک کو ایک مناسب ہمت کے ساتھہ نامزد فرمایا۔ شیخ بہاء الدین گنج رحمان کو سرکار کالپی عطا کی۔ شیخ صدر کو صوبہ جونپور دیا۔ شیخ بدر کا تقرر سرکار بہار مین کیا۔ اور کہا۔ ان صاحبان ہمت کا رتبہ اتنا بلند ہے کہ بیان مین نہین آتا ہے۔ مصرع ع یاد لطف خدا قرین ہمہ

یادِ سیّد جلال سرخ بخاری

آپ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید۔ اور مخدوم جہانیان کے دادا ہین قدس سرہم کہتے ہین۔ تقدیر الٰہی آپکو

---

۵۸ یہ میرا بھائی ہے (اس) اسکے (پاس) ننانوے دنبیاں ہین۔ اور میرے (پاس صرف) ایک ہی دنبی ہے (اب) یہ کہتا ہے کہ اپنی یہ بھی مجھ کو دیدے ڈال

یعنی اسے بھکر میں کھینچ لائی تھی۔ اِس کے چند روز بعد آپ غیبی اشارہ کے بموجب سید بدرالدین بھکری کی دختر کے لیے خواستگار ہوئے سید بدرالدین نے الہامی اجازت کا انتظار کیا۔ اور اسی سبب سے جواب دینے میں کسی قدر توقف فرمایا۔ جب سید بدرالدین کے باطن میں بھی اسی مضمون کا الہام ہوا۔ تو عقد کر دیا۔ خانہ اور خاندان دونوں لگ گئے مگر آخر کار آسمانی گردش سے بھائیوں کے دلوں میں حسد اور کینہ پیدا ہوا۔ اِس سبب سے سید جلال الدین بترک سکونت اوچہ میں آکر گوشہ گزین ہوئے بہت مدت تک خدا پرستی میں مشغول رہے۔ اور رحلت کے بعد بھی یہی شہر آپ کی خوابگاہ بنا مصرع جہان از نسل او آباد باد

یاد شیخ حسین کاہ بُر

آپ کی خوابگاہ ملتان میں ہے۔ قدوۃ الاولیا شیخ بہاءالدین زکریا کے ہم عصر تھے۔ زمانہ ہوش میں گھاس کھودنے سے معاش بہم پہونچاتے تھے۔ جب حالت جذبہ پیدا ہوئی۔ تو خرابات میں جا بیٹھے۔ ایک روز عنفوان جوانی میں شیخ زکریا خرابات نشین شیخ کے پاس جا نکلے شیخ حسین نے ہاتھ پر پیالہ رکھکر سامنے کیا۔ شیخ زکریا نے ازراہ ادب لیکر گریبان میں اولٹ لیا جب گھر آئے۔ تو پیرہن اپنی دیرینہ دایہ کے سپرد کیا۔ چونکہ پیرہن کا فارغ دھونے سے دور نہیں ہوا۔ تو دایہ نے اُس مقام کو منہ سے چوس لیا۔ پس پہنچ گئی جہاں پہونچ گئی۔ کہتے ہیں۔ دایہ عارف زمان ہو گئی۔ اور اکثر اُسکی زبان ایزدی تقدیر کا پیغام ہوتی تہیں مصرع روحش مدام جرعہ کش بزم وصل باد۔

یاد شیخ بہمد ملتانی

آپ بھائیہ نسل میں سے ہیں۔ تجرید اور آزادگی کے گویا دریا تھے۔ قرآن۔ شیخ محمد مغربی کا دیوان۔ اور پیوند لگا ہوا خرقہ۔ اِن چیزوں کے سوا کوئی چیز پاس نہیں رکھتے تھے۔ ملتان سے نکلکر۔ کئی سال گجرات کے جنگلوں میں بسر کیے۔ آخر الامر کرہ میں آکر گوشہ اختیار کیا۔ جب آخرین سفر کا وقت آپہونچا۔ تو خواجہ کرک کی قبر کی برابر میں سو رہے مصرع شیخ بہمد در جہان بہ مرد بود۔

یاد شیخ رکن الدین ابو الفتح

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے۔ اور شیخ صدرالدین۔ شیخ بہاءالدین زکریا کے فرزند تھے۔ قدس اسرارہم خلافت کا خرقہ۔ اپنے جد بزرگوار سے پایا تھا۔ کہتے ہیں۔ سلطان قطب الدین ابن علاءالدین کے دل میں اُس کی ناملایمی سے شیخ نظام الاولیا قدس سرہ کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ لہذا سلطان نے کمال منت و سماجت کے ساتھ شیخ رکن الدین کو ملتان سے دہلی میں بلایا اس ارادہ پر کہ شیخ رکن الدین کی درویشی کے کروفر سے شیخ نظام الاولیا کی خانقاہ کی رونق جاتی رہے۔ جب شیخ رکن الدین کی تشریف آوری کی خبر آئی۔ تو سلطان المشایخ۔ علائی حوض تک

استقبال کے واسطے گئے - اور دونوں بندگانِ خدا ایک دوسرے کے دیدار سے خوش ہو کر اللہ عز اسمہ کا شکر بجا لائے
اور جب بساط رازداری پر بیٹھے - تو معرفت کی باتین کین - شیخ نظام الاولیا کے مکان مین ایک انجمن منعقد ہوئی
تمام ارباب ظاہر اور اصحاب باطن حاضر تھے - منجملہ اِن کے مولانا عماد الدین اسمعیل نے ملتان سے دہلی مین آنے
کی وجہ اِس پردہ مین دریافت کی - کہ مکہ سے مدینہ کو خاتم الانبیا علیہ السلام کی ہجرت کا سبب کیا تھا - شیخ رکن الدین
نے جواب دیا - کہ خاتمیت کے متعلق بعض کمالات کا - اور نبوت کے متعلق بعض مراتب کا حاصل ہونا - زمین مدینہ
کے ساتھ وابستہ تھا - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - نہین - وجہ موجہ یہ ہے کہ بہت سے مقامی ناتوان لوگون کو مکہ معظمہ
مین جانا میسر نہین ہوتا تھا - اُن کی تکمیل کے واسطے آنحضرت نے مدینہ منورہ مین نزول فرمایا - اس قسم کی دلچسپ
اور لطیف باتون سے دونون حضرات نے باہدیگر تواضع کا اظہار کیا - دوسرے روز سلطان قطب الدین شیخ رکن الملۃ
کی خدمت مین حاضر آیا - اور دریافت کیا - شہر والون مین سب سے زیادہ آگے چلنے والا سعید کون ہے - شیخ رکن الملۃ
نے فرمایا - وہ شخص ہے - جو اِس دار الامان مین بہترین خلائق ہے - اور اس قسم کے اشارون کے ذریعہ سے
چاہا - کہ جو وسوسے سلطان کے خیال مین جمے ہوئے ہین - مین اُن کو دور کر دون - اور جو بیہودہ خواہش میری نسبت
سلطان رکھتا ہے - اُس کے بارہ مین اپنی طرف سے نا اُمید ہی دلاؤن - مگر سلطان کے دل مین بد باطنی سے کچھ اثر
نہین ہوا - اسکے بعد ایک روز سلطان قطب الدین کا گزر نظامیہ خانقاہ پر سے ہوا - اُس وقت خلائق کا ہجوم مع
اور ازدحام شمار اور حد سے زیادہ تھا دریافت کیا آج - کن بزرگوار کا عرس ہے - بد باطن وزیر نے ایسے طرز سے جواب دیا - کہ
دریافت کرنے والے کے دل مین از سر نو کینہ اور غیرت کا غبار پیدا ہوا جب سلطان اپنے دولت خانہ مین واپس آیا تو
لکھ بھیجا - کہ صاحب خانقاہ ہماری قلمرو سے اپنا سامان اقامت اُٹھا لیجاوے - رقعہ حجرہ مین پہونچا - آستانہ مین
کھولا صحن مین پڑا رہا - اور اُس کی تعمیل راہ مین ہوئی -

القصہ - رات کے وقت فرمان روا کے پیٹ مین درد پیدا ہوا - اور اطبا نے جس قدر دوا کی - اُسی قدر درد مین
زیادتی ہوتی چلی گئی - اُس وقت جانا - کہ یہ اُس گستاخی کا طمانچہ ہے - پس سلطان نے عالمون اور عارفون کو
شفیع بنایا - اور شیخ نظام الاولیا کی خدمت مین بھیج کر عذر خواہی کی معاودت کے واسطے اور حصول صحت کی دعا کیواسطے
التماس کیا - فرمایا نظام کو خدائی کارخانہ مین کیا دخل ہے اور دوا اور درد دونون تقدیری حرف مین - چونکہ صرف شفیعون
کی علی الاتصال (لگاتار) آمد و رفت سے بدون حلاف کے کسی قسم کا نتیجہ پیدا نہین ہوا تو بیمار کی والدہ نے حاضر
حضور ہو کر بساط بوسی کی اور بہت کچھ درد آمیز لہجہ مین روئی جھینکی - شیخ نظام الاولیا نے فرمایا - اِس شرط پر

علاج کرون گا - کہ سلطنت دہلی کا کاغذ - خاص مہر اور ارباب مناصب کی مہرون سے مرتب کرکے پیشاب کے قارورہ کے ہمراہ بہیج دین - تاکہ تجویز نسخہ کی جاوے - یہ شرط قبول کرکے نہایت جلد تمسک اور قارورہ حاضر کیا گیا - شیخ نظام الاولیانے اُسی وقت قبالہ کو لپیٹ کر اُسی پیشاب کے شیشہ مین ڈال دیا - اور فرمایا - کہ دہلی کی سلطنت درویش کے نزدیک بیمار کے پیشاب کی برابر ہے - آخر کار دعا کرتے ہی فوراً صحت حاصل ہوگئی - اور ہر ایک اپنی اپنی جگہہ لوٹ گئے - کہتے ہین - جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کے بعد دہلی کا فرمان روا ہوا - اور ہجری سنہ سات سو پچیس[٧٢٥] مین - بنگالہ سے دہلی مین معاودت کرکے ایک عالی شان محل مین اُترا جو اُس کے نام سے تعمیر کیا گیا تہا - تو شیخ رکن الدین اور نیز دیگر روساے زمانہ وہان سند پر تشریف رکھتے تہے - شیخ نے وہان سے جلد اُٹھنے کے واسطے بارہا عبارت اور اشارت دونون طرح سے کہا - مگر کارگر نہین ہوا جب دسترخوان بچہایا گیا - تو شیخ تہوڑی دیر بیٹھے - اور اِس سے پہلے - کہ دسترخوان زیادہ کیا جاوے - اُٹھکر باہر چلے آئے - دوسرے اصحاب بہی آپ کے پیچھے پیچھے اُٹھ آئے - اتفاق سے ہاتھ دہو ہی رہے تہے - کہ عمارت مذکور بیٹھہ گئی - سلطان مع اپنے چند مقربون کے اُسکے نیچے دب گیا - اور مرگیا -

دیکھو تقریب کی تحریک - یہ تحریک کیونکر دل مین چھپے ہوئے واقعات کو افشاے راز کرنے والی زبان کے حوالہ کرکے واقعہ نگار قلم کے ذریعہ سے کتابت مین لاتی ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ ربیع الاول کے مہینے مین - مرزا ابراہیم ابن مرزا سلیمان حاکم بدخشان کے بیٹے مرزا شاہرخ نے جو اکبر شاہ کے زمانہ مین صوبہ مالوہ کا حاکم تہا - اُجین مین عالم علوی کو کوچ فرمایا تہا - راقم تعزیت کے واسطے مرحوم کے فرزند مرزا فتح پوری کے پاس جن کا مبارک نام بدیع الزمان مرزا ہے - اپنے مسکن منڈو (مانڈو) سے گیا تہا - بڑے بڑے امیر اور سردار مرزا شاہرخ کے زمانہ مین بدیع الزمان کے برتاؤ سے ناخوش تہے - خراب فکر اور نالائق اندیشہ سے اس وقت کو بدلہ لینے کے واسطے موزون سمجھکر مشورہ کے پردہ مین دورنگی کو کام مین لائے - اور عبداللہ خان کے نزدیک جو جہانگیر شاہ کا نوازش یافتہ تہا - ہر ایک نے مکروزور سے بہرے ہوئے خطوط لکھکر بہیجے - کہ ہمارے صاحبزادہ کے دماغ مین خودسری کی ہوا بہری ہوئی ہے اور شہنشاہی ملازمت کا اندیشہ اُس کے دل مین قطعی ہے ہی نہین - یہ مخفی فتنہ ظہور مین آنے سے پہلے ہی اسکی مشکین باندہ کر دربار معلی مین بہیج دینا چاہیے - فقیر کو اِس کام کی اصلیت سے پوری آگاہی ہے - کہ یہ آفت بہری ہوئی گفتار مرزا کے بارہ مین صرف تہمت اور محض بہتان ہے - آخر کار زمانہ کی پریشانی پر نظر کرکے مین مرزا سے بصد خون جگر رخصت ہوا - اور بوجہ سابقہ دلبستگی کے - جو ناہر خان کے جمال باکمال کے ساتھ تہی -

موضع محمد پور مین گیا - یہ موضع ناہر خان کی جاگیر مین ہے - اپنے مکان کو یا گشت کا ارادہ تہا - مگر اِس شورش کے
فرو ہونے کا انتظار کر رہا تہا - الحاصل مکتوب الیہ عبد اللہ خان نے ایک مدت تک تو اپنی نیک عادت اور
فرشتہ منشی سے اِن نوشتون کو تامل مین ٹالے رکہا - مگر چونکہ اس طرف کا امر احد سے زیادہ گذر گیا تہا - اس واسطے
ناچار اس طرف روانہ ہونا پڑا اور صوبہ کے جاگیر دارون کے نام بلانے کے واسطے پروانہ جات بہیجے - کہ جملہ اطراف کے
سپاہ فراہم ہو کر حاضر آوے - آخر کار عبد اللہ خان وسط جمادی الاول مین اچہین آ پہونچا - صاف دل جوان
(بلیغ الزمان) سیاہ باطن سفید ریش والون کی پر فریب باتون پر بہروسہ کر کے آنے والے کے استقبال کیواسطے
باہر نکلا - عبد اللہ خان مرزا کو اپنے خیمہ گاہ (کیمپ) مین لے گیا - اور پہرہ والون کے سپرد کر دیا -
اُسی روز تعمیل پروانہ ناہر خان اچہین مین پہونچکر عبد اللہ خان کے لشکر مین جا ملا چند روز بعد راقم بہی
اچہین مین آیا - اور دولت خانہ ناہر خان کی برابر مین اپنا خیمہ نصب کیا - عبد اللہ خان نے حکم دیا کہ تمام
سپاہ لشکر کے گرد چارون طرف قلعہ تیار کر لیوین - اس بنیاد پر ناہر خان نے بہی اپنی سپاہ کے گرد اگرد ایک
حصار کہنچوایا - اور حویلی بنا لی فرزندون کو بہی بلا بہیجا کیونکہ نزدیک تہے -

ایک روز دیوار حویلی کے سایہ مین ناہر خان چند درویشون کے ساتہہ خاص طور پر بیٹہا ہوا تہا - چونکہ مٹی
کی دیوار اُٹہانے والون نے دیوار اُٹہانے مین مضبوط کام نہین بنایا تہا - اسواسطے دیوار جہک گئی تہی -
اور اس سبب سے اس کے گرنے کا خیال راقم کے دل مین پیدا ہوتا تہا - ہر چند راقم نے اپنا دلی خیال صراحت
کے ساتہہ بیان کیا - مگر ہم نشینون نے بعید سمجہکر التفات نہین فرمایا - اس اثنا مین کہانے کے واسطے
دسترخوان بچہایا گیا - اور جب کہانے سے فراغت پا کر زیادہ کیا گیا - تو راقم بیدون ہاتہہ دہوئے وہان سے
اُٹہہ کہڑا ہوا - ہنوز اپنے خیمہ مین پہونچنے نہین پایا تہا - کہ دیوار کے گرنے کی آواز آئی - ناہر خان خود جگہہ کے
درمیان مین سے نکل آیا - اور ہاتہہ بڑہا کر شیخ عبد اللطیف کو جو ایک آزاد شخص ہے - مصیبت مین سے نکالا -
اپنے پنجسالہ لڑکے کا کچہہ خیال نہ کیا - جس کا نام دلاور خان ہے - اور سامنے کہیل رہا تہا - وہ خاک مین
اور ڈہیلون مین پڑا رہا - کچہہ دیر بعد اُس کو بہی نیچے سے نکالا - نیک کرداری اور درویش دوستی کی بدولت
حی لا یموت نے بیٹے کو از سر نو زندگی بخشی -

یاد شیخ عماد الدین اسمٰعیل ملتانی

آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے چہوٹے بہائی ہین لیکن ان کی مان کہنین - آپ کو دین اور دنیا

یعنی دونون جہان کی سعادت مندی حاصل تہی - بزرگوار دادا - صاحب ولایت باپ - اور بابرکت بہائی سے بہت کچھہ فیض اور فائدہ پایا تہا - فقہ کے علم مین یہانتک تحقیق کو بڑہایا تھا - کہ درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تہا جس مسئلہ مین ملتان کے تمام فقیہ اور مفتی عاجز ہوجاتے تہے - وہ مسئلہ آپ کی توجہ سے حل ہوجاتا تہا - آخرکار رسمی علوم کو الوداع کہکر اپنے بڑے بہائی کی خدمت مین داخل ہوگئے تہے - اور اُن کی خدمت کے طفیل سے جب بہاری دشمن (نفس) کے ساتہہ لڑائی شروع کی - تو فتح پائی - جب رکن الاولیا کا آخرین وقت آیا - اور اُنکے کوئی فرزند بہتا نہین - اور نیز بزرگوار نے فرمادیا تہا - کہ چہوٹا بہائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے لہذا رکن الاولیا نے اپنا سجادہ چہوٹے بہائی کے سپرد کرکے اُن کو رہنماے زمانہ بنایا - آپکے بعد شیخ صدر الدین حلیم ابن شیخ عماد الدین مسند پر بیٹھے - شیخ صدر الدین حلیم کے بعد شیخ صدر الدین شہر اللہ ابن حلیم قایم مقام ہوئے مختصر یہ کہ سجادہ نشینی عماد کی نسل مین رہی مصرع - عماد الدین عماد قصر دین بود -

یاد شیخ علم الہدیٰ

آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کے چچازاد بہائی ہین - جد امجد کے زندگی مین ہی جہان پیمائی کی ہوا سر مین بہر گئی تہی - ماوراء النہر خراسان - اور پارس مین جاکر نقلی علوم اور عقلی فنون تحصیل کیے - اور کمال تبحر بہم پہونچاکر ہجری سنہ سات سو چالیس مین جب کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا عہد تہا - دہلی مین آئے - سیاہ باطنی سے اپنے چچازاد بڑے بہائی کی خدمت مین مناظرہ کرنا چاہا چونکہ رکن الاولیا کے ظاہری علم کو روشنی قلب کی قوت سے استحکام حاصل تہا - علم الہدیٰ کی بڑائی مناظرہ کے اندر پیش نہین گئی - بلکہ باعث خجالت ہوئی -

واضح ہو - کہ عالم صورت کا پہلوان - عالم معنی کے پہلوان کے ساتہہ مقابل نہین ہوسکتا ہے - بلکہ بساط ادب کے کنارہ پر کہڑا ہوکر اس اندیشہ مین ڈوب جاتا ہے - کہ نمود مین آنے والی موجودات حقیقۃ الحقائق کا عکس ہے - اور عکس معنی سے عاری ایک صورت ہوتی ہے - اور اصل عالم ظاہر مین ایک ملک ہوتا ہے جو ملکوت یعنی عالم ارواح کی برابر ہوتا ہے - سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ [۵] بیت

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان ہر کہ در افتاد بر افتاد

یاد شیخ الہداد احمدآبادی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین سے ہین - اپنے وقت کے پرہیزگار اور خدا پرست تہے - حقیقی اور رسمی علوم بہی جانتے تہے

[۵] پاک ہے (وہ ذات) جس کے ہاتہہ مین ہر چیز کا کامل اختیار ہے - اور اوسی کی طرف (تم سب) لوٹا کر بہیجے جاؤ گے ۱۲

تھے تمام کھانے کی چیزیں چھوڑ دی تھیں - صرف ایک پیالہ دودھ سے بھوک کا علاج کرتے تھے خواہ وہ کہیں سے

بھی بہم پہونچاتے تھے معرفت دانی میں دوسرے معرفت فہموں پر سبقت رکھتے تھے - جو عمدہ مضامین اور اُن کے

نئے نئے حل خاص آپکی طبیعت اور فہم بہم پہونچاتی تھی - اُن کا فیضان درس دیتے وقت سننے والوں کو پہونچاتے

تھے - شریعت کی رعایت کرکے سرود و سماع کی مجلس میں نہیں جاتے تھے شیخ زین الدین خوافی کے سلسلہ سے

کمال وابستگی تھی -

یاد شیخ موسیٰ

آشکارا کرامتیں آپ سے اکثر ظاہر ہوئی ہیں - صاحب موسوی ولایت تھے - کہتے ہیں - تتہ سے قدوۃ الاولیا

شیخ بہاء الدین زکریا کی ملاقات کے واسطے ملتان کو آتے تھے - جب دریائے راوی کے کنارہ پر پہونچے - تو ملاح نے

کشتی لگانے میں توقف کیا - آپ اُس دریا کا تمام پانی ایک ابریق میں اوٹھا کر شیخ کی خدمت میں لے گئے - شیخ نے

فرمایا - اس پانی سے لوگوں کو فیض پہونچتا ہے - بدستور سابق چھوڑ دو - آپنے کہا - نہیں یہ پانی آستانہ بوسی کے

مشتاقوں کو روکتا تھا - اور اس مزاحمت کے اُن کو نقصان پہونچتا تھا - اب اس شرط پر چھوڑا جاوے گا - کہ شہر کے

کنارہ سے بہت دور بہنے لگے - اُس روز سے دریائے راوی ملتان سے دور بہتا ہے - ان دونوں صاحبوں کی

بدولت چند روز انجمن حقیقت بیانی ایسی عمدہ طور پر ہوتی رہی - کہ اُسکی خوبی بیان میں نہیں آسکتی ہے -

مصرع - طور دیدار باد میقات آتش -

یاد شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری سوالی

آپ کا لقب سلطان التارکین ہے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مرید اور خلیفہ ہیں قدس سرہما

بعض کہتے ہیں کہ آپ موضع سوال کے باشندہ ہیں - جو مضافات اجمیر سے ہے - اور بعض کا یہ خیال ہے چونکہ تصوف

کی مشکلات کے بارہ میں آپ سوال و جواب بہت کیا کرتے تھے - اسواسطے سوالی لفظ کے ساتھہ شہرت ہو گئی

کہتے ہیں - کہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں جب دہلی کے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری نے شیخ

جلال الدین تبریزی کے نام پر ایک بہتان لگایا - تو سلطان نے حقیقت تہمت معلوم کرنے کے واسطے بزرگان

وقت کو ہر ایک شہر سے بلا کر ایک مجمع کیا تھا - اُس درمیان میں شیخ حمید الدین نے تعرض کے طور پر شیخ بہاء الدین

زکریا سے دریافت کیا - کہ مال کے ساتھہ سانپ کس مناسبت سے تعلق رکھتا ہے - فرمایا کہ دونوں مہلک ہیں

اور تعلق کا سبب دونوں کا ہلاک کرنے میں اشتراک ہے - اسی کے ساتھہ یہ بھی کہا - کہ جو شخص عقلمند ہے - جو

مہلک شے سے دور دور رہے - نہ اُس کی دوستی کی طرف مائل ہو - اور نہ اُس کی نزدیکی سے خوش ہو - بہاء الاولیا نے
جواب دیا کہ جو شخص افسون جانتا ہے - اُس کو سانپ کے زہر - اور مال کی مستی سے نقصان نہین پہونچتا ہے -
اسپر حمید العرفا نے کہا - کہ سانپ کو افسون کے ذریعہ سے بھی پاس رکھنا اچھی بات نہین ہے - بہاء الحق نے اِس بات
کے جواب مین توقف کیا - تو ناگاہ اپنے پیر شیخ الشیوخ کو دیکھا - کہ وہ فرماتے ہین - بہاء الحق - یون کیون نہین کہتے
ہو - کہ دنیا - اہل کمال کے جمال کے رخسارہ پر نیل کا داغ ہے - جس طرح حسینان صورت کی ابرو پر وسمہ - رخسارہ پر نیل
اور بنا گوش پر غالیہ - نظر بد سے بچاتا - اور زیبائش کو بڑھاتا ہے - اسی طرح معنوی محبوبون کو دنیا دی اسباب نیلہ
رنگ کا کام کر کے خود بینی کی نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے - اور اِس کے اندر یہ حسن بھی موجود ہے - کہ دوسرون کے ساتھ
احسان کرنے کا موقع ملتا ہے - لکھا ہے کہ حمید العرفا نے ایک خط بہاء الاولیا کی خدمت مین بھیجا تھا - جس مین لکھا تھا - کہ بہت
سی قرآنی آیات - اخبار - اور آثار اس مضمون کی شہادت دیتی ہین - کہ دنیا کو دوست رکھنے والے اور اِن کے دوست
خدا کو نہین پہونچتے ہین - اور واقعی حال یہ ہے - کہ بہت سے ارباب ثروۃ اور اصحاب دولت قطبیت اور غوثیت
کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - حَسْبَةً لِلّٰهِ اور رَحْمَةً عَلَى الْفَقِيْرِ اس مشکل کو حل فرمائیے - تاکہ
آپکے رنگین خط کو اپنا امام بناکر اطمینان حاصل کرون - اور اُس معجون حقیقت سے صلاح باطنی عمل مین لاؤن نیز
یہ ایک بات ہے - کہ دنیا ہاتھ مین ہو - تو دوا ہے - اور دل مین ہو - تو درد ہے - اِس بنیاد پر اُس شخص کو تو فائدہ ہے
جس کے واسطے دنیا دوا ہے - اور اُس شخص کو نقصان ہے جس کے واسطے دنیا درد ہے - اور نیز سلطان سہروردکا جو ایک
یہ فقرہ ہے کہ تیغ اسپ در گل زدہ ام نہ در دل" اِس فقرہ سے تسلی نہین ہوتی ہے - کیونکہ مذمت کی بنیاد ظاہر دنیا
پر ہے - نہ نیت پر جو مخفی چیز ہے - بہاء الاولیا نے جواب نامہ بھیجنے کو الہام پر موقوف رکھکر دو سال تک توقف فرمایا
اور حمید العرفا جواب کے انتظار مین دعا کے امیدوار قبولیت ہے - اس کش مکش مین تھے - کہ ایک روز ایک
حریری ورق لپٹا ہوا عالم غیب سے مصلے کے نیچے نکلا - اُس مین جو کچھ لکھا تھا - اُس کا ماحصل یہ ہے - کہ راہ حق کے
چلنے والے تین گروہ پر منقسم ہین - ایک گروہ بالکل مجرد ہے - جس کو غایت استغراق سے اور وجوبی صفات مین
امکانی رسوم کو حد درجہ کم کر دینے سے کونین کی بالکل خبر نہین - دوسرا گروہ اُس جماعت کو سمجھنا چاہیئے - جو ظاہر
کو کہ محض ممکن ہے - امکانی لوازم کے ساتھ مخصوص کرتی ہے - اور باطن کو کہ عین واجب ہے خاص یزدی
تجلیات کے مشاہدہ مین مشغول رکھتی ہے - اور تیسرا گروہ وہ ہے - جو کہ دنیا اور ما فیہا کا ترک بہشت اور آنجہانی
درجات کے واسطے کرتا ہے - اور یہ تمام موجودہ معانی اور آئین تینون گروہون مین علمی صورتون کا اقتضا ہے

۵۲ اللہ کے واسطے اور فقیر پر مہربانی کر کے ۱۲ -

جو واجب الوجود کا خاص فعل ہے اسما اور صفات کے اقتضا کی رو سے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ سلوک اور تصوف کے علم مین بہت سے رسالے آپ کے تصنیف کردہ ہین۔ اشعار اور دیگر نظم کو آپ نے فصاحت اور مقبولیت کی کرسی پر سوز و گداز کے رنگ مین پہونچایا تھا۔ یہ آپ کی ہی رباعی ہے رباعی

تا کے غمِ آن خوری کہ بار دیابی		یا تخم بروید و برار دیابی	
رو در غم آن باش کہ محبوب ترا		اندر حرم وصل گزار دیابی	

بعض کتابوں مین لکھا ہے۔ کہ آپ شیخ احمد تارک لاہوری کے بیٹے تھے۔ شیخ احمد تارک۔ ابراہیم کے۔ ابراہیم محمد کے۔ اور محمد۔ سعید فاروقی کے بیٹے تھے۔ جو فاروق اعظم کی نسل مین سے ہین۔ رضی اللہ عنہم اس بنا پر آپ کو سعیدی کہتے ہین۔ تاریخ انتیس ربیع الآخر ہجری سنہ چھ سو تہتر کو اور بعض کے نزدیک ہجری سنہ اونسٹھ کو واصل حق ہوئے۔ قبر ناگور مین زیارت و تبرک ہے ہی الیٰ یومنا ہذا۔

یاد اولاد سلطان التارکین قدس اسرارہم

آپ کے دو بیٹے تھے شیخ عزیز اور شیخ مجیب۔ بڑے کے تین فرزند تھے شیخ وحید الدین احمد۔ شیخ فرید الدین محمود۔ اور شیخ نجیب الدین قاسم۔ شیخ حسین ابن خالد تین واسطہ سے شیخ وحید کو پہنچتے ہین

مختصر حالات شیخ فرید

آپ اپنے جد بزرگوار کے مرید۔ خلیفہ۔ اور جانشین ہین۔ بعض کہتے ہین۔ کہ کتاب سرور الصدور آپ کی ہی ترتیب دی ہوئی ہے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد مین ناگور سے دہلی مین آئے۔ اور مشرق کی طرف جو محلہ مین جو قدیمی شہر مین ہے۔ سکونت اختیار کی اور رحلت کے بعد اُسی کوچہ مین خوابگاہ بھی بنی۔ مقام قطب الاولیا کے راستہ مین قدس سرہٗ۔ شیخ فرید کے سات فرزند تھے۔ ان مین سے ایک شیخ عزیز بھی تھے۔ بعض کے نزدیک سرور الصدور۔ نور البدور۔ آپ کی ہی تصنیفات مین سے ہے۔ اور بعض شیخ احمد کی تالیف سے سمجھتے ہین۔ جو شیخ عزیز سے بڑے تھے۔ بعض شیخ سعید کی تالیف سے کہتے ہین۔ جو شیخ عزیز کے چھوٹے بھائی ہین بہرتقدیر کتاب مذکور لکھی ہوئی شیخ فرید الدین کی یا اُن کے فرزندون مین سے کسی ایک کی ہے۔ بہت سے خاص خاص فائدے اور لطیفے جو اپنے بزرگوار باپ سے ستائیس برس کے عرصہ مین سنے تھے۔ اس کتاب مین فراہم کیے ہین۔ اور یہ بھی

۵۷ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اُس کی بازپرس اُس سے نہین کیجا سکتی ۱۲

لکھا ہے۔ کہ مینے خردسالی مین جداعلی سلطان التارکین کی ملازمت کی ہے - اس بنیاد پر آپ کی عمر قریب نسو برس کی ہوگی - اِس کے بعد لکھتے ہین - تاریخ دوسری ربیع الاول ہجری سنہ سات سوچھبیس کو بدر عزیز نے حدیث اور دعوت کا اجازت نامہ عطا فرمایا - جداعلی کا خرقہ پہنایا - اور اپنی خاص کلاہ میرے سر پر رکھی اور اچھی اچھی دعائین دیکر سرفراز کیا مصرع - اولاد حمید وصفات حمید بودند -

یاد شیخ جلال الدین تبریزی

آپ شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہین - اور زاد بوم تبریز ہے - دیومحل بندر مین جو دارالملک بنگالہ مین ہے آپ کی خوابگاہ ہے - جب آپکے پیر دنیا کے تنگ وتاریک کوچہ سے فردوس برین کی سیروسیاحت کے واسطے تشریف لے گئے - تو آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین حاضر ہوئے - اور اپنی شایستہ خدمات دل مین جگہہ پیدا کر کے فائدہ اُٹھایا - ملتان مین شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال دوستی اور یکجہتی ہوگئی تھی خواجہ قطب الدین اوشی کی ملاقات کے شوق مین دہلی آئے - مشائخ چشت کے تذکرون سے کچھہ آپ کے حالات معرفت معلوم ہوسکتے ہین - شیخ نجم الدین صغری نے (جن کا مرقد دہلی مین مولانا برہان الدین بلخی کی خوابگاہ کے برابر مین ہے) سیاہ دلی اور خیال فاسد سے آپ کو ایک مطربہ عورت کے ساتھہ دلبستگی مین ناشائستہ حرکات کے ساتھہ متہم کیا تھا - اور ایسی شورش وہنگامہ برپا کی تھی - جس کی وجہ سے آپ کو دہلی جیسے شہر ولایت سے بنگالہ کی طرف سفر کرنا پڑا - ایک روز آپ ایک دریا کے کنارہ کنارہ چلے جارہے تہے - چلتے چلتے خود بخود کہنے لگے - کہ شیخ الاسلام نے اگرچہ درویشون کو اپنے شہر سے نکال دیا - مگر درویشون کے خدا نے آج شیخ الاسلام کو جہان سے نکال دیا - اور جنازہ کی نماز بھی پڑھ لی گئی - خبر آنے پر تحقیق ہوا - کہ شیخ الاسلام کی رحلت کا وہی روز تھا - کہتے ہین - دیومحل مین آبادی سے دور ایک جنگل تہا - وہان پر آپنے جگہہ پسند کی چاہا کہ اس زمین کو خرید لیا جاوے چونکہ جنگل تہا - اور اس کا کوئی مالک بھی نہین تہا - لہذا باشندگان شہر نے خوش طبعی سے قیمت مین اتنا زیادہ نقد مانگا - کہ وہ مقدار - سوائے شاہی خزانون کے دوسری جگہہ گمان مین بھی نہین آسکتی ہے آپنے قبول فرمایا - اور مریدون کو ارشاد کیا - فلان جگہہ بجا ستون کا اور گوگوبر کا تودہ ہے - اس مین آگ لگادو - چنانچہ تعمیل کی گئی - خالص اور کامل العیار سونا ہوگیا - زمین کی قیمت مین دیدیا یہ عظیم الشان کرامت دیکھکر وہان کے لوگ اکثر اسلام کے احاطہ مین - اور آپ کی بیعت کے سلسلہ مین داخل ہوئے اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کی - حافظ

	آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند		آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند	

یاد شیخ صوفی بدھنے

شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ سے روایت ہے - فرماتے تھے - ایک بڑے پرانے معمر شخص موضع کیتھل مین رہتے تھے جن کا باطن تجرید اور تفرید کے زیور سے آراستہ تھا - وہان کے باشندے آپ کو شیخ بدھنے کہا کرتے تھے اکثر لوگون کی زبانون پر یہ قصہ اس طرح سے روان ہے - کہ ساتوین صدی کے آغاز مین جب سپاہ مغل ہند پر قابض ہوئی - مال و اسباب سب لٹ گیا - اور چھوٹے بڑے سب قید ہوگئے - تو اس عالم بلوہ مین خواجہ قطب الدین اور شیخ صوفی جیسے تمیزانہ حالت مین زندگی بسر کر رہے تھے - یہ دونون بھی گرفتار ہوئے - دو تین روز بعد گرفتارون کو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی - ناچار خواجہ ایک کاک (روغنی روٹی) خرقہ کے اندر سے نکالکر ہر ایک شخص کو دیتے تھے اور صوفی بدھنے سے (کہ ایک مٹی کے ظرف کا نام ہے) سب کو پانی پلاکر سیراب کرتے تھے کہتے ہین - کہ خواجہ کا خطاب کاکی اور صوفی کا لقب بدھنے جو ہوا - اس کی وجہ یہی ہے - شیخ عثمان ابن لادن بھی یہ حکایت بارہا بیان کیا کرتے تھے - اور کہا کرتے تھے - یہ حال مینے اپنے پیر شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین چشتی کی زبانی سنا ہے **القصہ** - سوائے اس قدر بیان کے جو اوپر لکھا گیا کسی کاغذ مین کوئی بات آپکے حالات کے متعلق دیکھنے مین نہین آئی ہے - نہ اہل زمانہ کے زبانی کوئی حرف آپ کی ماند و بود (رہنے سہنے) کے متعلق سننے مین آیا ہے - اور ایسا شخص جس کے سینہ مین آپ کے حالات مخفی ہون - اب بہشت کے سوا کہین ہم نہین پہونچ سکتا ہے - **مصرع** - کیست کز دی باز جویم حالِ او -

یاد شیخ نور الدین دہلوی

درسی علوم مین آپ کا دل تونگر تھا - اور مسائل کے بیان کرنے مین زبان طاقت ور تھی - آپ سلطان ناصر الدین ابن سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین علما مین سے تھے - کتاب جامع الحکایات آپ کی ہی تصنیف ہے - عمدہ کتاب ہے - اس مین ہر ایک طرح کا نمونہ اور ہر ایک قسم کی نمائش موجود ہے - زمانہ کے نامگار مشائخ اور اولیا کی آپ پر نظر تھی - صوفی گروہ کے ساتھ کمال عجز و انکسار سے پیش آیا کرتے تھے -

القصہ - اس عمدہ زمانہ مین ہر ایک فن کے اُستاد اور ہر ایک قسم کے بزرگ موجود تھے - جن کا وجود زیبائش زمانہ کا باعث تھا -

(۱) **سید تاج الدین** ابن سید جلال الدین بدایونی - آپ کو علم - تقوی - وجدان - استقلال ذہن خوشخوئی خوش باشی - اور ریاضت مین بڑا مرتبہ حاصل تھا -

(۲و۳) سید مغیث الدین مفتی اور سید منتجب سیہ وستار دونون بہائی تہے۔ کہتے ہین۔ دانش دیانت۔ امانت۔ وہش۔ مہربانی۔ خوش خلقی۔ اور گوشہ نشینی یہ تمام حمیدہ صفات اِن دونون بہائیون کی سرشت مین گویا خمیر تہین باانیمہ کسی شخص سے کسی قسم کی تندو غیرہ نہین لیا کرتے تہے۔

(۴و۵) سید علاءالدین اور سید قطب الدین یہ دونون بہائی بہی ترک وتجرید۔ اور تصوف و توحید مین یگانہ روزگار تہے۔ کہتے ہین شیخ نظام الاولیا۔ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو سید علاءالدین کی شکل مین خواب کے اندر دیکہا کرتے تہے۔

(۶) مولانا حمیدالدین مخلص گویا دریکدانہ تہے۔ جو اُس زمانہ کے دانشمندون کی لڑی مین ممتاز تہے۔ ہدایہ فقہ پر ایک بڑی لمبی مشکل کشا شرح لکہی ہے۔

(۷۔۸۔۹۔۱۰۔۱۱) مولانا عمادالدین حسام واعظ مولانا جمال الدین شاطبی قاری مولانا کبیرالدین عراقی مورخ تاریخ جہانگیری جو سلطان علاءالدین کے نام پر ترتیب دی گئی ہے۔ مولانا بدرالدین دمشقی طبیب اور مولانا حمیدالدین بہنبانی منجم۔ یہ تمام سادات اور علماء سلطان غیاث الدین بلبن۔ سلطان جلال الدین خلجی۔ اور سلطان علاؤالدین خلجی کے زمانہ مین دہلی اور پرگنات دہلی مین۔ ملک کی زیب وزینت تہے۔ بعض حضرت گنجشکر کی خدمت مین اور بعض۔ بزرگوار خلفاے حضرت گنجشکر کی خدمت مین بیعت تہے۔

غوثی جب تم زمانہ کے حالات۔ اور مشائخ کے واقعات لکہنا چاہو۔ تو دیکہو ہوش سے لکہنا۔ کیونکہ آسودگانِ جہان کے حالات بالخصوص بزرگون کے سرتاپا معرفت سے بہرے ہوئے حالات ایسی عجیب غریب سیرگاہ ہے کہ نہ تو جنگلون جنگلون پہرنے سے پانوُن مین کوئی تکان آتی ہے۔ اور نہ وطن کی جدائی سے دل مین کچہ تنگی پیدا ہوتا ہے۔ اس بنا پر مناسب ہے۔ کہ سفر در وطن کے فقرہ کی توجیہ خوش طبعانہ۔ اور آیہ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ کی وجہ۔ عارفانہ بیان کی جاوے۔ عبرت کا چراغ۔ سینہ کے برآمدہ مین جلایا جاوے۔ اور ہدایت کا قلم۔ دل کے میدان مین نصب کیا جاوے۔ کیونکہ جہان پیا لوگون کے دلون مین بس اس کے سوا کوئی خیال اور کوئی آرزو نہین ہے۔

یاد شیخ محمد ترک نارنولی

آپ مجرد۔ متوکل اور حصور تہے۔ ترکستان سے ہند مین آئے۔ اور نارنول مین حوض کے کنارہ گوشہ اختیار

کرلیتا تھا - یہ حوض اب مٹی سے بھر گیا - اور آبادی مین آگیا ہے - اپنی زندگی مین کسی کو مرید نہین کیا - کہتے ہین - اُس زمانہ مین غیر مسلمون کا گروہ خدا پرستون پر غالب تھا - جمعہ کے روز مسلمان لوگ جامع مسجد مین جمع تھے موقع پاکر ہنود کی ایک جماعت ننگی تلوارین لیکر آپہونچی - اور بہت سے لوگون کو شہید کیا - اُسی عام بلوہ مین شیخ محمد ترک نے بھی غزا اور شہادت دونون درجے پائے - اُسی چبوترہ مین قبر بنائی گئی جس مین آپ رہتے تھے - اُن لوگون مین سے جو شہید ہوئے - دو صاحب اور بھی ہین - پشتہ کے اوپر جو صاحب مدفون ہین اُن کو اوپر والہ شہید کہتے ہین - اور پشتہ کے نیچے جو صاحب مدفون ہین - اُن کو نیچے والہ شہید کہتے ہین - یہ بھی لوگ کہتے ہین کہ دونون حافظ تھے - اور اب بھی اُن کی قبر سے تلاوت کی آواز آتی ہے - روایت ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ وقت نے ناخوش ہوکر ٹھٹہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا - جب آپ حدود نارنول مین پہونچے - تو سواری سے اُتر پڑے - اور پیادہ پا شیخ محمد ترک کے روضہ پر آئے - اولاً ایک پتھر کی طرف جو وہان تھا - دیر تک متوجہ رہے - بوجہ اسکے - کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی مقدس روح کو اُس پتھر کے اوپر پایا تھا - بعدہ شیخ محمد کی تربت کی طرف منہ کرکے مراقبہ مین مستغرق ہوئے - جب سر اُٹھایا - تو فرمایا - جس کسی کو دشواری پیش آوے اُس کو چاہیئے - کہ وہ جبین نیاز ان حضرت کی خاک پر رگڑے اور اپنی اڑی ہوئی مشکل کی کشایش چاہے - ایک کوتہ اندیش بول اُٹھا - اب حضور کو مشکل درپیش ہے فرمایا - اس بارہ مین عرض کر دیا گیا ہے - کہتے ہین - ابھی تین روز نہین ہوئے تھے کہ بادشاہ ایک ہولناک واقعہ مین مبتلا ہوا - چراغ دہلی نے معاودت فرماکر پھر دہلی کو اپنے مقدم سے مستفیض کیا - وہ پتھر ابھی تک شیخ محمد کی قبر کی برابر بدستور موجود ہے - آنے والے اُس پتھر کا بوسہ لیتے ہین - پھر اس کے بعد مزار شیخ کی زیارت کرتے ہین -

یاد مولانا معین الدین عمرانی

آپ سلطان محمد ابن تغلق شاہ کے عہد مین - عالم اور اُستاد شہر تھے - کنز - حسامی - اور مصباح پر آپ کے حاشیے ہین - شاہ وقت نے آپ کو قاضی عضد کے لانے کے واسطے بے شمار مال اور خلعت دیکر شیراز کو بھیجا تھا - کیونکہ یہ کام اہم تھا اور یہ آرزو کی تھی - کہ مواقف کے متن کا حاشیہ میرے نام پر لکھہ دیجیے - باوجودیکہ شہر شیراز علم کا گھر ہے - مگر عمرانی کا علم اور دانش اس دار العلم مین بھی اپنا جلوہ دکہائے بغیر نہین رہا - اور وہان کے لوگ بھی آپ کی فیض رسانی سے متمتع ہوئے - خلاصہ کلام یہ کہ جب شاہ شیراز کو معلوم ہوا - کہ شاہ دہلی نے

مولوی عمرانی کو قاضی صاحب کی طلب مین بھیجا ہے۔ اور قاضی صاحب بھی سفر کا سامان مہیا کر رہے ہین۔ تو قاضی صاحب کی خدمت مین خود ہو بیٹھکر عرض کیا۔ اگر جناب دنیاوی طمع سے ہے۔ تو عورت اور فرزندون کے سوا۔ تخت۔ رخت ملک مال۔ سپاہ۔ اور رعیت وغیرہ وغیرہ جو کچھ میرے پاس ہے۔ یہ سب مین آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اوپر حرام کیے لیتا ہون۔ جب قاضی صاحب نے اپنے بادشاہ کی اس درجہ جوانمردی اور گرم جوشی دیکھی تو ہند آنے کے واسطے اُن کی مروت نے اجازت نہ دی۔

یاد سید معروف شہید

کہتے ہین۔ آپ سید حسین مشہدی کے یارون مین سے تھے۔ جن کا لقب خنگ سوار ہے۔ ساتوین صدی مین شاہ دہلی کی طرف سے ایک بڑا لشکر اس ملک کی فتح کے لیے نامزد ہوا تھا۔ جہان آپ کی خوابگاہ ہے کیونکہ یہ ملک پیکر پرست راجپوتون کے قبضہ مین تھا۔ لشکر نے بڑی لڑائیان لڑین۔ اور اللہ کا بول بالا کرنے مین بہت جانین نثار کر کے ملک کو پیکر پرستون کے قبضہ سے نکالا۔ اس لڑائی مین سید معروف۔ اور نیز آپ کے سوا بہت نیک آدمی شہید ہوئے۔ روایت ہے۔ کہ آپ کی قبر کا ایسا فیض جاری ہے۔ کہ خوش اعتقادی کی بدولت ارباب نذر و نیاز اپنی مرادین اور آرزوئین پاتے ہین۔ شیخ چندن چشتی دسور (مندسور) سے قصبہ نڈہ[۵۱] مین آپ کی قبر پر ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ اور انواع و اقسام کے کھانے پکوا کر درویشون کو اور بھوکون کو کھلایا کرتے تھے۔ اپنی خوش اعتقادی اور دوستی کا اظہار اس طرز سے کیا کرتے تھے۔

انہین شہدا مین سے ایک تو غان شہید بھی ہین۔ آپ کی قبر قصبہ ٹوڈہا (نواح مندسور) مین ہے۔ سب زیادہ تعجب انگیز آپ کی یہ خرقِ عادت ہے۔ کہ جو شخص درست نیت اور نجاست سے پاک ہوتا ہے۔ وہ مزار کے پاس رات کو وقت رہ سکتا ہے۔ اور جس شخص کی عادتین خراب اور ظاہر ناپاک ہوتا ہے۔ اُس پر اس قدر پتھر آسمان سے برستے ہین۔ کہ وہ لاچار ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے

انہین شہدا مین سے ایک میان شمن شہید ہین۔ جو موضع جانگلی[۵۲] مین قصبہ نڈہ کے نزدیک سوئے ہوئے ہین۔ اس سرکار جاگیردار سید راجو ہین۔ سید راجو کے خویش سید ابراہیم نے بزمانہ ناامیدی دل مین مستحکم وعدہ کر لیا تھا۔ کہ اگر میرے لڑکا پیدا ہوگا۔ تو ان شہید مرد کے نام سے ایک نذر کرون گا۔ کہتے ہین۔ بہت جلد امید ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا۔

---

[۵۱] اب اس قصبہ کو فضل پور کہتے ہین۔ مندسور سے ۵-۶ کوس ہے ۱۲ [۵۲] جانگلی گانون مندسور سے تقریباً ڈیڑھ دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ۱۲

انہین شہدا مین سے ایک شیخ دُودھن شہید ہین - حدود دمسور (مندسور) مین - آپکی قبر کا نشان باقی نہین رہا تھا - سید احیو کے زمانہ مین ایک دولتمند نے چاہا - کہ چوگان بازی کے واسطے میدان صاف کر لیا جائے آپنے اُس کی خواب مین آکر اپنی حقیقت حال سے آگاہی دی - مشار الیہ نے خواب کا بیان سید سے کیا - سید نے فرمایا - آپکی قبر کی عمارت بنا دی جاوے - چنانچہ بنا دی گئی - اور شہید کے فرمانے کے بموجب گھوڑے کی بھی قبر بنا دی گئی مصرع - کشتۂ دشمن ہست زندہ دوست -

یاد شیخ احمد نہروالہ بدایونی

بعض کے نزدیک آپ کا لقب حامد الدین ہے - قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہین - خوابگاہ بدایون - پیران سہروردی کا مشرب تھا - روایت ہے - شیخ بہاء الدین زکریا نے - صوفیون مین سے ایسی تعریف کسی کی کمتر کی ہے - یعنی آپ کے بارہ مین فرمایا ہے - اگر آپ کی معرفت - حقیقت - اور استعداد تولی جاوے اور نیز آپکے اذکار - اشغال - اور افکار - ترازو مین وزن کیے جاوین - تو دس خداشناس صوفیون کے سرمایہ پر بھی آپ کا سرمایہ غالب اور روز افزون ہوگا -

اس دلکش تقریر مین تحت الذکر حدیث نبوی علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے - ایک روز امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی کثرت حسنات کے بارہ مین حضور ارشاد فرماتے تھے - کہ عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے آسمان اور زمین پر ہو گئے ہین - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت موجود تھین - یہ التفات کے بھرا ہوا کلام سنکر آپنے فرمایا مَا بقیت لابی بکر یا رسول اللہ زمایا عمر و حسناتہ حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ عنہما جمعہ کے روز بحکم اِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا جب لوگ چلے جاتے - تو آپ اپنے مریدون اور دوستون کو ہمراہ لیکر شام تک شہر کے کوچون اور صحرا کے گوشون کی سیر کرتے پھرا کرتے تھے - ان ایام مین ایک مجذوب تھا - جو جماعت باندھ کر آپکے گشت کرنے سے سخت تعجب کیا کرتا تھا - ایک روز آپنے دیکھا - چند طاقت ور ظالمون نے ایک نہایت ناتوان عاجز گروہ پر دست درازی کر کے مجبور کر رکھا ہے - آپنے صوفیون کی جماعت کے ذریعہ سے امداد کر کے ناتوانون کو سیاہ دل ظالمون کے پنجۂ ظلم سے رہائی دی - اتفاق سے تعجب کرنے والا مجذوب بھی کہین اس معرکہ کو دیکھ رہا تھا - سامنے آگیا - سب متفق اللفظ بول اٹھے - ہان درست ہے

---

۵۱ - اے رسول اللہ حضرت ابوبکر کے واسطے کیا باقی رہا ۱۲ ۵۲ حضرت عمر اور اون کے جملہ حسنات منجملہ حسنات حضرت ابوبکر کے ایک نیکی ہے اللہ تعالیٰ ان دونون سے راضی ہو ۱۲ ۵۳ - جب نماز ہو چکے تو (تم کو اختیار ہے - کہ) اپنی اپنی راہ لو ۱۲ -

جماعت ایسے ہی پوشیدہ کامون کے واسطے ہے - ورنہ درویشون کو کسی کے ساتھ کیا سروکار ہے -

یاد امام الدین ابدال دہلوی

آپ شیخ ضیاء الدین مرد غیب کی بہن کے بیٹے بھانجے ہین - خرقہ خلافت تو شیخ بدرالدین غزنوی کی خدمت سے ملا تھا لیکن بہت سا زمانہ آپنے خواجہ قطب الاولیا اوشی قدس سرہٗ کی غلامی مین بسر کیا تھا - اس عرصہ مین نفس نافرجام ساتھ لڑائیان رہین - اور بالآخر فتح پائی - اور اس بات کی بڑی خوشی مانی کہ مرشد نے آپ کا عمل پذیرائی کی نگاہ سے دیکھا جب سے آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکہا تہا تب سے جس وقت تک زندہ رہے اُس وقت تک گوشہ نشینی کے ذریعہ سے خواہش کو قیدی بناکر رکہا - شیخ نظام الاولیا قدس سرہٗ قوالی کی مجلس آپکے بدون بہت کم کیا کرتے تہے - بڑی عمر پائی - اور ہمت بلند تہی ہجری سنہ سات سو اسی مین عالم قدس کو کوچ فرماگئے مصرع خرامان شد بکوی قدس تا دیدار او بیند -

یاد سید مولہ عرب زاد دہلی آباد

آپ جیسے بلند رتبہ تہے - ویسی ہی روز افزون آپ کی ریاضت بہی تہی - گیہون کی روٹی اور گوشت کو ہاتہ تک نہین لگاتے تہے - باوجودیکہ ہر روز خانقاہ کے رہنے والون اور نیز دوسرے لوگون کے واسطے خسروانہ کہانا پکواتے تہے - جو و چانول کے آٹے کا خشک کلچہ شہد کے ساتہ کہایا کرتے تہے - یہ آپ کی غذا تہی - اس کے سوا کچھ نہین کہاتے تہے - نذر و نیاز کا نقد و جنس کسی سے نہین لیتے تہے - سلطان جلال الدین خلجی کے اولین زمانہ مین آپ کی شیخی کو رونق ہوگئی تہی - اور نیز سلطان کا بیٹا خانخانان مرید ہوگیا تہا - یہ امر زیادہ تر باعث لوگون کی فریفتگی اور دلبستگی کا تہا بالآخر لوگون کے متوجہ ہونے سے آپ کے سودائی دماغ مین سلطنت دہلی کی ہوا سماگئی - اور کچھ لوگ متفق ہوکر کام بنانے کی فکر مین روانہ بہی ہوئے - اتنے مین یہ خفیہ سازش سلطان کے کان مین پہونچی - غصہ اور غضب مین بہر گیا اور فرمایا خود آپ اور آپکے دوست اور یار تمام آگ مین گہسین - شاید اُس وقت ہر ایک کا نیک و بد معلوم ہوجاوے گا - فتوی نویس عالمون نے کہا - آگ راست کو دروغ سے جدا نہین کرسکتی ہے - القصہ جب تک درویش اور دیگر ارباب دانش تاخیر اور بہانہ جوئی سے فرمان روا کی آتش غضب کو فرو کرنی ہی کرین تب تک دشمن مزاج اور خراب باطن لوگون نے جلدی کرکے خود سید کو بالکل فرد کردیا - یعنی مست ہاتہی کے پانون مین ڈال دیا - ضیاء برنی لکہتے ہین کہ یہ کام قتل سلطان کو سازگار نہین ہوا - اور بہت کچھ خراب باتین اُس کے زمانہ مین پیدا ہوئین - یہین سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مذکورہ بالا بہتان اُس کا مکار شہید پر ناحق باندہا تہا -

خاتمہ چمن اول

عنوان کے شنگرفی حروف کو ارغوانی پھول سمجھنا چاہیے - جونکتہ پروری کے چمن میں - خامہ عقل کے درخت پر کھلے
ہوئے ہیں - اور معنون جس کا یہ عنوان ہے - اسکی شکیں سواد کو خاکستری رنگ کی بلبلیں تصور کرنا چاہیے - جو سخنوری
کے باغیچہ میں - ہمت اور فطرت کے آشیانہ سے - پرواز کر رہی ہیں - غرض یہ ہے - کہ رنگین پھول - اپنی اجمالی خوشبو
برگزیدہ دماغوں میں پہونچا دیں - اور بلبلیں اپنا تفصیلی ترانہ - جوگلشن کی رنگینی کی نسبت ہے گوش حکمت کو سنا دیں -
اور نیز زبان رمز سے یہ نغمہ گا دیں - کہ ہر ایک نامہ بجائے خود - نقش و نگار کا ایک محل ہے دانش کے بہشت نما محلوں
میں سے - جس کی مستحکم بنیاد - خدائے عز اسمہ کے سپاس - اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستائش ہے - اور جس کا
دل آویز کمرہ ایسے فن کے مقاصد کا بیان ہے - جو ہنوز صاحب عمارت کے ضمیر میں پردہ نشین ہے - اور اس بنیاد
کی تعمیر سے مطلب یہ ہے - کہ بانی کے معنوی جسم کے واسطے ایک عمدہ آرامگاہ تعمیر کی جاوے - تاکہ جب دانش و بینش
کے تماشائی - اِس محل میں آویں - اگر اُن میں سے کسی کے دل میں - ایسے گروہ کے ساتھ جو عنصری مکان سے
رخصت ہو چکے ہیں - روحانی ساز و نیاز کی باتیں کرنے کی آرزو پیدا ہو - تو ان فطرت کے مکانوں میں (جن کو دوسرے
الفاظ میں نگارین نامے کہہ سکتے ہیں) جس دروازہ سے چاہے - اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[1] کی کنجی سے کھول
کر اندر آجاوے - اور اپنے ادراک کو اُس میزبان کی مہمان سرائے میں شیریں کلام کرے - جس کے یہاں ماحضر ہمیشہ
تیار رہتا ہے - اور معلوم کرے - کہ اس کتابی عمارت کا ہر ایک قطعہ جداگانہ حیثیت کے ساتھ - شہروں کے مکانات
اور عمارات کی وضع پر ہے اس طرح سے کہ جیسے شہروں کے مکانات اور عمارات کھلے طور پر - بنانے والہ کی دنیاوی
استطاعت ظاہر کرتے ہیں - ایسے ہی یہ کتابی عمارت - سنجیدہ عبارت کے ساتھ خداوند عمارت کی عقل و
دانش کا رتبہ - لوگوں کے ذہن نشین کرتی ہے - بہت اچھا ہے وہ صاحب توفیق زندہ دل - جو حمد و نعت
کی سرخی سے - فطرت کا خاکہ دکھانے والہ منظر کی بنیاد ڈالے - اور اُس کو تمہیدات اور مسائل کی (جن کو علمی عمارت
کا طاق اور برآمدہ سمجھنا چاہیے) ترتیب تمام کرنے میں ایزدی تقدیر یاوری دیوے اور یہ منظر طبع آزمائی کرنے والوں
کے واسطے - امتحان کا ذریعہ - اور حقیقت کی تلاش والوں کے واسطے آسائش کا وسیلہ ہو - اللہ جل شانہ جو
کن فیکون کا ایجاد کرنے والا ہے - اُس کے خزانہ سے بہت کچھ اُمید ہے - کہ سخن آفرینی کا خوان بچھانے کی
جن اصحاب نے بنیاد ڈالی ہے - اُن کے طفیل میں وہ غوثی حسن کی اِس کوڑہ کرکٹ سے بھری خانقاہ کو

---

[1] - (اے پیغمبر قرآن جو وقتاً فوقتاً تم پر نازل ہوگا - (اس کو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھا کرو جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا ؏

بذریعہ پرداخت - اہتمام کے زیور سے زیب وزینت بخشے گا۔

ابتدائے دومی چمن

یہ چمن اُن اصحاب کے حالات اور معارف کے بیان مین ہے - جو ہجری آٹھوین صدی مین عربی وفارسی بھی کتابون کے پڑہنے والے تھے - انفس وآفاق یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کے رموز سے آگاہ تھے - خدائی پرستش اور معرفت مین ہمہ تن مصروف تھے - اور الہی جذبات اور مشاہدہ تجلیات مین بالکل مستغرق تھے اب اے دل ہوشیار ہوجا - ایک دماغ درکار ہے - دیکھہ ہر فرد کا ذکر - گویا ایسے گلشن کی نسیم ہے - جس کے ہر ایک درخت سے نسیم انواع واقسام کے دل فریب پہول کہلاکر ہر ایک سونگہنے والے کے دماغ مین - اُس آفریدگار کی سپاس و ستائش کی خوشبو پہونچاتی ہے - جو عجیب وغریب نئی نئی چیزین ظہور مین لاتا ہے - اور جس نے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[۵۱] کے افسون سے آدمی کو بصورت تخم - اور جہان کو بشکل درخت پیدا کیا - تاکہ جہان بمقتضائے سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ[۵۲] اپنے اجمال کے اعتبار سے - اور آدمی بفحوائے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[۵۳] اپنے جمال احسن تقویم سے عالم واحدیت کا نمونہ ہو - کیونکہ رویت حق کا گلزار - آدمی کے طلسمی غنچہ مین چمن کے اعتبار سے اجمالی طور پر چہپا ہوا ہے - اور کونی ومکانی درخت کا چہرہ مع اپنے جملہ اجزا کے - حضرت حق مین - علم کے اعتبار سے - مخفی ہے - دیکہو دیکہو **مصرع** شاخِ گُلے بصورت انسان برآمدہ -

بادشاہ مدار

آپ کا لقب بدیع الدین ہے - اور سرکار قنوج مین ایک مقام ہے مکن پور - وہان خوابگاہ ہے - آپ کے حالات تذکرہ نویسون نے امکان عقلی پر مبنی کرکے لکھے ہین - مگر راقم نے ان مین سے جو حکایتین عادۃً ممکنات سے نہین تہین - اور جن سے عقل جو مقید بہ توزع ہے گریز کرتی تہی نہین لکہی ہین - جیسے آپ عیسٰی علیہ السلام کی صحبت مین رہتے تھے - ابدی زندگی کا آپ کو اختیار حاصل تہا - پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام کی ملازمت سے آپ مشرف ہوئے تھے - اور مسیحا کا سلام حضور نبوی مین پہونچایا تہا - آپ کی خلافت کا سلسلہ (۱) شیخ طیفور شامی (۲) شیخ یمین الدین شامی (۳) امام عبداللہ علمدار - (۴) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم اِن چار واسطون سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے - اولین تین صاحبون کی گرامی عمر دوسو برس سے

---

[۵۱] بیشک اللہ تعالی نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے ۱۲ [۵۲] عنقریب ہم ان لوگون کو اپنی (قدرت کی نشانیان (دنیا کے) اطراف مین بہی دکہائینگے - اور اِن کے اپنے درمیان مین بہی ۱۲ [۵۳] ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲ -

زیادہ ہی بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہین۔ کشف اسرار۔ دلون کے حالات پر وقوف۔ اور ادراک معانی مین آپ کو مرتبہ اعلیٰ حاصل تھا۔ اور آپ کے جمال مین نور الٰہی کی جھلک نظر آتی تھی۔ جس کی وجہ سے دیکھنے والا بے ارادہ سجدہ مین گر پڑتا تھا۔ اس سبب سے آپ ہمیشہ چہرہ پر نقاب رکھا کرتے تھے۔ مگر دربار عام کے روز۔ خلائق کی فائدہ رسانی کی غرض سے چہرہ سے نقاب اوٹھا دیتے تھے۔ اور ارباب زمانہ مین سے جس کسی کو کسی علم مین دشواری اور اُلجھن پیش آتی تھی۔ وہ اُسی دربار عام کے روز آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اُس وقت آپ بدون دریافت کرنے کے ہر ایک قسم کی باتین فرمایا کرتے تھے۔ اُسی ضمن مین حاضرین دربار اپنی مراد کے موافق جواب پاکر۔ اور اپنی مشکل حل کرکے واپس چلے جایا کرتے تھے۔ یہ امور آپ کی کرامات مین سے ہین (۱) مردہ کو زندہ کیا (۲) مدتون اور برسون کچھہ نہین کھایا۔ (۳) آپ کے کپڑے بغیر دھلنے کے سفید رہتے تھے۔ مدیر بدلنے سے میلے نہین ہوتے تھے۔ (۴) ایک روز خضر علیہ السلام نے بزم اسرار مین آپ سے کہا۔ مینے سنا ہے۔ کہ آپ کو حاکم حی ومحیی نے مختار کردیا ہے۔ جب تک آپ خود نہ چاہین گے ممیت کا حکم آپ پر نہ چلے گا اور یہ خلعت خاص میرا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ اس کو آپ عام نہ کردین۔ اور اپنے تئین میرے ساتھ شریک نہ بنادین۔ چونکہ آپ کی طبیعت۔ خواہش پذیر واقع ہوئی تھی۔ لہذا اس التماس کو قبول کیا۔ اور اُسی سال عالم ظاہر سے سفر کرگئے ہجری سنہ آٹھ سو تھے۔ مصرع ظاہرش پاک بود و باطن صاف

انجمن

یہ انجمن اُن پاک اصحاب کے بیان مین ہے۔ جو سلسلہ مداریہ طیفوریہ کے راستہ پر گرم رفتار ہین۔ اور نیز اس انجمن مین اُس جماعت کے حالات کی بھی تحقیق ہے۔ جو مداریہ مشرب کی متقلد ہوکر احتیاج اور استغنا آمیزش رکھتی ہے۔ کہتے ہین۔ کہ اس سلسلہ کے سر حلقہ امام عبد اللہ علمدار ہوئے ہین۔ اور بعض اصحاب کی روایت سے آپ کا سلسلہ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کو بتوسط حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بعض کی روایت سے بتوسط شاہ مردان شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہونچتا ہے لیکن دونون روایتون مین اصح روایت پہلی ہے شیخ بدیع الدین مدار شیخ محمد طیفور شامی کے مرید۔ اور شیخ محمد طیفور شیخ یمین الدین شامی کے مرید ہین۔ جو امام علمدار کے خاص خلیفہ تھے۔ اس سلسلہ مین چونکہ وسائط تھوڑے ہین۔ لہذا یہ سلسلہ ازروے عدد سب سلسلون مین قریب تر ہے۔ اور اس خانوادہ کے لوگ توحید کشفی کے بیان مین غلو (حد سے زیادہ مبالغہ) رکھتے ہین۔ اور وحدت وجود کا اعتقاد بلند آواز سے بیان کرتے ہین۔ اور بظاہر شریعت

کے امتناعی حکم سے اُن کو چندان خوف نہین ہے۔ سخن کوتاہ بالکل برہنگی اور بے حجابی اِس گروہ کے مشرب مین دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ سے جوش کے ساتھہ پیدا ہوگئی ہے۔ وگرنہ بدیع الدین شاہ مدار کے پرمعرفت زمانہ مین رازِ وحدت کے ظاہر کرنے سے نہایت روک ٹوک تہی۔ اور ظاہر شریعت کی مخالفت سے غایت درجہ کا خوف دلون مین سمایا ہوا تھا۔ اور طریقت مین سابقہ باادب سالکون کے ساتہہ موافقت رکہتے تہے۔

اب ابتدا اِس تازہ بدعت کی سنیئے۔ اِس سلسلہ مین ظاہر تجرید۔ مقبولیت کی شرط اور اجازت کا جز قرار دی گئی تہی۔ اِس خاندان کے اکثر بزرگانِ خلافت اپنے تئین صرف ستر عورت اور اُس قدر طعام کا نیازمند سمجہتے تہے۔ جو اُسی ایک روز کے اندر کہا لیا جاوے۔ باقی جملہ انواع پوشاک اور جمیع اقسام خوراک سے دست کش اور مرفہ الحال رہتے تہے۔ اوقات زندگانی کو رازق العباد کی یاد مین بسر کرتے تہے کلمہ توکل یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ اور کلمہ ترکِ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ کو اپنے افعال کی لوح پر ثبت کر رکہا تہا۔ اور مذکورہ بالا مایحتاج کے سوا اگر احیاناً کچہہ ہاتہہ لگ جاتا تہا۔ تو اُسی وقت مثل غربال اپنے دل مین سے اور ہاتہہ مین سے نکال دیتے تہے۔ باستثنائے اُس مقدار کے جو آشنا درویشون کی رفع ضرورت کے لیے کافی ہو۔ جب حالت تجرید اس درجہ کو پڑہی ہوئی تہی۔ تو یہان سے چند باارادت مقلدون نے ظاہری تجرید کو بہی اپنے پیشواؤن کی اصل طریقت۔ اور پسند خاطر سمجہکر اِس شیوہ مین انہماک اور استغراق کو غایت درجہ پسند کیا اور جو تجرید صوفیون کی مختار ہے۔ اُس کی حدود سے دو تین قدم آگے بڑہکر مشروع اِزار کو چار انگشت کی لنگوٹی سے بدل لیا۔ جس سے بشکل فقط اندام نہانی چہپ سکتا ہے۔ اور رات کے وقت بہاڑ کی طرح آگ مشتعل کی۔ جس سے سرما کے لحاف کا کام لیا۔ صبح کو لباس کی جگہہ بدن پر راکہہ مل لی۔ یہ شعار جو سراپا عار ہے۔ اختیار کر کے ادب کے دائرہ سے وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ[۵۵] کی طرح باہر نکل گئے۔ اور رسوا کرنے والا اجتہاد کو کام مین لانے سے یہ روز افزون تقلید عام ہوتی چلی گئی۔ بیت

مجردان طریقت جماعتے دگراند	چنان صفت کہ تو داری بدان صفت نبرند

خداوند تعالی جو مالک بخشایش ہے۔ مغفرت کرے۔ اور حضرت شاہ مدار کے نامدار خلفا اور سلسلہ دارون کو

۵۱۔ نیا دن اور نیا رزق ۱۲ ۵۲ دنیا گویا ایک دن ہے۔ اور اسمین ہمارا روزہ ہے ۱۲ ۵۳ اور جس شخص نے اللہ تعالی کی باندہی ہوئی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو مشہور ہین - اور جن کے حالات ہین تحت مین لکھتا ہون - اللہ تعالی جل شانہ کی خوشنودی نصیب ہو -

اول اور مسند خلافت کے صدر نشینون مین اکمل **سید جمن بہاری** ہین جو ارباب تجرید ـ تفرید اور توحید کے معلم تھے - سواے ایک تختہ چادر کے جو ستر عورت کا کام دیتی تھی - قبا و جبا کی قسم سے کوئی ٹکڑا دار کپڑا اختیار نہین کیا - آپ کی بابرکت ذات سے اکثر مکاشفے اور خرق عادات ظہور مین آئے ہین - وندبہار کے علاقہ کے اندر ایک قصبہ مین آپ کی قبر ہے -

دوسرے **قاضی محمود** - آپ اپنے زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ فاضل ـ کامل - عالم - اور عارف تھے - آپ کی قبر کنتور مین جو علاقہ لکھنؤ مین ہے - اہل زمانہ کی زیارتگاہ ہے -

تیسرے **قاضی شہاب الدین** - آپ پرکالہ آتش کے نام زد تھے - جذبہ ایسا قوی تھا - کہ عقل کے پر جلتے تھے - اور بڑے صاحب جلال تھے - آپ کی قبر ایک موضع کے اندر سرکار لکھنؤ مین ہے -

چوتھے **قاضی مطہر** کلہ شیر - آپ کو ولایت کے بیابان مین آہو چشم شیر ببر - اور توحید کی شکارگاہ مین مفتوح العین باز کہنا زیبا ہے - ایک مقام ماذر مضافات کالپی مین ہے - وہان آپ کی قبر ہے

پانچوین **قاضی عبد الملک** بہرائچی - آپ کے زمانہ کے تمام اہل دولت شاہ سے لیکر سپاہی تک دوام دولت اور قیام سلطنت کے بارہ مین آپ کی مرادبخش دعا کے نیازمند تھے - اور نیز آپ کی فاتحہ کو خاتمہ بخیر کے بالکل ساتھ ساتھ پاتے تھے آپ کی تربت بہرائچ مین ہے -

چھٹے **سید خاصہ** ـ حضرت شاہ مدار ہمیشہ آپ کو کہا کرتے تھے "درون خاصہ برون خاصہ" کہتے ہین آپکو شاہ صاحب کی خدمت مین بہت کچھہ خصوصیت تھی - اور شاہ صاحب کے راز و نیاز اور سوز و گداز کے محرم تھے - آپکے روضہ کا مقام راقم کو معلوم نہین ہوا -

ساتوین **سید راجے دہلوی** - آپ درویشون کے عمدہ اوصاف اور صوفیون کے سنجیدہ اخلاق سے موصوف تھے - اور انہین امور کی رعایت مدنظر رکھنے سے عالی مدارج حاصل کیے تھے - بزرگان عہد کی رجوعات آپ کی طرف بہت کچھہ تھی - آپ کی بافیض قبر دہلی مین ہے -

آٹھوین **شیخ بھیکھا مجذوب** اور نوین **شیخ بھیکھا ثانی** یہ دونون شخص نام ـ مقصد ـ جذبہ اور عشق مین متماثل بلکہ باہم عین تھے ہمیشہ حالت بیہوشی مین رہتے تھے - اِن دونون صاحبون کی کرامتون کی داستانین لوگون کی زبانون پر بہت کچھہ ہین - اولین شیخ کی قبر قنوج کے قلعہ مین ہے -

دسوین شیخ الاّٰ - اِس سلسلہ کے بعض فصیح اللّسان لوگ آپ کو شیخ اعلٰی بھی کہتے ہین - لیکن عوام کے نزدیک آپ شیخ الاّٰ کے نام سے ہی نامزد ہین - آپ بھی اُنہین مجذوبون مین سے ہین - جو مشہور دنیا ہین - آپ کو انہی جذبہ اور حقیقی جنون کی لہرین کی لہرین آیا کرتی تہین - آپ کی گور گور مین ہے -

گیارہوین شیخ محمدؐ جہنندہ - آپ کی پیدائش بدایون کی ہے - عجیب و غریب اسرار آلہی اور امور غیبی آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے - آپ کی قبر زاد بوم مین ہی ہے -

بارہوین شیخ محمدؐ بائین پانون - اِس خطاب کے ساتھ آپ کے ملقب ہونے کی وجہ لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین کہ آپنے رات اور دن برابر بائین پانون پر کھڑے رہ کر بارہ سال گزار دئے - اور اس عرصہ مین داہنا پانون قطعی زمین پر رکھا ہی نہین - اِس طرح کی ریاضت مین آپنے عجیب و غریب بات پیدا کی تھی - آپ کا مزار انوار کہرسیہ کے حدود مین ہے -

صدر الذکر بزرگوارون کے سوا - اِن مین سے ہر ایک کا جانشین بھی علی الاتصال ہر ایک عہد مین ہوئے ہین جو ہمیشہ اپنے پیشواؤن کے افعال اور احوال کے ساتھ متصف تھے - اور کارگزاری اور رسم سلسلہ داری ادا کیا کرتے تھے - اُمید ہے کہ کوئی اور شوقین مزاج صاحب - اُن اصحاب کا تذکرہ (جن کے حالات پر راقم کو علم حاصل نہین ہے) لکھکر اپنی اخروی نجات کے واسطے سعادت نامہ قرین بہ مہر فرما دینگے -

یاد شیخ یحییٰ ابن شیخ اسرائیل منیری

خدائی معرفت مین آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا - آپ چشتی سلسلہ کے سرگروہ اور فردوسی خانوادہ کے سرفتر تھے حضرت فریدالحق گنجشکر کی خدمت مین بھی آپ کو ایک حق حاصل ہے - میر سید علی ہمدانی نے جب سیاحت کنان ہند مین گزر فرمایا - تو یکے بادیگرے دیدار دیکھکر باہم فیض خداشناسی سے کامیاب ہوئے تھے - آپکے خطوط جن کو اہل طریقت اور اہل سلوک کا دستور العمل کہہ سکتے ہین - اکثر قاضی شمس الدین سوتیبھی کے نام ہین - جو اکابر زمانہ مین سے تھے اور نیز پرہیزگار اور آپ کے معتقد تھے - آٹھوین صدی کے آغاز مین دنیا سے کوچ فرماکر بمقام منیر اپنے بزرگوار باپ کے مقبرہ مین خوابگاہ قبول کی -

یاد سیّد محمدؐ کرمانی رحمہ اللہ

آپ ایک مدت دراز تک حضرت گنجشکر کی خدمت مین شادکام رہے - اُسی اثنا مین شیخ نظام الاولیا کی بھی فرمان برداری کرتے تھے - اور اس ذریعہ سے دل مین دوستی اور برادری کا ربط بڑہتا جاتا تھا - اتفاقاً زمانہ کی

کج رفتاری سے ان دونوں بزرگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے غبار پیدا ہوا - اور ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی - ایک روز رات کے وقت خواب میں حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام نے شیخ نظام کو فرمایا - سید محمد ہمارا فرزند خاص ہے - اُس کی دوستی کو ناخوشی کے ساتھ بدلنا نہیں چاہیے - علی الصباح شیخ - سید کے نزدیک گئے - اور عذر معذرت کر کے صلح کرنی چاہی - سید مسکرائے - اور کہا - کیوں - جب تک بھیجے نہیں گئے - نہیں آئے - یہ کہکر کمال خوشی اور صفائی کا اظہار کیا - اور پھر دوستی تا بہ زندگی قائم رکھی ہجری سنہ سات سو ایک میں عالم ملکوت کو رخصت ہوئے مصرع - پیوستہ باد رحمت مصطفی برا و

یاد مولانا سراج منہاج

ہجری سنہ چھہ سو ایک سے لیکر چھہ سو پچاسی تک یعنی سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ سے سلطان ناصر الدین محمود کے زمانہ تک واعظ - صدر - قاضی - اور محتسب اِن عہدوں پر آپ مامور رہے - بعدہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں صدر جہان کا لقب ملا - طبقات ناصری آپ کی ہی تصنیف ہے شمسیہ نسل سے لیکر ناصریہ نسل تک تمام فرمان رواؤں کی تعریف - ظاہری اور باطنی کمالات کے ساتھ آپنے لکھی ہے یہ زیادہ تر تعجب کی بات ہے - کہ مشایخ زمانہ کو قطعی یاد نہیں کیا - لہذا یہ بات گروہ مشائخ کے نزدیک لٹک گئی - کہ یہ صورت - عدم محبت کی وجہہ سے پیدا ہوئی ہے - خدا دشمنی کے نتیجے سے محفوظ رکھے -

خدا شناسوں سے اور اس ماجرا کے جاننے والوں سے راقم کی التماس یہ ہے - کہ دعا کے ساتھ امداد کر کے آپ کی مغفرت چاہیں - اور قیامت کے روز بھی یہی درخواست کریں مصرع خدا منقد بیامرزش گہ یارے بود - اگرچہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ درویشوں کے حالات معرفت نہ لکھنے کا کوئی اور ہی سبب ہوگا - جیسے یہ کہ کتاب میں بادشاہوں کے حالات کا بیان تھا - درویشوں کے حالات کا ذیل میں لکھنا تو مناسب معلوم نہیں ہوا اور صدر میں اُن اصحاب کے ملاحظہ نے اجازت نہیں دی - جن کے حالات کتاب مذکور میں لکھے گئے ہیں - دوسرے یہ کہ آپ کی کتاب تاریخ کی وضع پر بھی نہیں ہے - جس کی وجہہ سے اولین دل خراش گمان کی خلش پیدا ہو -

یاد شیخ صدر الدین عارف ابن شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ

آپ کا مولد ملتان ہے - کتابی اور کشفی دونوں قسم کے علم آپ جانتے تھے - اچھی اچھی کرامتیں جو عادۃً خلاف ہیں - آپ سے اکثر ظاہر ہوتی تھیں - ایک روز خردسالی میں آپ کے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح

کا دل صحرائی ہرن کے بچہ کی طرف مائل ہوا۔ لڑکون کی طرح رونے لگے۔ صدرالاولیا نے گریبان کی طرف سر جھکایا۔
اور مراقبہ مین مستغرق ہوئے۔ آپ کی قوت کشش سے ایک ہرنی مع اپنے بچہ کے خانقاہ مین کھنچی چلی آئی۔
بالآخر وہ ہرنی کا بچہ رکن الاولیا سے مانوس ہوگیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ پھرا کرتا تھا کہتے ہین۔ عجب آزادہ دلی کے
ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی شے کے ساتھ دلبستگی نہین تھی۔ پدر بزرگوار کے متروکہ سے ستر لاکھ کی مالیت
ملی تھی۔ اُسی روز درویشون اور محتاجون کو اذن عام دیدیا۔ اور فرمایا۔ غالب حریف یہ قوت رکھتا ہے۔ کہ اپنے
دشمن کو بغیر طوق و زنجیر کے حراست مین رکھے۔ لیکن جو مغلوب ہوتا ہے۔ اُس کو یہی بہتر ہے۔ کہ اُس کا
دشمن قید خانہ مین رہے۔ آپ کے فرزند شیخ بدرالدین۔ مولانا جمال الدین احمد اندجانی کی دختر سے ہین
اور شیخ عماد الدین اسمعیل ترکی کنیز سے ہین۔ لڑکپن مین شیخ اسمعیل کی سفارش آپنے رکن الاولیا سے کرکے
فرمایا تھا کہ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ تمہارے خاندان کا چراغ اسی سے
روشن ہوگا۔ آخرکار چونکہ رکن الاولیا کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ اسواسطے جانشینی کی نوبت شیخ عماد الدین اسمعیل
کو پہونچی۔ ہجری سنہ سات سو نو آپ کا سال رحلت ہے اور شمار مین صدر دین عارف اس کی برابر ہے۔
مصرع صدر دین صدر عارفان بود۔

یاد شیخ نورالدین ملک یار پران

آپکی پیدائش لار مین ہوئی۔ اور آپ مرید ہین شیخ دانیال حنفی کے۔ شیخ دانیال مرید ہین شیخ علی خضرمی کے۔ اور شیخ علی خضرمی
مرید ہین شیخ ابواسحٰق گازرونی کے رحمہم اللہ آپ بہ اجازت پیر لار سے دہلی مین تشریف لائے اور بابا ابوبکر طوسی
حیدری کے تکیہ کی برابر مین گوشہ گزین ہوئے۔ اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تھا۔ چونکہ آپ
کی ملازمت مین لوگون کی آمد و رفت کثرت سے ہوئی۔ تو آپ پر حیدری قلندر رشک کرنے لگے۔ اور باہر
نکال دینے پر کمر بستہ ہوئے۔ ہرچند عجز و انکسار کے ساتھ جواب دیا۔ ایک نہ سنا جب کہا۔ کہ میرے پیر نے
یہان بھیجا ہے۔ تو پیر کی سند مانگی۔ باوجودیکہ لار دہلی سے کوسون کے فاصلہ پر اور بہت دور ہے۔ مگر آپنے
اتنے تھوڑے دنون مین سند لادی۔ کہ جتنے دنون مین دوسرے لوگ عادۃً اتنی دور جاکر واپس نہین آسکتے ہین۔
حیدری قلندرون نے اس کو بدباطنی سے قبول نہ کرکے یہ بہانہ پیش کیا۔ کہ ملک تو سلطان کا ہے۔ لہذا
سلطان کی سند چاہیئے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین سلطان اپنا لشکر تتہ اور بھکر کی طرف لے گیا تھا۔ جو
دہلی سے اکیس تیس کوس دور ہے۔ آپ دہلی سے اتنی جلدی جاکر سلطانی طغرا لے آئے۔ کہ عقل مین

نہین آسکتا ہے - یہ اندرونی قوت دیکھکر آپ کو ملک یار پران کہتے ہین شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین ایک بار
مین جمعہ کی نماز کو جارہا تھا - پیادہ پا چلنے سے تکلیف ہوئی - دل مین خیال آیا - کیا اچھا ہوتا - اگر سواری ہوتی
اور پھر یہ خیال فوراً ہی رفع ہوگیا - دوشنبہ کے روز ملک یار پران کا جانشین گھوڑی میرے پاس لایا - اور کہا - تین رات
سے متواتر میرے پیر اس جانور کے پیش کش کرنے کے واسطے فرمارہے تھے شیخ نظام الاولیا فرماتے ہین
مینے قبول نہین کیا - اور کہا - کہ جب تک میرے پیر کا اشارہ نہ ہوگا مین نہین لونگا - مجبوراً جانشین مذکور چلا گیا
اور دوسرے روز پھر لایا - مینے دیکھا - کہ نہ لینے سے آپ برنج ماننتے ہین ناچار مینے قبول کرکے آپ کا دل خوش
کردیا - فرمایا - آیندہ خانہ بدوش بے اسپ نہین رہیگا - آپ کی خوابگاہ دریاے جمنا کے کنارہ شیخ نظام الدین طوسی
کی خانقاہ کی برابر مین ہے - قدس سرہٗ مصرع دررہ وصل یار پران بود -

یاد شیخ برہان الدین محمود ابن ابی الخیر بلخی

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین جو ارباب علم اور اصحاب معرفت تھے - انہین مین سے ایک آپ
بھی تھے - دونون عالم کے علوم اور حقائق سے آپ کو واقفیت تھی طبیعت بھی صوفیانہ اور موزون واقع ہوئی
تھی - صوفیانہ فارسی اشعار کہا کرتے تھے - مشارق حدیث کی سند اصل مصنف سے حاصل کی تھی - کہتے ہین - آپ
فرماتے تھے - جب مین لڑکا تھا - تو ایک روز پدر بزرگوار کے ساتھ ایک راستہ مین جارہا تھا - مولانا برہان الدین مرغینانی
مصنف ہدایہ فقہ کی آمد سننے مین آئی - پدر بزرگوار جلدی سے ایک دوسرے کوچہ مین گھس گئے - اور مجھکو وہین راستہ
پر چھوڑا - جب مولانا پہونچے - تو مینے آگے بڑہ کر سلام عرض کیا - فرمایا - مین بحکم ازلی کہتا ہون - کہ یہ لڑکا عالم
عامل - اور عارف کامل ہوگا - حتیٰ کہ سلاطین کشور بھی اس کی آستانہ بوسی کو نیازمندانہ آوینگے - دوسرے
آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے - کہ مین کسی کبیرہ گناہ کے عوض مین پکڑا نہین جاؤنگا - البتہ ایک کبیرہ کے
عوض مین - کہ وہ چنگ اور نی کا سننا ہے - اور مین باوصف جاننے کے سنتا ہون - اور سننے کا شوق
رکھتا ہون - واہ عجب دلبستگی تھی - آپ کی قبر حوض شمسی کی شرقی سمت مین ہے - جو تختہ نور کے نام سے
نامزد ہے - وہان کے باشندے علم وفہم زیادہ ہونے کی امید پر آپ کی قبر کی خاک چھوٹے چھوٹے نادان بچون
کو کھلاتے ہین - کئی دفعہ آپ کی قبر کی اطراف تعمیر ہوچکی ہین - لمولفہ

چنین کرنام لبت کردہ کام من شیرین	عجب نباشد اگر خاک من شکر گردد

یاد سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ

آپ کا نام محمد ابن احمد ابن علی بخاری ہے اور آپ شیخ فریدالدین گنجشکر کے مریدین قدس سرہم آپ کے دادا اور آپ کی والدہ کے باپ خواجہ عرب دونون بخارا سے آئے تھے - اولاً لاہور مین چند روز بود و باش رکھی تھی پہر وہان سے ایزدی مشیت قصبہ بدایون مین لے آئی - اور یہان گوشہ نشینی اختیار کر لی - یہان پر ہجری سنہ چہ سو چھتیس مین عنصری جسم کے ساتھ آپ کی روح مبارک کا پیوند ہو کر صحرائے غیب سے عالم شہود مین ظہور ہوا - فوراً پدر بزرگوار کو طلبی کا فرمان آیا - اسواسطے آپ کی پرورش مادر مہربان نے کی - چار سال کی عمر مین آپ مکتب مین داخل ہوئے -

آپ فرماتے تھے - ایک روز استادی ابوبکر کے پاس ملتان کا ایک قوال آیا تھا - اوسنے شیخ بہاءالدین زکریا قدس سرہ کے سماع کی رونق اور اُس کی کیفیت نہایت تعریف کے ساتھ بیان کی - لیکن کوئی بات دل مین نہین جمی - پہر اُس نے بیان کیا - کہ مین اجودہن مین شیخ فرید گنجشکر کی خدمت مین بہی حاضر ہوا تھا - اور سرود سماع کی مجلس منعقد ہوئی تہی - عجب سوز اور وجد تھا جس کی رقت سے در و دیوار رقص کرنے لگے تھے - یہ خبر سوز حقیقت سنتے ہی دل مین ایک آگ سی لگ گئی - اور کسی طرح اُسکی سوزش فرو نہین ہوئی - جس قدر جلتا بہتا تھا - اُسی قدر سوزش زیادہ بڑہتی جاتی تہی القصہ مین سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین رسمی علوم تحصیل کرنے کے واسطے دہلی آیا - اور مولانا علاءالدین اصولی کی شاگردی سے فیض حاصل کیا - دیرینہ خلش اور علاقہ خاطر کا بقیہ دل مین بدستور رہتا - اور آئندہ طاقت ضبط نہین رہی تہی - ناچار براہ اجودہن چل نکلا - تقدیر نے مدد دی کہ حضرت گنجشکر کی خدمت مین حاضر ہو گیا - اُس وقت عمر بیس سال کی تہی - حضرت گنجشکر نے اپنا التفات اور انتظار ظاہر کرنے کے واسطے زبان مبارک سے یہ بیت فرمائی **بیت**

	اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ		سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ	

حضرت گنجشکر نے جو اِس طرح سے التفات فرمایا - اور بیت مین لفظ دلہا - اور جانہا بصیغہ جمع ارشاد کیا - اس مین ایک ماجرا کی طرف اشارہ ہے - جو تحت مین بیان ہوگا - کہتے ہین - یہان پر آپنے از سر نو تجوید قرآن کی - اور عوارف کے چند باب اور تمہید عین القضاۃ کی چند فصلین بہی مطالعہ کین - اِس عرصہ مین پیر کے باطن کی صفائی کا یہ اثر ہوا - کہ بزرگی کے صدر مین آپ مسند نشین ہو گئے - خرقہ خلافت ملا - اور دوسرون کی تکمیل کی اجازت بہی حاصل ہوئی - اور پہر دہلی مین تشریف لے آئے -

اب مین بیان پرتفصیل کے ساتھ اُن حالات کو بیان کرتا ہون جو اجمالی عنوان کے اندر پیچ در پیچ ہین بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کی درویشی و مرید پروری - رہنمائی و رہبری کا شہرہ تمام دنیاوی آبادی کے ہر ایک گوشہ مین اور ہر ایک کے کان مین پہونچ گیا - اور ناقصون کی تکمیل اور کاملون کی تائید کے واسطے ہر ایک سمت مین اور ہر ایک صوبہ مین آپکے ہادی اور ولی خلفا مین سے ایک خلیفہ پہونچ گئے - جن کا حال اِس تذکرہ مین جب مقام گزارش کیا جاویگا - شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ملفوظات مین لکھا ہے - خطاب آیا - اے فضیل عیاض - شیخ محمد جن کا ستودہ لقب نظام الدین اولیا ہوگا - ہماری درگاہ کے خاصون مین سے ہین - اِن کو ہمنے تمہارے پیرانِ طریقت مین سے کیا ہے - رہنمائی کے معاملہ کو یا اِس طرح کرسی نشین کرینگے - کہ اِن کے فیض صحبت سے کئی ہزار کامل خداشناس ہونگے - خواجہ فضیل یہ الہامی مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے اور واپسین دم تک انتظار کرتے رہے - بالآخر اپنے خلیفہ کو وصیّت فرمائی - کہ اگر تمہاری بیعت کے دام مین کوئی ایسا مبارک ہما جنس جانے تو میرا سلام پہونچا کر دعا کی التماس کرنا القصّہ اسی طرح یہ وصیت درجہ بدرجہ شیخ فرید گنجشکر تک پہونچی - جب سلطان المشائخ شیخ گنجشکر کے حضور مین حاضر ہوئے - تو حضرت گنجشکر نے نور باطن سے معلوم کرکے خرقۂ خلافت پہنایا اور آغاز اپنی ذات سے کرکے صعودی ترتیب سے صاحب الہام تک سب کے منتظر رہنے کا ماجرا بیان کیا - ہر ایک کا سلام اور قبول سلطان المشائخ کو پہونچا کر ہر ایک کے نام سے جدا جدا دعا اور ثنا چاہی - دریاے حیا کے غریق سلطان الاولیا نے فرمان پر سر جھکا کر آداب نیاز کے مراسم ادا کئے -

کہتے ہین - سلطان علاءالدین کے دل مین ہمیشہ یہ خلش رہتی تھی - کہ شیخ نظام الاولیا - سلطنت اور حکمرانی کا خیال اپنے دل مین رکھتے ہین - اور فرصت اور موقع کے انتظار مین ہین اسواسطے سلیقۂ سلطنت کے امتحان کے لیے - ملکی امور کے متعلق چند دقیق باتین بطور استصواب لکھکر آپ کی خدمت مین بھیجین - اور التماس کیا کہ جواب باصواب سے ان لکھی ہوئی مشکلات کو حل فرمائے - تاکہ اوس پر عمل کرنے سے یہ دقتون کی تنگی رفع ہوجاوے - اور حصول مراد نصیب ہو - جب یہ امتحانی پرچہ آپکے روبرو پڑھا گیا - تو فرمایا - کہ بوریا نشین درویشون کو تخت کی زیب و زینت دینے والے بادشاہون کے کاروبار کی کیا خبر - بہتر یہ ہے - کہ اِس قسم کے مقدمات کے متعلق دریافت حال فرمانے سے - بیچارون کا وقت غارت نہ کیجئے - اور فقرا کے ضمیر کا امتحان نہ فرمائے - القصّہ جب سلطان کا اندرونی زخم اِس پُر حقیقت جواب کے مرہم سے اندمال پذیر ہوا تو آستانہ بوسی کے لیے التماس کیا - شیخ نظام الاولیا نے قبول نہین کیا - اور فرمایا - درویش کے اُنس کو ایک پرند سمجھنا چاہیئے - جس کے لیے وحشت پیدا کرنے والا

سلطانی کروفر شکاری باز ہے - لہٰذا یہی بہتر ہے - کہ صرف دعا اور سلام سے جو بتوسط پیغام ہو - باہم اشارہ ہیں -

شیخ نظام الاولیا - کا بیان ہے - کہ جب حضرت گنجشکر کی ملازمت حاصل ہوئی - اور مرید ہوکر سرفراز ہوگیا - تو مینے عرض کیا کہ فقیر کو تحصیل علم سے دلبستگی ہے - اگر علم کے شغل اور اہتمام مین ناخوشی ہو - تو یہ شغل ترک کر کے بجز شغل - ذکر خدمت - یا کام کے واسطے ارشاد فرمایا جاوے - مشغول ہوجاؤن - فرمایا تحصیل علم سے باز رکہنا اس درویش کا شیوہ نہین ہے - کیونکہ سالکانِ طریقت کو ظاہری علم سے چارہ نہین ہے لیکن میری نصیحت تم کو یہ ہے - کہ اس کے بعد جو صورت غالب آجاوے - اسی کے ہوجانا - بالآخر نہ کسی کو غالب دیکہا - اور نہ کسی کو مغلوب پایا - یون ہی درجۂ کمال کو پہونچ گیا - اور ظاہری و باطنی دونون قسم کے علم حاصل ہوگئے -

صدر الذکر دونون مقولے اور نیز دیگر عرفانی واقعات لوگون کی زبانون پر ہین - اور اوراق پر بہی لکہے ہوئے ہین - خدا کرے ارباب ذوق کے کانون مین پہونچین - اور اُن کی نظرون سے گزرین - تاریخ اٹہارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو پچیس کو آپ کی روح کا لباس بہا جو ہرہ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ[۵۱] کے عنصری خزانہ سے نکلکر وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ[۵۲] کے صدر خزانہ مین داخل ہوگیا جو عبارت ایزدی اسما و صفات کے مخزن سے ہے -

انجمن

اس انجمن مین ان اصحاب کے حالات دکہائے گئے ہین - جو تن گدازی اور جان نوازی کے جنگل مین گرم رفتار ہین - خود شناسی کے دریا - اور خدادانی کے عمیق پانی مین ڈوبے ہوئے ہین - اور سلطان المشائخ نظام الاولیا قدس سرہٗ کی رہنمائی کی امداد سے شاہراہ طریقت پر چلے جارہے ہین - جنہون نے آپکی تلقین سے سعادت دیدار اور شربت تحقیق حاصل کیا - اور آپ کی کمال ہدایت کی بدولت بعض تو اپنے تئین مثل طلا آرایش دیکر اپنی استعداد سے عارف ہوگئے - اور بعض نے صورت اکسیر اختیار کر کے - اکثر دوسرے مس طبیعت آدمیون کو کندن بنادیا - کہتے ہین - ان ایام مین زمین ہند کو عجیب زمانہ حاصل تہا - کیونکہ آپ کی بارگاہ خلافت سے وقتاً فوقتاً جو نئے نئے خلیفہ روانہ ہوتے تہے - اُن کی فیض پاشی سے ہند کا ہر مکان - اور ہر قطعہ زمین ہدایت آباد تہا - ایک

---

[۵۱] - اور ہمنے اُن کو ایسے جسم نہین بنائے تہے - کہ کہانا نہ کہاتے ہون - اور نہ وہ لوگ دنیا مین ہمیشہ رہنے والے ہی تہے ۱۲ [۵۲] اور جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بہرے پڑے ہین ۱۲

روایت ہے۔ کہ آپ نے بڑے بڑے شہرون مین بڑے بڑے مرتبہ اور بڑی بڑی کرامتون والے سات سو خلیفہ
روانہ کیے تھے۔ کہ ہر شخص کے سینہ سے گویا عرفان کا آفتاب طلوع کرتا تھا۔ اور نیز اُن سینون سے بزرگوار
کے اسرار عیان ہوتے تھے۔

یہ بالکل سچ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی بزرگ کی خدمت سے معرفت کا سرمایہ ہاتھ آجاتا ہے۔ اور ایک
منزل سے دوسری منزل کو اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اور فنا کے درجات طے
کر کے بقائے اصلی کے مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ تو اس وقت مین نام اور صورت کے فرق کے سوا معنیً کسی قسم کی
دوئی کی شکل اِن دونون شخصون مین قایم نہین رہتی ہے۔

جس طرح کوئی طفل تقدیر اور تدبیر کی پرورش سے بلوغ کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو باپ کے تمام حالات
اوسپر منکشف ہوجاتے ہین۔ اور اگر نسبت باہم ملحوظ نہ رکھی جاوے تو دیگر معنوی مابہ الامتیاز
کل درمیان مین سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور رجل کی تعریف جو یہ ہے ذَكَرٌ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ جَاوَزَ
حَدَّ الصِّغَرِ اس تعریف مین دونون داخل ہوتے ہین۔ جب اللہ تعالیٰ عز اسمہ اُس کو بھی کوئی لڑکا
عطا فرما دیتا ہے تو وہ ابوۃ کی وصف سے بھی متصف ہوکر جمیع مراتب مین اپنے باپ کی برابر ہوجاتا ہے۔
اور وہ دوئی جو اعتباری اختلاف کے سبب سے غیریت اور اثنینیت کے
اشتباہ کا باعث ہوتی تھی۔ اب یک رنگی اور یک روئی پیدا ہوجانیکے سبب سے بالکل دور ہوجاتی
ہے۔ پس جب تعینات کا حجاب درمیان مین سے اُٹھا دیا جاوے گا۔ تو ممکنات کی وحدت وجود کا حال بھی
اسی طرح پر نظر آوے گا۔ اب دیکھو۔ ہر طرح سے گزارش ذیل کے حروف۔ وحدت وجود کا ثبوت۔ موجودات
محسوسہ سے دے رہے ہین۔

واقفان اسرار حقیقت کے باخبر اور نور توحید سے منور ضمیر پر اچھی طرح روشن ہے کہ تمام ثوابت اور
سیارے آسمانی طبقات کے اندر۔ نورانی چمک دمک مین آفتاب کی شرکت کا دم بھرتے ہین۔ لیکن جب آفتاب
طلوع کرتا ہے۔ تو وہ اپنے آثار اور انوار سے جو شرکت کا ذریعہ ہین بالکل معرا ہوجاتے ہین۔ اور کائنات کے دیگر اجرام
ذرّے اور پہاڑ وغیرہ جن کو خاص مرتبہ مین آفتاب کی ہم سری کا دعویٰ نہین ہے۔ اُن کے احکام و آثار قوی ہوجاتے
ہین۔ اسی طرح جب حقیقی وجود کا جہان افروز شمس جو ہمیشہ کمال ارتفاع مین ہے۔ جمالی اور جلالی صفات کے
آسمان پر طلوع کرتا ہے۔ تو حقائق مین سے جن اشیا مین دعویٰ الوہیت کا شائبہ ہے۔ وہ امتناع اور عدم مطلق
کے حجاب مین چھپ جاتی ہین۔ اور جو اشیا اہل شہود کی نظر مین اس مرتبہ کی نہین ہوتی ہین۔ وہ اسی خورشید وجود

کی چمک دمک اور اُسکے کون ومکان مین ساری ہونے کی بدولت۔ تعین اور تشخیص کے ساتھہ۔ امتیازی اور عددی شکل سے اپنے حال پر بدستور قایم رہتی ہین۔ پس اشیا کی فراوانی سے ہستی مطلق کی وحدت مین منافات لازم نہین آتی ہے۔ جیسے بسائط محسوسہ اور مرکبات عنصری کے ظہور سے آفتاب کی یکتائی مین اُس کے طلوع ہونے پر کوئی نقصان نہین آتا ہے۔ کیونکہ طلوع ہونے والون مین ایسا کوئی موجود نہین ہے۔ جو خورشید کی وحدت شکست کر کے اُسکی چمک دمک مین شرکت پیدا کرے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ باوجودیکہ موجودات مین بے انتہا کثرت۔ اور مخلوقات مین بے غایت نوعین پائی جاتی ہین۔ مگر کسی فرد کی ہستی کی استخوان مین ایسا مغز نہین ہے کہ وجود کی خصوصیات مین مشارکت۔ مساوات۔ مماثلت۔ اور مشاکلت کا دم مار سکے۔ جس سے کمال وحدت مین کوئی نقصان پیدا ہو۔ جب اس تمثیل کے بیان کرنے سے ہر ایک ذی عقل نے سمجھ لیا۔ کہ ایسا موجود۔ عالم امکان کی نمایان بساط پر ظاہر نہین ہے۔ لہذا اس معنی مین وجود کو یقیناً واحد تسلیم کرنا چاہیے وَ ﴿۵﴾ اِلّا لایعلم تَوحِیدَہٗ الحَقِیقِی اِلَّا ھُوَ وَالرَّاسِخُونَ فِی المَعرِفَتِ یَقُولُونَ اٰمَنَّا بِوَحدَتِہٖ سُبحَانَہٗ

یاد خلفائے شیخ نظام الاولیا قدس اللہ سرہم

یاد مولانا علاء الدین نیلی

آپ اپنے وقت کے زبردست عالمون مین سے تھے۔ باوجودیکہ پیر بزرگوار کی اجازت تھی۔ بلکہ تاکید تھی۔ مگر آپ از راہ کسر نفسی اپنے تئین مسند شیخی سے اور مرید کرنے سے دور رکھتے تھے۔ آخر مین تو یہانتک کیا تھا۔ کہ کتابون کا دیکھنا۔ بلکہ کاغذ کو ہاتھہ تک لگانا ترک کر دیا تھا۔ صرف فوائد الفواد کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ معانی اور معاملہ جو سب جگہہ ہے۔ اس جگہہ بھی ہے۔ اور جو اس جگہہ ہے۔ وہ کسی ورق اور کسی سطر مین نہین ہے۔ بیت

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ نیست	کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست

رحلت کے بعد پیر کے روضہ مین قبر بنائی گئی۔

۵ ورنہ اُس کی حقیقی توحید سوائے اُسکے کوئی نہین جانتا ہے۔ اور جو لوگ معرفت مین راسخ ہین۔ وہ کہتے ہین۔ ہم تو خدائے سبحانہ کی وحدت پر ایمان لائے ہین ۱۲۔

یاد خواجہ ابوبکر

آپ سلطان نظام الاولیا کے دوست مصاحب - ہمدم اور ہمنشین تھے - اور یہ عہد تھا - کہ جب آپ کی ذات شریف مین ابوبکر کے اعتقاد سے - انسان کامل کے آثار ظاہر ہو جاوینگے - ابوبکر بیعت ہو جاویگا بالآخر جب سلطان الاولیا ملازمت حضرت گنجشکر سے رخصت ہو کر دہلی مین واپس آئے - اور بزرگی کے آثار عام وخاص لوگون نے اُن کی پیشانی مین اپنی نظر سے دیکھ لیے - تو خواجہ نے اپنا وعدہ وفا کیا مات فی دھلی ودفن فی حظیرۃ شیخہ

یاد مولانا وجیہ الدین پائلی

چونکہ فقہ دانی مین دخل زیادہ تھا - اسواسطے لوگ آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہا کرتے تھے - اپنے وطن سے آپ نے اجودھن مین جا کر حضرت گنجشکر کے روضہ کی زیارت کی - اور اس زیارت کے طفیل مین - حضرت خضر علیہ السلام کا دیدار فیض آثار بھی حاصل ہوا - جس سے چشم بصیرت کی روشنی بڑھ گئی - اور بہ فرمان حضرت خضر آپ دہلی مین آکر شیخ نظام الاولیا کے مرید ہوئے - چونکہ آپ دنیاوی کاروبار کے اندر کمال بے نیاز اور بے پرواہ تھے - اسواسطے لوگ آپ کو دیوانہ کہا کرتے تھے - یہ بالکل سچ ہے لایکمل ایمان المؤمن حتی یقال انہ مجنون[۵] جب آپ زندگانی کا سامان باندھ کر عالم علوی کو چلے گئے - تو آپ کی قبر حوض شمسی کے ایک طرف بنا دی گئی

یاد مولانا جمال الملۃ والدین دہلوی

آپ کو کمال استغراق رہتا تھا - اور آپ نے گویا اپنے تئین بالکل ہلاک کر دیا تھا - سلطان نظام الاولیا آپکے بارہ مین اکثر فرمایا کرتے تھے - کہ ہمارے جمال کو کوئی وقت ایسا پیش آتا ہے - کہ حق کے سوا کوئی چیز نہ اِن کی ظاہری اور باطنی نظر مین آتی ہے - اور نہ دل کے کسی گوشہ مین رہتی ہے -

یاد مولانا جلال الدین اودھی

آپ کا فقر - آپ کی ہمت - آپ کی گرفتگی - آپ کی وارستگی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی - آپنے تمام گرفتاریون سے آزاد ہو کر اپنے تئین پیر بزرگوار کی ملازمت کا اسیر بنا دیا تھا -

یاد شیخ مبارک گوپاموی

ابتدائے احوال مین آپ سلطان علاء الدین کے میر عدل تھے - میر خورد جامع سیر الاولیا ولد اسد محمد کرمانی بیان کرتے ہین مجکو آپ کے ساتھ اور آپ کو میرے ساتھ خاص خصوصیت تھی - اکثر اوقات آپ کی

[۵] انسان کا ایمان اُس وقت تک کامل نہین ہوتا ہے - کہ جس وقت تک یہ کہا جاوے - کہ یہ مجنون ہے ۱۲ -

زبان سے یہ باتین نکلا کرتی تھین - کہ مبارک آپ کے پدر بزرگوار کا مسلمان کیا ہوا ہے - اس طرح کہ مین درویشون کے احوال کا منکر تھا - ایک روز آپ کے پدر بزرگوار مجکو سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین لے گیے - اور انکا کے شکنجہ سے رہائی دلا کر میرا اعتقاد اور اخلاص درست کرا دیا - اور انکی با عظمت ملازمت سے دنیاوی سازو سامان کے ترک کی استعداد میرے قلب مین پیدا ہوئی -

یاد خواجہ موید الدین کرئی

آپ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے سے پہلے سلطان علاءالدین کے ہمراز - اور ہم نشین تھے جب ازلی عنایت سے شیخ کی خدمت مین پہونچنا نصیب ہوا - تو اوصاف درویشی کا زیور پہنکر بن سنور گئے اور حصول دولت کے راستہ مین بھاگنے دوڑنے سے فارغ ہوگئے - جب سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا - تو آپ کو یاد کیا - ایک مقرب سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین بھیجا کہ خواجہ موید کو اجازت دیجیے سلطنت کے کام مین مشغول ہون - فرمایا - کہ موید کو ایک اور کام پیش آگیا ہے - بادشاہ کا بھیجا ہوا شخص اس جواب سے ناخوش ہوا - اور از راہ جرات عرض کیا - مخدوم - کیا آپ سب کو اپنی مثل بنانا چاہتے ہین - جواب دیا - اپنی مثل بنا لینا بہت سہل ہے - نہین - اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہون - اگر یہ مجھسے سازگاری رکھین جو نقین کے تمام و کمال سلطانی عمل ان کو فقیری کے جھونپڑہ سے دنیا داری اور حکومت کی عشرت گاہ کی طرف کھینچ کر نہین لیجا سکتے ہین -

یاد خواجہ کریم الدین سمرقندی

آپ اپنے ملک مین سلاطین کے وزیر رہ چکے ہین - جب ازلی سعادت نے زنجیر ہلائی - تو آپ نے سب چیزون کو چھوڑ دیا - اور اپنے ملک سے ہند مین آکر شیخ فرید گنجشکر کی خدمت - تمام دو جہانی کامون پر اختیار کی - اور نسبت صہارت (خسر و داماد ہونا) آپ کو نصیب ہوئی - وہان سے جب سامان اقامت دہلی مین لیے آئے تو خلافت کا خلعت - سلطان نظام الاولیا سے ملا - امیر خسرو - اور خواجہ حسن ہمیشہ آپ کی فیض بخش صحبت سے خوش ہوا کرتے تھے - اور مولانا ضیاءالدین برنی بھی اپنی تالیفات کو بغرض اصلاح آپکے روبرو پیش کیا کرتے تھے سلطان نظام الاولیا کی رحلت کے بعد سلطان محمد تغلق نے آپ کو دہلی کا شیخ الاسلام کر دیا تھا - اور انوار الملک خطاب عطا فرمایا تھا - آپ کے دو فرزند ارجمند تھے شیخ احمد اور خواجہ نظام الدین ہر ایک حسب و نسب سے درست اپنے وقت کے امام تھے -

یاد خواجہ شیخ علی شاہ ابن شیخ محمود جاندار

آپ سلطان نظام الاولیا کے پرانے مریدون مین سے ہین - ہمیشہ حلقہ کی طرح ملازم درگاہ رہتے تہے - نظامیہ ارشادات اور تمام اپنی مسموعات کو ایک رسالہ کے اندر فراہم کرکے دُررِ نظامی نام رکہا تہا - تصوف کے بہت سے حقائق اور اسرار اُن اوراق مین تحریر ہین - اسی رسالہ مین لکہا ہے کہ - سلطان ابوسعید ابوالخیر خیرات کرنے مین حد سے زیادہ مبالغہ اور کوشش کیا کرتے تہے - ایک صاحب نے اثنائے گفتگو مین کہا - **لاخیر فی الاسراف** - آپنے فوراً جواب دیا - **لا اسراف فی الخیر** سننے والے متحیر رہ گئے - اسی دُرر مین لکہا ہے صوفیون کے نزدیک بدترین گفتار یہ ہے - کہ سالک ایسے مقام اور ایسے حال کی خبر دیوے - جو اُس کو حاصل نہین ہے - **ابیات**

از ورد نشان مدہ - کہ در جانِ تو نیست
مگذر بہ دلا بیتے کہ اوزانِ تو نیست

از بیم ہنری بود کہ با جوہریان
وصفِ گہرے کنی کہ در کانِ تو نیست

نیز اسی رسالہ مین لکہا ہے ایک مرید نے بیعت ہونے کے وقت اپنے پیر سے نصیحت کے لیے عرض کیا - فرمایا - خدائی کے دعوی اور پیغمبری کے دعوی سے تم کو بچنا چاہیے - مرید کو حیرت ہوئی - گہبرایا - یہ کیسی نصیحت ہے کیونکر صحیح ہوسکتی ہے - اور اس مین کیا بہید ہے - عرض کیا - کہول کر ارشاد فرمایئے - فرمایا - خدائی کا دعوی تو یہ ہے کہ تم کل کامون کا ہونا اپنی مراد کے موافق چاہو - اور پیغمبری کا دعوی یہ ہے - کہ تم چاہتے ہو سب گروہون کے لوگ تمہارے چاہنے والے اور دوست ہون - اور جو ایسے نہون وہ تمہارے گرویدہ نہ ہون -

یاد مولانا فصیح الدین

آپ اصول فقہ کے علم مین عضد الملۃ قاضی عضد کا مرتبہ رکہتے تہے - آپنے باتفاق مولانا محی الدین قاضی کاشانی سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہو کر بیعت کے واسطے التماس کیا - سلطان نظام الاولیا نے مولانا محی الدین کو تو کلاہ مریدی پہنا دی - مگر مولانا فصیح الدین کا مرید کرنا - استخارہ اور پیر گنج شکر کی اجازت پر موقوف رکہا - اس سبب سے آپکو کمال ناامیدی ہوئی - اور نہایت حزین اور ملول رہنے لگے - جب پہر دوسری بار بساط بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو فرمایا - تمہاری نسبت بہی پیران چشت کے باطن سے قبول بیعت کی اجازت ہے - آؤ - مایوسی دور کرو - اور بیعت کا ہاتہ آستین سے نکالکر درویش کے ہاتہ کے نیچے رکہو - تاکہ **ید اللہ فوق ایدیھم** کا مضمون صادق ہو پس آپنے کمال خوشی اور خوشحالی کے ساتہ مدارج بیعت طے کیے - اور سلطان نظام الاولیا سے چند سال پیشتر ملک تقدس کو روانہ ہوگئے - خوابگاہ دہلی -

قاضی کاشانی کو سلطان نظام الاولیا بہت دوست رکھتے تھے۔ جس مجلس مین قاضی جی ہوتے تھے۔ معرفت اور شرائع طریقت کی بہت سی باتین سلطان نظام الاولیا کی زبان مبارک سے بیان ہوا کرتی تہین۔ آپ کے حالات بالتفصیل سابقہ تذکروں مین لکھے ہوئے ہین۔ خدا کرے شوقین اصحاب انکو مطالعہ کرین۔

یاد مولانا فخر الدین المروزی

آپ آغاز سلوک سے انجام حالت تک وقتاً فوقتاً درجہ پرہیزگاری مین ترقی فرماتے رہے۔ رجال الغیب مصاحب تھے۔ جو کچھ آپ کی خواہش ہوتی تھی۔ مہیا کر دیتے تھے لیکن آپ اسکو تصرف مین نہین لاتے تھے۔ پیر بزرگوار کے روضہ مین آپ کی قبر ہے۔

یاد شیخ برھان زیب

صدری اور دوسری کمالات عشق اور شوق کے مقامات [illegible] آپ کی ذات مین جمع تھے۔ خلافت کا خلعت زیب بدن کرنے کے بعد قلعہ دیوگیر دکن مین رہنے کی اجازت ملی تہی جو آج دولت آباد کے نام سے نامزد ہے۔ ایک مدت تک آپنے اُس سرزمین مین رہکر معرفت اور خداشناسی کے ذریعے سے دلون کو سرسبز اور شاداب کیا۔ جب آپکے عنصری باغ کی بہار مین رحلت کی خزان نے تغیر پیدا کیا۔ تو قلعے سے دو میل دوری پر ایک پرفیض صحرا ہے۔ اُس صحرا کو اپنے روضہ پاک کے لیے پسند فرمالیا۔ واقعی عجب راحت افزا اور روح بخش جگہہ ہے۔ راقم نے ہجری سنہ ایکہزار ایک مین اس مقام کی زیارت کی تہی۔ دل مین صفائی حاصل ہوئی۔ آپکے عرس کے روز ہر ایک ملک سے لوگ وہان آکر جمع ہوتے ہین۔ اور شہر کے باشندے مجاور چند روز پیشتر سے اُس جگہہ جاکر مکانات اپنے واسطے بنا لیتے ہین۔ اس طریقہ سے مسافر اور مجاور اُس باانتظام مقام سے غیبی فیض پاکر خوش وقت ہوتے ہین۔ خاندیس کا پایۂ تخت جسکو برہان پور نام سے آپکے ہی نام پر نامزد ہے۔ کہتے ہین۔ جب شیخ برہان الدین اپنے پیر کی خدمت سے اجازت لیکر دیوگیر کو جارہے تھے۔ اثنائے راہ مین ایک روز رات کو اُس مقام پر اوترے جہان اب برہان پور آباد ہے۔ اُس زمانہ مین والیان خاندیس کے آباؤ اجداد مین سے ایک شخص اُس موضع کا شحنہ تہا۔ اُس نے حتی المقدور خدمت گزاری اور درویش پرستی مین کوتاہی نہین کی جب صبح کو روانہ ہونے کے وقت حاضر ہوکر فاتحہ کی درخواست کی۔ تو فرمایا۔ بموجب ازلی حکم کے اس جگہہ ایک شہر آباد ہوگا۔ اور تمہارا فرزند یہان کے فرمان روا ہونگے۔ مناسب ہے کہ اُس نو آباد شہر کا نام اس درویش کے نام پر رکہا جاوے۔ اس بشارت کی بنیاد پر برہان پور نام رکہا گیا۔ اور چند دیہ سجادہ ان روضہ کے واسطے بطریق مدد معاش پیش کیے گئے۔ آج تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بیس ہے۔ مذکورہ بالا وظیفے بدستور مقرر اور جاری ہین۔

یادشیخ کمال الدین یعقوب نہروالہ

آپکو عالی مقامات اور نقلی و لدنی کمالات حاصل تھی - پیر کے حکم سے نوی استعداد گجرات والون کی رہنمائی کے واسطے مامور ہوئے تھے - بہت سے اشخاص آپ کی تلقین سے صراط مستقیم پر چل کر اپنے مقصد کو پہونچ گئے حصار نہروالہ کے باہر سہستنگ تالاب کے کنارہ آپ کی خوابگاہ ہے -

یادمولانا شہاب الدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے امام تھے - ربانی کلام لفظاً اور معنیً ازبر تھا - اور ایسی عمدہ طرز سے تلاوت فرماتے تھے کہ سننے والون کو بزم کلیم اللّٰہی مین حاضر ہونے کا مزہ آجاتا تھا - امیر خسرو کو آپ کے ساتھ بہت کچھ وابستگی اور عقیدت تھی انہون نے اپنے خمسہ مین آپ کی نہایت تعریف لکھی ہے - یہ دو تین بیت اُسی خمسہ کی ہین - **ابیات**

چون از و موج زد کلام احد	+ نفد البحر قبل ان تنفد[۱]
او جو ابر کرم لفقر قحبان	زیر کان چون صدف کشادہ دہان
شمع من یافتہ ضیا از وے	مس من گشتہ کیمیا از وے

آپ کی قبر دہلی مین ہے -

یاد امیر خسرو

آپ کا لقب یمین الدین - کنیت ابوالحسن - اور پیر کی طرف سے خطاب ترک اللہ ہے - اور آپ کے پدر بزرگوار کا نام سیف الدین تھا - سخن سنج - سخن پرور - اور سخن آفرین نامورون کے آپ سردفتر تھے - آپ کے کمالات اور حالات کی شرح کیا کی جاوے - آپ گویا آسمان سائنس کے قطب ہین - یعنی جو مدح (خواہ وہ کسی قسم کی ہو) نفس ناطقہ عبارت کے حوالہ کرتا ہے - اور آپ از روے مشاطگی اُس مفہوم کو بدایع اور معانی کے انواع واقسام کے زیور سے آراستہ کر کے نوعروسی کے لباس مین دکھاتے ہین - تو وہ آراستگی اُس مفہوم کے بالکل برابر - اور نیز گرداس کے چکر کھاتی ہوئی نظر آیا کرتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے - کہ اس سلسلہ کو حقیقت شناس دانشمندون کے حوالہ کر کے آپ کے نمایان واقعات مین سے چند منتخب باتین حوالہ قلم کرون -

جب قصبہ پٹیالی مین جو دریاے گنگا کے کنارہ آباد ہے - آپ کی مبارک صورت کا نقش - خدائی علم کے تصویر خانہ سے مصور تقدیر نے اُٹھا کر - عین مکانی کے ورق پر لا جمایا - تو آپ کے پدر بزرگوار دایہ کے دھونے اور پاک صاف کرنے کے بعد آپ کو پارچہ قماط مین لپیٹ کر ایک مجذوب کے نزدیک لے گئے جو ہمسایہ مین رہتے تھے - مجذوب نے فرمایا -

[۱] [illegible] قرآن کے کلام تمام ہو -

پیدا ہوگا ایسا فصیح البیان ہوگا - کہ اُستاد خاقانی سے دو قدم آگے ہی رہے گا کہتے ہین دو قدم سے مراد مثنوی اور غزل ہے - آپ سے عمر مین اور سب باتون مین بڑے آپ کے دو بہائی اور بھی تھے - ایک کا نام اعز الدین شاہ اور دوسرے کا نام حسام الدین احمد تہا جب آپ کی عمر آٹھہ سال کی ہوئی - اور فارسی مین کچہہ شُد بُد ہوگئی - تو آپ کے پدر بزرگوار اپنے تینون لڑکون کو سلطان نظام الاولیا کی غلامی مین دے گئے - اور بیعت کرا دیا - ایکسال بعد سیف الدین شہید ہوگئے - اب آپ کی پرورش کی نوبت عماد الملک آپ کے نانا کو پہونچی - جو شاہ وقت کے میر عرض تھے - اُنہون نے آپ کی اصلاح مین بہت کچہہ کوشش فرمائی - اور وہ مشکور بہی ہوئی - آپ نے دیوان غرۃ الکمال کے خطبہ مین اپنے اِن مربی کی تعریف لکھکر حق شکر گزاری ادا کیا ہے -

کہتے ہین - جب آپنے نظم کلام شروع کیا تہا - تو آپ کلام کو ناصحانہ طریقہ پر لکھا کرتے تھے - مگر پیر بزرگوار کے ارشاد سے غزل گوئی مین عاشقانہ وضع اختیار کر کے بالآخر مضامین نیاز کی طرف رجوع کیا اور غزل کا پایہ ایسے عالی مقام کو پہونچا دیا - کہ کسی غزل گو اہل سخن کا نغمہ وہان تک نہین پہونچ سکا -

آغاز جوانی مین بظاہر - والیان ملک اور دولتمندان دنیا کی ملازمت کی طرف میلان تہا لیکن باطن مین ہمیشہ درویشون کی خدمت اور صحبت کی خواہش رہتی تہی - بالخصوص اپنے پیر دستگیر کے ساتہہ حسن عقیدت مین کمال رسوخ تہا - اس کے متعلق تہوڑا سا بطور نمونہ لکھتا ہون - جب سلطان علاءالدین کے دل سے بدگمانی کا میل کہل کر دُہل گیا - تو بادشاہ کے دل مین حضرت سلطان نظام الاولیا کی بکرامت ملازمت مین حاضر ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اور یہ آرزو پوری ہونے کے لیے - بہت کچہہ التماس - اہتمام - چاپلوسی اور مبالغہ کیا - لیکن سلطان نظام الاولیا کے حضور سے قبولیت کی بو تک نہین آئی - بلکہ ممانعت اور گریز کے آثار پیدا ہوتے تھے - اس سبب سے بادشاہ نے اپنے دل مین ٹھان لیا تہا - کہ کسی روز خفیہ طور سے حضور کی ملازمت مین سر دیکر گہس جاؤن گا - یہ راز ایک روز بادشاہ نے امیر خسرو سے کہکر ہمراز دار بنایا - اور امیر خسرو نے اس شورہ کی کیفیت اپنے پیر کے حضور مین عرض کردی - سلطان نظام الاولیا یہ مضمون سنتے ہی حضرت گنجشکر کی زیارت کے ارادہ پر اجودہن کی طرف روانہ ہوگئے - بادشاہ - امیر خسرو سے ناراض ہوا - اور روبرو گفت وشنید مین کمال غصہ کا اظہار کیا - امیر نے عرض کیا - کہ سلطانی رنجش مین صرف جان کا خطرہ ہے - اور پیر کی ناخوشی مین جان کی آفت سلب ایمان کے ساتہہ لگی ہوئی ہے اُس وقت بادشاہ امیر خسرو کے حسن عقیدت اور دور اندیشی پر آگاہ ہوکر صاف ہوگیا - اور بر سر انصاف آکر خوش ہوا - اور امیر خسرو کو روز افزون خاص عنایت سے سرفراز کیا رحم اللہ من انصف جس نے انصاف کیا

اللہ تعالیٰ اوس پر رحم کرے ۱۲)

کہتے ہین جو نقد و جنس صلہ اور انعام کے ذریعہ سے آپ کو ملا کرتا تھا - اُس کو آپ کا دست ہمت ید علیا سے لیکر چھلنی کی طرح ید سفلی مین پہونچا دیتا تھا - یعنی جو اصحاب فقر کے گوشون مین بیٹھے ہوتے تھے اُن کی آرزوئین پوری کرنے - اور حاجتون کے برلانے مین صرف ہوا کرتا تھا - ایک روز پیرنے ارباب دولت کی مصاحبت چھوڑ دینے کے واسطے آپ کے نام نصیحت نامہ بہیجا اور اس بیت پر تمام کیا - بیت

آمد گہ آنکہ عہد ہا تازہ کنیم	شد آنچہ شد ای صنم گذشت آنچہ گذشت

اس خط کے پڑہنے سے معلوم ہوا - کہ درجہ مین ترقی ہوئی ہے - اور پہر ظاہر کو باطن کے ساتھ ہم رنگ بنا کر اپنے تیئن کچہ درویشی مین بالکل داخل کر دیا -

کہتے ہین - جن ایام مین سلطان نظام الاولیا نے فرق کے وحشت انگیز مکان سے جمع کے مانوس اور عالی شان محل کی طرف کو توجہ فرمایا ہے - اُن ایام مین امیر خسرو - بنگالہ کی طرف سفر کو گئے ہوئے تھے - جب دہلی مین واپس آئے - تو شیخ کو زندہ نہ پایا - سخت بے تاب ہوئے - اور بے صبری سے اپنے تیئن زمین پر گرا دیا - نالہ و فریاد کرنا شروع کیا اور یہ تو پہلے سے ہی فرمایا کرتے تھے - کہ خسرو کی زندگی - نظام کی حیات کے ساتھ وابستہ ہے - یہ بات یاد کر کے ہمیشہ خواہش کیا کرتے تھے کہ اس پیشین گوئی کا وقوع جلدی سے ہو جاوے - آخر کار ہلال چھہ دور کے بعد کہ مہینا رمضان اور ہجری سنہ سات سو پچیس تہا نَحْنُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ کے زمزمہ کی آواز بلند کی - اور اپنے پیر کے حظیرہ مین سو رہے -

یاد امیر حسن علا سنجری

آپ کے والد ماجد سجستان کے ہین - جو خواجہ معین الاولیا کی ولادت کا مقام ہے - علم - عرفان فضل یقین - فصاحت - بلاغت سخن کی نازکی - اور کلام کی رنگینی یہ جمیع اوصاف آپ کی طبیعت کے لوازم اور آپ کا حصہ تھے - ابتدا ابتدا مین بڑے بڑے حاکم اور سلاطین وقت کو آپکی صحبت کی آرزو تہی - اور آپ بہی اہل عشرت کے ساتھ محبانہ میل جول رکہا کرتے تھے - عمر کا بہت بڑا حصہ اسی طرح پر گزر گیا - ایک روز سلطان نظام الاولیا کا گزر اُس مکان مین ہوا - جہان آپ چند ظریفون کے ساتھ جلسہ نشاط مین مصروف تھے - جب شیخ کے باکمال جمال پر آپ کی نظر پڑی - تو یہ دو بیتین آپنے پڑہین - قطعہ

سالہا شد کہ ما ہم صحبتیم	این کہ صحبت را اثر باشد کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما محکم تر از زہد شماست

سلطان نظام العرفا نے فرمایا صحبت اُس وقت مین تاثیر کرتی ہے۔ کہ جب حُسنِ نیت بھی اُسکے ساتھ ہو۔ بیت

یک صبح با خلاص بیا بر در من	اگر کارِ تو بر نیاید آنگہ گلہ کن

چونکہ اصلاحِ اعمال کا وقت آگیا تھا۔ توفیقِ توبہ نصیب ہوئی۔ اور ہمیشہ شیخ کی ملازمت مین بنا رہنا اپنے اوپر لازم کر لیا۔ جو کچھ پیر بزرگوار کی زبان سے وقتاً فوقتاً سنا۔ اکثر فوائد کو بے تغیر و تبدل لکھتے گئے۔ اور چند روز مین ایک کتاب تیار ہو گئی۔ جس مین انواع و اقسام کے حقائق۔ سلوک کی باتین نصیحتین۔ اور مسائل درج ہین۔ فوائد الفواد نام رکھا گیا۔ چونکہ اِس کتاب کی اکثر عبارت شیخ کی ہی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہے۔ لہذا اس کتاب کو ملفوظاتِ شیخ نظام بھی کہتے ہین عجب مقبول مجموعہ ہے۔ امیر خسرو آرزو اور حسرت کے ساتھ ہمیشہ خلا اور ملا مین کہا کرتے تھے۔ کاش خسرو کی تصنیف اور تالیف کی ہوئی تمام کتابین برادر حسن کی ہوتین اور تنہا اس نسخہ کی شہرت میرے نام سے ہو جاتی۔ بس دنیا اور آخرت کی بہبودی کا سرمایہ اسی قدر کافی تھا۔

روایت ہے جس روز پیر نے شیخ برہان الدین غریب کو خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اور دیوگیر مین رہنے کی اجازت دیکر رخصت کیا تو شیخ برہان الدین نے ہنگام قدم بوسی حسرت کے ساتھ آہ کھینچی۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کی خدمت سے دور رہنے کا درد لیا ہے۔ جس کا علاج ممکن نہین ہے۔ فرمایا۔ اس مجلس مین امیر خسرو کے سوا۔ جو صاحب بھی حاضر ہین۔ وہ تمہارے رفیق راہ ہو سکتے ہین۔ اور آداب سلوک کی رعایت جس طرح اِس درویش کے ساتھ مد نظر رکھتے ہین۔ اُسی طرح تمہارے ساتھ بھی مد نظر رکھ سکتے ہین۔ چونکہ اُس وقت مین حلقۂ حضور امیر حسن تھے۔ اس بنیاد پر دیوگیر کو برہان الاولیا کی رفاقت مین آپ بھی روانہ کیے گئے۔ جب ایامِ عمر ختم ہوئے تو اسی جگہ روضۂ برہانیہ مین دو تین تیر کے فاصلہ پر آپ کی قبر بنائی گئی۔

فوائد الفواد مین لکھا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا نے فرمایا۔ تائب متقی کے برابر ہوتا ہے متقی وہ ہے جس نے اپنی تمام عمر مین گناہ اور نا مشروع باتوں کا ارتکاب کیا ہی نہ ہو۔ اور تائب وہ ہے کہ اس سے گناہ تو سرزد ہو سکے ہون مگر بعد اُس نے بازگشت کر لی ہو۔ پس اِس حدیث کے بموجب اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ[1] دونون برابر ہو جاتے ہین۔ شیخ مبارک سخیر جونپوری کے مکتوبات مین لکھا ہے۔ اے عزیز۔ متقی وہ ہے جو شر کے وقوع مین اپنے نفس سے محافظت حق کرے۔ یعنی خداوند اکبر کے سامنے اپنے نفس کو غش پسر کر دیوے تاکہ جو مذمت کا تیر نقصان کے کمان سے چھوٹے۔ نفس پر پہونچے۔ اور جو امور خیر و کمال کے مقولہ مین داخل ہین۔ اُن کی نسبت

[1] گناہ سے توبہ کرنے والا شخص مثل اُس شخص کے ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہین ہے۔

حق سبحانہ کی طرف کرے۔ اپنی طرف نکرے [۱] یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ای کونوا وقایۃ فی المذام واجعلوہ تعالیٰ وقایتکم فی المحامد تکونوا ادباء عالمین اگرچہ توحید کا اقتضا یہ ہے۔ کہ تمام خوب وزشت۔ خیر وشر۔ نفع وضرر وغیرہ وغیرہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے اپنا قدم درمیان مین نہ پہنساوے۔ لیکن ادب کی بات یہ ہے۔ کہ بدی کی نسبت اپنی طرف اور نیکیون کی نسبت باری تعالیٰ عز اسمہ کی طرف کرے۔ تاکہ اُن ادیبون مین سے شمار کیا جاوے۔ جو انبیا اور مرسلین کے اخلاق کے ساتھہ تہذیب یافتہ ہین اور تاکہ [۲] اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ کے شرف سے خصوصیت پاکر دونون جہان مین سربلند ہو۔ راقم کی خاطر فاتر مین غیب سے یہ بات آتی ہے۔ کہ تمام پرہیزگارون مین زیادہ پرہیزگار وہ شخص ہے۔ جس کی حقیقت بین آنکھہ اور کُنہ شناس دل مین کوئی چیز۔ شر۔ اور کوئی فعل۔ زشت معلوم نہو۔ اور جو کچھہ ظہور مین آوے۔ اُس کو محض خیر سمجھے۔ اور اس وجہ سے تمام افعال اور احوال کا مصدر۔ الٰہی اسما اور صفات کو تصور کرے۔

یاد شیخ نظام الدین ابو المؤید نبیرہ شمس العارفین

آپ نے اپنے بزرگوار باپ اور ماموں کی خدمت سے کتابی علم تحصیل کیا تہا۔ اور نیز طریقت کی تعلیم پائی تہی۔ اور شیخ عبد الواحد ابن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی کی ملازمت مین جو سید نور الدین مبارک کے پیر ہین۔ پہونچکر بہت کچھہ فائدہ اوٹھایا تہا۔ خواجہ قطب الدین اوشی۔ اور سلطان نظام الاولیا بدایونی۔ آپ کے دیدار کو خدائی جمال کا آئینہ جانتے تہے۔ اور ہمیشہ آپکی مصاحبت کی خواہش کیا کرتے تہے۔ کہتے ہین۔ ایک سال دہلی اور اطراف دہلی مین آسمان نے زمین پر اور زمین والون کے حالِ زار پر رحم کہا کر آنسو نہین ٹپکائے۔ قلم یاب ہوگیا۔ اور لوگون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر گریہ وزاری کے ساتھہ بارش کی درخواست کی۔ آپ قبول فرماکر منبر پر بیٹھہ گئے۔ اور آستین کے اندر سے ایک جامہ نکالا۔ اور کہا اے پاک خداوند۔ اس خلعت کی پاک دامنی کے طفیل مین اور اُس محبت اور راز کے استحقاق کے عوض مین جو اس خلعت کا مالک تیرے ساتھہ رکہتا تہا۔ از راہ بخشش مینہ برسا تو مین جنگل کا راستہ اختیار کرونگا۔ اور پہر آبادی مین نہ آؤنگا۔ اُسی وقت ایک سیاہ ابر اُٹہا۔ اور بے انتہا پانی آگیا یہانتک کہ ہر طرف نالون مین سیلاب آگیا۔ خلاصہ دانشوران روزگار مولانا وجیہ الدین یحییٰ قدس سرہ نے لکہا ہے۔ کہ وہ جامہ آپ کی والدہ بی بی سارا کا پیرہن تہا۔

---

[۱] لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ یعنی بدیون مین اُسکی سپر تم ہوجاؤ اور نیکیون مین پروردگار کو اپنی سپر بنالو۔ ایسا کروگے۔ تو تم تمام عالم مین ادب سے سرفراز کیے جاؤگے ۱۲ [۲] بیشک تم سب مین بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم سب مین زیادہ متقی ہے ۱۲

یاد شیخ قطب الدین منور ابن شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی

آپ تنہائی پر عاشق۔ اور گوشہ نشینی کے عشق میں سوختہ تھے۔ وجہانی کمالات کے آثار اہل دنیا کے سامنے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعہ سے ظاہر کیا کرتے تھے۔ روایت ہے۔ کہ سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان کے ہاتھ۔ چند دیہ کا فرمان۔ آپ کے نام پرکر کے نیاز مندانہ آپکے پاس بہیجا تہا۔ آپ نے لانیوالے کہا میںنے سنا ہے۔ کہ سلطان نصیر الدین جس سال کرا چہ اور ملتان کو گیا تھا۔ اُس نے بہی اسی مضمون کا طغرا۔ امیر غیاث الدین سپہ سالار کے ہاتھ۔ حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودہن کو بہیجا تہا جب وہ طغرا آپ کی نظر سے گزرا۔ تو آپنے سپالار کو فرمایا۔ ہمارے بزرگون نے بادشاہون سے اس طرح پر کبہی کچہہ قبول نہین کیا ہے۔ اور اس درویش کو بہی اپنے پیرون کی پیروی سے چارہ نہین ہے۔ لہذا اگر عذر کر دیا جاوے۔ تو گنجایش ہے۔ اور اس بات کی خواہش مند بے شمار ہین۔ بہتر ہے کہ یہ اُن کو پہونچایا جاوے۔ یہ حقیقت حال سنکر فرمان لانیوالا ماجرا فرمان کو واپس لے گیا القصہ شیخ قطب الدین نے تمام عمر متوکلانہ اور عالی ہمتی سے بسر کی۔ آپ کی قبر شہر ہانسی کے میدان مین ایک گنبد کے اندر ہے۔ جس کو اب اقطاب اربعہ کا مقام کہتے ہین۔ کیونکہ شیخ جمال۔ شیخ برہان الدین شیخ قطب الدین منور۔ اور آپ کے فرزند شیخ نور اُسی مین سوئے ہوئے ہین قدس اسرارہم

یاد شیخ بدر الدین سمرقندی

آپ شیخ سیف الدین کے خلیفہ ہین۔ جو شیخ نجم الدین کبری کے بزرگ خلیفہ تہے۔ آپ معرفتون کے آسمان کا آپ کو بدر بلکہ آفتاب کہنا ناموزون نہین ہے۔ بخارا سے ہند مین آئے۔ اور دہلی مین سلطان المشائخ نظام الاولیا کی مصاحبت کے واسطے قیام فرمایا۔ کتاب سیر نظامی مین لکہا ہے۔ ایک روز سلطان نظام الاولیا اور بدر الدین دونون امیر خورد کی ملاقات کے واسطے گئے تہے۔ امیر اُس وقت ایک عظیم مراقبہ مین تہے۔ اور کمال استغراق تہا۔ بدر الملۃ نے ایک تقریب سے عرض کیا۔ مینے فلان شہر مین فلان بزرگ کو دیکہا۔ اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کو ایک مقام مین کہ جہان جہان دیکہا تہا شمار کرنا شروع کیا جب بدر الملۃ کی گفت وگو بہت بڑہ گئی۔ تو سلطان الاولیا نے فرمایا۔ بہائی سخن کو تاہ کرو۔ شاید ان بزرگ کی زبان سے کوئی ایسی بات سننے مین آوے۔ کہ جس کے واسطے کان پیدا کیے گئے ہین۔ اسپر بہی بدر الملۃ اپنی گفت وگو سے باز نہین آئے۔ امیر نے سر اوپر سے اُٹہا کر فرمایا۔ بدر الدین۔ جتنے بزرگون کو تمنے دیکہا بیان کیا۔ یہ کہو کہ ان مین سے تم کو بہی کسی نے دیکہا۔ شیخ بدر الدین کی قبر دہلی مین مشہور۔ اور ہمیشہ بزرگانِ مقیم اور مسافر کی زیارت گاہ ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ بیت۔

توچشمِ خویش وقفِ اہلِ دل کن		بامید کہ چشمی برتو افتد	

یادِ شیخ رکن الدین فردوسی

آپ حقائق اور معارف کے عالم تھے - ایزدی جھلک اور خدائی صفت آپ کے ظاہر و باطن سے جوش کرتی تھی شیخ عماد الدین طوسی آپ کے ہی مرید اور خلیفہ ہیں - دہلی میں دریائے جمنا کے کنارہ شیخ محمود مجذوب بہاری کا مرقد ہے جن کو خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری سے فیض تھا - اُسی مرقد کی برابر میں آپ کی بھی قبر ہے قدس سرہم بیشک عجب ایک بہشت نما مکان ہے - جو مدینہ منورہ کی طرح لوگوں کا مرجع ہے مصرع مرقد او مہبط نور خدا ست -

یادِ شیخ نجیب الدین فردوسی

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی کے مرید ہیں - قدس سرہما کمالات اور حالات کی گویا آپ کان تھے - اپنی صورت اور سیرت سے ہمنشین دوستوں کو بہشت یاد دلاتے تھے - آپ کی خوبیوں کا بیان بہت طویل ہے - سابقہ تذکروں میں لکھا ہوا ہے - لہذا بہتر ہے - کہ میں اُس کو نہ لکھکر تکرار سے محفوظ رہوں - حوض شمسی کے کنارہ آپ کی قبر ہے مشہور ہے - اور اُس کی زیارت بھی ہوتی ہے مصرع درکنار حوض شمسی شد فرو آب حیات -

یادِ شیخ شرف

آپ شیخ یحیٰی ابن اسرائیل منیری کے فرزند ہیں - جو شیخ نجیب الدین فردوسی کے مرید تھے - اولاً آغاز سلوک میں نفس نافرجام کی اصلاح کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن میں جا رہے تھے - وہاں پر آپ کی مادر بزرگوار ایک غلام فتوحا نامی کے ہاتھ کھانا بھیج دیا کرتی تھیں ایک روز دریافت کیا - فتوحا - تو جو کھانا لیجاتا ہے - اس میں سے شرف کچھ کھاتا بھی ہے - اُسنے کہا - مجھے معلوم نہیں - میں تو کھانا اُس جگہہ رکھہ آتا ہوں - جہاں اُنہوں نے فرما دیا ہے - خیر - اُس روز چند چھوہارے دودھ میں بھگو کر اور شکر ملا کر بھیجے - اور کہا - لڑکے سے کہدینا تیری ماں نے قسم کہا کر کہا ہے - اگر اس کھانے میں سے نہ کھاویگا - تو میں تجھہ سے ناراض ہو جاؤں گی - ناچار شیخ شرف نے لقمہ اٹھایا حلق سے اُترنے نہیں پایا تھا کہ بیہوشی طاری ہوئی - اب جوش شوق کا ہجوم شروع ہوا - اور اُس لقمہ کو آپ کے حلق میں سے ذرہ ذرہ کر کے نکال لیا - تب ہوش آیا - فتوحا نے واپس آ کر یہ تمام حقیقت اُن باعصمت بی بی سے عرض کر دی - اُنہوں نے ایک نعرہ مارا - اور کہا سچ ہے جو شخص[۱] ابیت عند ربی وھو یطعمنی ویسقینی کے خوان میں سے روزی کھاویگا - وہ اِس دنیا کی خوراک سے اپنا ہاتھہ کیوں ملوث کریگا - اِس کے بعد آپ اور آپ کے بھائی شیخ جلال الدین محمد اپنے وطن سے جو ہند میں شرقی سمت کی حدود پر ہے - شیخ نظام الاولیا سے بیعت ہونے کے

[۱] میں اپنے رب کے نزدیک رات کو ہوتا ہوں اور وہ مجھکو کھانا کھلاتا ہے - اور پانی پلاتا ہے - ۱۲

ارادہ پر روانہ دہلی ہوئے۔ ایک روایت تو یہ ہے۔ کہ ان دونوں مشتاقین کے پہونچنے سے پہلے سلطان نظام الاولیا رحلت فرما گئے تھے۔ اور دوسری روایت یہ ہے۔ کہ نہیں ملاقات ہوئی۔ لیکن سلطان نظام الاولیا نے شیخ نجیب الدین فردوسی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ ہر تقدیر جب شیخ نجیب الدین کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ تو فرمایا۔ شرف۔ تم بہت اچھے آئے۔ بہت برسوں سے یہ درویش تمہاری امانت تم کو دینے کے واسطے تمہارا منتظر ہے۔ اُسی وقت بیعت ہوئے تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت مل گیا۔ اور باشندگان دہلی کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہوئی۔ کہتے ہین۔ آپ کے بالون مین کسی قدر لنگ تھا۔ اس کا سبب جو دریافت کیا گیا۔ تو جواب دیا۔ کہ مین نے ازل مین اولیا کی صفون سے آگے بڑھکر انبیا کی صفون مین قدم رکھ دیا تھا۔ دنیا کی لنگ۔ اُس کی سزا ہے۔ **القصہ** آپ کی ہمت کو بڑا درجہ حاصل تھا۔

ایک دفعہ آپنے اکسیر کا ایک ڈبہ پیر کی خدمت مین پیش کیا۔ پیرنے پانی مین بہا دیا۔ آپ ہنسے۔ اور کہا اگرچہ اس خاک سے تانبا طلا ہو جاتا تھا۔ اور احتیاج والون کو فائدہ بھی پہونچتا تھا۔ لیکن اس کی حفاظت سے دل پر گرانی رہتی تھی۔ اور نیز یہ دوری کا بھی سبب تھا۔ **اللہ عز اسمہ** کا شکر ہے۔ کہ اس استغنا کی بدولت آرزو کی قید سے مجکو رہائی ہوئی۔ پیر یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے اور چند حرف لکھکر آپ کو دئے۔ جب آپنے اُن کو سر پر رکھا۔ تو زمین کے اندر کی تمام مخفی چیزین ظاہر ظہور نظر آگئین۔ پھر آپنے اُس کاغذ کو بوسہ دیکر زمین پر رکھدیا اور کہا۔ یہ چیزین دل کی پریشانی کا سامان ہین۔ دوسرے شخص کو دیدی جائین۔ جو ان کا خواستگار ہو۔ یہ بات سنکر پیر نے آپکو مقبول اور موثر دعائین دین۔ اور آپ کی ہمت پر آفرین کہی۔

آپ کی عمدہ عمدہ تصانیف بہت سی ہین۔ سب مین بہتر معدن المعانی اور مکتوبات ہین۔ جو کوئی دیکھے گا۔ اُس کی آنکھون پر گران نہ گزرینگی۔ آپ کی قبر بہار سرحد بنگالہ مین ہے۔

یاد شیخ بدر الدین غزنوی

ایک شب آپنے اپنی زاد بوم مین خواب دیکھا۔ کہ میری بیعت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی نے قبول فرماکر سلسلہ مضبوط کر دیا ہے۔ گھبرا کر خواب سے اُٹھ بیٹھے چند روز بعد شوق کا ایسا سیلاب آیا۔ کہ صبر کوچ کر گیا۔ ناچار آپ خواجہ صاحب کی مثالی صورت دیکھنے کے واسطے حیران و پریشان مسافرت مین چل نکلے۔ اثنائے راہ مین متعدد بافیض اصحاب سے ملاقات ہوئی۔ جن کی ملازمت سے معرفت کے سرمایہ مین کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوا۔ لیکن اُس نورانی شکل کو دیکھنے کی آرزو دامنگیر و بڑھ گئی۔ جس کو خواب مین دیکھا تھا۔ لاہور کے راستہ سے دہلی پہونچے۔ اور خواجہ قدس سرہ کی خدمت

مین حاضر ہوئے - جب آپ نے اپنا سر پائے مبارک پر رکھا - تو خواجہ نے فرمایا۔ ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ تو نامہم
بیعت ادا کئے گئے - سلطان نظام الاولیا فرمایا کرتے تھے ہمارے یارون مین سے بدرالدین سرود و سماع کے بہت کچھ
عاشق تھے - پیری کی وجہ سے باوجودیکہ آپ کا قد بے عصا کے نہین اُٹھتا تھا - مگر جب راگ کی آواز کان مین پہنچ
جاتی تھی - تو مستانہ نعرے مارا کرتے تھے - اور جوانانہ رقص کرنے لگتے تھے - اگر کہا جاتا تھا کہ بوڑھا آدمی ایسی ناتوانی ہوتے
ہوئے سماع مین کس طرح جوانانہ رقص کرتا ہے - تو جواب دیتے تھے - کہ ضعیفی مانع نہین ہے - عشق اور شوق کی طاقت
سے کرسکتا ہے - بیت

عشق ہر جا علم برافرازد	پیر صد سالہ را جوان سازد

آپ کی گرامی صحبت مین قاضی حمیدالدین ناگوری شیخ فرید گنجشکر - سید مبارک غزنوی مولانا مجدالدین جرجانی
شیخ ضیاءالدین دہلوی وغیرہم بہت سے بزرگان وقت کی دانش وبینش (سمجھ بوجھ) کا ہنگامہ گرم ہوا کرتا تھا - اور
خدائی عرفان کی انجمن فراہم ہوا کرتی تھی - ہر جمعہ کے روز مجلس وعظ ہوا کرتی تھی - حقائق اور معارف کے بارہ مین
گفت و گو یہان تک کیا کرتے تھے - کہ کشف کے عالی مرتبہ کو پہونچا دیتے تھے - انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم
اجسام) کا معما بالتصریح عمدہ طور سے حل فرمایا کرتے تھے - سخن کو مولی کے شوق اور محبت مین قبولیت کا رنگ
دیتے تھے - حضرت گنجشکر - اور نیز دوسرے خدائی بندے - آپ کے ذکر کرنے کے وقت بہت خوش ہوا کرتے تھے -
ایک روایت ہے کہ خضر علیہ السلام کا بھی اس مجمع مین گزر ہوا کرتا تھا - سعدی

ہزار آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن	مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی

یاد مولانا کمال الدین زاہد

آپ اپنے وقت کے متقیون مین سرآوردہ تھے - کہتے ہین - سلطان نظام الاولیا نے مشارق حدیث کو
آپ کے سامنے پڑھا تھا - اور آپ نے مولانا برہان الدین بلخی سے سند حاصل کی تھی - جو خود مصنف کے شاگرد تھے - اور نسخہ
اجازت نامہ جو آخر کتاب مین سلطان نظام الاولیا نے اپنے دستخط سے لکھا ہے - سیرالاولیا مین مرقوم ہے - کہتے ہین
سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کی خدمت مین التماس کیا تھا - کہ اس امید پر - کہ میری نماز درست اور قبول ہو
کمال اشتیاق کے ساتھ میری یہ آرزو ہے - کہ ہمیشہ آپ امام ہوا کرین - فرمایا - دنیا کے مستعات* ثلثہ مین سے فقیر کو بھی

۵۱ - یہ میری پہلی خواب کی تعبیر ہے۔ * مستعات ثلثہ سے مراد مضمون حدیث ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے -
حبب الی من دنیاکم ثلثۃ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ -

ایک نماز تودی گئی ہے۔ اُس کو بھی آپ لینا چاہتے ہین چونکہ جواب سے صورت ناخوشی پائی گئی سلطان
عذر و معذرت کی۔ اور پھر دوبارہ اظہار آرزو نہ کیا مصرع زہد او سرمایۂ دیدار باد

یاد شیخ شرف پانی پتی

ابو علی قلندر آپ کی کنیت ہے۔ دونون عالم اور دونون عالمون کے دونون علم آپ مین جمع تھے بعض
ہین۔ کہ آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید تھے۔ اور ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ شیخ شرف مطعمہ کے مرید اور نیز شاگ
تھے۔ جو آپ کے وقت مین بزرگ علما اور اولیا مین سے تھے۔ لیکن صحیح طور پر معلوم نہین ہوا۔ کہ فی الواقع کس کے
تھے۔ امیر خسرو۔ اور خواجہ حسن۔ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنے اشعار پیش کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے
مقبول ہوئے ہین۔ منجملہ آپ کی تصنیفات کے ایک کتاب حکمت نامہ بھی ہے۔ اُس مین آپ نے اپنی تھوڑی
سی سرگزشت لکھی ہے۔ اُس کا مضمون یہ ہے۔

چالیس برس کی عمر مین اپنے وطن سے چل کر دارالملک دہلی مین پہونچا۔ اور وہان خواجہ قطب الدین
اوشی کے روضہ کا طواف کیا۔ من لدن حکیم علیم کے مدد سے کتابی و قلبی علم ہوا۔ جملہ عالمان وقت
بالخصوص مولانا وجیہ الدین پائلی۔ مولانا صدر الدین۔ مولانا فخر الدین نافلہ۔ مولانا ناصر الدین۔
مولانا معین الدین دولت آبادی۔ مولانا نجیب الدین سمرقندی۔ مولانا قطب الدین مکی۔ اور
مولانا احمد بخاری نے کمال کوشش فرما کر مجکو دہلی کے درس اور فتوی نگاری کا منصب سپرد
فرمایا۔ چنانچہ مین بیس۲۰ سال تک دہلی مین مفت کا مفتی اور ہر ایک قسم کے علوم کا مدرس رہا جب
جذبہ نے جوش کیا۔ تو درس اور فتوی کا کاروبار درہم برہم کر کے وہان سے چل دیا اس طرح۔ کہ کسی کو
معلوم نہین ہوا۔ اثنائے سفر مین شیخ شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی کی ملازمت
حاصل ہوا۔ ان اصحاب نے اپنا جبہ اور دستار مجکو عنایت فرمایا جب پھر ہند مین واپس آیا تو
جذبہ اور زیادہ قوی ہو گیا تھا۔ دو کان شیخی کی جو کچھ پونجی تھی۔ تمام جمنا کے پانی مین بہادی
اور قلندرانہ حیثیت سے اپنے اصلی وطن مین پہونچا۔ اشرف موجودات علیہ الصلوۃ نے
سنت اور اللہ تعالی عز اسمہ نے فرض مجکو معاف کر کے ارشاد فرمایا۔ شرف۔ تو عین ہم ہین۔
(تیری ذات عین ہماری ذات ہے۔) مولانا سراج الدین اور سید امیر علی وغیرہما علمائے وقت نے
اعتراضات کرنے شروع کئے۔ مینے جواب دیا کہ آپ لوگ کتابی علوم مین گرفتار رہین۔ خاموش

رہیئے۔ آپ لوگون کے اُستادون کو بھی بات کرنے اور سرِ وقت فرمانے کا منصب نہین ہے۔
اسّی برس خرقہ پوش رہا۔ اور بے شمار مرید کیئے۔ سلطان جلال الدین خلجی اور سلطان علاء الدین
خلجی مع تمام فرزندون اور سپاہ کے۔ اور نیز دیگر سلاطین ہند میرے مرید تھے۔ اور کسی سے ایک
قیراط کی برابر بھی کچھ مینے نہین لیا۔ اور اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ کے خزانے
ہر روز ہزارہا ذی احتیاج لوگون کو اونیٰ بخشش سے تونگر کر دیتا تھا۔ اور میرے مریدون مین سے
بعض نے آگ کے اندر۔ اور بعض نے ردی آب پر سجادہ بچھا کر نماز پڑھی ہے۔ ایک مدت تک
ہوا مین مکان و زمان طے کرنے کی یعنی اُڑنے کی مجکو طاقت تھی۔ ایک روز ایک خوش گلو
جوان میرے پاس آیا۔ اور اُس نے ایک غزل گائی۔ اُس کے سننے سے مستی اور شورش
پیدا ہوئی۔ جو کچھ طمطراق میرے ساتھ تھا۔ سب کو مینے چھوڑ دیا۔ اور اُس قوال کا مدعا ایک
دعا دیکر پورا کیا۔

جو شخص درویشون کے اسرار پر درست اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ اس جہان مین اور نیز اُس جہان مین اپنی مرادین
پاتا ہے مصرع اعتقاد تو بہار گلستان معنی ست۔

یادِ شیخ نظام الدین شیرازی

آپ نے حرمین شریفین بلحاظ و غرب زاد ھما اللّٰہ شرفًا کے طواف سے دو جہانی سعادت حاصل کی تھی
اور آپ کے دل مین سماع و سرود کی فریفتگی اور شیفتگی بے انتہا تھی۔ خدا بینی کا تو فروغ حاصل تھا ہی۔ شریعت
و طریقت کے اصول پر بھی اندرونی علائق اور بیرونی آلائش کی شست و شو کمال کی تھی۔ اور یہ مزید بران تھی
جسم مین۔ گوش سر مین اور دل مین حق کی باتین سننے کی استعداد بہت کچھ تھی۔ سلطان نظام الاولیا کی
خدمت مین دوستی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے راز داری کی بزم مین آپ کی آمد و رفت رہتی تھی۔ قبر سلطان علاء الدین
کی دہلی مین آپ کے مکان کی برابر مین بنائی گئی مصرع ز خود خالی و پر از معرفت بود۔

یادِ شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری

آپ سلطان نظام الاولیا کے بڑے خلیفہ ہین۔ قدس سرہما درد اور سوز بہت تھا۔ اپنے پیر سے خلافت
کا خرقہ مکرر حاصل کیا تھا۔ کہتے ہین جب اپنے وطن سے پیر کی ملازمت مین جایا کرتے تھے۔ تو کئی کئی منزل
کی ایک ایک منزل کیا کرتے تھے۔ ایک روز لوگون نے آپ سے کہا۔ آپ پاؤن سے نہین چلتے ہین۔ بلکہ پرند کی طرح

۵۱ معنی جتنی چیزین ہین۔ ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲۔

طرح اُڑتے ہین - جواب دیا - یہ مرتبہ پانون کے ساتھ چلنے اور پرون کے ساتھ اُڑنے سے نہین ملتا ہے - بلکہ یہ
شوق جو ہے یہ طے مکان کا ذریعہ ہے - اور یہ حکایت بیان کی - زمانہ سابق مین ایک شخص حاکم قنوج ہو گیا ہے
جس نے حوض کیتھل کے پانی سے پرورش پائی تھی - اور اس پانی کے سوا دوسرا پانی اُس کے مزاج کے موافق
نہین آتا تھا - ناچار ایک شتر سوار کی ہر روز اِس کام پر نوکری رہتی تھی - باوجودیکہ پانچ منزل کا فاصلہ تھا
مگر شتر سوار ایک رات دن مین پانی قنوج مین پہونچاتا تھا - ایک اور جوان تھا - جس کی قنوج مین ایک
خوبصورت معشوق کے ساتھ دلبستگی تھی - ایک روز یہ عاشق جوان حوض کیتھل کے کنارہ شتر سوار سے
ملاقی ہوا - چونکہ وہ شناسا نکل آیا - اسواسطے اب اُس نے پیغام دینا شروع کیا - اور عاشقی کی باتون مین
یہان تک محو ہوا - کہ اونٹ کے ساتھ قدم بقدم چلتے چلتے دور تک نکل گیا - یکایک اُسکو اپنے دور تک نکل آنے کی
آگاہی ہوئی تو رخصت ہونے لگا - شتر سوار نے کہا - اے سودائی مزاج عاشق - اب تو قنوج کی حدود مین
تو آگیا ہے - اپنے محبوب کو بغیر دیکھے ہوئے کیون لوٹا جاتا ہے - سخن کوتاہ - چند قدم چلا تھا - کہ شہر مین آگیا -
اور دلدار کے دیدار سے آنکھون مین فروغ - اور دل مین فراغ حاصل ہوا - **دوستو** شیوہ محبت کے اس قسم
کے عجائبات اتنے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے انجام پذیر نہین ہوسکتے ہین - خوابگاہ چندیری **المولفہ**

اگر کشش جذبہ تا برساند بکوئے یار	آئین طے ارض کار نگ ہر سمند نیست

یاد خواجہ مؤید الملۃ والدین

آپ سلطان نظام الاولیا کے مریدون اور نیازمندون مین سے ہین - آلہی تائیدات کی بدولت دونون جہان کی
سعادت سے آپ کامیاب تھے - سرود و سماع کا ذوق گویا آپ کے خمیر مین تھا - لیکن بیٹے کے واسطے کمال بیقرار رہتے
تھے - بالآخر پیر کی بشارت سے بیٹا نصیب ہوا - نورالدین محمد انصاری نام رکھا - اور اُسنے باپ کے سایہ پرورش مین بہت
کچھ کمالات اور فضیلتین حاصل کرلی ہین - مؤید کی ابدی خوابگاہ - مقدس حظیرہ نظامیہ مین ہے -

یاد مولانا حسام الدین ملتانی

آپ سلطان المشایخ نظام الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین - اتقا پرستش - اور عرفان مین آپ کو کمال
تھا - جب آپ حجاز کے سفر سے واپس آکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت مین پہونچے - تو سلطان الاولیا نے فرمایا -
حسام الدین - مدینہ منورہ کی زیارت علی صاحبہا افضل الصلوۃ حج کے طفیل مین کرنا محبت والے درویش کا
شیوہ نہین ہے - اس بنیاد پر آپ زیارت مدینہ کا عزم کر کے مصر کے واسطے دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور واسطہ

بعد پیر کی اجازت سے پٹن گجرات مین گوشہ گزین ہو گئے۔ کہتے ہین آپ اپنے حالات درویشی کے اخفا مین بہت کوشش کیا کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت بہم پہونچاتے تھے۔ اور جو کچھ بہم پہنچتا تھا اُس مین سے بھی آدھون آدہ کسی اور شخص کو دیدیا کرتے تھے جو مستحق ہوتا تھا۔ اور رسمی علوم کے درس مین مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش ورفتار اور کاروبار رہا۔

اِن بزرگوار کی کیفیت ظاہر ہونے کا سبب لوگ اِس طرح بیان کرتے ہین۔ ہجری سنہ سات سو پینتیس تھا۔ ایک شخص نے اس سال کے کسی مہینے مین بخدمت سلطان نظام الاولیا دہلی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا گھر شہر نہروالہ مین ہے۔ اور لڑکی کی شادی اتنی نزدیک آگئی ہے کہ مدت معلوم اس قدر مسافت طے کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ سلطان المشائخ نظام الاولیا نے فرمایا شیخ حسام الدین نہروالہ کے رہنے والے ہین۔ ہر روز صبح کو نماز کے واسطے ہماری مسجد مین آیا کرتے ہین۔ اور پھر چاشت کے وقت تک اپنے مکان پر پہونچ جاتے ہین ہم تم کو اُن کے ساتھ کردین گے۔ تاکہ تم بہت جلد اپنے مکان کو پہونچ جاؤ۔ دوسرے روز وعدہ پورا ہو گیا۔ اور یہ بات کرامات حسامیہ کی ظہور کا باعث ہوئی۔ پھر آپنے لوگون کی رہنمائی کرنا اختیار کرلیا تھا۔ چھوٹے بڑے سب آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہین۔ اس خرق عادت کے بعد آپ کی زندگی۔ ہلالی ایک دور سے آگے نہین بڑھی۔ آپکے روضہ کا آستانہ۔ سجدہ گاہ و تعظیم بنا۔ خوابگاہ نہروالہ ہے۔ مصرع تیز ردی کرد وز دنیا گزشت۔

یاد مولانا حسام الدین نہروالہ قدس سرہ

آپ کا سینہ دانش کا دریا تھا۔ اور دانش جوہر بینش سے آراستہ تھی۔ پرہیزگاری داخل عادت تھی۔ اور خوف الٰہی جملہ کاروبار کا مدار تھا۔ مغربی مشائخ کے سلسلہ بیعت مین تھے۔ اور کمال دلبستگی رکھتے تھے۔ طریقت کی رفتار پیران خانوادہ مذکور کی روش پر تھی۔ خوابگاہ نہروالہ۔ مصرع خاندان مغربیہ شرق دیدار اوست۔

یاد شیخ سراج الدین عثمان نامور باخی سراج

آپ کی زاد بوم بنگالہ ہے۔ زمانہ ہوش شروع ہوا ہی تھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین پہونچ کر حلقہ بیعت گوش عقیدت مین پہن لیا۔ حسن خدمت اور نیز حسن سعادت کی وجہ سے مریدی منصب برادری نسبت سے بدل گیا کہتے ہین۔ آپ کو آغاز جوانی مین ظاہری علم سے کوئی نسبت نہین تھی۔ مولانا فخر الدین زرآدی رحمہ اللہ نے ایک روز پیر کے حضور مین عرض کیا۔ کہ ایسا شائستہ زیرک طبیعت کا جوان۔ علوم سے معرا ہے۔ یہ اچھا معلوم نہین ہوتا ہے۔ اگر یہ جوان اپنے تئین چھ مہینے کے واسطے میرے حوالہ کردیوے تو اس کا سینہ ایسے علوم سے بھر دونگا

جن کا گہر دقیقہ شناس عالمون کا ہی ضمیر ہو سکتا ہے - چنانچہ بہت تہوڑی کوشش مین آپنے علم تحصیل کر لیا
اور آئینہ ہندوستان لقب پایا - کہتے ہین - اُسی خدمت گزاری کے زمانہ مین چند بار پیر سے اجازت لیکر اپنی مہربان
مان کے دیدار کے واسطے بنگالہ کو گئے - اور آئے - القصہ جب دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی
تو پیر نے خرقہ خلافت دیکر اپنی زاد بوم مین رہنے کی اجازت دی - یہان پر بہت تہوڑے دنون مین جملہ خورد و کلان
کے پیشوا ہو گئے - اور رحلت کے بعد اُسی جگہہ آرام ہی کیا - بیت

مہر گردون سراج عالم تن		مہر جان ہا اخی سراج بود	

یاد شیخ عمر اسعد لاہوری

مولد و مدفن شیخ نور بنگالی

علاء الحق مخدوم العالم علاء الحق بنگالی آپکا القاب ہے - آپ دونون جہان کے سردار تہے - اور درسی و لدنی دونون
علم آپ کو حاصل تہے - شیخ اخی سراج کے مرید ہین - جو سلطان نظام الاولیا چشتی کے بزرگ خلیفہ تہے - اخیر مین دولتمند
ہو گئے - اور ملک بنگالہ و بہار مین تمام سروران حقیقت کے پیشوا ہوئے - آپ کی قبر پنڈوا مین ہے قدس سرہ

مصرع مشتاق طوف مرقد او خازن بہشت

یاد شیخ نور قطب عالم

آپ کا نام احمد - اور لقب نور الدین اور نور الحق ہے - شیخ علاء الدین والحق کے بیٹے اور نیز خلیفہ ہین - جو شیخ اخی
سراج کے بزرگ خلفا مین سے ہین - خوابگاہ پنڈوہ ہے - جو صوبہ بنگالہ کے مشرقی سمت مین ہے - درد و نیاز اور سوز و
گداز آپ کو بہت تہا - باپ کی خانقاہ مین جس قدر درویش رہتے تہے - اُن کی تمام خدمتین جیسے کپڑے دہونا - پانی
پانی گرم کر دینا - ایندہن لا دینا - جہاڑو دیدینا - آپ انجام دیتے تہے - ایک روز پدر بزرگوار نے فرمایا - نور - دیکہو فلان
مقام پر جس کنوئین سے شہر کی عورتین پانی کہینچتی ہین - اُس کے آس پاس کیچ رہتی ہے - بیچاری عورتون کا
پانون پہسلتا ہے - حکم یہ ہے - اُس جگہہ صبح سے چاشت تک - اور تیسرے پہر سے شام تک کہڑے رہا کرو - اور برتنون
کو اپنی سر پر اُٹہا کر اُس کیچڑ سے نکال کر جس کے اُس کو دیدیا کرو - چار سال تک آپ یہ فرمان برداری کرتے رہے
آپ کے مکتوبات بہی ہین - جن مین سلوک اور طریقت کو شیرین عبارت کے ساتہہ بیان کیا ہے - اور درد و نیازمندی
کے اسرار کو موثر اور شوق افزا الفاظ مین لکہا ہے - ذیل کے چند فقرے انہین مکتوبات مین سے ہین - نور مسکین نے
عمر ضائع کر دی - اور حصول مقصد کی اُس کو ہوا بہی نہین لگی - حیرت اور حسرت کے سنسان جنگل مین گیند کی طرح
سرگردان اور پریشان پہرتا رہا - عمر ساٹہہ سے گزر گئی تر چشکی سے نکل گیا - اور نفس امارہ کی بدی سے نجات نہین ملی -

ہاتھ مین ہوا - جگر مین آگ - آنکھون مین پانی - سر پر خاک - اور دل مین چاک - اِن چیزون کے سوا کچھ حاصل نہین ہوا - اور ہمیشہ ندامت اور خجالت کے سوا - کوئی دست آویز ہاتھ نہین آئی ۔ مصرع نور رحمت باد شمع مرقدش ۔

یاد شیخ جلال الدین جد شیخ حسام الدین مانکپوری

آپ عالم - عابد - عارف - عزیز صابر - اور متقی تھے - ہمیشہ نماز عشا کے بعد اکتالیس بار سورہ یسین ختم فرمایا کرتے تھے - سلطان نظام الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تھے - کہتے ہین - شیخ محمد - دولتمند سپاہیون - اور کامیاب تونگرون کے لباس مین رہکر اپنی حالت کو چھپائے رکھتے تھے - اور نیز سلاطین اور ارباب مناصب کی ملازمت مین جاتے آتے تھے - ایک روز مانک پور کے قاضی اور اُنکے بیٹے نے - امتحان کے واسطے آپ کی ملازمت کا عزم کیا - یہ بات قرار دی - کہ اگر آپ ہم کو قند دینگے - تو ہم آپ کی ولایت تسلیم کرینگے - آپنے باطنی فروغ سے آنے والون کا ضمیر پہونچنے سے پہلے معلوم کرلیا - فرمایا حسام الدین ابھی ابھی دم چند سادہ دل لوگ - درویش کے امتحان کے واسطے آنے والے ہین - اور اُن کے دل مین قند کی خواہش ہے - تھوڑا سا قند لے آؤ - تاکہ دل کی طرح اُن کا دہن بھی شیرین کیا جاوے - اور اس اُمت کے درویشون کی طرف اعتقاد پیدا ہو جب قاضی جی آپکی ملازمت مین پہونچے - تو وہان پر قند رکھا ہوا دیکھکر تبسم کیا - اور خجالت سے سر نیچے کرلیا - رخصت کے وقت مہمانی کے لیے التماس کیا - فرمایا چالیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوتا ہے - کہ مینے مقلدان قضا کے خوان سے کھانا نہین کھایا ہے - کتابت قرآن کی اُجرت سے لقمہ کھاتا ہون اور کبھی بے وضو قلم سیاہی مین تر کر کے صفحہ کاغذ پر نہین چلایا ہے ۔ مصرع دلش آئینۂ نور ازل باد

یاد مولانا خواجہ

آپ شیخ جلال الدین کے بیٹے - اور مولانا حسام الدین مانک پوری کے باپ ہین - عالم - فقیہ نفس - درویش خو - اور فاقہ کش تھے - ایک روز تین فاقون کے بعد ایک شخص فتوی لکھنے کے واسطے کچھ نقد آپ کے پاس لایا - آپنے قبول نہین فرمایا - گھر والون نے لعن طعن کیا - آپنے کچھ جواب نہین دیا - یہان تک کہ شام ہونے کو آئی - ایک امیر آدمی ملک عین الدین نام مانک پور مین اُترا ہوا تھا - وہ ایک دعا پڑھا کرتا تھا جس مین ایک لفظ پر اُس کے دل کے اندر الجھن پیدا ہوئی شہر والون سے دریافت کیا - یہان عالم کون ہین جن کی خدمت مین جا کر علمی مشکلات پیش کی جائین لوگون نے کہا - مولانا خواجہ ہین - امیر نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ بلا کر جو مشکل تھی - آپ کی خدمت مین ظاہر کی - آپنے فی البدیہہ حل کردی - امیر کی اُلجھن دور ہوئی جس قدر نقد دوپہر کے وقت نہین لیا تھا - اُسی قدر نقد - ایک جوڑہ کپڑہ - اور کھانا پیش کر کے گھر کو روانہ کیا - اُس وقت لعن طعن کرنے والون سے ازراہ مذاق کہا

اور متنبہ کیا۔ کہ جو کوئی میری طرح ہمت کو کام فرما کر ناجائز چیز نہین لیتا ہے۔ جس طرح مجکو آج مشکوک چیز کے عوض مین
اُس کے نہ لینے کے بدولت۔ حلال طیب مال عطا ہوا ہے۔ اسی طرح اُسکو بھی عطا ہوتا ہے۔ خلاصہ اس تقریر کا
یہ ہے۔ کہ اگر انسان دنیا سے گزر جاوے۔ تو آخرت اُسکو ملتی ہے۔ اور اگر آخرت سے بھی اپنے تئین گزار دیوے۔
تو اسکے عوض حق سبحانہ ملتا ہے۔ دیکھو شیوہ گزشتگی۔ تمہارے حصول کا درجہ کہان سے کہان پہونچاتا ہے

یاد مولانا حسام الدین مانکپوری رحمہ اللہ

آپ دنیا اور آخرت مین مقبول تھے شیخ نور قطب عالم سے خرقہ خلافت ملا تھا شیخ شہاب الدین مانک پوری بھی
بزرگ خلفا مین سے ہین۔ اُنہون نے اپنے پیر کے تمام مکتوبات کو فراہم کر کے ایک جلد بنالی تھی۔ جو پیر نے اپنے فرزندون
اور خلفا کے نام لکھے تھے۔ تعداد مکتوبات ایکسو اکیس ہے۔ ان مکتوبات مین زیادہ حصہ اُن مکتوبات کا ہے۔ جو مولانا
نے اپنے بڑے اور عزیز ترین فرزند شیخ فیض اللہ کے نام لکھے تھے شیخ فیض اللہ قاضی شاہ کے نام سے نامزد ہین۔
چند خط اپنے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے نام بھیجے تھے۔ شیخ احمد کو آپ شیخ بدہا۔ نور دیدہ۔ اور دیدہ نور کہا کرتے
تھے۔ بعض خطوط شیخ نعمۃ اللہ کے نام ہین۔ شیخ نعمۃ اللہ لوگون مین شیخ نتھو کے نام سے مشہور ہین۔ اور کچھ حصہ
خطون کا ایسا ہے۔ جو شیخ زاہد شیخ اکمل شیخ راجا۔ اور شیخ خواند عالم مشہور بعاشق کے نام بھی لکھے گئے ہین۔ یہ سب
شیخ نور قطب عالم کے نواسے ہین۔ اِن سب کو خطون اور پیغامون کے ذریعہ سے تلقین فرمائی۔ سلوک طریقت مین عالی
مقامات پر پہونچایا۔ خلافت کا خلعت پہنایا۔ ہدایت پائی اور ہدایت دہی کا مرتبہ عطا کیا لیکن سجادہ نشینی بڑے
بیٹے شیخ فیض اللہ کو ہی عطا ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس آج تک شیخ فیض اللہ کے فرزند درجہ بدرجہ اپنے دادا کی جگہہ
سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہین۔ تمام بنگالہ والے متفق اللفظ کہتے ہین۔ کہ مخدوم حسام کے ایکسو بیس خلیفہ تھے
جو صاحب کمال و اکمال تھے۔ ان مین سے (۱) سید مسعود ابن سید ظہیر الدین فتحپوری۔ جو شیخ سیدن کے نام سے
مشہور ہین۔ (۲) سید حامد شاہ ابن سید راجہ شاہ مانک پوری (۳) سید محمد امیر بدہا جن کا لقب سید صوفی ہے۔
(۴) مولانا کمال الدین عفی اللہ (۵) مولانا شہر اللہ ابو القاسم ملتانی لکھنوری (۶) شیخ نصیر الدین محمود ابن شہر اللہ
لکھنوری۔ (۷) مولانا فرید الدین سالار عراقی (۸) شیخ احمد قنوجی (۹) معین الاسلام اودہی۔ (۱۰) مولانا منہاج الدین
بہاری (۱۱) مولانا جمال الدین حسن۔ فخر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داود کروی (۱۳) مولانا سوندہو کروی
(۱۴) مولانا محمد علا کروی۔ اور (۱۵) شیخ تاج شہاب مانک پوری جن کا لقب از راقی شاہ ہے۔ یہ تمام صدر اللہ کرامی
اکابر زمانہ کے پیشوا تھے۔ بعض اہل باطن تھے اور بعض اہل ظاہر اور اہل بیان تھے۔ قدس اللہ اسرارہم ایک رسالہ

ہے رفیق العارفین نام جس مین ایک مریدنے آپ کی دلچسپ باتین فراہم کی ہین - ان باتون مین سے ایک فقرہ یہ بہی ہے کہ مرید کی نسبت پیر کے ساتہہ بعینہ ایسی ہے - جیسی پیوند کی نسبت جامہ کے ساتہہ ہوتی ہے - اگر پیوند سفید ہے - تو جس وقت جامہ دہویا جاوے گا پیوند بہی صاف ہوجاویگا - اور اگر پیوند سیاہ ہے - تو اُس کی سیاہی کم ہوکر پیوند مائل بہ سفیدی ہوجاوے گا - یہ بہی انہین باتون مین سے ہے - اگر مرید نیک ہین تو پیر انہین کی نیکی سمجہین گے - اور اگر بد ہین - تو اُن کی بدی معاف کردینگے - بہرحال بیعت بے فیض نہین رہتی ہے بیت

بے خدمت است خواجہ مگر بے ارادت است
خدمت نصیب بندۂ صاحب سعادت است

یاد شیخ کالو

آپ کا نام کمال ہے - اور شیخ حسام الدین مانکپوری کے مرید و خلیفہ ہین - آپ کی عمدہ ریاضت تہی - کڑہ مین قبر ہے - لبں اتنی باتون کے سوا آپکے کسی قسم کے حالات راقم کو معلوم نہین ہوئے - جو حوالہ قلم کئے جاوین

یاد شیخ شمس الدین محمد

آپ نہایت بوڑہے آدمی تہے - بیعت تو تہے شیخ نور قطب عالم بنگالہ سے - مگر خرقہ خلافت شیخ رفیع الدین بایزید سے ملا تہا - اور قیام آپ کا اجمیر مین تہا - شیخ جمال دہلوی کے پیر شیخ سمار الدین کا دوستی اور یاری کا رابطہ آپکے ساتہہ بڑا ہوا تہا - شیخ سمار الدین کہتے تہے - کہ آپ کی زبان سے بارہا سنا ہے - مرشد خواجہ معین الاولیا کی نسل مین سے ہین قدس سرہم

یاد مولانا شیخن مانک پوری

آپکو ربانی کلام حفظ تہا - گوشہ نشینی اور تنہائی سے خوش دل رہتے تہے - اسپر بہی اہل جہان آپکے ہی آستانہ کی طرف متوجہ تہے - کہانا کہانے سے ہاتہہ بالکل کہینچ لیا تہا - احیاناً اگر اجاتا تہا - تو ایک لقمہ سے زیادہ نہ کہاتے تہے - جو شخص آپ کی ملازمت مین جاتا تہا - اُس سے گفت وگو اُسی کے حال کے موافق کیا کرتے تہے - یعنی اگر دہقان ہوتا تہا - تو اُس سے دریافت کیا کرتے تہے - تمہارے بیل تو فربہ ہین - کہیتی سرسبز ہے - شقہ دار منصف ہے یا ظالم ہے - جب کوئی شخص آپ سے کہتا تہا - اس قسم کی باتین کرنا درویش کے مناسب حال نہین ہے - تو جواب دیا کرتے تہے - حقائق اور معرفت کی باتین کیونکر دریافت کرون - جن کو یہ لوگ سمجہہ ہی نہین سکتے ہین - اور اگر خاموش بیٹہا رہتا ہون - تو پاس آنے والے کو وحشت ہوتی ہے - ناچار کلام بفحواے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ[1] کرنا پڑتا ہے - تاکہ باہم جدا ہو نوین - تو خوشی وخورمی کے ساتہہ ہو نوین - اور جب یہ شخص اپنے گہر جاویگا - تو گہروالون کے سامنے فخر کے ساتہہ کہے گا - آج شیخ نے مجہسے ایسا کہا - اور ایسا دریافت کیا -

[1] تم لوگون سے اُن کی عقلون کے موافق باتین کیا کرو - ۱۲ -

مناسبتون کے سمجھنے والے اہل سخن اچھی طرح جانتے ہین - کہ ہم جنس گفت وگو کی تقریب برمحل اکثر باتین یاد آجایا کرتی ہین - چنانچہ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی ہے - دسوین صدی کے اخیر مین چوتھے حصہ کا آغاز تھا - اُس وقت کا ذکر ہے - شہر دودہ* مین عماد الملک رومی کا بیٹا چنگیز خان نامی گجرات کے امیران اعظم مین سے تھا - جب وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا تو پانسو درم چاندی اُسکو دیا کرتا تھا - اور کہتا تھا کہ اس قاعدہ کی پابندی اس غرض سے ہے - کہ جب یہ شخص اپنے گھر پہونچے گا - اور اپنے اہل وعیال سے کہے گا - کہ آج چنگیز خان میرے ساتھ ہم کلام ہوا ہے - اگر یہ نقد اس کے پاس نہوگا - تو اس کی راست گفتاری کا کوئی گواہ نہین ہے - القصہ شیخ کے اندر اور بہت سے تصرفات اور خوبیان تھین - اُن کا قیاس اُسی نمونہ پر کر لیا جاوے -

یاد مولانا برہان الدین صوفی پور جمال الاولیا ہانسوی قدس سرہما

آپ صاحب حال وقال تھے - اور علم حجت وبرہان بھی جانتے تھے - آپ فرمایا کرتے تھے - کہ جب پدر بزرگوار کو ناسوتی جہان سے کوچ فرمانے کا وقت پیش آیا - تو اُن کی کنیز جو اپنے وقت کی عارفہ اور عابدہ تھین اور جن کو حضرت گنجشکر مادر مومنان فرمایا کرتے تھے - جو خرقہ اور عصا پدر بزرگوار کو حضرت گنجشکر نے عطا فرمایا تھا سامنے لائین - ارشاد ہوا - برہان الدین کو دیدیا - جواب مین عرض کیا - ابھی خوردسال ہے - ارشاد ہوا - کچھ مضائقہ نہین - ماہ نو ہے - جلد بدر ہو جاوے گا - اور فرمایا - کہ جب اس کا زمانہ ہوش آجاوے - تو اس کو چاہیے کہ سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین کوشش کرے - کہ اُن کی خدمت سے دوجہانی کمالات حاصل ہو جاوینگے

یاد مولانا شمس الدین یحیٰی

اکثر علمی کتب آپ کے مطالعہ سے نکلی ہوئی تھین - بالخصوص اصول فقہ کی کتابین - کہتے ہین - ایک روز آپ مع اپنے بھائی مولانا صدر الدین کے جو آپ کے ہم سبق تھے - مولانا ظہیر الدین کی ملازمت سے اُٹھکر سلطان نظام الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوئے - سلطان الاولیا نے سبق کا سوال کیا - جواب دیا - کشف عنقریب ختم ہونے والی ہے اور آپ کے ساتھ ایک مشکل جو اُس روز کے سبق مین تھی - عرض کی - سلطان الاولیا نے ادنی توجہ سے وہ دشواری آپکے روبرو حل کردی - جو بہت سے لم ولانسلم کے ساتھ بھی مدرسہ مین حل نہین ہوئی تھی - آپ وہان سے عبرت حاصل کرکے اُستاد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور گزری ہوئی حقیقت حال ظاہر کی - اور پھر دوسرے روز اُستاد کے ہمراہ خانقاہ نظامیہ مین آکر بیعت ہوئے - اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ لیا - القصہ ایک عرس کا ہنگامہ تھا قوالی ہو رہی تھی - ایک غزل سنکر آپ کا حال دگرگون ہوا - نالہ وفغان کر رہے تھے - کہ آپ کا نفس ناطقہ روح

*شہر دودہ گجوار ریاست کا علاقہ کہتے ہے - زبان قدیم مین شاید بردودہ کہتے تھے ۱۲

رحمانی سے جاملا۔ مصرع آفتاب ذات اور امشرق و مغرب یکے ست۔

یاد مولانا فخر الدین زرادی

آپ برگزیدہ عالموں اور استاد ناموروں میں سے ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایک روز آپ پر سلطان نظام الاولیا کی نگاہ پڑ گئی تھی۔ کہ رسمی علوم کا خزانہ اور درسی قیل وقال کا کروفر تمام تباہ و برباد ہو گیا۔ ناچار مرید ہوئے۔ تمام کتب خانہ مدرسہ والوں کو تقسیم کر دیا۔ اور وحدت کے مسئلہ کو اپنی نماز و نیاز کا قبلہ گاہ بنایا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر کی اجازت سے حجاز کے سفر کو گئے۔ جب واپس آتے تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ دریا میں ڈوب گئے۔ غیب سے ایک شخص نے آواز دی ھذا بحر عمیق غریق فی البحر۔ شیخ نجم الدین ابوالبرکات مالکی عربستان سے دہلی میں آئے تھے۔ بیان کرتے تھے۔ میں نے ایک زیبا شکل جوان کو انوار الٰہی کا بھرا ہوا طبق ہاتھ میں لیے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو۔ کہاں جاتے ہو۔ اور کیا لیے جاتے ہو۔ جواب دیا۔ میں فرشتہ ہوں۔ لدنی علم زرادی کے لڑکے کے واسطے لیے جاتا ہوں جس نے گزشتہ شب کو اکتسابی علوم۔ خدا کی محبت میں چھوڑ دیئے ہیں۔

یاد شیخ شمس اوتادلہ

اوتادلہ ہندی زبان میں جلد باز کو کہتے ہیں۔ ہدایت دہی میں آپ کی شعاع۔ اپنے نام کی طرح یعنی آفتاب اور فائدہ رسانی میں آپ کی رفتار اپنے لقب کی طرح مثل ماہ تھی۔ کہتے ہیں۔ آپ سلطان نظام الاولیا کے حضور میں اس قسم کی باتیں بہت کیا کرتے تھے۔ کہ ایسی صورت کی آرائش۔ اور طینت کی زیبائی۔ جو اندرونی افسردگی کا نشان اور دلبستگی کا گواہ ہے۔ کیونکر درویش کے واسطے موزون ہو سکتی ہے۔ سلطان نظام الاولیا جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ سلطان نظام الاولیا اپنا سر پیغمبر علیہ السلام کے مبارک زانو پر رکھے ہوئے سو رہے ہیں۔ اس وقت سے گویا زبان طعن کاٹ کر پھینک دی۔ اور بہ ہمیشہ ادب و اعتقاد ملحوظ رکھا۔ سلطان الاولیا بھی فرمایا کرتے تھے جس کسی کو اپنی مراد پر خواہ وہ اینجہانی ہو۔ یا آنجہانی۔ جلد پہنچنا منظور ہو۔ وہ ہمارے شمس کی ملازمت کرے۔ اس بنیاد پر آپ کو اوتادلہ کہتے ہیں۔ خوابگاہ دہلی۔

مصرع یاد خرم جان او از فیض حق۔

یاد شیخ حیدر

آپنے خاموشی کو اپنے حسن جمال کا نقاب بنا رکھا تھا۔ اور ہمیشہ اہل جہان کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الاولیا کے خلفا میں سے ہیں۔ خوابگاہ لاڈو کی سرائے میں ہے۔

یاد خواجہ تقی الدین نوح

آپ خواجہ ہارون کے بھائی ہین - درویشون کی سی عادت - عالمون کی سی طبیعت - اور عابدون کی سی روش تھی - بے انتہا عبادت اور ریاضت کرنے سے دن رات مین آپ کو کھانے پینے کی بھی فرصت نہین ہوا کرتی تھی ایک روز سلطان نظام الاولیا نے دریافت کیا - اِس قدر عبادت کرنے سے تمہاری آرزو کیا ہے - جواب دیا - پیر بزرگوار کی عمر کی درازی - سلطان نظام الاولیا - بہت خوش ہوئے - کہتے ہین - بالآخر - اپنی صحت - بیماری دق کے ہاتھہ فروخت کر کے شیخ سے پیشتر ہی کوچ کر گئے -

یاد خواجہ ابو بکر مصلی بردار

آپ گویا عزت و کرم کا خزانہ - اور ذوق وشوق کی کان تھے - آپ کے سماع کے وقت خانقاہ کے در و دیوار جنبش مین آجایا کرتے تھے - اور حاضرین مجلس مین یہانتک جوش ہوتا تھا - کہ فریاد آسمان تک جاتی تھی توکل اور استغنا کے دائرہ سے پانون کبھی باہر نہین نکالا - اہل دولت کے آستانہ پر کبھی احتیاج لیکر نہین گئے اور با اینہمہ سب سے بہتر ایام گزاری کی -

یاد خواجہ رفیع الدین ہارون

آپ سلطان نظام الاولیا کے مرید اور (بہن کے لڑکے) بھانجہ ہین - پیر کی نظر مین تمام عزیزون اور مریدون سے زیادہ عزیز تھے - پیر آپکے بغیر کھانا نہین کھایا کرتے تھے - کلام ربانی حفظ تھا - تیر اندازی مین ہاتھہ بہت ہلکا اور شست بہت درست تھی - سلطان الاولیا نے اپنی زندگی مین آپ کو اپنی اوقاف کا متولی کر دیا تھا -

یاد شیخ بابو چشتی

آپ کی خوابگاہ کنبایت مین ہے جو ایک بندر ہے احمد آباد سے دو منزل دور - شیخ شیدا آپ کے مرید تھے - پیر بدون مرید (شیخ شیدا) کے کھانا نہین کھایا کرتے تھے - ایک روز ایک خادم نے کمینہ پن اور نیز زیادہ بھوکا ہونے کی وجہ سے کہا - ایک جولاہو کب اس قابل ہو سکتا ہے - کہ اُس کا انتظار کیا جاوے - پیر نے فرمایا - کھانا لاؤ - جب دیگ کے سرپوش اٹھایا تو دیگ مین کیڑے کلبلانے لگے - فرمایا - پھر ڈھک دو - اور ڈھکا رکھو - جب تک شیدا نہ آوے - شیدا آئے - اور کھانا نکالا گیا - بالکل پاک صاف نکلا -

غوثی طلسمی عالم کو ایک ہنگامہ سمجھنا چاہیے - جس کے اعراض اور جواہر ہر ایک شخص کی نظر مین اسکے اندیشہ اور توہم کے تابع ہوتے ہین - لیکن تغیر اکثر معانی مین ہوا کرتا ہے - اور اُس کو ظاہر شریعت مین بھی جائز جانتے

ہین اور صورت کی تبدیلی از قسم خرق عادت ہے - اولیاء اللہ کی کرامات کے ذریعہ سے اُسکو بھی ممکنات سے سمجھتے ہین - اور اشیا کے باطنون پر جو حکم ہے وہ جمال اور جلال کا ہی ہے - جو گوناگون اسما اور صفات کے پردہ مین ظہور کر رہا ہے - جیسے کہ مذکورہ بالا خادم کی نظر مین کھانا کیڑے ہوگیا جس کا دل تجلی جلالی اور حقیقت پوشی کے ساتھ تام زدہ تھا - اور رشید اکی نظر مین کھانا اپنی اصلی صورت مین معلوم ہوا جس کا دل جمال اور عقیدت کی صفت سے آراستہ تھا - حدیث لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ اسی مقام کا بیان ہے - مصرع -

یاد اجہان صورت و معنی مسخر ش

یاد خواجہ شمس الدین دہلوی

آپ امیر خسرو کے (بہن کے بیٹے) بھانجے ہین - قافیہ کا علم - نظم کا ذوق - اور طبیعت کی موزونی یہ صفات آپ کی ذات مین کمال درجہ موجود تھین - سلطان نظام الاولیا کے جمال باکمال پر عاشق تھے - یہانتک کہ نماز پڑھتے وقت جب تک کہ سلطان الاولیا کے چہرہ منور پر نظر نہین کر لیتے تھے - تکبیر تحریمہ نہین کہتے تھے - فرمان بردارانِ نظامیہ مین سے بعض کا یہ قول ہے - کہ عشق کی ہی بیماری مین جان دیدی - اِس بیماری کے سوا کوئی اور علت آپ کے مزاج مین واپسین دم تک نہین تھی - اور جو قبر بزرگوار ماموں کے مزار کے تحت مین ہے - کہتے ہین - کہ وہ آپ کی ہی قبر ہے - شاید ہو گی -

یاد خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر

آپ خانہ شریعت کے ستون - اور دربار طریقت کے وزیر تھے - کہتے ہین - آغاز جوانی سے ختم زندگانی تک کبھی تکبیر اولی ہاتھ سے نہین جانے دی - مقدس روضہ نظامیہ مین اکثر اوقات نماز کی امامت کیا کرتے تھے - اور وہان سے باہر نہین جاتے تھے - ہر شب جمعہ مین ختم قرآن کرنا آپ کا وظیفہ تھا -

یاد مولانا مغیث الدین دہلوی

آپ سلطان نظام الاولیا کے مقبول اور بزرگ خلفا مین سے ہین - ہجری سنہ سات سو بیس مین بیر بزرگوار کی اجازت سے مالوہ کی طرف آئے - اور شہر اُجین مین دریائے شپرا کے کنارہ گوشہ گزین ہوگئے - جب عالم علوی کو کوچ فرمایا تو اُسی جگہہ قبر بنائی گئی - جہان گوشہ گزین تھے - عجیب جگہہ ہے - ہوا اور فضا کے اعتبار سے بہشت کا نمونہ ہے ہر شب جمعہ کو اکثر لوگ نذر و نیاز آپکے مزار کے پاس درویشون کو تقسیم کیا کرتے ہین - سرود و سماع کی مجلس ہوتی ہے - اور نیز حسن و عشق کا بازار گرم ہوتا ہے -

یاد سید شمس الدین خاموش

آپ سید محمد کرمانی کے فرزند ہین ـ آپ کا چہرہ حسین تہا - اور عادات دلکش تہین - اکثر خلفاے نظامیہ سرود و سماع کی مجلس آپ کے مکان مین کیا کرتے تہے - کہتے ہین - ایک کم فہم آدمی تہا - اُس نے آپ کی سیادت اور ولایت پر اعتراض کیا تہا اُسی دم کیا دیکہتا ہے - غصہ مین بہری ہوئی ایک جماعت اُس شخص کے ہاتہ باندہکر سولی کے نیچے لیے جاتی ہے - یہ حالت دیکہکر وہ شخص دل مین اپنے خیال سے باز آیا - پس خوف دلانے والی صورت مع اپنے اثرات کے نظر سے غائب ہوگئی شخص معترض نے یہ عجائبات دیکہکر آپ کے قدمون مین سر رکہا - عذر و معذرت سے پیش آیا - اور جو کچہہ اُسپر واقعہ گذرا تہا - بیان کیا - کہتے ہین - آپنے ہجری سنہ سات سو بتیس مین ہستی موہوم کو چہوڑ دیا - مصرع داشت روشنی در دل و در دیدہ حکم آفتاب -

یاد مخدوم جہانیان قدس سرہ

آپ کا نام سید جلال تہا - آپ بخارا کے سادات عظام مین سے ہین - ظاہری علم اور باطنی معلومات سب کچہہ آپ کو حاصل تہی - عالم غیب سے عالم دنیا مین آپ کے تشریف لانے کی تاریخ پندرہوین شعبان کی رات ہے اور ہجری سنہ سات سو سات تہا - اور امکانی سرا سے وجوب کے محل کو باز گشت کا سال اور مہینا عید قربان کا روز اور ہجری سنہ سات سو پچاسی لوگ بیان کرتے ہین - آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قریشی کے مرید اور نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - چند روز آپ کو امام عبد اللہ یافعی صاحب تاریخ کے ساتہ بہی اتفاق صحبت رہا ہے - ایک کتاب خزانہ جلالی آپ کی ملفوظات مین سے ہے - اُس مین آپنے بہت سی فائدہ مند باتین امام سے لکہی ہین - اور آپ کے ایک مرید تہے شیخ جمال نام تہا - اپنے وقت کے عالم تہے - اُنہون نے جو آپ کی پر اثر باتین بواسطہ یا بیواسطہ سنی تہین - اُن سب کو اپنے قلم سے فراہم کیا ہے بڑی کتاب ہوگئی ہے - جامع العلوم جلالی اُس کا نام بتلاتے ہین -

آپ کے دلچسپ کلمات مین سے یہ بات بہی ہے - کہ آپنے فرمایا ہے - **شریعت** اعضاے بدن کا پاک کرنا ہے تعمیل اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعہ سے - **طریقت** دل کو سنوارنا ہے - تہذیب اخلاق کی مدد سے اور **حقیقت** نفس ناطقہ کو پاک و صاف کرنا ہے آئینہ روح سے ماسوائی زنگ دور کرکے - اس بنیاد پر شریعت کے پہاڑ دن مین کا ایک ذرہ بہی طریقت اور حقیقت کے آفتاب کی شعاعون سے بہتر اور بزرگ تر ہوتا ہے - حال آنکہ شریعت سے مخلوقات کے صرف جسم کی اور ظاہری افعال و اقوال کی آراستگی ہوتی ہے

اور طریقت وحقیقت کا تعلق، اندرونی آزادی سے ہوتا ہے - اور نیز طریقت وحقیقت اللہ عزہ اسمہ کی نظرگاہ ہین - کیونکہ شریعت کے ساتھ گناہ گاری - واہی تباہی خیالات - اندرونی کفر - اور نہانی شرک یہ تمام چیزین ایک شخص کے اندر جمع ہوسکتی ہین - برخلاف طریقت اور حقیقت کے - کہ یہ دونون چیزین روح کی روشن ضمیری پر مبنی ہین - اور روشن ضمیری کا پیدا ہونا راستی - درستی - یگانگی - یک رنگی - گرفتگی - پرہیز گاری - ایک کو دیکھنا - اور ایک ہی سوچنا - اِن صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بدون ممکن نہین - اور مذکورہ بالا تین طریقون کا نام اصطلاح تصوف مین تزکیہ - تصفیہ - اور تجلیہ ہے - ان طریقون کا مفصل اور صحیح بیان اکثر کتب تصوف مین لکھا ہوا ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے -

عید قربان کے روز ملک الموت - مخدوم کے پاس ادائے امانت کا پیغام لائے آپنے فرمایا - لوٹ جاؤ - اور تیسرے پہر تک صبر کرو - تاکہ جلال کے لڑکون کو خوشی کی صبح - ماتم کی شام نہ ہوجاوے - جب لوگ عید کی چہل پہل سے فارغ ہوئے - تو آپنے معنوی سفر کیا - مصرع باد عید جان او دیدار حق -

سید شرف الدین مشہدی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے - کہ مخدوم کو کچھ اوپر چار سو چالیس اصحاب سے خلافت تھی منجملہ ان کے جس قدر بیان صحت کو پہونچا ہے - اور شجرہ مین لکھا ہوا دیکھا ہے - یادداشت مین لکھہ لیا ہے -

فہرست خلافت مخدوم قدس سرہ جو صحیح بیانات سے معلوم ہوئی ہے

خلافت	کیفیت
اولاً - پدر بزرگوار سید کبیر بخاری سے خلافت تھی	یہ سلسلہ آباو اجداد کے ذریعہ سے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے -
دوسرے - اپنے عم سید محمد بخاری سے تھی -	یہ دونون خانوادے شیخ بہاء الدین زکریا تک منتہی ہوتے ہین -
تیسرے - شیخ رکن الدین ابوالفتح سے	
چوتھے شیخ الاسلام محمود شاہ زاد بوم تستر - مسکن سورکاہ علاقہ فارس سے - - - - - -	مخدوم نے ہجری سنہ سات سو اڑتالیس مین جب کہ محمود شاہ کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی - ملازمت مین پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا - اور کتاب عوارف خطبہ سے خاتمہ تک پیر سے پڑھی تھی - پیر نے عوارف کو مصنف کی خدمت مین پڑھا تھا - دو تین چار ان تینون خانوادون کا سلسلہ شیخ الشیوخ سہروردی تک پہونچتا ہے

پانچوین - امام عبداللہ یافعی سے خلافت تھی	یہ شجرہ ابو مدین مغربی تک پہونچتا ہے۔
چھٹے - شیخ ابو عبید حینی سے ۔۔ ساتوین - شیخ نورالدین علی ابن عبید اللہ طرابلس سے	یہ دونون سلسلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے جا ملتی ہین۔
آٹھوین شیخ فریدالدین گنج شکر سے - عالم روحانی مین۔ نوین - شیخ قطب الدین منور سے ۔۔ دسوین - مولانا شمس الدین یحیی اودھی سے ۔ گیارھوین - نصیرالاولیا چراغ دہلی سے ۔۔	ان چارون چمنون مین شگفتگی خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نوبہار ہدایت سے ہے۔
بارھوین - شیخ رکن الدین منجی سے ۔۔	یہ سلسلہ شیخ ابو عبداللہ خفیف شیرازی کے توسط سے سلطان ابراہیم ادھم کو پہونچکر خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔
تیرھوین - سید جلال اوچوی سے ۔۔	یہ ہدایت کا خاندان شیخ نجم الدین کبری سے جا ملتا ہے۔
چودھوین - سید حمید الدین محمود چشتی سمرقندی سے ۔	یہ خانوادہ خواجہ مودود چشتی تک پہونچتا ہے۔
پندرھوین - شیخ نجم الدین اصفہانی سے ۔۔	یہ خاندان شیخ ابوبکر نساج پر تمام ہوتا ہے۔ قدس اللہ اسرارہم اجمعین۔

ان کے سوا اور خلافتین جو صحت کے درجہ کو نہین پہونچی ہین - بہت سی ہین - ایک بیان ہے - کہ سو سے متجاوز ہین - اسی اوپر بیان ہو چکا ہے کہ سید شرف الدین شہدی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے - کہ کچھ اوپر چارسو چالیس خدا شناس رہنما اور عالمون سے مخدوم نے ملازمت حاصل کر کے خلعت خلافت - اور فیض پایا تھا جس قدر کوشش کے ذریعہ سے تحقیق ہوا ہے - لکھا گیا - اگرچہ دیگر رسالے ایسے موجود ہین - جن کے اندر مخدوم کی خلافتون کا سلسلہ بعض مین مذکورہ بالا تعداد سے کم اور بعض مین زیادہ لکھا ہے - مگر صحیح طور پر یہ معلوم نہین ہوا ہے - کہ لکھا ہوا حال کہان تک قابل اطمینان ہے - العلم عند اللہ۔

یاد امیر سید احمد ابن سید محمد کرمانی

آپ کی کرامتین زبردست تھین - اور حالات قوی تھے - سلطان محمد تغلق شاہ نے بزعم سلطنت ایک روز

آپ کے پانون مین بیڑیان ڈال دی تہین - مگر وہ بدون ہاتہہ لگانے کے فوراً کہل پڑین - جب یہ ماجرا سلطان نے سنا - تو آپ کی محبت اُس کے دل مین پیدا ہوئی - اور استحکام کے ساتہہ پیدا ہوئی - اور از سر نو مصاحبت کا سلسلہ قایم ہوگیا - سلطانی کمالات سلطان نظام الاولیا سے حاصل ہوئے تہے - خلافت کا خرقہ بہی سلطان الاولیا سے ہی تہا - سلطان الاولیا کے خلفا کے اجازت نامے آپ لکہا کرتے تہے - روز پنجشنبہ تاریخ اکیسوین شعبان ہجری سنہ سات سو بائیس کو آپنے اپنی زندگی کا پانون تعینات کی زنجیر سے نکال لیا - بیت

گر نیار دبست پائے ہوشمند	حلقہ حلقہ بگسل آن زنجیر را

یاد شیخ نصیر الدین محمود اودھی

گنج معانی اور چراغ دہلی آپ کا لقب ہے - نفس جو بظاہر دوست اور عادةً دشمن ہے - اس کی لڑائی مین آپ کو فتح مندی کے ساتہہ کامیابی ہوئی تہی - وجدان - کشف - اور اشراف یہ مدارج بہی آپ کو حاصل تہے - شیخ جمال دہلوی نے سیر العارفین مین لکہا ہے - سلطان نظام الاولیا کا سال زندگانی جب نوے اور چار یعنی چورانوے کو پہونچا - تو روز چہارشنبہ اٹھارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ سات سو پچیس کو خلفا کی انجمن فراہم کی اور ہر ایک کو خرقہ خلافت عطا فرما کر صد اصد اسمتون مین مقرر کیا - اخیر مین چراغ دہلی رہ گئے - آپ کو اپنے پیر کا خرقہ مصلی - تسبیح - اور کاسہ عنایت فرما کر اپنا جانشین کیا - اور دہلی والون کی رہنمائی - آپ کے سپرد کر کے وصیت فرمائی - کہ اغیار کے آزار اور سرزنش پر صبر کرنا - اپنی عادت رکہنا - اُسی روز پچہلے وقت آنکہین بند کر کے عالم قدس کو روانہ ہوگئے - بعد مین جملہ خلفا نے بہی آپ کی جانشینی پر خوشی کے ساتہہ رضامندی ظاہر کی -

کہتے ہین - سلطان محمد تغلق شاہ کا مزاج کج واقع ہوا تہا - بے وقت آرزوئین اور کام پیش کر کے آپ کو ناحق خفت پہونچایا کرتا تہا - رازدارون نے چراغ دہلی کی خدمت مین عرض کیا - جس دعا سے کیفر کردار ملے - ایسی دعا سے بدکردار کو کیون گوشمالی نہین دیجاتی ہے - فرمایا - نصیر کا معاملہ اپنے علیم بصیر کے ساتہہ ایسا ہے - کہ وہ بدون کسی لغزش کے ایسی آزمایش پر گوشمالی نہین دیتا ہے - اِس بنیاد پر سلطان سے دل مین کدورت پیدا کرنا - درویش کے واسطے زیبا نہین ہے - بلکہ احسان مند ہونا مناسب ہے -

القصہ - آپ کے دامن ارشاد سے بہت خداشناس لوگون کو ولایت حاصل ہوئی اور وہ قطب بہی ہوئے - بعض کے صحیح حالات اُن اصحاب کے حالات کی یادداشت سے ظاہر ہونگے - جو آپ سے

بیعت ہین - اور جنہون نے خرقہ خلافت پایا ہے - آپنے پیر کے بعد چھتیس سال تک لوگون کی ہدایت کی - پیر وہ ایسین فرمایا سات

چراغ دہلی از ہر مسیحا آسمانی شد		اگر تا خور شید را باخو یشتن ہمسایگر داند	

یاد شیخ ابراہیم

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے امام تھے - کہتے ہین - ہنگام نماز تکبیر اولی مین آپ کی نظر - جمال کعبہ پر پڑا کرتی تھی - اس سبب سے ناچار آپ الی عین الکعبۃ کہا کرتے تھے - نہ الی جہۃ الکعبۃ - آپ کی قبر کالپی مین ایک قبہ کے اندر ہے جو مولانا خواجگی قدس سرہ کے گنبد کی برابر مین ہے -

مولانا خواجگی کے تین بھائی اور تھے - مولانا مغیث الدین اور مولانا وجیہ الدین یہ دونون ایک ہی جگہ اُجین مین پانی کے کنارہ سوئے ہوئے ہین - اکثر لوگ شب جمعہ کو نذر مین لیجاتے ہین اور مولانا غیاث الدین نے قصبہ دہار کی حدود مین آرام فرمایا ہے - اور یہ دونون شہر - ملک مالوہ مین ہین -

یاد سید حسین کھنگ سوار نہروالہ خلیفہ نظام الاولیا

خرق عادات کا لباس - اور توفیق عبادات کا خلعت - جو معرفت اور حقیقت کی سنجاف سے آراستہ تھا آپنے زیب بدن کر رکھا تھا - آپ ہجری سنہ چھ سو اڑسٹھ مین علم غیب کے خلوتخانہ سے عالم ظہور مین تشریف لائے - اور سترہ سال کی عمر کے بعد - خدا طلبی کے راستہ مین قدم رکھا - ایک سو تیرہ سال طریقت کی سیر فرما کر ہجری سنہ سات سو اٹھانوے مین عالم صورت ملک معنی کو کوچ فرما گئے - آپ کی خوابگاہ نہروالہ شہر مین تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے

کہتے ہین - حسن و تجمل کے آغاز مین ایک روز آپ اثنائے راہ مین بہلول مجنون کے پاس جا پہونچے - بہلول کی خدا بین آنکھ آپکے جمال اور حال پر پڑی - ایسے فریفتہ ہوگئے - کہ دل محبت کے جال مین پھنس گیا - اور خود ہمراہ ہوگئے - ہر چند پرستاران ہمراہی نے دورباش کی - مگر وہ تو دل دادہ تھے - دورباش کارگر نہ ہوئی - اسواسطے صاحب حسن سے تنگ ہوکر بہلول کی پشت پر ایک تازیانہ رسید کیا - بہلول نے نعرہ مارا - اور رقص کرنے لگے تازیانہ مارنیوالے جوان کی آواز سنکر بیہوش بلکہ دیوانہ ہوگیا - بارہ سال برابر ایک درخت کے نیچے گزار دئے - اور جب تک جیتے رہے - وہ اپنی قوت کے کام مین لاتے تھے - ناگاہ ایک رات عالم خواب مین حضور خاتم الانبیا علیہ السلام نے آپکو اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ [ف] کے حلقہ مین لیکر اپنی خاص کلاہ سے سرفرازی بخشی اور فرمایا - ہر ایک دور مین ایک شخص اولیا اللہ کا مدار ہوتا ہے - اس زمانہ مین سلطان نظام الدین بدایونی مدار ہین - ان کی ملازمت مین جلد جاؤ - ہم بھی سفارش کیے دیتے ہین - حکم کی تعمیل کی گئی جب آپ خانقاہ کی دہلیز پر پہونچے

[ف] اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہین - وہ لوگ بیشک اللہ سے بیعت کرتے ہین ۱۲

سلطان نظام الاولیا نے بذریعہ اپنے باطنی فروغ کے آپ کے آنے سے آگاہ ہوئے ایک نوکر کو ارشاد کیا۔ سید حسین کو اندر بلالو۔ جب نوکر باہر آیا۔ تو اس نام کے بہت لوگوں کو کھڑا پایا۔ واپس چلا گیا۔ ارشاد ہوا۔ سید حسین دہلوی کو بلاؤ دہلوی بھی اس نام کے چند اشخاص تھے۔ پھر واپس گیا۔ اور جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا۔ کہ دہلوی غیاث پوری کو ہم بلانا چاہتے ہیں۔ اس تخصیص سے امتیاز ہوا۔ اور آپ اندر گئے۔ سلطان نظام الاولیا نے اسی دم اپنے سر سے کلاہ اتار کر آپ کو دی۔ آپ نے عرض کیا۔ فقیر خواب میں فاتح وحدت اور خاتم نبوت علیہ السلام سے بیعت ہو چکا ہے۔ جواب دیا۔ یہ محبت کی کلاہ ہے۔ نہ کہ بیعت کی۔ اس بات پر آپ نے کمال عجز و انکسار سے کلاہ قبول کی۔ چند روز بعد درسی علوم کی تحصیل کے واسطے اجازت ملی۔ اور تھوڑے عرصہ میں علم کے دروازے آپ کے روبرو کھل گئے۔ یہاں تک کہ ہدایہ فقہ پر مشکل کشا حاشیہ آپ نے لکھا ہے۔

خلاصہ کلام یہ۔ کہ جب دونوں عالم کے کمالات سے آپ کامل و مکمل ہو گئے۔ تو آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر گجراتیوں کی ہدایت کے واسطے رخصت کیا۔ جب آپ حسب ارشاد پیر اپنی ہمشیرہ بی بی آرام نام کے ہمراہ گجرات کی طرف آئے۔ تو ایک موضع ہے کہ دربی نام مضافات دیوہی میں۔ وہاں پر آپ ایک مدت تک خدا پرستی کرتے رہے۔ اور پھر وہاں سے نہروالہ میں جا کر حجرہ بنا لیا۔ دونوں آدمی حصور تھے۔ جس حیثیت سے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ اسی حیثیت سے خاک کے پیٹ میں جا آرام کیا۔ ایک دفعہ دو مرد سپاہی صورت آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا۔ سر دوستی کا شوق دل سے جوش کرتا ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اپنی تلوار گرد کر کنگر قوال کا اور کیچڑی کا خرچہ بہم پہونچایا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سماع سنکر خوش ہوئے اور دونوں کو دعائے خیر سے دونوں جہان کی نعمتیں دیکر مالا مال کیا۔ انہوں نے بہت جلد تن گدازی اور جان نوازی کی توفیق اور داد دہش کی دستگاہ حاصل کر لی۔

کہتے ہیں۔ سلطان وقت رعایا کے اوپر ظلم کیا کرتا تھا۔ آپ نے بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی۔ سلطان کے کان خوش آمد کی باتیں سننے کے عادی تھے۔ لہذا یہ بات اسکو پسند نہیں آئی۔ آپ نے غصہ ہو کر پیغام بھیجا۔ کہ تو بس شحنہ سے زیادہ نہیں ہے۔ عزل و نصب ہمارے اختیار میں ہے۔ ظلم کرنے سے باز آ۔ یا واپسی سفر کے واسطے کمر باندھ لے۔ اس نے بدمستی سے اس تنبیہ کو بھی باہوائی سمجھا۔ اسی روز غول کے غول سانپ اور بچھو آٹھوں طرف سے اسکے گرد فراہم ہوئے۔ جب سلطان نے یہ صورت خراب دیکھی۔ تو ظلم سے باز آ کر توبہ کی۔ اور چند دیہہ معاش کے لیے سید کی آل و عیال کے نام پر مقرر کر دے۔ اور مریدانہ سلوک کے ساتھ پیش آیا۔

مصرع حسب ونسب نبی داشت حسین

۵ یاد بی بی آرام حصور

آپ سید حسین نہروالہ کی ہمشیرہ ہین شریعت اور طریقت کی راہ چلنے مین اپنے عارف بھائی کی برابر تھین جب ان دونون کو بزرگوار پیر سلطان المشائخ نظام الاولیا کی خدمت سے گجرات جانے اور رہنے کی اجازت ملی ۔ تو الٰہی توفیق کو رفیق بناکر دونون اُس ملک مین جا پہونچے ۔ موضع کدوری علاقہ دیوہی مین عبادت اور قیام کے واسطے گوشہ اختیار کیا ۔ اور خداے تعالیٰ عز اسمہ کی عبادت مین زندگانی کا ماحصل یعنی بے بہا انفاس صرف کرکے دربار الٰہی سے سعادت قبول حاصل کی ۔ ایک شخص محض بیہودہ اور بے عقل تھا ۔ اتفاقاً وہان آنکلا اور ایسے طریقے سے سوال کیا ۔ جو ادب سے بالکل بعید تھا ۔ یعنی یہ کہ تم دونون شخصون کے درمیان مین کیا نسبت ہے جواب پایا ۔ باہم برادری اور خواہری کی نسبت ہے ۔ اُسنے اس جواب کو لغو سمجھا ۔ اور ایسی نامناسب گفت وگو سے پیش آیا جس سے آزار پہونچا ۔ پیر سید کی پشت پر گستاخانہ لکڑی ماری ۔ روایت ہے ۔ اُس لکڑی کا نشان اُسی ظالم کی پشت پر پڑا کہتے ہین ۔ اس وقت تک اُس موضع مین شخص مذکور کی نسل سے جو بچہ ہوتا ہے ۔ اُس کی پشت پر وہ نشان ضرور ہوتا ہے ۔ پھر آپنے چند روز بعد پیر بزرگوار کی اجازت سے اپنے بھائی کے ہمراہ شہر نہروالہ مین جاکر جھونپڑا بنالیا ۔ اور ہجری سنہ سات سو نوے مین کوچ کیا ۔ خوابگاہ تالاب سہسلنگ کے کنارہ ہے جس کے پانی سے نہروالہ کے لوگ سیراب ہوتے ہین مصرع بادسیرابی ز حوض کوثرش ۔

یاد سید نورالدین مبارک

آپ سید محمد کرمانی کے سب سے بڑے بیٹے ہین ۔ حضرت گنجشکر کی طرف سے کنیت ابوالقاسم ملی تھی ۔ اور نیز بہت کچھ عنایتین دیکھی تھین ۔ خرقہ خلافت خواجہ قطب الدین ابو محمد چشتی سے حاصل تھا ۔ جو اپنے جد اعلیٰ خواجہ مودود چشتی کے سجادہ نشین ہین قدس سرہم فرماتے تھے ۔ کہ جس زمانہ مین خواجہ ابو محمد کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی تھی ۔ اُس زمانہ مین خواجہ ابو محمد ۔ کم عمر تھے ۔ اس سبب سے چچازاد بھائیون نے سجادہ نشینی کے قابل نہ سمجھکر توقف کیا ۔ شیخ نظام الدین علی چشتی خواجہ ابو محمد کے چچا تھے ۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین خراسان سے آکر دہلی مین اقامت فرمائی تھی ۔ عمائد شہر نے خواجہ نور اور خواجہ غور کو شیخ نظام الدین علی چشتی کی خدمت مین بھیجا ۔ اور سجادہ نشینی کی تجویز اُن کی راے پر منحصر رکھی ۔ شیخ نظام الدین علی چشتی نے جواب مین لکھ بھیجا ۔ کہ سجادہ نشینی کا خلعت خواجہ ابو محمد کو ہی ملنا چاہیے ۔ چونکہ اس قرارداد مین صورت لغزش پیدا ہوئی ۔ لہذا

والی خراسان ملک شمس الدین نے مودودیہ عصا اور خرقہ ایک مکان میں مقفل کیا اور مدعیان منصب کو ایک ایک کرکے بھیجا - اور کہا - کہ دروازہ مکان کا بدون کنجی کے جس کسی کے واسطے کھل جاویگا - وہی سجادہ نشینی کے قابل سمجھا جاوے گا - بالآخر خواجہ ابو محمد کے واسطے دروازہ کھل گیا - پس آپ نے صاحب سجادہ ہو کر یوسفی ولایت فتح کی مصرع باد اکشادہ بر رخ او باب معرفت -

یاد شیخ محمد نہر والہ

آپ ان اطراف میں شیخ حاجی کرکے مشہور ہیں - آغاز شباب میں آپ روم کے ایک حصہ زمین میں صاحب خطبہ و سکہ تھے - ازلی جذبہ نے آپ کا گریبان پکڑ کر ولہ سلطنت ظاہری سے نکال لیا - اور معنوی سرداری کے بلغ کی ہوا سر میں بھر دی - آپ قطب یزدانی سید احمد کبیر رفاعی کی خدمت میں پہونچے - اور بیعت ہو گئے - کسی معین خدمت کے واسطے التماس کیا - طعام خاصہ پکانے کا منصب عطا ہوا - اور مرشد کی توجہ سے آپکی ظاہری و باطنی پرورش ہوئی - حالات میں ترقی ہونا شروع ہوا - یہاں تک کہ اپنے کمال میں کامیاب ہوئے - ایک روز مطبخ میں کفگیر غائب ہو گیا تھا - اور کھانا نکالنے کا وقت آ پہونچا - تلاش کی گنجایش نہیں رہی - آپ نے آیہ قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ پڑھی - اور ہاتھ سے کفگیر کا کام لیکر گرم کھانا نکالا - اور پیر بزرگوار کے سامنے لے گئے - چونکہ پیر کو ماجرا پر آگاہی تھی - فرمایا شیخ محمد اب وہ وقت آگیا ہے - کہ تمہاری ابراہیمی ولایت کی برکت سے لوگ فیض یاب ہوں - اور ہدایت سے راہ راست پر آویں - پس خلعت خلافت عطا فرماکر منتخب صوفیوں کی ایک جماعت ساتھ کی - اور سفر ہندوستان کی اجازت فرمائی - دو خرما کی گٹھلیاں رخصت کے وقت آپ کے سپرد کیں - اور فرمایا - ہر ایک منزل میں شام کے وقت ان گٹھلیوں کو مٹی میں داب دیا کرنا - جہاں کہیں یہ گٹھلیاں صبح تک اُگ آویں - پس اُسی زمین کو اپنی حیات در ممات کا مقام سمجھنا چاہیے القصہ مرشد کے شہر سے لیکر گجرات تک اُن گٹھلیوں کے اُگنے کی اجازت نہیں ہوئی - جب نہروالہ شہر کی حدود میں پہونچے - اور گٹھلیاں مٹی میں دابیں - تو صبح کے وقت اُن کو اُگا ہوا پایا - وہاں پر ایک پرستش گاہ تھی - جس میں شہر کے لوگ چھوٹے بڑے - سب پیکر پرستی - (مورتی پوجن) کے لیے صبح و شام آیا کرتے تھے - حاکم گجرات ایک پیکر پرست تھا - نہروالہ میں اُس کا پایہ تخت تھا اس پرستش گاہ کے نزدیک صوفیوں کی جماعت کے ساتھ درویش کے اُترنے کی کیفیت حاکم کے گوش گزار ہوئی حکم دیا - کہ ایک جماعت کثیر جاوے - اور آنے والوں کو بت خانہ (مندر) کے آس پاس سے بہ تشدد علیحدہ کر دیوے - اس حکم کی تعمیل میں لوگ غول کے غول کیا

۵۸ یعنے (آگ کو) حکم دیا - کہ اے آگ ابراہیم کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی کی امر خیب؛

سوار اور کیا پیادہ چارون طرف سے پرے جما کر مندر کی طرف روانہ ہوئے صوفیون نے فوج کے مامور ہونے کی کیفیت شیخ کی خدمت مین عرض کی۔ فرمایا۔ استقامت اور صبر کیکر اپنے تئین خدا کے سپرد کردو۔ اُس حقیقی حفیظ کی نگہبانی کے ثمرے خود ظاہر ہونگے۔ کیونکہ آسمان اور زمین کے اندر اور جو کچھہ ان دونون کے درمیان مین ہے وہ سب فرمانہ نبوت اصالۃً انبیا علیہم السلام کے مسخر تھے۔ اور خاتمہ نبوت کے بعد بحکم عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وہی تسخیر از روئے اتباع و وراثت اولیائے اُمت محمدیہ کے حوالہ ہوئی ہے عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا۔ اور پھر ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ آنے والے لشکر کی طرف چند قدم جاؤ۔ اور جب لشکر نظر آجاوے۔ اس وقت زمین کو حکم دو۔ کہ آدمیون کے پاؤن اور گھوڑون کے سم اس طرح محکم پکڑ لیوے۔ کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکین۔ خادم نے حسب الحکم تعمیل کی۔ اور زمین نے حکم قبول کیا۔ لشکر والے جس قدر نکلنے کی کوشش کام مین لائے۔ اُسی قدر اندر دھنستے گئے آخر کار بمجبوری کمال عجز و انکسار کے ساتھ پیش آئے۔ اور اس مضمون کا عہد کیا۔ کہ اگر زمین ہم کو چھوڑ دیوےگی۔ تو واپس چلے جاوینگے۔ خادم کے فرمانے سے زمین نے اُس جماعت کو چھوڑا۔ انہون نے راجہ کے نزدیک جاکر حقیقت حال عرض کی۔ راجہ متعجب اور حیران ہوا تمام رات نگرانی مین گزاری۔ علی الصباح چند آدمیون کو ساتھ لیکر شیخ کی خدمت مین آیا۔ اور ایک نظر دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا۔ فرمایا۔ درویش کی ملاقات کو پرستش بت کے فرع نہ بناؤ۔ جب راجہ پلٹ کر اپنے مکان کو چلا گیا۔ اور شروع سے ہی ملازمت کا عزم کر کے سعادت حضوری سے سرفراز ہوا۔ تو آپنے فرمایا۔ راجہ۔ جو چیزین اپنی بنائی ہوئی ہین۔ اُن کو معبود قرار دینا اہل عقل کو زیبا نہین ہے۔ اب از روئے انصاف تعصب کو دور کر کے بتاؤ۔ کہ کیا یہ سنگین مورتین کام پڑنے پر دعا قبول کرنے کی طاقت رکھتی ہین۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ۔ راجہ نے کچھ جواب نہین دیا۔ پھر آپنے فرمایا اگر یہ تمہارے جھوٹے معبود خدائے برحق کے حکم سے میری اطاعت کرین۔ تو کیا تم اسلام قبول کروگے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ تنہا نہین بلکہ مع تمام خاندان کے ایمان لے آؤنگا آپنے بڑے بت سے کہا۔ اٹھہ اور اس کوزہ کو حوض کے پانی سے بھر لا۔ بت فوراً جنبش اور چالاکی کے ساتھہ اٹھا اور کوزہ مین حوض کا تمام پانی بھر لایا۔ تھوڑی دیر بعد مرغ و ماہی حیوان و انسان غرض کہ تمام جاندار پانی نہ ہونے سے شور و فغان کرنے لگے۔ شیخ نے فرمایا۔ اے بت۔ تمام پانی تالاب مین ڈال آ۔ اور کوزہ کے معتاد کے موافق اس مین رہنے دے تا سپرست نے بموجب حکم تعمیل کی۔ یہ حال دیکھکر راجہ۔ سپاہ اور رعیت۔ تمام اسلام لا کر ابدی دولت سے سرفراز ہوئے کہتے ہین۔ اُس روز سے پھر از سر نو ہندوستان مین اسلام اور مسلمانی کی بنیاد جمی ہے۔ عام ہنود اور بالخصوص برہمنون

کی پرانی تاریخ مین یہ کرامت لکھی ہوئی ہے - محرم کے سوا کسی اور کو نہین بتلاتے ہین - بالآخر جب اخروی سفر پیش آیا تو جو جگہ آپکی عبادت کی تھی - اُسی جگہ آپ کی ابدی خوابگاہ بنائی گئی ۔ اَلْیَوْمَ یُتَبَرَّکُ وَ یُزَارُ بِہٖ ۔

آگاہ دل اور بصیر ناظرین کو عیاں گذرے گا - کہ اسی قسم کی کرامت کی ایک حکایت بت کی اطاعت اور شہر والون کے متعلق حضرت معین الاولیا چشتی اجمیری کے نام سے بھی تحریر ہو چکی ہے - اور وہ زمانہ مین زبان زد ہے نیز تاریخ فیروز شاہی مین لکھی ہوئی ہے - لیکن نہروالہ کے علما - اور پُرانے آدمی شیخ حاجی کی طرف منسوب کرتے ہین - وجہ مطابقت کچھہ دشوار معلوم نہین ہوتی ہے - کیونکہ عمل کا توارد ممکن اور اتفاقی بات ہے - شاید دونون بزرگون سے یکسان عمل صادر ہوا ہو ۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ مصرع خسرو و فرہاد ہر دو عاشق شیرین ماست

یاد خواجہ یعقوب ابن خواجہ ابن خواجگی

شہید بر مودۂ محبوب

آپ شاہان خُراسان کی نسل مین سے ہین - آپ تصوف اور تحقیق کی بزم کے صدر نشین تھے - آپ کی ذات مین احمدی معشوقی کی جھلک نمایان تھی - اور آپ کو آسمان حُسن کا خورشید کہنا بے محل نہین ہے - حسبی کمالات نسبی خوبیان - عملی سعادتین - اور علمی مراتب یہ اوصاف آپ کو حاصل تھے - یکایک خدا طلبی کی خواہش آپکے دل مین پیدا ہوئی - جو شاخین آپ کے ہستی کے باغچہ مین تھین - اُن سب مین آلہی جذبات کی تاثیر سے پھل لگ گئے - اِس وقت قوت جاذبہ گریبان پکڑ کر آپ کو فقر کی بارگاہ مین کھینچ لائی - یہان تک کہ آپ اپنا مسکن ترک کرکے سیاحی کے واسطے نکل کھڑے ہوئے اور راہ مسافرت اختیار کی - بالآخر تقدیری کرشمے نے آپ کو نہروالہ شہر مین قیام پذیر کیا جو پٹن کے نام سے مشہور ہے - آپکے گرامی اوصاف اور عالی حالات کی کوئی انتہا نہین ہے - جب جب راقم کے قلم نے آپ کی صفات لکھنے کی ہمت باندھی - بیان و عبارت - ہمراہی سے اور زبان قلم - سیاہی سے دور رہی - کہتے ہین - فصوص الحکم کی درس کے وقت آپ کا مبارک تبسم اسپند ہرن کی طرح جل کر راکھہ ہو گیا تھا - یہ قضیہ اس طرح پر ہے - کہ قاضی کمال الدین نے خواجہ کی خدمت مین فصوص الحکم کے درس کی درخواست کی تھی - فرمایا - اِس درس کے واسطے لازم ہے - کہ مدرس - خوانندہ اور والی ملک اِن تین شخصون مین سے ایک شخص کو اپنے تیئن فدا کرنا چاہیے - چونکہ تمہارے واسطے پڑھنے کا باعث اپنی برخورداری اور دوسرون کی تعلیم ہے - اور والی ملک کی عالی صفات ذات کے ساتھہ ناطق اور غیر ناطق بہت سے جاندارون کی زندگانی وابستہ ہے - اس لیے تم دونون کی سلامتی ضرور درکار ہے - پس لازم آیا - کہ خود مدرس اپنے تیئن اس قربانی پر وقف کر دیوے - کہتے ہین جب تاریخ تیرھوین آیا ذی الاُخری ہجری سنہ سات سو اٹھانوین کو فصوص الحکم تمام

[illegible]

ہوئی - آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ خدائی درگاہ کو کوچ فرمایا - واپسین سفر کے بعد - آپکے بارہ مین چھوٹے سے بڑے تک سنہروالہ کے لوگ یہ ترانہ گاتے ہین وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ[۵] اور یہ بھی کہتے ہین - کہ آپ کا روحی تصرف رحلت کے بعد بھی مثل ظاہری زندگانی کے ہے جس کسی کے دل مین آپ کی تلقین و بیعت کا ارادہ مصمم ہوتا ہے وہ آپ کی قبر پر جاکر اپنا اندرونی خیال ظاہر کرتا ہے - اور آپ ظاہر ظہور موجود ہوکر ہدایت کے مراسم بجالاتے ہین - چنانچہ آپ کی وفات کے بعد کے مریدون مین سے شیخ داؤد - شاہ محمد - اور سلیمان تین اشخاص تو یہ اور نیز ان کے سوا دیگر اصحاب بھی تذکرہ ہذا کے سال تصنیف مین بقید حیات ہین شیخ یعقوب صدیقی - احمد آبادی - غوث الرحمٰن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - بیان کرتے ہین - کہ ایک سال مین احمد آباد سے شیخ عبد اللہ صوفی کی فیض بخش ملازمت کا بالجزم عزم کرکے آگرہ کو گیا تہا - واپسی کے وقت پٹن ہوکر آتا ہوا - حوض سہسلنگ کے کنارہ سید خدا بخش کے متبرک روضہ مین اتر اضروری آرام پانے کے لبعد - کمال شوق اور بے انتہا عشق سے خواجہ یعقوب کی زیارت کے واسطے چلا - جنکا مرقد منور اس حوض سے دو تیر کے فاصلہ پر ہے - جب آپ کی مسجد شریف مین پہونچا - تمام شوق اور وجد کی آگ سرد ہوگئی - پکار اوٹھا - کہ ترقی کے امیدوار کو لوٹ لینا کب مناسب ہے - اتنے مین ایک بیت ہندی زبان مین مسجد کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی - پڑھتے ہی معرفت اور وجد کی لہرین آنے لگین - اور اوسی دم وہ بیت بھی دیوار پر سے اور نیز صفحہ خاطر سے محو ہوگئی - بس معلوم ہوا - کہ یہ کرشمہ يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ[۵۲] کے قلم سے لکھی گئی تھی جو خواجہ کے دست تصرف مین دیا ہوا ہے بیت

محو و اثبات ہست در ہمہ حال	نشئہ از می جلال و جمال

یاد قاضی علم الدین

آپ پر حقائق علوم کا چہرہ - اور دقیق اسرار کا پردہ کہلا ہوا - نامہ مشائخ وقت کے قطب - اہل زمانہ کے شیخ اور خدا شناسان عہد کے پیشوا تہے - قاضی عین الدین ابن نجم الدین صدیقی کے بیٹے تہے - سلطان السادات صدر الدین سید راجو کے خلیفہ تہے - جو مخدوم جہانیان کے بہائی ہین - صورۃً اور معنیً دونون طرح سے خواجہ مودود کا شکر کے مصاحب تہے - جو شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی کے پیر ہین - علم قراۃ آپ کا موروثی تہا - تمام علوم سے زیادہ بہتر جانتے تہے - آپ کے علمی باغچہ کو افعال کے چشمہ سے بہت کچھ سیرابی تہی - اور نامتناہی فیضون سے

[۵] - جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جائین - انکو مُردہ نہ کہنا ۱۲ [۵۲] خدا جس کو چاہتا ہے - منسوخ کردیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قائم رکہتا ہے - اور اوسکے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) موجود ہے ۱۲ منہ

آپ کو اِس قدر کامیابی حاصل ہوئی تھی - کہ احباب آپ کی ملازمت کے بارغ سے معرفتون کے بے شمار پھل صرف ایک دفعہ کے دیکھنے اور جانے مین لیجاتے تھے - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کی بزرگی کی شرح عبارت سنجی کی طاقت سے باہر ہے - عمر اٹھاسی سال کی پائی تھی - آپنے یہ تمام زمانہ آغاز ہوش سے اُس وقت تک کہ روح بدن سے جدا ہوئی - خداطلبی کے راستہ مین صرف کیا تھا - اور عرفان کا گوہر خریدا تھا - تاریخ بیسوین[۲۰] رمضان ہجری سنہ سات سو ساٹھ کو اعلیٰ دار الحکومت کی طرف کوچ فرما گئے -

آپ کے بعد آپ کے فرزند شاہ مودود جانشین ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی خانقاہ کو از سر نو رونق دی - کیا تصوف کے شیوہ مین - کیا مشیخت کے طریقہ مین - کیا قرأۃ کے علم مین - اور کیا دیگر علوم مین - کمال یکتائی حاصل تھا - ہمیشہ طالبون کے درس و تلقین مین مشغول رہتے تھے - ہمسرون مین سے کوئی شخص آپ کی جامعیت کی برابری نہین کرسکتا تھا - پچاسی[۸۵] سال کی عمر پائی تھی - یہ تمام عمر الٰہی صفات اور الٰہی اخلاق کے ساتھ متصف ہونے کی کوشش مین گزاری تھی - بآلاخر ساتوین رجب ہجری سنہ آٹھ سو تیرہ مین عاریتی عالم کو رخصت کیا - اور قدسی مکان اختیار فرمایا - خوابگاہ نہروالہ جو اِس زمانہ مین پٹن نام کے ساتھ مشہور ہے - صوبہ گجرات کے مضافات مین مصرع بنامش باد رفع رایتِ دین -

یاد شیخ برہان الدین نہروالہ

آپ شیخ قاضن کے خلیفہ تھے - کشف و کرامات کے خزانہ - اور عقلی و نقلی علوم کے مالک تھے - طبیعت کا میلان موزون کلام کی طرف تمام باتون سے زیادہ تھا - فارسی غزل اور عربی قصیدہ عاشقانہ اور شاعرانہ کہا کرتے تھے - کہتے ہین - ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت مین عرض کیا - الحمد للہ المتکلمین شیخ سعدی شیرازی کو خواجہ خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام کے خوان رحمت سے چاشنی ملی تھی - اِس سبب سے اُن کا کلام ایسا شیرین اور نمکین ہوا - اور علیٰ ہذا امیر خسرو دہلوی نے مالک ولایت سلطان المشائخ نظام الاولیا کی عنایت سے اپنی نثر و نظم کا رنگ اعلیٰ درجہ کی پختگی کو پہونچا کر تمام جہان کے ذی مذاق اہل سخن کو بے انتہا لذت بخشی تھی - اسی طرح اب یہ مرید بھی اپنے پیر سے امیدوار ہے - فرمایا - ربانی کلام کے خزانہ سے کچھ نقد تمہارے اعتقاد کے موافق تم کو بھی دیا گیا - اُس دن سے آپکے کلام مین - اور آپ کی گفتار مین ایک اور ہی رنگ سا پیدا ہو گیا تھا - اتنی جلد کتابین تصنیف اور تالیف کی ہین - اور ہر ایک علم مین باریک باریک اعتراضات اور عمدہ عمدہ بحثین لکھی ہین - جو بالعرف بالذوق ہین - اُن کا اصلی بیان جیسا کہ آپ کے خیال مین تھا -

قلم کی زبان سے ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ چونکہ اس کتاب کے اوراق نظم سے کمتر تعلق رکھتے ہین۔ لہذا آپ کے کلام کا کوئی حصتہ آپ کے ذکر کے ضمن مین نہین لکھا گیا۔ مصرع ع حدیث دوست نظم و نثر او باد۔

یاد شیخ شہاب الدین عاشق

آپ کا مولد اور قبر دونون دہلی مین ہین۔ حقیقی عشق اور مجازی محبت دونون ساتھ ساتھ رکھتے تھے شیخ سعید الدین غزنوی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا تھا ہمیشہ کسی رنگین مظہر کے جمال سے وابستگی پیدا کرکے اُسکو حقیقی حالت کا پردہ بنائے رکھتے تھے اور ظاہری معنوی دونون خوبیان آمیز کرکے مُشَاھَدَۃُ الْکُلِّ فِی الْکُلِّ کی استغراقی کیفیت بہم پہونچاتے تھے آپ شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور خلیفہ ہین قدس سرہم۔ بیت

از قفس زار مقید بلبلا شش	جست دسوی گلشن مطلق پرید

یاد شیخ عماد الدین دہلوی

آپ خانوادہ چشتیہ کے بزرگون مین سے ہین۔ بہت سے صوفی مشائخ کی خدمت سے استفادہ کیا تھا۔ خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین عاشق سے تھا۔ بعض کہتے ہین۔ کہ آپ شیخ امام الدین ابدال کے مریدین۔ اور شیخ تاج الدین امام۔ آپ کے مریدان خاص مین سے ہین۔ قدس سرہم مصرع ع گنج عرفان زیر مشت خاک داشت

یاد شیخ جلال الدین مجرد

آپ ترکستانی تھے۔ مگر پیدائش بنگالہ کی ہے۔ سلطان سید احمد کے خلیفہ ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز روشن ضمیر پیر کی خدمت مین عرض کیا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ جس طرح حضور کی رہنمائی کی بدولت جہاد اکبر مین کسی قدر فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح حضور کی کام بخش ہمت کے طفیل مین جہاد اصغر سے بھی دل کی تمنا پوری کرون۔ اور جو مقام دار الحرب ہو۔ اُس کے فتح کرنے مین کوشش کرکے غازی یا شہید بنون۔ پیر بزرگوار نے التماس قبول فرماکر اپنے بزرگ خلفا مین سے سات سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے۔ الغرض للہ جہان کہین مخالفین سے لڑائی ہوئی۔ فتح حاصل کی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ اس دور و دراز بھاگ دوڑ مین۔ روزی کا دار و مدار صرف غنیمت کے مال پر تھا۔ اور تونگرانہ زندگانی کرتے تھے۔ جو گھاٹیان اور مویشی فتح ہوتی تھین ہمراہیون مین سے کسی ایک کو دیکر وہان کے اسلام کی اشاعت اور رہنمائی اُس کے سپرد کر دیتے تھے۔ القصہ للہ صوبہ بنگالہ کے پرگنات مین ایک قصبہ ہے۔ سرہتہ۔ اُس قصبہ پر جب آپ پہونچے ہین تو تین سو تیرہ آدمی ہمراہی مین باقی رہے تھے۔ ایک لاکھ پیادہ اور کئی ہزار سوار کا مالک راجہ گرگوبند قصبہ مذکور کا حاکم تھا۔ وہ اس کم تعداد گروہ کے مقابلہ مین بہت زیادہ تھا۔

کیونکہ یہ گروہ اُس بے انتہا لشکر کے مقابلہ مین وہ نسبت بھی نہین رکھتا تھا - جو نمک کو کہانے کے ساتھہ ہوتی ہے جب لڑائی آن تلی - تو تقدیر کے پردہ سے ^۵۱^ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کی کرامت ظاہر ہوئی - اور وہ پیکر پرست بھاگ کر ملک عدم کی طرف سوا ےتنہا جان کے نہ لیجا سکا - اور تمام زمین غازیون کے ہاتھہ آئی شیخ مجرد نے تمام مفتوحہ زمین کا حصہ کر کے اپنے ہمراہیون کو تنخواہ مین دیدی اور ہر ایک کو کدخدا ہونے کی بھی اجازت دی - اس تقسیم مین ایک قصبہ شیخ نور الہدیٰ ابو الکرامات سعیدی حسنی کے حصہ مین بھی آیا - وہان پر آپ عیالمند ہو گئے - اور فرزند بھی ہوئے - شیخ علی شیر انہین کی نسل سے ہین - شیخ علی شیر نے یہ بیان شرح نزہۃ الارواح کے مقدمہ مین لکھا ہے - یہ حال کسی قدر شیخ علی شیر کے ذکر کے ضمن مین بھی لکھا جاویگا -

یاد سید معین الدین ایرجی

کہتے ہین - آپنے دہلی جاکر سلطان نظام الاولیا کی ملازمت حاصل کی تھی - سلطان الاولیا نے اولین ملاقات مین ہی دریافت فرمایا - سید کو کس سلسلہ کے اندر بیعت ہے ؟ آپنے عرض کیا - اپنے دادا خاتم الانبیا علیہ السلام سے مرید ہون - سلطان الاولیا کو آپ کے جواب سے حیرت ہوئی - رات کو معاملہ مین رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا - کہ آپنے ایک ٹوپی سلطان الاولیا کے ہاتھہ مین دی ہے - اور سید کے نام زد کر دی ہے آپنے بھی عالم خواب مین یہی واقعہ دیکھا - صبح کو جب باہم ملاقات ہوئی - تعمیل ارشاد عمل مین آئی - اس بنیاد پر لوگ سید کو سلطان الاولیا کا خلیفہ سمجھتے ہین - آپکی قبر ایرج مین ہے - مصرع - باد معین در حش روح ریاض رضوان

یاد سید احسن

آپ سید معین الدین ایرجی کے پوتون مین سے ہین - آپ کو کمال شریعت اور جمال تقوی حاصل تھا - کہتے ہین - اثنا ے سیاحی مین اہل ولایت بدیع الدین شاہ مدار کا گزر کالپی مین ہوا - جو ایرج سے بنگل کوس کے فاصلہ پر ہے اس خیال سے کہ شاہ مدار کا گزر اس قصبہ مین نہو - اکابر ایرج نے ایسا قرار داد کیا - کہ سید کالپی مین جاوین - اور شاہ کے ساتھہ اولین ملاقات مین ہی - ایسا نقش جماوین کہ ایرج آنے کا خیال شاہ کی خاطر مین آوے ہی نہین - جب سید کالپی مین آئے - تو اتفاق سے شاہ مدار کے دروازہ پر سید - اور علی خان لودہی ایک ہی وقت مین پہونچے - شاہ نے خان کو اندر بلا لیا - اور سید باہر رہ گئے - یہ بالکل صحیح ہے - کہ یہ عمل دونون کے اندرونی خیالات کا ظہور تھا - (انہم جواسیس القلوب) شاہ کو سید کے تکدر خاطر پر آگاہی ہوئی - فرمایا -

---

^۵۱^ اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲ ^۵۲^ کیونکہ یہ لوگ دلون کے جاسوس ہین ۱۲ -

سید کو غصہ مین جوش آرہا ہے۔ نہایت جلد اور عزت کے ساتھ اندر آؤ۔ جب سید اندر پہونچے۔ تو شاہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی طرف کھینچ کر آغوش مین دبایا۔ اور اپنا حسب ونسب بیان کر کے کہا۔ جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوے گا وہ انجہانی شکنجون سے فارغ البال ہو جاویگا۔ دوسری بات یہ کہی۔ کہ ملاقات سے غرض ایک دوسرے کی باہمی شناخت ہوتی ہے۔ اور نیز یہ کہ طرفین کے چہرہ کا حسن و قبح ظاہر ہو جاتا ہے اور چہرہ پر برقع رکھنے سے یہ غرض حاصل نہین ہوتی۔ شاہ نے فرمایا۔ درویشون کے دیدار کے واسطے خدا بین آنکھ چاہیئے جو تاب لا سکے اور یہ کہکر برقع اٹھایا۔ سید کا بیان ہے۔ نظر کے سامنے بجلی جیسے کوندگئی۔ اور شعاع زیادہ ہونے سے آنکھین کیفیت چہرہ معلوم نہ کر سکین۔ اس کے بعد سید رخصتی سلام عرض کر کے ایرج کو روانہ ہو گئے قاضی شہاب الدین نے جو پرکالۂ آتش کر کے مشہور ہین۔ پیر سے پوچھا یہ شخص جو اتنی دلیری کر کے سلامت رہا۔ کون تھا۔ شاہ نے جواب دیا۔ فلان سید ہین۔ اور میرے بھی دل مین آیا تھا۔ کہ ان کو تیر کا نشانہ بناؤن لیکن شریعت کے ہتیارون نے ان کے جسم کو پانؤن کے ناخن سے لیکر پیشانی کے بالون تک اس طرح محفوظ کر رکھا تھا۔ کہ کسی حکم انداز کا تیر کارگر نہین ہو سکتا تھا۔ اور نیز حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مقدس روح میری آنکھون کے سامنے آگئی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ہمارا حقیقی فرزند ہے۔ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ درویش کے غضب سے جس کو حقیقی قہر کا شعلہ کہنا چاہیئے کوئی نقصان پہونچ جاوے۔ اس سبب سے ان کا تمام ناز اٹھا لیا۔ اور مین اپنا تمام غصہ پی گیا۔ آپ کی تاریخ مین ہے۔ مصرع شہ حفظا نبی حصارش بود۔

یاد مخدوم قاضی برہان الدین

آپ کو سیادت۔ ولایت۔ فضیلت۔ اور مقبولیت مین والا نسبی اور عالی حسبی کا بڑا درجہ حاصل تھا۔ جب فیروز شاہ دہلوی کی وفات کے بعد طوائف الملوکی ہوئی۔ تو دلاور خان کے بیٹے ہوشنگ نے جس کا نام خانی خطاب ملنے سے پہلے البن شاہ تھا۔ شاہان غور کی نسل مین سے ہے۔ صوبہ مالوہ مین خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کر دیا۔ اسی کے عہد مین۔ مخدوم مشرقی ملک سے آکر منڈو (مانڈو) مین آباد ہوئے تھے۔ اور سلطان ہوشنگ آپ کا مرید ہو گیا تھا کہتے ہین۔ گونڈوانہ کے اطراف مین ایک قلعہ ہے۔ جاج نگر۔ اور یہ قلعہ دکن کی سرحد بھی ہے۔ ایک سال سلطان نے اس قلعہ پر لشکر کشی کی۔ مقصود یہ تھا۔ کہ قلعہ مذکور فتح کیا جاوے۔ اور نیز گونڈوانہ سے ہاتھی بہم پہنچائے جاوین۔ وہان پر ایک رات خواب مین دیکھا۔ کہ منبر کا ایک پایہ گر گیا ہے۔ اس کی تعبیر ملی۔ کہ پیر کی یا مرید کی دونون مین سے ایک کی رحلت قریب ہے۔ جب سلطان منڈو (مانڈو) مین واپس آیا۔ تو خبر ملی۔ کہ پیر عالم دنیا سے عالم علوی کو

کوچ فرما گیے - دریافت کیا - قبر کہان ہے - جواب دیا گیا - اُس زمین مین ہے - جو آپنے خریدی تہی - سلطان نے کہا - وفات کے بعد مین اپنے سے پیر بزرگوار کی دوری پسند نہین کرتا ہون - بہتر یہ ہے - کہ مخدوم کی نعش اُس قبر مین سے نکال کر سلطانی مقبرہ مین دفن کی جاوے - تاکہ آپ کی ہمسائگی کی بدولت عالم علوی کی کسی قدر خوشبو ہر خستگی کی خوابگاہ مین بہی آتی رہے - خادمان مخدوم نے ہرچند عذر کیا - لیکن پذیرا نہین ہوا - مجبوراً لوح قبر اُٹہائی گئی مگر قبر کے اندر کفن کے سوا بدن کا کچہہ پتہ نہین ملا - سلطان یہ کرامت مشاہدہ کر کے حیران ہوا - تربت پر پتہر پہر ڈہک دیا گیا - اور سلطانی حکم کے بموجب وہین آپکی قبر پر قبہ بنا دیا گیا - روایت ہے مخدوم نے مرید کی خواب مین آکر فرمایا - کہ درویش کے اسرار کا پردہ تو نے اُٹہایا - تو تیری سلطنت کی بنیاد بہی دست تقدیر نے اُکہاڑ پہینکی یعنی تیرے بعد حکومت تیرے فرزندون کو نہین پہونچیگی - آخرکار ایسا ہی ہوا - اور سلطنت مالوہ سلاطین خلج کے قبضہ مین پہونچی - غوریون کی نسل مین سے کسی کو تخت و تاج میسر نہین ہوا - اس واقعہ کی کیفیت مورخین نے سلاطین مالوہ کی تاریخون مین عمدہ تفصیل سے لکہی ہے - جو شخص اِس معاملہ کو دیکہنا چاہے - اُس کو اوراق تواریخ پر نظر ڈالنی چاہیے -

یاد مخدوم قاضی اسحٰق

آپ حقائق ربانی کے عالم - اور پرانے زمانہ کے پیرون کی یادگار تہے - آپ کے خرقہ تصوف مین خلافت کا پیوند اور بیعت کی بخیہ - چشتیہ سلسلہ سے تہی - شاہ مالوہ سلطان علاء الدین محمود مندوی آپ کا مرید ہے - ایک روز حضور پیر مین حاضر ہوا - ایک تقریب کے سلسلہ مین پیر کی زبان سے یہ بات نکلی - کہ خدا کے دوست - حقیقی حیات سے زندگی پائے ہوئے ہین - اُن کو موت سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا - اور جب صورت جسمیہ حس و حرکت سے بیکار ہو جاتی ہے - اور یہ گویا ایک مکان سے دوسرے مکان کو انتقال کرنا ہے - تب بہی مثل زندون کے رہتے ہین - مرید یہ بیان سنکر سخت متعجب ہوا - اتفاق سے چند روز بعد پیر کا وصال ہو گیا - سلطان تجہیز و تکفین کے بعد حاضر ہوا - اِس سبب سے نماز جنازہ مین شرکت کا موقع نہین ملا - فرمایا - روی تربت کہولو - تاکہ ہم اپنے پیر بزرگوار کا آخری دیدار افسوس کی آنکہہ سے دیکہہ لین - مزار کے پاس جو لوگ کہڑے ہوئے تہے - وہ اِس بات کو سنی ان سنی کر گئے - لیکن سلطان کا شوق حد سے زیادہ بڑہا ہوا تہا - اسواسطے اُن لوگون کو قبول کرنا پڑا - مجبوراً قبر کہولی گئی - چونکہ رات تہی - شمع آگے کی گئی - اس درمیان مین شمع کا گل ٹوٹ کر جدا ہوا - قریب تہا کہ کفن کے اوپر جا پڑے - اتنے مین ایک ہاتہہ نکلا - اور گل کو اپنے سے دور پہینک دیا - یہ واقعہ دیکہکر سلطان کو سابقہ پڑا لحد

راز کی بات یاد آئی۔ حسرت سے اپنے دیر بہت رویا۔ کہ مجکو کچھ نہ ملا۔ اور پیر کے حسن بیان سے متعجب تہا۔ وہ حاضرین کو بناکر عبرت دلائی۔ آپ کی قبر منڈو (مانڈو) مین ہے۔

یاد خواجہ موید مھنہ

آپ سلطان ابوسعید ابوالخیر کی نسل سے ہین۔ صاحب کرامات۔ اور صاحب حمیدہ صفات تے اور رسمی علم مین اُستاد وقت۔ افعال کے اعتبار سے زاہد زمانہ۔ ریاضت اور تزکیہ نفس مین حد درجہ کے مرتاض۔ رہنمائی اور مشکل کشائی مین سب کے پیشوا اور مجلس کی گرمی اور سخن کی شیرینی مین اُنکی رونق دہی مین نادر عصر تھے۔

یاد مولانا محمد امین

آپ کا دل حقیقت مین بیدار۔ اور طریقت مین ہوشیار تہا۔ شیخ زین الدین خوافی کے مرید ہین جنہون نے مشکوۃ حدیث مولانا جلال الدین قاآنی کے درس مین پڑہی تہی۔ اور مولانا جلال الدین نے کتاب مذکور عالم خواب مین شاہ مردان شیر یزدان امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے صحیح کی تہی۔ اور اس کتاب مین ایک جگہہ اصلاح کے لیے چہیلا ہی تہا۔ کہتے ہین۔ کہ مولانا جلال الدین روزمرہ اُسی ورق اور اُسی سطر مین خاص چہیلنے کا نشان دیکہہ لیا کرتے تے۔ بعض کہتے ہین شیخ زین الدین نے وہ نسخہ مولانا محمد امین کو عنایت فرمایا تہا چند روز آپکے پاس رہا۔ بعدہٗ چوری جاتا رہا۔ اس عظیم نقصان سے آپ نہایت غمگین رہا کرتے تھے۔ القصہ امیر مردان نے ملک روم مین ایک شخص کو خواب مین فرمایا۔ کہ محمد امین کے پاس سے کتاب مشکوۃ گم ہوگئی ہے۔ تم اپنی مشکوۃ بہیجکر اُن کی افسردہ خاطر مسرور کرو اُس شخص نے بلا کسی توقف کے صورت خواب لکہکر تحریر مذکور کتاب کے ہمراہ بہیج دی۔ جب وہ آپ کی نظر سے گزری۔ تب خوش ہوئے۔

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابراہیم ملتانی کے بیٹے ہین جو شیخ بہاء الدین ملتانی کے مرید اور خلیفہ تے۔ شیخ بہاء الدین کا سلسلہ خلافت اسوۃ العرفا سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے جاملتا ہے شیخ ابراہیم اپنے وقت مین بہا بزرگ تے۔ آپ کی خداپرستی اور کرامتین بہت کچھ لوگون کے زبان زد ہین۔ غیاث الدین خلجی کا عہد تہا۔ کہ ابراہیم منڈو (مانڈو) مین آئے تے۔ یہان پر بہت برسون تک خداطلبی۔ حق پرستی۔ فیض رسانی۔ اور رہنمائی مین آپ نے عمر گزاری پہر یہان سے گردش زمانہ نے آپ کو شہاب الدین کے عہد مین جنبش دیکر شہر بیدر مین جا پہونچایا اور وہان پر آپ بے شمار لوگون کو گمراہی سے نکال کر طریقت کے سیدہے راستہ پر لائے۔ جب شیخ ابراہیم نے عالم دنیا سے کوچ فرمایا۔ اور بجای

آپ کے۔ آپ کی قبر سے دولت آباد دکن کے معتقدین کو فیض پہونچنے لگا۔ تو منڈو (مانڈو) مین شیخ محمد آپ کے جانشین ہوئے۔ ایزدی مشیت منڈو (مانڈو) سے شیخ محمد کو بھی شہر بیدر مین کھینچ لے گئی۔ ان اطراف مین شیخ محمد کی بزرگی اور خدا شناسی کا شہرہ مشرق۔ خراسان۔ اور نواحی قندھار تک پہونچا۔ وہان کے باشندون کے دل مین سنکر شوق پیدا ہوا۔ ہر سمت سے حق پرست اور خدا طلب لوگ شیخ محمد کے آستانہ پر ہجوم کر کے آئے۔ اور فیض صحبت سے تحقیق کے بلند مرتبہ کو پہونچے۔

کہتے ہین جن ایام مین آپ مان کے پیٹ مین تھے۔ ایک لڑاکا عورت آپ کی مان سے لڑی۔ اور اُن کے پیٹ پر تھپڑ مارا فوراً اُس عورت کے ہاتھ مین ایسا درد پیدا ہوا۔ کہ برداشت اور صبر کا نشان کوسون تک نہ تھا۔ اور مرنے کی نوبت پہونچی۔ آپ کے پدر بزرگوار کو اُس بدذات کا حال معلوم ہوا۔ فرمایا۔ کہ اس پیٹ مین قطب زمانہ کا حمل ہے۔ اس درد کا علاج سوا اسکے نہین ہے۔ کہ دردمند عورت۔ حاملہ کے پیٹ پر سے پانی اُتار کر پیوے اور ہاتھ پر بھی لگا دے۔ تعمیل حکم کی گئی۔ فوراً تکلیف سے نجات ملی۔

لوگ۔ ایسا ہی بیان کرتے ہین۔ حاکم صوبہ ظالم اور ناخداترس تھا۔ اُس کے ملک کی رعایا کا۔ اُس کے ظلم سے ہمیشہ یہ حال تھا دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے رکھتی تھی۔ آنکھون سے آنسو کی ندیان جاری رہتی تھین۔ اور صبح وشام ایسی آہین کرتی تھی کہ آسمان تک پہونچتی تھین۔ رعایا مجبور ہو کر ظالم کی شکایت آپ کے پدر بزرگوار کے پاس لے گئی۔ فرمایا۔ اس نوزاد بچہ کے سامنے عرض کرو اُنہون نے کہا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا[۱] آپنے گہوارہ سے فصیح البیانی کے ساتھ جواب دیا عنقریب ظالم کو وہ دن پیش آویگا۔ جو آج ستم رسیدہ رعایا کو پیش آرہا ہے۔ اور تین روز بعد ایک عورت نہایت ذلت کے ساتھ اُس کو بجانب۔ عدم روانہ کریگی۔ چنانچہ جیسا کہا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ عیسوی کرامت آپ سے ظاہر ہوئی۔ اور یا آپنے یوسفی ولایت کے نور سے روشنی حاصل کی مصرع روضہ خلد برین جای تو باد

یاد شیخ سالار

آپ حال مقامات مین سب کے پیشوا۔ اور عجیب وغریب کرامتون کا مجمع تھے۔ آپ کے بزرگوار باپ کا نام نتھو ہے جو شیخ بہاءالدین کے خلیفہ تھے۔ آپ کی زاد بوم اور قبر سرکار کالپی کے ایک قصبہ مین ہے۔ شیخ مبارک جن کا مولد اور مرقد سندیلہ ہے۔ اور سید عبدالغنی جن کی حیات اور ممات کا مقام فتح پور ہنسوہ ہے۔ شیخ سالار کے مرید اور خلیفہ ہین شیخ سالار دونون جہان کے علم۔ اور حلم کی رمزون سے آگاہ تھے۔ سید صفی۔ شیخ بدرالدین سرہندی۔ اور

[۱] ہم گود کے بچہ سے کیسے کلام کرین۔ ۱۲

شیخ ادھن بلگرامی شیخ مبارک سندیلہ والے کے خلفا میں سے ہیں۔ بہت اچھی شان اور حالت تھی۔ اہل زمانہ۔
دینی اور خدا شناسی کے کاموں میں ہمیشہ اِن بزرگواروں کے آستانہ پر توجہ اور نیاز کے ساتھ حاضر آیا کرتے تھے
اور نیز اِن بزرگواروں کی پراسرار گفت و گو سے دو جہانی مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

یاد مولانا علم الدین شرف جہان

آپ کو سبھی علوم میں کمال تبحر تھا۔ یقین پر دل بنا دہو کر۔ حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اور
چند سال اُسی سرزمین میں قیام فرما کر مشائخ حدیث سے بڑی بڑی سندیں حاصل کیں۔ بزمانہ سلطان غیاث الدین
ابن محمود خلجی منڈو (مانڈو) میں آکر درس کی بنیاد ڈالی۔ یہاں کے بزرگوں کو آپ کی ملازمت سے تمام فنون کی
مشکلیں آسان ہو گئیں۔ سید بہاء الدین دکنی کی خدمت سے آپ نے طریقت کی تلقین پائی تھی معرفت اور
حقایق میں مرشد کامل کے درجہ کو پہونچ گئے تھے۔ کیمیا اور طلسمی علم اسیمیا۔ اور دعوات کے قواعد عمدہ عمدہ
اور صحیح صحیح اختیار کر لیے تھے۔ تصوف دانی میں تحقیق کے درجہ کو پہونچکر فصوص الحکم پر محققانہ تعلیقیں لگائی
تھیں۔ اور جمیل شرح کا خلاصہ فصوص کے کنارہ پر چڑھایا تھا۔ آپ سید ابراہیم ایرجی قادری کے اُستاد ہیں۔

یاد شیخ بہان

آپ شیخ لال کے مرید ہیں۔ آپ کی طرز زندگی بالکل قلندرانہ تھی۔ برہان پور خاندیس کے بازار میں حجرہ بنا رکھا
تھا۔ ممکنات کی منڈی کی اور تعینات کے راستہ کی سیر کیا کرتے تھے۔ زندگی کے اندر جس کو گدڑی اور حجرہ کہتے تھے
رحلت کے بعد وہی کفن اور گور بنائی گئی۔ بیت

دی روز اسد جامہ زہجران تو زد چاک
امروز زغم مُردہ ہمان جامہ کفن شد

یہ بیت مرزا اسد بیگ کی ہے۔ جو شیخ ابوالفضل مبارک کے ملازم مصاحب تھے۔ جس قدر درستی۔ موزونی۔
اور نازکی آپ کی بلند طبیعت میں ہے۔ دوسرے لوگوں کی طبیعت میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مصرع۔
یادش بخیر باد۔ کہ باہمت آشناست

یاد شیخ شہر اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ اور پدر بزرگوار کے ہی مرید اور جانشین بھی ہیں۔
آپکے پوتے شیخ نعمۃ اللہ بیان کرتے ہیں۔ سکندر خان نامی ایک مرید تھا۔ وہ شیخ کو کمال آرزو اور عجز و انکسار
کے ساتھ اپنی جاگیر میں لے گیا تھا۔ معاودت کے وقت ایک گاؤں میں اُترنا ہوا۔ جس کے باشندے قبل ازین

ایک دیگر شخص شہر اللہ نام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے۔ جب گانون والون نے شہر اللہ کے آنے کی خبر سنی۔ تو موقع کی تلاش مین رہے۔ جب آپ کو تنہا نماز مین پایا۔ ننگی تلوارین لیکر آ گرے۔ اور آپ کو شہید کیا۔ قصہ کوتاہ آپ کا جنازہ لوگ وہان سے لے آئے۔ اور منڈو (مانڈو) مین پدر بزرگوار کے مقبرہ کے اندر دفن کر دیا۔ اُس زمانہ مین لوگ قرآن پڑہنے کی آواز اندر سے اور باہر سے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد آپکے قرۃ العین شیخ احمد عطاء اللہ کے سر پر دستار رہنمائی باندہی گئی۔ جب شیخ عطاء اللہ کی باری بہی پوری ہوئی۔ تو اُن کے نور چشم شیخ نور اللہ نے خانقاہ کو رونق دی۔ جب آپ بہی آنجہانی ہوئے۔ تو آپ کے لخت جگر شیخ نعمۃ اللہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن مین صبر و سکون اختیار کر کے ہدایت کے واسطے کہڑے ہو گئے شیخ نعمۃ اللہ کو عمر کا حصہ فرزندون۔ بیویون۔ اور دیگر عزیزون سے بہت زیادہ ملا ہے۔ یہان تک کہ تنہا رہ گئے ہین اور اِن نورانی شکل پیر کی غمگساری کی نوبت راقم تک بہی پہونچی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ آپ اِس عمدہ شغل کے ذریعہ سے راقم کو توفیق سعادت بخشین گے۔ مصرع توفیق کارہائے نکو از سعادت است۔

یاد شیخ جلال ابن شیخ عبد اللہ

آپ عالم اور شیخ یوسف انصاری کے چہوٹے بہائی ہین۔ درس دیتے وقت اپنی زبردست باتون سے تہوڑی سمجھ والے طلبا کی استعداد بڑہایا کرتے تہے۔ ہمیشہ شریعت کی رعایت کر کے سلوک طریقت مین اُس کا کوئی دقیقہ نہین چہوڑتے تہے پینتیس سال کی عمر مین عالم دنیا سے عالم قدس کو رحلت فرما گئے۔

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کلام ربانی کو سات قراۃ اور چودہ روایت سے پڑہتے تہے۔ اور ہمیشہ سب کو خواہ درویش ہو یا تونگر حسبۃً للہ قرآن اور قراۃ سکہایا کرتے تہے۔ اسی پسندیدہ طریقہ کے ساتہ ایام عمر پوری کر دے۔ اور دار الخلافہ آگرہ مین خوابگاہ اختیار کی آپ کے بعد آپکے فرزند شیخ محمد قرآن کے شوقین لوگون کے ساتہ۔ باپ کا طریقہ اختیار کر کے جانشین ہوئے۔ اِن کو بہی معرفت پوری حاصل تہی۔ قبر آگرہ مین ہی ہے۔

خاتمہ چمن دوم

وہ شخص بہت ہی اچہا سعادت مند ہے۔ جس نے ہستی موہوم کا شہر۔ ہوا و ہوس کے تصرف سے نکال لیا جس نے خیالات باطلہ کے مکانات اور طول امل کے محلات بیخ و بنیاد سے اُکہاڑ کر عالیہا سافلہا کر دئے جس نے تمتعات حیوانی کی تمناؤن کو۔ اور لذات جسمانی کی شہوتون کو چند کورہ بالا مکانات

اور محلات مین بود و باش اختیار کرکے اپنے تئین ان مقامات کا مالک سمجھ رہی تھین ذلت اور خواری کے ساتھ باہر نکال پھینکا - اور جن اصحاب نے جہاد اکبر کا میدان فتح کیا ہے - اور نیز جنہون نے سب سے بڑے دشمن کی لڑائی کا معرکہ جیتا ہے - اُن اصحاب کی راہ و روش اور گفت و گو جس نے یاد کرکے امداد حاصل کی - نیز اُس نے اس جنگ کی طرح - طرز بندوبست اور قابو کے موقع معلوم کئے - صدر اللہ کہ فتح یاب بزرگون کے نیک اعمال اور کامل اعتقادات کے ہتیار زیب بدن کئے - اور لا الٰہ کی تلوار الا اللہ شناسی کے ہاتھ سے اُٹھاکر نفس کی سپاہ - وسواس کے لشکر - اور شیطانی خطرات کی فوج کو - جو انسانی ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے تھے - ملک مذکور سے بھگا دیا - کہ جس کی وجہ سے دل کا تخت - جس پر نفس امارہ نے قابو پا رکھا تھا - پھر روح قدسی کے قبضہ مین آگیا - جو نائب مطلق ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا [۵۱] کہ عالم تجرید و تفرید کے آزاد اشخاص - اور تحقیق و توحید کے راستہ پر چلنے والے اصحاب کے ذکر خیر کی بدولت - انواع و اقسام کی معرفتین - راقم کو نصیب ہوئین - اور اُن کو راقم بحکم اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۵۲] تحریر مین بھی لایا - کسی قدر ان معرفتون کو جو مینے اشیا کے پردہ مین الٰہی اسما کے آثار کا - اور آثار کی قوت اور نفع کا تماشا کرکے ازراہ تحقیق بہم پہونچائی ہین - بیان کرتا ہون

ازلی حکمت اور سابقہ رحمت اس طرح پر مصروف ہے - کہ تمام الٰہی اسما - اور الٰہی صفات کے - احکام و آثار کو نہایت مناسبت اور مطابقت دیکھکر جداگانہ منافع کے ساتھ خصوصیت دیتی ہے - اور ان خاص منافع کو انسان کے عنصری جسم پر فائز کرتی ہے - اس بنیاد پر ازلی حکمت نے بہت سے الٰہی اسما کے آثار - انواع و اقسام کی موجودات مین - اندرونی طور پر امانت رکھے ہین - تاکہ وہ موجودات ہر ایک درجہ پیدا کرکے اپنے اپنے تعینی مصرف پر بہونچکر خاص انسانی تصرف کے قابل ہین - اور تاکہ وہ موجودات طرح طرح سے اور نیز اپنی مختلف تصرفات سے انسان کے عنصری جسم کو اُس اسم و صفت کا مظہر قرار دین - کہ جو اسم و صفت انسانی استعداد کے پردہ مین چھپی ہوئی ہین مثلاً وصف بینائی کو اسم البصیر نے سرمہ - سنگ سرمہ اور کحل الجواہر مین اس طرح قایم کیا ہے - کہ اُس کا اثر آدمیون کی آنکھون مین لگانے کے بغیر محسوس نہین ہوتا ہے - پس مغز کلام یہ ہے - کہ تمام ممکنات اور تمام کائنات - خدائی اسما کے آثار و احکام کی امداد سے

---

[۵۱] اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے انتہا شکر اور احسان ہے - اول بھی اور آخر بھی ۱۲ [۵۲] اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا ۱۲-

کے واسطے شاہراہ بنی ہے۔ تب کہین امن شعار نے امکانی رنگ کو استحکام دیا۔ اور اس غرض سے کہ تعین جامع (یعنی حضرت انسان کی ذات) کے لیے فیض پہونچانے کی مناسبت پیدا ہو۔ استعداد بہم پہونچائی ہے اسواسطے ہر ایک شے اس بات کی آرزومند ہے۔ کہ وہ بنی آدم کے تصرف مین آکر جو آثار اُس کے اندر مخفی ہین وہ جسم انسانی کے اندر ظاہر کرے۔ اور اپنے تئین اَلْاِنْسَانُ مُطِيْعِيْ وَكُلُّ الْاَكْوَانِ مُطِيْعَةٌ لَه کی معراج پر پہونچاکر بعدہٗ نجات حقیقی سے فیض یاب ہو۔ کیونکہ مو الیثلثہ کا کمال فنا فی الانسان مین ہے جس طرح انسان کا کمال فنا فی اللّٰہ کے مرتبہ مین ہے۔

القصہ واضح ہو۔ کہ صفی الصفیا کی جامعیت اور خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام اجمعین کے ختمیۃ کے مقام پر آخرکار۔ طبقات۔ انام مین سے نزول صعودی اُس باصفا گروہ کو نصیب ہوتا ہے۔ جو سنت نبوی پر چلنے کا قدم۔ ریا اور نمود کی گرد آلائش سے خشوع وخضوع کے آنسو۔ اور ریاضت کے خون جگر سے اچھی طرح دہوکر ایجابی صراط مستقیم پر سلوک اختیار کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ راہ طریقت مین چلنے والا پانون ذی ہدایت مرشدون کی پیروی مین غبار آلودہ اور فرسودہ کرکے سائرین الی اللّٰہ کی منزلین طے کرتا ہے۔ نیز وہ گروہ اسکے بعد اپنے ظاہری ومعنوی کمالات کے تمام سرمایہ کو فنا فی اللّٰہ کی کشتی مین بہر دیتا ہے نیز وہ گروہ امکان ووجوب کے دونون دریاؤن کی موجون سے سلامت رہکر بقا باللّٰہ کے کنارہ پر سرمایہ مذکور پہونچا دیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ اسماء وصفات کی تجلیات کے مقام پر پہونچکر۔ رسوم اور تعینات کا لباس جس قدر بھی اس تہنا اردی مین جسم پر باقی رہجاتا ہے۔ اُس سے بھی حقیقت وجود کو پاک صاف کر لیتا ہے۔ نیز وہ گروہ۔ توحید کا احرام باندہ کر سیر فی اللّٰہ کے کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور نیز وہ گروہ یک جہتی اور بیخودی کے ارکان حقیقی نجات اور دائمی آزادی کا حج ادا کرنے کے واسطے بجالاتا ہے۔

اس صدر الذکر گروہ کے علاوہ۔ عام اشخاص دُو فریق ہین۔

ایک فریق۔ وہ ہے۔ کہ جس کا صراط ایجادی کا سلوک۔ صراط ایجابی کے ساتھہ متحد ہو۔ اور یہ فریق دو قسم پر منقسم ہے۔

ایک قسم۔ وہ ہے۔ کہ آتش دوزخ کا عذاب وہ نہین دیکھے گا۔ اور چونکہ الٰہی بخشش اُس کی طرف سبقت کرے گی۔ اس واسطے وہ گلزار فردوس مین خراماں پہرے گا جس کا وصف یہ

۵۷۔ انسان میرا مرکب ہے۔ اور کل کائنات انسان کا مرکب ہے۔

ہے فِیۡھَا مَا تَشۡتَھِیۡہِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ ط

دوسری قسم - وہ ہے - کہ مغفرت نہ ہونے کے سبب سے وہ چندروز عذاب نار مین گرفتار رہےگا
اس قصور کے پاداش مین کہ صورت افعال سے گزر کر معنی افعال کی منزل مین اُس کا گزر نہین ہوا -
دوسرا فریق - وہ ہے - جو رہنماے فطرت وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِھَا ؟
کے پیچھے پیچھے - ایجادی صراط مستقیم پر بپار پایون کی طرح چلتا ہے - اور ایک قدم بھی شاہراہ توحید پر
(جو ایجابی صراط مستقیم کا پہلا قدم ہے) نہین ڈالتا - یہ گروہ اہل بعد و ارباب فرق ہین - اور اِن کا ما دیٰ
دوزخ کے طبقون مین ہوگا - اعوذبک منک -

۵۱ جس چیز کو اُن کا جی چاہے - اور جو اُن کی نظر مین بھلی معلوم ہو - بہشت مین موجود ہوگی ۱۲ -

۵۲ جتنے جاندار ہین - سب ہی کی توچوٹی اُس کے ہاتھ مین ہے ۱۲

شروع سومی چمن

اس چمن مین نوین دور (نوین صدی) کے حسب تفصیل ذیل اصحاب کی سرگزشت - اور ماندوبود کے حالات مذکور ہین -

اولاً - اہل حقیقت اور ذوی معرفت درویشون کے حالات -

ثانیاً - عقلی ونقلی علوم کے علما کے حالات -

ثالثاً - سلوک اور ریاضت کا راستہ چلنے والے اصحاب کے حالات -

رابعاً - جو لوگ خودی سے اور نیز خرد سے آزاد ہین - اُن کے حالات -

اے حوصلہ ایدہر آ - اور کان لگا - دیکھہ - ہر ایک حکایت بجائے خود - گلزار معرفت کی ایک ہزار داستان بلبل ہے - جو عام لوگون کو خواہ وہ بہرے ہون - یا صحیح کان والے ہون - اُس جہان آفرین لاشریک لہ کی تسبیح اور رضاجوئی کا ترانہ سناتی ہے - جس نے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ کُلَّهَا [1] کا سرود - حضرت صفی اللہ کو تعلیم فرمایا تھا - تاکہ حضرت صفی اللہ کے ترانہ سے سرزنش کرنے والون کے چہرہ پر خجالت کا پردہ پڑے - اور تاکہ حضرت صفی اللہ اپنی ہمدانی کا ترانہ عیب جو ہنر فروش جماعت کو سنادین جس کو سنکر جماعت مذکورہ خودستائی کی بلند پروازی سے نادانی کی پستی مین عذر ہی اگرے - اور حضرت صفی اللہ علمی استعداد کی بدولت آفریدگار بے مثل - اور سلطان لامکان کے خلیفہ اور جانشین بنین - یہ بالکل سچ ہے بیت -

آن بادشاہ اعظم در بستہ بود محکم		ناگاہ دلق آدم پوشید و بر در آمد

یاد بابا اسحٰق مغربی

آپ شیخ ماہی محمد کیمی مغربی کے مرید ہین - جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور چالیس [2] حج کئے تھے - کہتے ہین آپکے پیر نے آپکے حالات سے صدق وسعادت کے آثار دیکھکر بیعت کے روز ہی خرقہ خلافت بخش دیا تھا - اور تمام خلفا اور مریدون کو فرمایا تھا - کہ اسحٰق ہمارا بڑا خلیفہ ہے اس کی تعظیم روز افزون زیادہ کرتے رہنا - اسی طریق

---

[1] - آدم کو سب (چیزون کے) نام بتادیے - ۱۲ -

پر پیر کی خدمت مین رہکر چند سال تک پنے فائدہ حاصل کیا - بعدہٗ اجازت لیکر دہلی مین آئے - سلطان محمد تغلق شاہ نے آپ کی تعظیم اور خدمت مین بے انتہا کوشش کی - مگر آپ لوگون کے ہجوم سے تنگ دل ہو کر اجمیر کے کوہستان مین چلے آئے - ایک رات کا ذکر ہے - کہ آپ عالم مثال مین خواجہ معین الاولیا اجمیری کی خدمت مین پہونچے وہان سے اجازت ہونے کے بعد موضع کھٹو[۵۱] مین آکر مکان تجویز کیا - آپکے خلیفہ شیخ احمد کھٹو والہ کا بیان ہے کہ ایک سال مین اپنے مکان سے چل کر باباکی ملازمت مین دہلی پہونچا - بابا نے اپنے سابقہ مکانات مجکو دکھائے - اور فرمایا - کہ بارہ سال کی عمر تھی - اُس وقت مین والدین کی خدمت سے پیر طریقت کی جستجو مین حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا تھا - مختلف طبقون کے چالیس پیرون کی مینے ملازمت کی - جس کسی کو جہان کہین سنا - سر کے بل گیا - اور اُن کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا - اور ہر ایک پیر کی فرمان برداری اور پیروی کر کے - دل کی اور عادات کی دونون کی اصلاح عمل مین لایا - اور خلافت نامے لیے - اسی بھاگ دوڑ کے درمیان مین ایک شہر مین گزر ہوا - جہان کا حاکم پیکر پرست تھا - وہ میرا معتقد ہوگیا - مگر وہان کے قلندر مجھپر رشک کرنے لگے - ایک بڑی اونچی آگ جلائی - اور کوئلون کا ڈھیر فراہم کیا - مجکو دعوت دی - کہ ہمنے حلوائے بے دود کا پکایا ہے - مجکو ان لوگون کے قانون و قاعدہ کی خبر نہین تھی - لہذا مینے قبول کرلیا - اتنے مین مجکو آگ کے نزدیک لے گئے جینے ایک بار گی اللہ وحدہ لا شریک لہ کا نام لیکر اُن کی مشتعل کی ہوئی آگ کو پاؤن سے روند ڈالا - ابراہیمی ہمت نے اظہار ولایت کر کے آگ مین اخوانی ہیولی کی خاصیت پیدا کی مصرع آتش نمرودیان گلزار اوست

یاد مولانا سید احمد ابن محمد تھانیسری

آپ ظاہری علوم - کامل طور پر جانتے تھے - سلطان بہلول لودہی کے عہد مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر مکان بنا لیا تھا - شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید - اور مولانا خواجگی نحوی کے بھائی ہین - کہتے ہین جب بھائی کی خواب مولانا کے گوش گزار ہوئی جس کی تعبیر دہلی کی بربادی تھی - تو آپنے فرمایا - یہ خواب و خیال حجت و اعتبار کے قابل نہین ہین - اور اس بنیاد پر وہان سے نقل و حرکت کا خیال دل مین نہین آنے دیا - آپکے بھائی انہین ایام مین دہلی سے سامان اقامت اُٹھا کر کالپی مین چلے گئے - چند روز بعد صاحب قران امیر تیمور نے دہلی فتح کرلی - اور دوسرے باشندگان شہر کی طرح - مولانا بھی گرفتار ہوئے - مگر ایسے شخص کی حراست مین آئے - جو طالب علمی کا شوق رکھتا تھا - ایک روز وہ شخص اپنے ہم مذاق لوگون کے ساتھ مطول معانی پر مباحثہ کر رہا تھا - مولانا نے

---

[۵۱] کھٹو - اجمیر سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر شمال اور مغرب کے درمیان مین ایک قصبہ ہے - ناگور ضلع مین ہے ۱۲

اُس کے نادرست پڑھنے پر مطلع ہو کر قیدیوں کے درمیان سے سر اونچا کیا - اور کہا - اس عبارت کے واسطے یہ معنی موزون نہین ہین - اُس شخص نے متحیر ہو کر مولانا سے عذر و معذرت کی - اور کیفیت حال صاحب قرآن کے حضور مین جا کر بیان کی - اس پر نہایت تعظیم کے ساتھہ - مولانا کو بارگاہ سلطانی مین لے گئے اور صدر مقام پر بٹھایا - صاحب قرآن نے بھی معذرت کے طور پر کہا - دہلی پر یورش - ہوائے نفسانی سے نہین کی گئی ہے - بلکہ علمائے بخارا کے فتوی سے ہے - فتوی لاؤ - تاکہ ہم دکھائین - مولانا نے فرمایا - اب فتوے کا دکھانا اور دیکھنا کوئی مفید بات نہین ہے - کاش - اس یورش سے پہلے مین دیکھتا - تاکہ علمی معاملہ پر مباحثہ کیا جاتا - اور جائز ناجائز کی تمیز ہوتی اس اثنا مین مولانا برہان الدین ملتانی مرغینانی صاحب ہدایہ فقہ کے پوتے آ گئے - اور مولانا احمد کے بالائے دست بیٹھے - دریافت فرمایا - یہ کون ہین - لوگون نے کہا - فلان کے پوتے ہین - آپ نے ہنسی کی راہ سے کہا - جس شخص کے دادا نے فقہ مین چودہ جگہہ خطا کی ہے - ممکن ہے - کہ اُس کا پوتا ادب کے بارہ مین ایک جگہہ بر سر غلط ہو - یہ سنکر وہ برہم ہوئے - اور مولانا کے دامن سے اُلجھہ گئے - کہ اس اجمال کی تفصیل کرنی چاہیئے - مولانا نے فرمایا - کہ وہ خاص خاص مقام اس وقت میرے ذہن مین نہین آتے ہین - میرا لڑکا حمّا جانتا ہے - حسب حکم صاحب قرآن - نقیبون نے شیخ حما کو لشکر مین سے تلاش کر کے نکالا - دوسرے روز لشکر اور شہر کے علما کی مجلس منعقد ہوئی اور علمی گفت و گو پیش کی گئی - القصہ للہ شیخ حما نے باپ کے فرمانے کے بموجب - ہدایہ کی وہ چودہ جگہہ جن پر اعتراض وارد ہے - شمار کرا دین - اور مناظرہ کے ساتھہ ثابت کر دین - اس پر چارون طرف سے آفرین آفرین کی آواز آنے لگی صاحبقران نے فرمایا - اس شہر مین درس پانے والون کے واسطے خانہ و خانقاہ اور مولانا کے واسطے محل تعمیر کیا جائے - مولانا نے کہا - مولانا خواجگی - اور نیز دیگر اہل ولایت جو میرے ہم نشین تھے - یہان سے کالپی کو چلے گئے ہین - اور وہین بود و باش اختیار کر لی ہے - لہذا اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے - کہ مین بھی اُنھین کے ساتھہ رہون اور اُنھین کے پاس مرون - کیونکہ اب عمر کا آفتاب زرد ہو گیا ہے - بالآخر آپ قلعہ کالپی مین آئے - اور لبقیۃ العمر درس دیتے رہے - عربی زبان کا ایک قصیدہ آپ کا نعت مین ہے - جس کو قصیدہ بردہ کے ہم پلہ کہہ سکتے ہین - مولانا عبد الحق دہلوی نے اپنے تذکرہ مین اُس کی بہت سی ابیات لکھی ہین مصرع باد اکشادغرقہ علم ازل برو -

یاد خواجہ ضیاء الدین برنی

آپ نامور اہل سخن - اور مصنفین مین سے تھے - بہت سی تصنیفات اور تالیفات آپ کی یادگار ہین جیسی ثنائے محمد علیہ السلام - عنایت نامہ آلہی - ماثر السادات - تاریخ فیروزشاہی - وغیرہ وغیرہ آپ اپنی سخن آرائی سے مجلس

کہ من - عجیب عجیب مضامین سے محفل کی نشاط - اور شیرین بیانات سے ہم نشینون کی خوشی بڑہاتے تہے سلطان نظام الاولیا کے مرید - خسرو اور خواجہ حسن سنجری کے باخلاص دوست - اور سلطان محمد تغلق کے ندیم خاص تہے - سلطان آپ کو بہت کچھہ تکلف کے ساتھہ اپنے ہمراہ رکہتا تھا - جب سلطنت کی نوبت فیروز شاہ کو پہنچی - آپنے بہی پیر سے گوشہ نشینی کی درخواست کی - پیر نے قبول فرمایا - اکثر کتابین - اُس فرصت مین تصنیف فرمائی ہین - کہتے ہین اخیر زندگی مین دنیوی سامان جو کچھہ پاس تھا - پیر بزرگوار کی نذر کرکے درویشون کو دیدیا تہا - جب آپ کا زمانۂ زندگی پورا ہوا - تو آپ کے حجرہ مین چادر اور بوریے کے سوا - کچھہ نملا - بعض کہتے ہین - کہ سلطان نظام الاولیا کے زمانہ مین تین شخص ضیا نام کے تہے - برنی بخشی - اور سنامی - اولین مرید کامیاب - آخرین منکر ناکام - اور متوسط دونون سے علیحدہ - اس حالت مین تینون زندگی گزارتے تہے - **قطعہ**

برنی بخشی و سنامی		نام این ہر سہ تن ضیا بودہ	
اولین معتقد یمین منکر		ثانی از ہر دو بے نوا بود د	

اور بعض کہتے ہین - کہ صرف موضع برن سے ہی - تین کس ضیا نام کے آئے تہے - تینون اہل علم - اہل سخن مشائخ دوست - مرید اور تمتعات ہر دو عالم سے مستفید تہے - رحمہم اللہ -

یاد شیخ رکن الدین مودود کان شکر نہروالہ

آپ - نسب کے اعتبار سے خواجہ علم الدین محمد کے بیٹے ہین - خواجہ علم الدین محمد - خواجہ علاء الدین یوسف کے بیٹے تہے خواجہ علاء الدین یوسف - خواجہ بدر الدین سلیمان کے بیٹے تہے - خواجہ بدر الدین سلیمان - اسوۂ اولیائے کرام مخدوم شیخ فرید الدین مسعود گنجشکر کے بیٹے ہین - قدس اللہ ارواحہم اور بیعت و خلافت کے اعتبار سے آپ شیخ محمد زاہد کے خلیفہ ہین - شیخ محمد زاہد یوسف کے بیٹے - یوسف - احمد کے احمد محمد کے - محمد - خواجہ علی کے - خواجہ علی - ابی احمد کے - اور ابی احمد - قطب مشائخ عظام - خواجہ مودود چشتی کے بیٹے ہین - نور مرقدہم - اور نیز آپ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ منڈدی کے پیر و مرشد ہین - نزہ سرہٗ تجرید و تفرید کی ریاضت - اس حد تک پہونچی ہوئی تہی - کہ اکثر راتون کو ایک وضو کا بہی پانی باقی نہین رکہتے تہے - فرماتے تہے - تہجد کے وقت غیب سے ہم کو پانی پہونچ جاوے گا - آپ کی قبر شریف گجرات مین ہے - جس کا نام پرانی کتابون مین نہروالہ ہے - کہتے ہین - ایک روز سلطان عشاق - یگانۂ آفاق - سید محمد گیسو دراز - آپ کی ملاقات کے واسطے آپ کے پاس آئے - باہم معرفت کی گفت و گو ہوئی - اس ضمن مین سیدؒ نے دریافت کیا - کہ جو کشف اور فتوحات سلطان عارفان بایزید بسطامی

اور سید طائفہ جنید بغدادی قدس سرہما کو ہوتی تھین - وہ اس زمانہ مین نہین ہوتی ہین - اس کی کیا وجہ ہے - فرمایا اُس زمانہ کے لوگ کمر مین ہمیانی نہین باندہتے تھے - کہتے ہین - سید کی کمر مین ہمیانی بندھی ہوئی تھی - اُسی وقت کہول پھینکی - ہجری سنہ سات سو پانچ مین آپ عالم ارواح سے عالم اجسام مین آئے تھے - جب پچیس ۲۵ سال کی عمر ہوئی - تو خداشناسی کی طلب مین قدم رکہا - اور بائیسوین شوال ہجری سنہ آٹھہ سو گیارہ کو عالم قدس کی تیاری فرما کر عالم اجسام کی چار دیواری کو رخصت کیا -

مصرع رکن دین را استواری باد از اسرار او

یاد سید محمد گیسودراز

آپ شیخ نصیر الاولیا چراغ دہلی کے خلیفہ ہین - قبر قصبہ گلبرگہ مین ہے - جو گول کنڈہ صوبہ دکن کی سرکار مین واقع ہے - جب آپ دہلی سے باجازت پیر بزرگوار دکن کی طرف روانہ ہوئے - تو اثنائے راہ مین گوالیار پر بھی گزر ہوا - اُن ایام مین شیخ علاءالدین متوطن کالپی جاگیردار تہا - اُس نے مع تمام علما اور عقلا کے آگے بڑھکر استقبال کیا - اور کمال عزت و اکرام کے ساتھہ آپ کو شہر مین لایا - اُس کے چار بیٹے تھے - اور ہر ایک بیٹا - علم کا گویا ایک رکن تھا - ان مین سے شیخ ابوالفضل - ابوسعید - اور ابوالبرکات کو سید کا مرید کرادیا اور اسباب سفر کی تیاری ضرورت سے زیادہ کرکے - رخصت کیا - آپ جب دکن مین پہونچے ہین - اُس وقت سلطان احمد بہمن شاہی کا زمانہ تہا - جب سلطان نے بہت کچھہ تعظیم کرکے مسند سلطنت پر بٹہایا - تاج - تخت - چتر - اور علم پیش کش کئے - اور اپنے پرگنہ مین سے متعدد موضعے اور باغ خانقاہ کے نام سے وقف کئے - چنانچہ مسافر و مقیم - اور تونگر و درویش ملاکر ہزار آدمی صبح و شام آپ کے خوان سے کہانا کہایا کرتے تھے - چراغ دہلی کے سلسلہ کو آفتاب کی طرح فروغ آپ کی ذات سے ہے - آپ کی عمدہ عمدہ تصنیفین بہت سی ہین - منجملہ ان کے ایک کتاب ثمر تام ہے سلوک اور تصوف مین - اس کتاب کی عبارت تمام و کمال معما اور تاویل کے طور پر واقع ہے - دوسری **معدن المعانی** اور تیسری **شرح سوانح امام احمد غزالی** رح - سوانح کے بارہ مین آپ فرمایا کرتے تھے - یہ ایک دوشیزہ دختر ہے جس کو ہنوز معنی آفرین اہل سخن کے اندیشہ کا ہاتھہ تک نہین لگا ہے - اور الفاظ کا نقاب اس کے مقاصد کے چہرہ پر بدستور پڑا ہوا ہے - کہتے ہین - شرح لکہنے کے بعد پیٹ سے خون آنے لگا تہا - ہجری سنہ آٹھہ سو پچیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے - آج کل آپ کے فرزند مذکورہ بالا قصبہ مین اُسی سلطنت کی صورت پر سلسلہ کو ظاہر مین جاری رکہتے ہین - باطن کی پیروی بھی خدا کرے - روزی ہو -

یاد سید محمود

آپ سید سماء خورد کے بیٹے ہین - سید سماء خورد - سید سماء بزرگ کے - اور سید سماء بزرگ - ناصر مصری کے فرزند تھے - آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون منڈو (مانڈو) مین ہین - سید محمود جن کا لقب جوانی مین سید خان تھا - دولت اور سپاہگری ترک کر کے تمام عمر درویشی اور ریاضت مین گزاری - ان کا بیان ہے کہ سید ناصر مصری کے یہان اپنے شہر مین ہزار آدمی ذی ہنر اور پیشہ ور ملازم تھے - پیشہ ورون کی محنت کے حصہ مین سے جو کچھ ہر روز ہاتھہ لگتا تھا - وہ سب سید ناصر خانقاہ کے صوفیون اور مہمان سرا کے آنے والون کے خرچ مین صرف کر دیا کرتے تھے - ایک روز ایک غلام اپنے ہمرازون سے کہہ رہا تھا - کہ ہمارے سید - اپنے غلامون کے کسب کی آمدنی پر خانقاہ داری کرتے ہین - اور ہم سب عیال دار ہو گئے ہین - اب آمدنی اُجرت کا یہ حال ہے - کہ بال بچون کے روزانہ خرچ خوراک کو بھی مکتفی نہین ہوتی ہے - اِس غلام کی یہ شکایت ایک دم خواجہ کے دل مین چبھہ گئی - سید ناصر مصری نے اِس طرح سے قلندرانہ صورت بنائی کہ کسی نے نہین پہچانا - اور ہند کی طرف چلے آئے - سیر کنان حصار فیروزہ مین پہونچے - اِس جگہہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی - جو کیمیا کا علم و عمل جانتا تھا - ناصر مصری نے درویش کی مصاحبت اختیار کی - بالآخر مقیم درویش - آنے والہ کی سرگذشت پر آگاہ ہوا - چونکہ مقیم نے نووارد کو سنجیدہ آدمی پایا - لہذا اپنا داماد کر لیا - اور علم اکسیر سکھا کر فرمایا - اپنے وطن کو چلے جاؤ - اور تمام غلامون کو آزاد کر کے اس عمل کے ذریعہ سے عمدہ طور پر خانقاہ کو رونق دو - **القصہ** سید ناصر مصری نے حکم اُستاد کی تعمیل کی اور چند سال بعد اپنے بیٹے سید سماء کو کیمیا بنانا سکھا کر ہندوستان کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا حصار مین جا کر بزرگ اُستاد کا حال معلوم کرنا - سید سماء جب حصار مین آئے - تو اُس مہربان اُستاد کو زندہ نہ پایا - آخر کار کیمیا کے ذریعہ سے ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لیا - جو سپاہیانہ صورت اور درویشانہ سیرت رکھتے تھے - اور مع ان سب کے منڈو (مانڈو) مین آئے - اُس زمانہ مین رام دیرای - اس صوبہ کا حاکم تھا - وہ مشیت ایزدی سے مقابلہ نہ کر سکا - منڈو (مانڈو) کا قلعہ خالی چھوڑ کر جنوبی سمت مین چلا گیا - اور یہ بزرگ مقام اہل اسلام کے ہاتھہ آیا - اور اس وقت سے پہلا شہر نو بنیاد اسلام قایم ہوئی - اس کے بعد سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری نے نوین صدی کے آغاز مین زیادہ آباد کیا - اور دین محمدی کو بہت کچھہ قوت حاصل ہوئی - اور سید محمود کی درویشی کی رونق کمال کو پہونچی - آپ صاحب فضیلت و کرامت بھی ہوئے ہین -

یادشیخ یوسف بدھا ایرجی

مقتول العشق آپ کا خطاب ہے۔ اتفاق زمانہ نے آپکے بزرگون کو خوارزم سے ہند مین لاکر قصبہ ایرج مین آباد کیا تہا۔ قصہ کوتاہ جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ توخواجہ اختیار الدین عمر کی خدمت سے آپنے کتابی علوم۔ اور قلبی کمالات کی تکمیل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ پہر سید جلال الدین بخاری اور شیخ راجو قتال کی ملازمت مین ہوکر وہان سے بہی بہت کچھہ فائدہ اُٹہایا امام محمد غزالی کے منہاج العابدین کا ترجمہ۔ آپ ہی کی تالیفات سے ہے۔ فارسی شعر کا بہی ذوق تہا۔ تاریخ محمدی کے مصنف نے جو آپ کا مرید ہے۔ لکہا ہے۔ کہ آپ کی خانقاہ مین قوالی کی مجلس ہجری سنہ آٹھہ سو چونتیس مین ہوئی تہی۔ صوفیون کی جماعت پر حالت طاری تہی۔ آپ بہی شورش کر رہے تہے یکایک آپ کی روح کالبد سے عالم لاہوت کو پرواز کر گئی۔ آپ کی قبر وہین خانقاہ کے صحن مین بنائی گئی۔ اور سلطان علاؤالدین محمود پسر خان جہان خلجی مندوی نے آپ کی قبر پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرادیا مصرع خدایش خیر دہاد آنکہ این عمارت ساخت

یادشیخ علی پروی

پرو ایک موضع ہے مہائم کے اطراف مین۔ جو گجرات کے زیرین حصہ مین ایک بندر ہے۔ آپکے پدر بزرگوار کا نام احمد مہائمی ہے۔ دونون جہان کے حقائق اور اسرار کے آپ عارف تہے۔ صوفیون کی اصطلاحات میں آپ شیخ محی الدین عربی اور شیخ صدرالدین قونیوی کے پیرو ہین۔ اوران دونون بزرگوارون کی تصنیفات پر آپ نے عمدہ شرحین۔ لکہی ہین۔ اور سنجیدہ حاشیے لگائے ہین زوارف شرح عوارف آپ کی ہی ہے۔ اور تفسیر تبصور رحمانی مین جس مین عبارت ترجمہ کے ساتھہ قرآنی ترتیب کو ملایا ہے۔ اور آیات کو تکرار سے علیحدہ کیا ہے۔ یہ پسندیدہ طریقہ تمام آپ کی اختراع ہے۔

ایک رسالہ مین لکہا ہے۔ امام جمال الدین محمد نام یمن مین ایک عالم تہے۔ اُن کا خط ایک خادم میرے پاس لایا۔ اور اُس نے یہ بیان کیا۔ کہ شرف الدین علم قرآن یمنی کی فہم اور بصیرت اِس قدر تو ہے نہین۔ جس کی شعاعین شیخ محی الدین عربی کے کلام پر پڑ سکین۔ با اینہمہ اُس کو شیخ سے انکار ہے۔ گو انکار کا باعث اس کی کوتاہی اور نارسائی ہی ہے مگر شیخ کی اور پیروان شیخ کی تکفیر کرتا ہے۔ یہ ناصواب بیان سنکر خیال پیدا ہوا کہ حق بات ضرور ظاہر کرنی چاہیئے۔ اور پہر اس خیال نے مجکو گہر مین بیٹہنے نہین دیا۔ ناچار سفر کے واسطے کمر باندہ کر یمن کے راستہ پہولیا۔ اور وہان پہونچکر الزامی حجتین اور قطعی دلیلین پیش کین۔ بالآخر مینے شبہات کا کوڑہ کرکٹ۔ اور طعن و تشنیع کا گرد و غبار معلم کے عقائد سے دور کردیا۔ کیونکہ گروہ صوفیہ جنہون نے ماسواے طریقت کو ترک کر کے حقیقت اور شریعت مین

باہم تطبیق دی ہے - اور اپنے تیئن نیست شمار کرکے درمیان مین نہین لاتے ہین - اِن کی امداد تمام خداشناس عالمون پر لازم ہے - آپ شیخ صدرالدین قونیوی کی نصوص کی شرح لکھنے کے بعد کچھ کم دس سال امکانی لباس مین زندہ رہے - اور شرح مذکور کی تالیف ہجری سنہ آٹھ سو تیس مین ہوئی ہے - اور بعض کے نزدیک آپ کی رحلت کا سال اور مہینا جمادی الاخری ہجری سنہ آٹھ سو بتیس ہے - خوابگاہ مہائم -

یاد مولانا نظام الدین خاموش

آپ گویا وجوب و امکان کے دو دریاؤن کے درمیان مین برزخ تھے - جمالی اور جلالی نمائشین آپ کی ذات مین نمایان تھین - اصول حقائق کی مسند کو آپ سے زینت تھی - اور فروع طریقت مین روایتون کا آپ ماخذ تھے - تصوف کے میخانہ مین آپ کے بیان کی برابر جو سراپا جوہر ہے - کوئی کیف نہین ہے - سماع کی مجلس مین آپ کو جوش اور خروش نہین ہوتا تھا - ہمیشہ اپنے باطن کو دیکھنے مین ظاہر مین آنکھ باہر کی طرف سے بند کرکے اندرونی اور باطنی آرائش کے سامان مین رہتے تھے - جس زمانہ مین بخارا کے مدرسہ مین آپ تحصیل علم کر رہے تھے - اُس زمانہ مین خواجہ بزرگ کی ملازمت سے توفیق رفیق ہوئی تھی - اور اس خانوادہ کی محبت کا نقش آپ کے دل پر بیٹھ گیا تھا - اُسی روز سے آپ نفس کے مجاہدہ اور اصلاح مین سلسلہ جنبانی کرتے تھے - یہانتک کہ خواجہ علاء الدین عطار کی خدمت مین پہونچکر آپ کی روشن ضمیری کی قوت حاصل ہوگئی - اور دوئی نما زہد خشک سے رہائی پاکر یکتائی سے بھری ہوئی توحید کا گھونٹ پی لیا - اور مست ہوگئے - قدس اللہ سرہم

یاد خواجہ عبد اللہ امامی اصفہانی

آپ معرفت و کمالات کے دریا - توحید کی کان - اور خواجہ علاء الدین عطار کے مریدون اور دوستون کے سرگروہ تھے - آپنے خواجہ علاء الدین عطار کے دلچسپ بیانات اور کرامات کو قلم بند فرماکر اہل زمانہ کے واسطے سامان استفادہ بہم پہونچایا ہے - اُس مین آپ لکھتے ہین - تاقین معرفت کے آغاز مین ہمارے خواجہ کا یہ طریقہ تھا - کہ طالبون کو یہ تعلیم ہوتی تھی - کہ اپنا عنصری خزانہ - اور قوی و ادراکات کے تمام و کمال جواہر - عنصری جسم مرشد کے ہاتھ فروخت کرنے چاہئین - جو آلہی ہستی کی آمد و رفت کا دریچہ ہے - زبان تصوف مین ہدایت کی اِس شکل کو - فنافی الشیخ کہتے ہین - تاکہ جو شخص ہستی کو فروخت کرکے - اُس کی عوض مین نیستی کا خریدار ہے - اُس شخص کو اگر سلوک کی گھاٹیون مین انقباض پیدا ہو - تو اُس خدائی آئینہ (مرشد) کے تصور سے مقصد کا راستہ مل جاوے - کہتے ہین پہلی ہی ملازمت مین پیر نے یہ زمزمہ آپ کو سناکر آپ کے ہوش و حواس کھو دئے تھے **بیت**

تو زخود گم شو وصال این ست بس	گم شدن گم کن کمال این ست و بس

شیخ احمد یا مخدوم شیخ جمال الدین کھٹو مرحبزی احمد آبادی

کھٹو نام ایک موضع ہے ناگور اور اجمیر کے کوہستان مین۔ یہان آپ رہتے تے۔ لیکن آپکے آبا و اجداد دہلوی
ہین۔ آپکی پیدائش بھی دہلی ہی کی ہے۔ صاحب دانش و بنیش تے ہجری سن سات سو اڑتیس مین آپنے اپنے
وجود سے عالم خاک کو شرف بخشا۔ کہتے ہین ایک روز دہلی مین ایسی سخت آندھی آئی تھی۔ کہ بھاری بھاری چیزین
ہوا مین اڑکر اپنے مقامات سے منزلون دور جا پڑی تہین۔ اُس زمانہ مین آپ خورد سال تے۔ ملک نصیر الدین
نام تھا۔ گلی کوچہ مین اپنے ہم عمرون کے ساتھہ کہیل رہے تے۔ بگولے کے ساتھہ آپ کا دامن بھی لپٹ گیا۔ اور
بگولا آپ کو پتنگ کی طرح ہوا مین اڑا لے گیا۔ موضع کھٹو کی سرحد مین۔ جو دہلی سے کوسون دور ہے آپ نیچے اُترے
اُس زمانہ مین بابا اسحٰق مغربی نے اُس موضع مین حجرہ عبادت بنا رکہا تہا۔ بابا اسحٰق حاجی محمد کیمی کے خلیفہ
ہین۔ جنہون نے چالیس حج کئے تے۔ اور نیز حاجی جی اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی کے سلسلہ مین سرگروہ تے۔
قدس سرہم اور اسوۃ العرفا ابو مدین مغربی۔ سید عبد القادر جیلانی کے ہم عصر ہوئے ہین۔ **القصہ** ازلی
سعادت نے اُس طفل کی پرورش کا حکم بابا کے نام جاری کیا۔ بابا نے جمال الدین احمد نام رکہا۔ آپ جب کمال
ہوش کو پہونچے حقیقی بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ اور تہوڑی سی خدمت اور ریاضت سے عالم ارواح اور عالم اجسام
کے کمالی مرتبہ پر فائز ہوگئے۔ آٹھوین صدی کے آخرین حصہ مین سلطان احمد ابن مظفر کا عہد تہا۔ کہ پیر کے
ارشاد کے بموجب آپ گجرات تشریف لے گئے۔ اور سابرمتی کے کنارہ جواب قلعہ احمد آباد کے نیچے روان ہے
گوشہ گزین ہوئے۔ سلطان وقت نے بھی آپکی صحبت اور اتفاق کی وجہ سے اُس مقام پر ایک بڑے شہر کی بنیاد
ڈال کر احمد آباد نام رکہا۔ ندیمانِ خاص کو اس بنیاد کی تاریخ کلمہ بخیر ملی اس باعث سلطان نے شہر چانپانیر کو جو
سابقہ حکمران بادشاہون کا دار السلطنۃ تہا۔ چہوڑ کر۔ اس نو آباد شہر کو اپنا پائے تخت بنایا۔ یہ شہر آپکے
قدوم کی برکت سے ایسا اسلامی شہر بنا۔ کہ تمام ہندوستان مین اس کی مثال نہین ہے۔

لکہا ہے۔ مشائخ زمان **قدس سرہم** کی ملازمت کی آرزو آپ کو بہت کچھہ رہتی تہی۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو سفر مین
رکہتی تہی۔ چنانچہ آپنے ایک خط مین جو شیخ کمال الدین احمد آبادی کے نام سمرقند سے بہیجا تہا۔ لکہا ہے۔ مینے ہجری سن
سات سو تراسی مین بحر اعظم کا سفر اختیار کیا تہا۔ جزیرہ عدن مین پہونچکر شیخ عبد اللہ یافعی کے خلیفہ شیخ عبد اللطیف
یمنی سے ملاقات کی۔ بعد مکہ معظمہ کی زیارت سے مشرف ہوکر ارکان حج و عمرہ ادا کئے۔ اور نیز بزرگانِ مکہ کی ملاقات

سے فائدہ اُٹھایا - پہر صاحب مدینہ علیہ افضل التحیات کی زیارت سے شرف حاصل کرکے اپنے خاکی چہرہ کو آپکے آستانہ کی خاک سے منور کیا - اِس کے بعد ہجری سنہ آٹھ سو آٹھ مین ہری کو گیا - اُس وقت شیخ شہاب الدین خیابانی شیخ خراسان تھے - وہان اُن سے ملاقات کی - پہر سمرقند مین پہونچکر وہان کے مشایخ سے ملازمت حاصل کی - کتنے مہن گجرات مین بازگشت ہوکر بہت جلد یہ سفر انجام کو پہونچ گیا - اور اِس بے مثل شہر مین چند سال طالبان ہدایت کو فیض پہونچایا - جب چودھوین ماہ شوال ہجری سنہ آٹھ سو اونچاس کو فرمان طلب صادر ہوا - تو خوشی کے ساتھ عالم ظلمانی سے جہان نورانی کو رحلت فرمائی - آپ کی قبر سیر گنج مین ہے - جو اُس شہر کا ایک بازار ہے - آپ کی قبر پر ایک عالی شان گنبد اور بلند عمارت بنی ہوئی ہے - بعض کہتے ہین - کہ آندہی کے حادثہ کے بعد آپ خواجہ بجیب نساج کے ہاتہ لگے تھے - یہان سے باباکے ہاتہ آئے اس طرح پر - کہ مولانا صدرالدین حافد مولانا شہاب الدین عالم ہمدانی ڈیڈوانہ کو جاتے تھے - جو دہلی کا پرگنہ ہے - اسواسطے بابا اسحٰق کے پاس رخصت ہونے کو گیے - بابانے فرمایا - اگر کوئی ذی شعور لڑکا ہاتہ آجاوے - تو میرے واسطے لیتے آنا - جب مولانا صدرالدین ڈیڈوانہ مین پہونچے تو خبر ملی - کہ ایک لڑکا نساج کے ہاتہ آیا ہے - مولانا کو باباکا پیغام یاد آیا - لڑکے کے دیکہنے کے واسطے گئے - اور نساج سے مانگ کر باباکے واسطے لیتے آئے -

یاد قاضی شہاب الدین عمر

آپ زابلی - دولت آبادی - جونپوری ہین - زمانہ کے تمام عالمون سے زیادہ عالم - اور جملہ ارباب فنون کے اُستاد تھے - نظم کا شوق تھا - فارسی زبان مین شعر کہا کرتے تھے - آپ کے آبائے بزرگوار کو شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت اور نیز عقیدت تہی - اسواسطے آپ کو تیمناً پیر سہروردکا رسمی مرید کرادیا تھا - ظاہری علوم مین آپ مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین - جو مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کے شاگردون مین سے تھے - آپنے ہر ایک علم مین برجستہ - متن - شرح - اور حاشیے لکھے ہین - منجملان کے آپ کی ایک تفسیر بحر مواج بہی ہے - چونکہ یہ فارسی زبان مین ہے - لہذا درسی کتب مین - اس کا شمار نہین ہوا - یہی معانی اگر عربی عبارت مین ہوتے تو عالمون کے نزدیک یہ کتاب کشاف کے ہم پہلو ہوتی -

کہتے ہین - اِس زمانہ مین ایک سید تھے اجہل نام - جن کے نسب کا جمال حسب کے زیور سے آراستہ نہین تھا - سید کے سر مین یہ ہوا ہری - کہ ارباب دول کے محفل مین قاضی صاحب کے بالا دست بیٹھنا چاہیے - قاضی صاحب نے ایک رسالہ لکہا - کہ جس مین عالم بے سیادت کو سید بے علم پر فوقیت دی - پہراِس کے بعد دونون کے مساوی درجہ

ہونے کا اقرار کرکے۔ اس بارہ مین دوسرا رسالہ مرتب کیا۔ اور اُس مین تصریح کی۔ کہ میری عالمیت درست اور
ظاہر ہے۔ اور تمہاری علویت احتمالی اور مخفی ہے۔ لہذا بالادست بیٹھنے کا حق مجکو حاصل ہے۔ جب یہ مناظرہ
مولانا خواجگی کے سامنے پیش ہوا۔ تو مولانا شاگرد پر غصہ ہوئے۔ اور سخت ناراضی ظاہر کی جس سے آپ کو شرمندگی
ہوئی مجبوراً سادات کی تعریف مین تیسرا رسالہ لکھا۔ اور مناقب السادات نام رکھا۔ اس رسالہ پر آپ کی تمام
تصنیفات کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ مناظرہ مذکورہ کے بعد خاتم النبوۃ علیہ السلام نے عالم خواب
مین قاضی صاحب کو فرمایا۔ جاؤ۔ جہانتک ممکن ہو۔ سید اجمل کی خوش دلی مین کوشش کرو۔ اس بنیاد پر
آپنے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر معذرت کی۔ اور یہ رسالہ تالیف فرمایا۔ ہجری سنہ آٹھ سو اڑتالیس مین محفل
وجود سے خلوت عدم کو تشریف لے گئے۔ خوابگاہ جونپور۔

یاد میر سید اشرف جہانگیر

آپ کی پیدائش سمنان کی۔ اور قبر کچھوچھہ مین ہے۔ کچھوچھہ ایک موضع ہے جونپور کے علاقہ مین۔ کشف
و کرامات۔ اور منازل و مقامات کے آپ مالک تھے۔ آپ کے بیان سے عرفان کا آب حیات بہتا تھا۔ اور آپ
کے دل سے شوق و محبت کی آگ کے شعلے اُٹھتے تھے۔ سیاحی مین میر سید علی ہمدانی کے رفیق تھے قدس سرہما
اتفاقات زمانہ سے آپ کا گزر ہندوستان مین بھی ہوا۔ یہان آکر آپ شیخ علاء الحق بنگالی کے مرید ہوئے۔ اگرچہ طریقت
کے تمام مرحلے آپ بیعت سے پہلے ہی طے کر چکے تھے۔ آپ کے مکتوبات بھی ہین۔ جن مین درویشی مسلک کی حقیقتین
اور دقیقے کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین۔ عرفان کی کونسی ایسی گفت و گو ہے جو نہین ہین۔ اور ولولہ پیدا کرنے والی کونسی ایسی باتین
ہین۔ جو ہر ایک مکتوب کی سطر سطر مین نہین ہین۔ خدا کرے۔ یہ مکتوبات دوستون کے مطالعے سے گزرین۔ آپ کے
کلام کا زیادہ تر حصہ آپ کے فرزند نے فراہم کرکے، ایک بڑی کتاب بنائی ہے۔ اُس مین لکھتے ہین۔ ایک قلندر
تھا۔ گانون والے تمام اُس کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے۔ وہ ہر کسی سے کہا کرتا تھا۔ کہ اشرف اپنے تئین
جہانگیر کہتا ہے۔ اور صوفیون کی اصطلاح مین یہ لقب خاص قطب کا ہے۔ اور قطب کی علامت یہ ہے کہ اُس کے
جسم کے تمام اعضا ایک دوسرے کا کام کرین۔ ایک روز ایک جگہہ محفل کی گئی۔ اور وہ جگہہ امتحان کے لیے قرار دیکر سید کو
مہمان کیا۔ کھانا کھانا شروع ہوا۔ تو آپ نے صرف ہاتھ سے منہ۔ دانت۔ اور حلق کا کام لیا۔ یہ دیکھکر امتحان کرنے
والکو سخت حیرت ہوئی۔ آپ حاجی قاضی شہاب الدین عمر دولت آبادی کے ہم عصر ہین۔ آپنے قاضی صاحب
کے خط کے جواب مین عجب ایک خط لکھا ہے جس مین بحث فرعون کو حل کیا ہے جو فصوص الحکم مین ہے۔ چونکہ کہا

کتاب کو بزرگون کے احوال کے سوا۔ دوسرے بیانات سے کم تعلق ہے۔ لہٰذا بے لوگوں کے ایسے مضامین سے یہ کتاب خالی رہی۔

یاد مولانا رکن الدین خوافی

آپ شریعت دوست۔ روشن ضمیر۔ تلاش کے ساتھہ کامیاب۔ اور عالم باعمل تھے۔ کہتے ہین۔ ایکسال کلونجی کی کاشت کی تھی۔ جب وہ خرمن مین فراہم ہوئی۔ تو اُس مین سے ایک پیمانہ بھر کلونجی دہقان نے آپ کی اجازت کے بدون ایک آشنا کو دیدی۔ اور باقی کے واسطے مولانا سے عرض کیا کہ اُٹھوالی جاوے۔ آپنے فرمایا۔ خرمن ابھی ناتمام ہے جب تمام ہوجاوے گا۔ اُٹھالی جاویگی۔ اسی طرح پر مولانا کے اور دہقان کے درمیان مین یہ قصہ چلتا رہا۔ یہان تک کہ کھیت کا کوئی کام باقی نہین رہا۔ دہقان نے بہت کچھہ غور و فکر کیا۔ لیکن سوا اُس ایک پیمانہ کے خرمن ناتمام ہونے کا کوئی سبب معلوم نہین ہوا۔ مجبوراً اُس دی ہوئی کلونجی کو پہر لاکر خرمن مین شامل کردیا۔ اُس وقت اجازت ہوئی۔ کہ خرمن اُٹھاؤ۔ اور واپس لائی ہوئی مقدار کا کاسہ چند اُس شخص کو پہنچا دو جس سے واپس لائی گئی ہے۔ اور نیز فرمایا۔ چونکہ خیانت اور برکت دونون ایک جگہہ جمع نہین ہوتی ہین۔ اور صورت معاملہ مین خیانت کے معنی پائے جاتے تھے۔ اِس واسطے اتنے اہتمام کی ضرورت ہوئی۔

یاد شیخ سراج سوختہ

آپ کی قبر کالپی مین ہے۔ کلام ربانی حفظ تھا۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی امامت کیا کرتے تھے۔ سید صاحب کی ملازمت سے بہت کچھہ فیض اٹھاتا تھا۔ اور اپنے خرق عادت کی قابلیت چھپائے رکھتے تھے۔ سمندر کی طرح محبت کی آگ آپکی راحت کا باعث تھی۔ اور ذرہ کی طرح۔ آفتاب احدیت کے سامنے سرگشتہ رہتے تھے۔ معاملہ دنیا کی عمر کو ایک روز کی برابر سمجھکر۔ تمام سال روزہ گرسنگی کے ساتھہ گزارتے۔ اور تیسری شام کو پُرانے سرکہ سے افطار کرتے۔ ہمیشہ اِسی طرح ناہموار نفس کے ساتھہ لڑائی رہتی تھی۔ آپ رسمی علوم کی تحصیل مین مولانا خواجگی نحوی کے شاگرد ہین۔ ایک روز پڑہنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ تو مولانا کو کان کے درد سے معذور پایا۔ مولانا نے فرمایا۔ اگر مانع سبق رفع ہوجاوے۔ توتم سبق پڑھ سکو گے۔ آپنے کہا۔ بہت اچھا۔ مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے گئے اور آہستہ سے کہا۔ اے درد گوش۔ چلا جا۔ اِس کہنے سے سوزش درد موقوف نہین ہوئی۔ دوسری بار پہر کہا۔ اے درد گوش تجکو سراج سوختہ کہتا ہے۔ چلا جا۔ یہ کہتے ہی۔ اُسی دم فوراً بالکل درد جاتا رہا۔ اور صحت ہوگئی۔ اور درس حسب معمول شروع ہوگیا مصرع فرادان باد از ہر سوز سازش۔

یاد قطب عالم بٹوہ

آپ کا نام سید برہان الدین ہے - اور آپ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے پوتے ہین - ہجری سنہ سات سو نوے مین چودہوین رجب کی صبح کو علم کے وحدت خانہ سے وجود کی محفل مین آپ تشریف لائے - سلطان محمد ابن احمد ابن محمد ابن مظفر کا عہد تہا کہ آپ اوجہ سے خرد سالی مین اپنے بزرگوار دادا کے ارشاد کے بموجب گجرات مین آئے - اور بٹوہ ایک کوچہ ہے احمد آباد کا - اُس مین آپنے قیام فرمایا - ایک مدت تک سرکش نفس کے ساتہہ مخالفت رکہی - اور اس لڑائی مین اُسپر فتح پائی - آپ - گروہ کے گروہ آدمیون کے پشت پناہ بنے - اور آپکے مسیحائے دم سے ظاہری و معنوی بیمار شفا پانے لگے - کہتے ہین - جو کچہہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا - چونکہ آپ کا باطنی ارادہ راستی کے ساتہہ ہوتا تہا - وہی وقوع مین آجاتا تہا - اِسی قبیل سے تحت الذکر واقعہ بہی ہے - ایک روز علی الصباح گہر سے چلے - تو آپ کا پانون ایک پتہر سے لگا - فوراً بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا - لکڑی ہے - یا پتہر ہے - یا لوہا ہے - روشنی ہونے کے بعد جو دیکہا - تو اُس تے مین تینون طرح کا حصہ اور رنگ نظر آیا - ہجری سنہ ایک ہزار مین تک جب کہ راقم گلزار خاندیس سے گجرات کو جاتا تہا سنگ مذکور اُسی جگہہ موجود تہا اور لوگ دیکہنے کے واسطے جا بجا سے آتے تہے - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید ہین - اور قطب الاولیا شیخ احمد کہٹو سے بہی خرقہ خلافت پایا تہا - اور نیز شیخ احمد کی بہت کچہہ نظر پرورش آپ پر تہی - آپ کے گیارہ بیٹے تہے - سب مین بڑے - نیک منش - اور پسندیدہ اطوار سید محمد ہین - جو شاہ عالم کر کے مشہور عالم ہین - سید محمد کے کسی قدر گرامی حالات جداگانہ لکہے جاوینگے - دوسرے بیٹے سید داؤد - سلطان بہادر ابن سلطان مظفر گجراتی کے وزیر اعظم ہین - اور اختیار خان کے لقب سے نامور ہین - ان دونون کے سوا اور بیٹے جو تہے یہ دین کے بارہ مین پہلے بیٹے سے - اور دنیاوی مرتبہ مین - دوسرے بیٹے سے کمتر تہے -

مصرع مدار قرب حق را قطب این بود

یاد سید تاج الدین سوہی نہروالہ

آپ سراج مشائخ شیخ حسام ملتانی نہروالہ کے روضہ مین مدرس تہے - کسبی اور لدنی علوم آپ کو حاصل تہے خرقہ رہنمائی سید برہان الدین کی عنایت سے زیب بدن کیا تہا - جن کا لقب خاص قطب عالم بخاری گجراتی ہے - اور نیز مخدوم بہاسی سے بہی خرقہ خلافت ملا تہا - جن کا نام مولانا یوسف ابن احمد سوہی ہے - مولانا یوسف شیخ سوہی کے خلیفہ تہے اور سوہی کو اپنے پدر بزرگوار مولانا شمس الدین بیرکہ سے خرقہ خلافت ملا تہا -

یاد خواجہ علاء الدین غجدوانی

آپ کے بیان جاودانی بزم ہمیشہ ہوا کرتی تھی - اسواسطے گویا آپ اس بزم کے میزبان ہین - اور ایزدی تجلیات
مین مدہوش رہتے تھے - خواجہ بزرگ کے برگزیدہ یار تھے - الٰہی اسرار کی آگاہی - اور خدائی اطوار کے بیان کرنے مین
آپ یگانۂ وقت اور صحیح البیان تھے - کہتے ہین - جب معرفتون کے بیان کا جلسہ گرمی پر آتا تھا - تو بیخودی و رفتگی
آپ پر ہجوم کر کے آتی تھی - اور اس کے ہجوم سے آپ کا رسمی شعور اور مجازی ادراک بالکل غارت ہوجاتا تھا لیکن
گفت وگو کا تار آغاز سے انجام تک نہین ٹوٹتا تھا - غالباً ظاہری عقل کے رخصت ہوجانے سے معنوی ہوش کا
چہرہ نمایان ہوجاتا تھا - محققون کا قول ہے - اس قسم کا نشہ - طریقت کے سلسلہ مین راستہ چلتے چلتے اُس وقت
کیف لاتا ہے - کہ جب لوازم تعینات اور مراتب وجود - جو مطلق ذاتی صفات کے ساتھ متقید ہین - تبدیل ہوجاتے
ہین آپ نے خواجہ بزرگ کی اجازت سے - خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کر لی تھی - پیر پارسائے اولیا کا ربط آپ کے
ساتھ یہان تک بڑھا - کہ خواجہ پارسا کو آپ سے ملنے اور ہمراز ہونے کے بدون صبر نہین آتا تھا - نیز خواجہ پارسا نے
اپنے مین ایک لحظہ بھی دوری کی طاقت نہ پا کر واپسین سفر تک آپ سے جدائی پسند نہین کی - اور ہمیشہ فرمایا کرتے
تھے - کہ آپ کے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گرامی نسبت ہمیشہ دل مین تازہ ہوتی ہے - قدس اللہ اسرارہم

یاد سید علاء الدین راٹھی

آپ سید معین ایرجی کے بھائی کے بیٹے (بھتیجہ) اور نیز داماد ہین - آپ کی ذات مین تمام حقیقی کمالات جمع تھے
اور الٰہی تجلیات آپ کے اوپر دارو ہوا کرتی تھین - آپ نے شب قدر بارہا دیکھی تھی - آپ کی خانقاہ مین ایک درخت تھا -
ایک روز صبح کے وقت دفعتہً شہر والون نے درخت کی سب سے اونچی شاخ پر ایک رومال بندھا ہوا دیکھا - متعجب
ہو کر کیفیت حال آپ سے دریافت کی - آپ نے فرمایا - گذشتہ شب کو شب قدر تھی - جس وقت یہ درخت جھک کر
سر بسجدہ ہوا تھا - اُس وقت مینے یہ رومال شاخ مین باندھ دیا تھا - غرض یہ ہے - کہ تمام سال کی راتون مین شب قدر
کے دائر رہنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے - ہمارے زمانہ کے عالمون کو قائلین شب قدر کی طرف مائل ہونا چاہیے -
آپ کی ابدی آرامگاہ راٹھ ہے - اور راٹھ ایک قصبہ ہے - سرکار کالپی کا مصرع عرش اعلیٰ مقام روحش باد -

یاد شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم اُچہ اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے - نام آپ کا چاملدہ - اور شاہ - راجو قتال کے خلیفہ ہین
جن سے خاندان سہروردیہ کا چراغ روشن ہے - اور مخدوم جہانیان قدس سرہ تک سلسلہ بے واسطہ پہونچتا

کہتے ہین۔ آپ عمارت اور آبادی مین کم بیٹھتے تھے۔ ویرانہ اور جنگل مین مقام رکھا کرتے تھے۔ دن کے اولین حصہ مین
چار گھڑی دن چڑھے تک درندے اور حشرات الارض۔ سلام کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو دس
مین سلطان ہوشنگ پسر دلاور خان غوری کا عہد تھا اُس زمانہ مین سفر حجاز کو آپ جاتے تھے۔ کہ منڈو (مانڈو) پر
بھی گذر ہوا محمود خان ابن خان جہان خلجی جس کے سر مین بادشاہ ہونے کی ہوا بھری ہوئی تھی۔ آپ کی ملازمت
مین حاضر ہوا۔ کھانا سامنے رکھا گیا۔ آپ نے متواتر چار لقمے محمود خان کے منہ مین دئے۔ اور فرمایا۔ صوبہ مالوہ
کی شاہنشاہی تیرے یہان تیرے دیگر تین فرزندون تک رہے گی۔ محمود خان نے شکریہ ادا کر کے عرض کیا۔ یہ
آرزو اور ہے۔ کہ معاودت اسی راستہ سے فرمائی جاوے۔ آپنے التماس قبول فرما کر کہا۔ اِس راستہ سے معاودت
اگر خدا چاہے گا۔ تو ہو گی۔ اور رخصت فرمایا۔ قصہ کوتاہ جس وقت محمود خان کو فرمانروائی کے عین شباب مین
خط استوا کے آفتاب کی طرح کمال فروغ حاصل تھا۔ اُس وقت پیر شیخ کی تشریف آوری کی خبر ملی استقبال
کر کے کمال تعظیم سے لایا۔ اور جشن شادی کر کے۔ اپنا داماد بنا لیا۔ اور عبادت کی سہولیت کے واسطے آرام و
آسائش کے بہشت نما مکانات تیار کرا کر دنیاوی اسباب جس قدر مناسب تہا۔ جہیز کے طور پر۔ خدمت مین
پیش کیا۔ آپنے ازراہ استغنا دل نہادہ ہو کر پیش شدہ ہدیہ۔ ہمراہیون کو جو صاحب احتیاج تھے۔ اور نیز
دیگر باشندگان شہر کو عام طور پر تقسیم کر دیا۔ اور بقیۃ العمر ظاہری اور باطنی علم کا درس اور تلقین دیتے رہے بہت سے
طلبا کامیاب ہوئے۔ ایک روز سلطان نے عرض کیا جس طرح زندگی مین ہمیشہ ملازمت میسر آتی رہتی تھی
اگر رحلت فرمائی کے بعد بھی ایک ہی جگہہ قبر بنائی جاوے۔ تو دونون جہان کے کام بن جاوین۔ جب آپنے کوچ
فرمایا۔ تو بموجب قرارداد آپ سلطانی مقبرہ مین دفن کیے گئے۔ پھر چند روز بعد سلطان کو بھی واپسین سفر پیش
آیا۔ سردارون ملک نے بالاتفاق گور شیخ سے اوپر کی طرف سلطان کے مزار کا تعویذ بنایا۔ سلطان مرحوم نے
اپنے بیٹے سلطان غیاث الدین کو خواب مین ہدایت کی۔ کہ محمود کا کالبد زمین مین سے نکال کر شیخ کی تربت کے
تحت مین دفن کرنا چاہیے۔ عقلا نے غور اور فکر کے بعد کہا۔ بہتر یہ ہے۔ کہ شیخ کی قبر سلطان کی قبر کی برابر مین
بنادی جاوے۔ اُس وقت شیخ الاسلام کے فرزند شیخ بدہا نے جو استحقاقاً سجادہ نشین تھے۔ بیان کیا۔ آج
کی رات کی مہلت دیجاوے۔ کل کے روز جس طرح مصلحت معلوم ہو عمل کیا جاوے۔ چنانچہ اُس روز کام ملتوی
رہا۔ رات کو شیخ کی قبر پہلو کی طرف چلی گئی۔ آدھی رات کے وقت قبر کے سرکنے کی آواز مقبرہ کے مجاورون نے
اور نیز دوسرے لوگون نے بھی سنی صبح کے وقت جب یہ خرق عادت دیکھی گئی۔ تو سلطان غیاث الدین کو اطلاع کے

ساتھہ شہر کے سب چھوٹے بڑون کو سخت حیرت ہوئی - اور حیرت کے ساتھہ عقیدت بڑہی مصرع خوالبگاہش نسخۂ فردوس باد

یاد شیخ محمد پور عیسٰی

آپ کو محمدی ولایت کے کمالات حاصل تھے - زیادہ عمر پانے مین نوح علیہ السلام کے شریک تھے - اور دونون عالم جن وانس کی بیعت اور تلقین مین پیر ہونے کا مرتبہ پایا تھا - ظاہری علم اور اندرونی بصیرت کا سرمایہ آپ کو شیخ فتح اللہ اودہی کی تعلیم اور رہنمائی سے ملا تھا - جن کو بعض لوگ بدایونی بھی کہتے ہین - ہمیشہ زانوی مراقبہ پر سر رکہنے کے سبب کمان کی طرح آپ کی کمر خم ہوگئی تھی تمام زندگی کا زمانہ تنہائی اور تجرید مین گزارا - اس خوف سے کہ نگاہ عورت پر نہ پڑے - آسمان اور زمین کی طرف کبھی آنکھہ بھر کر نظر نہین ڈالی - ہجری سنہ آٹھہ سو ستر تاریخ چوبیسوین ربیع الاول کو امکان کے طلسمی کارخانہ (دنیا سے) وجوب کی حقیقی فضا (عالم ارواح) کی طرف کوچ فرمایا - آپ کے مریدین اور خلفا مین انیس اشخاص زیادہ بزرگ ہین - ان مین سے (ایک) شیخ بدہا حقانی تھے - جن کی رہنمائی کا شہرہ سلطان حسین شرقی کے زمانہ مین عالم تھا - (دوسرے) بہاءالدین منہو (تیسرے) شیخ سوندہو بنارسی (اور چوتھے) شیخ احمد عیسٰی بھی تھے - جو ظاہر کی طرح - معنیً آپ کے ساتھہ نسبت برادری رکہتے تھے -

یاد مولانا نظام الدین نہروالہ قدس سرہٗ

آپ رسمی علم کے عالم متبحر - اور مستجاب الدعوات تھے - اکثر آپ کی دعاؤن کا تیر - نشانہ پر لگتا تھا - کہتے ہین کہ آپ ہمیشہ شاہ احمد آباد سے اُس قدر وجہ معاش کی درخواست کیا کرتے تھے - جو ضرورت زندگانی کے واسطے کافی ہو لیکن - قبولیت کا جواب سننے مین نہین آتا تھا - اس سبب سے شکستہ دل رہتے تھے - قصہ کوتاہ ایک روز شاہ احمد آباد ایسے سخت درد شکم مین گرفتار ہوا - کہ کسی درویش کی دعا - اور کسی طبیب کی دوا کارگر نہین ہوئی - شاہ کے خیر طلب لوگ شیخ احمد کہٹو قدس سرہٗ کی خدمت مین گئے - اور احتیاج پیش کی - فرمایا - اس بیماری کا سبب برادرم نظام الدین کی ناخوشی ہے - اُن کی دعا کے علاوہ کوئی علاج نہین ہے - ناچار مولانا کے نزدیک حاضر ہو کر گزری ہوئی حقیقت نیازمندانہ عرض کی - فرمایا - مین اس شرط سے دعا کرونگا کہ ہمارا اپنی قلمرو کے تمام علما اور محتاجون کے حقوق - فرمانِ شریعت کے مطابق - ہر سال بیت المال مین سے نکالتا رہے - جواب مین عرض کیا گیا - کہ مستحقین کو اُن کے حقوق سے دہ چند زیادہ ہم پہونچا دین گے - فرمایا - ہماری عادت تمہاری جیسی عادت نہین ہے - ہم حق واجب سے زیادہ نہین لیوینگے - القصہ شرط قبول کر کے تعمیل حکم عمل مین آئی - ادہر فوراً شاہ کا درد دور ہو کر صحت حاصل ہوگئی - کہتے ہین - اس کے بعد بیت المال مین سے جو کچھہ آپ کے پاس

پہونچتا تھا۔ اس مین سے جس سال خرچ سے زائد جس قدر بچ جاتا تھا۔ وہ داروغہ خزانہ کو آپ واپس فرما دیتے تھے۔ خدا کرے۔ یہ ناصحانہ ذکر۔ والیان ملک کے لئے۔ جو مستحق درویشون کے حقوق پہونچانے مین کوتاہی کیا کرتے ہین۔ باعث عبرت ہو مصرع دار ستہ بود از دو جہان آن عاشق صادق۔

یاد ملک فرشتہ الدین شاہ شہباز

آپ احمد آباد گجرات کے فرزند ہین۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ تو آپکے پدر بزرگوار ملک عبدالقدوس اپنے والی عہد سے ناراض ہوگئے تھے۔ اور عہدہ سپاہ داری ترک کرکے بترک سکونت خاندیس مین چلے گئے۔ اس صوبہ کے حاکم نے بھی والی احمد آباد کی طرح آپ کے باپ کا اعزاز کیا۔ آپ اُس وقت مکتب مین پڑھا کرتے تھے۔ لیکن جس قدر عقل اور عمر بڑھتی جاتی تھی۔ اُسی قدر رسمی علوم سے دل چسپی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ جب پدر بزرگوار نے اِس جہان کو رخصت کیا۔ تو حاکم نے آپ کو باپ کے منصب پر بلایا۔ مگر آپنے قبول نہین کیا۔ اور عقلی علوم کی تحصیل مین کوشش کرنی شروع کی۔ ایکبارگی خدا طلبی کا درد اور خدا شناسی کا شوق دل کا دامن پکڑ بیٹھا۔ اب ہمت کے پانون سے پیر طریقت کی تلاش شروع کی۔ اُن ایام مین مخدوم شیخ احمد کھٹو[۵۱]۔ اور قطب زمان شاہ علی خطیب قدس سرھما احمد آباد مین تھے۔ اور طالبان درست اعتقاد کی رہنمائی مین کامل طور پر شہرت رکھتے تھے۔ آپنے چاہا۔ کہ اپنے درد کی دوا۔ ان دونون صاحبون مین سے کسی ایک کی خدمت مین حاضر ہوکر طلب کرین۔ اِسی کشاکش مین تھے کہ ایک رات خواب مین کیا دیکھتے ہین۔ شاہ علی خطیب نے اپنا مرید کرکے تلقین کی چاشنی سے شیرین کام کیا ہے۔ اور خرقہ خلافت پہنا کر فرمایا کہ جو خرقہ بے صحبت ہوتا ہے۔ وہ بے پھل کا درخت ہوتا ہے۔ اُس شب کی صبح ہوتے ہی۔ جو کچھ نقد و جنس پاس تھا۔ سب محتاجون کو تقسیم کردیا۔ اور خالی ہاتھ احمد آباد کا راستہ لیا۔ جب پیر نے آپ کو دور سے دیکھا تو تبسم کنان فرمایا۔ عالم مثال کا ملاقاتی آگیا۔ چند سال بعد جب کہ خدمت کی بدولت۔ معرفت کے عالی مرتبہ پر سرفرازی ہوئی تو رخصت ملی۔ مگر تین شرط پر (اول) وطن کو جانا۔ (دوسرے) کدخدا ہونا۔ (تیسرے) لوگون کی رہنمائی کرنا۔ مجبوراً آپ خاندیس آئے۔ لیکن ایک پہاڑ کے دامن مین سکونت اختیار کی۔ اور مکار نفس کی جنگ مین طرح طرح کی ریاضت کرکے خدا پرستی کا معرکہ جیت لیا۔ اِس عرصہ مین باطن پیر سے خواب مین آگاہی ملی۔ کہ حضور حقیقت سے لوگون کی رہنمائی کے واسطے شہر مین سکونت اختیار

---

۵۱ - نام موضع ہے۔ اجمیر اور ناگور کے درمیان ہے ۱۲۔

کرنے کا فرمان تمہارے نام صادر تھا۔ تم اس کے برخلاف صحرا نشین ہو گئے ہو۔ آپ اس کو خواب دھیان سمجھکر پیر
پیر کی ملازمت مین روانہ ہوئے۔ ملازمت مین پہونچے۔ تو پیر کی زبان سے بھی وہی عالم مثال کا اشارہ پایا گیا۔ اور
پہلے ہی رات کو خواب مین دیکھا۔ قیامت کا شور اٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ ہر طرف پریشان دوڑے دوڑے پھرتے
ہین۔ آپکے پیر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ اور آپ پیر کی کمر کو ہاتھ سے مضبوط
تھامے ہوئے ہین۔ اور اسی شکل کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ رہے ہین۔ اور علیٰ ہذا القیاس آپکے پیچھے بے شمار
جماعت ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہوئے۔ آپکے نزدیک آ رہی ہے۔ پیر نے یہ خواب سنکر فرمایا۔ کہ یہ
جماعت تمام تمہاری پیروی۔ اور رہنمائی سے کرامت اور ولایت کے درجہ کو پہونچیگی۔ لہذا آئندہ لوگون کے
ملنے سے کنارہ کشی نہ کیا کرو۔ نیز پیر نے دو بیٹون کی بھی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دونون بیٹے عالم دنیا اور عالم
غیب مین مشہور ہونگے۔ اور نفس اور شیطان رجیم پر فتح پاوینگے۔ ایک کا نام عبدالرحیم اور دوسرے کا نام عبدالکریم
ہوگا۔ ناچار آپنے برہان پور مین آکر شادی کی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پیر کے فرمانے کے بموجب نہال زندگانی مین
پھل آیا۔ چھیاسٹھ سال ہدایت کی مسند پر بیٹھکر رہنمائی کرتے رہے۔ اور اُن دونون لڑکون نے بھی عالم غیب سے آکر دنیا کی
رنگین بسلا پر سلف صالحین کی رفتار رکھی۔ اور نیز ان لڑکون کے علاوہ دیگر بہت سے لوگ آپ کی ملازمت سے
اس درجہ کو پہونچے۔ کہ خود بھی خلیفہ ہوئے۔ اور اوروں کو بھی اپنا خلیفہ بنایا منجملہ اِن کے بعض کے حالات
جداگانہ لکھے جاوینگے۔ جن کی ملازمت راقم کو حاصل ہوئی ہے۔ یا جن کے حالات ثقہ لوگون کے زبانی راقم کے
سننے مین آئے ہین۔

مسند نشینی کے بعد آپکے بعض گرامی طریقے بیان کرتا ہون (۱) دنیاداروں کے دروازہ پر کبھی نہین گئے
اور کسی کے کھانے مین سے لقمہ نہین اُٹھایا (۲) جب کوئی مشکل پیش آیا کرتی تھی جنگل کو چلے جایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت
نماز پڑھکر مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت غوث الثقلین سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ شکل
گھوڑے پر سوار آپکو نظر آیا کرتے تھے۔ اور نہایت آسان شکل کے ساتھ مشکل کو حل فرما دیا کرتے تھے (۳) ایک روز نماز ظہر
کا وقت تھا پانی تلاش کیا۔ تو نہین ملا۔ اس خوف سے کہ وقت نہ نکل جاوے۔ ایک دیگ آگ پر رکھی ہوئی تھی
جس مین پانی کھول رہا تھا۔ اُس مین سے آپنے پانی لیکر وضو کیا۔ اور لوگون کو ابراہیمی معجزہ دکھایا۔ (۴) شب قدر کو
دیکھا تھا (۵) خواجہ خضر سے ملاقات تھی۔ (۶) اپنے آخرین سفر کی آگاہی۔ دوستون کو نو روز پیشتر دیدی تھی
اور اس عرصہ مین سب کو رخصت کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ میرے پاس سے اپنا مقصد بہت سے لوگ حاصل کیا کرتے تھے

اب بھی جو شخص یکدل اور یکرو ہوکر میری قبر کی طرف متوجہ ہوگا - توجو مہم اُس کی ہوگی - وہ اللہ تعالی اپنے کرم سے پوری کردے گا - آج تک آپ کا فرمانا باثر ہے - جب تین روز شام اور شام کے بعد رات ہوئی - تو آپنے آدھی رات کے وقت ایک خادم سے پوچھا کتنی رات گئی ہے - ازراہ سہو اُس کی زبان سے نکل گیا - کہ اشراق کا وقت آگیا - آپنے تبسم کرکے فرمایا - ہان درست ہے - اور اُسی دم آپ کی روح واصل حق ہو گئی - اُس وقت شیخ پیر نام ایک شخص باہر نماز پڑھ رہے تھے - اُنھون نے نور کی ایک مشعل کو دیکھا - کہ حجرہ کی چھت توڑ کر باہر نکل گئی - اس چمک دمک کے ساتھ کہ اُن کو طلوع آفتاب کا شبہ ہوا - اور بے اختیار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ** کہکر زمین پر سر رکھ دیا

مصرع مطلع خورشید وحدت باد اوح جان او

یاد شیخ حسن محمد اساولی

آپ کا اصلی نام ادہن ہے - اور اساول احمد آباد مین ایک شاہراہ ہے - آپ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون کی رموز سے آگاہ اور عقلی نقلی کتب کے عالم تھے - تجرید اور تفرید کے ساتھ آپ کو دلبستگی تھی - ہجری سنہ آٹھ سو چودہ مین آپ کی مثالی صورت عنصری لباس پہنکر - عالم اجسام مین جلوہ گر ہوئی - اور ہجری سنہ آٹھ سو ستر تاریخ تیرھوین شوال کو اصلی وطن کی طرف جو علم الٰہی ہے - خاکی مکان سے معاودت فرما گئے - بہت سے مشائخ سے ملاقات کی - اور فائدہ اُٹھایا لیکن - خلافت وجگہہ سے ہے - اولاً خرقہ رہنمائی سید برہان الدین قطب عالم بخاری گجراتی سے ملا اِس کے بعد کلاہ اجازت شیخ نصیر جمال نوساری کی ملازمت سے سر پر رکھی - خوابگاہ اساول -

یادشاہ نجم الدین منڈوی

آپ ہمیشہ دلخوش - اور ہمت بلند رکھا کرتے تھے - سید نظام الدین ابن سید مبارک غزنوی کے بیٹے ہین آغاز جوانی مین خداشناسی کی ہوا سر مین بھری - لہذا اولاً نظام العرفا کی خدمت مین مرید ہوئے - اور ایک عمر تک امیدوار رہے کہ معنوی کشف اور معرفت حاصل ہو - لیکن - اس آرزو کا قفل نظام العرفا کی کنجی سے نہین کھلا ناچار پیر کی اجازت سے روم کا سفر اختیار کیا - اُس ملک کی دارالسلطنة مین پہونچے - اور وہان پر شیخ خضر رومی کی ملازمت حاصل کی جو قطب الاولیا کاکی کے خرقہ پوشون مین سے ہین - فرماتے تھے - آلہی معرفت کے باب مین نجم الدین کا ادراک بالکل پژمردہ اور افسردہ تھا - مگر ایزدی مشیت اور پیر بزرگوار کی بشارت کی بدولت شیخ خضر رومی کے عیسوی دیدار نے اولین نوبت مین ہی - نجم الدین کی آرزو مین طراوت حیات پیدا کی - آخر کار آپ قلندرون کے حلقہ مین شامل ہوگئے - اور ایک مدت تک اُس ملک کی سیر و سیاحت کرتے رہے - پھر تقدیر آلہی

آپ کو ملک ہند مین کھینچ لائی - جب آپ منڈو (مانڈو) مین آئے - تو یہان کی آب وہوا آپکے پانون کی زنجیر بنکر سفر سے مانع ہوئی - بہ ایک گروہ کے بزرگ اصحاب آپسے محبت کرنے لگے - جس کی وجہ سے مسافرت کا خیال آپکے دل سے جاتا رہا منصف بادشاہ کی درویش پرستی اور نیازمندی بہی آپ کی دلچسپی کا باعث ہوئی - اور جو اصحاب کُنج تنہائی مین گوشہ گزین تنے - اُن کی صحبت کچھ ایسی پسند آئی - جس کی چاشنی کے مقابلہ مین - سیاحی کی حلاوت - آپ کو تلخ معلوم ہونے لگی - **القصہ** جو انواع واقسام کی رعنائی اور دلربائی اس اسلامی شہر مین تمام اطراف سے اُس زمانہ مین جوش کنان پائی جاتی تہی - یہ آپ کی خاطر کے لیے کمند اور آپ کے قلب کے لئے جال بنی - چنانچہ اس فریفتگی کے سبب سے آپ قلعہ کے دامن مین قصبہ نعلچہ کے کنارہ چنار اور تالاب کے متصل جو جَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[۵۱] کے ہم پہلو ہے - گوشہ نشین ہوئے - اور تجرد کی آزادی سے نکل کر تاہل کی بہی زنجیر پانون مین پہن لی - کم وبیش دو سو برس کی عمر پائی - ہجری سنہ آٹھ سو باون مین عالم روحانی کا عزم فرمایا - یہ ایام وہ تہے - کہ سلطان ہوشنگ غوری ابن دلاور خان کی عروجی زمانہ کے مٹنے صوبہ مالوہ مین نماز ظہر کا وقت ہوگیا تہا -

آپ کی بڑی بڑی کرامتین لوگون کے زبان زد ہین - کہتے ہین - ایک رات چراغ مین تیل نہین رہا تہا - خادم نے تیل کی جگہہ تہوڑا سا پانی فتیل سوز مین ڈالکر بتی جلادی - تیل کی طرح روشنی ہوئی - بعدہ ایک مدت تک تیل کی جگہہ پانی جلا کرتا تہا - چونکہ خادم کا حوصلہ اِس راز کی حفاظت نہ کرسکا - اور یہ راز اُس کے منہ سے نکلکر - کانون مین پہونچا - تو پانی تیل کی نیابت سے معزول ہوگیا - یہ بالکل سچ ہے - کہ اولیا اور اتقیا کے اکثر تصرفات ظاہر اور ثابت ہونے کے واسطے لازمی شرط یہ ہے - کہ تصرفات کا بیان منہ سے نہ کیا جاوے اور وہ کانون تک نہ پہنچین پس جب کبہی اہل کرامت شرطون کے ادا کرنے مین کوتاہی کرتے ہین - تو اللہ پاک بہی خرق عادت کا شرف اُن اصحاب سے لے لیتا ہے - آیۃ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[۵۲] اسی بات کی دلیل ہے -

واضح ہو - کہ جو جزا تکالیف عذاب کو - اور جو پاداش - محنت ومشقت کو شامل ہوتی ہے - یہ بدن کے ناہموار افعال کا عکس ہے - جو آفریدگار عالم کی عدالت اور حکمت کے آئینہ سے منعکس ہوتا ہے -

[۵۳] فَلَا وُجُوْدَ لِلْعَکْسِ دُوْنَ الْاَصْلِ -

---

[۵۱] ایسے باغ ہین - جن کے تلے نہرین بہ رہی ہین ۱۲ [۵۲] جب تک کوئی قوم اپنی براقی صلاحیت کو نہ بدلے - خدا اُس مین کسی طرح کا تغیر وتبدل نہین کیا کرتا ۱۲ [۵۳] عکس کا کوئی وجود نہین ہوتا ہے - سوائے اصل کے ۱۲

شاہ قطب الدین بصیر جونپوری نے جن کو طریقت مین اعلیٰ مرتبہ اور حقیقت مین قطبی درجہ حاصل تھا نجم السادات منڈوی سے فیض بصیرت پایا تھا - اور آپ کی ہی بدولت شاہ قطب الدین کا سلوک حد کمال کو پہونچا تھا - شاہ قطب الدین کی خوابگاہ جونپور مین ہے -

دوسرے شاہ نصیر الدین جونپوری تھے - جو اطراف جونپور کے نامور مشائخ مین شمار ہوتے تھے - شاہ قطب الدین بصیر کے مرید ہین - آغاز سلوک مین اپنے پیرون کی پیروی کر کے قلندرانہ لباس مین رہتے تھے - مگر اخیر مین یہ لباس موقوف کر دیا تھا - اور خرقہ صوفیہ پہن لیا تھا - تقوی کے حدود سے کبھی سر مو تجاوز نہین کیا - لیکن شاہ نصیر الدین کے مرید اکثر قلندری لباس مین رہتے ہین منجملہ مریدون کے ایک سید عالم جونپوری ہین - جو چند روز تک عالم کون و فساد کے انتظام مین قطب رہے تھے - ہمیشہ اپنی گدائی کا حال - دوسرے حاجتمندون پر صرف کیا کرتے تھے - کہتے ہین شیخ امان پانی پتی - ابتدائے طلب مین سید عالم جونپوری سے ہی بیعت تھے چونکہ سید عالم کی ہدایت سے شیخ امان کا کمال نوشتہ تقدیر نہین تھا - اسواسطے کوئی مقصد حاصل نہین ہوا - ناچار دوسری جگہہ دل نہاد ہوئے - اور شیخ مودود لاری کی ملازمت سے کامیاب ہوئے - یہ سرگزشت مفصل طور پر ذکر امانی مین لکھی جاویگی - بِعَوْنِ اللّٰہِ وَ تَوْفِیْقِہٖ

جب آپنے رحلت فرمائی - تو چند سال بعد سلطان غیاث الدین احمد خلجی نے آپ کی قبر پر - اُسی تالاب کے کنارہ ایک گنبد تعمیر کرا دیا تھا - آج کے دن تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے - عمارت مذکورہ مین رونق تازگی موجود ہے زمین و آسمان کا خالق - اُس کو آفات سے محفوظ رکھے -

یاد سید احمد

آپ محمود کے بیٹے - اور اپنے بزرگوار چچا سید حسین حضور نہروالہ کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - تجرید و تفرید - اور تحقیق و توحید کا راستہ چلنے والون کے پیشوا عشق و شیفتگی کے دریا مین غرق - اور شوق و آلام کی آگ میں نکل جُھلسے ہوئے تھے - نہروالہ کے صحیح البیان راویون کے مکتوبات سے نقل ہے جب آپ کے دل کو کمالات کے سرمایہ سے تونگری حاصل ہوئی - تو آپ کے عم بزرگوار نے عالم جسمانی سے دار القرب روحانی کو انتقال فرمانے کے وقت آپ کو اپنا جانشین کیا - خرقہ خلافت اور سند اجازت آپ کے سپرد کر کے - کلاہ رہنمائی آپکے سر پر رکھی - اور فرمایا - احمد - فقیر کے واسطے بہتر یہ ہے - کہ اپنے حجرہ سے بجز ایک ضرورت کے لئے - باہر نکلے - اور اپنا پانون کسی شخص کے گھر کی آمد و رفت مین راستہ سے آشنا نہ کرے - مگر یہ - کہ گاہے ماہے - کسی خاص ضرورت سے صحرا اور بیابان کو اپنا جانا جائز سمجھے

مرشد کی نصیحت اور موثر انفاس کی برکت ہے۔ چلنے پھرنے کی خواہش کبھی آپ کی خاطر عاطر مین نہین آئی۔ اور صرف حجرہ کی چار دیوار۔ یا ردوست کی صفائی سے آپ کی تماشا گاہ بنی رہی۔

اتفاقاً اُن ایام مین المتوکل علی اللہ شیخ عزیز اللہ متوکل منڈوی۔ شہر نہروالہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اپنے پیر خواجہ رکن الدین کان شکر کی خدمت مین آلٰہی معرفت کے حصول کے لیے۔ کوشش کر رہے تھے۔ ایک سال خواجہ رکن الدین پیر کی اجازت سے شیخ عزیز اللہ نے حضرت فرید الحق گنجشکر کے عرس کا ارادہ کیا۔ اور اسواسطے بزرگانِ شہر کی خدمت مین دعوت کے رقعے بھیجے۔ تمام اکابر نے قبول کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا۔ قبول نہ کرنے کی وجہ مین اپنے چچا کی وصیت کا عذر کیا۔ کان شکر نے فرمایا عزیز اللہ مجلس کا انعقاد کسی فرحت افزا صحرا مین کرنا چاہیئے۔ تاکہ آپ کو گنجایش عذر باقی نہ رہے۔ اور نقض وصیت بھی نہ ہونے پاوے۔ آپنے اس قرارداد پر دعوت قبول کرلی۔ اور جب مجلس عرس مین جانے کا عزم کیا۔ تو سجادہ اپنے چھوٹے بھائی سید یعقوب کے حوالہ فرمایا۔ جو ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ تھے۔ اسی سلسلہ مین یا ہیں والون کو یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارے والپسین سفر کا وقت قریب آگیا ہے۔ جب آپ مقام عرس مین پہونچے۔ اور ہر طرح کی معرفت کی باتین۔ دل کو الجھانے لگین۔ تو آپنے حاضرین کو فرمایا عشق و محبت کی کوئی حکایت اگر یاد ہو تو بیان کرو۔ کیونکہ درویش کے کان دوستی کا قصہ سننے کے مشتاق ہین۔ ادب کے لحاظ سے ہر ایک نے عذر کیا۔ آپنے فرمایا نوع ادب مین وہ کامل تعمیل حکم ہے۔ مجبوراً ایک شخص نے قصہ آغاز کیا۔

ایک کلال تھا۔ جس کو اپنی محبوبہ کے ساتھ کمال محبت اور عشق تھا۔ چونکہ وہ عقیمہ تھی۔ اسواسطے اُسنے ایک روز اپنے شوہر سے کہا کہ اگر آپ کسی دوسری عورت سے عقد کرلیوین۔ تو نا موزون نہین ہے۔ کیونکہ آپ کا کوئی جانشین نہین ہے۔ شاید دوسری عورت سے آپکے کوئی لڑکا پیدا ہو جاوے۔ اور میرے عقر کی وجہ سے آپ کی نسل ضائع نہو۔ کلال نے جواب دیا۔ کہ محبت کی غیرت مجکو اجازت نہین دیتی ہے۔ کہ تمہارے موجود ہوتے ہوئے مین کسی اور سے عقد کرلون۔ عورت نے پھر کہا۔ جب محبت حد کمال کو پہونچ جاتی ہے۔ تو اُس مین رشک اور نقصان کا کوئی خوف باقی نہین رہتا ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔ کہ میری اور آپ کی محبت کمال کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہے اور اس عمدہ کام کی اجازت مین اپنی خوشی سے دیتی ہون۔ یقین کرکے ماننا۔ کہ بنیاد محبت مین سے ایک اینٹ کا بھی نقصان نہین ہونے پائے گا۔ جب عورت کا اصرار حد سے گزر گیا۔ تو مرد مجبور ہوا۔ ایک نئی عورت بہم پہونچائی۔ جو جمال اور جوانی مین تقویم پارینہ سے احسن تھی۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ خوشخوئی۔ اور دلربائی کے اعتبار سے اس حد تک

کے ربط و رسم نے اُس قدیمہ کی یاد آہستہ آہستہ بالکل دل سے بھلادی - اور اس کے شربت وصال نے اُس کے خیال کا نقش - مرد کے صفحۂ خاطر سے قطعی دھو ڈالا - یہانتک کہ ایک عمر کے بعد بھی قدیمہ کا نام شوہر کی زبان پر نہین آتا تھا - اور وہ بیچاری بہ مجبوری صبر اختیار کر کے - جس گھر مین سواری کا جانور بندھا رہتا تھا - گوشہ گزین ہو گئی تھی - اور فراق کا زمانہ یاد دوست مین گزارتی تھی - ایک رات ایسا اتفاق ہوا - کہ اُس مکان مین - آگ لگی - کلال کو بھی خبر پہونچی - کہ فلان گھر مین آگ لگی ہے - نوکرون کو پکار کر کہا - جلد دوڑو اور جو چیز اور اسباب اس مکان مین ہو نکال لو - اور اُس عورت کا نام لیکر کہا - کہ اُس کو بھی اس ناگہانی آفت سے بچاؤ - جب اُس ناامید نے یہ خوش خبری سنی - کہ اس تقریب سے میرا نام شوہر کی زبان پر آیا ہے - تو اپنے دل مین خیال کیا - کہ میرا نام سالہا سال کی بعد آگ لگنے کے طفیل مین دوست کی زبان پر آیا ہے لہذا یہ مناسب نہین ہے - کہ مین اس آگ سے جدائی اختیار کرون - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ اپنے تئین پروانہ کی طرح جلا دون ہر چند چارون طرف سے کوشش کی گئی - وہ آتش فراق کی جلی ہوئی تھی - اُس نے مشتعل آگ سے قدم باہر نہ نکالا - اور اپنے تئین خدا کے سپرد کر دیا۔"

جب حکایت ختم ہوئی - تو جوش و خروش شروع ہوا - آپنے قوالون کو فرمایا - کہ وہ غزل گاؤ - جس کو سنکر قطب الاولیا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اس عالم آب و گل سے - جان و دل کی معراج کو کوچ فرما گئے تھے - چنانچہ غزل گائی گئی جب غزل کے اشعار الاپ مین آئے - اور اس شعر پر نوبت پہونچی **بیت**

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را		ہر زمان از غیب جانے دیگر ست	

سید کے اشتیاق کا شعلہ بھڑک اُٹھا - اور طلب کی آگ زیادہ مشتعل ہوئی - اسی حالت مین موذن نے تکبیر کہدی آپ بحضور تمام نماز کی طرف متوجہ ہوئے - اور آخرین سجدہ مین جان سپرد جانان کردی - اور ابدی وصال حاصل ہوگیا - **بیت**

گر آرزو بقدر گرفتاری دل ست		وصل ابد نمی شکند آرزوے ما	

کان ذلک فی السابع من المحرم الحرام من شہور سنہ ثمان مائۃ و نیف[۵۷] و مرقدہ[۵۱] فی روضۃ عمہ الشریف السید حسین قدس سرہما۔

یاد مولانا فتح اللہ

آپ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمٰن جامی کے ہم عصر تھے - طریقت اور حقیقت مین آپ کا قدم استحکام کے

---

[۵۱] یہ واقعہ ہجری سنہ کچھ اُپر آٹھ سو کے محرم مہینے مین ہوا ہے - اور آپ کا مرقد - آپ کے بزرگوار چچا سید حسین کے روضہ مین ہے - قدس سرہما ۱۲ - [۵۲] عقد جیسی قدر بھی زیادہ ہو - وہ نیّف ہے ۱۲ قاموس -

سابقہ جیسا ہوا تھا مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین ہمیشہ دوستی اور رازداری کی راہ سے آمد و رفت رہتی تھی - ایک روز بسلسلہ اظہار خیالات آپنے بیان فرمایا - کہ ظاہری علوم کی تحصیل پر دل کو قناعت نہین ہے - اگر اجازت ہو - تو یہ کتابی تحصیل ترک کر کے اپنا زمانہ عمر یاد آلہی مین گزارون - اور درویشانہ رفت و روب لا جاروب (یعنی) سے دل کا ویران مکان پاک صاف کر کے عرفانی شمع اُس مین روشن کرون - فرمایا - یہ مبارک خیال مولانا جامی کے حضور مین عرض کرنا چاہیئے - چنانچہ تعمیل کی گئی - جواب ملا - جو کتاب تم پڑھ رہے ہو - پریشان حالی اور آشفتگی کے ساتھ جیسے ہو سکے - تمام کر کے فقہ مین سے بقدر ضرورت یاد کر لو - اس کے بعد خدا تک ہو جاؤ اور خودی کا گھر بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ پھینکو - چنانچہ ایسا ہی کیا - تھوڑا عرصہ گزرنے نہین پایا تھا - کہ اپنے وقت کے ارباب طریقت مین آپ سرگروہ ہو گئے - مصرع بہرہ مند از علوم ربی گشت -

یاد شیخ عزیز اللہ

آپ شیخ یحییٰ ابن شیخ لطیف الدین کے بیٹے - اور فاروقی نسل ہین - فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جا ملتا ہے خواجہ رکن الدین چشتی کے مرید اور خلیفہ ہین - جن کی قبر نہروالہ مین ہے - کہتے ہین - آپ اور آپکے بھائی شیخ احمد دونون خردسال تھے - کہ باپ کا سایہ سر پر سے اُٹھ گیا - مان کی ہمت اور اجازت سے نہروالہ مین خواجہ رکن الدین چشتی کے پاس آئے - مان نے اپنے سر کی چادر بیٹون کو دیدی تھی - کہ میری نشانی ساتھ لیتے جاؤ - جب دونون بھائی خواجہ کے آستانہ پر پہونچے - تو خواجہ کی ضمیر مین عکس پڑا - کہ شیخ یحییٰ دہلوی کے دو لڑکے دروازہ پر کھڑے ہین - خواجہ نے خادم کو فرمایا - اجازت دو - تا کہ اندر آجاوین - وہ دونون نوجوان ہاتھ پر چادر رکھے ہوئے اندر آئے - خواجہ نے بے نہایت نوازش اور مہربانی فرمائی - چند روز بعد شیخ احمد کو انتظام راہ کر کے دہلی کو واپس کر دیا - اور فرمایا کہ شیخ احمد کی ظاہری و باطنی گرہ کشائی - مان کی خدمت اور فرمان برداری مین ہے - اور شیخ عزیز اللہ کی کشود کار نہروالہ درویش کے نام لکھی ہوئی ہے - چنانچہ عزیز اللہ کو پاس رکھکر پان کی خدمت سپرد فرمائی - آپ کو بھی اس خدمت مین دل چسپی ہو گئی - ایک روز رات کو پان نہین رہے تھے اور رات آدھی سے بھی متجاوز ہو گئی تھی - قلعہ کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا - اس خوف سے کہ خواجہ پان مانگین گے - اور نہ پاوینگے - تو بد خدمتی کے ساتھ نامزد ہو جاؤن گا - موری کی راہ سے باہر گئے - اور تنبولی کے گھر پہونچکر پان لے آئے - جب وقت ضرورت پان مل گیا - اور خواجہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ پان نہین تھے - اور فلان مشکل سے بہم پہونچائے گئے ہین - تو کمال عنایت سے فرمایا - کہ آلہی فیض سے جو کچھ آج کی رات مین رکن الدین کو پہونچے گا - وہ تمہارے نام کر دیا جاوے گا - آپ ہی کہا اسے لوگ کہتے ہین

کربیان کرتے تھے - اُسی شب مین صفاتی اور افعالی توحید کا وجدان ہوا - اور دل مین یہان تک فروغ پیدا ہوا - کہ خود بینی سے نجات مل گئی - چند روز بعد آپ پیر کی اجازت سے احمد آباد مین آگئے - یہان شیخ احمد کہتو[۵۱] سے ملاقات ہوئی ایک روز آپنے شیخ احمد سے پوچھا - اِس صوبہ کا پیر کون ہے - شیخ احمد نے کہا - جو شخص جسم کے بار سے جلد سبک دوش ہوجاوے - انہین ایام مین شیخ احمد بیمار ہوئے - اُنہون نے ایک درویش کو دو پارچہ - اور ایک شیشہ گلاب کا دیکر آپکے پاس بھیجا - آپنے قبول نہ فرمایا - اور کہا - درویشون کو دعا ہی کافی ہے - درویش جو کچھ لایا تھا - پھیر لے گیا - شیخ نے فرمایا - آپ اِس پردہ مین ایسا کہتے ہین - کہ احمد کا کفن اسی پارچہ سے ہوگا - اچھا اس کو حفاظت سے رکھو - یہان تک کہ نتیجہ ظاہر ہو - خلاصہ کلام یہ - کہ جب خیال کے موافق ظہور ہوگیا تو آپنے شیخ احمد کو قبر مین دفن کرکے - دولت آباد دکن کا راستہ لیا - چونکہ وہان پر پیکر پرستی کا رواج تھا - اور لوگون کے کاروبار کا بست و کشاد برہمنون کے ہاتھ نظر آیا - لہذا آپنے ارادہ مالوہ کا کیا - جب آپ دریاے نربدا کے کنارہ پہونچے تو وہان سے سلطان محمود ابن خان جہان کے پاس یہ پیغام بھیجا - مین اس شرط سے شہر مین آتا ہون - کہ سلطان استقبال نہ کرے - اور میرے ملنے کے واسطے نہ آوے - اور نہ کچھ ہدیہ بھیجے - سلطان نے یہ حکم سر آنکھون پر لیا - اور آپکے قدم سے شہر مین رونق حاصل ہوئی - چند روز بعد محمود نے اپنی بیتابی اور محرومی کا گلہ - محرمان شیخ کے نزدیک کرنا شروع کیا - آپنے فرمایا اگر صرف ایک دفعہ کے دیکھنے پر سلطان راضی ہو - تو دریغ نہین ہے - اور قسم کا کفارہ سہل ہے - اِس کے بعد فرزندون کو گجرات بھیج دیا - اور خود منڈو (مانڈو) مین گوشہ نشین ہوگئے - شیخ صالح ابن رفیع الملک نے مُعَنْعَنْ (اَبًا عَنْ جَدٍّ) اپنے آبا و اجداد سے بیان کیا ہے - ایک رات شیخ عزیز اللہ کی طبیعت مین انقباض پیدا ہوا - حجرہ سے گھر مین چلے آئے - اور اندر والون سے پوچھا - کیا تم لوگون کے پاس دنیاوی چیزون مین سے کچھ ہے - دایہ نے جواب دیا - کہ آج کل بی بی دُر ملکہ کا دودھ چھوڑایا ہوا ہے - اسواسطے اُس کے لیے - روٹی کا ٹکڑہ باریک کرکے ایک پیالہ دودھ مین بھگو رکھا ہے - فرمایا - باہر بھیجاؤ - اگر کوئی درویش نہ ملے - تو کسی جانور کو دیدینا - یہ کہکر پھر حجرہ مین چلے آئے - جب شیر خوار بچی نے بھوک سے رونا شروع کیا - تو دایہ اُس کو آپکے پاس لے آئی - اور مصلے کے پائین مین لٹا دیا - آپنے اپنے پاؤن کا انگوٹھا - بچی کے مُنہ کی طرف بڑھایا - بچی انگوٹھا چوسنے لگی - اور رونے سے چپ ہوگئی - اِس رات کو بحکم خدا ہاتف غیبی کی طرف سے سترہ بار عزیز اللہ المتوکل علی اللہ کی ندا سننے مین آئی - اُس وقت سے لوگون نے بھی آپ کو اسی خطاب کے ساتھ نام زد کردیا - مصرع چون تمام خویش ست عزیز خدا و خلق

[۵۱] - ایک موضع کا نام ہے جو اجمیر اور ناگور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ -

یادشاہ عالم گجراتی

آپ کا نام سید محمد ہے۔ اور آپ قطب عالم کے بیٹے ہین۔ چونکہ منجھلے بیٹے تھے۔ لہذا منجھن بھی نام تھا جس کے معنی متوسط ہین۔ آپ تمام تصوف کے مقامات اور طریقت کی منزلون پر پہونچے ہوئے تھے۔ آپ کے اُستاد شیخ سراج الدین علی چشتی احمد آبادی سے لوگ روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے۔ عنصری جسم مین آپ کے نفس ناطقہ کا نزول تاریخ نوین ذی قعدہ ہجری سنہ آٹھ سو ستر کی رات مین ہوا۔ اور آغاز زمانہ ہوش سے امیرون اور سردارون کے میل جول سے دور۔ اور دانش و بینش کی تحصیل مین مصروف رہے۔ عہد کر لیا تھا کہ نوکری نہین کرون گا۔ گو بادشاہ ملک اپنی تمام قلمرو وجہ معاش مین مقرر کر دیوے۔ چونکہ آپنے اِس میدان مین قدم استحکام کے ساتھ جمایا تھا۔ لہذا۔ چند روز بعد اُس سرزمین کے تمام امرا اور سلاطین آپ کی آستانہ بوسی کو وجہ پشت پناہ سمجھنے لگے نیز اپنے مکانون مین آپ کی تشریف آوری کو باعث افتخار جانتے تھے۔ لکھا ہے۔ کہ جب صادق اور با اعتقاد مریدون کی نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑتی تھی۔ تو وہ بالکل بے قابو ہو کر سجدہ مین سر رکھ دیا کرتے تھے۔ جب یہ بات اکثر لوگون کی زبانی سننے مین آئی۔ تو مولانا سراج الدین عالم ملتانی نہروالہ جن کا عمل علم کے مطابق تھا۔ شاہ کی ملازمت مین آئے۔ تاکہ سجدہ کرانے سے روکین۔ کیونکہ شریعت مین یہ امر بالکل ناجائز ہے۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ جب مولانا سراج الدین کی نظر شاہ کے جمال پر پڑی۔ تو مولانا نے بے ارادہ سر زمین پر رکھ دیا۔ اور رسم سجدہ بجا لائے۔ شاہ نے فرمایا۔ مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا نادرست ہے۔ مولانا نے جواب دیا۔ بیشک ایسا ہی ہے۔ لیکن مین کیا کرون۔ مجھہ مین ضبط کی طاقت ہی نہ رہی۔ اسکے بعد حقائق بیانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور بہت کچھہ اسرار کے معاملے حل کئے گئے۔ ترسٹھہ سال کی عمر پائی۔ اور بیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ آٹھہ سو اسی کو روحانی عالم کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر رسول آباد مین ہے۔ جو احمد آباد گجرات کا ایک محلہ ہے۔

یاد قاضی عطاء اللہ چشتی قدس سرہ

بعض روایت سے آپ کی ولادت دہلی کی ہے۔ بیعت طریقت کے آپ کے پیر کون تھے۔ یہ حال کہین لکھا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ آپ اپنے زمانہ مین عالمون اور کامیاب ارباب سعادت کا مرجع تھے۔ کہتے ہین۔ جب آپ سفر حجاز سے ہند مین لوٹ کر آئے۔ تو جو مومنہ آپکے نکاح مین تھی۔ وہ دختر کو چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئی۔ جب وہ لڑکی باپ کی پرورش سے بڑی ہوئی۔ اور اُس کی عمر دس برس سے متجاوز ہو گئی۔ تو حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے خواب مین ارشاد فرمایا عطاء اللہ تمہاری لڑکی شیخ بہاء الدین صدیقی کے نام سے بر روز ازل نامزد ہو چکی ہے۔

جو منڈو (مانڈو) مین گوشہ گزین ہین لہذا منڈو مین جاؤ۔ اور تعمیل کرو۔ ناچار آپ گجرات سے منڈو مین آئے۔ اور شیخ بہاء الدین کو تلاش کیا جب پتہ لگ گیا تو حسب الارشاد نسبت مذکورہ عمل مین لائی گئی خود بھی آپ نے اِسی شہر کی اخیر سرحد کے کنارہ ایک کونہ اختیار کرلیا تھا۔ اور وہین رہے یہان تک کہ اخروی سفر کا وقت آگیا۔ آپ کی قبر پر سلاطین خلج نے ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے۔ شیخ نجم الدین ابن بہاء الدین جو شاہ میانجی چشتی منڈوی کے باپ ہین آپ ہی کی لڑکی سے ہین

یاد مولانا سعد الدین کاشغری

آپ **فنا فی اللہ** کے جنگل کی گھاٹیان طے کرچکے تھے۔ اور **بقا باللہ** کے دریا مین تیرا کرتے تھے حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے لکھا ہے۔ آپ کے جذبات اور حالات کا بیان تک جوش تھا۔ کہ جن ایام مین آپ کی توجہ عالم اسرار کی طرف ہوئی تھی۔ اُن ایام مین بے خودی اور بیہوشی آپ کو غنودگی کے طور پر ہوا کرتی تھی۔ ایک روز مینے ناواقفیت سے عرض کیا۔ کہ آپ اگر ایک لحظہ کے واسطے تکیہ پر سر رکھکر آرام لے لین۔ تو نا وقت نہین ہے۔ فرمایا۔ جامی یہ گمان نکرنا کہ اس گروہ کو خواب شیرین کے سوا کوئی اور نشہ بھی سرور پیدا کرسکتا ہے۔ یہ ارشاد سرزنش سنکر مین خجالت سے عرق عرق ہوگیا۔

غوثی اس مین شک نہین۔ کہ تمام آدمی صورت و شکل مین باہم مشترک ہین۔ مگر اس اشتراک سے نتیجہ نہین نکالنا چاہیئے۔ کہ معنی مین بھی باہم مثل ہین۔ بلکہ ایسا حال ہے۔ کہ ایک شخص تو آنکھین بند کرکے الٰہی باغ کی سیر کرتا ہے اور اُسی طرح کا دوسرا آدمی اُن غافلون مین سے ہوتا ہے جو بیہوشی کی بساط پر بیٹھے ہوئے اونگھا کرتے ہین **بیت**

پوشیدہ چشم با تو نشستن بہ بزم فکر	قانون ہم نشینی اہل دیار ماست

یاد شاہ عبد اللہ شطاری

حضرت اعلیٰ آپ کا لقب ہے۔ آپ حسام الدین کے بیٹے ہین۔ جن کا سلسلہ اس طرح پر ہے۔ حسام الدین ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین ابن شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی۔ اور شیخ محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ جن کو شیخ محمد عاشق سے خلافت تھی۔ ان کو اپنے باپ شیخ خدا قلی ماوراء النہری سے ان کو شیخ ابو الحسن عشقی سے۔ ان کو مولانا ابو المظفر ترک سے۔ ان کو شیخ ابو یزید اعرابی سے۔ ان کو شیخ محمد مغربی سے۔ اور ان کو سلطان العرفا شیخ ابو یزید بسطامی سے تھی۔ قدس اسرارہم۔ اس سبب سے اس سلسلہ کو ایران اور توران مین عشقیہ۔ اور دار الملک روم مین بسطامیہ کہتے ہین۔ لکھا ہے۔ دعوت کا علم۔ ذکرون کا طریقہ۔ اور شغلون کی روش۔ کہ انہین پر مشہور سلسلون مین سلوک اور ہدایت کا دار و مدار ہے۔ یہ سب کچھ آپ عمل مین لائے۔ اور بزرگان طریقت سے حاصل کیے تھے

ایک رسالہ لطائف غیبیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کے نام ترتیب دیا تھا۔ اس رسالہ مین آپ لکھتے ہین۔ توحید کے اسرار۔ وجد کے اطوار۔ الہی حقائق۔ اور طریقت وحقیقت کے دقیقے جو صفحۂ خاطر کی لوح پر محفوظ تھے۔ یہ یا تو وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا کی رہنمائی کی بدولت۔ مبدء فیاض سے بے واسطہ پہونچے تھے یا فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کے حکم کے بموجب مشائخ طریقت سے بالواسطہ معلوم ہوئے تھے۔ ان سب باتون کو قلم کے ذریعہ سے اوراق مین ثبت کیا ہے تاکہ اہل ظاہر اور اہل باطن دونون کو فیض پہونچے۔ اور رحمۃ للعالمین ہونے کا اطلاق خلاصۂ خیر اور بہی صادق آوے نیز لکھا ہے۔ کہ نفی واثبات کے ذکر کی تلقین بہت سے بادی اور مقبول اصحاب سے مجکو پہونچی ہے۔ مین جن ایام مین بخارا مین تھا اُس وقت مینے سنا تھا۔ کہ شیخ مظفر کتانی خلوتی۔ جو نیشاپور مین ہین۔ صوفی کو تین روز کی خلوت مین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ فوراً مین شیخ مظفر کی خدمت مین دوڑا گیا جس قدر کانون سے سنا تھا اُس سے ہزار حصہ زیادہ آنکھون سے دیکھا۔ ایک عرصہ تک شیخ مظفر کی ملازمت کرکے نفی واثبات کا ذکر۔ اور اُس کا تصور یاد کر لیا۔ یہ طریقہ شیخ مظفر کو شیخ ابراہیم عشق آبادی سے۔ ان کو سید نظام الدین حسین سے ان کو شیخ محمد خلوتی سے۔ اور ان کو شیخ نجم الدین کبری سے حاصل ہوا تھا۔ اسی سلسلہ مین خراسان اور عراق کی سیاحی کرتا ہوا۔ آزربیجان کے ملک مین پہونچا۔ یہان پر سید علی موحد کی ملازمت حاصل کی۔ سید علی موحد کو۔ شریعت۔ طریقت۔ اور حقیقت مین زیور کمالات سے آراستہ پایا اور ان کی صحبت سے مجکو بہت کچھ فائدہ پہونچا۔ سید علی موحد کو شیخ زین الدین خوافی سے اجازت تھی۔ جو چار واسطہ سے شیخ الشیوخ سہروردی کو پہونچتے ہین۔

آپ ہجری سنہ آٹھ سو نوے مین ترک تعین کرکے خلوتخانہ لا تعین کی طرف کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ شادی آباد (مانڈو) مین ہے سلاطین خلجی کے مقبرہ کی جنوبی سمت مین۔

شاہ کے جسم پر سلطانی لباس اور ہمراہی صوفیون کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی۔ اس شان کے ساتھ علم اٹھاتے تھے۔ اور نقارہ بجاتے تھے۔ اسی طمطراق کے ساتھ سیاحی کرتے تھے اہل جہان کا تماشا کرکے فیض پہونچاتے تھے اور فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ اثنائے راہ مین جس زمین اور مکان پر پہونچتے تھے۔ اُس سرزمین کے مشائخ کو پیغام بھیجتے تھے۔ کہ ایک درویش نے اس خیال سے سیاحی اختیار کی ہے۔ کہ اگر کوئی توحید کے معنی کو کسی شخص اُس سے بہتر جانتا ہو۔ تو وہ مسافر کو تعلیم کر دیوے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو مقیم لوگون کا بے منت فائدہ

---

۵۱ اور ہمنے اپنی طرف سے اُس کو ایک خاص علم سکھا دیا تھا ۵۲ دو گوا اگر تمکو معلوم نہین ہے۔ تو اہل کتاب سے پوچھ دیکہ لو:

اِس مین ہے کہ وہ گنج توحید مسافر سے حاصل کرلیوین - کیونکہ ایسی فرصت جس مین اسباب سعادت بھی بہم بہونچین - دشواری سے ہاتھہ آتی ہے - **القصہ** - جب آپ بنگالہ مین ہونچے - تو حسب معمول یہی پیغام شیخ محمد علا کے پاس بھی بھیجا - جو آج کے روز شیخ قاضن شطاری کے نام سے نامزد ہین شیخ محمد عُلا نے جواب دیا - کہ ایسے فضول گو اشخاص - خراسان اور پارس سے بہت آتے ہین - پیغام دینے والے شاہ صاحب نے جواب سنکر فرمایا - شیخ محمد علا کے کمالات کا ظہور مجھہ ہی فضول گو کی تلقین پر منحصر ہے - اِن ایام مین سلطان غیاث الدین خلجی نے جیتور کے قلعہ کا محاصرہ کر رکہا تہا - آپ نے بنگالہ سے معاودت فرمائی - تو اُسی راہ سے اگر قلعہ مذکور کے نیچے آٹہرے سلطان نے حاضر ہوکر آستانہ بوسی کی - اُسی مورچہ سے جو آپ کی خیمگاہ کی برابر مین تہا - آپ کی توجہ کی بدولت اتنے تہوڑے روز کے اندر قلعہ فتح ہوگیا - کہ گمان مین بھی نہین آسکتا ہے - سلطان نے نہایت تعظیم اور اعزاز کے ساتھہ آپ کو اپنی روانگی سے پیشتر دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین روانہ کیا - کہتے ہین - اسی کے قریب قریب شیخ محمد عُلا نے چلہ کیا تہا - ایک رات شیخ محمد عُلا کے پدر بزرگوار نے خواب مین فرمایا - عُلا - تمہاری گرہ کشائی اس قسم کی ریاضت سے تعلق نہین رکہتی ہے - بلکہ اُسی خراسانی فضول گو کے حوالہ ہے - جس سے تم کو انکار ہو چکا ہے مجبوراً دشواری کے ساتھہ اور تن تنہا وطن سے سفر کرنا پڑا - اور منڈو مین حاضر آئے - شاہ کے دروازہ پر تین روز تک کہڑے رہے - اور انتظار کیا - چوتہے روز کی صبح کو شاہ صاحب باہر تشریف لائے - امتحان لیا - اور بہت کچھہ سرزنش کی اور موثر نصیحتین فرماکر معلومات سے گران بار کیا چندروز بعد خلعت خلافت سے سرفراز کرکے وطن کو روانہ فرمایا

اس سلسلہ کے پیرون کو شطاری اس سبب سے کہتے ہین - کہ شطاری مشائخ شاہراہ طریقت کے سلوک مین - دوسرے خانوادون کے مشائخ سے زیادہ تیز - اور تیز رفتار ہوتے ہین - چنانچہ کہتے ہین - جو ان کا اول قدم ہوتا ہے - وہ دوسرے درویشون کا اخیر قدم ہوتا ہے - ایک مدت تک اس معما کے حل کرنے مین اندیشہ جولانی کرتا رہا - اور پریشان رہا - جب اس سلسلہ کے اشغال اور اذکار کے اصول پر آگاہی ہوئی - اور دوسرے گروہ کے گروہ صوفیون کا سلوک - ان کے برابر مین لاکر مقابلہ کیا - تو سوائے اسکے کوئی تفاوت نظر نہین آیا - کہ شطاری مشرب مین صوفی اپنے تئین عین ذات جان کر سیڑہی در سیڑہی - عالم التعینات مین مرکز خاک تک نزول کرتا ہے - اور اسکے بعد جیسے نزول کیا تہا - ویسے ہی عروج مین - ہر منزل کی آئین چہوڑتا ہوا - پہر عالم اول کو پہونچ جاتا ہے - اور جمہور مشائخ کے طریقہ مین یہ بات ہے - کہ طالب اولاً درجہ بدرجہ عالم ناسوت سے صعودی سیر فرماتا ہوا - وحدت وجود کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے - اور پہر اُس مقام سے تعینات کو قبول کرتا ہوا - اور ہر ایک تعین مین اُس کا

رنگ لیتا ہوا - عالم شہادت کی طرف چلا آتا ہے - ان دو طریقوں کے مقابلہ سے یہ بات سمجھ میں آئی - کہ اول قدم سے عبارت وہی سلوک کا آغاز ہے حضرت ذات سے - اور اخیر قدم سے مراد سیر کا انجام ہے اُسی مرتبہ احدیت کو - اور سوائے اسکے دوسرے معنی جس میں شکل خوبی پیدا ہوتی ہو - غالباً ہرگز مراد نہ ہونگے - **بیت**

برق صفت غوثیا گام زدی سال ہا		لیک نہ رفتی ہنوز نیم قدم سوے او		

جواہر این گزارش گوشوارہ سامع جویندگان معانی القاب باد

جو اصحاب اسرار خانہ تحقیق کے پردہ دار ہیں - اور جو ارباب اسرار وحدت توحید کے محرم ہیں - ان کا دستور ہے کہ آواز اور الفاظ کے ذریعہ سے اپنی واردات کا اظہار - اصطلاحات میں کیا کرتے ہیں - ان کے اصول اور اوضاع پر نظر اور قیاس کر کے لقب احرار کی وجہ تسمیہ اس طرح بیان ہو سکتی ہے - کہ سلوک میں ایک مقام ہوتا ہے حفظ العہد کا جس سے مراد صوفیوں کی اصطلاح میں یہ ہے - [۱] هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ مَا حَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِعِبَادِهٖ ۔ اور حفظ کی دو قسمیں ہیں (ایک) حِفْظُ عَهْدِ الرُّبُوْبِيَّةِ (دوسرے) حِفْظُ عَهْدِ الْعُبُوْدِيَّةِ حفظ عہد الربوبیۃ یہ ہے - کہ جمیع کمالات کی نسبت - رب کی طرف کی جاے - اور حفظ عہد العبودیۃ یہ ہے - کہ تمام نقصانات عبد کی طرف منسوب کئے جائیں - [۲] علیٰ ما نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ پس جس وقت موحد اور باصفا صوفی کو اذکار اور اشغال کی بدولت - رعایت حفظ العہد کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اس حفظ کے آثار - صوفی مذکور کے تمام اوقات اور حالات کو پکڑ لیتے ہیں - تو اُس وقت حکمت اجمالی کا جمال اُس کی چشم بصیرت کو نظر آنے لگتا ہے - اور اجمالی حکمت سے مراد یہ ہے [۳] هِيَ الْعِلْمُ بِحَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ وَاَوْصَافِهَا وَاَحْكَامِهَا عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ وَارْتِبَاطِ الْاَسْبَابِ بِالْمُسَبَّبِ وَاَسْرَارِ انْضِبَاطِ نِظَامِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَالْعَمَلِ بِمُقْتَضَاهُ -

اور بحکم [۴] مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا حکمت مذکور کی مفصلہ ذیل چاروں قسموں پر بھی صوفی کو اطلاع دیدی جاتی ہے یہ چاروں قسمیں ترتیب وار خیر کثیر میں داخل ہیں -

---

[۱] اُس مقام پر - ٹھیرنا جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کے لئے محدود کر دیا ہے ۱۲ [۲] جیسا کہ قرآن پاک تعلیم فرماتا ہے - اے بندے اگر تجھ کو کوئی نعمت پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر تجھ کو کوئی نقصان پہونچے - تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲ [۳] اجمالی حکمت کے مفہوم میں یہ چار امور داخل ہیں (۱) اشیا کی حقیقت اور اُس کے اوصاف و احکام جیسے اور جو کچھ ہیں - اُن پر علم حاصل ہونا (۲) اسباب کا ربط مسبب کے ساتھ جو کچھ ہے - اُس پر علم حاصل ہونا (۳) نظام موجودات کس طرح پر منضبط ہے - اس کے اسرار پر علم حاصل ہونا - (۴) اقتضاے علم کے بموجب عمل کرنا ۱۲

[۴] جس شخص کو بات کی سمجھ دی گئی - اُس نے بیشک بڑی دولت پائی ۱۲

(اول) الحکمۃ المنطوق بها وهی علوم الشریعۃ والطریقۃ۔

جس حکمت کی نسبت کلام کیا جا سکتا ہے۔ وہ شریعت اور طریقت کے علوم ہین۔

(دوسری) الحکمۃ المسکوت عنها وهی اسرار الحقیقۃ

جس حکمت کی نسبت کلام سے سکوت ہوا ہے وہ اسرار حقیقت ہین۔

جس کو وہ لوگ نہین سمجھ سکتے ہین۔ جو استدلال اور تقلید مین گرفتار ہین

كما روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان مجتازاً فی بعض سکک المدینة ویتبعه اصحابه رضی الله عنهم فاقسمت علیه امراة ان یدخلوا منزلها فدخلوا فراوا نارا مضطرمة واولاد المراة حولها فقالت یا رسول الله الله ارحم بعباده ام انا باولادی فقال بل الله ارحم فانه هو ارحم الراحمین فقالت اترانی یا رسول الله احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی الله عبیده وهو ارحم الراحمین قال الراوی فبکی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال هکذا اوحی الیّ

جیسے کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک رستہ مین چلے جا رہے تھے۔ اور آپکے ساتھ آپکے بعض اصحاب بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ آپ کو ایک عورت نے قسم دی۔ کہ میرے مکان مین آپ جملہ اصحاب تشریف لے چلین چنانچہ وہان گئے وہان جا کر دیکھا۔ کہ ایک آگ مشتعل ہے۔ اور اُس عورت کی اولاد آگ کے گرد جمع ہے۔ عورت نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ اللہ جل شانہ اپنے بندون پر زیادہ رحیم ہے۔ یا اپنی اولاد پر مین۔ آپنے فرمایا نہین اللہ ہی زیادہ رحیم ہے۔ کہ وہ ارحم الراحمین ہے پھر اُس عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ مین اپنے کسی بچہ کو آگ مین ڈال دینا گوارا کرونگی (اگر مین گوارا نہین کرونگی) تو اللہ جل شانہ اپنی غلامون کو کیسے آگ مین ڈالے گا کہ وہ تو ارحم الراحمین ہے راوی کہتا ہے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا۔ میرے پاس بھی وحی اسی مضمون کی آئی ہے۔

(تیسری) الحکمۃ المجهولۃ وهی ما خفی علینا وجه الحکمۃ کایلام بعض العباد وموت الاطفال والخلود فی النار فیجب الایمان بها والرضا بوقوعه واعتقاد کونه عدلا وحقا۔

حکمت مجہولہ وہ حکمت ہے جس کی وجہ ہم لوگون سے مخفی ہے جیسے بعض بندون کی تکلیفات اطفال کی موت۔ اور دوزخ مین ہمیشہ رہنا اس حکمت پر ایمان لانا۔ اس کے وقوع پر راضی ہونا اور اس کو عدل اور حق کر کے ماننا اور عقیدہ رکھنا واجب ہے

(چوتھی) الحکمۃ الجامعۃ وهی معرفۃ

حکمت جامعہ مین یہ باتین داخل ہین (۱) حق کی

الحق والعمل بہ ومعرفۃ الباطل والاجتناب عنہ۔ کما قال علیہ السلام اللھم ارنا الحق وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل وارزقنا اجتنابہ انک مجیب الدعوات

معرفت اور اوسپر عمل کرنا۔ (۲) باطل کی معرفت اور اُس سے اجتناب کرنا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اے میرے اللہ ہم کو حق دِکھا اور اُس کا اتباع نصیب کر اور ہمکو باطل پر علم دے اور اُس سے اجتناب روزی کر بیشک تو دعاؤن کا قبول فرمانے والا ہے

اب سنئیے مطلب اصلی اِس تمہید کا یہ ہے۔ کہ ہر دو مرتبہ کے حفظ کا ملکہ۔ اور چارون حکمتین حاصل ہونے کی بدولت۔ صوفی مذکور[۵۱] حجتہ الحق علی الخلق ہو جاتا ہے۔ جو عبارت انسان کامل سے ہے۔ اور خلافت کے مرتبہ کو پہونچکر حریت کا خلعت پہن لیتا ہے۔ حریتہ۔ اصطلاح صوفیہ مین یہ ہے[۵۲] ھی الانطلاق عن ذل الاغیار اور یہ تین قسم پر ہے۔ (اولاً) حریتہ عامۃ۔ یہ رہائی پانا ہے زندان شہوت سے (ثانیاً) حریتہ خاصہ۔ یہ مرادات کی قید سے آزاد ہونا ہے[۵۳] بفناء ارادۃ العبد فی ارادۃ الحق (ثالثاً) حریتہ خاصۃ الخاصۃ۔ سالک کو جو نور الانوار کی تجلی مین اپنے تئین ہلاک کردینے کی آرزو۔ اور آرزو کی رسوم اور آثار کے ساتھہ دلبستگی رہتی ہے۔ اِس دلبستگی سے نجات پانا۔ یہ تیسری قسم حریتہ کی ہے۔ اسکے بعد جس شخص کو یہ مراتب حاصل ہین۔ اُس شخص کو جب ان حالات مین دوام اور قیام نصیب ہو۔ تو اُس کو احرار کہتے ہین۔

الحال فی اصطلاحھم ما یرد علی القلب بمحض الموھبۃ من غیر تعمل واجتلاب کالوق والعتق والحزن والطرب والبسط والقبض ویزول بظھور صفات النفس سواء یعقبہ المیل اولا۔ فاذا دام صار ملکۃ فیسمی مقاماً۔

اب اصطلاح صوفیہ مین یہ بات ہے کہ جو شے محض آلہی بخشش سے بدون عمل اور کوشش کے قلب پر وارد ہوتی ہے جیسے غلامی۔ آزادی۔ غم۔ خوشی۔ بسط اور قبض اور وہ شے۔ نفسانی صفات کے ظہور سے زائل ہو جاتی ہے۔ خواہ اُس کے عقب مین میلان ہو یا نہین یہ شے اگر دوام کے ساتھہ قایم رہے۔ تو اُسکو مقام کہتے ہین

بیان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اصحاب ولایت کے القاب اُنکے مقامات کے اعتبار سے ہوا کرتے ہین۔ کیونکہ تعین القاب کی وجوہ مین سے گزشتہ بیان ایک وجہ ہے۔

یاد برہان المحققین خواجہ ناصر الدین عبید اللہ

آپ لفظ خواجہ احرار کے ساتھہ نامزد تھے۔ خواجہ محمود ابن خواجہ شہاب الدین شاشی کے فرزند ہین۔ خواجہ

---

[۵۱] خلقت کے اُوپر حق کی حجت ۱۲ [۵۲] حریتہ۔ اغیار کی غلامی سے آزاد ہونا ہے۔ [۵۳] عبد کا ارادہ حق کے ارادہ مین فانی ہو جانے سے ۱۲

شہاب الدین خواجہ محمد نامی کے پوتے تھے۔ جو عالم متبحر ابوبکر محمد ابن اسمٰعیل قفال شافعی کے بزرگ دوستون مین سے ہین ابن شیخ ابوبکر کشفی اور کسبی علم مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ احرار الاولیا کی والدہ ماجدہ۔ خواجہ داؤد ابن خواجہ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی کی بیٹی ہین۔ جن کا سلسلہ سولہ[۱۶] واسطون کے بعد امام عبداللہ ابن عمر ابن خطاب تک پہونچتا ہے رضی اللہ عنہم۔ آپ کے پیر ارادت مخدوم العرفا مولانا یعقوب چرخی ہیں جو حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند کے بزرگ ترین خلفا مین سے ہین۔

ایہا السامعون آپ کے حالات کے بیان مین بہت سے ابواب ہین۔ کتاب رشحات مین آپ کے حالات تھوڑے سے ہی لکھے گئے تھے۔ کہ کتاب مذکور کے تمام صفحے آپ ہی کے حالات سے بھر گئے۔ پھر اس صورت مین کتاب راقم جو محض نمونہ کے طور پر حامل الاختصار ہے سوائے اجمالی دو تین[۲،۳] حرفون اور عنوانی چند کلمون کے کب گنجایش رکہ سکتی ہے۔ لہذا ہر ایک باب کا ایک نکتہ حوالۂ قلم کرتا ہون۔

آپ کی ولادت ماہ رمضان ہجری سنہ آٹھ سو چھ مین ہوئی۔ اور آپ نے عمر اسی اور نو یا اسی سال کی پائی چوتھے سال کے آغاز مین تعلیم کا اتفاق قدس آلہی کے جناب مین تہا۔ آپ فرماتے تھے۔ بارہ سال کی عمر مین اپنی حالت پر قیاس کرکے مین یہ عقیدہ رکھتا تھا۔ کہ اللہ جل شانہ نے کسی آدم زاد کو اس طور پر پیدا نہین کیا ہے۔ کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو سکے۔ آخر الامر معلوم ہوا۔ کہ میرا عقیدہ ازلی عنایت تھی۔ نیز آپ فرماتے تھے۔ جب مین مرزا شاہرخ کے زمانہ مین ہری مین تھا۔ تو مجکو ایک کوڑی کے بھی صرف کرنے کی استطاعت نہین تھی ایک روز بازار مین ایک گدا نے گدائی کے طور پر سوال کیا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی دستار تھی جس مین کمبچہ (زنگلے) آویزان تھے وہ دستار مینے ایک طباخ کو دی۔ اور کہا۔ یہ پاک ہے۔ اور دیگ دہونے کے واسطے موزون ہے۔ طباخ نے گدا کو ایک پیٹ کے لائق کھانا کھلا کر سیر کیا۔ اور دستار مجکو واپس دیتا تھا مینے نہین لی۔ اور راستہ مین چل نکلا۔

کہتے ہین۔ آپ کی خاطر عاطر کو حمام کی طرف قطعی میلان نہین تہا۔ وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہ مین آغاز سلوک مین عوام کی خدمت کیا کرتا تہا۔ حمام کے اندر ایک روز مین پندرہ سولہ[۱۵،۱۶] آدمیون کی کیسہ ملی اور مالش جسم کر لیا کرتا تہا۔ ایک دفعہ حمام کی حرارت سے طبیعت بیمار ہو گئی تھی۔ اس سبب سے دل حمام سے گریز کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ فرماتے تھے۔ طریقہ خواجگان مین قدس اللہ ارواحہم۔ ہمت اور خاطر مقتضیاے وقت کے تابع اور اسی مین مصروف ہوتی ہے۔ پس اگر کسی وقت مین کسی خدمت گزاری کے ذریعہ سے کسی مسلمان بہائی کو کوئی راحت پہونچانا ممکن ہو۔ تو اس وقت مین ذکر اور مراقبہ کو۔ کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ

خدمت کا ثمرہ - دلون کے اندر مقبولیت پیدا ہونا ہے - اور یہ مقبولیت ذکر و مراقبہ کے نتیجہ پر مقدم ہوتی ہے - اور وہ جو بعض اصحاب نے نفل عبادتون کو اخوان الصفا کی خدمات سے بہتر سمجھا ہے - یہ محض گمان ہی گمان ہے - ثمرات مذکورہ کی تفاوت کی نسبت آپ کا فرمانا تھا - کہ مینے اس طریق کو کسی کی تلقین یا تحریر سے اخذ نہین کیا ہی بلکہ خدمات کے آثار سے تعلیم پائی ہے - کہ خدمت کی خاصیت کیا ہے - ہر ایک شخص کو بارگاہ قرب مین جداگانہ دروازہ سے لیجاتے ہین - اور مجکو جو اس بارگاہ مین پہونچنا نصیب ہوا ہے تو خدمت کے دروازہ سے ہوا ہے - اِس سبب سے محبوب کی خدمت مجھے محبوب ہے -

مصنف رشحات نے لکھا ہے - کہ آپ کا مال - منال - دیہات - اراضی - زراعت - گلہ مویشی - اسپ اور املاک یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا - چنانچہ ایک روز آپ خود اپنی زبان صادق البیان سے فرماتے تھے - سمرقند کے خاص مزرعون کی پیداوار سے سمرقندی سیر کے حساب سے اسّی ہزار من غلہ میرے حاصلات کے عُشر (دسوین حصہ) کا سلطان احمد میرزا کی کچہری مین میرے کارندے داخل کرتے ہین - نیز فرماتے تھے - کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی عنایت سے میرے نقد اور جنس مین ایسی برکت اور افزونی دی ہے - کبھی ایسا ہی ہوتا ہے - کہ خرچ غلہ کی میزان جمع کی میزان سے زیادہ آتی ہے - اور غلہ کے کوٹھون مین ابھی بہت سا غلہ ایسا ہے - کہ ترازو کے پلہ پر پہونچا ہی نہین ہے نیز فرماتے تھے - کہ مین ایک زمانہ مین شہر ہری مین تھا - ایک روز شیخ بہاء الدین عمر کے مکان پر گیا - آپنے حسب عادت دریافت کیا - کہ شہر مین کیا خبر ہے - مینے کہا - دو خبرین ہین - شیخ زین الدین اور اُنکے یار دوست کہتے ہین ہمہ از دست اور سید قاسم اور اُن کے پیرو کہتے ہین - ہمہ اوست - فرمایا - اولین بات درستی کی کسوٹی پر چڑھی ہوئی ہے - تھوڑی دیر بعد چند دلیلین اس راست گفتار کی تائید مین - اِس طرح بیان فرمائین - کہ اگر اُن کے مقدمات مین غور و تامل سے کام لیا جاوے - تو ہر ایک دلیل سے ثانی قول کے مدعا کا ثبوت پیدا ہو جاوے - آپنے مضامین دلائل کی حقیقت بھی ظاہر فرمائی - کہ اس طرح پر ہے - پھر دوسری چند دلیلین بیان کین - اُن کا بھی ایسا ہی حال تھا - یہ سب باتین سنکر بے تامل یہ بات ذہن مین آئی - کہ اولین قول کا اقرار - اور پچھلے قول کا حقیقۃً اعتقاد بہتر ہے -

نیز فرماتے تھے - جب مولانا یعقوب کے دیدار سے میری آنکھین منور ہوئین - تو مولانا کے سلوک سے مجکو اپنی نسبت ایسا کوئی خاص التفات معلوم نہین ہوا - جس کی وجہ سے دل کے اندر صورت شگفتگی پیدا ہو - بلکہ مولانا ترش روئی سے پیش آئے اور اپنا ہاتھ نہین بڑھایا - فرمایا - ہم سے بیعت نہ کرو - اتنے مین مولانا کی

چیتانی پر میری نظر جا پڑی - تو ایک سفید داغ نظر آیا جس سے طبیعت کو خلقۃً تنفر ہوتا ہے - یہ دیکھکر مینے لوازم بیعت ادا کرنے مین توقف کیا - مولانا نے جب میری صورت حال سے یہ معلوم کیا - کہ مجکو بیعت ہونے مین تامل ہے - تو فوراً خلع لبس کے ذریعہ سے اپنے تئین ایک جمیل صورت مین ظاہر فرمایا جس کے دیکھنے سے بے قابو ہوگیا - اور اپنا ہاتھ آستین کے اندر سے نکال کر مراسم بیعت ادا کیئے -

قرآن پاک کی ایک تفسیر ہے (رشحات) نام اُس کے ایک رشحہ مین لکھا ہے - ایک روز آیۃ کریمہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ[۵۱] کی تاویل مین آپنے (خواجہ) فرمایا - مراد یہ ہے - کہ صوفی ہمیشہ ذات مطلق کو واحد تصور کرتا رہے - اور انواع واقسام کی صفات جو بکثرت دیکھتا ہے - اُن سے گزر جاوے - ثم کلامہ حرف ثم جو تراخی کے واسطے موضوع ہے - اس آیۃ کریمہ مین دیکھکر راقم گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے - کہ صوفی تخلق اور تبدیل کے بعد ایک مدت پیچھے - اس توحید کے مرتبہ کو پہونچتا ہے - اور ایسی تدریج سے مرتبہ توحید کو پہونچنا - محقق سالکون کا طریقہ ہے - اور بلا توقف فوراً مرتبہ توحید کو پہونچنا - جذبہ کی علامت - اور مجذوبون کی عادت ہے - لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰهُ[۵۲] -

احرار الاولیا کی بیماری کا آغاز یکم محرم ہجری سنہ آٹھ سو چھانوے کو ہوا - اور آپ کی رحلت اسی سال کی یکم ربیع الاول کو ہوئی - یہ عجیب لطیفہ اور لطیف نکتہ ہے - کہ جس قدر آپ کی حیات کے سال تے - یعنی اِنّشی اور نوّاسی - شمار مین اُسی قدر آپ کے ایام مرض بھی آئے - یہ جو حدیث شریف ہے حُمّٰی یَوْمٍ کَفَّارَۃُ سَنَۃٍ[۵۳] اس سعادت سے آپ کو شرف حاصل ہوا - آپنے دو خلف اپنے قایم مقام چھوڑے - جو آثار سلف سے آراستہ - خلافت وہدایت کے واسطے شائستہ - اجازت وخدائی تقرب کے لائق تے - سب سے بڑے خواجہ محمد عبد اللّٰہ تے - جو خواجہ کلان - اور خواجگان خواجہ کے نام سے مشہور ہین - دوسرے خواجہ محمد یحییٰ ہین - آپ اپنے پدر بزرگوار کے جانشین ہوئے - حضرت حقائق پناہی مولوی سے منقول ہے - کہ فرماتے تے - جو بڑے ہین - وہ علم وفضیلت مین بہت بڑے ہین - اور جو سجادہ نشین ہین - وہ جذبہ بحالت - اور ولایت کے جلال مین سب سے آگے ہین -

راقم رشحات لکھتے ہین - جس زمانہ مین خواجہ محمد یحییٰ ہری مین تشریف لائے تے - اُس زمانہ کا ذکر ہے - ایک دفعہ

---

۵۱ - اے پیغمبر کہدو - کہ (وہ کتاب اسلامی) اللہ نے (اُتاری تھی) پھر اُن کو پڑے جھک مارنے دو ۱۲ ۵۲ اللہ کے سوا اس کا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین ۱۲ ۵۳ ایک دِن کا تپ ایک سال کا کفارہ ہوتی ہے ۱۲ -

خواجہ باتفاق حضرت حقائق پناہی۔ مولانا محمد روجی کی ملاقات کے واسطے گئے تھے۔ مین بھی ہمرکاب تھا۔ صاحب مکان (مولانا محمد روجی) نے نہایت ادب کا برتاؤ مہمان عزیز کے ساتھ کیا۔ اور تواضع وتعظیم سے بہت کچھ گرماگرمی ظاہر فرمائی۔ لیکن ہم نشینی کا تمام وقت۔ طرفین کی خاموشی مین گزرا۔ مین دوسرے روز تنہا مولانا کی خدمت مین گیا۔ تو ظاہر وباطن کی آراستگی کے متعلق حضرت خواجہ کی تعریف حد سے زیادہ فرمائی۔ جب لوٹ کر خواجہ کی خدمت مین آیا۔ تو سنی ہوئی باتین مجمل طور پر مینے ظاہر کین۔ خواجہ نے فرمایا کل کے روز مین آپ کی صحبت مین اپنی فنا اور مولانا کے اثبات مین مشغول تھا۔ میری تعریف جو مولانا فرماتے ہین۔ یہ درحقیقت مولانا کی ہی تعریف ہے۔ کیونکہ اُس وقت مجھہ مین مولانا کی ہی حقیقت جلوہ گرتھی۔

سجادہ نشین احراریہ کے جملہ واقعات اور حالات کتاب رشحات مین مصنف نے جیسا جیسا موقع اور وقت پایا ہے۔ تفصیل کے ساتھ لکھے ہین۔ یہان پر مین صرف آپ کی شہادت کے متعلق مجملاً لکھتا ہون۔ احرار الاولیا اکثر خلوتون مین خواجہ محمد یحییٰ سے امیر المومنین ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے وقایع کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تمہاری روح کو شہید دشت کربلا کی ولایت اور شہادت کے ساتھ کامل نسبت ہے۔ کہتے ہین جب آپ کے پدر بزرگوار حقیقی محبوب کے باغ کو چلے گئے۔ تو چند روز بعد شاہ بیگ خان نے پرگنہ سمرقند ضبط کرلیا اور ہجری سنہ نوسو چھہ کے اولین عشرہ محرم مین جمعہ کے روز حضرت خواجہ محمد یحییٰ سے مواخذہ اور مطالبہ کرکے جو کچھہ نقد وجنس مکانات مین تھا۔ سب سرکار مین خالصہ کیا۔ اور دیہات۔ اراضی۔ اور تمام مزرعے سرکاری نوکرون کے سپرد کئے۔ اور اُن کا قبضہ ہوگیا۔ خواجہ کو انتظار تھا۔ کہ شاید عاشورہ کے روز شہادت کا واقعہ بھی وقوع مین آگر دائمی آرام مل جاوےگا۔ مگر ایسا نہین ہوا۔ اس درمیان مین خان نے حکم دیا۔ کہ آپ مع فرزندون۔ مریدون۔ اور متعلقین کے خراسان کو چلے جاوین۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ آپ کرمینہ کے راستہ سے خراسان کو روانہ ہوئے۔ جب آپ تاشقند سے نکل گئے۔ اور محرم کی تاریخ بھی دس سے آگے بڑھ گئی۔ تو خواجہ کو حیرت ہوئی۔ اور حیرت سے انقباض خاطر پیدا ہوا کہ حضرت والد ماجد کا کلام صادق تو یحییٰ کی شہادت پر دلالت کیا کرتا تھا۔ اور یہان تعویق نظر آرہی ہے۔ نہ معلوم۔ اس مین کیا حکمت ہے۔ اللہ اعلم[۵۷] اسی خیال مین تاشقند سے دو تین منزل آگے گئے۔ ناگاہ صحرا مین اوزبک کی ایک فوج نے آکر ظلم وزیادتی شروع کی تیغ وتبر چارون طرف سے پڑنے لگے۔ بالآخر فوج مذکور نے خواجہ محمد یحییٰ کو اور اُن کے دونون فرزندون خواجہ محمد زکریا۔ اور خواجہ عبدالباقی کو اُس صحرا مین شہادت اور مظلومی

۵۷۔ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے ۱۲

کے درجہ کو پہونچایا۔ تینون نسبی اور حسبی بزرگون کی نعش۔ خواجہ کفشیر کے محلہ مین لاکر ملائیون کے احاطہ کے اندر خواجہ احرار الاولیا کے جوار مین دفن کی گئی۔۔ اور قبر بنادی گئی۔ خواجہ شہید کا ایک لڑکا رہا ہے۔ خواجہ محمد امین نام ہے خدا کرے۔ اُس کی بزرگ اولاد جہان مین بہت سی ہو۔

انجمن خلفائے کامگار احراریہ قدست اسرارہم

مولانا سید حسن ۔ آپ خلفائے احراریہ مین سب سے زیادہ نیک۔ سب سے زیادہ عالم۔ ادب سے زیادہ پیش رو ہین۔ کہتے ہین۔ ایک روز زمانہ طفولیت مین۔ آپ کے پدر بزرگوار۔ آپ کو۔ قدم بوسی کے لیے۔ خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت مین لے گئے تھے۔ اتفاقاً مجلس اقدس مین شہد کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ مولانا از روے خواہش جو زمانہ طفولیت کو لازم ہے۔ شہد کی طرف دیکھنے لگے۔ اِس درمیان مین حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا۔ صاحب زادہ۔ تمہارا کیا نام ہے۔ جواب دیا۔ شہد۔ خواجہ نے تبسم فرما کر کہا۔ چھوٹے سے عنصر مین کامل قابلیت اور صحیح قبولیت عطا کی گئی ہے۔ صرف اتنی سی بات پر۔ کہ اُس کے دہن نے شہد کا مزہ حاصل کیا ہے۔ ایسا شہد کے خیال مین مشغول ہے۔ کہ اپنا نام شہد مین گم کر کے۔ شہد کے سوا کوئی نام زبان پر نہین لاتا ہے۔ اگر اِس کی جان مین شہد سے زیادہ شیرین چیز کی چاشنی پہونچائی جاوے۔ تو ضرور اِس کی توجہ اور استغراقی کیفیت اُس مین زیادہ ہوگی۔ لا مریۃ فیہ[1] خواجہ احرار الاولیا نے اُس وقت آپ کو آپ کے پدر بزرگوار سے لیکر اپنی تربیت اور ہمت سے فیض بخشا۔ اور درسی علوم اور معنوی نور کی تحصیل کے واسطے باعث ہوئے مصنف رشحات نے لکھا ہے۔ خواجہ احرار الاولیا۔ سلاطین زمانہ کے ساتھ اختلاط رکھا کرتے تھے۔ اور اس اختلاط کی وجہ سے درویش لوگ آپ کے فیض صحبت سے محروم رہتے تھے۔ ایک روز اِس اختلاط کے بارہ مین اِس درویش کے دل پر گرانی کا اثر پیدا ہوا۔ اور قریب انہین ایام مین مولانا کی خدمت مین جانے کا اتفاق پیش آیا۔ آپ چند بزرگون کے ساتھ بیٹھے ہوئے۔ احیاء العلوم کی تصحیح کر رہے تھے اُس کو چھوڑ کر درویش کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تقریب پیدا کر کے فرمایا۔

”ایک دفعہ ایک عالم خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین حاضر تھے۔ خواجہ نے اُن کا اندرونی خدشہ معلوم کر کے“
”دریافت کیا۔ بادشاہون اور حاکمون سے جس شخص کے ملنے مین سبب سے بیکس غریبون کی آرزوئین پوری ہون اور بہت سے“
”گرفتار مظلوم رہائی پادین۔ اُس شخص کا کسی پہاڑ کے گوشہ مین بیٹھنا اور نفل عبادت مین اور طالبان علم کی“
”تربیت مین مشغول ہونا کیسا ہے۔ اور اُس کی حقیقت اور حالات کے اعتبار سے مذکورہ بالا دونون طریقون مین سے“

[1] اس مین کوئی شک نہین ہے ۱۲

کونسے طریقہ کا اختیار کرنا اولی اور اہم ہے - جواب دیا - ارباب دولت سے ملنا - اور عاجز غریبون کی حمایت کرنا "

اسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا - اگر آپ ظاہر مین ایسا فتوی دیتے ہین - تو اس حکم کے عامل کی نسبت "

باطن مین اعتراض نہین کرنا چاہیے "

حضرت مولانا نے درویش کے مرکوز خاطر پر اطلاع پاکر صدر الذکر سرگزشت بیان فرمائی - اور بیدا شدہ گرانی دل سے دور کردی -

دیگر مولانا قاسم ہیں آپ کو سایہ احرار الاولیا کہا کرتے تھے - چونکہ پیر کی پیروی مین اور **فنافی الشیخ** ہونے مین آپ نے کوشش بہت کچھ کی تھی - اسواسطے آپ کی ذات مین بشل سایہ خودداری تھی ہی نہین سلوک کے مقابلہ مین آپ کا توحیدی استغراق غالب تھا - جناب حقائق پناہی - خواجہ احرار الاولیا کے جملہ اصحاب مین سے مولانا قاسم کی برابر کسی کے بھی معتقد نہ تھے - اور آپ کی تعریف خلا اور ملا مین بہت کچھ فرمایا کرتے تھے - تاریخ چھٹی ذی حجہ ہجری سنہ آٹھہ سو اکیانوین کو - غروب آفتاب کے وقت - آپ کے عنصری برج کا آفتاب وصال کے افق مین غروب ہوگیا - لفظ **فیاض** تاریخ رحلت ہے -

دیگر میر عبد الاول - آپ نیشاپور سے آکر ماوراءالنہر مین خواجہ احرار الاولیا کی خدمت سے مشرف ہوئے تھے - اور خواجہ کی ملازمت مین رہکر رابطہ اور طریقت ان دونون کو استوار کیا تھا - مولانا حسین واعظ کاشفی تخلص - جن ایام مین کہ درسی فنون کی تحصیل نیشاپور مین کر رہے تھے - میر کے ساتھہ ہم سبق اور ہم حجرہ تھے - مولانا حسین کے بیٹے مولانا فخر الدین علی صفی - لکھتے ہین - کہ آپ سابقہ پدری شناسائی کا خیال کرکے میرے ساتھہ کمال توجہ فرمایا کرتے تھے - نیز مولانا فخر الدین - میر سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے - جب مین حضرت خواجہ کی ملازمت سے سرفراز ہوا - تو مینے سات برس کامل ریاضت طریقت مین صرف کئے - اس مدت مین خواجہ بظاہر مطلق میرے حال پر متوجہ نہین ہوئے - بلکہ دکھہ درد چوصادق دردمندون کا حصہ ہے - مین برداشت کیا کرتا تھا - اور صبر تحمل - اور توکل اختیار کرکے معتقدانہ اپنا اعتقاد درست رکھتا تھا - جب برداشت کی طاقت نہین رہی - تو ایک روز حجرہ مین پاؤن پھیلا کر جا پڑا - سر اور منہ لنگی کے اندر ڈھک لیا - اپنے تئین لعنت ملامت کرنے لگا - اور ناصحانہ اپنے تئین تسلی دیکر کہا - عبد الاول - اس دنیا کے اندر بہتسے آدمی ایسے ہین - جو ولایت اور قرب کی دولت سے بے بہرہ ہین - تو بھی انہین مین شامل ہوجا - جفا اور محنت کے برداشت کرنے مین جس قدر انسانی طاقت تھی وہ تو کام مین لا چکا - مگر کوئی کشود کار نہین

ہوئی - اسی قسم کی پشیمانی کی باتین کرتے ہوئے - ایک لحظہ نہین گزرا تہا - کہ حجرہ مین پانون کی آہٹ معلوم ہوئی چونکہ مین دریائے غم کے اندر ڈوبا ہوا تہا آہٹ کی طرف ملتفت نہ ہوکر بدستور پڑا رہا - اتنے مین یکایک پیر بزرگوار کی یہ آواز آئی - عبدالاول آرام کے ساتہہ سوؤ - تمہارے تمام کام کامل طور پر درست ہو گئے ہین - یہ سنکر مین مضطربانہ اٹہہ کہڑا ہوا - کیا دیکہتا ہون حضرت خواجہ حجرہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہین - مین محرم عاشقون کی طرح بیتاب ہونے لگا - اس کے بعد مجکو راہ طلب مین دوبارہ استقامت اور رسوخ حد سے زیادہ نصیب ہوا - یہان تک کہ ماہ ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پانچ آگیا - اسی مہینے مین آپنے عالم شہادت سے کوچ فرمایا ہے - عالم شہادت سے کوچ - سفر وجود کی آخرین منزل - اور وحدت کے لامکان کا اولین مقام ہے - اور یہی اصلی وطن ہے - اسی کی طرف جانا ہوتا ہے -

دیگر مولانا جعفر - آپ عالم - عامل - عارف - عاشق - اور کامل تھے - بیخودی اور محویت - افاقہ وہوش پر - اور خاموشی - گویائی پر غالب تہی - ایک روز آپ کہتے تے مین شروع شروع مین - رسمی علم کی تحصیل سے افسردہ خاطر تہا - اور طریقہ فقرا کی طرف - طبیعت کی کشش تہی - ایک رات خواب مین خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت حاصل ہوئی - مینے دریافت کیا - کہ بندہ کب خدا کو پہونچتا ہے - فرمایا - جب اپنے تئین فنا کردیوے - جب مین خواب سے جاگا - تو دل پر کمال اثر تہا - علی الصباح حجرہ سے نکلکر - آپ کی ملازمت کے ارادہ پر روانہ ہوا - جب قدم بوسی حاصل کی - تو فرمایا مولانا جعفر - بندہ خدا کو کب پہونچتا ہے - جب وہ بندگی مین اپنے تئین فنا کردیوے - اور آپنے مولوی معنوی کی یہ بیت پڑہی - بیت -

چون تو نبودی کہ بود - جملہ خدا بود وبس	چون تو نماندی کہ ماند جملہ خدا اے گدا

القصہ آپ کا آخرین سفر ہجری سنہ آٹہہ سو ترانوین کے کسی مہینے مین ہوا ہے - اُس وقت تک طریقت کے سلوک مین آپنے کوئی دقیقہ نامرعی نہین چہوڑا - بالآخر فقر وفنا کے عنصری خرقہ کو خلد ادر لباکر خلعت سے تبدیل کرکے عالم علوی کو رحلت فرما گئے -

دیگر مولانا برہان الدین ختلانی آپ عالم متبحر تے - آغاز جوانی مین مختلف علوم کی تحصیل کمال کو پہونچائی تہی - لوگ سمرقند مین دو شخصون کو مادرزاد عالم کہا کرتے تے - ایک مولانا زادہ مولانا عثمان - دوسرے برہان الملۃ ختلانی - کہتے ہین - آپ علی الاتصال چالیس سال تک خواجہ احرار الاولیا کی ملازمت سے خداشناسی کی تحصیل کرتے رہے - اور آپ کو ایک لحظہ بہی جدائی کی طاقت نہین تہی - ہجری سنہ آٹہہ سو ترانوے مین مولانا جعفر کی رحلت سے

آہستہ روز بیشتر - آپ کے آخرین سفر کا سامان ہوگیا تھا -

دیگر مولانا لطف اللہ ختلانی - آپ مولانا برہان الملہ ختلانی کی بہن کے بیٹے ہین - علوم شریعت اور طریقت کے گویا آپ مالک تھے - اور بسط و بشاشت کی اعلیٰ درجہ کی صفات آپ کی ذات مین پائی جاتی تھین آپکے دہان مبارک سے کلام لازمی طور پر تبسم آمیز نکلا کرتا تھا - آپ کہا کرتے تھے - خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین میری بیعت ہونے کا قوی ترین سبب یہ ہے - کہ مینے اپنے وطن مین ایک ذات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دل ربا صورت اور جان بخش ہیئت کے ساتھ عالم مثال مین مشاہدہ کیا تھا - فوراً دل وجان سے اُس نورانی شکل کے جمال پر فریفتہ ہوگیا - چند روز جب مین نے ایزدی مشیت کے بموجب حضرت خواجہ کی ملازمت حاصل کی - تو ایک روز فرمایا - جو سعادت مند لوگ ہین - وہ حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم السلام کو خواب مین مختلف لطیف لطیف صورتون کے ساتھ دیکھتے ہین - اثناے کلام مین نگاہ میری طرف فرمائی جناب سرور عالم علیہ السلام کی اُسی مثالی صورت کا جلوہ میری نظر مین آگیا - جو مجکو عالم خواب مین نظر آیا تھا اور یہ تماشا میری گرفتاری کے لئے زنجیر بنا - اور خواجہ کی دوام حضوری کی بدولت علمی صورتون کے کمال کو پہونچا

دیگر مولانا شیخ - تزکیہ - تہذیب - تصفیہ - اور ترتیب یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین پیر بزرگوار کی سرکار مین ملکی اور مالی کامون کے انتظام کا بہت کچھ تعلق آپ کی رائے پر منحصر تھا - ایک روز سلسلہ احراریہ کے بہت سے با اعتقاد مرید - خواجہ کفشیر کے محلہ مین جمع تھے - اور باہم راز و نیاز کی باتین کر رہے تھے - شدہ شدہ سلسلہ کلام کا خواجہ احرار الاولیا کے عجیب وغریب تصرفات اور کرامات کے بیان مین جا پہونچا - چنانچہ ہر ایک مرید اس بارہ مین کوئی نقل یا کوئی روایت پیش کرتا تھا - مولانا شیخ - اس جلسہ مین خاموش - اور سب کی باتین سننے مین سراپا گوش تھے - جب حاضرین کے دل مین مولانا کے کلام سننے کی بے انتہا آرزو ہوئی - تو آپنے فرمایا - کہ آپ لوگ خواجہ کے عالم اجسام کے تصرفات کا ماجرا بیان کرتے ہین - لیکن عالم ارواح کے تصرفات مین سے ایک حرف بھی زبان پر نہین لائے - جملہ حاضرین نے کہا - ہم لوگون کے کان - اس قسم کا کلام - مولانا کی فصیح البیان زبان سے ہی سننا چاہتے ہین - مولانا نے فرمایا جب شروع شروع مین کمال کوشش سے کسی قدر مجھ پر ثمرات کوشش کا ظہور ہونے لگا - اور خواجہ کی پرورش سے روز بروز خیر وخوبی اپنا رنگ جمانے لگی - تو خواجہ نے مجکو زراعت کے کامون کا انصرام کرنے کے واسطے مقرر فرما دیا تھا اور یہ ظاہری کامون کی مصروفیت باطنی عمل مین فتور آنے کا باعث ہوئی - اس سبب سے مینے موقع تلاش کرکے - خلوت مین شرف حضوری حاصل کیا - اور حال

ہی تہا - کہ اپنی پریشانی اوقات کا حال بجہۂ عرض کرون - کہ حضور نے بیرے ضمیر پر علم پاکر ارشاد فرمایا - کہ اس خانوادہ کے کاروبار کی بنیاد اور اصل کلی خلوت درانجمن ہے - اور نیز غیرون سے طریقہ کو مخفی رکہنا - کیونکہ غیرت دار محب اپنے محبوب کا حجاب پسند کیا کرتا ہے - اور ظاہر کامون مین مشغول ہونے کے سوا - اخفائے طریقہ کے واسطے کوئی اور برقع نہین ہے - پہر مینے چاہا - کہ یہ عرض کرون - ان دونون عظیم الشان باتون کے جمع کرنے کا میرا حوصلہ نہین ہے - فرمایا - مردانہ قدم رکہو - حق تعالیٰ امیدون کا پورا کرنے والا ہے - اس اثنا مین حضور نے میری کم زوری اور نایابی پر نظر عنایت فرمائی - ایسی توجہ ڈالی - کہ جو شے عمر بہر تکلف کے ساتہہ گاہ ماہے میسر ہوتی تہی - وہ باطن پر حملہ کرکے آئی - اور ہمیشہ بنی رہی - چنانچہ اس کے بعد وہ شے کسی مکانی ضروری حالت مین بہی دل سے زائل نہین ہوئی -

دیگر مولانا ابوسعید اوبہی - آپنے اولیاء اللہ کی طرح - علم کی عروس کا عمل کے نوشہ کے ساتہہ عقد کیا تہا - اور اس سبب سے آپ بہت ثوابون کے امیدوار تہے - پینتیس سال کی عمر مین خواجہ احرار الاولیا کے حضور مین آمد و شد رکہتے تہے - کہتے تہے - حضور کی باعظمت خدمت مین تعلق پیدا ہونے کا سبب یہ ہوا - کہ مین مرزا الغ بیگ کے مدرسہ مین رسمی علوم کی تحصیل کمال کوشش سے کر رہا تہا - یکایک بلا سبب ظاہر - رسمی علوم کی طرف سے میرے دل پر ایک کدورت پیدا ہوئی - مینے بے اختیار ہو کر مدرسہ چہوڑنے کا عزم کرلیا - اتنے مین ایک آشنا ملا - مینے پوچہا - کہان سے آتے ہو - اس نے جواب دیا - شیخ الیاس عشقی کی خدمت سے آتا ہون - جو کوہ نور مین رہتے ہین - مین اسی وقت کوہ نور کی طرف سیدہا ہولیا - راستہ مین خواجہ احرار الاولیا کے مدرسہ پر سے گذر ہوا - یہ وہ وقت تہا - کہ حضور سواری سے اترکر اپنے مدرسہ کے دروازہ پر کہڑے ہوئے تہے میرے دل مین آیا - کہ ان بزرگوار کی ملازمت حاصل کرکے کوہ نور کو چلنا چاہیئے - جب مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا - تو خواجہ نے فی الفور یہ بیت پڑہی بیت

در کوہ چہ میروی بمن باش	امروز معاذ در جبل نیست

مضمون بیت سننے سے مجکو حیرت پر حیرت ہوئی - اپنے دل مین کہا - اگر اس بیت مین خواجہ نے میرے حسب حال خیال فرمایا ہے - تو ضرور ہے کہ خواجہ یہ بیت بار دیگر بہی پڑہینگے - ہنوز میرے دل مین یہ بات پوری آئی بہی نہین تہی - کہ خواجہ کی زبان مبارک پر میرا نام آیا - باوصفیکہ خواجہ کو پیشتر معلوم نہ تہا - اور فرمایا - مینے یہ بیت جو سنی شیخ کمال کے اشعار مین سے ہے - اور پہر پڑہی - پس یہ کرامت میری گرفتاری کا اولین سبب ہے -

دیگر مولانا سلطان آپ خواجہ احرار الاولیا کے خاص خلیفہ ہیں - اور عالم متبحر تھے - اہل ظاہر کے علوم اور اہل باطن کی بصیرت پر آپ کو کمال عبور حاصل تھا - خواجہ احرار الاولیا کی اجازت سے سفر حجاز کا ارادہ فرمایا - اور حرمین شریفین زادھما اللہ تکریماً کے طواف سے آپ مشرف ہو کر پھر اپنے مرشد کی خدمت میں لوٹ آئے - اور فیض حاصل کیا کرتے تھے - ایک روز پیر کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا - اس واسطے - میں نے یہ چاہا کہ توجہ - یا مراقبہ کے ذریعہ سے جمعیت خاطر حاصل کر کے پیر کے حضور میں حاضر ہوں - مگر جمعیت میسر نہیں ہوئی - بالآخر نفی و اثبات کے ذریعہ سے کسی قدر حضوری بہم پہونچائی - اُس کو محفوظ کر کے حاضر ملازمت ہوا تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا - سلطان کبھی نفی و اثبات کا طریقہ بھی عمل میں لایا کرتے ہو - میں نے عرض کیا - جی ہاں - فرمایا اسی وقت ایک نسبت پیدا ہوئی - جو نفی و اثبات کا نتیجہ ہے - اور پھر فرمایا - کہ اگرچہ حضور مع اللہ ایک ہی شے ہے لیکن جو نسبتیں توجہ یا مراقبہ - یا نفی و اثبات کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں - اُن کا ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے البتہ اس فرق کا پہچاننا اُن بزرگوں کا کام ہے - جو علم لدنی کے عالم ہوتے ہیں -

دیگر مولانا محمد قاضی قدس روحہ - آپ علوم شریعت کے عالم - اور سلوک طریقت کے واقف تھے چونکہ آپ کی طبیعت بلند - فہم ارجمند - عقیدت دل پسند - اور دل خورسند تھا - اس واسطے معرفت اور حقیقت بیان کرنے کے وقت - خواجہ احرار الاولیا کے مخاطب آپ ہی ہوا کرتے تھے - گو مستعد عالموں کی جماعت کی جماعت اُس محفل میں حاضر ہوا کرتی تھی - آپ نے ایک کتاب سلسلۃ العارفین نام تالیف فرمائی ہے جس میں خواجہ احرار کے اوصاف حمیدہ - عادات پسندیدہ - فضیلتیں اور خصوصیتیں جمع کی ہیں خواجہ احرار الاولیا کی عقیدت اور محبت کے جال میں آپ کس طرح سے پھنسے تھے - یہ سرگزشت بھی تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں لکھی ہے - اور مصنف رشحات نے بھی یہیں سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے - اب اس بیان کے تکرار کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی سلسلہ احراریہ کے بعض اصحاب حقیقت سے منقول ہے کہ - کمان گروں کے موضع میں جس روز خواجہ احرار الاولیا نے آخرین سفر فرمایا ہے اُس روز عموماً اور خصوصاً فرزندوں کی اور نیز دیگر لوگوں کی جماعت کی جماعت سرہانے حاضر تھی - اُس وقت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حاضرین میں سے جس شخص کے مناسب مزاج فقر یا غنا جو کچھ بھی ہو - اُس کو چاہیے - کہ آج مجھ سے مانگ لیوے - منجملہ حاضرین کے اولاً مولانا محمد قاضی سے بھی پوچھا - تم کو کیا پسند ہے - عرض کیا - جو کچھ حضور کو پسند ہے - جواب ملا - میری پسند تو فقر ہے - مولانا نے کہا بشریٰ لنا - اس کے بعد خواجہ نے ایک کام والہ کو حکم دیا - کہ چار ہزار تنکہ (سکہ رائج الوقت) زر شلہرخی مولانا محمد قاضی کو دیدو - جنہوں نے فقر اختیار کیا ہے - تاکہ مولانا اس رقم سے اُن درویشوں کی معاش کا انتظام کر دیویں

جو آپ کے پاس رہتے ہین - مولانا نے بنابر تعمیل حکم - اُس نقد کو لیکر اپنے اصحاب کی وجہ معاش کے انتظام مین خرچ کیا -

دیگر مولانا خواجہ علی تاشقندی آپ درگاہ احراریہ کے خادمان قدیم اور کاربردازون مین سے ہین جب سلوک کا آغاز ہوا - تو قبول و اقبال کا خلعت تاشقند مین ملا - آپ کہتے تھے جس زمانہ مین پیر بزرگوار نے خراسان سے اپنے وطن مالوف مین آکر زراعت کا کام شروع کیا تہا - اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی - کہ مین حاضر ملازمت ہوا - خواجہ احرار الاولیا میرے حال پر بہت کچھہ عنایت اور التفات فرماتے تھے - اُن ایام مین طالبان علم نے جو ہوس مین ڈوبے ہوئے تھے - یہ کہکر مجکو فریفتہ کیا - کہ تحصیل علوم کے اسباب سب مہیا ہین - لہذا علوم حاصل کرنا چاہیئے - اور اُن کی ترغیب مین سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا - مگر چونکہ آستانہ پیر سے صریح اجازت لیکر روانہ نہین ہوا تہا - پہلی ہی منزل مین ایسا مرض پیش آیا جو مانع سفر ہوا - ایک قدم بہی آگے چلنے کی طاقت میرے پانون مین نہین رہی - بالآخر بازگشت کی نیت کی اور نیت بازگشت کے ساتہہ عافیت نے بہی بازگشت کی - مین تاشقند سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا تہا اُسی قدر ضعف مجہسے دور بہاگتا جاتا تھا - **القصہ** اپنے معمولی حجرہ مین جب پہونچا ہون - تو کمال تندرستی کی حالت مین تہا - نہایت انفعال کے ساتہہ قدم بوس ہوا - پیر نے اول اول تو غصہ ہوکر چلے جانے اور لوٹ آنے کے تمام واقعات میرے سامنے بیان فرمائے اور اظہار عتاب کیا - مگر آخر کار مرحمت اور عاطفت کے سایہ مین دونون جہان کے رنج و غم سے مجکو نجات بخشی -

دیگر شیخ حبیب تاجر تاشقندی - معرفت اور حقیقت بالکل آپ کا شعار تہی اور آپ سرتاپا شائستہ خدمت - اور پسندیدہ کار تھے - رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[1] کے گروہ کے ساتہہ آپ کو نسبت تہی - شہر تاشقند کے لنگر کا کہانا - اور نیز یہان کے مخلصون اور متعلقون کے خوان کی ترتیب ان خدمات کا انصرام - آپ کے سپرد تہا - آپ کی کوشش اور تجربہ سے یہ مہمات انجام پاتے تھے - آخرین دم تک خواجہ احرار الاولیا کے خوان فیض سے معرفت اور قرب کا وظیفہ جاری رہا -

دیگر مولانا نور الدین تاشقندی - آپ آغاز شباب سے - بلکہ خردسالی سے ہی - خواجہ احرار الاولیا کی محبت کا تصور اپنے دل مین رکہا کرتے تھے **شعر**

اتانی هوٰها قبل ان اعرف الهوٰی[2]	فصادف قلبی خالیاً فتمکنا

[1] ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرنے پاتی ۱۲ -

[2] میرے پاس اُسکی محبت آئی قبل اسکے کہ مین محبت کو پہچانون - اور چونکہ میرا قلب خالی تہا - اُس مین گہس گئی - اور قیام اختیار کر لیا ۱۲

بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ وبا کے اولین سال مین کہ ہجری سنہ آٹھ سو چالیس تھا۔ نیلے رنگ کا دانہ جو علامت طاعون تھی۔ خواجہ احرار الاولیا کے بائین پہلو پر برآمد ہوا۔ مولانا نور الدین نے اس دانہ کو اپنے اوپر لے لیا۔ اور اپنے تئین خواجہ پر فدا کیا۔ اسی وقت وہ دانہ مولانا کے پہلو پر منتقل ہوگیا۔ اور خواجہ کی صحت لوٹ آئی۔ تین روز بعد مولانا کوچ فرما گئے۔

دیگر مولانا زادہ اتراری نامی۔ آپ کا نام محمد عبداللہ ہے۔ آپ بیان کرتے تھے۔ بہت مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواجہ دیگر لوگون کی طرح مجکو تلقین نہین فرماتے ہین۔ میری نیت پر خواجہ کو اشراف (علم) حاصل ہوگیا۔ تو فرمایا۔ ذکر کا سبق دوسرے دن کے مناسب ہے۔ اور تمہاری استعداد تو کمال لطافت مین اور نہایت بلندی پر ہے۔ تم تعلیم ذکر کے محتاج نہین ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ نے خواجہ کی خدمت مین ظاہری اور باطنی کمالات حاصل کرکے سفر حجاز کی اجازت لی۔ اور حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفًا** کی زیارت کرکے سعادت دارین پائی۔ وہان سے آپ صوبہ شام مین تشریف لائے۔ اور ان اطراف کی سیر کرکے۔ شہر دمشق مین اقامت فرمائی۔ اس ملک مین آپکے پاس جویندگان طریقت اور سالکان سلوک لی العمہ رجوعات رکھتے تھے۔ اور آپ اسی شہر مین عالم علوی کو رخصت ہوئے۔

دیگر مولانا ناصر الدین اتراری۔ آپ مولانا زادہ کے چھوٹے بھائی ہین۔ ولایت احراریہ کا ستارہ طلوع ہوا ہی تھا۔ اور ہنوز اس ستارہ کی عالمگیر شعاعین سمرقند والون کی آنکھون مین پہونچی نہین تھین۔ کہ خواجہ کی عجیب وغریب خبرین اور کرامتین سنکر مین کمال اشتیاق دلی کے ساتھ خواجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ وطن مین ایک حسین منظر کے ساتھ میری آنکھ لڑی ہوئی تھی۔ اور دل تعلق عشق رکھتا تھا۔ مگر اسپر بھی تاشقند کو روانہ ہو ہی گیا۔ ان ایام مین خواجہ احرار الاولیا باغستان مین تھے۔ جو تاشقند کا پہاڑ ہے۔ چند روز بعد موسم بہار آیا جو عشق ومحبت کے سلسلہ کا محرک ہوتا ہے۔ ادہر جوان محبت کے شورش وولولہ اور ادہر پہاڑ کی شادابی۔ ان باتون نے دل کو پریشان کردیا۔ مینے چاہا۔ کہ رخصت مانگون۔ مگر میسر نہین آئی۔ نہایت تنگ دل ہوا۔ ایک روز خواجہ کے ہمرکاب بادصفیکہ دل ٹھکانے نہ تھا۔ ایک صحرا کی سیر کو چلا گیا۔ وہان پر ہم سب ایک کھیت مین پہونچے۔ جہان لالہ زار کھلا ہوا تھا۔ حضرت نے ایک شاخ سے لالہ کا پھول توڑ کر میرے ہاتھ مین دیا۔ اور جو باتین میرے دل مین مخفی تھین۔ تمام و کمال اپنی زبان مبارک سے میرے سامنے ظاہر فرمادین۔ مین مذکورہ بالا نمائی راز سنکر سر سے پاؤن تک عرق خجالت مین غرق ہوگیا۔ اسی وقت حضرت نے بنظر التفات میرے اوپر ایسی نوازش فرمائی۔ کہ اسی طرفۃ العین مین جوان منظر کا عشق پیر کی محبت سے تبدیل ہوا۔ اور بہ اطمینان خاطر خواجہ کی خدمت مین حاضر رہ کر دینوی اور اخروی سعادت حاصل کی۔

غرض جب خواجگان سلسلہ نقشبندیہ بالخصوص احراریہ کے وجد - معرفت - مقامات - اور کرامات کے حالات قدس اللہ اسرارہم مصنف رشحات تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہین - تو پہر اجمالی قلم سے تہارا دوبارہ لکھنا بالکل بیکار ہے چونکہ اس اعتراض کا رفع کرنا مجھ مجمل نویس کی طاقت سے باہر ہے - لہذا عذر و معذرت کے طور پر اپنی حقیقت حال کے دو تین حرف سامعین کی خدمت مین عرض کرتا ہون اس لکھنے سے مقصود ان اصحاب کے ماجرا کا بیان کرنا نہین ہے - بلکہ اُن کے ذکر شریف کو اپنی کتاب کی مقبولیت کا ذریعہ سمجھکر جرأت کی ہے **بیت**

شکر وصال و شکوہ ہجران نہ کار ماست	جان را بہ نام دوست سپردن شعار ماست

اس بنیاد پر مینے ان حضرات کے اسماے گرامی کو کتاب کا عنوان - اور اپنے تذکرہ کا طغرا - اور کتاب کو بجاے فہرست قرار دیا ہے - تاکہ شوقین اصحاب اس جماعت کے مبارک حالات - کتاب رشحات سے جو تفصیل کا سرچشمہ ہے - دیکھکر سیراب ہون - للہ الحمد دائمًا -

یاد مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی

آپ امام وقت محمد ابن حسن کے فرزند ہین - جو ہرزفر شیبانی کی نسل سے ہین - اور ہرزفر شیبانی زمانہ جاہلیت مین فرمان رواے وقت تھے - اور امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے ہاتھ پر اسلام اور اعتقاد لائے تھے - بنی شیبان - بہت سے قبائل عرب مین شرافت اور اصالت نسل کے اندر مشہور ہین - بالخصوص مولانا کے دادا پردادا - جو متقی اور عالم جامع تھے - ازلی تقدیر نے آپ کی حقیقت ذاتی کو ہجری سنہ آٹھ سو اٹھارہ مین پردہ علم سے نکال کر عنصری ترکیب مین ظاہر فرمایا - اور حاضرین بزم ولادت کو خوشی اور شادکامی کی شراب سے سرمست کیا - ذیل کا دل آویز قصیدہ اس روایت کی تائید کرتا ہے - **قصیدہ** -

منم چو گوے بمیدان فسحت سہ و سال	بہ صولجان قضا منتقل زحال بحال
زاوج قلہ پرواز گاہ لاہوتی	بدین حضیض ہوا ست کردہ ام پروبال
میان ہشصد و ہزدہ زہجرت نبوی	کہ زد زمکہ بہ یثرب سرادقات جلال
چہ ہشصد و نود و سہ کشیدہ ام امروز	تمام عزم درین تنگناے وہم و خیال

جام مین ایک مقام ہے زندہ فیل شیخ احمد - یہان کی زمین آپ کی زاد بوم ہے -

آپ کے حالات لکھنے والے اس طرح بیان کرتے ہین - ایک روز آپ کی خدمت مین آپ کے اُستادون کی تحقیق کا ذکر تھا - تو آپ نے فرمایا -

جب تک مجکو عقل و ہوش نہین آیا تھا۔ تب تک اپنے وطن مین ہی پدر بزرگوار کی شاگردی سے زباندانی کا قاعدہ و قانون سیکھتا رہا۔ پہر چند روز بعد وہین کے دوسرے مدرسون سے تحصیل علم کی۔ جب مینے وطن مین کوئی ایسا عالم نپایا جس کے سامنے تعلیم کے واسطے کتاب کہول سکون۔ تب ہرات مین آکر نظامیہ مدرسہ مین اُس حجرہ کے اندر ٹھیرا جس مین مولانا زین الدین تائبادی۔ اور مولانا سعد الدین انصاری رہتے تھے باوجودیکہ تمام عقلی و نقلی علوم۔ اور کل یقینی و کشفی معرفتین وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا[لہ] کے چشمہ سے دل پر فائز ہوتی تہین۔ تاہم فنون عربیہ کی کتابین تہوڑے عرصہ مین مولانا جنید کے درس سے نکال لین۔ جو فن معانی مین اُستاد وقت تہے۔ نیز جامع العلوم مولانا خواجہ سمرقندی کے درس سے چالیس روز مین فارغ ہو کر اُنکے تمام علمی جواہر حاصل کر لئے۔ نیز مولانا محمد جاجرمی کی خدمت مین رہکر علم مناظرہ کے آداب اور طریقہ یاد کئے۔ اور نیز سمرقند مین قاضی زادہ رومی کی صحبت مین پہونچکر علم معقول تحصیل کیا"

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تہوڑی سی مدت مین اُس ملک کے تمام علما اور سالکون پر آپ کو اور آپ کے علم کو بڑا درجہ اور اونچا پایہ حاصل ہو گیا تہا۔

کہتے ہین۔ اُس زمانہ مین اور اُس وقت مین شیخ بہاء الدین عمر۔ مولانا بایزید بورانی۔ مولانا محمد اسعد۔ اور نیز دیگر بزرگ اصحاب ایسے جمع ہوئے تہے۔ جن کی صحبت سے فقر و درویشی۔ اور تلقین و ارشاد کی خوشبو طالبون کے دماغ مین پہونچا کرتی تہی۔ ان اصحاب کی مصاحبت سے ہی آپ کو فیض و فائدہ پہونچا تہا۔ لیکن آغاز زباندانی سے انجام زندگانی تک نظم اور غزل گوئی کا ذوق آپ کی درویشی اور فقر کے چہرہ پر بدستور نقاب بنا رہا۔ البتہ جیسے جیسے عمر مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ جیسے جیسے دل ربا مظاہر کا جمال دیکہنے سے نگاہ کی گرمی مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ اور جیسے جیسے حسینون کے آئینہ صورت سے اسمائی کمالات نظر آنے مین تفاوت ہوتا جاتا تہا۔ ویسے ویسے نظم اور غزل گوئی کے ذوق مین بہی۔ تفاوت ضرور نمایان ہوتا جاتا تہا۔ یعنی آپ شعر، علم۔ خوش باشی۔ اور مردم آمیزی کے لباس مین حق شناسی کے اسرار کو دو وجہ سے پوشیدہ رکہتے تہے۔ ایک یہ کہ وہ بہیہ بہائیہ سلسلہ مین تلقین کی رسم اور اخفاے طریقہ ہے دوسرے یہ۔ کہ سید رفیاض سے انوار قدسی کا فیضان۔ ابتداے سلوک مین آپ پر عشق مجازی کی صورت مین ہوا کرتا تہا۔ تاکہ یہ ظاہری عشق آپ کی حقیقت کے چہرہ پر نقاب بنا رہے اور اغیار کی آنکہ سے آپ کے تصوف کے چہرہ کو نظر نہ لگے۔ غالباً عالم علوی سے آپ کی کامیابی اسی شکل مین معین کی گئی تہی۔

[لہ] اور ہمنے اپنی طرف سے اسکو ایک (خاص) علم سکہایا تہا ۱۲

تکملہ کے بیان سے اِس مدعا کی تائید ہوتی ہے - کہ ایک روز مولانا فرماتے تھے - مین ایک انسانی مظہر کے جمال پر عاشق تھا - ایک دفعہ وضو کرنے مین اپنا ہاتھ مینے بلا کسی تفاوت کے بالکل محبوب کا ہاتھ پایا - فوراً اُسی وقت اصلی حقیقت کی طرف رجوع کیا اور دل مین یہ خیال آیا - کہ یہ حالت بالکل حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام کی جیسی ہی - کہ ایک وقت آپنے فرمایا تھا **ہٰذہ یداللہ** اور مشار الیہ آپ کا دست مبارک تھا مذکورہ بالا حالت اِس پردہ مین درویش پر ظہور کرتی ہے **القصہ** چونکہ کسی باکمال زندہ دل کے ساتھ مراسم بیعت کا ادا کرنا - خدا شناسون کی سنت ہے - لہذا باوجود صدر الذکر کمالات کے مراسم بیعت کا ادا کرنا ضروری سمجھکر **قطب طریقت** اور **غوث حقیقت** مولانا سعد الدین کاشغری کی خدمت مین - دلی خواہش سے حاضر ہوا - جو نقشبندیہ خانوادہ مین اُس وقت مسند ہدایت پر صدر نشین تھے - اور علی الاعلان مراسم بیعت ادا کئے -

مصنف تکملہ مولانا عبد الغفور آپکے مرید ہونے کی بنیاد اس **طرح** پر لکھتے ہین - ایک رات مجازی معشوق کی جدائی مین آپکے اوپر رنج و غم کا کثرت سے ہجوم ہوا - یہان تک - کہ ہوش - خرد - صبر - آرام - معرفت - ادراک - اور تمیز - بلکہ انسانی سرکار کے تمام نفیس نفیس مکانات تاخت و تاراج ہوگئے - ناگاہ غنودگی کی صورت مین بیہوشی پیدا ہوئی - اور بیہوشی نے دل و دماغ پر قبضہ کیا - عالم مثال مین کیا دیکھتے ہین - کہ مولانا سعد الملۃ والدین کے جمال باکمال سے آنکھین روشن ہین - اور مولانا نے اپنی زبان حقائق بیان سے یہ نصیحت فرمائی ہے جامی اپنا رخ ایسے یار کی طرف کرو جس کی تم کو لازمی طور پر ضرورت ہے - **بیت**

زو سحر طائر قدسم ز سر سدرہ صفیر	کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر

یہ بالکل سچ ہے - جب باری تعالیٰ کی پاک ذات چاہتی ہے - کہ کسی مظہر کو اُس کے مبدء کی طرف کھینچ لیوے - تو صرف ایک بہانہ سے علائق اور موانع کے تمام حجاب اُس شخص کے رخسارہ پر سے اُٹھا دیتی ہے - اور جو کمال اس کے حصہ کا ہوتا ہے - اُس کمال تک پہونچا دیتی ہے - جب آپنے سلوک اختیار کیا - اور ظاہری اصحاب کی روش چھوڑی اور ایک عمر گوشہ نشینی مین بسر کی - تو اس درجہ پر آپکا حال پہونچ گیا تھا - کہ کیا گفتار - کیا رفتار - اور کیا کردار - یہ جملہ امور جو طبیعت کو مانوس تھے - یک دم آپ کی عقل و شعور سے پریشان ہوکر نکل گئے تھے - اور بیگانہ وار معلوم ہوتے تھے فرماتے تھے - جب ابتداے سلوک مین انوار کا ظہور ہوا کرتا تھا جس سے ستارہ ہستی چھپ جاتا تھا - اُس وقت بارہا پیر فرمایا کرتے تھے - کہ کشف اور کرامات پر کوئی اعتماد نہین کرنا چاہیے - اِس سے بہتر کوئی کرامت نہین ہے - کہ کسی صاحب تاثیر کی صحبت مین کسی سعادت مند کو کوئی اثر اور کوئی وجہ حاصل ہو - اور وہ خودی سے تھوڑی دیر کے واسطے رہائی پالیوے

رباعی

یارے کہ بدیدار وے از دست شوی
آن بہ کہ بزیر پائے او پست شوی
گرمے نہ خوری زجام و لعلش یارے
از شیوۂ چشم مست او مست شوی

بیت

زیادہ ہیبت اگر نیست این نہ بس کہ ترا
دمے زد سوسہ عقل بے خبر دارد

مرزا سلطان حسین وزیر تھے۔ مولانا جامی نے عشقیہ مثنوی یوسف زلیخا۔ انہیں کے روشن نام پر رصع کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔ ؎

جہان یکسر چہ ارواح و چہ اجسام
بود شخص معین عالمش نام
بود انسان وران شخص معین
چو عین باصرہ بشناس روشن
دران عین آن کہ چون انسان عین ست
جہان مردمی سلطان حسین ست

اس بے نظیر تعریف کے بارہ میں راقم کا خیال یہ ہے۔ کہ آج تاریخ سترہوین رجب ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے ہر چند اکثر علم والوں نے اپنے اپنے فرمان روا کی مدح مین ترکی اور تازی سخن آفرینی فرمائی ہے لیکن آجتک اس طرز کی رعنائی کے کوچہ مین کسی شاعر طبع فاضل اور کسی بافضیلت شاعر کا گزر نہین ہوا ہے۔ امیر علیشیر نوائی تخلص نے ایک ترکی رسالہ مولانا کے حالات مین لکھا ہے۔ اس مین لکھتے ہین کہ مولانا نے نفحات الانس۔ شواہد النبوۃ۔ اور لمعات شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی کی شرح یہ کتابین مخلص کی التماس سے تصنیف فرمائی ہین۔

مصنف تکملہ نے لکھا ہے۔ مولانا فرماتے تھے۔ یہ جو بعض اکابر کہتے ہین۔ کہ باطنی شغل کے ساتھ تکلم جمع نہین ہوتا ہے یہ بات بالکل بعید معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ نفحات کی تصنیف کے وقت مین کبھی ایک صفحہ کبھی زیادہ دو صفحہ تک لکھہ لیا کرتا تھا۔ اور دل کو اُس کے لکھنے کی خبر بھی نہین ہوا کرتی تھی۔ اور قلم عادت کے موافق بدستور جاری رہتا تھا۔

آپ کی تصنیفات کا شمار اس طرح پر ہے۔ **نثر**۔ فارسی مین شواہد النبوۃ۔ نفحات الانس۔ جو مشائخ طبقات وغیرہم کا تذکرہ ہے۔ لوائح جو مولانا کی ہی رباعیات کی شرح ہے۔ بہارستان جو بلبل شیراز (سعدی) کی گلستان کے رنگ مین ہے۔ دیگر سوا رسالے بعض مین چند سالے تو آیات قرآنی کی تفسیر۔ اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ کے ترجمہ مین ہین۔ بعض تصوف اور سلوک کے علم مین۔ اور بعض معما۔ عروض

انشا کے علم مین ہین ۔ تیرہ نسخہ عربی اور فارسی جو اکابر کی کتب اور ابیات کی شرح مین ہین ۔ نظم کلام آپ کا وہ نامہ ہے جس مین سات تو مثنوی ہین ہفت اورنگ نام ہے ۔ اور تین دیوان غزل اور قصائد ہین ۔ جملہ تخمینا بیس کتابین مشہور ہین ۔ ان کے سوا آپ کے قلم تصنیف کے لکھے ہوئے حاشیئے ۔ تعلیقات ۔ رقعات ۔ اور دیگر متفرق ابیات ہر فن کے اندر موجود زمانہ ہین ۔

کہتے ہین ۔ جب آپ کی عمر عزیز کا شمار عدد کاس کے برابر ہوا تو تاریخ پندرہوین محرم الحرام ہجری سنہ آٹھ سو اٹھانوین کو جب کہ رات اور دن برابر ہونے کا موسم تھا ۔ آپ بزم وصال مین ہونچ گئے ۔ اور محبوب حقیقی کے جمال کا شربت نوش فرمایا ۔ اور اوپر سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ[ا] کا نقل تناول کیا ۔ یہ دردناک واقعہ تجہیز و تکفین نعش ۔ اور نماز کی کیفیت ۔ اور عمارت قبر کا حال مفصل طور پر مولانا عبد الغفور کے تکملہ مین اور امیر علیشیر کے رسالہ تزکیہ مین لکھا ہوا ہے ۔ شوقین صاحب چاہین ۔ تو اُسکو مطالعہ کر کے صدر الذکر حالات پر مطلع ہو سکتے ہین ۔

صاحب تکملہ لکھتے ہین ۔ کہ آخر زمانہ مین جب کہ یوسف زلیخا کی نظم کا شغل آپ کے زیر کر رہا تھا ۔ فرماتے تھے ۔ کہ دل کی عظیم کشش ایسی خیالی صورت کی طرف ہے ۔ کہ خارج مین اُسکے وجود کا گمان بھی نہین ہوتا ہے ۔ اور تصنیف کے وقت مین باطنی شورش ۔ اور حرارت کے آثار ۔ آپ سے ظاہر ہوا کرتے تھے ۔ چنانچہ کئی کئی دفعہ حرکت دوریہ کے طور پر آپ سماع فرمانے لگتے تھے ۔ اور اس مین مبالغہ کرتے تھے ۔ یہان تک طول کو نوبت پہونچ جاتی تھی ۔ کہ سازندہ اور مغنی بے طاقت ہو جاتے تھے ۔ اور آپ اُس حال سے باز نہین آتے تھے ۔ بالآخر جب پانون مین درد ہونے لگتا تھا ۔ تو مجبوراً بیٹھ جاتے تھے ۔ حالانکہ اس سے پہلے سماع کے بارہ مین آپ کو تردد تھا ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی شخص اپنے تئین چھوڑے نہین ۔ اور جو حال اُس کو حاصل ہے ۔ اُس حال سے خالی نہ ہو ۔ تب تک کیونکر سماع کر سکتا ہے ۔ نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے ۔ بیشک اولاً چراغ جلانا چاہیئے ۔ پھر بعد مین مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ انسانی روح بنی آدم کے عنصری محل کا چراغ ہے ۔ اس چراغ کو نفسانی پریشان خیالات اور آرزوؤن کی آندھی سے ریاضت کے فانوس مین محفوظ رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ وہ چراغ شمع کی طرح ہدایت کے نور سے روشن رہے ۔ اور دلون کے اندر چھپے ہوئے جن معانی اور جن امور کے چہرہ پر موجودات کے الفاظ کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے ۔ وہ معانی اور امور ۔ اعتباری نظر مین ظاہر ہو جاوین ۔

یہ گزارش بھی اسی قبیل سے ہے ۔ کہ مولانا عبد الغفور فرماتے ہین ۔ جب مولانا جامی کی خاطر مین یہ خلش

[ا] ہم تو اللہ ہی کے ہین ۔ (ہم کو جس حال مین چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱۲ ۔

پیدا ہوتی تھی کہ معانی مقصودہ کے ادا سے عبارت قاصر ہے۔ تو لکھنے سے پہلے آپ کی لطیف طبیعت اس خلجان کا اثر مانتی تھی۔ اس کی منشا پر غور کرتے تھے۔ مخاطب کی نور فراست سے بھی کچھ مفہوم معلوم کرتے تھے۔ اور نیز توجیہات کے ذریعے سے خدغہ اپنے متردد ذہن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ نیز اکثر راست کردار اور راست گفتار لوگون کی زبانی سنا ہوا ہے۔ کہ ہم نشینان بزم کے مافی الضمیر پر آپ کو اطلاع ہو جایا کرتی تھی۔ اور بہت سی تصوف کی کتابین جو گذشتہ زمانہ کے مصنفین کی لکھی ہوئی تھین۔ جن کے معانی اور مضامین۔ دقیقہ شناس علم والون کی فہم فکر مین نہین آتے تھے۔ اُن کتابون کے مقاصد کو آپ نے اپنے فارسی رسالون مین اس طرز سے لکھا ہے۔ کہ اُن کتابون کی تمام تعقیدات اور مشکلات حل ہو گئی ہین۔ اب تمام اشخاص معتقدین کی اُن کتابون سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ مرزا شاہرخ کا اوسط زمانہ تھا۔ کہ آپ جام سے آئے۔ اور اخیر زمانہ تک شہر ہری مین مقیم رہے جب زمانہ نے دولت اور سلطنت کا پیمانہ سلطان ابو سعید مرزا کے ہاتھ مین دیا۔ تو آپ شہر مذکور سے خیابان کی زمین مین اُٹھ آئے۔ جہان پیر بزرگوار کی خوابگاہ ہے۔ اور وہین قیام فرمایا۔ چند روز بعد یہین آپ کے آستانہ پر ان اطراف کے فاضل۔ فقیر۔ شاعر۔ اور ظریف گروہ کے گروہ جمع ہونے لگے۔ اور قاضی صدر۔ شاہ اور وزیر تمام آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اپنی سعادت کا عمدہ ذریعہ سمجھتے تھے۔ اور آپ کو اپنے راز و نیاز کا قبلہ بنا لیا تھا۔ امیر علی شیر نے اپنی نسبت آپ کے التفات اور اتفاق کی بابت اپنے رسالہ مین جس قدر لکھا ہے۔ بہت کچھ ہے۔ مگر چونکہ درویشون کے اس خلوت خانہ (کتاب گلزار) مین بوالہوسون کے ہجوم کی گنجایش نہین ہے۔ لہذا صرف نمونہ کے طور پر کچھ عرض کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہون

ایک روز منظر نامی ایک خوش گلو عود نواز نے جو گانا بھی بہت اچھا جانتا تھا۔ خواجہ حسن دہلوی کی ایک غزل گائی۔ جب اس بیت پر نوبت پہونچی **بیت**۔

مثال قطرہ باران سرشک من ہمہ دُر شد
چنین اثر نہ بد آری طلوع چون تو سہیلے

تو حاضرین محفل سب غزل شناس اور اہل سخن تھے۔ سب نے جن مین صاحب مجلس امیر بھی شامل تھے مضمون بیت پر غور کر کے اعتراض کیا۔ اور قوال کو کہا۔ "سرشک من ہمہ دُر شد" بے معنی ہے۔ یہ نہ کہو۔ بجائے "ہمہ در شد گے" "دریا شد" کہو۔ چون کہ فقیر کو اس بیت کی نسبت کوئی تردد نہین تھا۔ اس واسطے اعتراض سے باز رہ کر خاموش تھا۔ معترضین نے کہا۔ آپ کیون کلام نہین کرتے ہین۔ مینے عرض کیا۔ تقریر اعتراض درست نہین ہے

اور حسن دہلوی کا کہنا احسن ہے۔ حاضرین نے یہ بات سنکر نکتہ چینی اُس طرف سے تو چھوڑ دی۔ بجائے اس کے میرے اوپر حملہ کر بیٹھے۔ اور تشنیع کے تیرون کی بوچھار کرنے لگے۔ مینے التماس کیا۔ جب حال اس طرح سے ہوگا۔ تو گفت و گو کا راستہ بند ہو جاویگا۔ البتہ اگر بیغرضی سے گفت و گو کی جاویگی۔ تو بات کی تحقیق ہوسکتی ہے۔ اور مناظرہ خوبصورتی کے ساتھ ختم ہوگا۔ جملہ معترضین نے بالاتفاق حضرت مخدومی حقائق پناہی کو حکم قرار دیا۔ فقیر نے اہل مجلس کے ساتھ مناقشہ ہونے کی کیفیت ادب کے ساتھ لکھکر خدمت مولانا مین بھیجی۔ جو شخص فرستادہ تھا۔ وہ اس کے جواب مین مولانا کا دستخطی رقعہ لایا۔ جس مین اس مصرع کے سوا کوئی حرف نہین تھا۔

مصرع "سخن درست و تعلق بگوش شہ دارد"

اعتراض والون نے اپنی معترض زبانون پر مہر سکوت لگا کر خجالت سے سر جھکا لیا۔ اور خود (امیر علی شیر) جواب کے نشہ مین مست ہو کر کہتے ہین۔ جس روز سے سوال و جواب کی آمد و رفت تحریر و تقریر کے ذریعہ سے شروع ہوئی ہے۔ آج تک کوئی سوال یا کوئی جواب ایسا دل ربا پیش نہین آیا۔ اس دل آویز گفتار کی ہی قسم ہے۔ کہ تعریف نہایت ہی برمحل ہے۔

جو خطوط مولانا حقائق پناہی نے امیر علی شیر کے جواب مین لکھے ہین۔ اُن کا نمونہ یہ ہے **رباعی**

زان دم کہ فتاد اتفاق سفرت		تا بو کہ کنم گہے بخاطر گذرت	
گر مرغ پرد سوے تو یا باد وزد		خواہم کہ دہم بنامہ در دستت	

جب مینے قلم اٹھایا اور غور و فکر سے کام لیا۔ تو ایک کے پیچھے دوسرا رقعہ جو ان چند روزون مین بھیجنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اِس کے عذر کے سوا۔ کوئی اور بات ذہن مین نہین آئی۔ نہ کوئی اور صورت معلوم ہوئی۔ اگرچہ یہ بھی تکلیف دہی کے دغدغہ سے اور اوقات شریف کی تضیع سے خالی نہین ہے۔ **بیت**

گر بنالم پیش تو آن نالہ درد سر بود		در بخواہم عذر این زرد سر دیگر بود	

کچھ احوال حلاوت بخش مولانا جامی

حضرت کا شبانہ روزی سلوک اس طرح پر تھا۔ جب آپ نماز عشا پڑہ لیتے تھے۔ تو ایک گھنٹہ بھر مجلس ہوا کرتی تھی۔ جس مین حقائق کا بیان ہوتا تھا۔ اس کے بعد اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور پھر خلوت کے اندر ایک گھنٹہ

طریقہ مشائخ مین مشغول رہتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - کہ آرام کرنے سے پہلے اس طریق پر شغل کرنا لازم اور اہم بات ہے
تاکہ اس کا فیضان تمام شب پہونچتا رہے - ابتدا ابتدا مین آپ کا زمانہ خواب بہت تھوڑا ہوتا تھا - لیکن اخیر مین رات
کا صرف پچھلا تیسرا حصہ بیداری کے واسطے خاص کر دیا تھا - اور یہ حصہ نماز اور مراقبہ مین گزرتا تھا - اور فرماتے تھے
سحر کے شغل کی برکت تمام دن بھر رہتی ہے - پھر نماز صبح کے واسطے جدید وضو کرتے تھے - اور جب فرض پڑھ چکتے تھے
تو مراقبہ مین بیٹھ جایا کرتے تھے - یہان تک کہ آفتاب اشراق کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا اُس وقت نماز اشراق ادا
کرکے - تصنیف اور مطالعہ مین مشغول ہوجاتے تھے - اس عرصہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آیندگان بزم کی تفریح
خاطر کی لئے تھوڑی دیر کو متوجہ ہوجاتے تھے - اور بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا - کہ قبلہ کی برابر مین جلسہ تشہد کے طور پر
بیٹھتے تھے **تعظیماً للحق وللخلق** اور جو قبا آپ پہنتے تھے وہ اکثر آستین کشادہ ہوتی تھی - اور بیشتر
زمین پر بیٹھتے تھے - کبھی قبا کو جسم پر سے اُتار کر پانون کے نیچے ڈال لیا کرتے تھے اور مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ فقیرون
کا جامہ بچھانے کا ٹاٹ بھی ہوتا ہے - اور پہننے کا لباس بھی ہوتا ہے - لباس کی زیب و زینت سے گریزان رہتے
تھے جیسا بھی مل جاتا تھا - اُس کو اچھا جانتے تھے - کبھی قبا ہوتی تھی - اور کبھی جبہ ہوتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے - کہ اس
ذات شریف کی جمیع حرکات و سکنات کمال خوشنما اور پسندیدہ تھین - کلام کی لطافت - آپ کی فصیح البیان
زبان کا خاصہ - شورش انگیزی آپ کے سخن کا خمیر اور شوق افزائی آپ کے بیان کا سرمایہ تھی - جو کوئی شخص شریف
یا غیر شریف - آپ کی ملازمت مین پہونچ جاتا تھا - آپ اُس کے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آکر بیٹھتے تھے - آنے
والے کو جو کچھ تکدر یا غم ہوتا تھا - وہ رفع ہوجاتا تھا - اُس کے بدلہ مین فیض اور خوشی ہمراہ لیجاتا تھا - اور پاس بیٹھنے
مین از روے مروت اپنے اوپر جبر یہان تک گوارا کرتے تھے - کہ جب تک آنے والا اُٹھ نہین جاتا تھا - خود نہین اُٹھتے
تھے - چنانچہ اس التزام سے آپ کو بعض امراض بھی پیدا ہوگئے تھے - مجلسون مین اس بات کی تلاش رہتی تھی -
کہ نیچے بیٹھنے کا موقع ملے - اور چھوٹے درجہ کے آدمیون کے ساتھ کھانا کھانے مین ہم پیالہ ہونے کی صورت پیش
آوے - کھانے کی چیزون مین نہایت بے تکلف تھے - اور درویشانہ کھانون کی طرف میلان خاطر زیادہ ہوتا تھا
آپ کے افعال مین کوئی ایسا عمل داخل نہین ہوتا تھا - جس مین ریا کا شائبہ پایا جاوے - اگر کسی شخص کی نسبت
یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ کسی دنیاوی مال کا حاجت مند ہے - تو آپ خفیہ طور پر اُس کو پہونچاتے تھے - لوگون کے
اعتقاد اور انکار سے آپ کی خاطر بالکل فارغ البال تھی - دنیاوی چیزین اصل حاجت سے جس قدر زیادہ بچ
جاتی تھین - خیر کے کامون اور خیر کی جگہہ مین صرف کیا کرتے تھے - شہر ہرات مین مدرسہ تعمیر کراکر اپنا کیا - خیابن

مین مدرسہ اور خانقاہ دونون چیزون کا آغاز کیا - اور اُنہین اتمام کو پہونچایا - اور شہر جام مین جامع مسجد کی بنیاد ڈالی اور اُس کو مکمل کیا - اکثر ملکین مدرسہ خیابان کے نام سے وقف کین - جو آپ کی درگاہ کی اطراف مین ہین -

صاحب تکملہ نے آپ کے خط مبارک مین سے چند سطرین - اور آپکی دلکش باتون مین سے چند باتین نقل کی ہین - اور وہ یہ ہین -

کوئی شخص ایسا نہین ہے - جس کی خاطر کبھی حضرت حق سبحانہ کی طرف رجوع نہ ہوتی ہو حضور قلب حضرت باری تعالیٰ کے ساتھہ ہونا - ذکر کی حقیقت اور نیز اُس کا مغز ہے - اگر کسی دولتمند شخص کو یہ سعادت حاصل ہو - کہ حضور قلب دائم رہے - اور نیز حضور قلب کا ملکہ دل مین راسخ ہوجاوے - تو اس کو اصطلاح صوفیہ مین "مشاہدہ" کہتے ہین - اور خواجگان ماوراءالنہر کے عرف مین اس کو "یادداشت" کے نام سے تعبیر کرتے ہین - اور "یاد کرد" جو اسم مبارک یا کلمہ طیبہ کی تکرار سے عبارت ہے اور "نگاہداشت" جو مراقبہ سے مراد ہے (اور یہ اسواسطے ہوتا ہے - کہ پراگندگی خاطر پیدا نہ ہونے پاوے) یہ تمام یادداشت کے حصول کے واسطے ہے - وفقنا اللہ لما یحب ویرضاہ[۵۱]

واضح ہو - کہ تمام اشخاص کی پیدایش اصل فطرت کے اعتبار سے چار مقدمات پر مبنی ہے

اوّل - یہ کہ انسان کی حقیقت عدم سے وجود مین آئی ہے -

دوم - یہ کہ بقا کا وجود انسان کی قدرت اور اختیار مین نہین ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا - تو انسان اپنے تئین باقی رکھہ سکتا - اور فانی نہونے دیتا -

سوم - یہ کہ تمام موجودات ممکنہ کا حال ایسا ہی ہے -

چہارم - یہ کہ جو کچھہ عدم سے وجود مین آتا ہے - اُس کے واسطے موجد کا ہونا ضروری بات ہے

یہ چارون مقدمات ایسے صانع کے وجود کا اعتقاد پیدا کرنے کی بنیاد ہین جو بالذات موجود ہو - اُسکے موجود ہونے مین کسی غیر کو دخل نہ ہو -

علاوہ ان مقدمات کے انسان جانتا ہے - بلکہ مشاہدہ کرتا ہے - کہ اللہ پاک کے انعام سے اُس کو عمدہ عمدہ نعمتین ملتی ہین - جیسے خود انسان کا وجود نعمت ہاے الٰہی مین سے ہے - نیز عقلی قوتین - اور ظاہری و باطنی حسن وغیرہ وغیرہ اللہ جل شانہ کی غیر متناہی نعمتین - نعمت وجود

۵۱ - اللہ تعالیٰ ہم کو اُس شے کی توفیق دیوے - جو اُس کو محبوب ہو - اور جس سے وہ راضی ہو ۱۲

کے تابع - اور اُس کے علاوہ ہین - اس مرتبہ مین خاطر انسان کو بحکم الانسان عبید الاحسان اپنے مسبد (کذا) کی طرف طبعاً جذب ہوتا ہے - اور یہ جذب کی ابتدا ہے - بعدہ اگر انسان خیال کرے کہ نفع یا ضرر جو کچھ واقع ہوتا ہے - بحکم لا فاعل فی الوجود الا اللہ تمام صانع کی ہی طرف منسوب ہوتا ہے - تعالیٰ شانہ اور ہمیشہ اس خیال مین رہے - تو اُس کا انجذاب وقتاً فوقتاً بڑہتا - اور لحظہ بلحظہ قوی ہوتا جاتا ہے - اور ممکنات کے ساتھ جس قدر اُس کا تعلق ہوتا ہے اُس مین فتور پڑتا جاتا ہے - پہر پورا انقطاع ہو جاتا ہے -

ایک وجہ تو انجذاب خاطر کی یہ ہوئی - دوسری یہ - کہ انسان جب خیال کرتا ہے - کہ وہ انسانیت اور آدمیت کے اعتبار سے بے لذت نہین ہو سکتا ہے - اور لذت میلان خاطر کے تابع ہوتی ہے - اور میلان جس کی طرف ہو - وہ ایک امر کامل اور باقی ہونا چاہیے - کیونکہ ناقص یا فانی کی طرف میلان خاطر ہوگا - تو چونکہ اُسمین نقصان یا فنا کا عیب لگا ہوا ہے لہذا نتیجہ میلان غم ہوگا - اور ادہر انسان یہ بہی خیال کرتا ہے - کہ کامل مطلق لم یزل اور لا یزال ذو الجلال والافضال کی ذات اقدس ہے - کیونکہ حسن وجمال اور احسان وکمال جو کچھ ہے - یہ سب فی الحقیقۃ حق کے ہی واسطے ثابت ہے - اور جو حُسن وجمال اور احسان وکمال ممکنات مین پایا جاتا ہے - یہ فی الحقیقۃ حضرت ذو الجلال کے حسن وجمال اور احسان و کمال کا پرتو ہے جل وعلا - اور ممکنات کے پاس مستعار ہے - کیونکہ ممکن خود اپنی ذات سے معدوم ہے - اور معدوم شے کا وصف کمال نہین ہو سکتا اور ممکن مین جو کچھ نظر آتا ہی یعتد بہ نہین ہے - اسیواسطے معرض فنا اور محل زوال مین ہے - جب انسان کا علم ان مقدمات پر حاوی ہوگا - تو شک نہین ہے - کہ اُس کا انجذاب ایک مرتبہ اور قوت پکڑ جائے گا - کیونکہ محبت پیدا ہونے کا باعث حسن ہوتا ہے یا احسان اور یہ دونون خوبیان اللہ جل شانہ کو ہی حاصل ہین - اور جب انسان حق کے کمال وبقا کا - اور خلق کے نقصان وفنا کا خیال مداومت کے ساتھ کرے گا - اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا (ترجمہ - مطلوبی اور محبوبی کے لائق کوئی نہین ہے مگر خدا جو ان مذکورہ بالا دونون خیالون کو لازم کرتا ہے) ورد کریگا - تو حضرت حق سبحانہ کی طرف اُس کی کشش اور غیر حق سے اُس کی بے تعلقی اس درجہ کو پہونچ جاویگی - کہ ممکنات سے

تعلق بالکل منقطع ہوجاوے گا بلکہ جو کچھ غیر خدا ہے۔ سب کو بھول جاوے گا۔

اگر کسی کو یہ حال حاصل نہ ہو۔ تو یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ مذکورہ بالا عقائد مین سے کوئی عقیدہ اُسکو حاصل نہین ہے۔ یا خواہشات طبیعت مین انہماک اس درجہ بڑھا ہوا ہے۔ کہ اُس مین متاثر ہونے کی قابلیت ہی نہین رہی۔ اور وہ شخص گروہ انعام مین شامل ہو گیا اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ یہ گروہ باوجودیکہ اہل ایمان ہین۔ مگر اُن حیوانات کی صورتون مین ہین جو اخلاق کے اعتبار سے اس گروہ سے ملتے جلتے ہین۔ جیسے کہ حدیث نبوی علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ مین ناطق ہے۔ ایک شخص مولانا کی مجلس مین علیہ الرحمۃ والرضوان آیا۔ اور کہا۔ مین ہرچند ذکر کرتا ہون۔ متاثر نہین ہوتا ہون۔ فرمایا۔ عقیدہ کو درست کرنا چاہیے۔ فرماتے تھے۔ بعض مشائخ ذکر مین صرف اسم مبارک اللہ پر اکتفا کرتے ہین۔ لقولہ تعالیٰ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اگرچہ اسم مبارک حق سبحانہ کے کمال پر مشتمل ہے۔ اور اسواسطے یہ حق کے ساتھ ہوئیگی۔ اور خلق کے ساتھ بے تعلقی کا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے لیکن کلمہ متبرکہ کو اس بارہ مین دخل زیادہ ہے اس لیے اکثر مشائخ نے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔ اور نص نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ذکر کی افضلیت مین شاہد موجود ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ اور نیز دیگر بہت سی احادیث اس کے افضل اور ارفع ہونے کے بارہ مین واقع ہین۔ اور مرتبہ کے اعتبار سے بھی اسکو تہلیل کہتے ہین۔ کیونکہ تہلیل کے معنی آواز کا بلند کرنا ہین۔ اللہ جل شانہ کے ساتھ حضور قلب اُس صفت سے اور اُس طرح پر پیدا کرنا۔ کہ جس صفت سے اور جس طرح پر یہ انسان اللہ جل شانہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہو مثل اس کے ہے۔ کہ جیسے یہ انسان حقیقت ذکر اور اس کی اہلیت کا موجد اور مظہر ہے۔ ذکر کی ایک صورت ہے ایک معنی ہے۔ اور ایک حقیقت ہے۔ صورت ذکر تو عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ خاص کو جو حروف سے مرکب ہے تکلم کے طریق پر آہستہ یا بلند ادا کرے۔ یا تخیل کے طریق پر ذہن مین حاضر لاوے۔ معنی ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر لفظ مذکور کے معنی اور مفہوم مین بھی فکر کرے۔ اور حقیقت ذکر عبارت اس سے ہے۔ کہ ذاکر صرف اس تصوری مفہوم کو شعور مین لاوے۔ جو ذکر کی توجہ کا قبلہ اور تیر کا نشانہ ہے۔ آہستہ طور پر تکلم بعض

۵۱۔ یہ لوگ چارپایون کی مثل ہین۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ہوئے۔ ۱۲

مشائخ کا طریقہ ہے۔ انہیں میں شیخ کبیر محی الدین عربی ہیں قدس سرہ العزیز۔ اور ذکر کرنے میں اکثر مشائخ کا طریق۔ تکلم بالجہر ہے۔ اور تخییل۔ ذکر خفی ہے۔ اور یہ طریق خواجگان ہے قدس اللہ اسرارہم قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً ط[۱]

یاد مولانا علاء الدین محمد مکتب دار

آپ اُس نبی کے علماء اُمت میں سے ہیں جنہوں نے انت منی کے ارشاد کو عام کر دیا ہے۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ لیکن راہ سلوک آپ کو طے ہوئی ہے شیخ عبد الکبیر یمنی کے فیض ملازمت سے جو ایک واسطہ سے شیخ عبد الرحمن مصری کے خلیفہ ہیں۔ نیز شیخ عبد الکبیر کے فیض ملازمت سے ہی۔ آپ کی ہمت علو مرتبہ کو پہونچی ہے۔ کہتے ہیں۔ ایک روز آپ فرماتے تھے شیخ یمنی نے حدیث قدسی کی تعریف دریافت فرمائی میں نے عرض کیا۔ جو ایسا کلام ہے توسل فرشتہ پیغمبر کے نفس ناطقہ پر نزول فرماوے۔ وہ حدیث قدسی ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ اس بنیاد پر تو اس گروہ کے ولادیز اقوال بھی حدیث قدسی ہیں۔ اسپر سامعین میں سے ایک شخص نے کہا۔ اگر آپ ایسا فرماوینگے۔ تو گروہ صوفیہ کی طبقہ انبیا کے ساتھ مساوات لازم آجاویگی۔ جواب دیا۔ مساوات اس سبب سے لازم نہیں آویگی۔ کہ نسبت مذکورہ انبیا میں بالاصالۃ۔ اور اولیا میں بالاتباع ہے راقم کی خاطر فاتر میں یہ بات آتی ہے۔ کہ جس حالت میں نفس الامر ایک جنس سے ہو۔ اور وہ مختلف الکیفیۃ افراد سے ظہور پذیر ہو۔ ایسی حالت میں اُس کو ایک نام سے نامزد کرنا بھی۔ دلیری کے میدان میں قدم رکھنا۔ اور ادب کے آباد شہر سے نکل کر گستاخی کے ویران صحرا میں جانا ہے۔ اور نام رکھنے میں۔ درجہ کا لحاظ بھی ضروری بات ہے۔ جیسے خرق عادت کی نمود و نمائش کہ جس شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اُس کے اعتبار سے۔ اُس کا نام بھی جداگانہ ہوتا ہے۔ نبی سے معجزہ۔ ولی سے کرامت۔ مومن سے معونت۔ اور غیر مومن سے استدراج مصرع حفظ مراتب ست ہمین شیوہ و خطاب

یاد مولانا عبد اللہ فرنخودی

آپ عالم۔ عارف۔ کامل۔ عامل۔ اور اندر باہر سے یکسر روتے۔ فرماتے تھے۔ مولانا عبد الرحمن احمد جامی۔ باطنی محل کے کنگرہ پر چڑھتے وقت پر بن کو کھول کر جاتے۔ اور آتے ہیں۔ لیکن مولانا علاء الدین محمد مکتب دار جانے اور آنے میں پر کھولتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں اس بیان سے مراد یہ ہے۔ کہ مولانا عبد الرحمن سلوک طریقت میں اضطراب اور عجلت رکھتے ہیں۔ اور مولانا علاء الدین آرام اور آسائش کے ساتھ چلتے ہیں۔ راقم کے ذہن میں لکھتے وقت

---

[۱] اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہی (لوگو) اپنے پروردگار سے گڑگڑا (گڑگڑا) کر اور چپکے چپکے دعا کرتے رہو ۱۲۔

ایسا آیا۔ کہ پر کھول کر پرواز کرنا عبارت تعرج کے ظاہر کرنے سے ہے۔ اور بغیر پر کھلے ہوئے اڑنا۔ مراد تعرج کے مخفی رکھنے سے ہے۔ بیشک جامی قدس سرہ کے آثار کا ظاہر ہونا۔ اور مکتب دار رحمہ اللہ کی برکات کا مخفی رہنا۔ اِس توجیہ کے صحیح ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔

یاد درویش منصور سبزواری

آپ اندر اور باہر سے اس درجہ دُھلے اور منجھے تھے۔ کہ بیان میں نہیں آسکتا ہے۔ مولانا عبد الرحمٰن جامی کے ہم عصر ہیں۔ میر علیشیر نوائی کمال عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ نہایت دلبستگی اور صحبت تھی۔ اکثر آپ کی عمر روزہ وصال میں ہی گزرتی تھی۔

یاد مولانا محمد روحی

آپ کا لقب شمس الدین۔ اور کنیت ابو المکارم ہے۔ ہرات کے پرگنوں میں سے کسی پرگنہ کے رہنے والے ہیں استقامت اور کرامت میں آپ کو کمال تھا۔ مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہیں۔ کہتے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ۔ نہایت پرہیز گار اور صالحہ تھیں۔ ان کا رتبہ ریاضت اور بلند ہمتی میں بہت بڑا تھا۔ یہ فرماتی ہیں۔ مجکو امید تھی۔ ایک رات مینے عالم مثال میں ہی مصطفیٰ علیہ السلام کی زبان ۵ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى سے نوید پسر سنی۔ اِس کے بعد اُسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کی بنیاد پر محمد نام رکھا گیا۔ کہتے ہیں۔ آغاز زمانہ ہوش سے لیکر واپسین نفس تک آپ کے سلوک میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی۔ آپنے اپنی تمام عمر راست روی اور اتباع شریعت میں گزاری۔ اور صاحب کرامات و مقامات تھے۔

یاد شیخ چھجو اساولی

آپ شیخ نظام عمر اکرم کے مرید ہیں۔ جو خلافت میں گیارہ واسطہ کے بعد سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کو پہونچتے ہیں۔ مستقیم الطریق اور مستوی الحال تھے۔ پچیسوین ذی قعدہ کو عالم روحانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ شیخ جمال نوساری کو ذکر کی سند شغل کی تلقین۔ ارشاد کی اجازت۔ اور خلافت کا خرقہ۔ یہ چیزیں آپ کی ہی ملازمت سے ملی ہیں۔ مصرع جمالِ حق فروغ چشم او باد۔

یاد شیخ فخر الدین گنج اسرار جونپوری

آپ پیر گنجشکر کی نسل سے ہیں۔ قدس اللہ سرہما۔ ایزدی اسرار اور الٰہی انوار کا آپ خزانہ تھے۔ اور بزرگان

۵؎ - اپنی خواہش نفسانی سے باتیں نہیں بناتے ہیں ۱۲

زمانہ کو آپ سے فخر تہا - آپ کا دلکش قول ہے - جو کمال مجکو حاصل ہوا - اُس کو مینے دوربین عقل کی بدولت سمجہا کیونکہ کسی شخص کی ہدایت کا احسان - اور احسان کا بار - راہ سلوک مین میرے اوپر نہین ہے - اور شیخ نظامی گنجوی قدس سرہ کے یہ اشعار پڑہا کرتے تہے - **مثنوی**

خرد شیخ الشیوخ راہِ تو بس	از و پرس ہنچہ می پرسی نہ از کس
بپرس از عقل دور اندیش گستاخ	کہ چون شاید شدن بربام این کاخ
بپائے جان توانی شد برافلاک	رہاکن شہر بند خاک باخاک
مگو بربام گردون چون توان رفت	توان رفت از زنام خود توان رفت
برین زرین حصار آن شد برومند	کہ از خود برگرفت این آہنین بند
کہ ملک و مال و فرزند و زر و زور	ہمہ ہستند با تو تا لبِ گور
ازین مشتِ خیال کاروان زن	عنان بستان علم بر آسمان زن

یہ مثنوی خبر دیتی ہے - کہ نظم کرنے والا اور پڑہنے والا دونون اویسیہ گروہ مین سے ہین - **القصہ** بہت سے خداشناس لوگ آپ کے صادق مرید تہے - اور اُن اطراف کے حکام اعلیٰ ہبی نہایت نیازمندی اور اعتقاد کے ساتہہ آپ کی ملازمت کی آرزو رکہا کرتے تہے - اور ادب اور اہتمام کے ساتہہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہوا کرتے تہے - آپ کی قبر جونپور مین زیارت گاہ ہے - اور مشہور ہے - **مصرع** گنج اسرار است خاکِ پاکِ او -

یاد شیخ بہاء الدین گنج روان

آپ اپنے پدر بزرگوار شیخ فخر الدین ثانی کے خلیفہ ہین - کہتے ہین - قادر شاہی عہد تہا - زمین کالپی کی تلائی مین ایک ہیبانک جنگل تہا - اُس تلائی مین شیخ نے اور شیخ کے ساتہہ - دہلی کے چند خدا پرستون نے مخدوم جہانیان کی اجازت سے رہنے کو مکان بنالیا تہا - اور وہان پر خدائی پرستش کیا کرتے تہے - اور اس مین خوشوقتی کے ساتہہ زندگی بسر ہوتی تہی - خوراک کا طریقہ یہ تہا - کہ دیگون کو پانی سے بہر کر چولہے پر رکہہ دیا کرتے تہے - اور ایک معتدبہ عرصہ کے بعد اُتار لیا کرتے تہے - گہی سے تربتر کہچڑی اس قدر تیار ملتی تہی - کہ وہ کہانے والون کو مکتفی ہوا کرتی تہی - اس عجیب و غریب خرق عادت کے ذریعہ سے گنج روان آپ کا نام پڑگیا - کہتے ہین ایک روز قشکار کرنے گئے - حاکم وقت کا گذر شیخ کی عبادت گاہ کی طرف ہوا - وہان پہاڑی بکرہ کو شیر کے پیچہے پیچہے پہرتا ہوا دیکہا - اُسی وقت دل مین ٹہان لی - کہ یہان پر ایک شہر آباد اور قلعہ تعمیر ہونا چاہیے - لیکن جب قلعہ کی

دیوار پوری ہونے کو آتی تھی۔ کالپ نام ایک جن اُس کو گرا دیتا تھا۔ اس کام کے انتظام کے واسطے حاکم مذکور نے شیخ کے دیدار گہ لئے نیازمندانہ رجوع کیا۔ آپ اندرونی سبب سمجھ گئے۔ ایک اینٹ اپنے ہاتھ سے دیوار مین لگا دی۔ اور محمد آباد نام رکھا۔ اور ہندیون کے نزدیک یہ بات ہے۔ چونکہ مذکورہ بالا بیابان کالپ جن کی رہنے کی جگہہ ہے۔ لفظ کالپی کے ساتھہ مشہور ہوگیا ہے۔ کہتے ہین۔ بادشاہ وقت یا دوسرے ذی استطاعت لوگ نقد۔ جنس۔ دیہہ یا باغ غرض جو کچھہ بھی شیخ کے حضور مین پیش کرتے تھے۔ قبول نہین ہوتا تھا۔ اس سبب سے متعلقین تکلیف پاتے تھے۔ ایک روز آپنے متعلقین کو غیر صابر دیکھکر فرمایا۔ کہ تم لوگون کی قوت کے واسطے آپ جمنا سے ہم کسی قدر زمین لیتے ہین۔ جو لوگون کا احسان نہ ہوتے ہوئے خاص روزی رسان کے خزانہ سے ملے گی پیس جمنا کو ایک دفعہ اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ فرمایا۔ اس کنارہ سے چند جریب زمین ہمارے فرمان برداروں کے لئے چھوڑ دے۔ اور پانی کا راستہ اوپر سے کرے۔ ان دونون دفعہ حکم کی تعمیل نہین ہوئی۔ تیسری دفعہ عصا ہاتھہ مین لیکر غصہ سے پانی پر مارا۔ فوراً پانی نے ہٹ کر موضع بھلا سے کچی کے ساتھہ بہنا شروع کیا۔ اور کم و بیش تین سو جریب زمین پانی مین سے نکل آئی۔ کہتے ہین۔ اسی زمین مین شیخ کی۔ اور شیخ کی تمام نسل والون کی کھیتی۔ گھر۔ باغ۔ اور خوابگاہ آج تک ہے۔ مصرع بادا نثار دُر سلامت روی برو۔

یاد شیخ کمال الدین حسین

آپ خالد کے فرزند ہین۔ جو اجمیری ناگوری تھے۔ قدس سرھما کمال دانش و بینش تھی۔ آپنے شیخ ابراہیم قدس سرہ کی خدمت سے ظاہری اور باطنی کمالات تحصیل کرکے۔ خرقہ خلافت لیا تھا۔ شیخ ابراہیم شیخ عبدالعزیز ناگوری کے خلیفہ ہین۔ شیخ عبدالعزیز شیخ فریدالدین ناگوری کے خلیفہ ہین۔ اور شیخ فریدالدین ناگوری شیخ حمیدالدین سوالی کی بزرگ اولاد اور خلفا مین سے ہین۔ قدس اسرارہم بعض کا کہنا یہ ہے۔ کہ خالد۔ خواجہ بزرگ معین الاولیا کی نسل سے ہین قدس سرہ۔ تفسیر نور النبی جو بہت سے نکات اور وجوہ تفاسیر کو جامع ہے۔ اور اصول الانوار در باب تذکرہ ابرار یہ دونون کتابین آپ کی ہی تصنیف ہین۔ اصول الانوار مین خانوادہ چشت کے مشائخ کے حالات اور نسبون کا حال اصول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن آپنے اپنے حالات کے بارہ مین صرف اتنا لکھا ہے کہ خالد کا بیٹا۔ مریدان معینیہ مین کمترین مرید ہے۔ اور اپنی نسب کے متعلق قطعی کوئی بات نہین لکھی۔ مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے۔ مینے اجمیر مین شیخ عبداللہ ابن شیخ ابوالفتح کی ملازمت حاصل کی تھی۔ جو خواجہ معروف ابن شیخ حسین خالد کے پوتے ہین۔ اور نیز مینے آپ سے تحقیق نسب بھی کی تھی۔ فرمایا۔ کہ ہمارے بڑے پانچ واسطہ

سے شیخ حمید الدین سوالی کو پہونچتے ہین قدس اسرارہم مصرع ہم نسب وہم حسب ہر دو حجاب دل است -

یاد سید حامد حسنی چشتی

آپ سید حسین سنہوالہ کے برادرزادہ (بھتیجہ) ہین محبت - معرفت - عشق اور آگاہی کے دریا تھے - زعمر انکے آپ کی خدمت مین رہا کرتے تھے - اور انہین سے ایک لڑکے کی طرف میلان خاطر ہی تھا - آپنے کبوتر اُس لڑکے کے سپرد کردیا تھا - کہ وہ ہمیشہ ہاتھہ مین رکھے - غرض اس سے یہ تھی کہ کبوتر کا نظارہ دیکھنا - مطلوب کا جمال دیکھنے کے واسطے بہانہ ہو - اور نظر بازی کو علی الاعلان شہرت نہ ہو - ایک روز کسی عرس مین آپ تشریف لئے جاتے تھے منظور نظر کو کہا - اگر مجکو ایسی بے ہوشی لاحق ہو جس سے نماز غارت ہوتی ہو - تو آگاہ کردینا - جب مجلس سماع مین پہونچے - تو ایک گانون والہ کو فرمایا - کہ کوئی قصہ عشق کا بیان کر - مجبوراً اُس نے بیان کرنا شروع کیا -

ہمارے گانون مین ایک کمہار تہا - جس کو اپنی عورت کے ساتھہ عشق تہا - اُس کے بدون کسی وقت نہین رہتا تھا - اور نہ بدون اُس کے کہین جاتا تھا - اتفاقاً وہ عورت ایسی بیمار ہوئی - کہ بہت عرصہ تک بیمار ہی چلی گئی - اُس عورت نے ایک روز از راہ مہربانی اپنے شوہر سے کہا - میری خوشی یہ ہے - کہ آپ دوسرا عقد کرلیوین - مرد نے انکار کیا - اسی قسم کی گفت وشنید اس درجہ تک بڑہی - کہ آخر کار مرد نے دوسری عورت کرلی - اور شہوت پرستی سے اُسپر عاشق ہوگیا - پہر یہان تک نوبت پہونچی - کہ پہلی عورت سے کبھی ہم بستر نہین ہوتا تہا - اس عرصہ مین گھر مین آگ لگی مرد اپنی نئی عورت کا ہاتہہ پکڑ کر باہر نکل آیا - اور قدیمہ عورت کو بدستور حالت بیماری مین زمین پر پڑا ہوا چھوڑا اور پکار کر کہا - گدہا جو گہر مین بندہا ہے - اس کی رسی کہول دے - اور باہر چلی آ - وہ عورت جفائے شوہر کا بہانہ تلاش کرتی ہی تھی - فوراً فرمان شوہر سنتے ہی اُٹھہ کھڑی ہوئی - اور افتان خیزان گدہے کے پاس گئی - کہ اُس کی رسی کہولے - یکایک وہان آگ کی لپٹ لگی - اور اُس نے جلا کر راکھہ کردیا -

یہ قصہ گانون والہ سے سنکر سید کے دل مین سخت شورش اور سوزش پیدا ہوئی - فرمایا - انسان کو فرمان برداری مین کمہار کی عورت سے کم نہین ہونا چاہئے - اسکے بعد یہ بیت پڑہی بیت

درین ویرانہ نتوان بود از دل وانہ بگمستہ	جہان در چشم مجنون بود از ویرانہ ہست

وجد کی حالت طاری ہوئی - ملک شیر مشائخ کا بیان ہے - کہ اندرونی حرارت سے سید کے بدن مین ہڈیان باقی ہوگئی تھین - نماز عصر کا وقت ہوا تو اُس منظور نظر نے عرض کیا - کہ نماز کا وقت جاتا ہے - آپ ہوش مین آکے اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی - اور سلام کے ہمراہ زندگی کا سرمایہ بھی - الٰہی وصال کی بارگاہ مین بھیج دیا -

مصرع جان او مسند نشینِ پیشگاہ وصل باد -

یاد شیخ نور الدین احمد منڈوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتون مین سے ہین قدس سرہما سلاطین خلجی کے عہد مین پٹن ملتان سے مالوہ کی طرف آئے تھے - شہر منڈو (مانڈو) کے کوہستان مین ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے - اور ناہنجار نفس کے ساتھہ لڑائی ٹھان کر فتح حاصل کی - یہان تک آپ کا استغراق بڑہ گیا تھا - کہ سُکر کی حالت سے ہوش کی حالت مین کمتر آیا کرتے تھے - حتیٰ کہ وحشی اور پرند جانور ہمیشہ آپ کے گرداگرد جمع رہتے تھے - اور آپ کو ان بیابانی جانورون کے ہونے یا نہونے سے قطعی خبر نہین ہوتی تھی - چونکہ ایزدی نگہبانی آپ کی حافظ تھی - اسواسطے آپ کو درندون سے کچھہ آزار نہین پہونچتا تھا - آپ کے زمانہ ہوش کی باتون مین سے یہ باتین بھی ہین - جس کسی کو حق کے ساتھہ آرام ملتا ہے - تمام وحشی اُس کے رام ہو جاتے ہین - مصرع جان او با مہر جانان رام باد - آپ کی خوابگاہ منڈو (مانڈو) مین ہے -

یاد شیخ داؤد اسادلی

آپ سید برہان الدین قطب عالم بخاری سے مرید ہین - اللہ جل شانہ کی ہستی - اور مخلوق کی نیستی سے ہمیشہ باخبر تھے - کہتے ہین - ذکر کرنے کے وقت جب آپ لا الٰہ کہتے تھے - تو دیکھنے والون کو جاسوسی نگاہ کرنے پر بھی آپکے عنصری جسم سے سوا سیاہی کے کچھہ معلوم نہین ہوتا تھا - پہر جب الا اللہ کا نعرہ مارتے تھے تو مکان کا اندرونی حصہ آپ کے عنصری کالبد اور اُسکے اقطار ثلثہ پر تنگ نظر آیا کرتا تھا - آٹھوین ذی حجہ کو دنیا سے کوچ کر کے حقیقی دیدار کا احرام باندھا - اور اپنے پیر بزرگوار کے مرقد کی برابر مین آرام فرمایا بیت -

اے خوش آن یادت کہ از خویشم فراموشی دہد	دل بدان آتش اسیر ولب رابہ خاموشی دہد

یاد شاہ ابدال

آپ عرب کے ملک سے دریائے اعظم کی سیر کرتے ہوئے - آچہے بندر کے راستہ سے صوبہ گوربنگالہ مین آئے تھے - وہان کے حاکم حسین شاہ نے اپنی لڑکی کا آپ کے ساتھہ عقد کردیا - اُس لڑکی کے ساتھہ ایک

کنیز بھی تھی - جو حسن خدمت کی وجہ سے آپکے دل مین گھر رکھتی تھی - ملکہ کنیز کے ساتھ اس قسم کی یک جہتی دیکھکر ہمیشہ غیرت کیا کرتی تھی - اور فرصت کی تلاش مین تھی - ایک روز شاہ ابدال بغرض تفریح - اپنے دوستون کے ساتھ گھر سے صحرا کو گئے تھے - ملکہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر کنیز کو مار ڈالا - اور اُس کی لاش ایک گھڑے مین بھر کر دریا مین بہا دی اتفاق سے آپ سیر کنان دریا کے کنارہ جا پہونچے - وہان آپ کی زبان پر یہ بات آئی کہ دریا سے میری ریحانہ کی خوشبو آتی ہے - چارون طرف نگاہ دوڑائی - ایک گھڑا نظر آیا - تیراک لوگ وہ گھڑا نکال لائے دیکھا - تو اُس مین آپ کی منظورہ کا جسم تھا - یہ دل آشوب واقعہ دیکھکر آپ کے دل مین بہت کچھ شورش اور وحد پیدا ہوا - ناچار مقتول کو سپرد خاک کیا - اور خانہ خدا کا عزم مصمم کر کے صحرا کا راستہ لیا - سرگردان اور پریشان رنت تھنبور[1] کی زمین مین پہونچے - یہان پر ایک مستحکم قلعہ اور ایک بلند پہاڑ ہے - دار الخلافۂ آگرہ سے مالوہ کی طرف پانچ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - آپنے زمانہ جدائی اسی جگہہ بسر کیا - جب فرمان وصال پہونچا - تو یہین خوابگاہ اختیار کی مصرع خدا دارد بہ مطلوبش ہم آغوش -

پادشاہ نعمان

آپ کی قبر قلعہ آسیر کے تحت مین ہے جو خاندیسی سلاطین کا تخت گاہ ہے - آپ حافظ کے بیٹے - حافظ نور الدین کے بیٹے نور الدین شرف الدین کے بیٹے - اور شرف الدین شیخ محمد زاہد کے بیٹے تھے - جنکی قبر دہلی مین ہے - اور زمانہ سابق دشت قبچاق سے ہند مین آئے تھے - شاہ نعمان نے رحلت غرہ ربیع الاول کو فرمائی ہے - لہذا پہلی تاریخ سے لیکر پانچوین تاریخ تک عرس ہوتا ہے اور ملک کے چارون طرف سے ہر ایک قسم کے آدمی اپنے کنبہ و قبیلہ کو ہمراہ لیکر عرس مین آتے ہین - اور برہان پور ایک بڑا شہر یہان سے پانچ کوس پر ہے - برہان پور کے باشندے چھوٹے بڑے - عورت مرد - نیک و بد - بوڑہے اور جوان - مومن اور کافر - غرض کہ سب اپنے گھرون کے دروازون پر قفل لگا دیتے ہین - اور اس مقام مین پہونچکر یہ پانچ روز سیر و سرور مین گزارتے ہین - انواع و اقسام کی نذرین اور نیازین چڑہتی ہین - ہزارون مشتاق باہم اپنی دیرینہ آرزوؤن مین کامیاب ہوتے ہین - بہت سے آزاد مزاج - عنبرین جال کے پیچ در پیچ پھندے مین پھنس جاتے ہین - بہت سے لوگ سامان کی خرید و فروخت کر کے اصل سے کئی حصہ زیادہ نفع اُٹھاتے ہین راقم نے دو دفعہ اس تماشا گاہ مین جا کر ہر قسم کے آدمیون مین گھُس

[1] اس نام کے دو مواضع ہین - ایک بضلع شاہجہانپور مالوہ ہے - مگر اس موضع مین قلعہ اور پہاڑ نہین ہے - اور آگرہ سے تقریبا ڈیڑہ سو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - دوسرا موضع آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ہے - یہان البتہ دیکھنے والے قلعہ اور پہاڑ دریان کرتے ہین - اور یہ موضع آگرہ سے تقریبا پانچ ہی منزل دور بھی ہے - ۱۲

پرده کرکے حجاب اٹھایا ہے۔ بیت

	ہم مہمان عاشق و معشوق دلکار		ہر ہمہ سو صد متاع و صد خریدار	

کہتے ہین شیخ نعمان شیخ محمد ضیا کے مرید ہین - اور شیخ محمد ضیا کو رہنمائے طریقت - سید نظام الدین ہین - جو شیخ نظام الاولیا کے خلیفہ تھے - اور سید نظام الدین کا مرقد سونکی پٹن دکن مین ہے - یہ ایک شہر ہے دریاے بان گنگا کے کنارہ پر - جہان مورتی پوجن والون کی بڑی پرستش گاہ (مندر) ہے اور یہان کے کپڑا بننے والے مندیل اور کمربند ایسے عمدہ بنتے ہین - جو دوسرے اچھے اچھے شہرون مین بھی یہان کے سوا نایاب ہین -

یاد شاہ عبد اللہ

آپ شاہ یوسف بہائی قریشی کے بیٹے تھے - قدس سرہما - سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین ملتان سے آکر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی - سلطان بہلول نے آپ کو اپنا داماد بنا لیا - بزرگی کے آثار اور ولایت کی علامتین - بہت سی آپ کے افعال سے اور آپ کی پیشانی سے عیان تہین - بائیسوین صفر کے روز جہان مجازی کو رخصت کیا - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین جو تھے یہ سلطان کی لڑکی سے تھے اور اخیر مین دہلی کے شیخ الاسلام ہو گئے تھے شیخ ابو الفتح جو بمقام دہلی دسوین صدی کے آخرین نصف حصہ مین مرجع صغیر وکبیر ہو گئے ہین شیخ الاسلام ابن عبد اللہ کے فرزند تھے -

یاد شاہ نعمت اللہ چشتی

سلطان سکندر لودہی کی اکثر فوج آپ کی معتقد تھی - اور سردار فوج بھی آپ کے ساتھ مریدانہ سلوک کیا کرتا تھا - القصہ آپ کی پیری اور بزرگی کا یہان تک شہرہ ہوا تھا - کہ سنتے سنتے اہل زمانہ کے کان بھر گئے تھے آپ کی قبر دار السلطنت آگرہ مین ہے -

یاد شیخ تاج الدین محمد دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کی اولاد کبار مین سے ہین - باطن مین مخدوم - ظاہر مین خادم - دل سے آزاد - اور تن سے بندہ ہونا - یہ آپ کی عادت تھی شیخ نظام الاولیا کے روضہ مین اکثر خانقاہ نشین رہتے ہین - اُن کی خدمات اور اُن کے کامون کی دیکھ بھال - دہلی مین آپکے آباو اجداد کے تعلق تھی - آج کل آپکے فرزندون سے اِن خدمات کا تعلق ہے - اُن کے نام شیخ زکریا - اور شیخ علاء الدین ہین -

یاد میر ابو النجیب شاہ طیب

آپ کو ظاہری و باطنی روشنی - اور کشف و عرفان کی سعادت حاصل تھی - اور ان امور مین آپ کافی طور پر کامیاب تھے - ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار کیا کرتے تھے - دنیا جمع کرنے والون کے سامنے احتیاج نہین لیجاتے تھے - آپ کے اقوال اور افعال سے عجیب عجیب چیزین اہل زمانہ دیکھتے تھے - آپ کی طرز معاشرت سے کرامات کی خوشبو لوگون کو آیا کرتی تھی - آپ کے فرزند سلطان موحد نے پدر بزرگوار کی راہ و روش مین - اپنی پسندیدہ رفتار سے اور زیادہ رونق دیدی تھی - اور اہل طریقت کی شاہراہ پر چلتے تھے - کہتے ہین - ایک روز مولانا غیاث الدین احمد سلطان کی ملاقات کو آئے - جب آپ کی صحبت سے باہر نکلے تو فرمایا - لوگو - دیکھو تو سہی - اِس خدا شناس نے بظاہر اس جہان مین - اور از روے معنی اُس عالم مین کیسا تماشہ کا بازار گرم کر رکھا ہے مصرع تن بصحبت دل بخلوت کار ماست

یاد مولانا شمس الدین رحمہ اللہ

آپ اپنے زمانہ کے بزرگون مین سے تھے - روز بلوغ سے لب گور تک اپنی ہمت سے غیر کار آمد وقت کو ہاتھ تک نہین لگایا - اور افعال کے اعتبار سے بیہودگی کے ساتھ آدہا قدم بھی نہین اُٹھایا - ایک روز کا ذکر ہے آپنے ایک مرید کو نصیحت کے طور پر فرمایا تھا - جو دعوت اور جو مجلس تمہارے بدون فراہم ہو سکے - اور شائستگی کے ساتھ انجام کو پہونچ جاوے - وہان تم نہ جانا - کیونکہ ایسے موقع پر جانا بیہودہ بات اور لوگون کے واسطے جگہ تنگ کرنا ہے مصرع انگشت آز در نمک ہیچ خوان مزن -

یاد مولانا زین الدین تائبادی

آپ نے ابواب سلوک کی کشائش سنت اور کتاب کی پیروی کر کی تھی اور نیز اس ذریعہ سے طریقت کی گھاٹیان بھی طے فرمائی تہین - آپ بزرگان عہد کے سرگروہ - اور سالکان تحقیق کے سردار تھے - ظاہری بیعت اور عرفی نسبت ذریعہ خلافت کسی سلسلہ کے پیرون سے نہ تھی - خواجہ بزرگ کے روحانی فیض سے اویسی شان آپ کے حالات سے نمایان تھی - جب آپنے سفر حجاز کیا تھا - تو بار سے اولیا کا ساتھ ہو گیا تھا - جب تقلید پرستون کو نصیحت کرنا منظور ہوتا تھا - تو اس طرح پر راز دار بنایا کرتے تھے - کہ زبان حال سے بیان کیا جاوے - اور خاموشی کا فائدہ اور زبان کا نقصان جتایا کرتے تھے - قطعہ

سر حق آن را سزد آموختن	کو زگفتن لب تواند دوختن
ہر کرا اسرار کار آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند

یادحاجی شیخ سلیمان بنی اسرائیل

آپ کو باحقیقت درویشون کے مقامات حاصل تھے - اور طریقت شناس سالکون کے حالات سے پوری واقفیت تھی - آپ کے زمانہ مین اُس شہر کے اندر کوئی شخص آپ کا مقابل نہ تھا - آپ کی زاد بوم لاہور ہے - خانہ کعبہ (خدا کرے خداشناس دلون کی طرح آباد رہے -) سات بار اس کے طواف کا عزم کر کے لاہور سے کبھی پیادہ اور کبھی سوار روانہ ہوئے - اور ارکان حج بجالائے - گروہ گکھر جس کے آدمی شمار کے اعتبار سے ایک جہان کی برابر ہین آپ کے باحقیدت مرید اور دوست تھے - اور اپنے مال مین سے ہر سال ایک معین حصہ آپ کی نذر کرتے رہتے تھے - آج تک بھی کہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ ہے - اپنے پیر کے فرزندون کو وہ حصہ پہونچاتے رہتے ہین - آپ کو خرقہ خلافت شیخ صدرالدین حلیم کی خدمت سے تھا - شیخ صدرالدین کو اپنے پدر بزرگوار شیخ عمادالدین اسمعیل سے شیخ عمادالدین اسمعیل کو - اپنے والد ماجد شیخ رکن الدین الشہید بہ کلانور سے - شیخ رکن الدین کو اپنے عم مکرم شیخ صدرالدین حاجی سے - شیخ صدرالدین حاجی کو - اپنے عم مکرم شیخ رکن الدین ابو الفتح فیض اللہ سے - شیخ رکن الدین ابو الفتح کو - اپنے پدر بزرگوار شیخ صدرالدین ابو المعالم محمد سے - اور شیخ صدرالدین ابو المعالم کو - اپنے والد عزیز شیخ بہاء الدین زکریا سے تھا - **قدس اللہ ارواحہم وتتمۃ السلسلۃ[1] مذکورۃ فی الکتاب** خلاصہ کلام یہ ہے - جب آپ ظاہری زندگانی چھوڑ کر آنجہانی ملک کو کوچ فرما گئے - تو آپ کے لائق فرزند شیخ عبدالشکور آپ کی جگہ مسند نشین ہوئے - شیخ عبدالشکور خداشناسون کی متعدد نیک خصلتون سے آراستہ تھے - جب شیخ عبدالشکور نے بھی عالم خاک سے جان پاک کی ولایت کو معاودت فرمائی تو ان کے فرزند ارجمند شیخ عبدالمجید نے علم درویشی کھڑا کیا - اور سجادہ ولایت بچھایا - شیخ منور عالم الحین کے بیٹے ہین - باقی حال ان کا جداگانہ لکھا جاوے گا -

آخرین ساغر دور نہم صد ازراح روح مزاح این فوائد لبریز باد

سخن کی عروس - جو انسانی حقیقت کی ہمخوابہ ہے - سناسب نہین ہے - کہ خاموشی کی کوٹھری کا قفل توڑ کر نفس ناطقہ کے پردہ سے باہر نکل آوے - اور لالعینی بوالہوسون کی صحبت کا ارادہ کر کے - بہائم کی کریہ آواز کی ہمشیرہ بنے **بیت**۔

منطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

[1] باقی سلسلہ کتابون مین مذکور ہے ۱۲ -

پس سب سے زیادہ بہتر یہ ہے - کہ بیان کی پردہ نشین جمیلہ ہمیشہ کے واسطے - آفریدگار ذو الجلال - اور منعم متعال
کی یاد اور سپاس مین ہمدم اور محرم بن جاوے - اگر اسقدر پردہ نشینی اور گوشہ گزینی اُس کو میسر نہ ہو - تو اُس
وقت بہتر یہ ہے - کہ اصحاب ولایت - اور ارباب ہدایت کے حالات اور اوصاف کا لباس - عبرت کا زیور -
اور حکمت کے جواہرات پہنکر معارف کے بیان کرنے مین - اپنے جمال باکمال کی آرایش دکھاوے - ان دو امرون
کو چھوڑکر مذکورہ بالا جمیلہ کے لیے کوئی مہربان محرم - اور حُسن افزا خلعت نہین ہے -

وہ بندہ کمال سعادت مند ہے (۱) جس کی زبان اور لب کو کسی مسخرہ کا پنجہ - اور کسی بیہودہ کا ہاتھ کوئی
مضرت نہ پہونچاوے - (۲) نیز جو اپنے قیمتی انفاس کے جواہرات کا پاس کرکے - حق کے ذکر مین - اور اہل حق
کی یاد مین - زبان ولب کو مصروف رکھے (۳) نیز جو قوت واہمہ اور قوت متخیلہ کی نگہبانی عقلی اور نقلی دلائل
کے ذریعے اس طرح کرے کہ ناجی مذہب اسلامیہ کے بزرگون پر - اور اُن کے کسی حال پر وسوسہ اور انکار
کے لیے - ان دونون محل (واہمہ اور متخیلہ) مین راہ نہ ملے (۴) اور نیز جو اہل باطن کے معاملات کی ادیڑبن
ظاہر پرست عقل کے آلات سے نہ کرے - کیونکہ یہ مسلک عقول اور نفوس کے مدارج سے پرے ہے -

صحیح بے لوث بات یہ ہے - خدائے تعالی ایسا کرے - کہ ظاہر بینی اور نکتہ چینی کا خان ومان ہی تباہ
ہو جاوے - جو کوتہ نظر خرد کا آباد کیا ہوا ہے - تاکہ پھر آیندہ ہر خرق عادت کے نقد کو - اپنی مالوفات اور عادات
کی کسوٹی پر نہ پرکھنے پاوے - کیونکہ دشوار تر کرامت کی صحت کو عقل کی ترازو سے تولنا - گویا ایسا ہے
کہ شباب کو پہونچے ہوئے بالغ کے حال کا قیاس - کوئی نارسا لڑکا - اپنی حالت پر کرے - هَلْ يَسْتَوِى
الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ[1] اور نیز خداوند تعالی ایسا کرے - کہ اعتقاد کا سازو سامان
اور تسلیم کے محلات - خرابی اور تباہی سے محفوظ رہین - جو ایمان بالغیب کے آباد کیے ہوئے ہین -
(۱) کہ جس سے حق شناسون کی عجیب وغریب باتون کی تمیز کرنے مین تامل پاس تک نہ آنے پاوے - تاکہ جو
چیز عقل کی قیاسی ترازو پر کامل الوزن اُترے - اُس کو اعتقاد اور تسلیم - تصدیق کرکے اپنی جیب مین ڈال
لیوین (۲) نیز جس سے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کے تشخیص کرنے مین فکر پاس پھٹکنے نہ پاوے - تاکہ
جو شے قوای مدرکہ کے سانچہ مین نہ ڈہل سکے - اُس شے سے اعتقاد اور تسلیم قطعی منکر ہو جاوین اَعُوْذُ بِاللّٰهِ[2] مِنْ
اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ[3] بلکہ اُس سعادت مند بندہ کو چاہیئے - کہ جو اصحاب ہوشیاری کے

[1] کہین جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوسکتے ہین ۱۲ [2] مین اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون - کہ نادانون کی سی م

ساتھ باغ توحید کی گلگشت کر رہے ہیں جن کا قدم شریعت کی صراط مستقیم پر مضبوطی کے ساتھ جما ہوا ہے۔ اور نیز جو لوگ شکنجۂ ہوس سے نکل کر مرفوع القلم ہو گئے ہیں۔ جن کے حالات کا صفحہ شرعی تکلیفات کی رقم سے بالکل سادہ ہے ان لوگوں سے جو عجیب و غریب بات دیکھے یا سنے سب کو راست سمجھکر۔ ایزد مطلق کی قدرت کی ترازو میں وزن کرے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [1] کو اپنے عقیدت کے نگینہ پر کندہ کر لیوے۔ فَالْقَلِيْلُ الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ [2] ان اللہ علی کل شیء قدیر یعترفون بانہ قادر علی خلق العجائب التی ھی خلاف العادۃ الجاریۃ ویسلمون ما اظہرہ علی ایدی عبادہ من الخوارق ویقولون انہ الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔

اللہ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے۔ اگرچہ میں کوئی کام نہیں بنا سکا۔ اور نیز کسی جگہ نہیں پہونچ سکا ہوں۔ بیت

ہر چہ ہستم آشکارم ہیچ پنہان نیستم	از چہ کیشم کس نمی داند مرا آنکہ منم

بلکہ وہم اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ اپنے تئیں الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا [3] کے گروہ میں شمار کرتا ہوں۔ لیکن شصت سالہ زمانہ زندگی اس طرح سے گذرا ہے۔ کہ پہلے پانچ برس نادانی میں نکلے۔ اس کے بعد سات برس مکتب کے اندر قرآن خوانی میں بسر ہوئے۔ اس کے بعد کچھ اوپر تیس سال ظاہری درسی علوم کی تحصیل میں۔ اور نیز شطاریہ مشرب وغیرہ کے ذی ہمت اصحاب کی ملازمت سے فیض پانے میں صرف ہوئے قدسنا اللہ باسرارہم جب دل میں مشائخ علیہم الرحمۃ کے سر حقائق۔ انوار۔ اور حالات اچھی طرح سے بھر گئے۔ تو زبان کو میدان جستجو بنا کر جو خیالات۔ اور بعض خطوں میں لکھے ہوئے تھے۔ سب کو یکجا کیا۔ اس وقت کم و بیش سات سال اس طرح گذرے۔ کہ ہر ایک ملک کے مشائخ کے کمالات سفر و سیاحت کے ذریعہ سے فراہم کیے۔ اور نیز اہل اسلام با دیانت ثقہ لوگوں سے خط و کتابت کر کے بہم پہونچائے۔ تین سال کے اندر عبارت نگاری کی۔ اور اس کی ترتیب دی۔ اور ایک سال مسودہ کے صاف

---

[1] اور اللہ اپنے ارادہ پر قادر ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ [2] جو تھوڑے سے لوگ یہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اللہ ان عجائبات کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جو عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اور وہ لوگ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس نے خرق عادت کی قوت اپنے بندوں کے ہاتھوں میں رکھی ہے۔ اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اے مخاطب یہ خرق عادت تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ پس تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو جانا۔ [3] جن لوگوں کی دنیاوی زندگی کی کوشش گم گشتہ ہو گئی۔ اور وہ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں

کرنے مین صرف ہوا۔ اور اسی ایکسال کے اندر دو گوہر صدف برخورداری۔ نیرین آسمان سخن گزاری محمد الاول اور حسن محمد کی امداد سے زاد ھما اللہ علماً و عمراً مذکورہ بالا حالات صحت اور ترتیب سے مکمل ہو گئے الحمید ہے۔ کہ اللہ تعالی حضور مشائخ کی برکات سے جنہون نے فقیر کی استدعا قبول فرما کر قیل وقال کے دستار خوان پر ان ادوار اربعہ (چار صدی) کے دائرون مین تشریف ارزانی فرمائی ہے۔ اِن دونون امیدوارون کو اپنے اسم الحفیظ کے سایہ عنایت مین محفوظ رکھکر دونون جہان کے تمتعات سے کامیاب فرماوے۔ آمین اور اِس گمنام سرگردان کی باقی ماندہ عمر بھی اپنی یاد مین گزارے۔ بحرمت المذکورین[۱] فی ھذہ النسخۃ المترصدۃ للقبول۔

[۱] جن اصحاب کے حالات اِس کتاب مین مذکور ہین جو امیدوار قبول ہے۔ اُن کے طفیل مین ۱۲

ابتدائے چہارمی چمن

اس چمن مین دسوین صدی کے مفصلۂ ذیل اصحاب کا طریقہ رفتار اور اُن کے حالات کی کیفیت مذکور ہے

(۱) مراتب وجود کی راہ وروش پہچاننے والے (۲) الٰہی احکام کے پڑہنے والے -

(۳) - رسمی علوم کے عالم - (۴) دریاے توحید کے تلاطم مین غوطہ لگانے والے

اے خرد - تو یہان سے جا - اور غور وخوض کو دریوزہ کرلا - دیکھہ - ہرایک فرد کی حقیقت حال - چشمہ حیات کی بدولت ایسے ثمر کی مانند ہے جس کے اطراف کے زرخیز سبزے ہرایک کامیاب اور ناکام کی فطرتی نظر مین خدائی اسرار کے ایسے خطوط - اور موٹے موٹے حروف نمودار کرتے ہین - جن کے ہرایک صفحہ کے نیچے سے ایک قرآن ۵۱ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ؕ کے وصف کو ہمراہ لئے ہوئے نکلتا ہے - اورجس کی ہرایک سطر کے ضمن مین اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ کی باریک حقیقتون سے بہرا ہوا ایک دفتر مخفی ہے -

یاد شیخ محمد علا بنگالی

آپ شیخ قاضن شطاری کرکے مشہور ہین - اور شاہ عبد اللہ شطاری کے خلیفہ ہین - ریاضت ومجاہدہ اور مراقبہ ومشاہدہ مین آپ کو کمال حاصل تہا - انسانی کمالات اور وجدانی حالات آپ کی ذات مین عیان تے علماے باللہ مین سرگروہ - اور سالکان سیر فی اللہ مین آپ سردار تے - نوی صدی کے اولین نصف حصہ مین جب شاہ عبد اللہ شطاری ہندوستان مین آئے - تو گذر بنگالہ کی طرف بہی ہوا - اور مشائخ بنگالہ کے پاس

۵۱ کوئی رطب اندکوئی یابس ایسا نہین ہے - جو واضح کتاب مین نہو ۵۲ مجکو جامع کلمہ عطا کئے گئے ہین ۱۲

کہلا بھیجا - کہ ایران و توران سے ایک درویش آیا ہے - وہ کہتا ہے - خواہ خلوت مین - خواہ انجمن مین - جس کسی کو جس صورت سے آسان معلوم ہو ملاقات کرے - اور کلمۂ توحید کی معلومات باہم بیان کی جاوے - جس جانب مین کمی ہو - وہ جانب زیادہ والی جانب سے فائدہ اُٹھاکر کمال حاصل کرے - شاید اِس طریقہ سے آہستہ آہستہ اُس کمال کے میدان مین پہونچنا نصیب ہو - جو اُس کے نام رہے - جب یہ خبر شیخ محمد علا کو پہونچی - تو اعتراض آمیز جواب دیا - اور مخلصانہ پیش نہین آئے - شاہ نے فرمایا - اخیر مین شیخ محمد علا کی بازگشت اسی فقیر کی طرف ہوگی - یہ بیان کسی قدر شطار الاولیا کے ذکر کے سلسلہ مین بھی تحریر ہو چکا ہے -

کہتے ہین - جب شیخ منڈو (مانڈو) مین بارادہ ملازمت شاہ آئے - تو شاہ نے التفات نہ فرمایا - ایک تو غربت تھی ہی - یہ شکستہ دلی اور اُس پر زیادہ ہوئی - عرض کیا - ہر گاہ کہ پیری - ناتوانی - خواہش - اور غربت اتنی تمام چیزین یکسو ہو کر زبان حال سے مرحمت و نوازش کے واسطے گدائی کرین - تو پھر عنایت عامہ کو یہ مناسب نہین ہے - کہ جزا اُس قسم کی دیجاوے - جو جنس عمل مین داخل ہے - بلکہ بہتر یہ ہے - کہ میری گوشۂ تقصیر سپردِ عفو فرمائی جاوے - یہ شکستہ دل کی تقریر سنکر شاہ کے دل سے مہربانی نے جوش کیا - فرمایا - اگر اپنے آبا و اجداد کی رسم - اسم اور سلسلہ چھوڑ کر - خانوادہ درویش کی آئین اور نام پر اپنے تئین نامزد کرو - تو تمہاری التماس کے ساتھ تلقین عمل مین آویگی - بالآخر شیخ نے آپ کا فرمانا قبول کیا - اور بہت تھوڑے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کمال اور تکمیل کے اونچی سیڑھی پر پہونچ گئے - اور باجازت مرشد اپنے وطن کو بازگشت کی -

یاد شیخ رحمت اللہ

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہ کے فرزند - مرید - اور نیز خلیفہ ہین - آپ نہایت عالی مقام پسندیدہ افعال سنجیدہ اقوال ضمیر شناس - اور باطن سے آگاہ تھے - جب بدر بزرگوار سے گجرات کی اجازت ملی - تو احمدآباد مین جاکر اُس کے ایک کنارہ قیام کیا تھا اور دست دانشمندون نے ہر طرف سے بہ ترک سکونت آکر آپ کی ہمسائگی مین حجرہ بنائے - اور صوف پوشون سے خانقاہ آباد ہوئی - اور اِس سبب سے وہ کوچہ شیخ پور کے نام سے مشہور ہوا کہتے ہین - جس زمانہ مین فرمان روائی گجرات کی نوبت - سلطان محمد کو پہونچی - تو خطبہ اور سکہ اُس کے نام سے تازہ جاری ہوا - اُس نے بہائیون کا رسم و فتر ہستی سے مٹانا شروع کیا - نزمانند گا رتا کہ محمود بیچارہ کو دیتے دیکھو[۵۱]

---

[۵۱] مخاطبۂ زمانہ قدیم مین بیچارلی نام اُس لگڑی کا ہو جس کو زمانہ حال مین سیج گاملی کہتے ہین ۱۲ - مترجم -

مین ڈالکر دربار سے باہر لے چلے - جانے کا راستہ شیخ کے ہی کوچہ مین ہو کر تھا - ناگاہ شیخ کی نظر اسپر جو اس بچہ پر پڑی -
ہنس کر فرمایا - آفتاب مٹی سے آلودہ اور آسمان ابر سے پوشیدہ نہین کیا جا سکتا ہے - یہ آواز جو دایہ کے کان مین
پڑی - تو اُس کو خوشی ہوئی - دل مین مضبوطی سے ٹھان لیا - کہ اگر اس شاہزادہ کو تاج شاہنشاہی مل جاویگا - تو
ان بشارت دینے والے درویش کا مرید کر دون گی - آخرکار سلطان محمد کو اجل نے - سلطانی مرتبہ سے اُتار کر نیستی
کے غار مین ڈھکیل دیا - تو کوس دولت محمود کے نام سے بجنے لگا - اور دایہ نے جو دل مین قرار دیا تھا - وہ بھی ظہور
پذیر ہوا - ابکیا تھا - شیخ کی خانقاہ کو رونق ہی کچھ اور ہو گئی - یہانتک کہ اس رونق پر بھائی کو رشک آیا آپنے فرمایا
غیرت چھوڑ دو - کیونکہ مین فرودہ ہون - اور تم فرزدری لینے والے ہو - چند روز بعد آپنے عنصری صورت ترک کر کے جہان
معنی کو سیرگاہ بنایا - اور کوئی فرزند آپ کا نہین تھا - لہذا ظاہری قبضہ تمام شیخ سعد اللہ - اور شیخ سعد اللہ کے فرزندون
کی طرف منتقل ہوا - اور اس عمل نے آپ کی راست بیانی پر گواہی دی مصرع روح پاکش غریق رحمت باد -

یاد فرزندان شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ

آپکے پانچ بیٹے اور ایک دختر تھی - شیخ سعد اللہ - شیخ رحمۃ اللہ - شیخ حسن سرمست - شیخ نصر اللہ - شیخ شہر اللہ -
بی بی نور ملک اولین چار لڑکے پدر بزرگوار کی اجازت سے گجرات کو چلے گئے - پانچوین لڑکے آپ کی ملازمت مین رہے
اولین لڑکے شیخ سعد اللہ کا طریق مثل ولیا تھا - جب انہون نے اس جہان سے رخصت ہو کر احمد آباد کے شیخ واڑہ
مین ہمیشہ کے واسطے آرام فرمایا - تو ان کے بیٹے شیخ نعمۃ اللہ نے خرقہ خلافت زیب بدن کیا - اور شیخ نعمۃ اللہ
کے بعد - ان کے بیٹے شیخ بدیع اللہ سجادہ نشین ہوئے - جب شیخ بدیع اللہ عالم علوی کو کوچ فرمانے لگے - تو
انہون نے اپنے بیٹے شیخ فرید کو اپنا جانشین کیا - شیخ فرید - نوشتہ تقدیر کے موافق گو ظاہری دولت کے اعتبار
رفیع الملکی رتبہ پر پہونچے - لیکن باطنی تجرید یہان تک بڑھی ہوئی تھی - کہ دنیاوی تعلق کو دل مین قطعی راہ نہین ملی
اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہوئی - جب شیخ فرید گزر گئے - تو ایسا کوئی لڑکا نہین تھا - جو آبائے کرام کی
پیروی ظاہر مین اور باطن مین دونون طرح سے کرتا ہوتے وہ دنیاوی روش تلاش کرنے لگے - پس وہ رونق وشیخی
جاتی رہی - دوسرے لڑکے شیخ رحمۃ اللہ کا حال جداگانہ لکھا جا چکا ہے - تیسرے لڑکے شیخ حسن سرمست دریائے وحدت
مین ڈوبے ہوئے - مجذوب اور محصور تھے - پانچون وقت صرف ہنگام نماز ہوش مین آتے تھے - سلام کے ہمراہ
وہ حالت بیہوشی بھی دعا کہہ جاتا تھا - آپ کی قبر بڑودہ مین ہے - اور بڑودہ ایک شہر گجرات کا ہے دریا عنبر
کے کنارہ پہ تھے لڑکے شیخ نصر اللہ کا سامان قیام گجرات سے خاندیس مین چلا گیا تھا - جب شیخ نصر اللہ کو آخرین

سفر پیش آیا۔ تو قلعہ آسیر کے تحت مین۔ ان کا جسم گرامی سپرد خاک کر دیا گیا۔ قلعہ آسیر۔ اس صوبہ کے سلاطین کا دار السلطنۃ ہے۔ شیخ نصر اللہ کے بعد اِن کے بیٹے شیخ عزیز اللہ نے جو ہمنام جد تھے۔ بار خرقہ اپنے کندھے پر اُٹھایا۔ جب شیخ عزیز اللہ نے بھی رحلت فرمائی۔ تو اِن کے بیٹے شیخ بدیع اللہ ثانی دنیاوی طلسم مین منہمک ہو گئے تھے۔ لہذا اس ملک مین امیر اعظم ہوئے۔ شیخ بدیع اللہ ثانی کے بعد شیخ کریم اللہ نے بیری دولت کو قایم رکھا۔ شیخ کریم اللہ کے دو بیٹے تھے۔ شیخ رفیع اور شیخ خواجہ۔ دونون کے دونون جوان باپ کی زندگی مین ہی کوچ کر گئے۔ اور ہجری سنہ نو سو ستانوے مین باپ نے بھی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ اور اپنے سلسلہ کے واسطے آخرین حلقہ یہی ہوئے۔

یاد مولانا محمد تاباد کانی

آپ خوان اَدَّبنی رَبِّی[۵۱] کے راتبہ خوار۔ اور خرمن وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْماً[۵۲] کے خوشہ چین تھے۔ شیخ زین الدین محمد خوافی سے بیعت تھے۔ شیخ الاسلام زندہ پیل احمد جام کی قبر سے۔ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی کی خدمت سے۔ اور نیز دیگر مشائخ سلسلہ کی صحبت سے نہایت کامیابی حاصل کی تھی۔ اور بزرگی کے اسباب جس قدر باکمال سالکون کے واسطے درکار ہین۔ یہ سب فراہم کر لئے تھے۔ آپ کے ہی حوالہ سے لوگ کہتے ہین کہ آپ فرماتے تھے۔ پیر کی نسبت ادب ملحوظ رکھنے مین۔ مجھسے دو دفعہ کوتاہی ہوئی ہے۔ اول یہ۔ کہ نماز پڑھنے کے وقت امام کے پانون کے نیچے جانماز نہ تھی۔ اور میرے پانون کے نیچے تھی۔ پیر نے فرمایا۔ اِس جانماز کو ہٹا دو۔ مینے عرض کیا۔ میرے مذہب مین کچھ حرج نہین ہے۔ مین شافعی المذہب ہون۔ دوسرے یہ۔ کہ ایک روز پیر نے مجکو ایک کام کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میرا وضو تھوڑا سا باقی رہا تھا۔ مین اُس کو پورا کر کے تعمیل حکم مین مشغول ہوا۔ اب اس شرمندگی کا علاج مین نہین جانتا۔ کس دروازہ سے تلاش کرون۔ کس سے پوچھون۔ اور کہان پاؤن۔ اس قسم کی حیرت افزا باتین کہہ کر پریشانی اور سرگردانی کے ساتھ زندہ تھے۔ کہتے ہین۔ ایک بار حقائق پناہی (مولانا جامی) آپ کی ملاقات کو گئے۔ حجرہ کے ایک طاق مین دو جلدین رکھی تھین۔ مولانا نے دریافت فرمایا۔ کون کون سی کتابین ہین۔ جواب دیا۔ ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا میرا دیوان ہے۔ جو اہل زمانہ کی دست اندازی کے خوف سے بھاگ کر قرآن پاک کی پناہ مین جا گزین ہوا ہے۔ مولانا کی طبیعت یہ دل خوش کن بات سنکر بہت خوش ہوئی۔

---

[۵۱] مجکو میرے رب نے ادب سکھایا ہے ۱۲ [۵۲] اور ہمنے اُس کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ۱۲

یاد شیخ داؤد ابن فیض اللہ قدس سرہما

آپ کی پیدائش شیر گڈھ کی ہے اور شیر گڈھ صوبہ لاہور کا ایک قلعہ ہے۔ آپنے علمی اور عیانی جملہ کمالات کی تحصیل سید حامد ابن شیخ عبدالرزاق ابن شیخ عبدالقادر حسنی جیلانی سے کی تھی۔ بعض کہتے ہین ظاہری بیعت سے قبل عمر کا بہت سا حصہ ریاضت مین گزارا تھا۔ جب مشائخ طریقت کی پیروی پختہ ہوگئی۔ تو الہام غیبی کے بموجب آپ سید حامد قادری کے مرید ہوئے قدس سرہ اور جب فضیلتین حاصل ہوگئین تو خرقہ خلافت مل گیا۔ آپ خانوادہ قادریہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کا دم موثر تھا۔ اور نفس مین قوت آخذہ تھی بہت سے قسی القلب سیاہ باطن لوگ آپ کی رہنمائی کی بدولت نفسانیت کے تیرہ و تاریک مکان سے نکل کر روحانی نورآباد مین پہونچ گئے۔ اور بہت سے سعید استعداد والے اصحاب آپ کی ملازمت مین رہ کر سفلی منازل سے علوی مقامات کو ترقی کر گئے۔

ان مین سے ایک آپ کے بھتیجے شیخ ابو المعالی محمدؐ ابن شیخ رحمۃ اللہ بھی تھے جن کا دل صاف طبیعت موزون۔ اور فہم رسا تھی۔ شیخ ابو المعالی کے بہت سے قصیدے اور غزلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی تعریف مین ہین۔ رسالہ محمدیہ قادریہ بھی انہین کی تصنیف سے ہے شمائل قادریہ۔ بہجۃ الاسرار۔ خلاصۃ المفاخر۔ اور مفتاح الاخلاص گیلانی۔ ان کتب سے اقتباس اور انتخاب کرکے یہ رسالہ ترتیب دیا ہے۔ اور اس مین اپنے حسن بیان سے سوز و محبت کی چاشنی ملائی ہے جس سے تشنہ کامان صحرائے سلوک مستفید ہوتے ہین۔

دوسرے شیخ سیف الدین عبدالوہاب تھے۔ ان کی عادتین اور ان کے کام جملہ آراستہ اور پیراستہ تھے۔ واجب اور ممکن کا معاملہ جو مطلق وجود سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے خیال کے بدون ایک سانس بھی نہین لیتے تھے۔ اور عدم و وجود سے جس کا سلسلہ ندی کے پانی کی طرح ممکنات پر متواتر پہونچ رہا ہے۔ ایک لحظہ بھی غفلت نہین کرتے تھے۔ اور بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ[۱] کے گروہ مین سے نہین تھے۔

شیخ داؤد ہجری سنہ نوسو بیاسی مین عنصری خلعت اپنے جسم سے اتار کر عالم یکتائی کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی قبر آپ کی زاد بوم مین ہے۔

---

[۱] بلکہ یہ جدید پیدائش کے نئے لباس مین ہین ۱۲

یاد شیخ بدہن شطاری جونپوری

آپ شیخ عبداللہ شطاری کی نسل میں سے ہیں شیخ حافظ جونپوری کی خدمت کے جو شیخ عبداللہ شطاری کے خلیفہ ہیں - دونوں طرح کے علم حاصل کئے تھے - اور دونوں جہان کی سعادت کا سرمایہ تحصیل کر کے بہت سے کمالات فراہم کئے تھے - سلطان سکندر لودہی کے عہد میں رہنمونی - حقائق نمائی - اور خدا شناسی کو فروغ دیا تھا - بہت سے طالبوں کو شطاریہ طریقہ تعلیم کیا - شیخ عبدالحق دہلوی جو اخبار الاخیار کے مولف - اور راقم گلزار کے دوست ہیں - ان کے عم مکرم شیخ رزق اللہ نے ذکر کی تلقین آپ سے ہی پائی تھی -

مصرع ع حق رزق او ز مشرب شطار نیز داد

یاد مولانا عبدالرحمن کاردگر

آپ کشف - معرفت - اور کرامات کے عالم تھے - تصوف ناموں کی نکتہ سنجی - اور مدارج توحید کی دقیقہ شناسی کو رونق صوفیوں کی محفل میں آپ کے ہی شمول سے ہوا کرتی تھی - نیستی کی چھری سے آپ تمام علاقوں کو کاٹ کر حق کے ساتھ مل گئے تھے - اور مشائخ وقت کے دریافت سے اور نیز درویشوں کی مصاحبت کے اسباب معرفت اور سرمایہ کمالات بہت کچھ فراہم کر لیا تھا -

یاد مولانا محمد حرانی [ف۵]

آپ ایک لاابالی درویش - اور سرمست فقیر تھے - ازلی توفیق کی رہنمائی سے آپ مولانا محمد تاباد کانی کی خدمت میں پہونچے اور مولانا کو اپنا پیر سلوک بنایا جس طرح پر کہ تلقین ہوئی - چند چلے کھینچ کر کامیابی حاصل کی اور وطن سے حجاز تک پیادہ پا اور روزہ رکھتے ہوئے جا کر حرمین محترمین کی طواف سے مشرف ہوئے -

یاد امیر سید علی قوام

آپ - سمانہ کے ساداتوں میں سے ہیں - خدا طلبی کی شورش کا ثمرہ یہ ہوا - کہ گھر بار سے آوارہ ہو گئے جب شہر جونپور میں پہونچے تو شیخ بہاء الدین جونپوری سے بیعت ہوئے - اور ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے - آپ کی آمد و شد جذبہ اور سلوک کے درمیان میں تھی - بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں - کہ آپ شطاریہ سلسلہ میں شیخ قاضن شطاری کے مرید ہیں - اور بعض کہتے ہیں - کہ آپ کو تمام مشہور خانوادوں سے نسبت صحیح ہے - اور تمام معاصروں سے اپنی استعداد کی بدولت گوناگوں دانش و بینش حاصل کی ہے - آپ کسی میں

ف۵ حران بجائے حمل ملاحظہ ہو مشہور حالات المصنون ... قصبہ کا نام ہے جانا -

لباس کے پابند نہین تے کبھی خرقہ پہنتے تہے اور کبھی قبا زیب بدن کرتے تہے - آپ کا جذبہ سلوک پر غالب تھا -
زیادہ تر زمانہ سکر مین گزرتا تھا - اور کمتر ہوشیاری مین - مگر ہوشیاری مین بہی عجیب حال ہوتا تھا - جب آپ تجلی کا
تماشا کر کے خوش وقت ہوتے تہے - تو اس حالت کے جاتے رہنے سے ندامت ہوتی تھی - اور ندامت کے نالہ حیرت
آسمان تک پہونچاتے تہے - القصہ رونے سے اور سوز و گداز سے ایک لحظہ بہی رہائی نہین ملتی تھی - نہ سو چہ
نو سو پانچ مین آپ کی جان پاک جسمانی غار سے پانون نکال کر - اعلیٰ عالم ارواح کو کوچ کر گئی - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ سماء الدین دھلوی

آپ شیخ فخر الدین کے بیٹے ہین - بڑے بلند ہمت تہے اور ایثار کا درجہ روز افزون ترقی پر تھا - کم کہانے
اور کم بولنے کی - اور سونا قطعی ترک کر دینے کی ہمیشہ کوشش کرتے تہے آپکے پدر بزرگوار آپسے بہت خوش تہے - اور روز روزہ
علی الصباح آپ کے واسطے برخورداری اور سعادت مندی کی دعا - جناب باری مین کیا کرتے تہے - انہین کی دعا کی
برکتون سے شروع آگاہی کے وقت آپ سید راجو کی خدمت مین جا پہونچے - اور سید راجو کی امداد نی و بیرونی شرف
سے اہل دانش و بینش ہو گئے - جب کاملین ولایت کے کمالات سے آپ سرفراز ہوئے - تو خرقہ خلافت شیخ کبیر الدین
اسمعیل سے ملا - اور جب سفر حجاز کیا - تو احمد آباد مین شیخ احمد کہٹو مغربی کی ملازمت سے بہت کچھ فیض پایا شیخ
جمالی دہلوی لکھتے ہین جس زمانہ مین شیخ نے رنت بہنور کے قلعہ کے نیچے گوشہ نشینی اختیار کی تھی - مین آپ کی
خدمت مین کسب سعادت کیا کرتا تہا - ایک روز آپ عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کی مکتوبات پڑہتے تہے -
اس درمیان مین فرمایا عین القضاۃ - ایک دفعہ آٹھ جگہ مدعو کئے گئے تہے - چنانچہ ایک ہی وقت مین آپ
آٹھون جگہہ پہونچ گئے - اور اپنے خلوتخانہ کے لوگون کے ساتھہ بہی بدستور حضوری رہی - اس بیان کو
دل کے اندر میری عقل نے بعید سمجھا اُسی روز جب مین اپنے گھر پہونچا - تو شیخ کو اپنی آنکھون سے گھر کے ہر ایک
گوشہ مین کھڑا ہوا دیکھا سمجھہ گیا کہ یہ نمایش شبہ مذکور دور کرنے کے واسطے ہے - فوراً اپنے خیال سے باز آیا - اور
دل مین مضبوطی کے ساتھہ یقین کر لیا کہ درویشون کو یہ طاقت ہے ایک ہی وقت مین اکتسابی اور مثالی جسمون کے
ساتھہ متعدد مکانون مین نمایان ہو سکتے ہین علماے زمانہ آپکو تمام علوم مین اُستاد وقت شمار کر کے زانوے
استفادہ آپ کے سامنے تہ کرتے تہے - اور فرمان روایان عہد جیسے بہلول لودی - اور اس کے نزدیک والے کیا
خویش و بیگانے - اور کیا امیران اعظم تمام آپ کی آستانہ بوسی کو مریدانہ حاضر آیا کرتے تہے - اور جو مال نذر کے
واسطے لاتے تہے - قبول نہین ہوتا تہا - اور اسی بے نیازی کے ساتھہ زندگانی آپکی - خدائی ستایش

اور پرستش میں بسر ہوتی تھی - ہجری سنہ نوسو نوین کوچ فرمایا - قبر دہلی مین ہے -

یاد شیخ جار اللہ مکی

شیخ قطب الدین پنواری[۵۱] کا بیان ہے - آپ کا حلیہ یہ تھا - ایک پیر تھے نورانی شکل کمر جھکی ہوئی - عمر اسّی سے متجاوز اور ریاضت کی وجہ سے لاغر اور نحیف ہوگئے تھے - حنفی المذہب تھے - اکثر آپکے درس مین حنفی فقہ پڑھائی جاتی تھی - ایک روز آپ عمرہ لانے کے واسطے پیادہ پا جا رہے تھے - اور رمضان کا مہینا تھا مینے راستہ مین دیکھا - تو کہا - یا شیخ[۵۲] لم تروح راجلا قال یا اخی ما سمعت ان اجرک علی قدر تعبک در راح ناو بوم اور خوابگاہ دونون مکہ معظمہ مین ہین - مصرع اجرا و باد القائے ذوالجلال -

یاد خواجہ مرتضی تابادی

آپ ایسے بلند ہمت اور عالی فطرت تھے - کہ نیستی اور بے نوائی مین بھی خوش دل رہتے تھے - مولانا زین الدین تابادی کی خدمت مین خویشی کا تعلق تھا - کہتے ہین - ایک سال جب کہ آپ کے سلوک کا آغاز ہی تھا - آپنے ملک عراق سے چالیس غلام ترک لیکر مسافرت اختیار کی تھی - تمام غلام خوبی اور عمر کے اعتبار سے زمانہ مین ایک دوسرے کا عکس تھے - جب آپ کی ہمت کو اور زیادہ صعود ہوا - تو تمام کو راہ خدا مین آزاد فرما دیا - اور غلامون کے سوا اور بھی جو کچھ مال تھا - درویشون کے سامنے رکھکر لوٹ کرادی - پھر ایک مدت دراز کے بعد جب تنگی اور سختی نے آگھیرا - تو ایک واقفکار شخص نے آپ سے کہا - آپ کا فلان غلام بڑا مالدار ہے - پھر یہ تمام تنگی اور سختی کیون ہے - آپنے اس طور پر جواب دیا - **بیت**

گرچہ گرد آلودِ فقرم شرم باد از ہمتم ؛	اگر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم

ہمت کا ہاتھ - قناعت کے دامن سے کبھی پیچھے نہین ہٹایا - اور لالچ کا پنجہ کسی دولتمند کی جیب مین کبھی نہین ڈالا -

یاد بابا حیدر ابدال

آپ تجرید کے میدان مین سبک رفتار - اور تفرید کے گوشہ مین گران بار تھے - یہ چند کلمات - آپ کے متقیانہ اور ناصحانہ بیانات مین سے ہین - یہ کلمات مولانا محمود کمانگر ہمدانی نے آپ کے حوالہ سے بیان کئے ہین (۱) اپنا ذہن فرہ دار کسانون کا پابند کردینا خواری اور خواہش بڑہاتا ہے - (۲) دل دنیا کی محبت مین پھنسا

[۵۱] پنواری بیائے فارسی ونون ساکن وواو مفتوح والف ورائے مہملہ مکسورہ ویائے مثناۃ تحتانی ایک قصبہ کا نام ہے سہارنکالی مین ہے [۵۲] آ شیخ

کیونکہ یہ دنیا ایک عروس نما ڑھیا ہے - اُسپر صرف ایک نگاہ کے سوا - دوسری نگاہ ڈالنا مباح نہین ہے - (۳) جن ضروریات کے سوا چارہ نہین ہے - صرف اُنہین پر اکتفا کرو - کیونکہ جو چیز ایسی ہے - وہ دنیا نہین ہے (۴) خلائق کے سایہ مین مت سوؤ - کیونکہ ایسی خواب دل مین تیرگی پیدا کرتی ہے - (۵) بیہودہ گوئی سے زبان پر دہن کو قفس بناؤ تاکہ حق کی یاد مین تم اُس کو گلستان بنا سکو - آپ کی باتین اکثر اسی قسم کی ہین - میر فروغی اشرف نے اپنے تذکرہ کے مسودہ مین لکھی ہین - جب میر فروغی کو ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین عالم علوی سے فرمان طلب پہونچا - تو بتعمیل فرمان دنیا کے دشت آباد سے نہایت اشتیاق کے ساتھ عالم جاوید کو کوچ کر گئے - اسواسطے مسودہ مذکور بیاض مین نہ آسکا - مین اُس مسودہ کی تلاش مین کوتاہی نہین کرون گا - اور حاصل ہونا - ثمرہ جت وجو ہی امیدوار ہون کہ بہم پہونچ جاوے گا - اور اصلاح سے درست ہو کر سنے والون کے واسطے عبرت کا باعث ہوگا -

یاد مولانا روح اللہ

آپ ایسے شیفتہ اور سوختہ عشق تھے - کہ عرفان اور سنجیدہ اعتقاد آپ کے خمیر مین داخل تھا - آپکے پیر بیعت اور شیخ ارشاد کا نام کسی بیان کرنے والے کی زبان سے - اور کسی لکھنے والے کے قلم کے ذریعہ سے راقم گلزار کے گوش گزار نہین ہوا ہے - لیکن اِس مین شک نہین - کہ آپ کے طبقہ مین جو اصحاب بزرگ منش تھے - آپ اُن اصحاب کے بڑے دوستون مین سے تھے - جیساکہ مولانا زین الدین محمود کمانگر نے فرمایا ہے ایک روز مینے آپ کی خدمت مین اپنی سیاہی باطن کی شکایت پیش کی - تو آپنے میری دلدہی کے واسطے دریافت فرمایا محمود - اِس آزاد گروہ کی صحبت مین تم کو ایک تاگہ کی برابر بھی دلبستگی ہوتی ہے یا نہین - مینے کہا جس قدر عبارت مین آسکتا ہے اس سے بہت زیادہ ہے - جواب دیا - تمہاری دائمی سعادت مندی کا نشان بس اسی قدر کافی ہے - اور ان دو بیتون پر ناصحانہ بیان ختم کیا قطعہ -

مہر پاکان درمیان جان نشان	دل بدہ الا بمہر دلخوشان
کوی نومیدی مرو امیدہاست	سوے تاریکی مشو خورشیدہاست

یاد مولانا معین الدین واعظ ہروی

آپ تصوف اور توحید مین - شاہ قاسم انوار کے قدم بقدم مارتے تھے - آپ کی پاک طینت مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۰ - آپ پیادہ پا کیون جاتے ہین - جواب دیا - بھائی - کیا آپنے یہ نہین سنا - کہ تمہارا اجر تمہاری تکالیف کی مقدار سے ملے گا - اور حیلے سنہ ۱۲ -

حقیقت کی آبدار باتین خمیر تہین - اور آپ کا بافروغ باطن معلومات کی تجلیات سے منور رہتا - آپ کی نصیحت
کی مجلس بیماران شریعت کے واسطے دار الشفا اور آپ کی موحدانہ تقریر طریقت کے مجروح باطنون کے لئے
باعث صحت تہی - اولاً آپنے رسمی علم کامل طور پر تحصیل کیا - پہر بہت کچہہ تصنیف اور تالیف بہی فرمایا منجملہ
ان کے سیر النبی تفسیر کامل - اور حدائق الحقائق - سورہ یوسف کی تفسیر - تاویلات کے رنگ مین علمائے
زمانہ کے نزدیک مشہور اور معتبر ہے - اور ہر آیۃ کے بیان مین توجیہ اور تاویل کے طور پر - رنگین الفاظ کے
ذریعہ سے بہت کچہہ عجیب وغریب معانی ادا کئے ہین - تاکہ جو ذی نگاہ لوگ اہل دل ہین - اُنکا ہوش
اوڑ جائے - لکہتے ہین - جب مین تفسیر سیر لکہہ رہا تہا - تو بسم اللہ کی بے سے والناس کے سین تک نبی
علیہ السلام کا حلیہ اقدس طرفۃ العین کے واسطے بہی ظاہری نگاہ سے دور نہین ہوا - اس بارہ مین
بعض نوآموزانِ علم کا کہنا ہے - کہ ایسا لکہنے سے مراد یہ ہے - کہ لکہنے والے نے سنت نبوی علیہ السلام
کی پیروی اور اُسکے قائم رکہنے مین کمال رعایت مدنظر رکہی ہے - اس تحریر کے بارہ مین راقم کی خاطر
فاتر مین - یہ آیا - جس کسی کو یہ بات (اس درجہ پیروی نبوی) حاصل ہوگی - اُس کو وہ حالت فی الحقیقۃ
کیون نہ ہوگی - کیونکہ اس کا ثمرہ وہ ہوسکتا ہے -

یاد شیخ بہاء الدین شاہ باجن

آپ ابن حاجی معز الدین ابن علاء الدین - ابن شہاب الدین ابن شیخ ملک - ابن مولانا احمد خطابی
مدنی ہین - اہل بن خطاب کی نسل سے - جو امیر المومنین عمر کے بہائی تہے رضی اللہ عنہ آپ کی نشو و نما احمد آباد
گجرات اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے - شیخ رحمۃ اللہ ابن شیخ عزیز اللہ متوکل مندوی کے مرید تہے - آپکے جد
امجد مولانا احمد مدنی کے حالات لوگ اس طرح بیان کرتے ہین - کہ ابو مدین کے مریدون مین سے تہے - رسمی علم مین تبحر حاصل
تہا - علم حدیث کی اکثر مشکلات معاملہ مین صاحب حدیث علیہ السلام سے حل کر لیا کرتے تہے - ہمیشہ آدہی
رات کے وقت جب روضہ منورہ کی آستانہ بوسی کے واسطے حاضر ہوا کرتے تہے - تو آپکے واسطے حرم محترم کے
دروازے - کشادہ ہوجایا کرتے تہے - یکایک دل مین سیر و سیاحت کی آرزو پیدا ہوئی - تو اپنے فرزند شیخ
ملک کو ہمراہ لیا کچہہ سفر دوست طلبا بہی ساتہہ ہوگئے - اور چل نکلے - عراقین - خراسان - ماوراء النہر - اور
سندہ کی سیر کرتے ہوئے - دہلی مین پہونچے - یہان پر آپسے بڑے بڑے لوگ محبت کرنے لگے - نیز نوشتہ تقدیر دامنگیر ہوا
لہذا والی ملک نے کمال عجز و دلداری اور نہایت خواہش کے ساتہہ عروسی جشن ترتیب دیکر شیخ ملک کو اپنا داماد بنایا

چند روز اس شہر مین افادہ واستفادہ کا ہنگامہ روز افزون ترقی پر رہا۔ بعدہ بموجب التماس ہمراہیان آپ شیخ ملک کو یہان چھوڑ کر خود مدینہ منورہ کو معاودت فرما گئے۔ اور وہین کی خاک پاک مین آرام کیا۔

اب مین حاجی معزالدین کے کسی قدر حالات بیان کرتا ہون۔ شاہ باجن کے پدر بزرگوار حاجی معز الدین مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کے برگزیدہ خلیفہ ہین۔ ایک سو چالیس سال کی عمر پائی تھی۔ سات دفعہ حرمین شریفین کی زیارت سے زادھما اللہ شرفاً مشرف ہوئے تھے زاد بوم دہلی ہے۔ کہتے ہین۔ آپ کو اپنے بزرگون کا وطن اور دیدار دیکھنے کی تمنا۔ اور قوم سے ملنے کا شوق بیحد تھا جس نے سفر حجاز پر برانگیختہ کیا چنانچہ انتظام راہ کر کے۔ جو باتین ضمیر کے اندر مخفی تھین۔ وہ ظاہر کر دکھائین۔ سیاحی کے ذریعہ سے خوشی اور فرحت حاصل کر کے پھر اپنے دارالاقامتہ مین چلے آئے۔ جب گجرات مین پہونچے۔ تو اس ملک کی خاک نے آپ کے پانون کے ساتھ دلدل کا کام کیا۔ اُس کے ساتھ عیال داری جو ہو گئی۔ تو یہ کیچ مین پھنسے ہوئے پانون کے واسطے زنجیر تھی۔

القصہ ہجری سنہ سات سو نو مین شاہ باجن کی روح پاک۔ عنصری مظہر کے ساتھ پیوند پا کر عالم طلسم کی سیر کے واسطے آئی۔ اور وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا ہوش بڑھتا رہا۔ بالآخر ادراک کامل ہو گیا جب آپ کی عمر چار برس کی ہوئی۔ تو آپ کے پدر بزرگوار شہید ہوئے۔ اور جب آپ چودہ سال کی عمر کو پہونچے۔ تو عقل آئی۔ دست ارادت سے شیخ رحمتہ اللہ کا دامن پکڑا۔ اکیس برس تک شیخ کی گرامی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اور درجہ ولایت کو پہونچے۔ پھر اجازت لیکر سفر حجاز کو خشکی کے راستہ سے چل نکلے۔ جب خراسان مین پہونچے تو عالم مثال مین دیکھا۔ کہ حضور خاتم النبوۃ **علیہ السلام** آپ کے پیر کو ارشاد فرماتے ہین۔ کہ اپنے مرید سے کہہ دو عنان حج جو کیا تھا۔ قبول ہوا۔ اب لوٹ جاوے۔ اور برہان پور خاندیس مین قیام کرے۔ وہان کے طالبون کی رہنمائی کرے۔ اس کی تعبیر آپنے رحلت پیر سے کی چنانچہ نفس الامر مین بھی ایسا ہی ہوا۔ چونکہ پیر کے کوئی فرزند نہ تھا۔ لہذا پیر نے اپنے بھتیجے شیخ احمد عطاء اللہ ابن شہر اللہ کو جانشین کیا۔ اور ایک خاص خرقہ سپرد کر کے فرمایا۔ شیخ بہاءالدین باجن کو پہونچا دینا۔ جو خراسان سے لوٹ کر آوینگے۔ جب آپ اکیس برس بعد سفر سے لوٹ کر گجرات مین آئے۔ تو بتعمیل ارشاد پیر۔ امانتی خرقہ لیا۔ اور دوسرے روز مرقد پیر کی آستانہ بوسی کے واسطے گئے۔ خوش لہجہ گانے والون کو فرمایا۔ کہ گاؤین چنانچہ گانا سنکر خوش ہوئے۔ خلافت کی مبارکباد غیب کی طرف سے آپ کے کانون مین آئی۔ اطمینان خاطر روز بروز بڑھنے لگا۔ چند سال شیخ احمد عطاء اللہ کی

خدمت مین گزرے - پھر باطنی اشارہ کے بموجب دکن کی طرف روانہ ہوئے - دولت آباد مین پہونچکر برہان معرفت سلطان برہان الدین غریب کے مرقد مبارک کا طواف کیا - اور علو ہمت کی درخواست کی - یہان سے شہر بیدر مین پہونچے - بیدر مین شیخ منجھلے تھے - جو منصور زمان مسعود بیک کے خلیفہ تھے - ان کی ملازمت مین آپنے چلہ کشی کی - ایسی مقبولیت پیدا ہوئی - کہ مسعود بکی خرقہ عنایت ہوگیا - پھر آپ گجرات کو لوٹے - اور یہان پر آٹھ سال تک پھر حجرہ کے اندر خلوت اور ریاضت مین نفس کے ساتھ لڑائی ٹھانے رکھی - اس کے بعد دیرینہ فرمان کی تعمیل عمل مین آئی - جو برہان پور مین رہنے کی نسبت تھا - اور اس وقت پر منحصر تھا - خاناپور ایک موضع سواد برہان پور مین ہے - اس موضع مین آکر ایک مسجد مین چند مدت تک بسر کی - حاکم صوبہ کو اطلاع ہوئی - تو نہایت عذر و معذرت کے ساتھ آپ کو شہر مین لے آیا - آپ کے واسطے گھر - خانقاہ - جامع مسجد - اور خوابگاہ تعمیر کرائی - راقم گلزار اس عمارت مین چند بار گیا ہے - صاحب عمارت کے مرقد کا طواف کیا ہے - اور نماز جمعہ بھی پڑھی ہے - القصہ شاہ باجن نے اس عمارت مین رہکر بقیہ عمر تعمیر باطن مین گزاری - ہجری سنہ نوسو بارہ تھا - ایک رات آپنے شیخ افصح الدین کو جو آپ کے دل سوز دوستون مین سے تھے - اپنے کوچ کی خبر دی - کہ علی الصباح باجن کے غسل اور نماز جنازہ کے لئے - آنے سے دریغ نہ کیجئے گا - چنانچہ آپ حسب فرمان ایزدی صبح کے وقت کوچ فرما گئے - اور تعمیل وصیت بھی عمل مین آئی - ایک سو دس سال کی عمر ہوئی / مصرع زندگی بامعرفت ہم دوش دانش داشت

یاد مولانا نظام الدین حسین

آپ مولانا علاء الدین محمد مکتب دار کے بیٹے ہین - جوانی مین پیرون کی سی معرفت - اور پیری مین جوانون کی سی ریاضت تھی - آغاز ہوش سے واپسین نفس تک روز افزون معرفت اور خداشناسی کے نشہ مین مست رہے - کہتے ہین - جہان گردی - اور بادیہ پیمائی کا شوق آپ کے دل مین حد سے زیادہ تھا - ایک بار روم کے راستہ مین ایک سید کے گھر مہمان ہوئے - میزبان سید کی لڑکی دائمی صداع مین مبتلا تھی - مگر اس رات دیرینہ الم سے تسکین رہی - علی الصباح جب مہمان نے سفر کے واسطے کوچ کیا - تو روزمرہ کی تکلیف اور گریہ وزاری پھر پلٹ آئی - مالک مکان نے راہرو کو ایک بہانہ سے واپس بلوایا - اور اسی طرح دو تین بار رحلت اور معاودت عمل مین لائی گئی - آخرکار جو پردہ روی راز پر پڑا ہوا تھا - وہ اٹھ گیا - اور معلوم ہوا - کہ اس دختر کی صحت اس جوان کے قدوم کی برکت سے ہے - لہذا بے علاج یون ہی اس لڑکی کا آپ کے ساتھ عقد کردیا - میر علائی آبیزی اسی لڑکی کے پیٹ سے ہین -

یاد مولانا غیاث الدین احمد

آپ تمام عمر بیرونی نشست وشو - اور اندرونی جھاڑ پونچھ مین مصروف رہے - مولانا محمد مکتب دار کے فرزند اور نیز مرید ہین - اپنے کلام مین آپنے لکھا ہے - مینے مولانا جامی کی خدمت سے چند معرفتین اور الٰہی حقیقتین حاصل کی ہین - مولانا محمد روحی از روے محبت چاہتے تھے - کہ مین اپنی طرف سے آپ کے نام اجازت نامہ لکھہ دون - مگر آپنے باظہار شرمندگی یہ کہا - کہ مین اپنے پدر بزرگوار کا خلیفہ ہون - اور مولانا محمد روحی کے خلافت نامہ کے لئے اپنے تئین لائق نہ جانکر عذر کے ساتھہ پیش آئے - مولانا نوراللہ فرماتے تھے - مکتب دار کے صاحب زادہ شیخ روحی سے زیادہ چالاک اور پیش رو ہین - بلکہ سلوک کے راستہ مین ان کا قدم اپنے باپ سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھہ بڑہا ہوا ہے -

یاد میر علائی آبیزی

آپ مولانا نظام الدین حسین کے فرزند ہین - جو مکتب دار کے بیٹے تھے - آپکے دل پسند اقوال اور عجائب افعال - ربانی جلال وجمال کا نسخہ تھے - کہتے ہین - جس زمانہ مین ترکمانون کا غلبہ ہوگیا تھا - تو قاضی محسن کے خدمت گزارون مین سے دو سیاہ باطن اشخاص میر کے گھر کا دروازہ کھول کر اندر گھسے - اُس وقت میر گھر پر موجود نہ تھے - میر کے لڑکے بچے - مارے خوف کے پریشان ہوکر بھاگ گئے - یہ دونون ظالم لوٹ پر اُتر پڑے - اور جو کچھہ ملا - لوٹ کر واپس چلے گئے - جب صاحب خانہ آئے - اور چھوٹے چھوٹے بچون کو ہراسان دیکھا - تو جس جانب وہ دونون نابکار گئے تھے - اُس جانب خشم آلود نگاہ سے نظر کی - اُسی دم جس نے دروازہ کھولا تھا - گر پڑا - اور اُس کا ہاتھہ ٹوٹ گیا - جس کے کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے - اور دوسرا شخص دیوانگی کے ساتھہ ایسا رسوا ہوا - کہ پھر ہوش آیا ہی نہین - قاضی محسن نے جب یہ عجیب کرامات دیکھی - تو سخت تعجب کیا - اور اُسی وقت شرمندگی اور عذر خواہی کے ساتھہ میر کے مکان کی طرف دوڑے - خانہ نشین لوگ پھر آنے والون کا ہجوم دیکھکر مارے ڈر کے کانپنے لگے - میر نے فرمایا - مت ڈرو - اور مت کانپو - یہ لوگ تمہاری دلجوئی اور عذر خواہی کے واسطے آتے ہین -

یاد شیخ غیاث الدین انکور

آپ بعض روایت کی روسے ہروی ہین - جذبہ اور سلوک دونون ساتھہ ساتھہ رکھتے تھے - بزرگان وقت کی ملازمت سے فیض کے آثار آپ کے حالات مین پائے جاتے تھے - مولانا نظام الدین حسین کی خدمت

مین رازداری کی باتین گرماگرمی کے ساتھ ہوا کرتی تھین - جلونشین دشمن (نفس) پر جو آپ کو فتح حاصل ہوئی تھی - تو مولانا کی ہی امداد سے ہوئی تھی - آرزومندان طریقت کے حق مین آپ ایسی نصیحت اور تلقین فرمایا کرتے تھے - جو بالکل آئینہ کی طرح صاف - روشن - اور سراسر فائدہ مند ہوتی تھی - مغاک کی مسجد مین جب آپ مثنوی پڑھا کرتے تھے - تو اپنی زبان مبارک سے عمدہ عمدہ دلچسپ نکتے اور توجیہات لوگون کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے جن کو بعض لوگ لکھ بھی رکھتے تھے - جب جذبہ کا جوش سر سے اونچا نکل جاتا تھا - تو ایک شخص آپکے مرید تھے حافظ اشتر اُن کا نام تھا - اُن کے کندھون پر آپ سوار ہوکر چکر لگایا کرتے تھے - آپ کی دعا کا انجام - آغاز اجابت کے ساتھ ہمیشہ دوش بدوش ہوتا تھا - آپکے لڑکے میر عبید اللہ تھے - ان کو سالک باجذبہ - یعنی جذب باسلوک کہنا چاہئیے - دارالاسلام بلخ مین تلقین فیض کیا کرتے تھے - اور آدمیون کو آدمیون کی عادت - اور پاکیزہ اخلاق کے ساتھ موصوف ہونا تعلیم دیتے تھے - جس وقت جذبات کو تموج ہوتا تھا - اُس وقت العیاذ باللہ اگر کوئی شخص گستاخی کا خیال بھی دل مین لیے آتا تھا - تو بے تامل ایسے سخت رنج و تکلیف مین مبتلا ہوتا تھا - کہ گویا اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا -

یاد مولانا محمود کمانگر ہمدانی

آپ کا لقب زین الدین ہے - مولانا نظام الدین حسین ابن مکتب دار کے فرزند ہین - آپ عالم - عامل عارف - عاشق - عالی ہمت - اور والا فطرت تھے - بہت برس خراسان مین رہکر گزارے - جب بدعت کی اشاعت اور امور زائد از اسلام کا ظہور اندازہ سے اتنا زیادہ ہوا - کہ لوگون کو برداشت کی طاقت نہین رہی تو نخواس کا ناخوشی ہوا - آپ بے تاب ہوکر قندھار کی طرف چلے آئے - کہتے ہین - جب آپ کا آغاز جوانی تھا تب رسمی علوم تحصیل کرنے کا خیال آپ کو پیدا ہوا - ایک روز مولانا نوراللہ کی خدمت مین سبق کی اجازت چاہی - مولانا نے فرمایا - کیا تمہاری یہ آرزو ہے - کہ صدر - مفتی - قاضی - محتسب - مدرس - خطیب - امام - مقری یا متولی بنو - اور اس گروہ والون کے افعال - رفتار - احکام - اور آثار جیسے کچھ ہین - وہ کوئی ایسا شخص نہین ہے - جسپر مخفی ہون - پس بہتر یہ ہے - کہ ان عالی منصبوں کے اسباب فراہم نہ کرو - اور اس جماعت کے کارنامہ سے عبرت حاصل کرکے خدائے پاک کی یاد سے اپنے دل کو منور کرو - مینے عرض کیا - نہین - بلکہ میری یہ آرزو ہے - کہ صرف - نحو - منطق - اور معانی کے ذریعہ سے قرآن پاک کے لطیف اور عجیب غریب رموز - اور حدیث نبوی علیہ السلام کے عمدہ عمدہ نکات - اور اشارات اپنی فطرت کے لائق معلوم کرون - اور پوچھنے

والون کے ادراک - اور حال کے موافق اُن کے معانی جواب مین بیان کیا کرون - مولانا نے فرمایا - تم جس قدر بھی زیادہ پڑھو گے - تم کو مبارک ہو گا - مقاصد کے ادراک مین تمہارا درجہ اونچا رہے گا - مین نے عرض کیا - کن کے درس مین کتاب کھولون - فرمایا - مولانا غیاث الدین احمد کی خدمت مین - کہتے ہین - تھوڑے ہی عرصہ کے اندر تمام فنون کی تمام کتابون مین دستگاہ پیدا ہوگئی - اور آپ مقاصد اور مبادی کے بیان کرنے مین گویا زبان وقت ہوئے - آپ کی مجلس مین بزرگان سلف کے سودمند اقوال بیان ہوا کرتے تھے - جس کے سبب سے آپ کی مجلس کیا تھی - ایک عجیب پندنامہ تھی - اور جو شخص آپ کے حلقہ مین داخل ہوگیا - وہ مستفید ہی ہو کر نکلا - مالیعد کا فقرہ آپ کے پسندیدہ اقوال مین سے ہے - جس شخص کی مراد - خدا کے سوا ہوگی - وہ کبھی درویشون کی خدمت سے فائدہ نہین اُٹھاوے گا - رباعی

عاشق کہ زہجر دوست داوے خواہد	یا بر در وصلش التیا وے خواہد
ناکس تراز دکس نبود در عالم	کز دوست بجز دوست مرادے خواہد

یاد مولانا نور اللہ

آپ مولانا حسین واعظ کے فرزند اور مولانا سعد الدین کاشغری کے مرید ہین - آپ کا دل اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ[1] کے فروغ سے روشن - اور وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ[2] کے خزانہ سے تونگر تھا وہبی اور کسبی علوم مین - اور الہی اور دنیاوی مراتب کے شناخت مین آپ یکتا تھے - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آغاز جوانی مین جب آپ داخل درس ہوئے ہین - تو نحو کا ایک رسالہ بھی نہین پڑھنے پائے تھے - کہ خدا طلبی کا شوق پیدا ہوا - جس کی بدولت کتابی نقوش کی تحصیل سے دل افسردہ ہوگیا - آپ لکھتے ہین - شیخ عبد الکریم یمنی میرے بارہ مین فرمایا کرتے تھے - کہ بہت جلد اِس نوجوان کے علم اور صوفی گری کا شہرہ ایک جہان مین ہوجاویگا نیز بہت جلد تمام عقلا اس جوان کی پسندیدہ تقریر سے معلومات حاصل کر کے خوشیان مناوینگے - بالآخر جیسا شیخ نے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - مجکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے سر پر علوم کا مینہ چارون طرف سے پانی کی طرح برستا ہے - اور مجکو نصف قرآن نظماً اور معنیً ایک رات مین یاد ہو گیا تھا - اِس کے بعد تحصیل علم اور حقائق شناسی کی استعداد دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی - یہ بالکل سچ ہے - کہ شیخ یمنی کی موثر دعا - جو نور الٰہی راست روی کے ساتھ ہم آغوش ہوئی - تو اس خیر و خوبی کے ساتھ - الٰہی معرفت کا نتیجہ ظہور پذیر ہوا -

[1] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲ [2] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے) بھرے پڑے ہین ۱۲

یادِ شیخ میرجان

آپ زینبیہ خانوادہ میں شیخ علی صوفی کے مرید ہیں - دارالاسلام بخارا میں آپ واعظ باعرفان باعلت بامواعظ تھے جب آپ پند ونصیحت شروع کرتے تھے - تو حسب تقاضائے وقت زبان سے ایسی باتیں فرمایا کرتے تھے - جو دلپسند اور خرد آفریں ہوا کرتی تھیں فنا اور آزادی کا نشہ شیخی اور بزرگی کی شان - ضرورت سے زیادہ آپ میں پائی جاتی تھی - ناموری کی خوشی کو پوچ اور پچ سمجھکر اس شعر کے ساتھ ترنم فرمایا کرتے تھے بیت

نام مشہورم کہ بیزارم از آن		درمیانِ خلق آمد میرجان	

یادِ شیخ جلال متو

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہیں - اور خوابگاہ برہان پور میں ہے - تصوف وتحقیق اور تمکین و توحید کی آپ میزان تھے - بہت سے سالکان طریقت - آپ کی ملازمت سے الٰہی معرفت اور بیداردلی کے اعلیٰ درجہ کو پہونچ گئے - منجملہ ان کے

ایک سراپا محبت ودرد اور مجسم سوز وگداز سید ابراہیم بھکری تھے - جن کی رفتار میں عرفانی جھلک نظر آیا کرتی تھی - اور اقوال سے حقیقت تراوش کیا کرتی تھی - آپ کی رہنمائی سے بہت سے لوگ سلوک کے راستہ پر بڑھکر اصلی مقصد کو پہونچ گئے -

دوسرے شیخ زین الدین شیشہ گر تھے - عرفانی مقامات اور منازل کے گلزار میں بہار آپ ہی سے تھی استغراق اور توحید کی کیفیت بے انتہا بڑھی ہوئی تھی - عالم علوی اور مکان بہشت کو کن انکھیوں سے دیکھا کرتے تھے - صرف حقیقی جمال کو دل کا قبلہ گاہ بنا رکھا تھا - جس وقت آپ کو یادِ حق میں گرمی آجاتی تھی تو آپ کی زبان سے آگ کے شعلے نکلا کرتے تھے - یہان تک کہ ہمسایوں کو خیال ہوتا تھا - کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے - اور گھبراکر بجھانے کے واسطے دوڑے آتے تھے - یہان آکر آگ کا نام ونشان بھی نہیں ملتا تھا - اور اصلی حقیقت پر بھی آگاہی نہیں ہوتی تھی - اس سبب سے حیران رہ جاتے تھے -

تیسرے میان پیارجی تھے - آپ حقیقی وصال کی مجلس کے محرم - اور دریائے شہود وکشف کے تیراک تھے - آپکے رونے میں یہ اثر تھا - کہ جس سے دوزخ کی آگ بھی بجھ جاوے - اور آپ کے تبسم سے باغ ارم میں شگفتگی پیدا ہوتی تھی - تمام عمر درود وسلام بھیجنے میں گزاردی اور حضور اقدس سرور انبیا علیہ وعلیہم السلام کا حلیہ مبارک آپنے انہیں جسمانی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا - اور سلام اور جواب سلام کے

شرف کے بھی مشرف ہوئے تھے مصرع چشم اور روشن زنور احمد مختار باد۔

یاد شیخ کبیر

آپ شاہ شہباز کے خلیفہ ہیں۔ تحقیق۔ توحید۔ مشاہدہ۔ اور معائنہ یہ تمام چیزیں آپ کو حاصل تھیں۔ عرفان اور وجدان کا فروغ آپ کی پیشانی سے عیاں تھا۔ مرشد کے کل اسرار اور حالات۔ آپ کے علم میں تھے۔ خوابگاہ برہان پور ہے۔

یاد شاہ میاں جی چشتی

آپ شیخ نجم الدین ابن شیخ بہاء الدین صدیقی کے صاحبزادہ ہیں۔ زادبوم اور خوابگاہ دونوں منڈو (مانڈو) میں ہیں آپ چھوٹے ہی تھے۔ کہ آپ کی ماں نے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ آغاز شباب تک آپ سالک رہے۔ ایک لڑکی بھی ہوئی تھی۔ مگر خردسالی میں ہی مرگئی۔ پھر آلہی جذبات پیدا ہوئے۔ اور شرعی تکلیفات دور ہوگئیں۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ یا آپ کے دل میں آتا تھا۔ وہ ایزدی مشیت کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ ایک دہی بیچنے والی عورت آپ کے سامنے سے نکلی۔ دہی کا گھڑا اُس کے سر پر تھا آپ نے اُس کو پاس بلا کر فرمایا۔ اپنے گھڑے کو اوندھا کردے اور اس میں جو کچھ ہے۔ گرا دے۔ اُسنے ایسا ہی کیا ایک مرا ہوا سانپ دہی میں سے نکلا۔ سلطان غیاث الدین۔ اور غیاث الدین کے بیٹے نصیر الدین خلجی کا زمانہ تھا۔ کہ آپ عنصری جسم میں رہکر حاجتمندوں کو کامیابی کی خوش خبری سنایا کرتے تھے۔ سلطان محمود خورد کے عہد میں تیرہویں ذی حجہ اور ہجری سنہ تخمیناً نوسو اٹھارہ تھا۔ کہ آپنے جسمانی مکان سے رخصت ہو کر عالم ربانی کو کوچ فرمایا۔ مصرع نثار روح اونور ازل یاد۔

آپ کے ایک بھائی تھے شیخ جمن نام۔ صاحب حالات و مقامات تھے۔ اعتبار اور مقبولیت بھی اچھی تھی شیخ جمن کی قبر۔ ان کے بھائی کے برابر میں ہے۔ شیخ جمن کے ایک لڑکے تھے شیخ نوراللہ نام تھا۔ اپنے عم مکرم اور پدر بزرگوار کی جگہہ سجادہ نشین تھے۔ ہجری سنہ نوسو اکتالیس میں جسمانی جہان سے روحانی عالم کو کوچ فرما گئے۔ وارث۔ سوائے ایک چار ماہہ دختر کے کوئی نہیں چھوڑا۔ دختر کا نام خدیجہ بی بی تھا خدیجہ بی بی کی حقیقت حال بڑی لمبی چوڑی ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار دو میں جب خدیجہ بی بی کے لڑکے شیخ قطب الدین نے عالم فنا سے گلزار بقا کو کوچ کیا۔ تو یہ رابعہ وقت اپنے آبا و اجداد کے روضہ کی یاد کر کے شہر منڈو (مانڈو) میں چلی آئیں۔ اور روضہ مذکورہ کی خبرگیری بقدر استطاعت کرنے لگیں

آپ نے اُس تاریخ سے اس تاریخ تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار اکیس ہے - اپنی اقامت اور عبادت کی برکات سے راقم کے مکان کو سعادت دارین سے مشرف کر رکھا ہے - اِس مین شک نہین - کہ عارفات کے گروہ مین اس طرح کی ثابت قدمی - جوانمردی - ایثار اور قناعت کے ساتھہ مثل خدیجہ بی بی کی دسوین صدی مین کوئی نہین ہے -

یاد شیخ ظہور حاجی حمید حضور گوالیاری

آپ مولانا ظہیر غزنوی کے بیٹے ہین - آپ کے عنصری جسم کی اقلیم - جو جسمانی اور روحانی حصون کو شامل ہے - شہنشاہ عشق کا تخت گاہ تہی - اور آپکے امکانی بدن کی کشور - جو ظاہری اور باطنی اجزا پر مشتمل ہے محمدیہ شریعت اور طریقت سے **علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام** پر رونق تہی - کہتے ہین - آپکے پدر بزرگوار غزنین سے سوداگری سلسلہ مین ہند کی طرف آمد و رفت رکہا کرتے تہے - ہجری سنہ آٹھہ سو تینتیس مین آپ علم الٰہی کے باطنی شہر سے - عالم وجود کے صحرا مین نزول فرمایا - ایک سال بعد نوزاد بچہ کے کرشمے ایسے دل ربا ہوگئے - کہ ہم خوابہ کو ہمراہ لانے کا باعث ہوئے - اتفاق کی بات ہے - کہ اُس صالحہ کے ایام زندگانی پورے ہوئے - بمجبوری دودہ نہ پہونچنے کے سبب نوزاد کے نازک ہونٹہہ خشک شہد کی مانند ہوگئے - اور اُس کا ناز کے ساتہہ جو ہنسنا تہا - وہ اب گریہ نیاز کی تلخی سے تبدیل ہوا - باپنے اُس کی پرورش کے واسطے بہت جلد دودہ پلانے والی دایہ مقرر کر دی - دوش عاطفت پر اُٹہاکر سب جگہہ اور سب حال مین ہمراہ لئے پہرتا تھا - اور اُس کی جدائی کسی بہانہ سے بہی گوارا نہین کرتا تہا - اِس اثنا مین ایک رات قافلہ والون پر ڈاکوؤن کا گروہ آپڑا - اور مولانا ظہیر کو شمشیر کے جان گداز زخم سے شہید کرکے اُس لخت جگر کے دل کو داغ یتیمی دیا - ایسا سمجہنا چاہیے - کہ مان کی وفات کا رنج - باپ کے مقتول ہونے کے درد سے حاملہ تہا -

القصہ - جس قصبہ کے متصل اور اُس کی حدود مین قافلہ اُترا ہوا تہا - علی الصباح اُس قصبہ کا مقدم اُس آفت رسیدہ زمین پر پہونچا - تاکہ قافلہ سالار کی حقیقت حال معلوم کرے - اور لُٹے ہوؤن کے واقعات کی تفتیش و تحقیق عمل مین لاوے - وہان جاکر دیکہا - ایک بچہ زمین پر پڑا ہوا - رو رہا ہے - کمال مہربانی اور آرزو کے ساتہہ گود مین اُٹہا لیا - اسی درمیان مین ایک گہائی کے گوشہ سے ایک عورت نکل آئی - اُس سے پوچہا - تو کون ہے - جواب دیا مین اِس یتیم کی دایہ ہون - مقدم کے دل کو جو یہ فکر تہی - کہ اس شیر خوار بچہ کی غم خواری مین کیسے کرون گا - اِس سے اُسکو نجات ملی - اور خوشی پر خوشی ہوئی - بچہ اُسی دایہ کے سپرد کرکے اپنے گہر لے گیا

بہ دلہ پرورش اور روز افزون التفات کرنے لگا۔

اب غوثی تفصیل کا طومار۔ اجمال کے ہاتھ سے تہ کر کے معز قضیہ لکھتا ہے۔ جب اُس خرد سال بچہ کو ہوش آنے لگا۔ تو رسمی علم اور درسی فضیلت کی تحصیل شروع کی۔ مقدم کے دل مین بھی آپ کا یہ عمدہ طریقہ کھب گیا۔ اور تحصیل کا بہت سا ضروری سامان ذمہ داری اور اہتمام سے بہم پہنچایا۔ جب تحصیل علم کے ذریعہ سے آپ کے دل مین پوری فراست پیدا ہوگئی۔ اور نیز آپ ماجرائے گزشتہ سے آگاہ ہوئے۔ تو اُس قصبہ کو چھوڑ کر گوالیار مین قیام فرمایا۔ تاکہ جو علوم اور فنون فراہم کیے ہین۔ اُن کا داد و دستد شروع کر دیوین۔ اور علم کے بازار مین صرافی کی دوکان کھولین۔ یہ کاروبار جاری ہی تھا۔ کہ اِس درمیان مین ازلی حکم سے آپ کے سینہ مین خدا شناسی کا ولولہ اور طلب کا شعلہ پیدا ہوا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کو شاہ قاضن شطاری کی خدمت مین راہ ملی۔ اور یہان پر اپنے تئین آپنے سلسلۂ بیعت مین سلسل کیا۔ تھوڑے عرصہ مین کا سگار مرشد کی بامعرفت تلقین سے مرید کو دولت مراد حاصل ہو کر کمال خوشی ہوئی۔ جب پیر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ تو مخدوم زادہ حقیقی شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کی خدمت مین رہ کر توفیق ازلی کا جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت باقی رہا تھا۔ وہ شاہ سرمست کی خدمت گزاری سے حاصل کیا۔ جب آپ کی عمر مین سے چالیس برس کا چلہ پورا ہو گیا۔ اور ادہر توفیق کی شراب کا دور ختم ہوا۔ تو آپنے سفر حجاز کی اجازت چاہی شاہ ابو الفتح نے نامدار خانوادون کی خلافت کا خرقہ عطا فرما کر سفر مبارک کی اجازت دی۔ یہ واقعہ شاہ ابو الفتح کے ذکر مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہان پر دیکھ لینا چاہیے۔ جب رخصت حاصل ہوئی۔ اور ارادہ بھی مصمم ہو گیا تو آپنے سیاحی کی چادر کندھے پر ڈالی اور ہر سمت اور ہر شہر کے بزرگون اور عارفون سے راہ تصوف مین معنوی سلوک اور منزل شناسی کا توشہ حاصل کیا منجملہ ان سب کے۔

آپ کا اعلی درجہ کا ذخیرہ وہ ہے۔ جو اویسیہ سلسلہ مین شیخ علی شیرازی کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ علی شیرازی کا لقب علی ثانی ہے اور شیخ عزیز الدین عبد اللہ مصری کے خاص مریدین۔ جو ایک روایت سے امام زمان ابو الوقت خواجہ اویس قرنی یمنی کے بے واسطہ مریدین۔ انواع و اقسام کی اثر بخش دعائین اور طریقہ صوفیہ کے اشغال۔ یہ چیزین امام زمان کی نسبت محکوم کا حکم رکھتی تھین۔ اور علی ثانی کو سلسلہ کے معین طریقہ سے تھوڑی تھوڑی کر کے عنایت ہوئی تھین۔ یہ سب علی ثانی کے ارشاد کی برکت سے حاجی حمید حضور کو بھی پہنچین۔

دوسرے چشتیہ سلسلہ مین شیخ محمد غیاث چشتی کی ملازمت سے سپردگی نامہ۔ اور اجازت کا خرقہ حاصل ہوا۔ شیخ محمد غیاث چشتی۔ خواجہ معین الاسلام کے بزرگ خلیفہ ہین۔ اور خواجہ معین الاسلام۔ شیخ حسام الدین مانک پوری کے خلیفہ تھے۔

خلاصہ اس تمام گزارش کا یہ ہے۔ کہ آپنے حج اور عمرہ کے تمام ارکان اداکر کے مدینہ معظمہ کے طواف کا عزم فرمایا۔ اور وہان پر چالیس برس کا ایک چلہ نبی علیہ السلام کے روضۂ قدس کی جاروب کشی مین بے انتہا شوق کے ساتھ پورا کیا جب عمارت بدن مین پیری کی سستی پیدا ہوئی۔ تو ایک روز مواجہہ مین ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کیا۔ حاجی حمید حضور کو پیری کی ناتوانی نے آدبایا۔ اور ظاہری فرزند کوئی ہے نہین۔ پس یہ ابن احمدیہ اور احدیہ اسرار کو کیا کرے۔ جو اس کی قوت ملکہ مین محفوظ ہین۔ اور نیز جو مکاشفہ مین بزرگان اُمت حضور کی پیروی سے فراہم ہوئے ہین۔ اور یہ اسرار کس کو سپرد کرے۔ جس طرح ارشاد ہو تعمیل کی جاوے کہتے ہین خواب کے پردہ مین دو خردسال باکمال سعادت مندون کی دو مثالی اور خیالی صورتین آپ کی چشم بصیرت کے سامنے کردی گئین۔ اور ارشاد ہوا۔ یہ فرشتہ نما صورتین جن اطفال کی ہین۔ وہ تمہارے باطنی خزانون کی خزانچی گری کے واسطے ازل سے نامزد ہین۔ اور ان کا دیدار ہند مین تم کو فکر تلاش سے رہائی بخشے گا۔ اس ارشاد کے مضمون سے آپنے یہ اخذ کیا۔ کہ زمین ہند کو بازگشت کی اجازت ہے۔ جب دریائے اعظم سے گزر کر اپنے مکان مالوف گوالیار مین واپس آئے۔ تو چند روز بعد جو حلیہ خواب مین دیکھا تھا۔ وہ شیخ بہول اور شیخ محمد کی صورتون مین بحالت بیداری جلوہ گر پایا۔ یہ دیکھکر بہت کچھہ شکر الٰہی بجالائے اس وقت مین شیخ محمد کی عمر سات برس سے متجاوز تھی۔ اور خداشناسی کے کوچہ مین ابھی یہ طفل نوخرام تھے۔ آپنے دونون کو موثر نفس کی امداد سے اپنی طرف کھینچ کر خدمت مین متوجہ کیا۔ اور ناسوخا نوادون کے مشائخ جو کمالات اور حالات رکھتے ہین۔ اُن کے اطوار اور اسرار بالخصوص شطاریہ مشرب کی رفتار۔ دعوت کا فن اذکار کی طرز۔ اور اشغال و تصورات کی سندین۔ غرض کہ کل چیزین دو سال کے اندر تعلیم و تلقین فرمادین شیخ بہول کو ہمراہ لیکر صوبہ بہار کی طرف سیر کو چلے۔ اور شیخ محمد کو چنار کے کوہستان مین حجرۂ ریاضت کے اندر حصول معرفت کے واسطے مشغول فرمایا۔ پھر چند روز بعد شیخ بہول کی سفارش سے شیخ محمد سے کر کے حصول فیضان کے واسطے اُن کے پاس روانہ کیا۔ شیخ محمد نے نہائی کی گرہ کشائی۔ پیر کی خدمت سے سمجھکر لوٹا دیا۔ اور اس بات آپ کے حضور مین ایک عریضہ لکھا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ماجران دونون بزرگون کے ذکر مین ایک متوسط تفصیل

کے ساتھ لکھا جاوے گا۔

کہتے ہین۔ تیرہ سال اور چند مہینے بعد جناب حاجی صاحب نے معاودت فرمائی۔ مرید کو مراد کے ساتھہ کامیاب پایا۔ اور مرید کی مشتاق آنکھین اپنے دیدار سے منور فرمائین۔ مرید نے بھی ایام ریاضت مین یہ کام کیا کہ اپنے اعمال کو پانچ طریقون پر ترتیب دیکر۔ ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی۔ جس کا نام جواہر خمسہ رکھا تھا۔ یہ کتاب شریعت و سلوک کے اطوار۔ اور طریقت و تصوف کے اسرار پر مشتمل ہے۔ اور جمیع خدا شناس سالکون کے واسطے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے۔ جب یہ کتاب مرید نے پیر کی خدمت مین پیش کی۔ جو حالات عرفان کو شامل ہے۔ اور اس کا انجام بھی عرفان ہے۔ تو پیر نے خوش ہو کر فرمایا۔ اسرار اور اعمال کے جواہرات۔ جو میرے تصرف اور قدرت مین تھے۔ وہ قبل ازین تم کو حوالہ کر چکا ہون۔ اور مینے اپنے پاس نام کے سوا کچھہ نہین رکھا تھا۔ اب نام کو بھی کتاب کے صلہ مین جو معلم افعال ہے۔ تمہارے اوپر تصدق کرتا ہون۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجا لا کر فرمایا۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ اس تنگ کوچہ (دنیا) مین آتے وقت جو رنگ رکھتا تھا۔ یہان سے جاتے وقت اُس وقت کے ہم رنگ ہون اس کے چند روز بعد فارغ البالی اور دل آسودگی کے ساتھہ تاریخ بائیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نو سو تیس کو فرق کی تفرقہ سرا (عالم دنیا) سے جمع الجمع کی جمعیت آباد (عالم علوی) کو کوچ فرما گئے۔ آپ کی خوابگاہ بہار اور سارن کی زمین پاک مین ہے۔ جس کا طواف چھوٹے بڑے اب بھی کرتے ہین۔

مصرع طواف مرقد مردان نصیب بینان باد

یاد شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست

آپ شیخ قاضن شطاری کے بیٹے ہین۔ قدس سرہما آپ کی کرامتین ظاہر اور مقامات عالی تھے بزرگان زمانہ کے تلقین محل مین دانش و بینش کا چراغ جلا رکھا تھا۔ کہتے ہین۔ آغاز جوانی مین آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے۔ شیخ ظہور حاجی حضور آپ کے باپ کے خلیفہ ہین۔ اُنھون نے آپ کی رہنمائی مین پرستانہ ہمت اور عزم کو کام فرما کر دو جہانی کمالات سے مستفید کیا۔ اور تصوف کی منزلین اور مقامات طے کرادئے یہان تک کہ آپ مسند پر دفق بخش ہوئے۔ بالآخر جو خلافت کا خرقہ آپ کے پدر بزرگوار سے حاجی حضور کو ملا تھا۔ وہ حاجی حضور نے آپ کو دیا۔ اور کہا شیخ قدس سرہ نے یہ خرقہ آپ کے لیے میرے سپرد فرمایا تھا۔ اب آپ اس کو پہنین۔ اور طالبان خدا کی رہنمائی کرین۔ اس کے بعد چند روز اور حاجی حضور نے آپ کی خدمت مین

کوشش کی - خرقہ خلافت آپ سے لیا - اور اپنے تئین شیخ ابوالفتح کی خلافت سے مشہور کیا - کہتے ہین ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین جنت آشیانی نصیرالدین ہمایون شاہ نے جب صوبہ بنگالہ فتح کیا تھا - تو شاہ آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا - اور جب دارالسلطنتہ آگرہ کو واپس آنے لگا - تو نہایت ادب اور آرزو کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لیا - اثنائے راہ مین شاہ کو دشمنون کی نظر لگ گئی - اور لشکر مین تشویش اور پراگندگی پیدا ہوئی مجبوراً شیخ ابوالفتح نے حاجی پور مین قیام فرمایا - اور واپسین نفس تک وہین رہے - جب زمانہ زندگی پورا ہوا تو اُسی جگہہ آپ کی قبر بھی بنی - آپ کے بیٹے شیخ رکن الدین تھے - صورت و سیرت - علم و عمل - اور حال و قال مین پدر بزرگوار کی مثل تھے - باپ کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - شیخ کمال الدین سلیمان قریشی جو راقم کے معلم ہین - شیخ رکن الدین کے بڑے خلیفہ ہین -

یاد مولانا شمس الدین محمد زیرک

شیراز کے بزرگ علما مین آپ کا شمار ہے - عبارت آرائی - اور استعارات پیدا کرنے مین کمال کا درجہ حاصل تھا - سلطان محمود کلان کے عہد مین آپنے وطن ترک کرکے - اپنے قدوم مبارک سے صوبہ گجرات کو رونق بخشی تھی - اور آپ کے التفات سے سلطان محمود العاقبتہ نے بہت کچھہ فائدہ اُٹھائے **ماثر محمود شاہی** آپ ہی کی تصنیف ہے - تشبیہ - توجیہ - تمثیل - اور استعارہ کے ذریعہ سے حکایت لکھنے مین شور انگیز شیرینی عبارت کے اندر بہت کچھہ پیدا کی ہے - اس کتاب کے واقعات پڑہنے سے تاریخ پڑہنے والون کا دل خوش - اور عبرت و تجربہ اور حیرت و آگاہی سے مالامال ہوتا ہے -

یاد شیخ بخشو

آپ خدادوست ہین **فرق من اللہ** (ولادت) اور **وصل الی اللہ** (بعد وفات) کا آپ کا مکان دسگہ (مندسور) مین تھا - کھجور کے درخت سے ایک شیرہ (دودہ) نکلتا ہے جس کو ہندی زبان مین تاڑی کہتے ہین اکثر لوگ نشہ اور کیف کے واسطے پیتے ہین - چونکہ آپ کا قدم - شریعت کے راستہ پر استوار تھا - اسواسطے آپنے ایک روز جاگیردار کی امداد سے تاڑی کے گردن کو توڑ کر پینے والون کو پینے سے روکا - اس عداوت سے یہ لوگ ایک رات اس بات پر آمادہ ہوئے - کہ شیخ کو عالم ہستی سے ہی نیست و نابود کر دینا چاہیئے - جب فراہم ہو کر آپ کے حجرہ کے پاس پہونچے - یکایک اندھے ہوگئے - یہ کرامت دیکھکر ناچار تمام لوگ عذر و معذرت کے واسطے روتے جھینکتے شیخ کے آستانہ پر حاضر ہوئے - اور سر زمین پر رکھدیا - آپنے ازراہ مہربانی اندھون کی طرف نگاہ کی - جو رونجی چشم

جاتی رہی تھی - وہ پھر پلٹ آئی - قصہ کوتاہ یہ ہے - کہ ہجری سنہ نو سو سولہ میں - آپ نے مکان ہستی سے کوچ فرمایا - تین بیٹے چھوڑے - شیخ بڈہن - شیخ حسن اور شیخ معین الدین - ان میں اولین صاحب زادہ - علوم متداولہ سے آراستہ اور حسن افعال کے ساتھ پیراستہ باطن میں فارغ - اور ظاہر میں پاکیزہ تھے -

یاد شیخ عطن

آپ ترکی النسل سے ہیں - آپ کے رسمی اور لدنی علوم کمال کے درجہ کو پہونچے ہوئے تھے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - جب آپ ترکستان سے ہند کی طرف آئے - اور ناگور کو اپنا وطن اور ابدی آرام کی جگہہ قرار دیا - ایک سو بیس سال زندگی اور زندہ دلی کے ساتھہ گزارے - بہت لوگون نے آپ کی ملازمت سے نور معرفت حاصل کیا - بالخصوص حقائق آگاہ شیخ مبارک ابن جعفر نے آپ کے موثر اور فیض بخش دم سے تلقین پائی تھی - یہ حال کچھہ تھوڑا سا شیخ مبارک کی مبارک یادداشت میں بھی انشاء اللہ لکھا جاوے گا -

مصرع عطا ہائے الٰہی روز بیش باد -

یاد شیخ عبداللہ بیابانی

آپ شیخ سماءالدین دہلوی کے بیٹے ہیں - علم اور معرفت میں کمال رکھتے تھے - آبادی سے بھاگ کر بیابان میں بسر کرتے تھے جب بھوک کی آگ بھڑکتی تھی - تو خودرو گھاس کھالیا کرتے تھے - چارون فصلین آسمان کے نیچے گزارتے تھے - ربانی کلام حفظ تھا - ایک بار روزمرہ ختم کیا کرتے تھے ہر روز صبح کے وقت صحرائی وحوش اور پرند آپ کے دیدار کے واسطے آکر چارون طرف گرد جمع ہوا کرتے تھے - جب آپ اشارہ فرماتے تھے - تب اپنا اپنا راستہ لیتے تھے - فرمان روایان خلجی کا زمانہ تھا - کہ منڈو (مانڈو) میں آئے - قلعہ کے نیچے کا جنگل آپ کو بھلا معلوم ہوا - ایک مدت تک آپ نے وہیں بسر کی - لوگون کی صحبت کم رکھتے تھے - جب فرمان طلب پہونچا - تو کشادہ پیشانی کے ساتھہ پیشگاہ قرب کو روانہ ہوئے - خوابگاہ موضع چھتری میں ہے قلعہ منڈو سے تین کوس کے فاصلہ پر جنوب اور مغرب کے گوشہ میں - آپ کے کوئی لڑکا نہ تھا - البتہ آپ کے چچازاد بھائیون میں ایک ضعیف العمر شخص تھے شیخ حسین نام تھا - شیخ حسین کو سوختگی اور افروختگی غایت درجہ تھی - راقم گلزار کے ساتھہ ملاسم یک جہتی رکھتے تھے - شیخ جمالی کنبو مصنف سیر العارفین کے اشعار جو شیخ سماءالدین کی مدح میں ہین - وہ شیخ حسین کو یاد تھے - موقع اور محل پر پڑہا کرتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار سات میں کوچ فرمایا - ایک لڑکا چھوڑا نابینا - شیخ گھوڑن نام - بنیاے علی الاطلاق اُس کو باطنی نور عطا فرمادے -

یاد شیخ چندن قریشی

آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے - دینی علوم - پرہیزگاری - بلند ہمتی - ایثار - توکل - شان بزرگ - اور حال پسندیدہ یہ صفات آپ کو حاصل تھین - آپ افضل زمان شیخ ابوالفضل مبارک بن خضر کے حبادری ہوتے ہین - ایک روایت سے شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید ہین - جو شیخ جمالی دہلوی کے پیر تھے - آپ فرمایا کرتے تھے مرد کے واسطے عین عنایت آلہی سے کہ صدور علمیہ اُسی سے مراد ہے - چار چیزین کافی ہین - علم و عمل - عمر - اور عافیت - اور یہ چارون چیزین - طینت بشری کے خمیر مین داخل ہین - ان کے حصول کے لئے دعا کے ذریعے سے خواہش کرنی چاہیئے - جب عبودیت کا رتبہ کمال کو پہونچے گا -

یاد شیخ ابوبکر قریشی

آپنے سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین - اصلی وطن سے آکر دار السلطنۃ آگرہ مین اقامت اختیار کرلی تھی - رسمی علوم مین آپ کو تبحر حاصل تہا - اپنے وقت کے پرہیزگار تھے - وصایاے امام محمد رحمہ اللہ پر - اور اصول بزدوی پر ایک شرح لکھی ہے جو مشکلون کو حل کرنے والی - اور نکتہ آرا ہے - کہتے ہین - ایک رات عالم مثال مین - خاتم النبوۃ علیہ السلام کی ملازمت حاصل ہوئی - حضور سے ارشاد ہوا - جاؤ - وہ زمین - جس مین عصا گاڑا گیا ہے - اُس مین ایک کنوان کہدواؤ - علی الصباح اُس زمین کو جاکر جو دیکھا - تو ایک گڑھا نم ناک پایا - جو گاڑے ہوئے عصا کے نوک کی مقدار سے تہا - آپنے حکم کی تعمیل نہایت کوشش کے ساتھ کی اب اُس جگہہ ایک کنوان ہے - جو ہمیشہ شیرین پانی سے مالامال رہتا ہے - آخرین سفر کے بعد جو گی پورہ مین دفن کئے گئے جو آگرہ کی اطراف مین ہے -

یاد شیخ جلال محمد قادری

آپ کی پیدائش دہلی کی ہے - ظاہری علم کی تحصیل کے واسطے گجرات کی طرف چلے گئے تھے - تمام فنون متداولہ - اور علوم درسیہ تحصیل کئے - اس کے بعد خدا شناسی کا ولولہ دل سے جوش کر اٹھا - رہنما رشد کی تلاش ہوئی - اُن ایام مین شیخ بہاء الدین انصاری ملتانی شہر سندو (مانڈو) مین تھے اُن کی - فیض بخشی کا شہرہ آپنے سنا - کان کھڑے ہوئے - ناچار گجرات سے سندو مین آکر بہائیہ مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے - اور چند سال شیخ انصاری کی خدمت مین رہکر دانش و بینش کا حصہ لیا - جب آپکے پیر - حاکم مالوہ سلطان محمود خلجی سے رنجیدہ ہوئے - تو آپ نے بہی پیر کے ساتھہ دولت آباد دکن کا عزم کیا - یہان پر نالکار نفس کی

کی لڑائی مین کمال کوشش کرکے فتح حاصل کی - بعدہ لوگون کی ہدایت کے واسطے برہان پور مین رہنے کی اجازت مانگی - اور ملی - جب سفر حجاز کو گئے - تو دل مین یہ ٹھانی - کہ اگر زندہ واپس آؤن گا - تو جس شہر مین رہنے کا حکم ہوا ہے - اُسی شہر مین قیام کے واسطے بستر جما دون گا - اتفاقاً اثنائے راہ مین دستون کی بیماری لاحق ہوئی - جس نے آپ کو ہمراہیون کے ساتھ چلنے سے باز رکھا - بے علاج قافلہ سے تنہا - اور آبادی سے دور ایک جنگل بیابان مین رہ گئے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین - ایک شتر سوار - اوگھٹ راستہ سے آنکلا - اور بیمار کا مقصد پوچھنے لگا - کیفیت عرض کی گئی - پھر آپنے شتر سوار کے کہنے کے بموجب آنکھین بند کرلین - شتر سوار نے ہاتھ پکڑ کر اونٹ پر سوار کرالیا - اور جلدی سے اُتار دیا - جب آنکھ کھولی - تو آپنے اپنے تیئن منا کے بازار مین پایا - نہایت خوشی ہوئی - اور کمال عجز و نیاز کا اظہار کیا - چند روز بعد جو لوگ ہمراہی مین تھے - وہ بھی پہونچ گئے اور آپ کے پہونچنے کی سرگذشت سنکر کمال حیرت ہوئی - القصّہ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرکے ہند کی طرف معاودت فرمائی - اور برہان پور مین آکر گھر بھی بنایا - اور خانقاہ بھی تعمیر کی بہت سے لوگون کو ہدایت کرکے الٰہی معرفت کے درجہ کو پہونچایا -

کہتے ہین - ایک رات پیر نے خواب مین فرمایا - شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا خرقہ جو مجکو پہونچا تھا اور وہ اب تمہارے پاس امانت ہے - اُس خرقہ کو بعد مین فلان روز شیخ محمد ملتانی کو پہونچا دو - جو ہمارے خاص خلیفہ ہین - چونکہ تین شبانہ روز کی مدت مین تین سو کوس کی مسافت طے کرنے کی گنجایش نہین تھی - لہٰذا بجائے پاٶن کے بازوئے ہمت پرواز مین ڈالا اور غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ کی طاقت ظاہر فرمائی - پالکی والے کہار کہتے تھے - کندھون پر پالکی کو - اور زمین پر پاٶن کو مس نہین ہوتا تھا - سلیمانی تخت کی طرح ہوا مین نہایت سبک چلی جاتی تھی - وقت معینہ سے پہلے جہان پہونچنا تھا - جا پہونچے - اور تھوڑے عرصہ مین برہان پور کو لوٹ آئے -

شاہ شہباز کے خلیفہ شیخ جلال متھو کو ایک رات ایسا معلوم ہوا - جوق جوق فرشتے آسمان سے زمین پر آرہے ہین - دریافت کیا - کس کام کے واسطے مامور ہوئی ہے - فرمایا - شیخ جلال کی روح مقدس کے استقبال کے واسطے ہم بھیجے گئے ہین - شیخ جلال متھو نے اپنے تیئن مطلوب سمجھکر علی الصباح واپسین سفر کی تیاریان شروع کردین - اِسی اثنا مین ایک دوست آئے - اور بیان کیا - آج رات کو عالم قدس کے باشندون نے مجھے

لہ اُس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی (راہ) ہوتی اور اسی طرح اُس کی شام کی منزل مہینے بھر کی (راہ ہوتی) ۱۲

شیخ جلال محمد قادری کی رحلت کی اطلاع بخشی ہے ہنوز کلام انجام کو نہین پہنچا تہا کہ ایک شخص مجلس مین ایا - اور شیخ جلال محمد قادری کے واصل حق ہونے کی خبر بیان کی - تاریخ تیئسوین ربیع الاول ۹۴۸ ہجری سنہ نوسو اٹہائیس تہا آپ کی قبر برہان پور کے بازار مین مقدر تہی - کہ بنائی گئی -

یاد شیخ احمد نارنولی

آپ شاگرد اور نیز مرید شیخ حسین ناگوری کے - اور فرزند قاضی مجد الدین کے ہین - جو قاضی شمس الدین کے پوتے تہے - نسل مین امام محمد شیبانی کو پہونچتے ہین - جو امام اعظم ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے دوست تہے - کہتے ہین شیخ احمد سات بہائی تہے - جو تمام - علم - اور پرہیزگاری کا لباس رکہتے تہے - لیکن علم عمل - عمر - اور عبادت کے اعتبار سے سب مین زیادہ بزرگ آپ ہی ہین - سولہ برس کی آپ کی عمر تہی - کہ زمانہ کے تمام علما پر علمی بحث مین آپ غالب تہے اور دولت مندون کی محفل مین بالا نشین تہے - اٹہارہوین سال مین رسمی طور پر بیعت کر کے مجلسون مین بیٹہنا - اور مباحثے کرنا ترک کر دیا - اور گوشہ نشینی کے ارادہ پر اجمیر مین آ پہونچے - روز مرہ آدہی رات کے وقت خواجہ معین الاولیا کے روضہ پر جایا کرتے تہے - یو ہنی اعجاز سے دروازے کہل جاتے تہے - اور اُس وقت سے لیکر چاشت کے وقت تک سوائے ورد - دعا - نماز نفل - اور نماز فرض کے کوئی کام نہین کرتے تہے - نہ کوئی حرف زبان سے نکالتے تہے - اس کے بعد سونے کے وقت تک درس - قیلولہ - نماز فرض - اور مستحب - دعا خوانی - وعظ گوئی - اور تفسیر مین مشغول رہکر ایک پلک مارنے کی فرصت بہی اپنے اوپر جائز نہین سمجہتے تہے -

القصہ - اسی طرح پر ستر برس اُس جگہہ گزارے - ہجری سنہ نوسو بالیس مین جب کہ آپ کی عمر نوے کو پہنچی تو خواجہ معین الاولیا کی طرف سے اطلاع ملی - کہ اس شہر پر ایک عظیم آفت آنے والی ہے - لہذا آپ اپنے مریدون کا گروہ ساتہہ لیکر رانا سانکا کے حادثہ سے سات روز پیشتر بہ ترک سکونت نارنول مین جا پہونچے - تین برس بعد الہ دین مجذوب سر راہ آپ کے مقابل ہوئے - اور کہا - احمد - دوڑو - عنقریب پیغام طلب آتا ہے - ناچار آپ سرگردان اور پریشان ناگور پہونچے - دوسرے سال پچیسوین صفر ہجری سنہ نوسو تالیس مین عالم علوی کو کوچ فرما گئے -

غوث الاولیا کی تصنیفات سے کچہہ ارادہ ہین - اُن مین صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہین - جس زمانہ مین کوہستان چنار مین رہکر نفس کے ساتہہ مین بہاری لڑائی کر رہا تہا - اُس زمانہ کا ذکر ہے - مینے خواب مین دیکہا - شیخ شرف احمد یحیی منیری - بہار اور بنگالہ کے مشایخ کبار کا گروہ ساتہہ لیے ہوئے - دریاے گنگا کے کنارہ کہڑے ہوئے ہین - اور اس درویش کو بلاتے ہین - جب خواب سے بیدار ہوا - تو ملازمت مین حاضر ہوا - ارشاد ہوا -

ناگور تک تم ہماری ساتھ چلو میتے بہانہ کیا۔ تو قبول نہین ہوا۔ فرمایا۔ آج قطب زمان شیخ احمد مجید خلیفہ شیخ حسین ناگوری نے عالم علوی کو کوچ فرمایا ہے۔ اور حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام نماز جنازہ کے واسطے تشریف لائے ہین۔ مشایخ کے پہونچنے کا انتظار دیکھ رہے ہین۔ یہ تقریر سنکر مزید انکار کی گنجایش نہین رہی۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا۔ اور ہو کہا۔ ہم فوراً دہلی مین پہونچ گئے۔ اُس صوبہ کے مشائخ وہان منتظر تھے سب نے فراہم ہو کر ایک ساتھہ ھُو جو کہا۔ تو اپنے تئین ناگور کی حدود مین پایا۔ ناگاہ حوض برتلے کے کنارہ ایک تابوت نظر آیا۔ جس کے نزدیک سرور انبیا علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بزرگان مشرق و مغرب گروہ کے گروہ کھڑے ہوئے تھے۔ اِس درویش کو اولین صف مین بلایا۔ اور شیخ فریدالدین عطار کی طرف ارشاد ہوا۔ کہ اپنے فرزند سے کہو۔ کہ امام بنے۔ کمال ادب اور ڈر سے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا۔ عرض کیا گیا۔ یہ ڈرتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ذی جسم اس جگہہ ہے بھی نہین۔ فرمایا۔ کہو۔ امامت کرے۔ مینے عرض کیا۔ نماز جنازہ کی نیت اور دعا مجکو اچھی طرح معلوم نہین ہے۔ یہ ناواقفیت کا عذر بھی حضور مین پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ جنازہ کی نماز مین کسی خاص نیت اور دعا کی شرط نہین ہے۔ بس توجہ اور تکبیر کافی ہے۔ اس پر درویش نے ترکیب کی تعلیم کے لئے التماس کیا۔ فرمایا۔ کہو الصلوٰۃ للہ والثواب للمیت اللہ اکبر۔ اور ہر بار آنکھیں بندکرو۔ اور کہو لو۔ اور اللہ اکبر کہو۔ یہان تک کہ چار تکبیرین پوری ہو جاوین۔ مینے حکم کی تعمیل کی۔ جب آپ کو سپرد گور کر دیا تو رسول خدا نے تحفہ سلام درویشان حاضر و غائب کو پہونچا کر۔ کوچ فرمایا۔ شرف الاولیا نے میرا ہاتھہ پکڑا۔ اور اپنے تکیہ مین لے آئے۔ جب آنکھہ کہلی تو اپنے تئین معمولی جگہہ پر پایا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بزرگی مین کسی شخص کو کلام نہین ہے۔ آپ اپنے پیر کی طرح خاندان نبوی علیہ السلام کی محبت مین گویا سرتھے۔ ربیع الاول مہینے کے اولین بارہ روز مین۔ اور محرم مہینے کے اولین دس روز مین ماتمین کی طرح نیلا اور دُہلا ہوا کپڑا نہین پہنا کرتے تھے۔ اور سوگوارون کی طرح زانو پر سر۔ اور سر پر ہاتھہ رکھے ہوئے۔ نوحہ اور نالہ کرتے رہتے تھے۔ اور کہانا اور شربت جو کچہ ہاتھہ سے بن پڑتا تھا۔ درویشون کو اور یتیمون کو دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی سید کے مقابلہ مین شرعی دعویٰ پیش کرتا تھا۔ تو آپ منت اور سماجت کے ساتھہ ایسی صورت پیدا کرتے تھے۔ جس مین سید کی جانبداری نکلتی ہوتی تھی۔ اور کہا کرتے تھے۔ سادات کے ساتھہ از روئے مروت پیش آنا چاہیئے۔ نہ از راہ شریعت۔ آپ کی خوابگاہ سلطان التارکین حمید الاولیا کے روضہ مین اپنے پیر بزرگوار کے مزار کے تحت مین ہے۔

یادشیخ عبدالوہاب

آپ بخاری - ملتانی - اور سید جلال سُرخ کی نسل سے ہین - جو مخدوم جہانیان کے جدامجد تھے - کہتے ہین - سید جلال بزرگ کے دو بیٹے تھے - سید احمد - اور سید محمود - مخدوم جہانیان سید محمود کے بیٹے ہین - اور آپ اولین بیٹے (سید احمد) کے پوتون مین سے ہین آپ کو دوبار سفر حجاز کے ذریعہ سے ارکان حج ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا - اولاً ملتان سے - اور دوسری دفعہ دہلی سے - سلطان سکندر لودہی کے زمانہ مین اپنے وطن سے دہلی مین آکر - گھر بنالیا - اور گھر والی بھی ہم پہونچائی - آپ کے ایک لڑکا تھا مجذوب **ابوالغیث** نام - جو کچھ اُس کی زبان سے نکل جاتا تھا - فرمان روائے تقدیر اُسکو راستی کے قالب مین ڈہال دیتا تھا - پدر بزرگوار لودہی کی ترقی اور سلامتی کی خواہش رکھتے تھے - اور اس مین کوشش کیا کرتے تھے - ایک روز مجذوب لڑکے نے باپ سے کہا - بابا بے فائدہ کوشش - اور ناشکور سعی نہ کیجئے - کیونکہ امسال کیا سلطان - اور کیا مین اور آپ غرض کوئی بھی اس جگہہ رہنے والا نہین ہے - کہتے ہین - اسی سال ظہیر الدین بابر بادشاہ نے دہلی کی طرف چڑھائی کی - لودہی کے لشکر اور چغتائی سپاہ کے درمیان مین بڑی بھاری لڑائی ہوئی - اس مین سلطان سکندر مع بہت سی فوج کے میدان لڑائی مین مارا گیا - اور یہ دونون شخص بھی ایزدی حکم کے بموجب اسی سال مین - کہ ہجری سنہ نوسو تیس تھا - عالم صورت سے رخصت ہوئے اور مجذوب کا قول سچا ہوا - خوابگاہ شیخ عبداللہ قریشی کے مزار کے برابر مین ہے پرانی دہلی کی صدود مین -

یادشیخ سالار ناگوری

آپنے بامداد توفیق - تحقیق کے واسطے جہان پیمائی کی - اور اسی ذریعہ سے عبرت اور تجربہ حاصل کیا تھا ایران اور توران مین پہونچکر کتابی فنون - اور ضروری علوم - بزرگان وقت سے تحصیل کئے - لوگون کو بہت کچھ فیض پہونچایا - بالخصوص مخزن جواہر علوم و اسرار شیخ مبارک نے آپ کی خدمت سے آلہی معرفت مین اعلیٰ درجہ حاصل کیا تھا **مصرع** مقام روح قدسی جان اوباد شیخ مبارک نے اپنی بعض تصنیفات مین آپکے حالات موقع موقع سے لکھے ہین - اِن تمام حالات کے واسطے یہ مختصر رسالہ گنجائش نہین رکھتا ہے -

یادشیخ جمال بہتہری

بہتہری ایک موضع ہے احمد نگر دکن کا - آپ سید حسین حسینی قادری کے فرزند ہین - آپ کے بزرگان سلف غوث العرفا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین - آپکے پدر بزرگوار ہرمز کے راستہ سے دکن مین آئے

تھے - اور بھکری کے اندر پیرن کر قیام کیا یہان تک کہ رحلت فرما گئے - اُس وقت شیخ جمال خرد سال تھے - چونکہ اس موضع مین آپ چھوٹے سے بڑے ہوئے تھے - لہذا نام موضع کے ساتھ نامزد ہوگئے - سلطان بہادر گجراتی جس سال دکن مین آیا تھا - اُسی سال مین اُسنے شیخ سے ملاقات کا بھی ارادہ کیا تھا - مگر یہ چاہا - کہ شیخ مجکو تعظیم دین - شیخ کا حال یہ تھا - کہ دنیا کے ساتھہ دلبستگی رکھنے والون کے لئے - تعظیم کو جگہہ سے اُٹھا نہین کرتے تھے - لہذا آپنے سلطان کے آنے پر تعظیم نہین دی - بدستور بیٹھے رہے - جب سلطان آپ کی خدمت سے لوٹا - تو ندیمون نے دریافت کیا - کہ خیال تو یہ تھا شیخ - شاہنشاہی تواضع کے واسطے اپنی جگہہ سے اُوٹھین گے - اس اندرونی خیال کا ظہور کیون نہین ہوا - سلطان نے جواب دیا - کہ داہین اور بائین دونون طرف سے دو فقیر میرے اوپر حملہ کے واسطے نظر ڈال رہے تھے - اور نیز آپ کا فروغ دیدار میرے شعلہ غضب کو پست کرتا تھا - اس سبب سے میرے دل مین ایسا ڈر بیٹھا جس کا بیان نہین ہوسکتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے - کہ سلطان واپس ہوتے وقت آپ کو کمال عجز و انکسار کے ساتھہ گجرات مین لایا - اور احمد آباد مین گھر اور خانقاہ بنا دی - آپکے پانچ بیٹے مشہور تھے - **امین اللہ - یتیم اللہ - صوفی - حسین اور بدر الدین** - تیم اللہ کو سید غیاث الدین کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کردیا تھا - یتیم اللہ ایک عالم آدمی تھے - درس دیا کرتے تھے - اور باپ کے جانشین بھی ہوئے - **راقم** بھی ہجری سنہ ایک ہزار تین مین بمقام احمد آباد اُن کے ملازمت سے مشرف ہوا تھا - کم و بیش پانچ برس بعد سنا - کہ وہ عالم علوی کو کوچ فرما گئے

مصرع یاد اجمال دوست ضیا بخش چشم او -

یاد سید حسینی

آپ عرب زادہ ہین - جس زمانہ مین راناسانکا نے چندیری کی لوٹ مار کی تھی - اُس زمانہ مین اہل اسلام کو آفت کا دن دیکھنا اور تکلیفات کی زمین پر بیٹھنا نصیب ہوا تھا - اور ہر ایک ملک مین دربدر بینوایانہ پھرتے تھے - اس زمانہ مین آپ اپنے وطن سے گجرات مین آئے ہوئے تھے - چندیری کا حال سنکر شکستہ دلون کی امداد کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوئے - جب دسور (مندسور) مین پہونچے - تو ایک مقام پر پانی کے کنارہ ایک راجپوت مسواک کر رہا تھا - اس حالت مین راجپوت کی نظر درویش پر پڑی - آپ کے ہمراہ دو شخص اور بھی تھے آپ نے راجپوت کی طرف رخ نہ کیا - پیکر پرست مذکور برہم ہوکر واہی تباہی الفاظ بکنے لگا - آپ کو سننے کی تاب نہین ہوئی اُس راجپوت کے سامنے ایک تلوار رکھی تھی - فوراً آپنے وہ تلوار اُٹھالی - اور راجپوت کا سر تن سے جدا کردیا - جب

یہ کیفیت راے گنگو ٹر گوجر کو معلوم ہوئی - جو رانا کا امیر اعظم اور دسور (مندسور) کا جاگیردار تھا - غضبناک ہوا - اور لوگوں کو مامور کیا - ملازمین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو سنگسار کر کے شہید کر دیا - اسی رات کو مذکورہ بالا گوجر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا - کہ کئی دفعہ اپنے تخت سے زمین پر اوندھا گرا - جب صبح ہوئی - تو اس نے چند اشخاص اس غرض سے روانہ کئے - کہ مسلمانوں کے آئین و مذہب کے بموجب مقتولوں کو دفن کر دیں - چنانچہ تعمیل کی گئی - آپ کی خوابگاہ اسی بہشت نما زمین میں ہے -

یاد شیخ علاء الدین عیسیٰ دہلوی

آپ حضرت گنجشکر کے پوتوں میں سے ہیں **قدس اللہ تعالیٰ سرہما** - تمام علوم متداولہ شیخ سماء الدین کنبو کے مدرسہ میں تحصیل کئے تھے - جو علماے وقت میں سب سے زیادہ عالم تھے - اور باطنی علم کی تکمیل شیخ ابوالفتح ہانسوی کی خدمت اور بیعت سے تھی شیخ ابوالفتح ہانسوی شیخ جمال ہانسوی کی نسل سے مشہور ہیں - جب آپ بیان فرمایا کرتے تھے - تو مختلف مذاق اور مختلف وجوہ کے ساتھ قرآن پاک کی تفسیر فرمایا کرتے تھے - **الغرض** آپ روحانی کمالات کے ساتھ بغلگیر پایوں کئے - ہمدوش تھے - آپ کے فرزندوں میں سے دو شخص درویشی میں مشہور ہیں -

ایک **شیخ کمال الدین عجائب** ہیں - انہوں نے علم کے کئی عمدہ عمدہ متعارف - رسالے تغلق خان کی خدمت میں پڑھے تھے - اور نیز علم باطن سے بھی مستفید تھے - شیخ کمال الدین کے بھی دو بیٹے تھے - **شیخ رکن الدین** اور **شیخ حاجی شطاری** دونوں خداشناس اور باطناً فارغ البال تھے اپنے عم مکرم شیخ زکریا کے ہمراہ شیخ ولی شطاری کی خدمت میں رہ کر اخروی کمالات حاصل کئے تھے -

دوسرے **شیخ بہاء الدین زکریا** - ہیں - سلسلہ شطاریہ کے نامور بزرگوں میں سے ہیں - راہ تحقیق کے سلوک میں بہت کچھ ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا - شیخ عبد القدوس حنفی چشتی کی صحبت سے اور نیز دیگر مشائخ وقت کی صحبت سے فیض و فائدہ حاصل ہوا تھا - شیخ محمد مودود لاری کے درس میں تصوف کی کتابوں اور حقائق کے مشہور رسالوں کے پڑھنے میں آپ شیخ امان اللہ پانی پتی کے شریک تھے ہجری سنہ نو سو ستر میں جہان فانی سے رخصت ہوئے - پیر محمد خان شروانی اس زمانہ میں بڑے مقرر عالم تھے - عرش آستانی اکبر شاہ کے دربار میں بھی امراے اعظم میں شمار تھا - باوجودیکہ مولوی شروانی فقرا کے گروہ کو بیکار سمجھتے تھے - مگر شیخ زکریا کے ساتھ مخلصانہ اعتقاد ضرور رکھتا اور ان کے محفلیں شیخ زکریا کی تعریف سے خالی نہیں ہوا کرتی تھیں -

یاد شیخ محمد ابن خواجہ تاج الدین محمد قدس سرہما

آپ علما اور عقلا ے زمانہ مین سرآوردہ تھے۔ طریقت کے سلوک مین بہی ایسا عالی مرتبہ پایا تھا۔ کہ اپنے جد بزرگوار گنجشکر کے زمانہ کی روح روان شمار کئے جاتے تہے۔ احمد آباد مین سلطان مظفر گجراتی جمیع علوم مین کامل دخل رکہتا تہا۔ اُس کے آپ مصاحب تہے۔ تاج العلما کا لقب ملا تھا۔ ہجری سنہ نوسو اکتیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے۔ قبر احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ محمد مودود لاری

آپ بابا نظام ابدال کے مرید۔ اور مولانا عبد الغفور لاری کے شاگرد ہین۔ قبر آپ کی شہر پانی پت مین شیخ امان کی قبر کے متصل ہے۔ شیخ امان علم تصوف مین آپکے شاگرد تہے۔ قدس اسرارہم۔ تجرید اور تفرید کے میدان مین آپ کا پانون استحکام کے ساتہہ جما ہوا تہا۔ وحدت اور توحید کے اقسام سے کلی واقفیت تہی۔ وجد اور اسرار وجد کے صحیفے آپکے مطالعہ سے نکل چکے تہے۔ کہتے ہین۔ باطنی پرورش آپ کو مولانا عبد الرحمن جامی سے تہی۔ ظہیر الدین بابر بادشاہ کے زمانہ مین **طالب شراہ** آپ ہند مین آئے۔ اور دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ نشینی اختیار کرکے خوشی کے ساتہہ زندگی گزارتے تہے۔ پہر یہان سے آپ پانی پت چلے گئے تہے۔ اِس جنبش کے دو سبب تہے۔ (ایک) شیخ عبد الغفور پانی پتی کے فرزندون کی خواہش (دوسرا سبب) بالخصوص شیخ امان کی قبر کی محبت مخصوص۔ اور فتوحات کا درس بہت کچھہ دیا۔ اور اِن کتب کی مشکلات۔ تعلیقات اور حواشی کے ذریعے سے حل فرمائین۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام عمر ظاہری اور باطنی علوم کو درس مین گزاردی۔ ہجری سنہ نوسو سینتیس تہا۔ کہ رمضان مہینے مین عالم وحدت کے کوچ کا عزم فرمایا۔ اور کثرت کی کہنہ سراے سے خیمہ اُٹہاکر باہر جا گاڑا۔

یاد خواجہ خانون علا تاج ناگوری

آپ کی قبر گوالیار مین ہے۔ آپنے ناگور سے نکل کر اس شہر کو اپنا وطن بنا لیا تہا۔ آپ کی مقدس روح عنصری جسم کے ساتہہ شامل ہوکر ہجری سنہ آٹہہ سو تر مین مین عالم دنیا مین آئی تہی۔ اسی اور سات ستاسی برس صورت خانہ تقدیر کا نظارہ کیا۔ مگر پابندی علاقہ سے آزاد رہے۔ اور ہر ایک کا حفظ مراتب ملحوظ رکہکر۔ دل کو مصور حقیقی کے مشاہدہ سے منور رکہا۔ ہجری سنہ نوسو چالیس مین۔ نقش ہستی۔ چار دیوار عناصر سے مٹا کر سلیم دل اور مطمئن خاطر کے ساتہہ حضور قدس کو روانہ ہوگئے۔ آپ شیخ اسمٰعیل کے خلیفہ ہین۔ جنہون نے طریقت کے تمام مقامات

اور سلوک کی کل منزلین طے کر کے - اپنے پدر بزرگوار خواجہ حسن سرمست سے خلافت پائی تھی - خواجہ حسن سرمست توحید اور تصوف کی مجلس مین پرانے میگسار تھے - اجازت رہنمائی - اپنے والد ماجد شیخ سالار فاروقی سے رکھتے تھے شیخ سالار - کعبۂ تحقیق کے مسافرون مین قافلہ سالار ہین - اجازت ہدایت خواجہ اختیار الدین عمر سے ملی تھی - خواجہ اختیار الدین اپنے زمانہ کے اکثر مشائخ مین برگزیدہ تھے - خرقۂ خلافت - خواجہ محمد سعدی سے پایا تھا - خواجہ محمد سعدی شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ اور نائب اعظم ہین قدس اللہ اسرارہم -

شیخ معروف دہاروال نے اپنے شجرہ مین لکھا ہے - کہ خواجہ خانون کو خرقہ خلافت شیخ حسین ناگوری سے بھی ملا تھا - جو تین واسطہ سے سلطان التارکین شیخ حمید الدین سوالی ناگوری کو پہونچتے ہین -

کہتے ہین ضعیفی نے بہت ہی آدبایا تھا - اسواسطے آنے والون کی تعظیم کے لئے کم اٹھا نہین کرتے تھے - جب وجہ دریافت کی گئی - تو فرمایا - ضعیفی کی سستی تعظیم سے باز رکھتی ہے - اور تکلیف کے ساتھ بعض کے لئے تعظیم مخصوص کرنا - درویش کے مناسب حال نہین ہے مصرع ع فیض الیشان بجان ما برسان -

یاد شیخ بہول

آپ کا لقب فرید الدین احمد - اور خطاب جہانگیر ہے غوث الاولیا کے بڑے بھائی - اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ ہین - بے نہایت لوگون کے دل آپ کے پنجہ تصرف مین تھے - شاہ سے درویش تک اور بڑے سے چھوٹے تک ایک زمانہ آپ کی خدمت مین مریدانہ زانو تہ کرتا تھا - اقسام دعوت بہت کچھ یاد تھین - آپ کی ظاہری خواہشین - اور باطنی قوتین دوئی کے سنگ لاخ سے نکلی ہوئی تھین - اور وحدت کے سبزہ زار پر خرامان خرامان پہرا کرتی تھین - دو جہانی کمالات آپ کو حاصل تھے - اُخروی اعمال اور دنیاوی مآل یہ دونون چیزین آپ کے حصہ مین آئی تھین - جنت آشیانی ہمایون بادشاہ آپ کا مرید تھا - اِن ایام مین مولانا جلال الدین متوی بڑے صاحب عقل عالم تھے - ہمایون بادشاہ کے اُستاد - اور ہمایونی سلطنت کے صدر الصدور تھے نیز اُن کو سہروردیہ سلسلہ سے کافی حصہ ملا تھا - اور نیز انہین ایام مین ایک بزرگ مولانا محمد فرغلی تھے نقشبندیہ خانوادہ مین بیعت و تلقین کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا - اِن دونون اصحاب نے مجبورانہ اتباع ہمایون کے سبب سے اور نیز جہانگیری تصرف کا اثر مان کر از سر نو آپ سے بیعت کی تھی - اُس زمانہ مین بہت سے علما اور فضلا آپ کے مرید ہوئے - ہجری سنہ نو سو سینتالیس مین شیر شاہ سور نے فتح پائی - اُس وقت صدر الذکر دونون کامل اور اُستاد وقت نواح قنوج مین گمنام ہو گئے - آپ فرماتے تھے - شیخ فنسا ابعد بنگالی میرے

بھائی شیخ محمد - اور فقیر بھول - ہم تین آدمی چینار - کے کوہستان مین ریاضت کے ارادہ پر آئے تھے - وہان کے باشندون نے بیان کیا - کہ دوسو برس ہوئے - ہم اپنے بزرگون سے مسلسل سنتے چلے آتے ہین - اِس غار مین ایک درویش گوشہ گزین ہین - اور مشغول بخدا ہین - ہم مین سے کسی کو اندر جانے کی طاقت نہین ہے - جو اُن کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر لا دے - یہ سنکر ہم تینون آدمیون نے تلاش کے واسطے اُس غار مین قدم رکھا - جب ہم دو منزل کی برابر راہ چل لئے - تو وہان پر ہمنے ایک پیر کو مراقب دیکھا - کہ اُسنے اپنی نورانی پیشانی سجادہ پر رکھ چھوڑی ہے وہ پیر ہمارے پہونچنے سے آگاہ ہوا - اُٹھا - اور نہایت ترحم کے ساتھ آگے بڑھا - بہت کچھ مرحبا اور التفات کے ساتھ پیش آیا - اور ہر ایک کو ایک جداگانہ خطاب سے سرفراز کیا - مجکو جہانگیر - بھائی کو غوث اور فضل اللہ کو اہل اللہ کہا - اسرار وحقائق اپنی تقریر مین ظاہر کر کے آنے والون کو آگاہ کیا - اور اصل حقیقت پر اطلاع بخشی - اس کے بعد جلدی سے خلوت مین گھس گیا - تھوڑی دیر بعد ہم لوگون نے واپس آنے کی اجازت مانگی - جواب کہان سے آتا - وہ تو واصل حق ہو چکا تھا - اِس سفر کا سامان اُس غار مین مہیا کر رکھا تھا - ہمنے اس سامان کو کام مین لا کر نعش سپرد خاک کی - شیخ بھول کی خوابگاہ - قلعہ بیانہ کی حدود مین ہے - ایک بلند پہاڑ پر - ایک قبر ہے نشاط انگیز اور روح افزا -

یاد سید معظم

آپ ترمیذ کے سادات مین سے ہین - اور خوابگاہ کالپی ہے - سلطان سکندر لودہی کا زمانہ تھا - کہ آپ کے بزرگون نے ہند مین آ کر کالپی مین بود وباش اختیار کی تھی - آپ کے وقت مین آپسے زیادہ کوئی بزرگ شہر مین نہ تھا آغاز ہوش سے رسمی علوم پر کبھی دل نہاد نہین ہوئے - البتہ قرآن مجید کی تلاوت سے ضرور دلبستگی رہی - آپ کا ظاہر پرہیزگاری کے ساتھ آراستہ - اور باطن ایزدی تجلیات کے ساتھ منور تھا - آپ کا پانون - تلاش روزی کے راستہ مین کبھی نہین چلا - اور درہم کبھی آپ کے ہاتھ کا ناخن بن کر نہین رہا - اگر ایسا نا ہم پہونچ گیا - تو آپنے اُس کو حاجت مندون کے نام زد کر دیا - دل توکل کو - اور تن تسلیم کو حوالہ کر کے - جو کچھ ضرورت ہوئی - وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ[۵] اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ کے خزانہ سے لیا - جو کچھ کہا - سوچ کر کہا - اور جو کچھ کہہ دیا - اُس کے بعد کہنے کے برخلاف بہت کم عمل کیا - باوصف اس قدر بے سببی کے دولتمندانہ خرچ تھا - دو بیٹے چھوڑے سید محمد اور سید احمد آخرین جوان کوچ کر گئے - اور اولین باپ کے جانشین ہوئے مصرع سیاوت بالولادت ہم قرین داشت

---

[۵] اور جتنی چیزین ہین - ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین ۱۲

یادشیخ ابراہیم ابن عمر سندھی

آپ کی ابدی آسائش گاہ - برہان پور کی حدود مین قطب شمالی کی طرف بنائی گئی ہے - لوگون کے میل جول سے - اور دل لبھانے والی چیزون سے علیحدہ رہکر زندگی گزارتے تے - بعض کہتے ہین - قاضی قاضن سندہی کے ہم نشینون مین سے ہین - جنہون نے وحدت وجود کے بیان مین بہت سے بیش بہا جواہر اپنی زبان سے نظم کے تاگے مین پروئے ہین - اور نیز اُس کی دلیلین قایم کی ہین - اور بعض کا یہ قول ہے - کہ سید محمد جونپوری کے معتقدین مین سے ہین قدس سرہٗ جن کو اُن کے پیروون کا ایک طبقہ مہدی کرکے مانتا ہے - اور کہتا ہے - کہ ختم ولایت اور مہدویت کے دعوی پر سید محمد کافی دلیل رکہتے تے حاشا کہ اہل شناخت سے ایسا دعوی اور ایسی تصدیق - حالت سُکر کے سوا - صادر ہووے - اس قسم کی باتین کافی طور پر سید محمد صاحب کی یادداشت مین لکھی گئی ہین - اور نیز جہان کہین - تقریب آئی ہے - وہان ہر ایک جگہہ از روے عقل ونقل اُن کی بریت کی نسبت اشارہ کیا گیا ہے

یادشیخ مبارک بالادست

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونون جھنجانہ مین ہین - میر سید علی قوام سمانہ کے مرید ہین - جو شیخ بہاء الدین جونپوری کے خلیفہ تے قدس اسرارہم - ظاہری کمالات اور معنوی فضائل - آپ کی استعداد کو لازم تے - آپکی ملازمت سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے - جیسے شاہ الہ بخش گڈہ مکتیسری جو آپ کے بزرگ خلیفہ اور چشم و ہین - آپ کے خرق عادات کی گرما گرمی کا حال لوگ بہت کچہہ بیان کرتے ہین -

یادقاضی محمود ابن جایلدہ

دریائی بیرپوری

آپ کا نام شیخ حامد ہے - پیدایش احمد آباد گجرات کی ہے - وجد وعشق - اور سوز وگداز کے آپ مالک تے - سرود وسماع گویا آپ کی زندگی تھا - جس وقت اولیاء اللہ کے نزدیک اظہار کرامت مناسب اور ضروری ہوتا ہے - ایسے وقت مین طلسمی آثار کی نمایش آپ کے اقوال اور افعال سے بہت کچہہ وقوع مین آیا کرتی تہی - غلبہ عشق کے سبب سے ہمیشہ آپ کا یہ حال رہتا تہا - کہ اپنے حسب حال عاشقانہ مضمون باندہا کرتے تہے - ہندی عبارت مین اور ہندی مقامات مین دلپسند طرز ہوتی تہی - قوالون کی ایک جماعت آپ کی روش کو کمایچی کہتی ہے - اور یہ لوگ کمایچہ کی علامت سے اور نیز اپنے گانے کی خاص طرز سے ہند کے جملہ ارباب نشاط مین ممتاز ہین -

کسی قدر حالات آپ کے بیان کرتا ہون - بعض کے نزدیک آپ اپنے باپ کے مرید ہین - اور آپ کے پدر بزرگوار کو خرقہ خلافت شاہ عالم بخاری سے حاصل ہوا تہا - اور بعض اصحاب آپ کو بہی شاہ عالم بخاری کا خلیفہ

سمجھتے ہین- اور کہتے ہین- آغاز ہوش مین آپ کا قیام- شہر احمد آباد مین تہا- ہجری سنہ نوسو بیس مین بہ قصبہ بیرپور آئے- اور سکونت اختیار کرلی- یہ قصبہ مضافات احمد آباد مین ہے- مگر اس مین آدمیون کی بساوت کم ہے- آپ کی عمر گیارہ برس کی تہی- کہ آلہی طلب کا شوق دل مین پیدا ہوا- اپنے پدر بزرگوار سے خلوت نشینی کی اجازت لیکر- ایک جنگل تہا عمارت سے دور- وہان پر عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کیا- ہمیشہ چند روز بعد باپ کی خدمت مین حاضر ہوتے رہتے تہے- اور باپ کی گرامی صحبت سے استفاضہ کرکے پہر اپنے مقررہ حجرہ کو چلے جایا کرتے تہے- اسی طریق پر پچاس اور چہہ چہین برس گزار دئے- جب عمر سرشہہ سال کو پہونچی- تو تاریخ تیرہوین ربیع الثانی کو کہ ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو تہے- عالم علوی کا عزم کرکے سامان زندگانی اس ملک فانی سے باندہے گئے-

روایت ہے،- آپ کے جد امجد کا نام قاضی محمد تہا- جب قاضی جی کی صالحہ بی بی کے علی الاتصال چہہ لڑکیان ہوئین- تو قاضی جی کو لڑکے کی خواہش ہوئی- تاکہ نسل محفوظ رہے- قاضی جی کی بی بی نے قبل اس کے- کہ یہ ذکر دوسرے شخص کی زبان سے سنے خود اپنی دلی خوشی کے ساتہہ بالمشافہ شوہر کو اجازت دی- کہ دوسری عورت کے ساتہہ نکاح کرلیجئے- اور یہ بہی پیغام دیا- کہ دوسری عورت بیٹے کی نیت سے- کرنا آپ کو ضرور ہے اور مین بہی راضی ہون- قاضی جی نے جواب دیا- آج رات کو مین اس بات کا استخارہ کرکے خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حضور مین عرض کرون گا- اور پہر حضور کا جیسا حکم ہوگا- عمل مین لاؤن گا- مقصہ کوتاہ یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے خواب مین فرمایا- محمد- تم کو مبارک ہو- اسی پاک دامن بی بی سے تمہارے تین صاحب کمال لڑکے ہون گے- کسی عورت کرنے کی ضرورت نہین ہے- اور حرف (حا) علیحدہ علیحدہ تین جگہہ قاضی جی کے کف دست پر لکہدیا- اس بنیاد پر اولین لڑکے کا نام حامد دوسرے کا نام حماد- اور تیسرے کا نام حمید رکہا- اولین (حامد) قاضی محمود کے باپ ہین- رحمۃ اللہ علیہم

یاد مولانا عبدالکریم ابن عطاء اللہ نہر والی

آپ نامی علمائے شیراز مین سے تہے- سلطان محمود بزرگ کے زمانہ مین آپنے اپنی تشریف آوری سے احمد آباد مین شیراز کا ڈہنگ پیدا کردیا تہا- طبقات محمود شاہی آپ کی ہی فراہم کی ہوئی ہے- بہت سی عمدہ عمدہ تاریخون کو جیسے خلکانی اور یافعی ہے- نظر مین رکہکر طبقات کو لکہا ہے- آغاز کتاب آدم علیہ السلام کی آفرینش سے کیا ہے- اور سلطان محمود کے والپسین سفر تک کہ ہجری سنہ نوسو پندرہ ہے- انبیا-

اولیا۔ علما۔ شعرا۔ سلاطین ۔ وزرا ۔ اور امرا ان سب کے حالات عمدہ طرز کے ساتھ لکھے ہین ۔ اُمید ہے کہ جو اصحاب عقل وفہم کے ساتھ واقعات کی تواریخ پڑھنے کے شائق ہین ۔ اُن اصحاب کو یہ کتاب عبرت پیدا کریگی ۔ آپ کے ایک لڑکا تھا عطاء اللہ نام ۔ ماجراے گذشتگان سلف کے تتبع مین اپنے پدر بزرگوار کا پیرو تھا ۔ نام اور نامہ نے آپ کو مشہور کردیا۔ مصرع بادا مقام او شان للہ در قائل ۔

یاد سید ھبتہ اللہ

آپ از نام شاہ میر مشہور ہین ۔ ان بزرگ سادات مین سے ہین ۔ جو حسنی حسینی ہین خطہ شیراز کے بڑے علما مین تھے ۔ امیر صدر الدین محمد شیرازی کے ہم نشین اور ہم درس ۔ اور مولانا جلال الدین محمد دوانی کے ہم عصر تھے ۔ سلطان محمود بزرگ کا زمانہ تھا ۔ کہ شیراز سے سوے گجرات مین آئے ۔ اور چانپانیر مین ۔ جو یہان کے سلاطین کا پُرانا دار الخلافتہ ہے ۔ قیام کیا ۔ آپ سیادت اور فضیلت کے نیر اعظم تھے ۔ اِس نیر اعظم کے طلوع سے زمین گجرات برج فلک بن گئی ۔ اور طلبا کے ہاتھون مین علم کے خزانون کی کنجیان آئین آپ کے کئی بیٹے تھے ۔ جو فاضل اور اوصاف حمیدہ سے موصوف تھے ۔ آپ نے علم ہیئت کے اندر ایک فارسی شرح اثناے درس مین بیٹون کے واسطے ہی لکھی تھی ۔ اِس کے سوا آپ کی تصنیفات اور بھی ہین جیسے (۲) اسنی الکواشف فی شرح المواقف (۳) لوامع البرہان فی قدم القرآن ۔ (۴) محاکمہ شرح شمسیہ (۵) علم حدیث اور اصول حدیث مین ایک رسالہ سودمند لکھا ہے ۔ جو مشکل کشا اور جمیع اقسام حدیث کو جامع ہے ۔ آپ کی جملہ تصنیفات کو علماے زمانہ نے پسند کیا ہے ۔ خدا کرے ۔ آپ کی تالیفات کے طفیل مین اس گلزار کو بھی مقبولیت کی شادابی نصیب ہو ۔ آپ کے سب لڑکے سعادت مند تھے ۔ ان سب مین فرزند رشید **شاہ کمال الدین محمد** ہین ۔ جن کو دونون جہان کے کمالات حاصل تھے ۔ ان کے بھی بیٹے اور بھتیجے ہین ۔ سب مین بڑے **شاہ ابو تراب** ہین ۔ شاہ ابو تراب کو ہجری سنہ نوسو بیاسی مین شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے میر حاجی کا خلعت عطا فرمایا تھا ۔ اور بہت سا سامان خیرات دیکر حرمین شریفین کو روانہ کیا تھا ۔ شاہ ابو تراب اِس اعلی سعادت سے مشرف ہوگئے ۔ اور بعد زیارت حرمین لوٹ کر ہند مین آئے ۔ ہجری سنہ ایک ہزار پانچ تک زندہ رہے ۔ خوابگاہ احمد آباد مین ہے ۔ شاہ ابو تراب کے بھی ایک لڑکے ہین ۔ شاہ گدائی نام سپاہیانہ لباس مین سادات اور مشائخ کے طریقہ کی رعایت ۔ بقدر امکان کرتے ہین ۔ اور اس کو غنیمت سمجھتے ہین ۔ باوجودیکہ ان تمام سادات کے آبا واجداد کی سیادت صحیح ہے ۔ لیکن یہ تمام

سادات سلسلہ مغربیہ سے تعلق بیعت کا فخر رکھتے ہین - اور گجرات مین خانوادہ مغربیہ کو رونق دینے
والے مخدوم شیخ احمد کھٹو ہین - قدس سرہم -

یاد شیخ عبدالقدوس حنفی

آپ شیخ صفی الدین کی لڑکی کے فرزندون مین سے ہین - جو تمام علوم کے اصول اور فروع مین
یکتائے وقت تھے - بعض کی رائے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی صوفی کی نسل سے ہین - اور بعض کا گمان
یہ ہے حنفی اس سبب سے کہتے ہین - کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب رکھتے تھے شیخ محمد
ابن شیخ عارف - ابن شیخ عبدالحق کے مرید اور خلیفہ ہین - آپ کی تصنیفات مین سے ایک کتاب ہے - انوار العیون
جس کی ترتیب کی بنا سات فن پر رکھی ہے - اس کتاب کے اولین فن مین لکھا ہے - کہ بظاہر میری بیعت
مخدومی شیخ محمد سے ہے - لیکن مجکو زیادہ فیض اور ہدایت آپکے جد امجد شیخ احمد قدس سرہ سے پہونچی
ہے - ان کی تعریف بھی اس فن مین بہت کچھ کی ہے نیز شیخ عبدالقدوس کو درویش قاسم اودھی سے بھی
خلافت اور اجازت تھی - جو چشتیہ اور سہروردیہ خانوادہ مین بزرگ سلسلہ ہین - لوگون کی صحبت سے
اپنا دامن کھینچکر بیابانون مین اکثر بسر کیا کرتے تھے - اور غنودگی کو آنکھون مین آنے نہین دیتے تھے کسبی علوم
اور استعداد فنون - کہ عبارت کتابی تحصیل سے ہے - مدرسہ مین بہت کم پڑھے تھے - لیکن علم لدنی کے دروازہ
آپ پر کھل گئے تھے - کتب صوفیہ کو جیسے فصوص الحکم - عوارف - اور اصطلاحات کاشی ہین - مطالعہ
کے زور سے حل کرکے ہر ایک کتاب پر ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو چھیالیس مین سلطان نصیرالدین ہمایون شاہ - خراسان اور ہند کے
عالمون اور عارفون کی ایک جماعت ساتھ لیکر - استفادہ کے ارادہ سے آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا کرتا تھا - اس
جماعت مین مولانا محمد فرغلی اور مولانا جلال تتہ جیسے بلند لوگ ہوتے تھے - اُس وقت روحانی اور ربانی انجمن
گرم ہوا کرتی تھی - اور جو مشکلات کسی فن مین پیش آیا کرتی تھین - یا سلطان کے سوا جس کسی کو بھی تصوف کے
حقائق - اور طریقت کے سلوک مین دشواریان ہوا کرتی تھین وہ سب آپ کی تقریر و تلقین سے صاف ہو جاتی
تھین - اس اثنا مین بہت سی خرق عادات بھی ظاہر ہوا کرتی تھین -

آپنے ہجری سنہ نوسو پچاس مین عالم خاک سے عالم تقدس کو کوچ فرمایا خوابگاہ گنگوہ مین ہے - جو سرکار دہلی
سے متعلق ہے تین لڑکے چھوڑے - سب سے بڑے شیخ حمید الدین تھے - سب سے چھوٹے شیخ عبدالمجید

عبدالمجید جلیل عارف سجادہ نشین - اور رہنما تھے - اور منجھلے لڑکے شیخ رکن الدین محمد بھی اکابر وقت میں تھے - باوجودیکہ عمر ضعیف ہوگئی تھی - مگر سماع کے بغیر صبر نہیں کر سکتے تھے - مولانا عالم کابلی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے - میں ایک روز آپ کی ملازمت میں ایسے وقت پہونچا - کہ ہنگامہ سماع گرمی پر تھا جب وجد کا اضطراب ذرا فرو ہوا - تو مینے سماع کے روا اور ناروا ہونے کی بنسبت سوال کیا آپنے یہ بیت پڑھکر جواب دیا بیت

من گم شدہ ام مرا مجوئید	باگم شدگان سخن مگوئید

تمام سننے والوں میں بالخصوص مجیبہ نا تمام میں ایک عظیم تغیر پیدا ہوا - اور مجلس سماع از سر نو تازہ ہوگئی شیخ رکن الدین نے ہجری سنہ نوسو تراسی میں جہان فانی کو ترک کیا - ان کے فرزند شیخ احمد تھے - ایزد طلب خدا شناس - اور رسمی علوم کے اچھے عالم تھے - کہتے ہیں - آپ کا قول تھا - ہمارے خانوادہ کا پرانا قاعدہ ہے کہ اولاد لڑکوں کو ظاہری کمالات سے آراستہ کرتے ہیں - اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت کراکر قطبیت اور غوثیت کے درجہ کو پہونچاتے ہیں - شیخ احمد نے ہجری سنہ نوسو بہتر میں رحلت فرمائی - ان کے بیٹے شیخ عبدالنبی رسمی علوم سے آراستہ تھے - خاص کر علم حدیث میں اُستادان عرب سے سند صحیح حاصل کی تھی - اور عرش آستانی اکبر شاہ کی تمام قلمرو کے صدر الصدور تھے - دوبار سفر حجاز کو گئے - اور آئے - پچھلی دفعہ جو لوٹ کر آئے - تو صدارت کے درجہ سے اُتار دئے گئے تھے - اور شاہنشاہی عتاب ہوا تھا - اس سبب سے چند روز ان پر تنگی کے ساتھ گزرے - بالآخر منگل کی رات تاریخ تیرھوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اکیانوین کو بہ تعمیل حکم طلب رحلت فرمائی -

یاد شیخ فضل اللہ گجراتی

زمانہ سابق میں ترک وطن کر کے سفر کرتے ہوئے - جب رہتک میں آپ کا گزر ہوا - تو اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے - ناچار بود و باش اختیار کر لی - رہتک ایک قصبہ ہے مثل شہر کے - دہلی سے بیس کوس دور - آپ عالم متوکل - اور فانی فی اللہ تھے - کسی شخص سے کچھ نہیں لیتے تھے - کہتے ہیں - ایک سوداگر - آپ کے خاص مریدین میں سے تھا - ایک روز سوداگر مذکور نے اپنا تمام سرمایہ نذر کے طور پر لا کر پیش کیا - آپنے عذر فرما کر اُس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا - اور لانے والے کو بدستور واپس فرمایا - آپ کی رحلت - دسوین صدی کے اولین نصف حصہ میں ہوئی ہے - رحلت کے پیچھے چند روز تک کاربر خانہ جمعہ کی نماز کے بعد آپ کے مزار کے پاس حاضر ہو کر علمی مجلس کیا کرتے تھے - اور بہت سے دشوار مسائل آپ کے روحانی فیض سے آسان ہو جاتے تھے - اعتقاد صحیح - اس مشکل نما

مسئلہ کا حل کرنے والا ہے مصرع خوابگاہش مخزن اسرار دان۔

یاد شیخ نصیر الدین تمیمی انصاری

آپ کی زاد بوم ملتان ہے۔ آپ سپاہی درویش۔ یا درویش سپاہی تھے۔ جب اُس ملک مین شورش ہوئی تو مع اہل و عیال آگرہ مین آکر قلعہ مین گھر لے لیا۔ بہت عرصہ تک سپاہیانہ طور پر رہے۔ لیکن ہمیشہ رات کے وقت نماز تہجد غسل کر کے پڑھا کرتے تھے۔ زیادہ تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ کبھی کسی وقت کوئی دربان یا کوتوال آپ کے باہر جانے سے اور قلعہ کے اندر واپس آنے سے آگاہ نہین ہوا۔ اسی اثنا مین خدائی عنایت آپ کو ہم جنسون کی غلامی سے نکال کر خدا پرستی کے شہرستان مین سوکشان لے گئی۔ دنیاوی دولتمندون کی ہم نشینی سے جو نشاط ہوتا تھا۔ وہ جاتا رہا۔ دلگیر ہو گئے۔ اور گوشہ گزینی کا تکدر آپ کے دل پر سیر باغ کی بہار دینے لگا۔ روحانی کمالات تحصیل کرنے کی فرصت حاصل ہوئی۔ طلسمات دکھانے والے نفس کے ساتھ بہت سی لڑائیان کرنے کے بعد۔ ملکِ معنی مین آنے جانے لگے۔ کہتے ہین۔ ایک روز مراقبہ مین سر جھکا رکھا تھا۔ اُس وقت یہ آواز آپ کے کان مین آئی کہ اپنے چہرہ پر برقع رکھو۔ آپنے جواب دیا۔ برادرانِ زمانہ سے دوکانداری کی تہمت سننے کی طاقت مجھ مین نہین ہے دوسری بار پھر آواز آئی۔ کہ اگر برقع رکھنا منظور نہین ہے۔ تو گردن ٹوٹنے کی تکلیف گوارا کرو۔ مینے عرض کیا۔ مجکو پہلی بات منظور ہے۔ اُسی وقت مہرہ گردن کی ایک ہڈی اپنی ترتیب سے ہٹ کر اُبھر آئی۔ اور سر سینہ پر جا پڑا۔ جس وقت دیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ تو آپ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھکر سر اُٹھایا کرتے تھے۔ تب کہین۔ اُس چیز کو دیکھ سکتے تھے۔ اخیر دم تک یہی حالت رہی جب آپ کی زندگی کا سامان۔ اُس جہان کو روانہ ہوگیا۔ تو آپکے بیٹے **شیخ یعقوب** نے درویشی کے چہرہ پر سپاہیانہ وضع کا پردہ بدستور قایم رکھا۔ اور اُسی روش کے نقاب مین سالکان طریقت کی طرح بیان تک کوشش کی۔ کہ واجب اور ممکن کی شناخت مین ابنا رتبہ اولیاء اللہ کے عالی رتبہ کی برابر کر دیا۔ شیخ یعقوب کے بعد۔ ان کے بیٹے **شیخ عبد اللہ** نے جو شیخ یوسف کے باپ تھے اثنائے چاکری مین بہت کچھ تحصیل علم کی۔ کہتے ہین ہمیشہ بیان کیا کرتے تھے۔ چونکہ سپہگری۔ گوشہ نشینی کے ساتھ ممکن نہین ہے۔ جہان پیمائی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اسواسطے میرے اُستاد تسو شخصون سے زیادہ زیادہ ہون گے۔ جس وقت مین ہمت کر کے تحصیل علم مین استحکام کے ساتھ مشغول ہوا۔ اور عالم جوانی نے کوچ کیا۔ تو لوگون کی خدمت گزاری مجکو تلخ معلوم ہونے کی چار طرایقہ سپہ گری چھوڑ کر گوشہ خاموشی مین بیٹھ گیا۔ واپسین دم تک کسی غلام اور کسی آقا کے سامنے حاجتمندانہ آرزو پیش نہین کی۔ اور متعلقین کے

کھانے پینے کا صرفہ کتابت کی مزدوری سے پہونچتا رہا۔ تاریخ چھٹی شوال ہجری سنہ نو سو تینتالیس کو صحرائے وحدت کی طرف چلے گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد ملک چاند والد میان جیو جی

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے۔ تن شریعت کا مظہر۔ دل طریقت کا منبع۔ جان حقیقت کا آئینہ۔ اور سر معرفت کا معدن تھا۔ آپنے وطن سے سفر حجاز کے لئے کوچ کیا تھا۔ مکہ معظمہ کی خاک آپ کی دامنگیر ہوئی الققصہ جس رات آپنے جہان فانی کو رخصت کیا ہے۔ اُسی رات۔ احمد آباد کے اندر ایک اور شخص بھی مرا تھا۔ جو ستم اور آزار رسانی کے ساتھ بدنام تھا۔ چند روز بعد بزرگان شہر مین سے ایک شخص نے اُس ستمگار مردم آزار کو مرفہ الحال۔ اور مثل مغفورون کے خواب مین دیکھا متحیر ہو کر سبب دریافت کیا تو جواب ملا۔ جس رات کمترین نافرجام بندہ کے واسطے فرمان طلب پہونچا تھا۔ اتفاق سے وہی رات ملک چاند قدس سرہ کے آخرین سفر کی رات تھی۔ عاملان علوی کو حکم ملا۔ کہ جس کسی کو آج کی رات مین واپسین سفر پیش آوے۔ وہ خواہ فرمان بردار ہو یا نافرمان۔ اُس ناشائستہ افعال کے اعمال نامہ پر۔ اس مقبول بارگاہ۔ کے طفیل مین۔ بخشش کے قلم سے خط نسخ کھینچ دو۔ اِس مین شک نہین۔ اُس تاریخ کے مرنے والون کو اس سے بہتر نجات کا کوئی ذریعہ نہین تھا۔

صدر الذکر تقریب کے سلسلہ مین ایک اور گزرا ہوا واقعہ حوالہ قلم کرتا ہون۔ ایک روز سلطان محمود بزرگ گجراتی نے بیان کیا۔ ایک شخص داور الملک ہماری فوج مین تھا۔ ایک لڑائی مین وہ شہید ہو گیا۔ بہت سے آدمی اسی طرح دنیا سے چلے جاتے ہین۔ لیکن اہل جہان کی توجہ اور رجوعات چارون طرف سے جس قدر داور الملک کے مزار کی طرف ہے۔ اس قدر کسی شہید کے مزار کی طرف نہین ہے۔ اِس کی وجہ سمجھ مین نہین آتی تھی۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی۔ کہ جس طرح۔ مبارک ساعت مین پیدا ہونا۔ بچہ کے حق مین روز افزون سعادت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح ساعت سعید مین مرنا بھی آخرین سفر کے مسافر کا مفید نتیجہ بخشتا ہے۔

یہان پر راقم کی خاطر فاتر مین یہ بات آئی۔ کہ ساعت سعید ہونے کے اسباب کو اِس بات پر منحصر نہین سمجھنا چاہیئے۔ کہ زائچہ کسی طالع کا اچھا تھا۔ یا کوا کب کسی مقام کے خوب تھے۔ ممکن ہے۔ کہ کسی بزرگ کا آنا کسی شخص کے جانے کے ساتھ۔ یا کسی سعادت مند کا جانا کسی شخص کے آنے کے ساتھ موافق آکر نتیجہ سعادت پیدا کرے

اور اس عالی رتبہ شخص کی برکت سے طفیلی کو بھی اس کی شائستگی کا اثر پہونچے۔

مصرع بادر فیتم چو او در سفر واپسین۔

یاد شیخ سلیمان ابن عفان حاجی

آپ کی زاد بوم دہلی مین ہے۔ آپ کے آباو اجداد سلطان ابراہیم ادہم کو پہونچتے ہین قدس سرہم
آپ شیخ محمد عیسی چشتی جونپوری کے مرید ہین۔ خلع لبس کی قوت آپ کو خوب حاصل تھی۔ ظاہر اور باطن کے
مالک تھے۔ نقل روح کا شغل اور ذکر قربان جانتے تھے۔ پچاس سال برابر مسجد اقصی اور بیت الحرام مین
اعتکاف کر کے گزارے تھے۔ بڑے بڑے قاریون سے علم تجوید۔ بلکہ معاملہ مین حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام
سے اور نیز سرچشمہ ولایت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے علم قراۃ یاد کیا تھا۔ تمام مشائخ زمانہ نے
جیسے شیخ عبد القدوس حنفی۔ اور شیخ جلال چشتی ہین۔ آپ کی تعلیم سے قراۃ کی تصحیح کی ہے۔ اپنے
ضرورت کے لائق علوم متداولہ تحصیل کر لئے تھے۔ تمام مشہور خانوادون کے پیرون سے خرقہ خلافت ملا تھا
آپ جناب خضر علیہ السلام کی ملازمت مین بھی پہونچے تھے اور ہر ایک کی روش پر۔ اس کثرت سے
ریاضت کی تھی۔ کہ ولایت کی جھلک آپ کے افعال سے ظاہر ہوتی تھی۔ ایک بزرگ کا بیان ہے۔ کہ
مشائخ کبرویہ مین سے ایک صاحب فرماتے تھے۔ مین ہجری سنہ نو سو چھتیس مین۔ خداوند تاج بدخشان
میرزا سلیمان شاہ ابن میرزا خان۔ کے ہم رکاب شیخ سلیمان کی ملازمت مین پہونچا۔ ایسی رازداری کی
باتین ہوئین۔ کہ کان سے لیکر دل تک بلکہ تمام جسم معرفت کے جواہرات سے پر ہو گیا۔ جب نوبت کلام
اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرنے کو پہونچی۔ تو فرمایا۔

ہجری سنہ آٹھ سو ایک مین صاحب قرانی امیر تیمور گورکانی نے دہلی فتح کی تھی۔ اس
وقت تمام باشندگان شہر ہر ایک سمت کو جلا وطن ہوئے۔ ہم مالوہ کی طرف چلے آئے۔ اور منڈو
(مانڈو) مین قیام کیا۔ اس سبب سے ہم کو لوگ منڈو والے کہتے ہین۔ منڈو سے گردش زمانہ ہم کو
گجرات کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ بالآخر وہان سے حسب فرمان تقدیر ملک عرب کی طرف
سفر کا اتفاق ہوا۔ ملک عرب سے پچاس برس بعد ہند کو معاودت ہوئی۔ آہستہ آہستہ
اپنی زاد بوم کا رخ کیا۔ مگر آج تک اس گرامی مکان کی دلدل مین آب ودانہ نے پاؤن
پتھر سا رکھا ہے۔

اس بیان سے سمجھا گیا - کہ آپ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ تھی - اور بعض لوگون کے نزدیک چار سو برس کی عمر ہے - بعض لوگ اسی بنیاد پر آپ کو ابو الرضا حاجی رتن کی عمر کی مسند پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہین - کہتے ہین - ہجری سنہ نو سو پینتالیس مین جسم کی پرانی سرا سے روح کی نشاۃ آباد کو کوچ فرما گئے - آپ کی قبر جہان قطب الاولیا قدس سرہ کا مرقد مبارک ہے - اُسی ہمسایہ مین حوض شمسی کے آس پاس بزرگان مسافر و مقیم کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے

آپ کے دو بیٹے تھے - شیخ داؤد اور شیخ محمود - اولین صاحب زادہ کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل تھا - انہون نے عالم شباب مین ہی دنیا سے سفر کیا - پچھلے صاحب زادہ پدر بزرگوار کے سجادہ نشین تھے - اب اُن کے ایک بیٹے ہین شیخ کمال نام - جو ظاہری اور باطنی دونون کمالات سے آراستہ ہین - آغاز جوانی مین گوشہ نشینی کی عادت تھی - چند روز ہوئے - کہ بناچاری سپاہیانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے - لیکن باانہمہ اندرونی صفائی - اور ایثار کی ہمت بدستور اپنی جگہ قایم ہے - الحمد للہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ[ط]

مصرع بیرون منہ ز دائرہ بندگی قدم

یاد شیخ احمد مدنی

ایک موضع نانوتہ ہے میان دوآب - وہان آپ گوشہ گزین تھے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خاص خلیفہ ہین - آپ کو جذبہ وسلوک دونون مرتبے تھے - مشہور سلسلون کے طریقین پر قدم استحکام کے ساتھ جما ہوا تھا - اپنے پیر کو خضر علیہ السلام کی طرح زندہ سمجھتے تھے - ہمیشہ اپنے رازدارون سے کہا کرتے تھے - اگرچہ ہمارے شیخ کا عنصری بدن خاک مین چھپا دیا گیا ہے - لیکن خلاصہ (روح) مثالی بدن مین اُسی حالت زندگی کی طرح - طالبون کا رہنما ہے - مصرع دل زندہ کن - کہ مردن تن شادی آورد -

یاد شیخ نصیر الدین منڈونی

آپ کی شہرت کیمیاگری کے ساتھ ہے - شیخ سلیمان منڈو (مانڈو) والہ کے خلیفہ ہین - کیمیا بنانے مین اِس صنعت کے جاننے والون سے پیش قدم تھے - بہت طرح کی اکسیرین بنانا جانتے تھے - اور بناتے تھے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ اس فن مین اپنے تئین آپکا شاگرد سمجھتا تھا - شیخ فرماتے تھے - ایک روز ایک بوڑھا بیمار ایک بیابان مین مجکو ملا - مین اپنے گھر لے آیا اور اُس کے علاج مین اپنے مقدور بھر کوشش کی - اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی - یہ ہنر مینے اُس سے حاصل کیا ہے - بعض کا کہنا یہ ہے - کہ وہ بیمار جناب خضر علیہ السلام تھے کہتے ہین علم کیمیا

ط - ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے - (اے سائیدہ) تجھ کو کوئی فائدہ پہونچے - تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے - ۱۲

آسمانی علم ہے۔ توریت مین ہتا جناب موسیٰ علیہ السلام ہی جانتے تہے۔ قارون نے آپ سے ہی سیکہ کر عمل اکسیر کے ذریعہ سے کئی گہر خزانہ کے جمع کرلئے تہے۔ مصرع کیمیائےست قناعت کہ نظر بزر از دوست۔

یاد شیخ امین الدین

آپ بڑے پرہیزگار عالم تہے۔ سماع سے باز رکہنے۔ اور بدعت کے توڑنے مین ہزار ہا آدمیون کی برابر طاقت کام مین لاتے تہے۔ اور سماع و سرود کی ممانعت اور حرمت کے بارہ مین بہت سی روایات فراہم کر رکہی تہین۔ جن کو وہ بیان کیا کرتے تہے۔ جب آپ سلطان سکندر لودہی کی مجلس مین پہونچے۔ تو سلطان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ سرود سماع کی رسم دہلی سے قطعی موقوف ہوجاوے۔ سلطان نے فرمایا۔ آپ ایک دفعہ شیخ سلیمان منڈہ (مانڈو) والہ کی ملازمت مین جاکر اپنی روایتین بیان کرین۔ اور اُن کو سماع سے توبہ کرائین۔ پہر بلا کوشش کے شہر سے یہ طریقہ موقوف ہوجاوے گا۔ جب آپ شیخ کی خدمت مین پہونچے مجلس سماع گرم تہی۔ آپ بہی درویشون کے نعرہ کی تاثیر سے بیہوش ہوگئے اور ہاتہ پیٹنے لگے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو شیخ کے مرید ہوئے۔ اور باطنی حالات غالب آگئے۔ تو ظاہری آئین سے خود بخود فراموش ہوگئی۔ ایک روز ارادہ کرلیا۔ کہ کتب خانہ مین آگ لگا دی جاوے۔ پیر نے فرمایا[۵۱] الحق فی الکتاب والاسلام فی الدفاتر اگر۔ دماغ نہ ہونگے تو نہ ولایت ظہور پذیر ہوگی۔ اور نہ نبوت کا جلوہ ہوگا[۵۲] نعوذ باللہ من ان نکون من الجاھلین۔

مصرع دانش آمد مایہ بخش دین و دولت مرورا

یاد شیخ حسین

آپ ملتان سے خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر مین آئے تہے۔ یہان پر آپنے صرف ایک حجرہ کے اندر اپنے جسم کے گہلانے۔ اور جان کی پرورش کرنے مین بارہ سال گزار دئے۔ فرمانروا مالوہ خان جہان کے بیٹے۔ سلطان محمود کو آپ کے اجمیر مین ہونے سے آگاہی ہوئی۔ تو چشت خان کو بہیجکر منڈو (مانڈو) مین تشریف لانے کے لئے التماس کیا۔ جب آپ تشریف لائے۔ تو محمود کو صرف ایک دفعہ اتفاق دیدار پیش آیا۔ پہر اس کے بعد اُس کا عہد پورا ایک برس بہی نہین رہا۔ کہ اُس کے بیٹے غیاث الدین کی نوبت آئی۔ اور غیاث الدین کے نام سے کوس سلطنت بجنے لگا۔ سلطان غیاث الدین نے ایک روز چشت خان سے دریافت کیا۔ کہ شیخ کے رہنے سہنے کی کیا کیفیت ہے۔ اور کس طرح گزرتی ہے چشت خان

---

۵۱ حق کتابون مین ہے۔ اور اسلام دفترون مین ہے۔ ۵۲ ہم اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہین اس امر کی کہ نادانون کی باتین کرین۔

نے جواب مین مضمون شکرگزاری عرض کیا۔ اور شیخ کی لاعلمی مین شیخ کی طرف سے پتھر کی ایک تسبیح سلطان کے روبرو پیش کی۔ سلطان وقت نے کچھ مال حشمت خان کے ہاتھ بھیجا۔ آپنے اس مال مین سے کچھ تو لانے والے کو دیا۔ اور جو باقی رہا تھا۔ وہ حاجتمندون کو تقسیم کردیا۔ دوسری بار پھر سلطان نے درمیانی شخص سے پوچھا کہ آپکے کھانے پہننے کے اسباب کیا اور کہان سے ہین۔ عرض کیا گیا۔ روزی تو آسمانی ہے۔ اور اسباب نامعلوم کیونکہ سلطان محمود تو بہشت جلدی سے فرما گئے۔ اور سلطان وقت نے آج تک شیخ کے حجرہ مین قدم رکھا نہین فرمایا ہے جب سلطان کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ دیدار سے نور باطنی حاصل کیا اور دو آباد گانون آپ کے فرزندون کے نام سے لکھکر سپرد کردئے۔

کہتے ہین۔ نصیر الدین کے بیٹے شہاب الدین نے بہت سی فوج فراہم کرکے۔ اپنے باپ سے لڑائی شروع کردی تھی۔ نصیر الدین اپنی فوج کی کمی سے اور بیٹے کی مخالفت سے دور دراز فکر مین تھا۔ اور ہمیشہ یہ راگ گایا کرتا تھا گذشتہ زمانہ مین دل کی چھپی ہوئی بات پہچاننے والے درویش بہت تھے۔ جب آسمان کسی کے ساتھ کج ادائی کرتا تھا تو وہ بیچارہ درویشون سے استمداد کرکے اپنے نیک و بد کے انجام پر خبر پالیتا تھا۔ لیکن آج کل ایسے روشن ضمیر لوگ نہایت ہی نایاب ہین۔ یہ سنکر شمشیر خان نے جو شیخ کے عرفان اور وجدان سے باخبر تھا۔ عرض کیا۔ کہ اگر سلطان شیخ حسین کی گرامی صحبت مین پہونچ جاوین۔ تو غالباً یہ شکایت جو سلطان کو ہے۔ شکر و سپاس کے ساتھ تبدیل ہوجاویگی۔

القصہ سلطان وہی کا پیالہ ہاتھ مین لیکر دیہات کے شحنون کی طرح شیخ کی مجلس مین حاضر ہوا۔ آپ اندرونی راز سمجھ گئے۔ اور آیۂ کریمہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ[۱] پڑھکر فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ اسی آسمانی خوشخبری کے بموجب ظہور بھی ہوا۔ چند روز بعد نصیر الدین جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اور زمانہ نے ہاتھ پکڑکر محمود کو شاہی تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود بھی شیخ کی خدمت گذاری مین باپ کی طرح کھڑا رہا۔ یہان تک کہ اُس کا عہد پورا ہوا۔ کہتے ہین سلطان بہادر مالوہ سے گجرات کو بھاگا۔ اور جنت آشیانی ہمایون شاہ عقب سے آپہونچا جب ہمایون شاہ نے قلعہ منڈو (مانڈو) فتح کرلیا۔ تو شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا۔ شیخ نے شاہی ابریق (چھاگل) طلا اور جواہرات مین ملمع کی ہوئی دیکھی۔ تو آبدار کے ہاتھ سے لیکر اُس سے طلا جدا کیا۔ اور کہا۔ کہ ایسے متقی بادشاہ کے واسطے آبخورہ شروع چاہیئے۔ ملا محمد فرغلی عذر خواہی کے واسطے اُٹھے اور حسب حکم شاہنشاہی ابریق شیخ کے سامنے رکھدی۔ شیخ نے کمال آزادی سے اس کے دام کرکے۔ حاجتمندون کو تقسیم کردیے

[۱] اکثر اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲

دوسرے روز علی الصباح جنت آشیانی اور میرفرغلی۔ امتحانی مضمون دل مین قرار دیکر شیخ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوئے شیخ کو ہرایک کے اندرونی قرار داد پر علم ہوگیا۔ اتفاقاً آدھی رات کے وقت شاہ تاجو مجذوب نے اپنے بیٹے قطب الدین بنکاری کے ہاتھ دو سیخ کباب۔ شیخ کے واسطے بھیجے تھے۔ اُن کبابون مین سے شیخ نے تین بوٹیان اُٹھا کر میرفرغلی کو کھانے کے واسطے دین چنانچہ واقعہ کا ظہور ضمیر کے موافق ہوا۔ اس کے بعد شیخ نے جنت آشیانی سے فرمایا۔ کہ درویشون کو بازیگرون کی مثل قرار دینا۔ آئین دوستی کے خلاف ہے۔ اگرچہ آم اس غیرفصل مین پیدا ہوسکتا ہے۔ لیکن قابل پسند نہین ہوتا۔

آپ بارھون مہینے نماز طہارت کبریٰ (غسل) کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز غسل کے ارادہ پر باہر گئے تھے۔ چورون کی ایک جماعت ملی۔ وہ جماعت آپ کو تونگر سمجھکر اپنی مخفی جگہ مین لے گئی۔ اور پانون مین زنجیر ڈالکر ایک دروازہ کے گوشہ مین بٹھا دیا۔ آپنے فرمایا گرفتار دل دانون کی پابندی زنجیر سے ہوتی ہے اور جو لوگ آزاد ہین۔ اُن کو پابند صرف محبت کرسکتی ہے۔ سارقون نے اس بات کو باد ہوائی سے زیادہ وقعت نہین دی۔ اور زنجیر پر پہرہ کر کے۔ ہرایک اپنے کام مین لگ گیا۔ شیخ اُس جگہ سے ایک پلک مارنے مین سلیمانی رفتار سے اپنے حجرہ کے اندر چلے آئے۔ کہتے ہین شیخ کی عمر ایک سو انیس سال کی تھی۔ خوابگاہ اوریہن ہے۔ یہ ایک دیہہ ہے منڈو (مانڈو) سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ ہجری سنہ نوسو پنتالیس مین دنیا کے عدم آباد سے عقبیٰ کے شہرستان کو رحلت فرمائی۔ مصرع۔ آفرین خدائے بروے باد۔

یاد شیخ علاء الدین دہلوی

آپ شیخ نور الدین المعروف بہ فیل ست کے بیٹے۔ اور گنجشکر کی نسل سے ہین۔ قدس اسرارہم اپنے دادا شیخ تاج الدین محمد ابن شیخ عبد الصمد ابن شیخ منور اجودھنی کے مرید تھے شیخ منور اجودھنی کو اہل زمانہ گنجشکر۔ اور شیخ فرید ثانی کہا کرتے تھے۔ اور با اعتقاد مریدون کے خواب مین حضرت گنجشکر۔ شیخ منور اجودھنی کی شکل مین نظر آیا کرتے تھے۔ صاحب کشف علیلی خان کہتے ہین۔ جب میرے سلوک کا آغاز تھا۔ تو مین اس ارادہ پر کہ مجکو کلاہ خلافت خواجہ قطب الاولیا سے مل جاوے۔ خواجہ قطب الاولیا کے روضہ پر معتکف ہوا۔ خواجہ قطب الاولیا نے مراقبہ مین مجکو شیخ علاء الدین کی خدمت مین حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی۔ مینے گستاخی کی۔ جواب لے کر قبول نہین کیا۔ اسی طرح چند بار مینے اعتکاف کیا۔ اور چند بار یہی اشارہ ہوا۔ بالآخر میرے کان مین آواز آئی کہ "علاء الدین قطب الدین ہین" ناچار مجبور رہا۔ اور بے تامل آپ کے پاس حاضر ہوا۔

مسکراتے ہوئے کلاہ میرے سر پر رکھی۔ اور فرمایا "یہ کلاہ قطب لاولیاکی طرف سے ہی ہے" خوش وقت رہو۔ پندرہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نوسوسینتالیس مین فرمان وصال صادر ہوا۔ خوابگاہ قلعہ دہلی۔

مصرع کلاہ عفو تو جوید سر بر ہنہ من۔

یاد شیخ علاء الدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان

آپ کے پدر بزرگوار حضرت گنجشکر کے فرزند ہین۔ قدس اسرار ہم کہتے ہین۔ آپکے نفس ناطقہ کا کالبد کے ساتھہ پیوند ہجری سنہ آٹھہ سو بتر مین ہوا تھا۔ زمانہ طفلی سے ہی۔ ولی ہونے کے آثار۔ آپ کی پیشانی سے عیان تھے جب آپ کا دل وحدت کی روشنی سے منور ہوا۔ تو ساٹھہ برس تک آپنے ہدایت فرمائی۔ چونکہ آپ کی ذات مین بخشش اور بخشایش کی صفت کمال درجہ تھی اسواسطے لوگ آپ کو علاء الدین جواد کہا کرتے تھے ہجری سنہ نوسو اڑتالیس مین دامن ہستی گرد علائق سے جھاڑ دیا۔ اور کوچ فرما گئے۔ اجودھن مین اپنے جد بزرگوار کے حظیرہ مین دفن کیے گئے۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ جن سے چاند سورج کی طرح۔ نسب وحسب کا زمین و آسمان منور تھا۔ ممکن اور واجب مین انہین دونون صاحب زادون کی خاص روش سے انتظام تھا۔ **القصہ**۔ سلطان محمد تغلق نے بہت سی تدبیرات کر کے دونون صاحب زادون کو اپنے سے مانوس کیا بڑے صاحب زادہ شیخ معز الدین کو معز الملکی کا خطاب دیکر ملکی اور مالی کاروبار ان سے لیا اور بالآخر ان کو صوبہ گجرات کا حاکم بنایا۔ ان کی ہستی کی کشتی اسی جگہہ دریاے نیستی مین غرق ہوئی۔ دوسرے شیخ علم الدین تھے ان کو شیخ الاسلامی کا منصب دیا۔ شیخ علم الدین دنیا اور عقبیٰ دونون جہان کا کام بنانے مین مصروف رہتے تھے۔ ان سے بہت سے لوگون کو فیض پہونچا تھا۔ مصرع ساغر اسرار او پر از مے توحید باد۔

یاد شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی

آپ خانوادہ قادریہ کے سرآوردون مین سے ہین۔ پیر مشائخ حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت کی تھی۔ اور خدمت سے فائدہ بھی اٹھایا تھا۔ لیکن دوام مشاہدہ کے مقام پر شیخ شاہ محمد حسن قادری کی ملازمت سے پہونچے تھے۔ اور محمدی ہدایت کے طریقہ پر ہمت کے ساتھہ قدم رکھکر دانش وبینش حاصل کی تھی آغاز سے انجام تک جسم کے گھلانے۔ اور روحانی جوہر کے بڑھانے مین مصروف رہے۔ آخر کار یہ نتیجہ ہوا۔ کہ عالم ارواح کے چلنے پھرنے والون مین شامل ہوگئے۔ اور ہمیشہ نافرمان نفس کے ساتھہ لڑائی لڑکر بالآخر فتح پائی۔ آپ ہمیشہ آرزو مندان کے ساتھہ مروت سے پیش آیا کرتے تھے۔ اور ناتوانون کی خدمت کیا کرتے تھے۔ رسمی علم کی تحصیل کمال کے درجہ کو پہونچائی

تہی - یہان تک کہ سخن گوئی کا ملکہ حاصل تہا - کلام پسندیدہ ہوتا تہا سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مکتوبات پر ایک عمدہ شرح - اور سنجیدہ اور مفید حاشیئے لکہے ہین - ہجری سنہ نوسو انچاس مین عالم دنیا سے رحلت فرمائی - اکثر سرکار دہلی کے بڑے بڑے لوگ آپ سے حسن عقیدت رکہتے ہین - منجملہ اِن کے یہ اصحاب ہوئے ہین شیخ احمد مفتی اسفیدونی - شیخ حسین پانی پتی - شیخ عمر سوانی - میر سید علی لودیانی - اور یہ چار شخص - شیخ احمد - شیخ معین الدین شیخ طیب اور شیخ صابر - قصبات میان دوآب کے باشندہ ہین - شیخ یوسف دہلوی جنہون نے اپنے پیر کے کلام کو فراہم کرکے - ایک مفید جلد بنائی تہی - شیخ حاجی جو شیخ یوسف کے پیرزادہ تہے - اور شیخ چاند مجذوب جو ہفتہ ہفتہ بہر روزہ رکہتے تہے - یہ اصحاب جس قدر شمار کرائے گئے ہین - سب کے سب طریقہ ولایت کے رازدار - اسرار طریقت کے مشکل کشا - خداشناسی کی انجمن کو رونق دینے والے - اور طالبان ہدایت کے رہنما تہے - قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم - مصرع رہنمایان جہان راسند عالی بود -

بادشاہ تاجو ابن شیخ کمال قدس سرہ

آپ قریشی النسل ہین - آپ کے پدر بزرگوار ملک عرب سے آکر ہند کی سیر سے عبرت حاصل کرتے پہرتے تہے اتفاقاً - قلعہ رنت تہنبور[1] کے آس پاس کدخدا ہوئے - ہجری سنہ آٹہہ سو پچاسی مین شاہ تاجو کی روحانی صورت شکم والدہ سے باہر آئی - اور اُس کے واسطے پشت زمین گہوارہ بنی - جب آپ کی عمر پانچ برس کی ہوئی - تو یتیم ہو گئے - اور آپ کی مان نے آپ کی دیوانگی مادرزاد سمجہکر خبرگیری چہوڑ دی - سونے کی جگہہ اور کہانے پینے کے انتظام مین دوسری ہی شکل پیدا ہو گئی - آپ ایک دم - شیشہ فروشون کی ہمراہی مین - تن تنہا منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر چند روز بعد وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کے مکتب مین تقدیری تختی یاد کی - اور آپ کے سینہ پر خدائی علم تحریر ہو گیا - سلطان وقت ناصر الدین خلجی تہا - اُسنے آپ کی خدمت اپنے ذمہ لے لی تہی - ایک روز تنہائی کے متعلق ذری سی شکایت آپ کی زبان پر آئی - اس کا انتظام سلطان نے اس طرح کیا - کہ ایک ضعیفہ تہی جو حرم سلطانی مین پردہ نشینون کو شرعی یجوز و لا یجوز تعلیم کیا کرتی تہی - اُس ضعیفہ کی ایک حسین و جمیل لڑکی تہی - راحتہ الحیات نام تہا - سلطان نے اُس لڑکی کے ساتہہ آپ کا عقد کر دیا - شادی کے مراسم - عروسی لوازم - اور خانہ داری کے ساز و سامان کا کافی طور پر انتظام کر دیا گیا - اسی اثنا مین سلطان ناصر الدین خلجی کا زمانہ حیات پورا ہوا - اور اب غربان روائی کی نوبت سلطان ناصر الدین

[1] آگرہ اور جیپور کے درمیان مین ایک قصبہ ہے ۱۲ جسے آجکل رنا ہنت بہرت پور کہتے ہین

کے بیٹے - سلطان محمود کو پہونچی - پیکر پرستون کی ایک جماعت تھی - جس کا مذہب راجپوتون کا سا تھا - یہ لوگ پوربیہ کر کے مشہور تھے - اس جماعت نے سلطان کو قید کیا - اور خلجی حرم نشینون مین عالم پراگندگی پیدا ہونی شروع ہوئی - اسی اثنا مین کہ دسوین صدی کا آغاز تھا - راحۃ الحیات کے بطن سے اس ازلی مجذوب کے گھر مہمان نو کی آمد ہوئی قطب الدین بہکاری نام رکھا - اس کے بعد راحۃ الحیات کو مرض الموت ہوا - کہ وہ مر گئی - اور باپ چونکہ فنا فی اللہ کے دریا مین غرق تھے - ہوش مین آکر بیٹے کی پرورش نہین کر سکتے تھے - دربانانِ شہر آپ کے ہمسایہ تھے - کارکنانِ قضا و قدر نے قطب الدین بہکاری کی تربیت - اُن کے محلہ پر لکھدی - جب زمانہ ہوش آیا - تو خدمت والدین مشغول ہوئے - باپ کے خرق عادات - اہل زمانہ کے نزدیک شمار سے زیادہ ہین - ہجری سنہ نوسو پچاس تھا - کہ شاہ تاجو اپنے عنصری لباس سے جو عاریتہً تھا نکل کر شیخ بہکاری کو اپنا جانشین چھوڑ گئے -

شیخ بہکاری - اپنے حسن خدمات اور باپ کی موثر دعاؤن کی بدولت - صاحب ولایت ہوئے آپ کا خلیلی دسترخوان مہمانون کے آگے سے کسی وقت ایک طلوع سے دوسرے طلوع تک تہ ہوتا ہی نہین تھا - تونگرون کو اور درویشون کو یکسان طرح طرح کے کہانے کہلائے جاتے تھے - اور کہانا چننے کے اندر شاہ اور گدا کے درمیان کچھ فرق نہین کیا جاتا تھا - بعض لوگ جو اصلی حقیقت سے ناواقف ہین ایسا کہتے ہین کہ شاہ تاجو قدس سرہٗ شیشہ فروش کے لڑکے ہین - مجذوب اور حضور تھے - اِن کے کوئی لڑکا نہین ہے - شیخ بہکاری دربان کے لڑکے ہین - جو خوش قسمتی سے ایسے بزرگ کی خدمت مین پہونچکر عالی مرتبہ ہوگئے - یہ کہنا صرف گمان ہے - جو راستی اور درستی سے بعید ہے - **قطعہ**

شیخ بہکاری کہ جہان را یکے ست	نیست درین عصر یکے ہم چو او
نہصد و دو آمد و رفت از جہان ۹۰۲	سوئے ارم نہصد و ہفتاد و دو ۹۷۲

شیخ بہکاری نے پانچ لڑکے یادگار چھوڑے - سب سے بڑے **شیخ سعدی** تھے - جن کا ظاہر اور باطن سیدھے اور سچے لوگون کی طرح سنجیدہ افعال کے ساتھ آراستہ تھا - باپ کی خلافت کا خرقہ زیب بدن کیا تھا - چند روز بزرگوار آبا و اجداد کے طریقہ پر اپنا سلسلۂ رفتار کہا - بعدہ ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین معنوی ملک کا عزم فرمایا -

دوسرے لڑکے **شیخ کمال** تھے - جنہون نے دل کی سلامتی شکستگی کے ساتھ جمع کی تھی

اور مولیٰ کے دیدار کا شوق کمال درجہ رکھتے تھے۔ اُنھوں نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عاریتی سرا سے چھوڑی۔ جو تھے لڑکے **شیخ جمال** تھے۔ جو اصحاب حضور الٰہی مین بار یاب ہین۔ و آپ کو نظر قبول سے دیکھا کرتے تھے خاصۃً شہسوار میدان وحدت و حقیقت شیخ ضیاء اللہ ابن شیخ محمد غوث **قدس سرہما** سے۔ پیراہن خلافت آپنے ہجری سنہ نو سو پچاسی مین زیب بدن کیا تھا۔ اور سالک شاہراہ تجرید و تفرید شیخ محمود ابن شیخ جلال شطاری عشقی کی ملازمت مین چند سال رہکر خدمت کی بدولت فیض پایا تھا۔ اور اجازت نامہ لیا تھا۔ **راقم گلزار** کے بڑا نے یک دل دوستون مین آزاد مزاج کشادہ پیشانی۔ خلوت پسند۔ اور تپاک سے ملنے والا۔ آپ کے مانند کوئی نہین تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین آپ نے رحلت فرمائی۔ ایک لڑکا دوازدہ سالہ چھوڑا ہے۔ **شیخ شریف** نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اُس کو شرف کمالات عطا فرماوے۔

یاد سید نظام منڈوی

آپ سید شرف کے فرزند ہین۔ جو سید غیاث کے بیٹے تھے۔ اور سید غیاث۔ سید محمد گیسو دراز کے پوتون مین سے ہین آپ جسم کو گھلاتے۔ اور روح کی پرورش کرتے تھے۔ اور نفس پر فتحیاب تھے۔ کہتے ہین۔ آپکے پدر بزرگوار بہ ترک سکونت گلبرگہ دکن سے سلطان غیاث الدین خلجی کے عہد مین مالوہ کی طرف آئے تھے۔ اور قیام کے واسطے یہ مقام پسند کیا تھا جب سید شرف نے عالم علوی کو کوچ فرمایا۔ تو اُس وقت سید نظام چھوٹے تھے جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو شیخ برہان چشتی کے مرید ہوئے۔ وجہ معاش پیشہ بیلداری سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایک روز زر نقد سے بھرا ہوا ایک برتن۔ ایک دیوار کی جڑ مین سے نکلا۔ آپنے اُس کو مٹی مین چھپا کر گھر کے مالک کو آواز دی۔ کہ مال زمین مین دبا ہوا ہے۔ اُٹھا لے جائیے۔ تاکہ کھدائی کا کام جاری کیا جاوے۔ مالک مکان نے جواب دیا۔ جو شے نکلی ہے۔ اُس کا مستحق نکالنے والا ہی ہے۔ کیونکہ اُسی کی تقدیر سے اور اُسی کی سعی بازو سے نکلی ہے۔ ایک گھنٹہ بھر اسی طریق سے باہم گفت و گو رہی۔ آخر کار جب سید نے اس کشاکش سے نجات پائی تو اس اندیشہ سے۔ کہ مبادا آئندہ پھر ایسا ہی موقع پیش آوے۔ حرص کو حرکت۔ اور دل کو میلان ہو۔ اور ہاتھ اُس کی طرف بڑھے۔ اس پیشہ سے ہی درگزر کی۔ اور اس کے بعد اینڈھن اور آٹا بیچنے کو اپنی قوت بہم پہونچانے کا ذریعہ بنایا۔

اس عرصہ مین ایک رہنما بزرگ آپ کے پاس آ پہونچے۔ کئی سیر آٹا لیا۔ اور اُسی اینڈھن سے جو دوکان مین تھا روٹی پکا کر صرف اپنی ایک چاشت کی خوراک بنائی۔ آپ کو ذکر قربان کا طریقہ یاد کرایا۔ اور فرمایا۔ زاہدان خشک کی

رفتار جیوڑ دو اور عاشقان عارف کے خوان کی چاشنی چکھو۔ کہتے ہین۔ اِس ذکر کی مشق آپنے یہان تک بڑہائی۔ اکر شغل کرتے وقت بدن کے اعضا ایک دوسرے سے جدا ہوجایا کرتے تھے اور جب آپ فارغ ہوتے تھے۔ تو وہ اعضا پھر مل جاتے تھے۔

سلطان بہادر گجراتی نے جب منڈو (مانڈو) کو فتح کیا تھا۔ تو سید کی ملازمت مین بھی گیا تھا۔ اور نذر مین بہت سامان پیش کیا تھا۔ آپنے قبول فرماکر سب کو عمارت کے کام مین لگادیا۔ اور ایک بہت بڑا گنبد سید بزرگوار کی قبر پر تعمیر کرایا۔ اوسکے بعد مین جب جنت آشیانی کا ورود منڈو (مانڈو) مین ہوا۔ تو اُس نے بھی عزم دیدار کیا مجلس گرم ہوی اور رازداری کی باتین ہونے لگین۔ بہت سی عمدہ عمدہ اور دلچسپ باتین ہوئین۔

کہتے ہین۔ آپ کے جو بائیس بیٹے تھے۔ اِن سب مین سات بیٹے گویا ہمیشہ بہا موتی تھے۔ سید داؤد سید حمید۔ سید حسن۔ سید برہان الدین۔ سید کمال۔ سید سالار۔ اور سید فرید چند فرزندون کو رسمی علم حاصل تہا۔ اور چند الٰہی معرفت کے عالی مرتبہ کو پہونچ کر بہت سے لوگون کے پیشوا ہوگئے تھے۔ اور دامادون مین سے یہ چار شخص ممتاز تھے۔ اولاً آپ کے پیر کے پوتے شیخ نصیر الدین ابن شیخ جلال ابن شیخ برہان چشتی۔ دوسرے شیخ جمال تیسرے شیخ چاند چوتھے شیخ شرف الدین۔ اِن چارون مین سے ہر ایک اہل عرفان۔ اہل ذوق۔ اور اہل وجد تھے۔

سید نظام نے تاریخ انیسوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو پچاس کو جہ دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ خوابگاہ باپ کا گنبد جو ساگر تال سے نزدیک ہے۔ مصرع صفا در مردہ او کوئی حق شناسی بود۔

یاد سید حسین

آپ سید محمد کے بیٹے تھے۔ جو جلال ابن زہ سید کے فرزند تھے۔ آپ اصل مین سادات ترمیذ سے ہین۔ آپ کے آٹھوین دادا سید جلال الدین ہند کی طرف ترمیذ سے آئے تھے۔ اس وقت آٹھوین صدی کا آغاز تھا اور قصبہ سارن مین جو سرکار جونپور کی مضافات مین سے ہے گوشہ گزین ہوئے۔ اِن کے دو بیٹے تھے۔ سید علما۔ اور سید جلال۔ یہ سید حسین جو ہین۔ دوسرے بیٹے کے پوتون مین سے ہین۔ سید حسین کی زاد بوم گوالیار ہے آپ کے والد ماجد سید محمد۔ سلطان ابراہیم لودہی کے عہد مین قصبہ سارن سے جو آپ کے آبائے کرام کا وطن تھا۔ گوالیار مین آئے تھے۔ انھین ایام مین حاکم قلعہ تتارخان سارنی تھا۔ اُس نے کمال محبت اور تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال کرکے ضروری مزدیات نہایت عجلت کے ساتھ بہم پہونچائین۔ اسی عرصہ مین چند روز بعد

قطب الاولیا غوث العرفا۔ شیخ محمد غوث قدس سرہٗ بھی شرقی ملک سے جوان کا قیام گاہ تھا۔ گوالیار مین آئے۔ القصہ جب جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے صوبہ بنگالہ کی فتح کے واسطے کوچ فرمایا۔ تو دار الخلافہ آگرہ میرزا ہندال کے سپرد کیا۔ ناتجربہ کار ندیمون نے یہ صدا متواتر میرزا کو سنائی حافظ۔

شہر خالی ست زعشاق بود کز طرفے	مردے از غیب برون آید و کارے بکند

میرزا کو تو اندیشہ تھا۔ کہ ہواے فرمان روائی اُس کے کانون مین بھر گئی۔ اس بارہ مین دولت دوست نالائقون کے مشورہ سے یہ بات قرار پائی کہ شیخ بہول۔ ہمارے بادشاہ کے پیر ہین۔ اور شیخ محمد غوث پیر کے بھائی ہین۔ جب تک یہ دونون بزرگوار عالم ملکوت کو روانہ نہین کردئے جائینگے۔ میرزا کی آرزو پوری نہین ہوگی۔ شیخ بہول۔ دار الخلافہ آگرہ مین موجود تھے۔ ان کو وہین شہید کردیا۔ اور غوث زمان گوالیار مین تشریف رکھتے تھے۔ اسواسطے گوالیار کے حوالدار سلطان میرک کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ جس طریق سے ممکن ہو شیخ محمد غوث کو دار الخلافہ مین روانہ کردو۔ اتفاق سے شیخ محمد غوث کو اس معاملہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ لہذا راتون رات آفتاب کی طرح لوگون سے مخفی اور تن تنہا گوالیار سے نکل گئے۔ اور زمین مشرق مین جا پہونچے جہان ہمایون لشکر تھا۔ لیکن گھر اور مافیہا لٹ گیا۔ اور بال بچون کو نہایت تنگی کی نوبت پہونچی۔ جب ہمایون علم واپس ہوئے۔ اور وہ شورش فرو ہوگی۔ اور شیخ محمد غوث بھی اپنے وطن مین آپہونچے۔ تو یہ بات ذہن نشین کی گئی۔ کہ جو کچھ آفت اور مصیبت گھر بار اور بال بچون پر پہونچی تھی۔ یہ سب سید محمد سارنی کے کہنے سننے سے پہونچی تھی۔ اور پھر جن لوگون نے یہ چھچھوندر چھوڑی تھی۔ اُنھین لوگون نے محض گمان ہی گمان پر سید محمد کے گھر والون سے مکر رسم کر یہ جا کر جتایا کہ تمھاری اولاد کے واسطے شیخ محمد غوث جلالی نقش چلاتے ہین یہ متوحش خبر سنکر بچون کی مان نے اس طریق کے سوا نجات کی کوئی صورت نہین دیکھی۔ کہ اپنے بڑے بیٹے سید حسین کو جس کی حسین صورت دیکھکر یوسفی حسن یاد آتا ہے خدمت مین بھیجے۔ اور توہمی تقصیر کی عذر و معذرت کر کے معافی کے لئے التماس کرے۔

جب یہ نوجوان سعادت مند قدم بوس ہوئے۔ تو شیخ محمد غوث نے نظر مہربانی سے دیکھا۔ جس کی وجہ سے اِن کو کمال خوشی حاصل ہوئی۔ اور روز بروز گنجایش اور رسوخ کا درجہ بڑھتا چلا گیا۔ جب سترہ سال کی عمر ہوئی۔ تو مرید ہو گئے۔ اور سلوک کے طریقہ پر مقامات طے کر کے خدا شناسی۔ حق دانی۔ اور حقیقت پرستی سے ممتاز ہوئے۔ اخیر مین وحدت وجود کے آثار زور و شور کے ساتھ غالب آئے۔ یہان تک کہ

سلوک سے باز رکھکر بتیس سال کی عمر مین جذبہ کو نوبت پہونچی - جس زمانہ مین قطب الاولیا غوث زمان نے
شیر خان سور کی شورش کے سبب سے گجرات کو ہجرت فرمائی ہے - اُس زمانہ مین آپ ہم رکاب تھے - ایک روز
ایک جگہ چند بوالہوسون کی مجلس ہو رہی تھی - چلتے چلتے ان مجذوب صاحب کا بھی گزر وہان سے ہوا
سر دے کر مجلس مین گھس گئے - اور پانی کا ایک برتن اُٹھایا - مجلس والون نے مجذوب تو جانا نہین - چور خیال
کیا - سمجھ کو کچھ کام مین نہین لائے - غصہ سے کام لیا - اِس درمیان مین انجمن مین سے ایک ناعاقبت اندیش
اُٹھا - اور تلوار کا ہاتھہ مار کر آپ کو شہید کر دیا - خوابگاہ محمود آباد ہے جو احمد آباد سے دس کوس ہے -

مصرع بود سالے نہصد و پنجاہ و دو

محلہ نائی کی منڈی — شاہ ولایت

یاد سید علاء الدین مجذوب المشہور بہ علاول بلاول

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید سلیمان ہے - آپکے جد امجد سید حسن حسینی ایام سابق مین - رسول علیہ السلام
کے مدینہ سے ہند مین آئے تھے - جب ہند کی شرقی زمین مین پہونچے - تو قصبہ رودلی مین ایزدی مشیت کے
بموجب سیاحی کی مسافت انجام کو پہونچی اور اسی قصبہ کے ایک گوشہ مین قیام کا بستر بچھا دیا - اور خدا سے
لو لگائی - چند روز بعد آپکے دادا کی بیویان بھی ہو گئین مکان بھی بن گیا - خاندان بھی ہو گیا - فرزند - خویش
متعلقین - درویش بہت سے فراہم ہو گئے - جب سید سلیمان کی زندگانی کا تخت برباد ہوا - تو اُنھون نے
اپنا متروکہ نقد - کپڑا - دیہات - اور زراعتی زمین بہت کچھ چھوڑا تھا - اس سبب سے فرزندون مین باہم جھگڑا
تنازعہ پیدا ہوا - شیخ علاول سب مین چھوٹے تھے - اور کریم الطرفین تھے - اِس سبب سے چند بھائیون نے اِن کے
مار ڈالنے کا قصد کر کے - آپ کے واسطے ولایت یوسفی ثابت کی - ان کی ماں ان پر محبت کی نظر رکھتی ہی تھی
جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا - تو وہ سفر حجاز کا عزم کر کے آپ کو ہمراہ لیکر اُس قصبہ سے مخفی طور پر نکل آئی
دن مین گرگ طینت بھائیون کے تعاقب کے خوف سے گوشہ تاریک مین چھپے رہتے تھے - اور رات
مین جتنی طاقت کام دیتی تھی - راستہ چلتے تھے - **القصہ** - جب تک اِس خوف سے امن حاصل نہین ہوا -
اسی طرح جنگل بیابان قطع کرتے چلے گئے - چونکہ صادق نیت کا درخت - ہمیشہ مرادون کے پھل دیتا ہے
اسواسطے حرمین شریفین کی زیارت سے شرف سعادت حاصل ہوا - ہر چند سال کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے
اپنی زندگی کی امانت موکل تقدیر کے سپرد کر دی - ایک تو غربت کی محنت تھی اسپر در دفرقت اور بڑھ گیا ہیت

بردرد عشق داغ جدائی فزودہ اند		مرہم لو ام نیست مسیر علاج چیست

ناچار شغل خاطر کے واسطے آپنے اُن اطراف مین ایک مدت تک رہ کر رسمی علوم تحصیل کیے - اور شاگرد کتاب ہو گئے - پرکار کی طرح جہان کا گشت لگایا - اور چونکہ سفر کا آغاز نقطہ ہند سے ہوا تھا - اخیر مین پھر اُسی نقطہ پر آگر تیہ زمانہ مدت تک دہلی مین افادت دستگاہ شیخ لادن مفتی کے درس مین بیٹھکر تفسیرون کا مطالعہ کیا - اور اس درمیان مین ہمیشہ خواجہ بختیار کاکی کے مزار قطب مدار پر حاضر ہو کر آستانہ مین فروغ معنوی کی استدعا کیا کرتے تھے جب وقت آگیا - تو آپ کو جذبۂ مطلق نے اُچک لیا - جو حقیقی وحدت سے مقید تھا - اور دار الخلافۃ آگرہ کے قیام کا حکم ہوا - آپنے شہر مذکور مین دریاے جمنا کے کنارہ حجرہ تجویز کر لیا تھا - اور اُس مین قرآن شریف کی تلاوت اور تفسیر قرآن کے مطالعہ مین مشغول رہتے تھے - اِن ایام مین فردوس مکانی بابر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ تھا - برد مضجعہ

آپ کے کشف و کرامات کے متعلق کسی قدر حالات ذیل مین بیان کرتا ہون -

شیخ منور چشتی لکھتے ہین - آپ مٹی گارہ کے کام مین پھنسے رہتے تھے - اور اس سبب سے مجکو حیرت دہشت ہوتی تھی - ایک روز آپنے فرمایا - منور - علاء الدین کا تو گل کاری کا شغل چند روزہ ہے - اِس سے زیادہ نہین ہے - لیکن تم اسی کام مین واپسین دم تک ہمیشہ مقید رہو گے - آخرکار جیسا آپنے فرمایا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا -

شیخ حاتم سنبھلی اُس زمانہ کے باعمل علماے تھے - ایک دفعہ ایسا سننے مین آیا - کہ ایک درویش شرعی احکام کے دائرہ سے قدم باہر رکھکر کرامات اور مقامات کا دعویٰ کرتا ہے - جب مین شہر آگرہ مین آپ کے حضور مین گیا - تو تمام شرعی تانے بانے جو آپ کے متنبہ کرنے کے واسطے مینے اپنی قوت متخیلہ مین تن رکھے تھے - عقیدت اور اخلاص کے لباس سے تبدیل ہو گئے - اور اعتراضی مسائل کو مین عرض نہین کرنے پایا تھا - کہ شافی بیان کے ساتھ آپنے جواب دیدیا -

داناے وقت شیخ مبارک خضر فرماتے تھے - جب مین گجرات سے دار الخلافۃ آگرہ مین آیا - اور آپ کی ملازمت مین حاضر ہو کر - امیدوار بشارت ہوا - تو آپنے اس دلکش تقریر سے مجکو خوشخبری سنائی - کہ اسی سعید شہر مین تم کو قیام کرنا چاہیے - تمہارے خاندان مین عالی درجہ فرزند - وافر علم - اور کثیر دولت - یہ نعمتین بہت جلد نصیب ہونے والی ہین - لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے - کہ تمہارے سلسلہ مین ایک جان گزا آفت - اور مہلک فتنہ پیدا ہو گا - جو تہمت اور بدنامی کا باعث ہونے والا ہے - اندیشہ نہ کرنا کیونکہ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى[1]

[1] تمہارا رب نہ تو تم سے دستبردار ہوا - [illegible] اور تمہارا انجام آغاز سے بہتر ہے ۱۲

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی انجام کار خیر ہے۔ شیخ مبارک نے فرمایا۔ آپ کے دل خوش کن زمانے کے بموجب آخر کار روز افزون آثار نظر آنے لگے۔

کہتے ہین شیخ نظام نارنولی۔ اپنے وقت کے قطب تھے۔ ان کو اِن کے پیر نے ان مجذوب الٰہی کی خدمت مین بھیجا تہا۔ اور فرمایا تہا۔ جس مقام مین قیام کے واسطے آپ اشارہ فرما دین۔ اسی مقام کو اپنا وطن سمجھنا چاہئے جب نظام العالم آپ کی خدمت مین پہونچے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ثانی نظام تمہارے ظہور کی جگہہ نارنول ہی ہے۔ اور تمہارے کام کی رونق۔ اور اُس کا اجرا۔ اُسی مقام کے ساتہہ وابستہ ہے۔ جو اپنے وقت پر وقوع مین آویگا۔ آخر کار وقوع مین بہی۔ اُسی مطابق آیا۔ کہ جس طرح آپنے ظاہر فرمایا تہا۔

شیخ عبد اللہ بخاری آپ کے ہم عصر درویش تھے۔ چونکہ آپ دریاے وحدت مین نہایت مستغرق رہتے تھے۔ ربودگی کی موجین کی موجین آیا کرتی تہین۔ اور حالت سکر بالکل غالب رہتی تہی۔ اسواسطے ایک روز شیخ عبد اللہ بخاری آپ کی ملازمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپ کو ان حالات جذب سے ہوش مین لادین۔ اس عرصہ مین ایک کوزہ قند کا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے بخاری کے ہاتہہ مین دیدیا۔ بخاری نے دو ٹکڑے کرکے یہ کہا۔ کہ جو لذت دوئی مین ہے۔ وحدت مین نہین ہے۔ آپنے جواب مین معرفت توحید۔ اور ذوق فنا کے متعلق چند باتین اپنی زبان سے اس طرح بیان کین۔ کہ ناصح کا دل قابو مین نہین رہا۔ دیوانگی اور ربودگی نے بخاری کی حالت مین وحدت کا مزہ پیدا کیا۔ اور جان لیا جو کچہہ نہین جانتے تھے۔

ایک شخص شیخ علاء الدین دہلوی کے خلیفہ کے بیٹے تھے۔ اِن کو اِن کے پیر نے دار الخلافہ آگرہ مین اِس غرض سے بہیجا تہا۔ کہ ہمارا سلسلہ جاری کرو۔ اور وہان کے لوگون کو ہدایت دو۔ جب ابن خلیفہ۔ سید علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین بمقام آگرہ آئے۔ تو آپنے فرمایا تمہارے پیر نے تم کو اس شہر کی شیخی کے واسطے بہیجا ہے۔ سید عمہ کا کوچہ۔ اور خالہ کا گہر نہین ہے۔ اس جگہہ رہنا۔ شیرون کے ساتہہ پنجہ کرنا ہے۔ تم جیسی بکری سے یہ کام کیونکر ہوسکیگا کہتے ہین۔ دو تین روز نہین ہوئے تھے۔ کہ دستون کی بیماری ہوگئی۔ جتنا زیادہ علاج کیا گیا۔ اُتنی ہی زیادہ بیماری بڑہتی گئی۔ بالآخر۔ علاج چہوڑ کر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ غم نہ کرو صحت ہوجاویگی اور تمہارے اجراے کار کی جگہہ قصبہ امروہہ ہے۔ ایک کمل پر آپ بیٹھے تھے۔ وہ ابن خلیفہ کو دیا۔ ابن خلیفہ نے اپنے سر پر باندہ کر امروہہ کی اجازت لی۔ وہان پر اُن کو رونق حاصل ہوئی۔

شیخ ماجو نام ایک جوان۔ بنی اسرائیل گروہ مین سے تہا۔ اُسنے آپ کی حضوری کو اپنے اوپر لازم کر رکہا

تھا۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی۔ کہ آپ کے حالات اور عادات پر شیدا ہوگیا۔ آپ کی ایک لحظہ کی جدائی بھی اُس کو دشوار تھی۔ ایک روز آپ اوسپر مہربان ہوئے اُس کے واسطے ایک لقمہ زمین پر ڈال دیا۔ اُسنے کمال تواضع سے اور نہایت ادب کے ساتھ ہونٹون سے اُٹھالیا۔ اور نگل گیا۔ جو نعمت وہ چاہتا تھا حاصل ہوئی آپنے اُس کو قصبہ آہار مین بھیجا۔ وہان پر اُس کی شیخوخت رونق پکڑ گئی۔ اُس مقام پر ایک جادوگر جوگی تھا۔ وہ مباحثہ کرنے لگا۔ شیخ راجو نے موسوی ولایت کے ذریعہ سے اُس کا جادو باطل کر کے۔ اپنا گرویدہ بنالیا۔

اس قسم کی عمدہ عمدہ کرامتین اور خرق عادات آپ کی بہت کچھ بیان کی گئی ہین۔ لیکن چونکہ یہ مختصر کتاب اس قسم کی گفت و گو کے لئے کمتر گنجایش رکھتی ہے۔ لہذا حوالہ قلم نہین کی گئین۔ سید زین العابدین نام ایک عالم آپکے معتقدین مین سے ہین۔ اُنھون نے ہجری سنہ ایک ہزار نو مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس مین آپ کے حالات تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہین۔ خدا کرے۔ وہ شائقین کے مطالعہ مین آوے۔ اور جوئندہ یابندہ بنے۔ **بیت**

من طلب کردم وصالش روز و شب	یافتم اینک بحکم من طلب

علاؤالدین مجذوب آپ کی تاریخ رحلت ہے۔
سنہ ۹۵۰ھ

یاد شیخ کمال الدین قریشی

آپ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ گجرات کے بنادر اعظم مین سے ایک بندر گوگہ نام بھی ہے اس بندر مین آپنے پیر کی اجازت سے قیام اختیار کیا تھا۔ اور طریقت کے اندر اہل حقیقت کے مقامات کو بھی سلسلہ رہنمائی جاری کر رکھا تھا۔ بہت سے لوگون نے آپ کی ہدایت کی بدولت کمالات اور حالات کا مزہ پایا ہے

مصرع تا مستی شراب محبت نصیب کیست

یاد شیخ احمد پور نعمت اللہ

آپ کی زاد بوم چندیری ہے۔ قادر شاہ کے عہد مین مالوہ کے شیخ الاسلام تھے۔ آپ کے چوتھے دادا شیخ علاء الدین مقتول ملتان سے آئے تھے۔ اور مشیت ایزدی سے گوالیار مین قیام فرمایا۔ لیکن فرزندون کو ہمیشہ یہ خوف دلاتے رہتے تھے۔ کہ بیگیہ پرستون کا ایک غلبہ ہونے والا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب فتنہ مذکور کا آغاز ہوا تو باشندگان گوالیار کے سر آفت آئی۔ شیخ الاسلام کے تیسرے دادا شیخ اسمٰعیل تھے۔ شیخ اسمٰعیل اہل تجرد کی جماعت ساتھ لیکر چندیری کو گئے۔ اور وہین مکان بھی بنالیا۔ اسی جگہ شیخ نصیر الدین ابن شیخ اسمٰعیل۔ اور شیخ نعمۃ اللہ ابن شیخ نصیر الدین کی علمی صورتین اُن شرائط کے ساتھ جو وجود خارجی کو لازم ہین۔ ظاہر وجود مین ظہور پذیر ہوئین

اور اسی جگہ بکمال استعداد کو پہونچکر عین (وجود) سے علم (عدم) کو روانہ ہو گئین - صوفیون کی اصطلاح
مین اولین حالت کا نام وجود ممکن اور پچھلی حالت کا نام عدم اضافی ہے - اِن حالتون کو مبدء اور معاد
بھی کہتے ہین - ان کے بعد شیخ الاسلام اپنے باپ کے جانشین ہوئے جب رانای چیتور نے چندیری کو
شکست دی - تو آپ فرزندون اور عزیزون کو ساتھ لیکر دوسرے لوگون کے ہمراہ چتھرہ مین چلے آئے چتھرہ
ایک قصبہ ہے سرکار کالپی کا - یہان کا حاکم اوحد خان فیروز یہ نیک شخص تھا - اسنے آنے والون کو عزت اور
تعظیم کے ساتھ لیا - اور حکم دیا - کہ یہان کے باشندون کو چاہیے - چندیری کے آفت زدون کے ساتھ برادرانہ
سلوک کرین - اور اپنا سامان اور سرمایہ آدھون آدہ تقسیم کردین تاکہ اِن لوگون نے جو تکلیف اُٹھائی ہے -
اُس کو بھول جائین القصہ اہل اسلام کی خرابی جب سلطان بہادر گجراتی کے گوش گزار ہوئی - تو
اُس کو غیرت آئی وہ بہت سی سپاہ لیکر روانہ ہوا - اور قلعہ چیتور کا محاصرہ کیا - جو رانا کا پرانا وطن ہے - اور بڑی
بھاری لڑائی ہوئی - چونکہ لڑائی کے ذریعہ سے قلعہ کی فتح دشوار معلوم ہوئی - لہذا علما نے جمع ہوکر فتویٰ لکھدیا - کہ
اسلام کا بول بالا ہونے کے لئے - سپہ سالار کو عقلاً اور شرعاً جائز ہے - کہ جو غیر مطیع اسلام ہین - اُن کو قسم اور صلح
کے ساتھ قبضہ مین لاکر مار ڈالے - اور فریب بہانہ کے ذریعے سے انپر فتح یاب ہووے - چنانچہ رانا کو صلح کے
بہانہ سے پکڑکر تلوار سے مار دیا - اِس کے بعد سلطان شکار کھیلتا ہوا - رایسین کے قلعہ مین پہونچا - جو لوگ چندیری
سے جلاوطن ہوکر چتھرہ مین آئے ہوئے تھے - اُن کے بلانے کے واسطے حکم جاری فرمایا - وہ لوگ بتعمیل حکم
رایسین مین آئے - سلطان اُس وقت میدان چوگان بازی مین تھا - فرمایا جلد پیش کئے جاوین - اور جلد اِن
کے اندرونی زخمون کا علاج کیا جاوے - چنانچہ کچھ لوگون کو تو اُن کا گیا ہوا دنیاوی اسباب حبس کے مقدار مین
جتنا لکھا تھا - مل گیا - اور کچھ لوگ جہان اُترے ہوئے تھے - وہین پڑے رہے - اور قناعت پر دل نہادہ ہوئے - انہین
ایام کے قریب قریب سلطان تو گجرات کو روانہ ہوا - اور ملو خان کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور تھا - خبر پہونچی - کہ
شیخ احمد اور نیز دیگر چند متوکل تنہائی پسند لوگ رایسین مین ہین - جن کی روزی آسمانی ہے - یہ سنکر محبت اسلام
جوش مین آئی - ایک دلسوز دانشمند کو بھیجا - اور وہ ان لوگون کو نہایت عزت اور حرمت کے ساتھ اُجین مین لے آیا -
آپنے بقیہ العمر شیخ الاسلامی کی مسند پر بیٹھکر ہدایت جاری رکھی - اور جو لوگ سالک تھے اُن کو تیز روی سکھائی
دسوین صدی کا آغاز تھا - کہ قلعہ اُجین مین خوابگاہ اختیار کی - دو لڑکے چھوڑے - شیخ جمال - اور شیخ عبدالقادر

مصرع باد ادل سلیم نصیبش ز کردگار ہو

یاد مخدوم اعظم مولانا خواجگی احمد

آپ جلال الدین کے بیٹے ہین - جو دوست محمد کاشانی قلیجی کے بیٹے تہے - اور دوست محمد کاشانی شیخ برہان الدین قلیج کے پوتون مین سے ہین - جو صدیقی نسب حنفی مذہب تہے - اور کاشان فرغانہ مولد تہا - آپ کی تلقین سے عقل کے آئینہ کو صیقل ہوتا تہا - اور نیز تلقین کے آئینہ مین شاہی حقیقتین نظر آتی تہین مولانا محمد قاضی کے مرید تہے - جو خواجہ احرار خواجہ عبید اللہ باغستانی کے بزرگ خلفا مین سے ہین - آپ کے وصال کی تاریخ جس کو عوام وفات کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو انچاس ہتا - اور ہجران کا زمانہ جس کو لوگ زندگانی سے تعبیر کرتے ہین - اٹہتر سال بتاتے ہین - جن ایام مین والی ملک ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ گرگانی تیموری نے ہندوستان فتح کرنے کا ارادہ کیا تہا - اُن ایام مین سلطان ابراہیم لودہی ملک دہلی کا بادشاہ تہا - اُس کے ساتہہ بڑی بہاری لڑائی ٹہنی - چونکہ گرگانی فوج نے لڑائی کی طاقت اپنے مین نہ دیکہی تو سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے حلیہ احراریہ کا تصور کیا - ایک سوار نظر آیا - جس کا گہوڑا اور لباس دونون سفید تہے - اور اُس نے فوج دشمن کے ساتہہ تلوار سے مار دہاڑ شروع کردی - تہوڑے عرصہ مین وہ لڑائی فتح ہوگئی اور لودہی کی فوج نے بہاگنے کو غنیمت بلکہ باعث زندگانی سمجہا - سپہ سالار کا بیان ہے - کہ مینے اُس حلیہ کو عبارت مین لکہہ لیا - جب لڑائی کا شور و غوغا فرو ہوا - تو مینے یہ واقعہ دانشمندون کے روبرو بیان کیا - جو میرے پاس تہے - اُس مجلس مین اس خانوادہ کے بزرگون مین سے بہی ایک صاحب تہے - اُنہون نے فرمایا - کہ یہ حلیہ مولانا خواجگی احمد کا ہے - مینے اُسی روز میر قوزی کو جو میرے امیران اعظم مین سے تہے وہ حلیہ کا ورق اور اُس کے ساتہہ بہت کچہہ تحفے اور ہدیے دیکر آپ کی خدمت مین روانہ کیا - اور یہ چند بیت نیاز نامہ مین لکہکر اپنا ضمیر آپ پر ظاہر کیا -

قطعہ

در ہوائے نفس گم رہ عمر ضائع کردہ ایم	پیش اہل اللہ از اطوار خود شرمندہ ایم
یک نظر بر مخلصانِ خستہ دل فرما - کہ ما	خواجگی را ماندہ اکنون خواجگی را بندہ ایم

رباعی

درویشان را اگرچہ نز خویشانیم	لیک از دل و جان معتقد ایشانیم
دور است مگوی شاہی از درویشی	شاہیم و لے بندہ درویشانیم

بہت سے بیدار مغز لوگ آپ سے بیعت تہے - کسی قدر آپ کی معرفت اور ہدایت کے حالات آپ کے بزرگوار

خلفا - اور فرزندون کی یادداشتون سے معلوم ہون گے۔ انشاء اللہ العزیز - خدا کرے - یہ حالات شائقین حکایات سے مخفی نہ رہین -

چونکہ راقم تعریف اور پسندیدہ عادات کے لکھنے مین - شبدیز قلم کی باگ کھینچی ہوئی رکھتا ہے - لہذا اُس کو جولانی مین سرپٹ نہ کرکے - تمام تعریفات اور پسندیدہ عادات کو نہایت تنگی کے ساتھ ظاہر کرتا ہے - ورنہ اس صاحب ذکر کی سرشت مین بہت کچھ بزرگیان - اور بزرگیون کی استعداد موجود ہے - راقم اِس صاحب ذکر کی تعریف مین نثر اور نظم کے بے انتہا پھول نثار کرتا - بلکہ ہر ایک کی یادداشت مین فصیح البیانی کام مین لاکر تحفہ پذیر آنے والون کے سرمایہ کے واسطے ایک عمدہ یادگار چھوڑتا - لیکن پھر بھی بحکم مصرع

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

تحریر سے کام معلومات کی ضروری باتین ضبط مین لانے کے علاوہ نہین لیا ہے مصرع مح از اندازہ شمار بیرون ست

یاد مولانا محمد مجد

تمام علوم مین آپ کی طبیعت رسا تھی - سلطان محمود ابن مظفر ابن محمود کا زمانہ تھا - کہ آپ حجاز سے گجرات مین آئے تھے - سلطان آپ کا شاگرد ہوا - اور خدا کا شکر ادا کیا - اور آپ کا رتبہ بلند کرنے مین کوشش بیان تک کی - کہ آپ کی ٹال ٹول چھیان نہ کرکے - جملۃ الملکی کا منصب اور خداوندخانی کا لقب عطا فرمایا - اسی طرح پر سلطان محمود کے بیٹے سلطان بہادر نے بھی آپ کی تعظیم مین باپ کے مراسم پر کچھ زیادہ ہی کیا - جن ایام مین جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ نے برد مضجعہ صوبہ گجرات فتح کیا - اور سلطان بہادر اپنی قلمرو کو فوج سے خالی چھوڑکر دریابار کے جزائر مین بھاگ گیا - تو اُس وقت آپ گجرات مین ہی تھے - جنت آشیانی سے ملاقات کی - تعظیم و تکریم کے مدارج ادا ہوئے - شاہی عنایت کی کشش آپ کو لشکر کے ہمراہ دہلی مین لے آئی - یہ دلکش مقام آپ کے دل کا دامن پکڑ بیٹھا - ناچار قیام کرنا پڑا - شیر شاہ سور کا زمانہ تھا - کہ آپ دار السرور کو روانہ ہوگئے آپ طبقہ مغربیہ احمدیہ مین بیعت تھے - اور اُسی سلسلہ کے پیرون کی روش پر طریقت کا سلوک بھی رکھتے تھے -

یاد شیخ چندن دسوری (مندسوری)

آپ شیخ بدہا کے بیٹے تھے - اور شیخ بدہا کے باپ کا نام شیخ جیجو تھا - شیخ صدر الدین خاموش چشتی کے مرید مین - موترم مسیحائی انفاس - اور ظاہر و باطن کی نشست و نشو کمال درجہ پر رکھتے تھے - ایزدی جذبات اور سلوک کے مقامات بھی آپ کو حاصل تھے - آسمانی خزانون کے دروازے آپ کے ہاتھ پر کھلے ہوئے تھے - ہمیشہ کیا نقد اور

کیا جنس بقدر احتیاج - اور بقدر خواہش - خواستگاروں کو بے تامل دیا کرتے تھے - ہر ایک فن کی کتابین فراہم کرکے - عیز ذی استطاعت علما اور طلبا کو پہونچایا کرتے تھے القصۃ سائل کا محروم رہنا اپنے اوپر حرام جانتے تھے سلطان بہادر گجراتی - آپ کا معتقد یا ارادت تھا - اس سلطان کے زمانہ مین بہوپت رائے رائسینی کے ساتھ آپ کے اعزہ اور درویشون کی لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - آپنے اعلاے کلمۃ اللہ کی غرض سے اِن لوگون کی امداد مین بڑی بھاری لڑائی کی - آپ کے قبیلہ کے بہت سے لوگ درجۂ شہادت کو پہونچے -

کہتے ہین شیخ منجھو اجمیری - سفر حجاز سے ہند کی طرف واپس آئے - تو ایک بھاری زنجیر اپنے پانون مین اس شرط پر ڈال لی تھی کہ مشائخ مین سے جس کسی کے دیدار سے یہ بھاری زنجیر اُن کے پانون سے بآسانی نکل جاویگی اُسی کی بیعت کا طوق اپنی گردن مین پہن لون گا - اسی طریق پر منزل در منزل طے کرتے ہوئے - دِسُور (مندسور) مین آئے - شیخ دان - اور شیخ سلطان شیخ چندن کے بزرگ خلفا مین سے تھے - اولاً شیخ منجھو نے اِن بزرگوار ان کی ملازمت حاصل کی - اور زنجیر ڈالنے - اور کھولنے کی شرط بھی بیان کی - اِن بزرگون نے فرمایا - بیشک پیر بزرگوار کے مشکل کشا جمال سے یہ عقدہ حل ہوجاوے گا جب عہد پورا ہوا - اور جیسا کہا تھا - ویسا ہی وقوع مین بھی آیا - تو اُسی دم مرید ہوگئے - بیت

زبار ہستی خود گر کسے جریدہ شود	بہ بارگاہ وصالش سبک رسیدہ شود

اس قسم کی آپ کی باتین جو خارق عادات ہین - لوگ بہت کچھ بیان کرتے ہین - تیئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو ترپیپن مین آپ عالم علوی کو کوچ فرما گئے - خوابگاہ ٹوڈی جو ایک پشتہ ہے دسور (مندسور) کے کنارہ کہتے ہین - آپ کے جدامجد شیخ جھجو - راؤ کے سکندرہ مین قیام رکھتے تھے - تقدیر سے ترک وطن کرکے سیاحی کا ارادہ کیا تھا لیکن آخر کار آب و دانہ کی زنجیر آپ کے سیاح پانون مین پڑی - اور مندسور کے اطراف مین مقیم کیا - شیخ موسی اُجینی - شیخ لال گجراتی - اور شجاعت خان پدر بایزید بہادر خان افغان - جو چند سال حاکم مالوہ بھی رہ چکے ہین - آپ کے مریدون مین سے تھے - رحمہم اللہ

شیخ چندن کے بیٹے - شیخ محمد ہین - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین اسی برس کی عمر ہے - یہی سجادہ نشین ہین - صورت بالکل درویشون کی - تن صوفیون کا - دل سادہ - اور خدا دوست پیر ہین - اللہ تعالی انجام بخیر کرے - جو کچھ لکھا گیا ہے - یہ سب انہین کے بیانات پر سے لکھا گیا ہے -
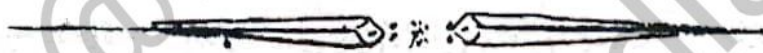
یاد سید زھید

آپ شاہ بدہا کے بیٹے تھے۔ شاہ بدہا کے باپ کا نام حمزہ ابن قطب ابن عمر ابن جلال تھا۔ قدس اللہ اسرارہم آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں قصبہ سارن ہین شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے خلیفہ ہین۔ جو دو واسطہ سے نصیر الاولیا چراغ دہلی کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ آپکا سر زانوے مراقبہ کے سوا۔ کچھ جانتا ہی نہین تھا۔ اور آپ کی آنکھین گریہ شوق کی سوا۔ کوئی چیز پسند ہی نہین کرتی تھین۔ آپکے سینہ مین شورش عشق کی سوا کسی قسم کا خیال نہین تھا اور آپکے ضمیر مین یاد مولیٰ کے علاوہ کوئی بات نہین آتی تھی۔ آپنے زندگی کا تمام زمانہ۔ مراقبہ اور انتظار مین ہی گزار دیا شیخ قاضن شطاری۔ جو شاہ عبداللہ شطاری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپکے داماد ہین۔ اور شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ پسر شیخ قاضن شطاری در پیر بابا حاجی حمید الدین حضور آپ کی دختر سے ہین مصرع وفتر اخلاص را داما دُ اعمال اد

یاد مولانا قاضی خان

آپ یوسف ناصحی کے بیٹے ہین۔ جلال الحق آپ کا لقب ہے۔ زاد بوم ظفر آباد جونپور ہے۔ بیعت کا شجرہ اور خلافت کا خرقہ شیخ حسن طاہر کی خدمت سے پایا تھا۔ قدس سرہما کشفی اور لدنی علوم سے کافی طور پر حصہ آپ کو ملا تھا۔ والا فطرت اصحاب جو دوئی سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان کی اصطلاحات سمجھنے مین آپ یکتاے زمانہ تھے۔ آپکے پیر اپنی حیات مین سالکان طریقت کو آپکے حوالہ کر دیا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے فرزند شیخ عبدالعزیز کو بھی آپکے سپرد کر دیا تھا۔ تاکہ آپ اُن کو خدا شناسون کے پسندیدہ افعال تعلیم کر دین۔ اس قدر زیبا بخش جو پیر زادہ کے حالات مین پائی جاتی ہے۔ آپ کی ہی پرورش کی بدولت ہے۔ آپ کی رحلت کا سال دسوین صدی کا دوسرا النصف حصہ ہے۔

یاد شیخ محمد عینی

آپ کے بزرگ اسوۃ الاولیا عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ کو پہونچتے ہین۔ ہمدان سے آپ ہرمز ہوتے ہوئے گجرات مین آئے۔ اور احمد آباد مین بود و باش اختیار کی۔ یہان آپ کے فرزند ہوئے۔ جو دانش مند اور خدا شناس تھے۔ سب مین بڑے شیخ شہاب الدین تھے۔ جو دینداری۔ طلب علم۔ اور تعلیم علم مین پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ یہی باپ کے بعد جانشین بھی ہوئے۔ اور شیخ شہاب الدین کے بھی کئی بیٹے تھے۔ جن مین سے ایک شیخ حسن کو سجادہ نشینی کا درجہ ملا تھا۔ دو جہانی کمالات اِن کے گرداگرد گشت کرتے رہتے تھے۔ ان کے بعد ان کے لڑکے شیخ خان نے خاندان کی رونق بڑھائی۔ ان کا جمال اور حال۔ صلاحیت۔ اور پرہیزگاری کے ساتھ

آراستہ تھا۔ ان مذکورہ بالا چاروں شخصوں کی خوابگاہ احمد آباد ہے مصرع باولالباب ازمی دیدار جام شان

بادشاہ منصور

آپ شاہ بہکاری کے مرید ہیں۔ جن کی خوابگاہ برہان پور متعلقہ دارالخلافہ صوبہ خاندیس میں ہے الٰہی جذبات میں بیخود تھے۔ اور دریائے توحید میں ڈوبے ہوئے تھے۔ عالم جوانی میں سپاہیانہ رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ اور وجہ معاش راہزنی کے ذریعہ سے تھی۔ ایک روز پیر کی خانقاہ میں عام دعوت تھی۔ آپ کندھے پر تلوار لٹکائے ہوئے پہونچے۔ اور زور کے ساتھ کھانا مانگا۔ پیر نے فرمایا۔ کیا درویشوں کا سکبا کھانے کی تم کو طاقت ہے۔ جواب دیا۔ ہاں۔ یہ سنکر پیر نے اپنے ہاتھ سے ایک لقمہ آپ کے منہ میں دیا۔ لقمہ ہنوز حلق میں اُترنے نہیں پایا تھا۔ کہ بیہوش ہو گئے۔ بہت دیر تک یوں ہی خاک پر پڑے رہے۔ اس کے بعد چند روز تک کوچہ و بازار میں مجنونانہ پھرتے رہے۔ جب کسی قدر سکون ہوا۔ تو قلعہ کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ صبح سے لیکر شام تک آپ کے گرد آدمیوں کا ہجوم بنا رہتا تھا۔ آپ جو کچھ کہہ دیتے تھے۔ آخیر میں ویسا ہی ہو جاتا تھا گجرات سے معاودت کے وقت جنت آشیانی ہمایون بادشاہ بھی آپ کے دیدار کے واسطے حاضر ہوا تھا اور آپکے ارشاد کے بموجب صوبہ خاندیس سابقہ والی اور حکام کو سیر کر کے کوچ کر گیا شیخ عثمان ابن لاڈ جو راقم کے ہمسایہ ہیں۔ اُس مجمع میں حاضر تھے۔ فرماتے تھے۔ اولاً آپ نے جنت آشیانی کے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اُس کے تین پر اُکھاڑ کر جب ایک پر باقی رہ گیا۔ تو اُس تیر کو پھر ترکش میں رکھ دیا۔ اور ابریق خاص کو آبدار کے ہاتھ سے غصب کر لیا۔ اور اُس کا پانی زمین پر گرا دیا جب اُس میں تھوڑا سا پانی رہا۔ تو ابریق پھر آبدار کے سپرد کر دی۔ اُس وقت چند رمز شناس بزرگ حاضر تھے۔ اُنھوں نے فرمایا تیر کا ایک پر باقی رکھنا۔ علامت اس بات کی ہے۔ کہ فرزندان بادشاہ میں سے ایک فرزند عالمگیر ہوگا۔ اور ابریق میں تھوڑا سا پانی باقی رکھنا۔ خبر دیتا ہے۔ کہ بادشاہ کی عمر کم رہ گئی ہے۔ بالآخر جو تعبیر دی گئی تھی۔ وہی موافق تقدیر ہوئی۔

ملک ترین الدین جنبانی فرمان روائے گجرات کے وزیر تھے۔ ان کے علم کی عروس عمل کے زیور سے آراستہ تھی بیان کرتے تھے۔ کہ بابا منصور ایک روز فرماتے تھے۔ آغاز جوانی میں میرے یہاں دنیاوی زر و زیور اور ساز و سامان بہت کچھ تھا۔ ایک رات ایک مجذوب کی نظر میرے اوپر پڑی۔ جو تاثیر کر گئی۔ یعنی اُس نظر سے سر میں شورش پیدا ہوئی۔ جب میں اپنے گھر آیا۔ تو میں نے اپنی راز دار بیوی سے کہا۔ میرا دل دنیاوی خیالات سے سرد ہو گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل کے روز جو کچھ میری ملک میں ہے سب حاجتمندوں کو اور فقرا کے ہمسایہ کو دیدوں۔ اور جس قدر

خوراک اور لباس کے واسطے کفایت کرے۔ صرف اسی پر قناعت کریں۔ بیوی بڑی بلند ہمت اور رابعہ وقت تھی ۔ جواب دیا۔ کہ ایسے عزیز مہمان (خیال نیک) کی ضیافت صبح پر موقوف رکھنا جوانمردی اور مروت کی بات نہیں ہے ۔ یہ پاک خیال جو دل میں پیدا ہوا ہے ۔ اس کو اسی وقت عمل میں لانا چاہیئے ۔ اور بے تامل اپنا زیور۔ بدن پر سے اُتار کر اور بتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کر کر محتاج ہمسایوں کو تقسیم کر دیا ۔ سوائے اس قدر کے جو ستر عورت کو کافی ہو ۔ گھر میں کچھ نہیں رکھا ۔ رفتہ رفتہ میری دیوانگی بڑھنی شروع ہوئی ۔ یہاں تک کہ مجکو ننگی کی بھی خبر نہ رہی

ملک زین الدین یہ بھی فرماتے تھے ۔ کہ ایک روز چند بزرگانِ دین نماز کے واسطے تیار تھے ۔ اتنے میں بابا منصور دور سے آتے ہوئے نظر آئے ۔ اور آکر امام کی جگہہ جا کھڑے ہوئے ۔ اور الفاظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ بتکرار کہنا شروع کئے ۔ میری عجیب حالت ہوئی یعنی الاحسان ان تعبد کانک تراہ[۵۲] کی تجلی مینے مشاہدہ کرلی ۔ ویسا اثر ہوا ۔ کہ میرے دل کی آنکھیں روشن ہوگئیں ۔ اس درمیان میں بابا نے پھر کر میری طرف دیکھا ۔ اور فرمایا ۔ کہ ایسا ہی چاہیئے ۔ ۔ اور نہایت عجلت کے ساتھ صف میں سے نکل کر چلے گئے اس وقت تک اس ایک لحظہ اقتدا کی ۔ اور ایک رکعت نماز کی لذت دل سے نہیں جاتی ہے ۔ اور مینے اپنی عبادت میں ویسی بہبودگی پھر کبھی نہیں دیکھی ۔

یاد شیخ عبد الملک قاری

آپ کے باپ شیخ عبد اللہ ابن شیخ صالح ابن محمود غزنوی خالدی تھے ۔ آغاز ہوش میں تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا جس نے آپ کو مسافر بنایا ۔ آپ اپنے شہر سے چل کر ہرئی میں پہونچے ۔ اور جہاں اب زیارت گاہ ہے ۔ وہاں بود و باش اختیار کی ۔ سب سے اول یہ کام کیا ۔ کہ حافظ محمود تاباد گانی کی خدمت میں کلام ربانی حفظ کیا ۔ ایک صاحب حافظ عثمان ہروی صاحب ولایت اور جامع انواع علوم تھے ۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ مینے عالم مثال میں حضور خاتم النبوۃ علیہ افضل التحیۃ کی تعلیم سے کسبی و رو وہبی علوم کی مشکلات حل کی ہیں ۔ اور چالیس برس کامل خواجہ خضر علیہ السلام کی صحبت سے اکتساب کمالات کیا ہے ۔ آپ نے کلام مجید حفظ کرنے کے بعد ان حافظ صاحب کی ملازمت میں شاگردی کی ۔ اور عثمانیہ فضیلتوں سے مشرف ہوئے ۔ آپ شیخ زین الدین خوانی کے مرید و خلیفہ ہیں ۔ آپکے اس قسم کے اسباب بزرگی بہت سے ہیں ۔ جب سلطان سکندر لودھی نے متواتر عرضیاں بھیجیں ۔ اور ان میں آپ کی تشریف آوری کی خواہش ظاہر کی ۔ تو چونکہ التماس کا قبول نہ کرنا ۔ خانہ مروت کی عمارت

---

۵۱ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں ۱۲ ۵۲ خوبی یہ ہے کہ اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے ۔ کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہے ۱۲

دکھا دیتا ہے - لہذا آپنے التماس سلطانی قبول فرماکر دارالخلافۃ آگرہ مین تشریف ارزانی فرمائی - اور یہان بے شمار لوگون نے آپ کی خدمت سے بے انتہا فیض پایا - ایکسو تیس سال کی آپ کی عمر ہوئی - اس تمام مدة العمر مین رندی آسمانی ہی رہی - کسی فرمان روا یا کسی حاکم سے معین طور پر کچہ نہین لیا - ماہ رجب ہجری سنہ نو سو چہین مین ملک معنوی کو رخصت ہو گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن

آپ اپنے باپ کے مرید بہی ہین - اور خلیفہ بہی ہین - اور آپکی خوابگاہ بہی اُنہین کے روضہ مین ہے - قدس سرھما شیخ احمد رئیس - اور ملک شیر خلوتی پسر ملک مشائخ - یہ دونون شخص آپکے بزرگ خلفاء مین سے ہین ان دونون بزرگوارون کا بیان ہے - ایک روز آپ کی ملازمت مین اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجودیکہ ضعیفی - لاغری - اور ریاضت - حد درجہ کی بڑہی ہوئی ہے - مگر مخدوم کا جوش وخروش - سماع کے وقت اِس قدر دیکھنے مین آتا ہے - کہ کسی دوسرے شخص کو آغاز شباب مین بہی میسر نہوگا - فرمایا - کم و بیش سات برس کی عمر تہی کہ مرض چیچک مین مبتلا ہو گیا تھا - اور اس بیماری مین بدن سے جان نکل گئی تہی - پدر بزرگوار کی خدمت مین خبر پہونچی - کہ عبدالحکیم گزر گیا - فرمایا - جس طرح سے ممکن ہو - یہان تک لاؤ - جب مین حاضر کیا گیا تو آپنے رحمۃ اللہی گودڑی اور مسعودی خرقہ مین مجکو لپیٹ دیا - اور یہ بات زبان پر لائے - کہ اِس بیمار کی موت اور زندگی دونون مینے اِن دونون بزرگوارون کے باطن کو سپرد کر دی ہین - اور خود بہی از راہِ عجز و نیاز اپنا سر مراقبہ مین جہکا لیا ایک گہنٹہ بعد میرے بدن مین حس وحرکت پیدا ہوئی - اور صحت و تندرستی کا چشمہ اُبل نکلا - آج کے روز جو طاقت آپ لوگ درویش کے سماع مین دیکھتے ہین اس کو بالکل اُسی تفویض کا پرتو جاننا چاہئے ورنہ مجکو عجز اور کمزوری نے بالکل توڑ مروڑ کر رکہہ دیا ہے -

آپ یہ بہی فرماتے تھے - شاہ باجن نے رحلت فرمائی کے روز مسعودی جبہ درویش کو عنایت فرمایا تہا اور تہوڑا سا پرہیزی شوربا مین سے بہی دیا تہا - اور انواع و اقسام کی مہربانیان فرما کر یہ خوشخبری سنائی تہی کہ جس قدر فیض وفضیلت بزرگان دین سے باجن کو ملی تہی - آج کے روز عبدالحکیم کے حوالہ کی گئی -

مصرع
بادل گنج الٰہی حکمتش

یاد شیخ حسن خطاط

آپ شیخ محمود انصاری شیرازی کے فرزند ہین - درسی کتابون کی تحصیل آپنے اپنی زادبوم مین کرکے خوشنویسی

مین بھی ناموری حاصل کی تھی - کہتے ہین جن ایام مین ملک فارس نے شاہ طہماسپ ابن شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ
خراسان کی قلمرو مین شامل ہوا - اُس نے شاعرون کے گروہ کو قبول شیعی مذہب پر لوگون کو برانگیختہ کرنے کے
واسطے مقرر کرنا شروع کیا - آپنے تمام خانہ نشینون سے علیحدہ اپنی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لیکر خشکی کے راستہ سے
حرمین شریفین کا قصد فرمایا - اور ان دونون مقدس بافیض مقامات مین ایک عمر تک رہ کر حدیث کی سند وہان
کے علماء سے صحت کے ساتھ حاصل کی - اور پھر دریا پار کے راستہ سے گجرات مین آئے - اُس وقت سلطان
مظفر گجراتی بزرگ کا عہد تھا - یہان پر چند روز بزرگون کی ملازمت مین رہ کر افاضہ و استفاضہ کا بازار گرم رکھا -
جب سلطان سکندر لودہی کا زمانہ شروع ہوا - تو آپ گجرات سے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے - لودہی نے آپ
کی خدمت گزاری - دلجوئی - اور تعظیم کی - اور قیام آگرہ کے واسطے التماس کیا - چونکہ التماس کا قبول کرنا
عمدہ عادات کی خصوصیات مین داخل ہے - لہذا آپنے کندھے سے کمل اُتار کر مکان بنانے کے ارادہ سے
زمین پر بچھا دیا - اور سلطان کی خواہش کو قبول فرمایا - اس کے بعد لودہی اور نیز جو کوئی وہان کا فرمان روا ہوا - وہ
آپ کی خدمت ضرور کرتا رہا - وہ ہمیشہ آپ کی خلوت اور انجمن کی حاضری کا طالب ہی رہتا تھا - روایت ہے
کہ اکثر پرستاران خانہ - خوش خطی - صحیفون کے سرورق کی صفائی - اور طلائی رنگ آمیزی کے کام مین کامل
مہارت رکھتی تھین - اور لوگ اس پیشہ کا اس درجہ پر ہونا - آپ کی خرق عادات مین سے سمجھتے تھے - شیخ
زین نے جو جنت آشیانی ہمایون شاہ کے صدر تھے - اپنے اشعار مین آپ کی فضیلت کی تعریف فرمائی ہے
مصرع ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم بشنود ؎ جامع المعقول والمنقول مولانا حسن نے تاریخ چوتھی - جب
ہجری سنہ نوسو چھپن کو صفحۂ دنیا سے رقم ہستی مٹائی - اور قلم سے آخرین نامہ کا لکھنا شروع کرکے خط ہستی ختم کیا
مصرع نام او بر لوح دل مرقوم باد ؎ آپ آگرہ مین دفن ہین -

یاد شیخ امان اللہ پانی پتی

آپ کا نام عبد الملک ابن عبد الغفور ہے - قدس سرہما - شیخ محمد حسین قادری سے آپ بیعت بھی ہین -
اور خلافت بھی رکھتے ہین - اور رسمی علم بالخصوص علم تصوف کی تحصیل مین شیخ محمود میرد ولاری کے شاگرد ہین جن کے
کسی قدر حالات لکھے جا چکے ہین - وحدت وجود کے بارہ مین آپ کی تحقیقات سے شیخ محی الدین عربی کا زمانہ یاد
آتا تھا - فصوص اور فتوحات وغیرہ کتب صوفیہ کی تمام مشکلات بآسانی بیان فرمایا کرتے تھے - ہمیشہ ہم رازون
سے کہا کرتے تھے - اگر اہل زمانہ - خود داری کی عادت چھوڑ کر انصاف سے کام لیوین - تو وحدت وجود کے

مقدمات عقلی و نقلی دلائل سے ادنیٰ و اعلیٰ کے ذہن نشین کردیے جاوین - اور نیز فرمایا کرتے تھے - میںنے سلوک کی بدولت رسمی علم کے تنگ و تاریک کوچہ سے نکل کر الٰہی معرفت کے میدان مین قدم رکھا ہے - اور کشف و کرامات کے بارہ مین دو تین میدان سب سے آگے ہی بڑھا رہا ہون - وحدت وجود کے مقام کو اہل تصوف طاقت عقل سے باہر سمجھکر کشف صحیح کے حوالہ کر دیا کرتے ہین - آپنے عنایت ایزدی کی مدد سے عقل کو اس عالی مقام کی سرحد تک پہونچا کر سولہ معقول دلیلین اسپر قایم کی ہین - مولانا جامی قدس سرہ کی کتاب لوائح پر ایک شرح لکھی ہے - جو علم تصوف کی تمام ضروریات کو حاوی ہے - اور مذکورہ بالا سولہ معقول دلیلون مین سے بعض دلیلین اس شرح مین بھی لکھی ہین - جو شخص تلاش کرے گا - وہ اِن کلیات تصوف کے مطالعہ سے اپنے مقصد مین کامیاب ہوگا تاریخ بارہوین ربیع الآخر ہجری سنہ نو سو ستاون کو عنصری عالم سے رخصت ہو کر دائمی خوابگاہ اُسی شہر مین اختیار کی جس مین بزمانہ حیات قیام تھا - مصرع باد کشف اہل دل مقبول او -

یاد قاضی ملیت

آپ کے پدر بزرگوار کا نام یوسف ابن حامد ابن ابوالمفاخر ابن یسین منڈو (مانڈو) والا تھا - آپ نقلی اور عقلی دونون علمون مین یکتائے زمانہ تھے - آپ کے حالات کسی قدر اس طرح پر ہین - الٰہی مشیت سے بھائیون کی مخالفت نے آپ کو صغر سنی مین ہی - وطن سے نکال کر چندیری کا مسافر بنایا - یہ سرگردانی اور پریشانی آپ کے کسب کمالات کا باعث ہوئی - یہ بالکل سچ ہے - جو یوسف منش ہوتے ہین - وہ قعر چاہ سے ہی مصر جاہ کو پہونچا کرتے ہین - القصہ - جس سال رانا سے چیتور نے فتح پا کر چندیری کو شکست دی - تو چندیری کے باشندے آوارہ ہوئے - آپنے بھی اسی حادثہ مین دوسرے بزرگون کے ساتھ ہجرت کرکے ایک مدت تک جتہرہ مین بسر اوقات کی - جب آپنے ملوخان کی درویش دوستی اور آنے والون کے ساتھ عزت اور حرمت سے پیش آنے کا شہرہ سنا - تو جتہرہ سے دارالاسلام منڈو (مانڈو) مین آئے - ایک مدت تک ملوخان کے وزیر سیف خان نے جس کو آپ کے ساتھ نسبت خوشی ہی تھی - ضروریات وقت مین آپ کی مدد کی - اور آپکے آنے سے ملوخان کو آگاہی نہین دی - اِس سبب سے آپ بہت پریشان خاطر اور غمگین رہا کرتے تھے - اتفاقاً کسی تقریب ایک دوسرے وزیر نے ملوخان کے حضور مین آپ کی تشریف آوری کا حال عرض کر دیا - کہ ایسا عالم شخص جتہرہ سے آیا ہے - اور سیف خان نے حضور سے چھپا کر اُس کو اپنے واسطے پسند کیا ہے - شاہ نے یہ خبر پا کر دونون کو مجلس خاص مین بلایا - اور آپ کی مصاحبت سے بہت خوش ہوا - آپ کے خاندان اور آپ کے بزرگون کے حالات دریافت

کرنے شروع کئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کے تیسرے دادا شیخ لیسین سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین منڈو (مانڈو) کے قاضی تھے۔ یہ سنکر شاہ نے منصب قضا کا خلعت ارث اور استحقاق کے طور پر آپ کو عطا فرمایا۔ اور اپنا ہم نشین کیا۔ مصرع یاد روزی اور رضا یہ قضا۔

یاد شیخ چکن کھندوقی

آپ کا باطن اخلاص اور اخلاق کے ساتھ آراستہ۔ اور آپ کا ظاہر زہد اور صلاح کے ساتھ پیراستہ تھا۔ قصبہ کھندوت جلال پور سرکار کالپی مین ہے۔ یہی آپ کا وطن۔ مولد۔ اور مرقد ہے۔ آپ اہل دول کے ساتھ تونگرانہ پیش آیا کرتے تھے۔ ملوک زمانہ کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر نہین کرتے تھے۔ یوسفی ولایت بھی رکھتے تھے آنے والے واقعات مثالی صورت مین آپ کو ظاہر ہو جایا کرتے تھے جس سال مین جنت آشیانی ہمایون بادشاہ نے شیرخان سور پر چڑہائی کی ہے۔ چونکہ کتابت کے ذریعہ سے شیخ کی بادشاہ سے ملاقات تھی۔ اسواسطے رقعہ لکھا۔ کہ ان ایام مین درویش کو عالم مثال مین ظاہر ہوا ہے۔ کہ ایک پرند کا بچہ۔ ایک باز کے بازو پر بیٹھا ہوا باز کے سر پر ٹھونگین مار رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہتر ہے۔ کہ لشکر کشی کسی دوسرے وقت پر منحصر رکھی جاے۔ اس پیغام کو درجہ قبولیت نہین ملا۔ اور جو نامناسب حالت آسمانی کاغذ مین لکھی ہوئی تھی۔ اُس کا ظہور ہو گیا ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین عنصری جسم چھوڑ کر مثالی عالم کو روانہ ہوئے۔ مصرع باد وحدت سیرگاہ جانِ او۔

یاد شیخ جلال

آپ شیخ عبداللہ کے بیٹے۔ اور شیخ یوسف کے بھائی ہین قدس سرہم۔ عبارت آرائی۔ ادائے معانی۔ اور الفاظی حروف کے سمجھنے مین اپنے وقت کے ایک ہی تھے۔ آپنے ہجری سنہ نوسو تیئس مین عالم غیب سے عالم دنیا مین ظہور فرمایا۔ سات برس کی عمر تھی۔ کہ کلام ربانی حفظ کر لیا جب بارہ برس کے ہوئے تو کتب متداولہ کی تحصیل پوری کر کے بیسوین سال مین اپنی درس دینے سے پدر بزرگوار کے مدرسہ مین ایک تازہ رونق پیدا کی اور مختلف خطوط مین خوش نویسان زمانہ کے اندر سرگروہ ہوئے۔ اٹھائیس سال نشاط زندگی حاصل کیا۔ پھر ہجری سنہ نوسو اکسٹھ مین ایسی عمدہ آراستگی و پیراستگی کے ساتھ جیسی بیان کی گئی ہے۔ الٰہی دیدار کی جلوہ گاہ کو چلے گئے۔ اس حیرت افزا واقعہ کا مجمل بیان اس طرح پر ہے۔ کہ صدر الذکر سال مین جب سلیم خان پسر شیرخان سور آنجہانی ہوا۔ جو فرمان رواے وقت تھا۔ تو تاریخ چودہوین ماہ ذی قعدہ کو دولت خان پسر غازی خان بیانہ سے دوش لا کر دار الخلافہ آگرہ مین آپہونچا۔ پندرہوین تاریخ کو شہ نشین محلات کی سیر کے واسطے قلعہ مین گیا۔ بن

کوٹھون کے دروازے بند تھے - اُن کو خزانہ کے مکانات سمجھا - قفل توڑے گئے - یہ توپخانہ تھا بارود سے بھرا ہوا، اتفاقاً یا ہمراہی توپچیون مین سے کسی توپچی نے جس کے توڑہ مین تارہ کی طرح آگ چمکتی تھی - ایک چینگاری گرادی - چینگاری کا گرنا تھا کہ وہ بہشت نما عمارتین دوزخ کی طرح بھڑک اُٹھین - یہانتک کہ سنگین دیوارین ہوائی پرندون کی طرح اُڑ گئین - اِن اُڑنے والی چیزون مین سے ایک پتھر کا ریزہ چنے کی برابر آسمان سے شیخ جلال کے سر مین آکر لگا - اِس کے بعد ایک رات دن زندہ رہے - لیکن زبان بات کرنے پر قادر نہ تھی - بعدہ سولھوین تاریخ کو پچھلے دن مین اعلیٰ علیین کو جانے کے واسطے کجاوہ باندہ کر چلے گئے -

یاد مبارک خان ہروی

آپ ہندمین ہرات سے آئے تھے - اور مہوبہ قصبہ مین جو سرکار کالپی مین ہے - بموجب حکم الٰہی - گوشہ گزین ہوئے گھر بنالیا - اور خانقاہ بھی بنالی - ہمیشہ حجرہ مین رہا کرتے تھے - اور قرآن پڑھتے رہتے تھے - لیکن نماز جماعت سے نہین پڑھا کرتے تھے .. اور کسی شخص کے آنے پر تعظیم کے واسطے نہین اُٹھا کرتے تھے - اِس سبب سے قاضی ابراھیم ابن محمد پنواری آپ کو بدی کے ساتھ یاد کیا کرتے تھے - ایک اور شخص تھے آزاد مزاج - قاضی حسین نام تھا - اتفاقاً ان کے ہمراہ قاضی ابراھیم مہوبہ مین آنکلے - اور ہمراہی کے سبب سے خان کے پاس بھی گئے - آپنے فرمایا بعض لوگ مجکو دو باتون مین معیوب جانتے ہین - اور چونکہ بُرائی اُن کے دل مین ہے - اِس سبب سے خود جواب اپنے دل مین سوچ کر مجکو معذور نہین سمجھتے - پھر فرمایا - درویش مثل میت ہوتا ہے - اُس کا دیکھنا - زیارت گور کی مانند ہے - اور خاکی تو دہ کے نہ اُٹھنے سے کوئی عیب پیدا نہین ہوتا اور نیز جس شخص نے اپنے تمام اوقات قرآن کے پڑھنے مین لگا دئے ہون - اُس کو تلاوت کے درمیان مین کسی غیر کی تعظیم روا نہین ہے - اِس کے بعد آپنے فرمایا"

"مینے سنا ہے - کہ خداوند عرفان و وجدان شیخ شرف یحییٰ منیری جماعت مین نہین آیا کرتے تھے - ایک روز قاضی شہر کی کوشش سے مسجد مین گئے - امام کے گھر کے صحن مین ایک کنوان تھا - اور ایک گھوڑی کا بچہ بھی پال رکھا تھا - جو کُھلا رہتا تھا - اِس خوف سے کہ کہین کنوئین مین نہ جا پڑے - نماز کے اندر دل بچھیرو کے باندہنے کی طرف گیا - یہ حالت دیکھکر شرف اولیا نے نیت نماز توڑ دی - اور کہا - امام تو بچھیرہ کے انتظام کے واسطے چلا گیا - مجھہ مین اُس کی ہمراہی کی طاقت نہین ہے - سوائے اس کے جو غائب ہے وہ خود اقتدا کے لائق نہین ہے

ناچار نماز از سر نو پڑہی - امام نے بہی اُن کی اندرونی آگاہی پر اقرار کیا۔

پہر فرمایا - اگرچہ عروس کا ناز - ماں کے حسن پر زیب نہین دیتا ہے - لیکن پہر بہی اُسی کی لڑکی ہے او اکثر امام خانۂ خدا (دل) کو تو بیل اور گدہے کی چراگاہ بناتے ہین - اور روے توجہ خانہ خلیل (خانہ مکہ) کی طرف کرتے ہین بیت

دہ بُود نے دل ست آنکہ درد	گاو وخر باشد وضیاع وعقار

کہتے ہین ہر روز آپ کے دروازہ پر نقارہ بغرض اعلان وطلب بجایا جاتا تہا - اور آواز نقارہ سنکر کیا غریب اور کیا مقیم ساکین فراہم ہوا کرتے تہے - اور آپ ہر ایک کو نقدی روزینہ دیا کرتے تہے - اِسی طرح جب کہ دلہین سفر کا وقت آیا - یعنی ہجری سنہ نوسو ترسیٹہ تہا - تو ہر دم بیخود ہو جاتے تہے - اور نقارہ بجانے - فقرا کے جمع ہونے - اور معمولی روزینہ تقسیم کرنے کا حال دریافت فرماتے تہے - دریا نام ایک خادم تہا - وہ جواب دیدیا کرتا تہا - جب خادم نے کہا - ہنوز مینے کچہہ نہین دیا ہے - تو فرمایا - اُس ظرف مین سے دیدو جو تخت کے نیچے ہے - چونکہ ظرف مین پیسہ بہت کم - اور حاجتمند بہت زیادہ تہے - تو خادم متحیر ہوا - کہ اب کیا کرون - پہر آپنے دریافت فرمایا - تو خادم نے عرض کیا - ہر ایک شخص کو کتنا کتنا دون - فرمایا پانچ پانچ رایج الوقت قرص دیدو خادم نے دیکہا کہ پیسے اتنے کم ہین - کہ چار آدمیون کو بہی کفایت نہین کرینگے - لہذا اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا - پہر آپنے فرمایا جلدی کر - دیدو - خادم نے پہر عرض کیا کتنا دون - فرمایا - ہر ایک شخص کو ایک مٹہی - یہ سنکر اور بہی زیادہ حیران ہوا - فرمایا - سنو دریا - دینے والا معمار کی مثال ہوتا ہے - جو دیوار مین اینٹون سے چنائی کرتا ہے معمار جتنا زیادہ سبک دست ہوگا - صاحب عمارت اہتمام مین اُتنا ہی زیادہ سرگرم ہوگا - اور مزدور بہی گارا اور اینٹین پہونچانے مین اُتنے ہی زیادہ چالاک ہون گے - جب خادم کو یہ تازیانہ لگا - تو دلیر ہوا - اور پیر کے موثر دم کی برکت سے سب کو ایک ایک مٹہی پہونچ گیا - اور ابہی ظرف خالی نہین ہوا - جب آپ کو معلوم ہوا - کہ سب نے پالیا ہے - تب مُنہ کے اوپر چادر کہینچ لی - اور عالم علوی کو روانہ ہوئے - آپ کے بعد دریا جانشین ہوا بتیس برس تک اُسنے پیر کا طریقہ قایم رکہا - اور جب وقت آیا - تو پیر کی خوابگاہ کے تحت مین زیر خاک سو رہا

مصرع مبارک باد وصل دوست اورا -

یاد سید محمد ابن سید معظم

آپ اپنے باپ کے مرید - اور قاضی محمد ابن کدن کے شاگرد تہے - خوابگاہ کالپی ہے - آپ کی عادت ایسی خوب تہی - جیسا آپ کا چہرہ - اور آپ کی طبیعت ایسی زیرک اور عمدہ تہی - جیسی آپ کی حسن تقریر - خط ثلث

عمدہ لکھا کرتے تھے۔ فنا کی چادر کندھے پر تھی اور اُستاد کے ساتھ اعتقاد حلقہ بگوشانہ رکھتے تھے۔ کہتے تھے اگر بالفرض قاضی پیراہن کے نیچے مخفی طور پر زنار باندھ لیوین۔ تو محمد ظاہر طور زنار باندھ لیوے گا۔ زنار کے ساتھ پیشانی پر قشقہ بھی لگادے گا۔ اور پہننا نہ ناقوس پھونکے گا۔ اگر ایسا نہ کرے تو معلم کا بیٹا نہ ہوگا باپ اور اُستاد کے طریقہ کی پیروی مین کا نٹہ ڈھوڈ ستے تھے۔ بیت

نہ صد و شصت و سہ زعالم رفت	عالمے در لباس ماتم رفت

یاد شیخ دانشمند

آپ کا نام بیارہ۔ اور باپ کا نام کبیر ابن محمود چشتی ہے۔ شاہ فخر الدین ابن حامد چشتی کے مرید ہین۔ زاد بوم لکھنو اور خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے آپ رسمی علم کا خزانہ۔ اور صلاح و راست کرداری کی کان تھے۔ زمانہ کے لوگون کو آپ کی ذات سے رونق تھی سات بار سفر حجاز سے مشرف ہوئے تھے۔ ساتوین دفعہ اپنی والدہ ماجدہ کو کندھے پر اٹھا کر ہمراہ لے گئے تھے۔ پھر مکہ معظمہ سے گجرات ہو کر معاودت فرمائی۔ اگرچہ نہروالا مین جو آج پٹن کے نام سے نامزد ہے۔ وطن بنانے کی پیر سے اجازت لے لی تھی۔ لیکن منڈو کی خاک دامنگیر ہوئی۔ اور یہان کے لوگون کی محبت اور ربط ضبط نے بھی جنبش نہین کرنے دی۔ لہذا یہان پر گھر بنالیا۔ اور کد خدا بھی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی کے زمانہ سے سجاول خان افغان کے عہد تک تقریباً پچاس سال منڈو مین رہکر ہر ایک قسم کے علوم پڑھائے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ بغیر عصا کے رات مین راستہ چل سکتے تھے۔ اور ہم نشینون مین کہا کرتے تھے مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَاخُذْ عَصًا فَقَدْ عَصٰی اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ چالیس سے متجاوز ہونے کے ساتھ اکثر ضعف آتا ہے۔ یعنی تجاوز کو ناتوانی لازم ہے۔ اور بیارہ کو ایزدی عنایت طاقتور رکھتی ہے۔ اگر عصا ہاتھ مین نہ لیوے۔ تو تعجب نہین کرنا چاہیے ہجری سنہ نوسو ترسیٹھ کے رمضان مہینے مین واپسین دم آگاہی کے ساتھ بسر کردیا۔ اور عنصری چادر جو جان کے کندھے پر پڑی ہوئی تھی۔ خاک پر پھینکادی۔ آپ کے ایک لڑکا تھا شیخ عثمان نام کسی قدر تحصیل کمالات باپ کے درس سے کی تھی۔ آپ کی رحلت فرمائی کے بعد شیخ عثمان جانشین ہوئے راقم گلزار کے مصاحب یک رنگ اور محرم با اخلاص تھے۔ کہتے تھے۔ کہ شیخ فرمایا کرتے تھے۔ مینے سید محمد جونپوری کو جو بعض کے زعم مین مہدی ہین۔ منڈو مین دیکھا ہے۔ مہدویت کے بارہ مین دریافت کیا تھا۔ تو سید محمد نے جواب دیا۔ کہ یہ بات

---

۵ جس شخص نے چالیس سے متجاوز ہوکر عصا نہین تھاما۔ گویا اُس نے گناہ کیا ۱۲۔

مینے نہیں کہی ہے - اور نہ مین کہتا ہون - یہ جاہل معتقدین کا بہتان ہے مصرع از خدا آفرین خطا بخش باد -

یاد شیخ آدھو حصاری

آپ پیران سہروردی اور چشت کے سلسلہ کا دم بھرتے تھے - ذکر و شغل توکل و تسلیم - ہمت و ایثار - یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تھین - کہتے ہین دعوت اور تسخیر کے بدون ایک جن - آپ کی فرمان برداری اور خدمت گزاری مین رہتا تھا - جب آپ کسی کام کے بنانے کے واسطے اُس کو لاتے تھے - تو دو تین شخص کا کام دو تین روز کا وہ جن تنہا تھوڑی دیر مین پورا کر دیتا تھا - لوگ جن کی محنت دیکھکر متعجب ہوا کرتے تھے - اور جن کو دیکھکر شیخ کی سلیمانی ولایت کی قائل ہوتے تھے - آپ کا سال وفات دسوین صدی کا آخری نصف حصہ ہے - خوابگاہ قلعہ نیرزدہ مصرع حصار نفس شکستن کمال فیروزی ست -

یاد شیخ ابراہیم کلہورا سندہی

آپ حضور تھے - شاہ منصور مجذوب کے ہم عصر ہین - تصرفات اور کرامات بہی رکھتے تھے - ہر روز پانسو مظفری سکہ [1] فی السماء رزقکم کے خزانہ سے آپ کو پہنچ جایا کرتے تھے اور آپ اُن کو محتاجون پر تقسیم کر دیا کرتے تھے ایک روز فرمان روائے وقت میران شاہ مبارک ایک بڑی بہاری نذر آپ کی خدمت مین لایا - آپنے قبول نہین فرمائی - اور کہا - یہ مال مخلوق کا ہے - ہماری تقدیر کا نہین ہے - چند روز بعد جنت آشیانی کے لشکر نے گجرات سے خاندیس کی طرف رخ کیا - کہتے ہین - اُس وقت کا ذکر ہے - کچھ لوگ اہل زمانہ کی شکایت آپ کے سامنے لیکر آئے - کہ ہمارے زمانہ سے پہلے ایسے بزرگ تھے - جن کا کہنا گویا الٰہی تقدیر کا نوشتہ ہوتا تہا - اُن کا کہنا بے کم و کاست واقعات کے موافق ہو جایا کرتا تھا - آپنے فرمایا - اگر زمانہ سلف کے بزرگ اس پتھر سے کہدیتے کہ زر ہو جا - تو کیا اُسی وقت یہ پتھر زر ہو جاتا بات ابہی تمام نہین ہوئی تہی کہ پتھر نے طلا کا رنگ بکڑنا شروع کیا - آپنے تبسم فرمایا - اور کہا - اے سنگ مین تجھ سے طلا ہونے کو نہین کہتا ہون - مین تو نہسی مین ہم نشینون سے بات کہتا ہون مصرع بادکشا و بروے درہا ے آسمانی -

یاد سید ابو سعید ابن سید راجو

آپ متوکل - عالم - عارف - عاشق - اور شاعر تھے - جب رانا کا واقعہ پیش آیا تہا - اُس وقت مین آپکے پدر بزرگوار چندیری سے کالپی کو چلے گئے تھے - اور وہین مکان بنا لیا تہا - قدما کی غزلون کے دیوان کے دیوان آپ مخمس کیا کرتے تھے - کبھی کبھی قصیدہ بہی کہا کرتے تھے - آپ آزاد تھے مگر ساتھ ہی عیال داری کا بار بہی

---

[1] تمہارا رزق آسمان مین ہے - ۱۲

کندہے پر رکھا ہوا تھا - باینہمہ کبھی تنگ دل نہین ہوئے - پچاس برس تک فرمان روا ے وقت کی طرف احتیاج نہین
لے گئے اور اپنے دل کو دفع الوقتی کے حوالہ کر رکھا تھا - جب آغاز شباب تھا - تو علاقہ خاطر سید جلال نامی ایک شخص کے
یوسفی جمال سے پیدا ہو گیا تھا - مگر محبوب حقیقی کی غیرت نے اُس عنصری آئینہ کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا ایک روز
ایک نوجوان غلام ہاتھہ پر پانی ڈال رہا تھا - کہ بجلی اُسپر گری - حال آنکہ بجلی گرنے کا کوئی سامان نہ تھا - سید بھی بجلی
کی چمک سے تین روز تک بیجان جسم کی طرح پڑے رہے - بس ہاتھہ کی ایک انگلی مین کسی قدر جنبش تھی - اس کے
بعد زندگی از سر نو ہوئی - پھر آپنے رسمی علم کا درس شروع کر دیا تھا ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھہ مین حقیقی معشوق کے
یہان حاضر ہونے کے واسطے چلے گئے - آپ کی خوابگاہ اور زاد بوم دونون کالپی ہین مصرع یاد حق بخشش روشن از دیدار

یاد خطیب ابو الفضل شیرازی

آپ معقول اور منقول علوم بہت طرح کے جانتے تھے - اور فروع و اصول کی بہت سی کتابین - پڑہی ہوئی
تھیں - سلطان محمود کے عہد مین شیراز سے گجرات مین آئے تھے تفسیر بیضاوی پر آپ کا ایک حاشیہ ہے جس مین
شان نزول کے متعلق انواع و اقسام کے لطیفے - اور تفسیر کے متعلق بہت سے دقیقے لکہے ہین جو اصحاب علم
دقیقہ شناس ہین - وہ اسکی خوبی کو پہچانتے ہین - جب تک زندہ رہے - تب تک دولتمندون کے ساتھہ اس طرح
سلوک اور برتاو رکہا - کہ دوسرے علم والون کی عظمت اور آبرو مین افزونی ہی ہوتی رہی - [illegible]

مصرع فضل او شیراز معنی ساختہ گجرات را ؁

یاد مولانا لطف اللہ

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہین - ریاضت اور مجاہدہ کی منزلین - اور مراقبہ کے مرحلے آپ طے کر چکے
تے - ملا محمد قاضی کی تلقین اور خدمت سے بہت کچھہ کمال اور تکمیل کا حصہ آپ کو ملا تھا - کہتے ہین - جب زمانہ
سعید خان کا تھا - تو دار الاسلام سمرقند مین آپ کے اور شیخ حسین خوارزمی کے درمیان مین کچھہ عرصہ تک مناظرہ
جاری رہا - اور یہ مناظرہ - سلسلہ کے تعصب (حمایت) مین تھا - چونکہ مولانا نہایت شیرین زبان اور فصیح البیان
تے - لہذا مناظرہ مین کامیابی آپ کو ہی ہوئی - مگر فرمان روائے وقت کو حسن عقیدت شیخ خوارزمی سے تھی
اس سبب سے نہایت غصہ آیا - جس سے اُس کی آنکھین بند ہو گئین - اور اندھیرا چھا گیا - اس اشتعال مین آکر
مولانا کی زبان کاٹ لینے کا حکم دیا - اللہ تعالی اُن لوگون کو جو بظاہر اسباب ناتوان ہین - ناگہانی آفت سے
اور اُن لوگون کو جو توانا ہین - نشہ دنیا کی لغزش سے محفوظ رکھے -

یاد خواجہ بہاء الدین محمد

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے بیٹے ہیں - چونکہ اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی کچہری میں فہرست ایجاد کی اندر آپ کے نام سے ولایت اور عنایت کا ایک خاص حصہ لکھا ہوا تھا - لہذا جس وقت آپ کو اس عالم میں آنے کی اجازت ہوئی - اُس وقت اُس تحریر کے بموجب فرمان تقدیر آفرینش کی قلم سے پیشانی کی تختی پر لکھا گیا - اور توحید کے طغرٰی اور تحقیق کی مہر سے مزین کیا گیا - اور یہ فرمان آپ کے سپرد ہوا تاکہ اس فرمان کے مطابق عالم شہادت (دنیا) میں تقدیر کا شحنہ - کرامات کا نقد - اور مقامات کی جنس - آپ کے اقوال اور افعال کے کارخانہ میں جو کارپرداز ہیں - اُن کو سپرد کر دیوے - کہتے ہیں - آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید تھے - اور ہدایت بھی انہیں سے پائی تھی - اور نیز اپنے بڑے بھائی - خواجہ کلان سے بھی کچھ حصہ کمالات کا پایا تھا -

یاد مولانا ولی میان کالی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے مرید ہیں - بخارا میں ایک مقام پر کسی قدر زمین نشیب میں واقع ہوئی ہے اور وہاں پر ایک مسجد بھی ہے - جو مسجد مغاک کے نام سے نامزد ہے - اُس مسجد کے ایک گوشہ میں آپ کا قیام تھا - پاس انفاس اور شناخت ضمائر میں آپ مستغرق رہتے تھے - جس وقت آپ نفس ناطقہ کو کام میں لاتے تھے اور کلام کا دروازہ کھولتے تھے - تو ہم نشینوں سے عقل و ہوش اور خودداری ہوا ہو جاتی تھی - اور مولوی معنوی کی مثنوی میں عارفانہ توجیہات بیان کیا کرتے تھے - کرامت اور تمکین (مقامی از سلوک) کا مقام آپ کو حاصل تھا -

یاد مولانا عماد طارمی

آپ - سماعی - (منقولی) علوم میں اہل زمانہ کے اُستاد اور علماء زمانہ میں سب سے زیادہ عالم تھے - جب سلطان محمود اور سلطان مظفر کا زمانہ تھا - تو گجرات میں آپ کا درس کمال رونق پر تھا - شیخ وجیہ الدین علوی اور قاضی علاء الدین عیسیٰ احمد آبادی جیسے باعلم اصحاب نے بھی آپ کے روبرو کتاب کھولی تھی - اور آپ کے درس سے استفادہ کرکے سر رسی اور اعلم العلمائی کے درجہ کو پہونچے تھے قدس اسرارہم

مصرع طارم دانش فزائی را ستون آمد عماد

یاد مولانا یونس لاکہ

لاکہ ایک قبیلہ کا نام ہے - آپ کو علم کی تعلیم دینے میں اور بصیرت کے حاصل کرنے میں شیخ وجیہ الدین علوی

اورقاضی عیسیٰ احمدآبادی کی برابر دستگاہ تھی - قاضی عبدالغنی - سید ابراہیم بھکری - شیخ نظام الدین ابن بیر ملا طیب سندہی - اورقاضی اسحق آسیری جن کے کسی قدر حالات ہرایک کی یادداشت مین لکھے گئے ہین آپکے شاگرد ہین - رحمہم اللہ مصرع یاد انیس جانش شوق خداشناسی -

یاد قاضی قاضن سندھی رحمہ اللہ

آپ تحصیل سے فراغت پانے کے بعد رسمی علوم سے برداشتہ خاطر ہو گئے تھے - اور تبدیل اخلاق کے ذریعہ سے عالم اجسام کا (دنیادی) معما حل کرنے کی تلاش ہوئی - نفس کی لڑائی کے ذریعے سے اِس معما کے حل کرنے مین کامیاب ہوئے - اور اشیا کی حقیقتین آپ کی چشم شہود مین نظر آگئین یہ چند کلمہ آپ کی باتون کا ماحصل ہین جن کو سندہی زبان مین آپنے اپنے ملک کی طرز پر نظم کیا تھا - (۱) آپنے فرمایا ہے - کہ کنز - اور قدوری پڑہنے سے معرفت کی مہک ذرہ برابر بھی میرے دماغ مین نہین آئی - اور حصول مطلب جو ہوا - تو اس عالم کے پرے ہوا (۲) تمام زبانون مین کلمہ لا سے تیری نفی کی گئی ہے - اور تو ہنوز اپنے اثبات کے درپے ہے (۳) لا کس کی نفی کرتا ہے جب ماسوائے حق ہستی ہی نہین رکھتا ہے (۴) ہم جس کے مشتاق ہین - اگر غور سے دیکھا جاوے - تو وہ ہم ہی ہین - اس قسم کی آپ کی باتین اُس سے زیادہ ہین - کہ لکھنے سے ختم ہون - ا ن ہر بات کی لطافت - اُسی زبان کی طرز کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے - کہ جس زبان کی وہ بات ہوتی ہے - ترجمہ کے قالب مین وہ لطافت قائم نہین رہ سکتی ہے - شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی - جن کی قبر کا قبہ برہان پور سے قطب شمالی کی طرف ہے - آپکے باعقیدت دوستون مین سے تھے مصرع ذات حق باد گلشن روش

یاد سید عبدالاول دولت آبادی

آپ - بڑے علم والے - اور بڑے باطن والے تھے - تمام فنون مین سب سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ تھا - شیخ محی الدین عربی کی فتوحات مین خطبہ سے لیکر خاتمہ تک جو دشواریان تھین - اُن کو مطالعہ کے زور سے حل کیا تھا - اور حاشیے اور تعلیقات لگا کر صاحبان استعداد کے واسطے آسان کر دیا تھا صحیح بخاری پر ایک بسیط شرح لکھکر - فیض الباری نام رکھا ہے - یہ نام گویا آسمان سے نازل ہوا ہے - محقق تفتازانی کی مطول معانی پر ایک بڑا مباحاشیہ لکھا ہے - علیٰ ہذا القیاس منطق اور حکمت کلام کی اکثر کتب متداولہ پر مفید حاشئے تحریر کئے ہین - طریقت مین قادریہ اور مغربیہ سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے - بلکہ متعدد طبقات کے اکثر مشائخ کی تلقین سے مستفید اور روشن ضمیر تھے - ہجری

سنہ نوسو سینتالیس تہا کہ غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت فرمائی تہی - اُن ایام مین میر جی گجرات مین ہی تشریف رکہتے تہے - غوث الاولیا نے کلید مخازن - جو انہین کی تصنیفات سے ہے - میر کی خدمت مین اصلاح کے بہانہ سے پیش کی شیخ صدرالدین ذاکر فرماتے تہے - کہ جناب میر نے ایک روز غوث الاولیا کی مجلس اقدس مین ایک تقریب سے ذکر کیا - کہ ہیئۃ اور حکمت کے جو مشکل مسائل - سلف کے کئی علما اور حکما اپنی تقریرون اور ترجمون سے حل نہین کر سکے تہے - کلید مخازن کے مطالعہ سے اُن مغلقات کے حل کرنے کے واسطے ایک کنجی ہاتہ آگئی عجیب ایک نامہ ہے - جس سے حقیقتین نظر آتی ہین خدا کرے - اس نامہ کا سمجہنا - دوستون کو روزی ہو - کہتے ہین - چند سال بعد دکن کی طرف چلے گئے تہے - خوابگاہ دولت آباد دکن ہے - جس کا پرانا نام دیوگڈہ تہا -

مصرع خانمان دولت آباد از طفیل دین اوست

یاد شیخ شاہ محمدؒ

آپ حسن طاہر قادری کے بیٹے ہین - جو عالی سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین - صاحب کشف والہام تہے - اور ہر اقسام کے علوم و فنون جانتے تہے - آپ کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے - بہت برسون تک حرمین شریفین مین مجاور رہے تہے - اسی اثنا مین ایک روز سید عبدالوہاب بخاری نے جو حضرت مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین قدس سرہما - آپ کو خوشخبری سنائی - کہ حضرت خاتم النبوۃ صلعم نے مجکو معاملہ مین ایسا فرمایا ہے کہ اِس ہندی شیخ زادہ نے مسافرت کی تکلیفات مین بہت کچہ صبر کیا ہے - لہذا اپنے ہمراہ ہند کی طرف لے جاؤ - آپنے جواب دیا - کہ جب تک مین اپنے کان سے یہ پیغام خاص حضور کی زبانی نہین سن لونگا - تب تک ملک ہند کو نہین جاؤنگا - جب آپ اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے - تو جو کچہ آپنے فرمایا تہا - تعمیل کرنی پڑی - اور ہند مین ہی اخروی سفر بہی اختیار کیا - کہتے ہین آپکے پدر بزرگوار سلسلہ چشتیہ کے مرید تہے - جب آپ خانوادہ قادریہ مین گہسے - تو امان اللہ ابن شیخ عبدالغفور پانی پتی نے اور نیز اُس صوبہ کے دیگر بہت سے مشائخ نے آپ کی پیروی کی - شیخ امان اللہ ہندوستان کے صوفی عالمون مین پیشوا ہین - مصرع سالار کاروان ولایت متاع بود ؎

یاد پیر باجر منڈووالہ مجذوبؒ

آپ کو الٰہی کشش نے اپنی طرف کہینچ لیا تہا - اور عمدہ عمدہ خارق عادات آپسے صادر ہوا کرتی تہین - اکثر برہنہ رہا کرتے تہے - ایک روز راقم گلزار کے ماموں صاحب سے ایک راستہ مین اُلجہہ گئے - تاکہ کچہ ماموں صاحب سے لیوین - ماموں صاحب نے کہا - میرے پاس کچہ نہین ہے - مجذوب نے ماموں صاحب کی کمر مین ہاتہ ڈالا -

اور کرمین سے ہمیانی کھولی - اور اُس مین سے دو مظفری سکے لیئے - پھر ایک مظفری ماموں صاحب کو واپس کر دیا - کہ ہمیانی مین ڈال دو - ماموں صاحب کہتے تھے - کہ دا دستد کے وقت مینے اُن کو شمار کیا - تو بے کم و کاست اولین شمار کی برابر ہوئے -

ایک ٹاٹ بیچنے والا ہندو تھا - جو آپ کے ساتھ انس رکھتا تھا - وہ ایسا بیمار ہوا - کہ طبیبون کو علاج سے اور اعزہ کو زندگی سے مایوسی ہو گئی - ناچار کوچ کے ارادہ پر آمادہ ہوا - باجرکو خبر لگی - تو آپ چلاتے ہوئے اُس بیمار کے پاس آئے - جو واپسین سفر پر مستعد بیٹھا ہوا تھا - اور کہا - کہ تمھاری بیٹھ مین پانچ فرزند ہین - جو سلامتی کے ساتھ پیدا ہونگے - لہذا ابھی مرنا موقوف رکھو سکتے ہین - اسی دم تندرستی کی علامت پیدا ہو گئی - اور وہ شخص نہین مرا - جب تک پانچ بیٹے پیدا نہین ہوئے -

علی ہذا القیاس یہ واقعہ بھی ہے - باز بہادر پسر سجاول خان - شیر خان کے بیٹے سلیم خان کا سپہ سالار تھا - ہجری سنہ کم و بیش نوسو چیاسٹھ مین اُس کے سر کے اندر ماالیخولیا پیدا ہوا - کہ خطبہ اور سکہ میرے نام سے جاری کیا جاوے - اسی خیال مین پر باجر کے پاس آیا - اور خوشخبری سننے کا منتظر ہوا - آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا - اور کہا - تاگا وہ ہرا نہین ہے - اس کو ہاتھ مت لگاؤ جلد ٹوٹ جاوے گا - چنانچہ آپ کے فرمانے کے موجب ہی آسمانی گردش بھی ہوئی -

اس قسم کی عجیب عجیب باتین آپکی بہت کچھ لوگون کی زبان زد ہین - اس مختصر رسالہ مین اُن کی گنجائش نہین ہے - سندہ مین جو شمالی دروازہ ہے - اُس کے پایئن مین آپ کی خوابگاہ ہے - نعلچہ کے راستہ پر اُس دالان سے ملی ہوئی جو بزمان حیات آپ کا قرارگاہ تھا - اور قطب ردیہ ہے - اس مقام پر غم کی طرح ایک گڈھا سرد پانی سے بارہ مہینے بھرا رہتا ہے - آپ کی قبر کا مجاور آنے جانے والون کو اس پانی سے سیراب کرتا ہے -

مصرع با غریق قلزم وحدت مثال او -

یاد شیخ حسن بدلہ

آپ دہلی کے بزرگ زادون مین سے ہین - اور ماں کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے - ہمیشہ ننگے بدن رہتے تھے - اور اگر کوئی شخص مجبور کرکے کپڑے پہنا دیتا تھا - تو جلدی سے اُتار کر قوالون کو دیدیا کرتے تھے - حسن صورت پر - اور حسن صورت پر فریفتہ اور ٹکٹکی باندھے رہتے تھے - بعض بزرگون نے آپ کو خواب مین اس طرح پر دیکھا ہے - کہ حضور خاتم پیغمبران علیہ السلام کی خدمت مین آپ کھڑے ہوئے دست مبارک

پر پانی ڈال رہے ہین - اور بعض نے آپکو حرم مکہ مین طواف کرتے ہوئے پایا ہے - ایک روز سلیم خان سور نے یہ آرزو پیش کی - کہ آپ میری شہ نشین بساط پر اپنا قدم رکھ دین - مگر آپنے سر ہلایا - اور پکار کر کہا - بہت جلد یہ تمہارا قالین نشاط تہ ہوجاوے گا - آخر کار بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوا - کہتے ہین - آپ جس طرف جانے کا عزم فرمایا کرتے تہے اُس طرف والون کا دماغ پہلے سے معطر ہوجاتا تھا - اور اسی خوشبو کی علامت سے آپ کی تشریف آوری کی لوگون کو خبر مل جایا کرتی تہی - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے بول و براز مین بہی بدبو نہ تہی - ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو ساٹھ تہی - کہ آپنے عنصری لباس اُتار کر مثالی خلعت زیب بدن کیا - خوابگاہ دہلی کے بازار مین خواص خان کی قبر کے پاس ہے - خواص خان - شیر خان سور کے پرستارون مین سے اور اُس زمانہ کے عطیات لینے والون مین سے تھا شیر شاہ کے بیٹے سلیم خان نے اُس کو ہجری سنہ نوسو ساٹھ مین شہید کیا تہا -

یاد شیخ جلال ابن طیب جانپانیری

آپکے اتقا کا پلہ سلوک سے زیادہ وزنی تہا - آپ کے دور مین خدا شناسی کا پیمانہ بہرا ہوا تہا - آپ کی روزی حریر فروشی پر مقدر تہی - جس سال اور مہینے مین غوث الاولیا نے گوالیار سے گجرات کو ہجرت کی ہے - اُنہین ایام مین آپ نے اپنے بیٹے شیخ محمود کو آغاز ہوش مین غوث الاولیا کا مرید کرادیا تہا - خود بہی حاضر باش خدمت رہے - اور بہت کچھ سعادت اور عرفان کا حصہ لیا - کہتے ہین - کئی برس آپ نے ایک ہی پیراہن مین اس طرح گزار دئے کہ اگر آستین پہٹ گئی - تو نئی آستین اُس مین لگادی - اور اگر پیراہن - سینہ یا بغل پر سے بوسیدہ ہوگیا - تو نئے کپڑے کا پیوند لگا دیا - غرض جو قطعہ بیکار رہا - اُسی جگہہ دوسرا قطعہ لگا کر نیا کر لیا - القصہ جب تک زندہ رہے - اُسی پیوند دار جامہ مین بسر کی - کوئی ثابت نیا جامہ نہین سلوایا -

یاد شیخ محمود چشتی رنتبہوری

آپ مراتب وجود کے حافظ - اور کشف و شہود کے مالک تہے - اپنے پدر بزرگوار شیخ الہداد چشتی کے خلیفہ ہین - شیخ الہداد کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ سدوہ گنج روان سے ملا تہا - شیخ سدوہ - معرفت اور خدا شناسی کے جواہر پر کامل تصرف رکہتے تہے - ان کا سلسلہ شیخ محمد سعدی کو پہونچتا ہے - جو چراغ دہلی کے بزرگ خلیفہ ہین - آپ حکومت نادر شاہ کے زمانہ مین جس کا نام ملوخان تہا - اپنے وطن سے دار الاسلام منڈو (مانڈو) مین آگئے تہے - اور دریاے نربدا کے کنارہ موضع کہہادن مین قیام فرمایا تہا - موضع کہہادون منڈو سے

جنوبی سمت مین تین کوس پر ہے - اور وہان پر زمین خالہ کے وسط مین ایک پشتہ واقع ہے - اُسی پشتہ پر ایک مدت
دراز تک آپ ایک حجرہ کے اندر رہے - جو آپنے خلوت اور ریاضت کے واسطے تجویز کیا تھا - اور ہمیشہ ناہنجا
نفس کے ساتھ لڑائی رکھی - آخر کار فتح پائی - برسون تک توکل تسلیم گوشہ نشینی اور خاموشی کے ساتھ اُسی
جھونپڑہ مین بسر کی - جہانتک ممکن ہوا روزینہ خرچہ کے واسطے وجہ معاش اور اوقاف کے طور پر کچھہ قبول نہین کیا
جب عیال داری کے تعلقات بڑہ گئے - تو اُس زمانہ کے حکام نے اراضی اور مواضع پیش کش کر دیئے تہے
اور اس خدمت پذیری سے اپنے اوپر احسان مانا تہا - اس کے بعد آپنے کچھاون مین گھر بنالیا - مسجد بہی بنائی
اور مرقد بہی بنایا - مسجد کے صحن مین اپنے ہمراہی فقرا اور آنے جانے والے درویشون کے ساتھہ خدائی صحبت
رکہا کرتے تہے - اور درویشانہ خوان بچھاکر - دعوت خلیلی کی رسم ادا کیا کرتے تہے - اور حاضرین کے ساتھہ
خود ہی کہایا کرتے تہے - جب آپنے ہجری سنہ کچھہ اوپر نو سو ساٹھہ کے بعد عالم دنیا کو رخصت کیا - تو اپنے فرزند رشید
شیخ میان کو اپنا جانشین چھوڑا - شیخ میان بہی فقر کے طریقہ پر درویشی کے راستہ مین کہڑے رہے اپنے والد ماجد
کی رسمین جاری رکہین - اور ہجری سنہ نو سو پچاسی مین عالم صورت سے جہان معنی کو کوچ فرمایا - خوابگاہ کچھاون
مین پدر بزرگوار کی تربت کے پہلو مین ہے - شیخ میان نے تین لڑکے چھوڑے ایک شیخ میران جی - دوسرے شیخ
منجھن تیسرے شیخ مبارک - پہلے لڑکے باپ کے مقام سے ترک سکونت کرکے - پرگنہ حاصل پور مین جا رہے
ہین یہ پرگنہ سرکار منڈو مین ہی ہے - فقر و فاقہ کے عادی - اور خدا کے ساتھہ لو لگائے ہوئے ہین - دوسرے
لڑکے اپنے باپ کی عبادت گاہ مین مشغول بحق ہین - القصہ خدا کرے - عبادت کے ثمرے معرفت سب کو
نصیب ہون - آمین -

یاد امیر سیدؒ جلال

آپ سید صدر الدین حسنی متوکل کے فرزند ہین - برسون اسباب شکنی - اور حصول فقر کی مشق کرکے یہ بات
حاصل کی تہی - کہ تہی دستی مین آرام پاتے تہے - آپ کے بزرگ گردیز سے ہند مین آئے تہے چونکہ قصبہ اودہ کی آب و ہوا
موافق آئی - اسواسطے اسی قصبہ کو وطن ہی کر لیا تہا ہجری سنہ آٹھہ سو ستانوین مین جب کہ سلطان سکندر لودہی
کا زمانہ تہا - آپ نے عالم غیب سے عالم شہادت مین نزول فرمایا - جس وقت ہوش کا زمانہ آیا تو آپہی معرفت کی
ہوا لگی - شیخ راجے سید نور کے مرید ہو گئے - لیکن پدر بزرگوار کی پیروی مد نظر تہی - اسواسطے سپاہیانہ بسر کیا کرتے تہے
اتنے مین وہ وقت آیا - کہ سلطان ابراہیم لودہی - قصبہ پانی پت کی حدود مین - فردوس مکانی بابر بادشاہ

کی جنگ مین مارا گیا۔ اسی جنگ مین آپکے پدر بزرگوار نے بھی سامان ہستی۔ عالم ناسوت سے۔ باندھ کر عالم ملکوت مین جا کھولا۔ زخمہای کاری آپکے بھی آئے تھے۔ مگر مرہم پٹی سے اچھے ہوگئے۔ اس کے بعد آپ قصبہ سرہرپور مین آئے۔ جو جونپور کی مضافات مین ہے۔ اور شیخ الہداد احمد شریف جونپوری کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ الہداد شیخ دتین کے نام سے مشہور تھے۔ چار سال تک ایزدی کمالات اور الٰہی معرفت تحصیل کرتے رہے۔ چونکہ آپ کے بال بچہ دار الخلافہ آگرہ مین تھے۔ لہذا شیخ الہداد نے آپ کو فرمایا۔ کہ اگرچہ صوبہ آگرہ کی ولایت سید معین الدین کے تصرف مین ہے۔ جو بیانہ مین خوابگاہ رکھتے ہین۔ لیکن ہمنے التماس کرکے دسوان حصہ تمہارے نام سے لیا ہے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے گھر کی طرف چلے جاؤ۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ چونکہ درویشی اور بھوکا رہنے کی عادت تھی۔ اسواسطے کسی فرمان روا سے زندگی کی خاطر۔ وجہ معاش ملکیت کے طور پر قبول نہین کی۔ اس بنیاد پر آپ نے متوکل خطاب پایا ہے۔

کہتے ہین۔ ایک روز خانقاہ کے دروازہ پر دو قلندر آئے۔ اور زنجیر ہلائی۔ خادم باہر آیا۔ قلندرون نے کہا۔ ہمارا سلام صاحب خانہ سے کہدو۔ نام پوچھا۔ تو جواب دیا۔ خود جانتے ہین۔ خادم نے اندر جاکر گزری ہوئی کیفیت بیان کی۔ آپنے تھوڑی دیر سر جھکا کر تامل فرمایا۔ اور پھر کہا۔ کہ جاؤ جمال۔ اور حسین کہہ کر بلالو۔ قلندر اپنا نام سنکر سخت متحیر ہوئے۔ جب حاضر ہو کر ہاتھ چوم چکے۔ تو بیعت کے واسطے التماس کیا۔ آپنے التماس قبول کرکے فرمایا۔ درویشون کی آزمایش کا کبھی خیال بھی دل مین نہ آنے دینا۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر جگہ یکسان حال نہین رہتا ہے۔ لہذا اس گروہ کے ساتھ حسن عقیدت کو آزمایش پر منحصر نہین رکھنا چاہیے۔

کہتے ہین۔ جب آخرین سفر کا وقت نزدیک آیا۔ تو ہجری سنہ نوسو اُنہتر کی ربیع الاول مہینے مین بڑے بیٹے سید بدر الدین کو پیرون کی خلافت کا خلعت عطا فرمایا۔ اس درمیان مین چند خادمون نے کھڑے ہو کر دوسرے فرزندون کی بھی یاد دلائی۔ آپنے فرمایا میرے پاس ایک خرقہ تھا۔ سو ایک کو دیدیا۔ دوسرون کو اللہ تعالیٰ پہونچاوے گا۔ اور اُسی سال مین نماز عید الضحیٰ سے پیشتر عیدگاہ وصال کو روانہ ہوئے۔ ایک فاضل نے آپ کی تاریخ رحلت شیخ جہان پائی ہے۔ خوابگاہ آگرہ۔

۹۶۹ھ

یاد سید شاہ میر

آپ سید شریف جرجانی کی نسل سے ہین قدس سرہما طریقت کا حصہ آپ کو شیخ امان پانی پتی کی ملازمت سے ملا تھا۔ رسمی اور ذوقی علوم کے ساتھ آراستہ تھے۔ دسوین صدی کے اواخر مین عاریتی جہان کو رخصت

کر کے۔شہر آگرہ میں خوابگاہ اختیار کی۔

یادِ شیخ فخر الدین

آپ کے پدر بزرگوار شیخ داؤد ابن شیخ شاہ صدیقی ہیں۔آگرہ خوابگاہ ہے۔اگرچہ شیخ الداد صالح سرہندی کے مرید ہیں۔لیکن اکثر علوم متداولہ حسام الاولیا شیخ حسام الدین متقی کے درس سے تحصیل کیے تھے۔کہتے ہیں جس زمانہ میں آپ شکل بیابان رہتے تھے۔اُس زمانہ کا ذکر ہے۔کہ ایک روز آپ ملک پورب میں ایک حوض کے کنارہ وضو کر رہے تھے۔اتنے میں سیاہ نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ایک سوار دوڑتا ہوا آیا جس کا گھوڑا مشکی تھا۔اور آپ کی پشت پر ایک تازیانہ مارا۔اور سامنے ادر دلی میں رکھ لیا چند قدم چلے تھے۔کہ سوار تو نظر سے غائب ہو گیا۔اور آپ کو ایسا جذبہ کا سیلاب آیا جس کے اندر ہوش معاش بہ گیا۔اور ایسی حیرت پیدا ہوئی جس نے زبان بند کر دی۔یہاں تک کہ کامل بارہ سال آپ کی زبان اداے حروف پر قادر نہیں ہوئی۔ایک روز پھر وہی سوار راستہ میں مل گیا اور تازیانہ دکھا کر ڈرایا۔کہا۔بات کیا کرو۔یہ سنکر اوسی دم بولنے کی طاقت اور بات کرنے کا خیال اپنے جی میں پایا۔لیکن زبان میں کسی قدر گرفتگی باقی تھی۔اِس کے بعد آپ قصبہ چند وس میں جو سرکار بہار میں ہے۔شیخ الداد ابن ضیاء الدین کی خدمت میں گئے۔اِن دونوں بزرگواروں کی صحبت گرم ہونے لگی۔کیونکہ دونوں سہروردیہ سلسلہ میں تھے۔کم و بیش نو سال ایک دوسرے کے رازدار رہے۔اور آپ درس علوم بھی دیتے رہتے تھے۔

اِس اثنا میں سید آدم پسر سید جمن۔باجازت پدر بزرگوار بہلمہ سے فاتحہ کے واسطے شیخ الداد کے پاس آئے تھے سید آدم ڈاڑھی منڈوایا کرتے تھے۔جس کے سبب سے ان کا رخسارہ صاف رہتا تھا۔آپ نے سید آدم سے فرمایا۔سادات کو ترک سنت نہایت نامناسب ہے۔سید آدم کو غرورِ جوانی تھا۔جس کے سبب سے غصہ آیا۔اور بہلمہ جاکر پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک درویش۔شیخ الداد کے ساتھ ہم راز ہے میرے ساتھ اس طرح سختی سے پیش آیا۔اور خانوادہ مداریہ کے معتقدین کی نسبت نامناسب اندیشہ ظاہر کیا۔شیخ جمن نے فرمایا۔صاحب زادہ۔اُس درویش کا کہنا صحیح اور اچھی نصیحت ہے۔اور عمل کرنے کے لائق ہے۔نوجوان سید آدم باپ کے تصدیق کرنے سے۔آپ کی ہدایت کا گرویدہ ہوا۔اِس کے بعد سید جمن نے ایک خادم کو چند لونگیں اور کسی قدر تبرک دیکر آپ کے پاس بھیجا اور آرزوے ملاقات ظاہر کر کے یہ عذر کیا۔کہ مجھکو آنے سے پیری مانع ہے۔خادم جس وقت پہونچا۔درس جاری تھا۔تبرک اور پیغام دونوں پیش کیے۔آپ نے طرز بیان سے حسن طلب سمجھا۔اور بے درنگ بارادہ ملازمت اُٹھ کھڑے ہوئے۔جب سید جمن کو اطلاع ہوئی۔کہ قصبہ کے

کنارہ آپ پہونچ گئے ہین - تو اُسی اپنے لڑکے کو استقبال کے واسطے بھیجکر اپنی ملازمت مین کھینچ بلایا - اولین دیدار کا تصرف یہ تھا - کہ کاغذی نقوش آپ کے صفحۂ خاطر سے بالکل صاف ہو گئے - پھر سید جمن نے فرمایا خانقاہ کے اندر ایک حجرہ آپ کو دیدو - چنانچہ دیدیا گیا - چند روز آپ وہان رہے - اور پھر التماس کیا - مین چاہتا ہون کہ باعقیدت غلامون مین شامل ہو جاؤن - سید جمن نے فرمایا - فخر عالم - جمن جاہل کے مرید ہو جاوین یہ بات زیبا نہین ہے - جب آپنے مکرر التماس بہت کچھہ عجز و نیاز کے ساتھہ پیش کی - تو سید جمن نے اپنے منہ مین کا پان آپ کو دیا - علمی چراغ جو گل ہو گیا تھا - وہ از سر نو روشن ہوا - اس کے بعد فرمایا - کہ بہار مین شیخ شرف الدین کے روضہ پر چند روز اعتکاف کرو - اور اُن کی روح سے ہدایت چاہو - چنانچہ اپنی تعمیل کی - خواب مین صاحب روضہ سے سنا - کہ تمہاری ہدایت سید جمن کی رہنمائی پر موقوف ہے - اُنہین کی خانقاہ مین لوٹ جاؤ - چنانچہ آپ لوٹ کر سید جمن کی خدمت مین آئے - اور عالم مثال کا گزرا ہوا ماجرا عرض کیا - سید جمن نے سنی ہوئی بات تو قبول کی مگر آپ کا رخ آگرہ کی طرف پھیر دیا - ساتھہ ہی یہ ہدایت بھی دی - کہ خواہ کسی قسم کی بات سننے مین آوے - راست سے مت لوٹنا - اور جب خوابگاہ بدیع الدین شاہ مدار کے آستانہ پر پہونچو - تو آگرہ کی اجازت مانگنا - سید جمن یہ بات راستہ مین کہکر بمقام جونپور چلے گئے - شیخ فخر الدین کو خبر لگی - کہ سید نے تماشا گاہ دنیا کو جو نمود بے بود ہے رخصت فرمایا - چونکہ پیشتر نصیحت آپ کو ہو چکی تھی - اسواسطے واپسی کا خیال خاطر مین آنے نہین دیا -

جب آپ قصبہ بانگر مئو مین حوض کے کنارہ پہونچکر رات کو رہے - تو خواب مین مدار الاقطاب نے آگرہ رہنے کی اجازت دی - اور فرمایا - سیورغال (معین وجہ معاش) کے طریقہ پر کچھہ نہ لینا - اور جو درویش اُس جگہہ کا بزرگ ہو - اُس کی رضامندی لیکر مکان بنانا بالآخر آپ آگرہ مین آئے - اور اُس وقت مین شیخ جلیل زاہد زمانہ تھے - اُن کے دیدار کے واسطے گئے - اِس جگہہ آپ کا دل گرویدہ نہین ہوا - اس کے بعد آپ شیخ علاء الدین مجذوب کی ملازمت مین حاضر ہوئے - شیخ مجذوب نے فرمایا - تم بسیلہ سے آتے ہو لیکن تمہاری جگہہ تو سرہند ہے آپ نے جواب مین لا یا نعم کچھہ نہین کہا - پھر شیخ مجذوب نے ایک روٹی کا ٹکڑا - کچکول سے نکال کر آپ کو دیا - اور فرمایا - پنجاب کو چلے جاؤ - وہان گیہون ارزان ہین - اس دفعہ بھی آپ جواب دینے سے خاموش رہے پھر شیخ مجذوب نے تیسری بار فرمایا - ایک سیر ہے آدھا تمہارا اور آدھا میرا - اس دفعہ بھی آپنے کچھہ نہین کہا - پھر شیخ مجذوب نے چوتھی دفعہ خطاب کیا - اس وقت تک یہان مین تھا - اب تم رہو - آپنے جواب دیا - اگر آپ کی یہ رائے ہے - تو آپ جگہہ میرے واسطے چھوڑ دین - اور خود دوسری جگہہ تجویز فرمالین - شیخ مجذوب نے ایسا ہی کیا

اور اب جس جگہہ اُن کی قبر ہے - وہان اپنا حجرہ بنالیا -

کہتے ہین شیخ فخر الدین کو جب بیماری پیش آتی تہی - تو خوش گلو قوالون کو بلاکر سرود وسماع کی مجلس کیا کرتے تہے - اور اسی سماع کے اندر بد فرگی مزاج کی تندرستی سے بدل جایا کرتی تہی - مگر جب مرض الموت عارض ہوا - تو سماع کی مجلس آپ نے نہین کی - ایک روز شیخ یوسف انصاری سید جلال قادری - شیخ عبدالمومن چشتی - اور نیز دیگر چند اصحاب عیادت کے واسطے آئے تہے - سب اِس بات پر جمے ہوئے تہے کہ اس بیماری مین سرود نہ سننے کا سبب دریافت کرین لیکن قبل اس کے کہ لب ہلاوین - آپ نے راجی نام مطرب کو بلوایا - اور فرمایا - یہ غزل گاؤ - بیت

ما قصہ نوشتیم بہ سلطان کہ رساند	جان ساختہ کردیم بہ جانان کہ رساند

جب غزل تخلص تک پہونچ گئی تو فرمایا - فرصت کم - اور شرع شریف کی رعایت واجب - گانے والی کو جانے کی اجازت دی - اور تین روز بعد جمعہ تاریخ انیسوین جمادی الثانی ہجری سنہ نوسوستہ کو ایک سو چکیس سال زندہ رہکر - اپنی عمر دائمی خواب کے حوالہ کی - اور اپنا تن خاک قبر کے سپرد کیا - اور جان خلوتگاہ قدس کو چلی گئی قاسم ہندی نے آپ کی تاریخ رحلت الفاظ کو فخر دین مین پائی ہے -

یاد شیخ سعد ابن بدھن خیر آبادی ۹۲۲ھ

آپ صاحب دانش وبنیش تہے - طریقت مین شیخ محمد قطب المعروف شیخ مینا لکھنوی کی ملازمت سے عقیدت اور خلافت رکہتے تہے - اور ظاہری علوم مین مولانا اعظم کے شاگرد تہے قدس سرھم کہتے ہین - آپ کے پیر کتاب عوارف آپ کے اُستاد سے پڑہتے تہے - ایک روز آپنے پیر کی خدمت مین عرض کیا - اس کتاب کی عبارت صحیح کرنے کے واسطے تو میری طبیعت کافی ہے - اور اس کے معانی اور لطائف کا ادراک جناب مخدوم کے ضمیر سے ممکن ہے جو ذی کشف ہے - پہر معلوم نہین - کہ دوسرے کسی کے درس کی ملازمت کیون گوارا کی جاتی ہے - پیر نے فرمایا - سعد - تمنے جو کچہہ کہا - بجا ہے - لیکن عالمون کے ہوتے ہوئے - تعلیم کے راستہ سے پانون کہینچ لینا - اور اپنے ادراک اور عرفان پر بہروسہ کرنا ارباب دیانت اور اصحاب ہوش کا شیوہ - اور خوبان معنوی کی عادت نہین ہے - بیت

بخیر آباد شد سعد آنجہانی	سعادت خیر باد این جہان کرد

یادِ شیخ بڈھا

آپکا نام عبدالوہاب تھا - شیخ ابوالفتح مکی کے بڑے بیٹے ہین - عمدہ صورت اور سیرت سے آراستہ اور دانش و بنیش سے پیراستہ تھے درسی فنون کی تحصیل کمال کے درجہ پر پہونچادی تھی - بالخصوص حدیث اور تفسیر کامل طور پر یاد تھی - وعظ اور تلقین سے اس طرح گریزان رہتے تھے - کہ جس طرح درس سے - آپ کی مجلس مین خدا کی یاد - اور فرستادگان خدا کے حالات کے سوا صلوات اللہ علیہم دوسری باتین بہت ہی کم ہوا کرتی تھین علم سیر اور تاریخ کے بہت کچھہ عبرت افزا واقعات یاد تھے - جوانمردی اور سخاوت آپ کے خمیر مین داخل تھی - اگرچہ کچھہ پاس نہین ہوتا تھا - اور ایسے وقت مین احیاناً کوئی حاجتمند آجاتا تھا - تو گھر کے اسباب مین سے جو کچھہ ہاتھہ پڑجاتا تھا - اہل خانہ سے چھپاکر اُس کو دیدیتے تھے - کہتے ہین - ایک سال آپ کی ہمت کا امتحان کرنے کے واسطے حاکم شہر نے لوگون کو روک دیا تھا - کہ اِس درویش کو کوئی شخص ایک کوڑی بھی قرض نہ دیوے - مگر باینہمہ آپ کے مہمان خانہ کا خوان روزمرہ پہلے سے زیادہ اور بہتر بچھایا جاتا تھا - اور کوئی سائل اپنے مطلب سے ناکام آپ کی خدمت سے نہین لوٹا - شاہ محمد خیالی نے آپ کی دوستی کے سبب سے آپ کے محلہ مین ایک حجرہ بنالیا تھا - اور اسی مین واپسین دم تک رہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ تک وہ مکان قایم تھا - شیخ عبدالوہاب کو ذکر و شغل کی تلقین - اور حقائق و تصوف کی تعلیم - انہین شاہ صاحب سے حاصل ہوئی ہے - شعبان کی چاندرات کا دن اور ہجری سنہ کم و بیش نوسو ستر تھا - کہ دوئی کی سراے سے وحدت کے دارالسرور کو آپ روانہ ہوئے - خوابگاہ آگرہ -

انجمن اصحاب شہود وارباب حضور سلسلہ عشقیہ شطاریہ

تاریخ نگار پیروں اور ذی معرفت ہادیون نے ایسا لکھا ہے - کہ اِس خانوادہ کے سرِ دفتر راس الواصلین رئیس المحققین - شیخ عہد - قطب عصر - مرشد زمان - عارف جہان - ابویزید طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سروشان بسطامی ہین - اور جو اصحاب مشرب عشقیہ رکھتے ہین - یہ دوسرے مشہور مشربون کی بہ نسبت فنا اور بقا کے درجات - صدق اور صفا کی منازل - مبدء اور معاد کے ابتدائی مقامات پر نظر کرکے - اَلسَّابِقُوْنَ[۵۱] السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے زمرہ مین داخل ہین چنانچہ تلوین و تمکین[۵۲] - احتجاب و انکشاف

[۵۱] جو آگے تھے آگے (سامنے بٹھائے گئے) ہین (سو) یہ آگے ہی (بٹھانے کے قابل) ہین (کہ) یہ (بارگاہ خداوندی کے) مقرب ہین ۱۲

[۵۲] تلوین و تمکین وغیرہ تمام الفاظ - مقامات سلوک کے اسما ہین ۱۲

قبض وبسط منع وعطا ہست ونیست - تنہائی وہمراہی کنج ومیدان - خموشی وگویائی - غرض کہ تمام حالات اور اوصاف جو باہم متقابل اور ضد یک دیگر ہین - ان کو پہونچنا داخل کمال اسمائی ہے جس کو کمال ذاتی کہنا ناموزون نہین ہے - یہ حالات اور اوصاف اس گروہ کی موحدانہ نظر مین یکسان معلوم ہوتے ہین اور اس طریق کے سالک اور وابستگان حلقہ شمار سے زیادہ ہیں - کسی حال مین اور کسی مقام مین دو آن بھی علی الاتصال پابند ہو کر نہین رہتے ہین - بلکہ ہر لحظہ اور ہر دم جدید شان کے ساتھ اوقات کا زندہ رکھنا - اور اوس کے ذریعہ سے شہر زندگی کو آرایش دینا یہ خاصہ اس طریقہ کے پیرون کا ہے - عراق - عرب - عجم - ایران - اور توران مین جو فروغ محمدی پہونچا ہوا ہے - یہ اسی سلسلہ کے مشائخ کی برکات سے پہونچا ہے علی الخصوص ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو تیس مین اس گروہ کے سر برآوردہ - محمد صادق شیخ نے - ماوراء النہر کے شہرون مین علم ہدایت نصب کیا تھا - اور اس نواح مین تمام مشائخ اور فضلا کے قبلہ گاہ بن گئے تھے - تمام ذی استعداد معتقدین ان کی ملازمت سے ولایت اور کمال حاصل کرتے تھے - ان بزرگوار عزیزون مین سے جس شخص نے اپنی ہدایت سے ہندوستان کے تیرہ و تاریک مکان کو ا اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] کا نور آباد بنایا - وہ شاہ عبد اللہ شطاری پسر حسام الدین عبد اللہ ابن رشید الدین ابن ضیاء الدین ابن نجم الدین ابن جمال الدین عماد ابن عمر المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی کے ذات خورشید صفات ہے جنہنے نوین صدی کے اخیر مین ایران سے ہندوستان کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نزول فرمایا - اور عالم قدس کو روانہ ہونے کے وقت تک ہر ایک طرح کے اذکار اشغال - اعمال ابرار و اخیار - اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی دعوت کے طریقہ سے عموماً اور نیز خصوصاً طالبون کو اون کی استعداد کے موافق تلقین فرمائی -

شطار کی وجہ تسمیہ کے متعلق کسی قلم نے کوئی صریح حرف ادا رقم نہین لکھی ہے - لیکن ایک رسالہ ہے لطیفہ غیبیہ نام - جو آپ کے قلم تصنیف کا نتیجہ ہے - اس رسالہ کی فصل ثانی مین کسی قدر وجہ تسمیہ کی نسبت آگاہی دی گئی ہے - خلاصہ اُس کا یہ ہے - کہ خداشناسان اُمت محمدی اور پیروان مذہب احمدی عَلٰی صَاحِبِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ اَكْمَلُهَا سلوک مین تین مشرب پر منقسم ہین - (۱) اخیار (۲) ابرار (۳) اور شطار - اور ان تینون گروہون مین سے ہر ایک گروہ ورد - ذکر - شغل - فکر - کشف

---

[1] اللہ (ہی) کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے ۱۲

اور قرب جدا جدا رکھتا ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے بموجب۔ صاحب استعداد کامل ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے۔ کہ[۵۱] عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کے مضمون پر نظر کر کے فرق اور عدم فرق کی رعایت اس گروہ کے بارہ مین بھی اسی موافق کیجاوے کہ جس موافق انبیا علیہم السلام کے بارہ مین فرق وعدم فرق کی نسبت قرآن شریف کے اندر ارشاد ہے یعنی اُن کی نسبت اعتقاد اور ولایت کے اقرار مین تفاوت اور اختلاف کو دخل نہ دیا جاوے۔ اور جو حکم رسولون کے ایمان کی نسبت لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ[۵۲] سے ہے اس پر قیاس کیا جاوے۔ تاکہ شریعت کا ایسا ایمان حاصل ہو جو طریقت کے وصف کے ساتھ موصوف ہو۔ اور جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے زمرہ مین قرب۔ وحی کتاب۔ معجزات۔ نسخ۔ عدم نسخ۔ اولوالعزمی۔ اُمّت کی کثرت وقلت اور نیز ان امور کے سوا۔ دیگر امور کے اعتبار سے فرق سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ یہ گروہ مشابہ انبیاے بنی اسرائیل ہے۔ لہذا اسی طرح اس گروہ کے اندر بھی افضلیت۔ سرعت سیر۔ بطوء سیر۔ ریاضت اور عبادت کے اعتبار سے سلوک مین عالم آخرت کی طرف سے سمجھی جاوے۔ اور احوال۔ درجات۔ مقامات۔ اور خطابات کے اعتبار سے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کے بموجب منجانب مبدء سمجھی جاوے۔ آیہ کریمہ[۵۳] تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کے اشارہ سے جو معنی ذہن مین آتے ہین۔ اس موافق اس مقام سے یہ بات خیال مین آتی ہے۔ کہ اس لقب کی خصوصیت۔ منازل طریقت کے طے کرنے مین تیز روی کے اعتبار سے ہے وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور اس سلسلہ کے بعض اصحاب اور نیز دوسرے لوگ۔ لغت کی وضع پر نظر کر کے۔ مذکورہ بالا طریقہ سے جو اس لقب کی وجہ پیدا کرتے ہین۔ بیا قرب بہ صواب ہے۔ نیز اس مشرب کے بعض اکابر یہ بھی فرماتے ہین۔ کہ جو اولیا اللہ بار جسم سے سبکدوش ہو چکے ہین۔ ان کی ارواح سے یہ گروہ فیض حاصل کرتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے بدون اس کے کہ جسمانی ملازمت اور مصاحبت کرے۔ پس چونکہ یہ گروہ عالم مرکبات کو طے کر کے مجردات کے عالم مین معنوی سرعت کے ساتھ جاتا ہے۔ اس سبب سے اس گروہ کو شطار لقب دیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ تمام مشایخ شطار کو ہند مین شاہ عبداللہ شطاری کی خدمت سے اس مشرب کا

---

[۵۱] میری اُمّت کے علما۔ بنی اسرائیل کے انبیا کی مثل ہین ۱۲ [۵۲] ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہین سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہین) ۱۲ [۵۳] یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ہین۔ ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ۱۲۔

حصہ ملا ہے منجملہ اِن کے شیخ حافظ جونپوری ہین۔ جو سلوک اور تصوف کے مراتب طے کرنے مین مثل قمر سریع السیر تھے ۔ اور اِن کے نامور خلفا ہر ملک مین ہین۔ جونپور مین شیخ بدھن ہین۔ اِن کی قبر پانی پت مین ہے شیخ بدھن کے بھی ایک خلیفہ تھے قصبہ بدولی مین شیخ ولی شطاری ۔ ظاہری اور باطنی کل فضیلتین ۔ امکانی اور آلہی جملہ معرفتین ۔ اِن کی ذات مین جمع تھین ۔ اُنھون نے ہجری سنہ نوسو چھپن مین عالم بقا کو کوچ کیا ۔ اور خلفاے کامگار دنیا مین چھوڑے ۔ اِن مین سے ایک شیخ فدن تھے ۔ بڑے پرہیزگار تھے ۔ اور حقائق و معارف بیان کیا کرتے تھے ۔ اپنے زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے ۔ امیر سید علی قوام کے یہی پیر ہین ۔ شیخ ولی شطاری کے دوسرے خلیفہ شیخ بہاوالدین زکریا تھے ۔ جو خواجہ گنجشکر کی نسل سے ہین ۔ اور تیسرے خلیفہ شیخ حاجی ابن شیخ علم الدین عجائب برادر زادہ شیخ زکریا تھے یہ سلسلہ شیخ حافظ تک منتہی ہوتا ہے ۔

جب شاہ عبد اللہ شطاری نے عالم قدس کو کوچ فرمایا ۔ تو چند سال اور چند واسطے کے بعد خرقہ خلافت درجہ بدرجہ شیخ محمد غوث کو پہونچا ۔ اگرچہ واسطین کی ترتیب اس خانوادہ کے شجرہ مین بالتفصیل مذکور ہے ۔ اور شجرہ کا وصف خاص یہ ہے[۵۱] اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ لیکن مختصر طور پر بیان بھی تحریر کرتا ہون ۔ یعنی شاہ عبد اللہ شطاری سے اول خرقہ خلافت شیخ محمد علا کو عنایت ہوا ۔ جو شیخ قاضن کرکے مشہور ہین ۔ شیخ محمد علا سے اُن کے بیٹے شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کو پہونچا ۔ شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی خدمت مین منتقل ہوکر آیا ۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہر ایک صاحب کی یادداشت مین حسب اقتضاے وقت لکھی گئی ہے ۔ اور نیز لکھی جاوے گی ۔ اور ملازمان حاجی حضور کی خدمت سے منصب ہدایت و اجازت اور خرقہ قطب الاقطابی ۔ وحدت مآب حضرت شیخ محمد غوث کو پہونچا ۔ جنھون نے اِس بہشت نما انجمن کو طرح طرح کی معرفتین اور حقیقتین بیان کرکے نئی وضع کی انجمن بنایا ۔ شطاری خیر خوار بچون کو تازگی کی پستی سے اُبھار کر شائستگی کی باطنی پرورش کے ذریعہ سے نوجوان کیا ۔ اور توحید و ایمان کے درخت کو تقلید اور استدلال کی خزان سے بذریعۂ بہار تحقیق رہائی دیکر دائمی سرسبزی بخشی ۔ تاکہ درخت مذکور افراد انسانی کے باغ مین ازلی توفیق کی باغبانی سے یکبار بار در ہو ۔ اِس مین شک نہین ۔ جس نے آپ کی خدمت مین چند روز منافقانہ بھی عمر گزاری ۔ وہ بھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ مین پہونچ گیا ۔ پھر مخلص کا تو ذکر ہی کیا ہے

---

[۵۱] - اُس کی جڑ مضبوط ہے ۔ اور اُس کی ٹہنیان آسمان مین ہین ۱۲ -

یہ مدعا تحت الذکر کرامت کی شہادت سے پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے۔

چونکہ گجرات کے کوتہ نظر لوگ اپنے اعتباری حسن پر عاشق تھے۔ اسواسطے حسد اور ناتوان بینی کی راہ سے غوث الاولیا کے ساتھہ دشمنی کرنے لگے۔ منجملہ ان کے شیخ عبد المقتدر ربانی نے اپنے چہوٹے بھائی کو خوشیہ خانقاہ مین معتقدانہ طور پر اس غرض سے بھیجا۔ کہ ہمیشہ حاضر حضور رہکر غوث الاولیا کے اقوال اور افعال سے ایسے معاملات اخذ کرے۔ جن پر انگشت اعتراض رکھی جا سکے۔ اور وہ معاملات اپنے بزرگون کو پہونچاوے تاکہ اس جماعت کو نکتہ چینی کا سرمایہ فراہم ہو۔ کہتے ہین۔ اُس متجسس نے ایک روز عرض کیا۔ کہ یہ کمترین مریدان چند مدت سے تلقین کا امیدوار ہے۔ جواب ملا۔ کہ مقصود سلوک کی ترقی ہے۔ انشاء اللہ جو سکبا[ل] نقرا کے لنگر سے تم کہاتے ہو یہی تلقین کا اثر پیدا کرے گا۔ بالآخر چند روز بعد اُس کو قوی جذبہ پیدا ہوا۔ اور اس کی آنکہہ حقیقت بین ہوگئی۔ چنانچہ تمام حالات مین اور تمام مقامات مین یہ بات اُس کے ورد زبان تہی۔ کہ جب منافق کا یہ حال ہے تو اُس شخص کا کیا کہنا ہے جو اخلاص کے ساتھہ اپنا سر اُس کامل بزرگوار کے آستانہ پر رکہے۔ بیت

دعوی زہد تو آن رند مسلم دارم	کہ روی بر سر آن کوچہ و ہشیار آئی

آپ نے جس کسی کو قبول کر لیا۔ اُس کے سر کی۔ اور نیز دل کی آنکہون کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہوگیا۔ اور اُن مین حقیقت بینی کی قوت آگئی۔ یہان تک آپ کا بے انتہا فیض پہونچا۔ کہ کیا ہند اور کیا سندہ سب شہرون مین آپ کی عارف اور فاضل اولاد۔ اور رہنما خلفا جا پہونچے۔ اور اُن کے قدوم کی برکات سے خلا محال ہوگیا۔ جن کی فہرست یہ ہے۔

گوالیار مین جہان آپ کا مرقد مبارک ہے۔ جانشینی اور سجادگی کے مراسم آپ کے مسند نشین صاحبزادہ شیخ عبد اللہ المعروف بہ شیخ بدہا۔ عمدہ طور پر انجام دیتے ہین۔ نیز شیخ مبارک عالم جو اطراف بانگرمو کے باشندہ ہین۔ یہ بہی یہین تہے۔ جامع علوم تہے اور ظاہری و باطنی صفائی بہی رکہتے تہے۔ کم و بیش چالیس سال اصحاب خانقاہ کو کتابی علوم کا درس دیا۔ نیز شیخ بدیع الدین جیلانی سمرقندی غوث الاولیا کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ یہ بہی گوالیار مین ہی تہے۔ انہون نے کلید مخازن۔ اور کنز الوحدۃ پر جو غوث الرحمن کی مصنفہ کتب ہین عمدہ اور مسود مند حاشئے لکہے ہین۔ اور تعلیقات لگائی ہین۔

دار السلطنۃ آگرہ مین شیخ نور الدین ضیاء اللہ زندگی بخش نے اپنے پدر بزرگوار کے رہنے سہنے کی جگہہ

---

[۱] کہانے کی ایک قسم ہے ۱۲

سنبھالی تھی - اور شیخ عبد اللہ صوفی مرید غوث الاولیا بھی یہین تھے - روشن ضمیر پیر سے کامل طور پر عرفانی اور وجدانی مقامات حاصل کئے تھے -

برھان پور خاندیس مین شیخ اکمل الدین برہان تھے - ان کے پدر بزرگوار کے ظاہری اور معنوی فرزند اور بھی تھے - لیکن پدر بزرگوار کی ہدایت سے اقتباس نور کرنے مین - یہ معنوی فرزند سب مین پیش دست اور مقدم تھے - اور اخیر عمر مین بالکل استغراق ہوگیا تھا - اور ان کی زبان مین موحدانہ کلام اور تقریر کے سوا - کوئی گویائی باقی نہین رہی تھی - نیز شیخ شکر محمد نے بھی یہین برہان پور مین سلسلہ ہدایت جاری کر رکھا تھا - نیز اسی شہر مین قاضی سراج محمد بنیانی تھے - معرفت کا چراغ - اور علمی و عینی جزئیات کی شمع انہین کی ذات سے روشن تھی - شیخ نظامی گنجوی کی ایک کتاب مخزن اسرار ہے - اُس کی مشکل عبارتین اور مضامین آپ نے حل کر کے - اہل جہان کو فیض پہونچایا ہے

برودرہ (بڑودہ) گجرات مین شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر تھے - آفتاب تلقین سمت الراس پر انہین بزرگوار کی بدولت پہونچا تھا - اور شیخ حبیب شطاری بھی اسی شہر مین سلوک کے اندر اپنے مریدون کو تیز روی تعلیم کیا کرتے تھے -

احمد آباد گجرات مین آپ کے فرزندون مین سے شیخ اویس اور شیخ اسمٰعیل ہین **مد ظلہما** ان کے نانا - سلامی سادات مین سے ہین - اور سید ابو تراب کے عم مکرم ہین - ان دونون عالی مقدار گوہرون مین سے اولین (شیخ اویس) اوراد - دعوات - اذکار - اشغال - اور جواہر خمسہ کے رموز - ان علوم کے عامل ہین - **کما ھو الحق** - اور دوسرے بھی مشائخ طریقت کے عادات اور صفات سے ظاہر اور باطن - دونون مین آراستہ - اور پیراستہ ہین - خدا کرے حال مین - کمال مین - اور آل مین روز افزون ترقی ہو - یہان احمد آباد مین آپ کے خلفا مین سے دو صاحب ہین (ایک) شیخ وجیہ الدین احمد علوی - جن کے فیضان سے - طالبان علم و عرفان کے دل زندہ - اور زبانین گویا ہوئی ہین (دوسرے) شیخ علی شیر بنگالی ہین - انہون نے جواہر خمسہ کا انتخاب کیا - اور عمل مین لائے - اکثر علوم مین بڑے صاحب دستگاہ تھے - خاصکر علم ہیئت - نجوم - حکمت - اور ہندسہ اچھی طرح جانتے تھے - اور مسائل علوم کے مغز کو پہونچتے تھے - آپ نے جام جہان نما کی ایک شرح مفید اور مبسوط لکھکر اُس کو غرائب معارف سے لبالب کیا ہے سوانح امام احمد غزالی پر بھی حسب ارشاد غوث الاولیا - ایک محققانہ شرح لکھی ہے -

سنبھل مین شیخ محمد عاشق - طالبان حق کا کام انجام دیتے ہین -

اجمیر - مین مولانا عبد الفتاح ناگوری - لوگون کی حل مشکلات کیا کرتے تھے -

سرہند مین شیخ محمد جمالی نے مسند ارشاد کو حُسن دے رکہا تہا۔

کالپی مین شیخ جلال واصل۔ سالکان راہ کو منزل مقصود پر پہونچا دیتے تہے۔

بدولی مین شیخ جیو اعبدالحی نام تہے۔ یہ ایک مدت تک گوالیار مین بہی خدا پرستی کا طریقہ عمل مین لا چکے ہین۔

بیجاپور دکن مین شیخ شمس الدین شیرازی نے دانش و بنیش کو رونق دی تہی۔

اجین مالوہ مین شیخ احمد متوکل۔ اور شیخ عالم نے اپنے تئین سپرد خدا کر رکہا تہا۔ اور رضا بہ قضا کا راستہ ہمت اور اخلاص کے قدم سے طے کرتے تہے۔

سارنگپور مالوہ مین شیخ منجھن تہے۔ کتابی علم اور قلبی وجدان کی بنیاد شہر والون کے دل مین اول انہین نے رکہی تہی۔ دوسرے شیخ عمر ہین۔ علوم۔ عرفان۔ طریقت۔ اور توحید کے جواہرات کی آپکو کان سمجھنا چاہیے۔ اپنے وقت کے اُستاد۔ اور مرشد تہے سلمہ اللہ تعالیٰ

یاد شیخ ابو المؤید محمد الملقب من عند اللہ بالغوث

آپ خطیر الدین کے فرزند ہین۔ جو شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری کی نسل سے ہین۔ اس ترتیب کے ساتھ خطیر الدین ابن عبد اللطیف ابن معین الدین قتال ابن خطیر الدین ابن بایزید۔ اور بایزید شیخ عطار کے فرزند ارجمند ہین قدسنا اللہ باسرارہم۔ آپ ولایت محمدی کے جانشین تہے۔ انوار صمدی کا نزول اور اسرار ربانی کا ظہور۔ آپ کی بابرکات ذات پر تہا۔ دونون قسم کے یزدانی کمال آپ مین پائے جاتے تہے۔ ظاہری و باطنی دونون سلسلہ کے پیرون کی خلافت۔ اور شہادت و غیب دونون عالم کے مشائخ کی اجازت آپ کو حاصل تہی۔ ایک رسالہ جواہر خمسہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اُس کے دیباچہ مین آپ نے اپنے کسی قدر حالات اور گزرے ہوئے واقعات کا مضمون ذیل درج کئے ہین۔

زمانہ ہوش کا آغاز ہی تہا۔ کہ مجکو درد خدا طلبی پیدا ہوا۔ اور وہ میرے تمام دل پر حاوی ہو گیا۔ اس آیۂ کریمہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [1] کے مفہوم نے اُمید بندہائی۔ پس اسی پر دل نہاد ہو کر مینے ریاضت کرنی شروع کر دی۔ اس ریاضت کی بدولت جواہر کائنات کی شناخت اگرچہ ہوئی۔ مگر اُس قدر نہین ہوئی۔ کہ جس قدر خواہش تہی

[1] اور جن لوگون نے ہمارے دین (کے کام) مین کوششین کین۔ ہم (بہی) اُن کو ضرور اپنے رستے دکہا دینگے۔

سعی کسی کی بیکار نہین جاتی ہے - بحکم آیۃ کریمہ[۵۱] اِنَّ سَعْیَکُمْ سَوْفَ یُرٰی کئی دفعہ عالم خواب مین مجکو آگاہی دی گئی - کہ تم کو سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حمید حضور کی ملازمت سے اپنی کامیابی چاہنی چاہیئے - کیونکہ تمہارے مقاصد کے دروازے - حاجی حمید کی تلقین کی کنجی سے ہی کھلین گے - اِس غیبی خوشخبری پر بھروسہ کر کے - مینے اپنا تمام ملک وملکوت (جسم وجان) حقیقی رہنما حاجی حمید کی تلاش مین وقف کر دیا - اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر اور احسان ہے - کہ مجکو نگراں کا رنج نہین اُٹھانا پڑا - اور میری مشکور سعی کا درخت وجدان مطلوب کے ثمر سے بارور ہوا - اور حاجی حمید کے سایۂ تکمیل مین - حرمان اور نقصان کے اثرات سے رہائی مل گئی - اُسی دم خواجہ احمد کی خدمت مین - جو حاجی صاحب کے محرم خاص - اور رفیق با اخلاص تھے - حاجی صاحب نے فرمایا - کہ یہ شخص جو ہوشیاری کے باغ کا - نیا سیاح - طلب کے باغیچہ کا نونہال - اور شوق کے جنگل کا نیا مسافر ہے - وہ باکمال نوجوان ہے - جس کی نسبت حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام والصلوٰۃ نے حسب ارشاد ملک علام اِس حضور کا فرزند بنا کر احسان کیا ہے - اور اس تقریر کے اخیر مین[۵۲] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ پڑھ کر اپنی بیعت اور عقیدت کے شرف سے مجکو سرفراز فرمایا - چند روز بعد باطنی علوم کے جواہر[۵۳] وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کے دریائے بے کنار سے میرے منتظر دل مین انڈیل دئے - اور ظاہری عنایات کے موتی یُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ[۵۴] کی کان سے میرے حوصلہ پر نثار کئے - تیرہ سال اور چند مہینے - کوہستان چنار مین گوشہ گزینی اور چلہ کشی کرنے کے واسطے اجازت دی - مینے قبول کر کے - ازلی توفیق کی مدد سے مقررہ مدت کو اُس طریقہ پر جو جواہر پنجگانہ مین مذکور ہے - عمل کر کے پورا کیا - اکثر باطنی اسرار اور ظاہری اطوار کو تحریر مین لا کر مسودہ سے صاف کر لیا - اور اُس کا نام جواہر خمسہ رکھکر فہرست اور فوائد کے ساتھ سب طرح سے مرتب اور مکمل بنایا - اب اِس وقت میرے فقیر کی عمر بائیس سال کی تھی - کہ ظاہری مرشد اور معنوی باپ کا سایۂ عاطفت مجھ سوختۂ آتش ریاضت پر پڑا - مینے اُسی پانچ گوہر کے کاغذی ڈبہ کو دست آویز

---

[۵۱] بیشک تمہاری کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی ۱۲ [۵۲] جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہین - وہ تم سے نہین بلکہ خدا سے بیعت کر رہے ہین ۱۲ [۵۳] اور لوگ اُس کی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکھتے مگر جتنی وہ چاہے ۱۲ [۵۴] اور جس نے قدر واجب سے زیادہ کام کیا ہے - اُس کو اُس کا زیادہ ثواب دے گا ۱۲ -

بناکر اپنے نماد خلوت کی کیفیت عرض کی۔ پیر نے حد سے زیادہ عنایت اور التفات فرماکر اپنے پیرہن خاص کو درویش کا خلعت خلافت بنایا۔ اور بیان کیا۔ یہ رسالہ ایسا مخزن ہے۔ کہ جس روز لہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کی ندا ہوگی۔ اُس روز تک تمام اہل ولایت کو وجدان اور عرفان کا سرمایہ حاصل کرنے کے واسطے دستور العمل بن کر مددگار رہے گا۔

کہتے ہیں۔ ہجری سنہ نوسو سینتالیس میں افغانان سور کا غلبہ ہوگیا تھا۔ جو شیر خان سور کے سرداروں میں سے تھے۔ اسی سبب سے جنت آشیانی نصیر الدین ہمایون شاہ تیموری نے صوبہ دہلی سے یکسوئی اختیار کرلی تھی۔ اُس وقت میں غوث الاولیا بھی گجرات کی طرف ہجرت فرماگئے تھے۔ یہاں پر بہت کچھ صاحبان استعداد آپ کی خدمت سے انسانی کمالات کو پہونچ گئے۔ جو **فنا فی اللہ** اور **بقا باللہ** ہیں۔ بڑا مکان۔ اور بڑی خانقاہ تیار ہوگئی۔ یہ مقام آج کل دولت خانہ کے نام سے مشہور ہے۔ **بیت**۔

بے تکلف بشنو دولت درویشان ست	دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال

مسعود الآثار شیخ محمود جلال فرماتے تھے۔ جب غوث الاولیا گجرات میں آ پہونچے تو جنت آشیانی کی طرف سے اس مضمون کا صحیفہ پہونچا۔

(اصل خط)

بعد از عرض آداب دست بوس معروض آنکہ عنایت قدیر لم یزل از کریوہ دشواری تقدیریہ بدقہ توجہ و دعاے ایشان و جمیع درویشان بآسانی برآوردہ۔ و از سوانح روزگار فتنہ انگیز انچہ پیش آمد۔ بجز محرومی ملازمت باعث آزار خاطر و سبب تیرگی دل نہ گردید۔ و در ہر نفس و ہر گام خیال در گرد این اندیشہ بود۔ کہ آن دیوسرشت مردم بآن ذات ملکوت صفات چہ سلوک کردہ باشند۔ چون شنید۔ کہ در ہمان نزدیکی ایشان نیز ہجرت بدیار گجرات فرمودند۔ دل ازان اندوہ گرفتاری بقدرے رہائی یافت۔ و پیوستہ از صدق عقیدت امید وار است کہ فیض فضل کردگار ہمچنان کہ از تنگنا سے آفت بیرون آوردہ

(ترجمہ)

آداب دستبوسی کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ قدیر لایزال کی عنایت نے تقدیری دشواریوں سے حضور کی اور جمیع درویشوں کی توجہ اور دعا کی بدولت بآسانی نکال لیا۔ اور فتنہ انگیز زمانہ کے واقعات سے جو کچھ پیش آیا۔ وہ کوئی بھی آزار خاطر کا باعث اور تیرگی دل کا سبب نہیں ہوا۔ بجز محرومی ملازمت کے۔ اور ہر دم اور ہر قدم پر یہ اندیشہ تھا۔ کہ دیکھا چاہیے وہ دیوزاد لوگ حضور کی ذات ملکوت صفات کے ساتھ کس قسم کے برتاؤ سے پیش آئے ہوں گے۔ جب سنا۔ کہ اُسی اثنا میں حضور بھی ملک گجرات کو ہجرت فرماگئے۔ تو اُس فکر سے دل نے کسی قدر رہائی پائی۔ اور ہمیشہ از راہ صدق اعتقاد امیدوار ہوں۔ کہ جس طرح

لہ آج کس کی حکومت ہے ۱۲

(اصل خط)

از نیازمندیہا کی مذکور آنجا وساخت - از محنت مفارقت صوری نیز خلاص بخشد -

سبحان اللہ چہ گونہ سپاس وشکرگزاری تلقین با ملن نشین آن رہنمائے حقیقی بتقدیم رساند - کہ باکثرت اسباب پریشانی کہ بظاہر قالب فرد پیچیدہ ہست در جمعیت ووحدت سر ید اسے قلب باندازہ یک ذرہ قصورے وفتورے راہ نیافتہ - راہ آمد ورفت قافلہ دعاے خیر پیوستہ مسلوک باد -

(ترجمہ)

خدائی فضل کے فیض نے آفت کے تنگ و تاریک کوچے سے نکال کر اندرونی سے آزاد کیا ہے - اسی طرح ظاہری مفارقت سے بھی نجات بخشے گا -

سبحان اللہ - اُس حقیقی رہنما کی دلنشین تلقین کا شکر کس طرح ادا کرون - باوجودیکہ اسباب پریشانی اس کثرت کے ساتھ ہین - کہ ظاہر جسم کو چارون طرف سے جکڑ لیا ہے مگر سویدائے قلب کی جمعیت اور وحدت مین - ایک ذرہ برابر قصور اور فتور پیدا نہین ہوا ہے - قافلہ دعائے خیر کی آمد ورفت اور راہ آمد ورفت ہمیشہ جاری رہنی چاہیے -

نیز فرماتے تھے - اس خط خوشی کے آنے سے آپ نے آشناؤن کے غمگین دلون مین ایسا ایک حال پیدا کر دیا کہ ارباب تصوف کسی مشترک اسم کے آثار تجلی ظاہر ہونے سے اس حال کو تعبیر نہین کرسکتے ہین - اور خط کا جواب تلقین اور تسلی کی شان مین تحریر فرما کر حوالہ قاصد کیا - اُس کا مضمون یہ تھا -

(اصل جواب)

وصول نامہ نامی سلطانی ومطالعہ صحیفہ گرامی ہمایونی مبارک باد زندگانی بہ مخلصان این صدود رسانید ونوید سعادت صحت وعافیت ملازمان کاب دولت برداد - آنچہ بکلک وقائع نگار قلمی بود مطابق نفس الامر است - ہیچ گونہ تکلفی دران واقع نیست

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ثم المرام سر خداوند افسر از اندوہہا کی سرگزشت شوریدہ باد -

مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست ہرگاہ حق سبحانہ وتعالیٰ بندہ سعادت مند خود را میخواہد بدرجہ کمال رساند - پرورش باسماے جمالی وجلالی ہر دو میفرماید -

(ترجمہ)

سلطانی نامہ نامی اور ہمایونی صحیفہ گرامی پہونچا - یہان کے مخلصون کو زندگانی کی مبارک باد دی - اور جو اصحاب ملازم رکاب دولت ہین اُن کی خیر وعافیت بھی معلوم ہوئی - جو کچھ اخبار نویس قلم سے لکھا ہے - فی نفسہ ایسا ہی ہے - اس مین کسی طرح کا تکلف نہین -

مصرع سخن کز دل برون آید - نشیند لاجرم در دل ہے خلاصۂ کلام یہی کہ خداوند افسر کو واقعات کے غم واندوہ سے خدا کرے پریشانی نہ ہو مصرع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست

جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ کسی اپنی سعادت مند بندے کو درجہ کمال پر پہونچاوے - تو جمالی اور جلالی دونون قسم کے اسمائے

ایک دور جمالی گزشت۔ اکنون چند روز نوبت جلالی ست
بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
بزودی باز نوبت جمال خواہد رسید زیراکہ بقانون عربیہ یک
عسر میان دو یسر واقع شدہ۔ وزود بجہت آنکہ سطح
محاط بحسب مسافت کمتر از دائرہ محیط ست پس عنقریب آنچہ
مراد بر منصہ ظہور جلوہ گر خواہد شد انشاء اللہ تعالےٰ
للہ الحمد من قبل ومن بعد۔

اُس کی پرورش فرماتا ہے۔ یہ ایک دور جو گزر گیا جمالی تھا۔ اب
چند روز دور جلالی کی باری ہے بحکم[۱] فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بہت جلد پھر جمال کی
نوبت آ جاتی ہے۔ کیونکہ قاعدہ عربی سے ایک عسر
دو یسر کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اور چونکہ محاط کا سطح مسافت
کے اعتبار سے محیط کو دائرہ سے کمتر ہوتا ہی۔ لہذا عنقریب شکل مراد
ظہور پذیر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہو اول بھی اور آخر بھی

ہجری سنہ نو سو چھپن تھا۔ چند ہمچو عار خلفا اور با اخلاص اصحاب سنجواہر خمسہ کے اُن بعض مقامات کے
متعلق جو تفصیل اور تنقیح کے محتاج تھے۔ عرض کیا۔ اگر اس عبارت کو اجمال سے نکال کر واضح اور بسیط کر دیا
جاوے تو ضرور ارباب استفادہ کو۔ حصول مراد میں سہولت ہو جاوے گی۔ آپنے التماس کرنے والوں کی درخواست
قبول فرما کر۔ جس طریقے سے وہ چاہتے تھے۔ اُس سے زیادہ واضح اور روشن طور پر عبارت کے لباس میں کر دیا۔
اس ترتیب سے کہ

پہلا جوہر۔ اقسام عبادت کے بیان میں ہے۔ نماز۔ روزہ۔ دعائیں۔ نیز سوائے اِس کے اور جو کچھ بھی
ہر مہینے۔ اور ہر سنیچر کے روزے اور اُس کی راتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سب اِس جوہر میں مذکور ہیں۔ اِن کا عمل میں
لانا۔ تمام طالبوں کو اولیائے کرام کے مرتبہ پر پہونچا کر ظاہر میں آراستگی اور صفائی بخشتا ہے۔ اور باطن کو فیض طریقت
کے واسطے مہیا کرتا ہے۔ اِن چیزوں کے عاملوں کو ابرار کہتے ہیں۔

دوسرا جوہر۔ زہد اور پرہیزگاری کے اطوار کے بیان میں ہے۔ ان پر عمل کرنے سے عابد کامل کو بیگانہ
خطرات کی پہچان اور خطرات کے دور ہونے کی پہچان پیدا ہو جاتی ہے۔ خطرات کا پہچاننا مرشد کے بتانے سے
تعلق رکھتا ہے۔ نیز اِس جوہر پر عمل کرنے سے بھی خطرات کی پہچان ہو جاتی ہے۔ لیکن خطرات کے رفع ہونے
کی علامت یہ ہے۔ کہ خطرات

اگر شیطانی ہیں۔ تو کلمہ تمجید بکثرت پڑھنے سے زائل ہو جاتے ہیں۔

اگر نفسانی ہیں۔ تو بہت استغفار پڑھنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

---

[۱] بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے ۱۲

اگر ملکی ہین - تو تسبیح **سبحان ذی الملک والملکوت** الخ گیارہ بار بتکرار پڑھنے سے
دفع ہو جاتے ہین -

اگر روحی ہین - تو کلمۂ طیبہ بہت پڑھنے سے دفع ہوجاتے ہین -

اگر دفع نہ ہون - تو جاننا چاہیے - کہ خطرات رحمانی ہین - پس خدا کا شکر بہت زیادہ کرنا چاہیے - تاکہ خطرات
مذکورہ سالک کے دل مین ثابت اور قایم ہوجاوین ۵ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ
جن صاحب کو یہ حالت پیش آتی ہے - ان کو اخیار کہتے ہین -

تیسرے جوہر - مین - اسماے اعظم - ادعیہ ماثورہ - اور احزاب مشہورہ کی دعوت کے اعمال اور ان کی
شرطیں لکھی ہین جب سالک اپنے اعمال کو مذکورہ بالا دو جوہرون سے مزین کر لیتا ہے - تو یہ تیسرا جوہر بھی اُس پر
افاضہ کرتا ہے - تاکہ عالم الٰہی کے - اور نیز دیگر عظیم الشان حالات - سالک پر منکشف ہو کر - اس کے دل کی آنکھ
مین نور بصیرت پیدا کرین - اور تاکہ صوری اور معنوی تصرف کی قوت اور ظاہری و باطنی دولت اُس کو حاصل ہو - یہ
جوہر پندرہ فصلون پر مشتمل ہے -

اولین تیرہ فصلون مین بتفصیل مابعد - چودہ قسم کی دعوت کا بیان ہے - (۱) دعوت حروف تہجی - (۲)
مقطعات (۳) حرفی (۴) لفظی (۵) کلیات جزئیات - (۶) سفر الادم (۷) صراط مستقیم (۸) حقی (۹) اربعہ
(۱۰) مجموعہ (۱۱) خمسہ (۱۲) کبیرہ (۱۳) صغیرہ (۱۴) دعوت سیفی اور نیز دیگر احزاب

چودھوین فصل مین رد دعوت اور دفع سحر کا بیان ہے - ۔

پندرھوین فصل مین چلہ کشی کے آداب اور طریق کا ذکر ہے -

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے ان دعوتون کے فوائد اور ثمرے ہر ایک فصل مین لکھے گئے ہین - اس فن کا جو
شخص طالب ہو وہ وہان سے معلوم کر سکتا ہے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ جوہر طالب حقیقت صوفی کے حالات
کی تکمیل کے واسطے بہت بڑی بے بہا چیز ہے - اکثر الٰہی حقائق کے اسرار اس جوہر کے ضمن مین اس طرح پنہان ہین
کہ جس طرح جرم آفتاب ابر مین پنہان ہوتا ہے - یعنی دعوت کا شغل کرنا - کثرت امکانی کے بادل کو ہوا سے
فضائی کے گرہ سے بالکل دور کر دیتا ہے - اور وحدت وجود کا علم الیقین - عین الیقین کے درجہ کو پہونچا دیتا ہے
چوتھے جوہر مین مشرب شطار کا بیان ہے - جب صوفی ان مذکورہ بالا تین جوہرون کے عمل اور کسب

۵ مٹا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے - اور جس کو چاہتا ہے قایم رکھتا ہے - اور اُس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ موجود) ۲۴

پر قادر ہو جاتا ہے۔ تو اُس وقت مین اُس کو مشرب شطار کی چاشنی چکھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نیز اس سلسلہ خاص کی محرمیت کے واسطے مہیا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مشرب دوسرے مشربون کی بہ نسبت وہ ممتاز و خصوصا کے اعتبار سے اعلیٰ اور اخص ہے۔ (اولاً) یہ کہ اس طریقہ والون کے واسطے نہ فنا ہے۔ نہ فنا الفنا۔ بلکہ یہ لوگ ہر ایک مرتبہ مین غیر سے مفقود (گم) اپنی ذات کے ساتھ مشہود۔ اور بقاء البقا کے ساتھ باقی ہوتے ہین (ثانیاً) یہ کہ اس مشرب کی تلقین اولاد نبوی **علیہ السلام والصلوٰۃ** کے واسطے خاص ہے۔ جب حضرت امام جعفر صادق **رضی اللہ عنہ** کی نوبت پہونچی۔ تو جب تک آپ جسمانی ترکیب مین رہے۔ تب تک اپنے عالی شان فرزندون کے سوا۔ اور کسی کو تلقین نہین فرماتے تھے۔ لیکن جب آپ ناسوتی سرا سے انتقال فرما گئے۔ تو سلطان العارفین ابو یزید بسطامی کے ساتھ فرزندی روحانیت کی مناسبت تھی ہی۔ اسواسطے آپنے عالم روحانی مین اس مشرب شطار کا افاضہ سلطان العارفین کو فرمایا اس کے بعد پیر بسطام سے اس مشرب کا ارشاد مشائخ طریقت کے سلسلہ مین آیا۔

واضح ہو کہ اس جوہر کا مقدمہ اذکار ہین۔ اور اذکار کی دو جنسین اعلیٰ ہین۔ **جہر اور خفی**۔ اولین جنس کہ جہر کی چند نوعین ہین (۱) نفی اور اثبات کا ذکر ہے اور نفی و اثبات کے افراد جو وہ ہین (۲) تنہا اثبات کا ذکر ہے اس کی دس قسمین ہین۔ (۳) اسم ذات کا ذکر ہے۔ اس کے دس افراد ہین (۴) اسم ہو کا ذکر ہے۔ یہ سات افراد مین منحصر ہے (۵) کچھ اذکار ہین۔ جن کے نام مرشدان کامگار نے ان کے آثار اور نتائج کی مناسبت دیکھکر رکھی ہین جیسے ذکر لاہوتی۔ ذکر ملکوتی۔ ذکر جبروتی۔ اور ذکر ناسوتی۔ جس کے ثمرات اسی عالم کے حقائق کا کشف ہے **وقس علیٰ ہذا ما بقی من افراد ہذا النوع** کہ وہ بیس ہین۔ اور یہ چار مل کر تیس فرد ہو جاتے ہین (۶) وہ اذکار ہین۔ جن کو مشائخ نے بزور کشف پرندون کی آواز سے معلوم کیا ہے۔ یہ چار فرد ہین۔ اور ان کے اسما ان پرندون کی طرف منسوب ہین جن کی وہ آوازین ہین۔ ذکر عنقا۔ ذکر چغد۔ ذکر فاختہ۔ اور ذکر شکر خوارہ۔

دوسری جنس ذکر خفی کی تین نوعین ہین (۱) پاس انفاس۔ اس کی سات قسمین ہین۔ (۲) ذکر قلب۔ اس کے تین افراد ہین (۳) ذکر استیلا۔ اس کی دو قسمین ہین۔ اگر یہ ذکر ضرب کے ساتھ ہے۔ تو اس کو استیلائے عشقیہ کہتے ہین۔ اور اگر بے ضرب ہے تو اس کا نام استیلائے نقشبندیہ ہے۔

ذکر کی دو جنسین جو اوپر مذکور ہو چکی ہین۔ جلسہ۔ ضرب۔ کشش۔ کوب۔ تصور۔ الفاظ۔ اور ثمرات کے

اعتبار سے اِن مضمون کی نو نومیں اور ستاسی فردین ہوتی ہیں - اِن کو شب شطار کے جوہر سے مطالعہ کر کے یاد کر لینا چاہیئے - جہاں ایک مضمون تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں - اِس مختصر رسالہ میں تو صرف درویشوں کے ظاہری حالات اور ماجرا کا بیان نمونہ کے طور پر کہا گیا ہے - دوسرے علوم اور فنون کے مقاصد اور مسائل کا جہاں کہیں تقریباً ذکر آ جاتا ہے - وہاں فقط مقدار ضروری پر اکتفا کیا جاتا ہے -

جب تحصیل اذکار کی بدولت صوفی کا قلب کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے - نیز صوفی اشغال اور مراقبوں کی ریاضت میں کوشش کر کے کمالات اسمائی کا مظہر ہو جاتا ہے - اور تمام کو اپنی ذات میں اور اپنی ذات کو تمام میں مشاہدہ فرماتا ہے - تو پھر پانچویں جوہر کا عمل آغاز کرتا ہے -

پانچوین جوہر میں اشغال ورثۃ الحق کا بیان ہے - واضح ہو کہ سالک کس وقت ارث کو پہونچتا ہے اور وہ کونسی وجوہ ہیں - جن کی بنیاد پر سالک وارث حق ہو سکتا ہے - تاکہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ[۱] کی خوش خبری وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ[۲] کی بشارت فرما زبان سے اُس سالک کے بارہ میں بالخصوص سمجھی جاوے اب معلوم کرنا چاہیئے - وارث کی دو نوعیں ہیں - صوری اور معنوی - صوری وارث کو ارث کا پہونچنا مورث کی موت کے ساتھ مشروط اور موقوف ہے - اور معنوی ارث میں یہ صورت محال ہے - پس دونوں قسم کی ارثوں میں جو مناسبت ہے - وہ یہ ہے - بدون محنت اور بدون کسب کے شے کا حاصل ہونا اور آثار میں تصرف کرنا - صوری ارث کے واسطے ظاہری قبضہ اور استفادہ ہونا لازم ہے - اور معنوی ارث منجملہ عطیات باطن کے ایک عطیہ ہے جس کا ادراک - سوائے ارباب دانش و عرفان کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا ہے[۳] اَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ اور[۴] اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ ایسے ہی وقت میں اور ایسے ہی مقام پر ظہور پذیر ہوتا ہے - اشغال ورثۃ الحق کی شمار اِس طرح پر ہے (۱) صورت بند کے بیان میں (۲) مشاہدہ کے بیان میں (۳) دل کو مدور تصور کرنے کے بیان میں (۴) روحانی تصور کرنے کے بیان میں (۵) حقائق اشیا کی معرفت کے بیان میں (۶) فنائے شہود کے بیان میں (۷) صفات سبعہ کے بیان میں (۸) وحدانیت ذات کے بیان میں (۹) تصور عالم خفی کے بیان میں (۱۰) سبعہ سواد کے بیان میں (۱۱) حضرات خمس کے بیان میں - اشغال کا بیان تمام کرنے کے بعد آپنے اِس جوہر کو ایک موحدانہ - عارفانہ - محققانہ اور عاشقانہ مناجات پر ختم فرمایا ہے اُس کے چند

---

[۱] یہی لوگ (اصلی) وارث ہیں ۱۲ [۲] اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو ۱۲ [۳] ہر ایک حقدار کو اُس کا حق عطا فرمایا [۴] بیٹا اپنے باپ کا راز ہے -

چند فقرے بطور نمونہ بیان لکھتا ہون۔

صدا۔ توحید صرف وَمَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اللّٰهُ
با صورت ما و من بامنا۔ کہ تجلیات صفات تست
این ہمہ نشو و نما۔

صدا۔ انچہ از غفلت بر سر گذشت۔ بہشیاری مگیر
از خود خدا فَهُمُ الْغَافِلُوْنَ ببین۔ و بتائید لَا تَكُنْ
مِنَ الْغَافِلِيْنَ دست گیر۔

علیما۔ ہشیاری وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ
با فراموشی نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ
مبدل مساز۔

قدیما۔ انچہ در نہاد ما نہادۂ از ان اندیشۂ ما باز دار
دانچہ در استعداد ماست کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا
اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ بے شقت ابش آر۔

صدا۔ صرف ۵۱ وَمَا مِنَ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ کی توحید
کو ما اور من کی صورت مین ہم پر ظاہر نہ کر کیونکہ یہ تمام
نشو و نما جو کچھ بھی ہے۔ تیری ہی صفات کی تجلیات ہین۔

صمدا غفلت کے سبب جو کچھ ہمارے سر پر گذر گیا۔ اُس کو
ہوشیاری مین قرار دیکر گرفت نہ کر خود ہی ۵۲ فَهُمُ الْغَافِلُوْنَ کہکر
خدا قبول کر اور ۵۳ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ فرماکر ہماری دستگیری کر

علیما جب ہم بھول جاوین تو بحکم ۵۴ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ
ہوشیاری مین آنے کی توفیق دے اور ہماری ہشیاری کو بموجب ۵۵ نَسُوا اللّٰهَ
فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ فراموشی سے تبدیل کر کے ہم کو بھول نہ جا۔

قدیما۔ تو نے جو چیز ہماری سرشت مین رکھی ہی ہے اُس
چیز تک ہماری اندیشہ کو بیکھٹکے پہونچنے نہ دے اور جو چیز ہماری استعداد مین ہے
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ [illegible]

ز لطف انچہ مطلوب است و مقصود۔ مہیا کن بوجہ احسنش زود	ز لطف انچہ مطلوب ہست و مقصود۔ مہیا کن بوجہ احسنش زود

القصہ جب بڑے بڑے لوگون کی التماس کے بموجب دوسرا نسخہ تیار ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلا نسخہ
جہان کہین بھی ہو۔ اس نسخہ ثانی سے تصحیح کر کے مطابق کر لیا جاوے۔ کہتے ہین۔ اس کے بعد کم و بیش چھ برس
احمد گجرات مین قیام فرما کر فیض ہدایت عام طور پر جاری رکھا جب ہجری سنہ نو سو تریسٹھ آیا۔ احمد جلال الدین اعلم ملک
ہندمین ہیرا آنصیب ہوئے۔ اور ہمایون کے فرزند رشید ابو الفتح اکبر شاہ نے شاہی تاج اپنے سر پر رکھکر تخت
سلطنت پر جلوس فرمایا۔ تو غوث الاولیاء نے بھی اللہ جل شانہ کا شکر بجالا کر ملک گجرات سے گوالیار اور
گوالیار سے دہلی کی طرف معاودت فرمائی۔ بادشاہ نے بہت کچھ مراسم تعظیم ادا کر کے استقبال کیا۔ اس کے

۵۱ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲۔ ۵۲ یہ لوگ غافل ہین ۱۲۔ ۵۳ تو غافلون سے نہ ہو ۱۲۔ ۵۴ اگر کبھی بھول جایا کرے تو اپنے پروردگار کو
یاد کر لیا کرو ۱۲۔ ۵۵ جنہون نے خدا کو بھلایا۔ اُن کی ایسی مت خدا نے ماری۔ کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے ۱۲۔ ۵۶ کوئی شخص
بھی نہیں جانتا۔ کہ کیسی کیسی آنکھون کی ٹھنڈک اُن کے لیے پردۂ غیب مین موجود ہے ۱۲۔

بھر آپنے سات سال اور بھی جسم کے ساتھ تعلق رکھا - پہر ہجری سنہ نو سو ستر مین - حیات کی کشتی - کثرت کی امواج سے اور نفسانی ہوا کے طوفان سے صحیح وسالم لیجا کر وحدت کے جزیرہ مین لنگر کردیا - اور عالم قیود کی سیر وسیاحت سے فارغ ہوکر عالم اطلاق کی جنت کو روانہ ہوئے -

اوراد غوث الاولیا مین لکھا ہے - جب حضرت شیخ ظہور حاجی حضور نے تلقین اور تعلیم کے واسطے اِس درویش کو قبول فرماکر خلعت خلافت عطا فرمایا - اور کوہستان چنار مین رہ کر چلہ کشی کرنے کی اجازت دی - ڈگنگا کے کنارہ ایک درہ مین حسب الارشاد مینے ایک سالہ چلہ کی نیت کی - جب سال پورا ہونے کو ہوا - تو ایک شخص میرے پاس آیا - اور اُس نے بہت کچھ منت وسماجت کی کہ مجکو اپنا مرید فرما لیجئے - مینے ہرچند ممانعت کی اور انکار کیا - لیکن میرا انکار اُس کے مستحکم خیال اور اصرار کو روک نہ سکا مجبوراً مرید کیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کامل تین مہینے مہلک بیماری مین مبتلا رہا - جس کی وجہ سے بہت سے اعمال اور اشغال انجام نہ دے سکا اسی طرح تین بار گرفتار بلا ہوا - یہ حال دیکھکر یقین ہوگیا - کہ ابھی مین حقیقی خلافت کے تخت پر بیٹھنے کے لائق نہین ہوا ہون لہذا کسی کو مرید نہین کرنا چاہئے - مگر یہ خلش دل مین ضرور رہتی تھی - کہ دنیا کے اندر بے شمار مشائخ - سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہین - مگر کسی قسم کا آزار اُن کو نہین پہونچتا ہے - تجھ کو جو یہ تمام آزار بیعت کے سبب سے پہونچتا ہے اس کا کیا سبب ہے - جب یہ خلجان حد سے زیادہ بڑھا - تو ایک ہاتف نے مجکو مطلع کیا - کہ تم رسمی پیر نہین ہو اس عمل سے چند روز صبر کرو - تاکہ حقیقۃً پیر طریقت ہوجاؤ - بیشک جب مین سب طرح کی ریاضتین کرچکا - اور عالم باطن مین مشائخ سلف کی ارواح سے **قدسنا اللہ باسرارہم** بشیر حقیقی اور نبی آخرالزمان **صلی اللہ علیہ** وسلم کے اشارہ سے مفتخر ہوا اجازت مین چکا - اور مرید کرنے سے جو آزار اور آفت پاتا تھا - اُس سے رہائی مل گئی - تو اب یہ بات سمجھ مین آئی - کہ رسمی اور معمولی اصحاب کے علاوہ جو لوگ اہل حقیقت ہوتے ہین - اُن کو تاوقتیکہ پیران ظاہر و باطن سے اجازت نہین ملتی ہے - اُس وقت تک وہ حقیقی بیعت لینے کے قابل نہین ہوتے ہین - اس خلافت کی تفصیل شایقین اُن چند مکاشفون سے معلوم کرسکتے ہین - جو نسخہ مذکورہ کے خاتمہ مین لکھے گئے ہین -

مذکورہ بالا دو نسخون کے علاوہ آپ کے حالات اور مقامات کے متعلق چند کتابین اور بھی آپ کے قلم کی لکھی ہوئی ہین - جن کے نام یہ ہین -

(۳ -) کلید مخازن عجیب وغریب رسالہ ہے مبدء و معاد کے متعلق - اس مین علوی اور سفلی اشیا کی

حقیقتین - توحید صوفیہ کے مشرب اور کشفی تحقیق کے اصول پر بتائی گئی ہین - اور نیز ارباب فنا و بقا کے مذاق کے لئے - عینی اور علمی موجودات کی شناخت - کشف اور معائنہ کے ذریعہ سے ظاہر کی گئی ہے - کہتے ہین احمد آباد گجرات مین یہ کتاب میر عبدالاول کے ہاتھ آ گئی تھی - میر عبدالاول بڑے ذی معرفت عالم تھے جب میر نے اس رسالہ کو صفحہ صفحہ کر کے دیکھا - اور رسالہ کے مغز کا اور خلاصہ مافیہا کا مزہ لیا - تو رسالہ کی سنجیدگی کی نسبت اس طرح پر غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کیا کہ حکمت اور ہیئت کے چند مسئلے جن کی دشواریان عدم دسترسی ذہن کے سبب سے بآسانی حل نہین ہوتی تھین - اس مشکل کشا رسالہ کی بدولت آسان ہوگئین -

(۴ و ۵) دو صحیفے ضمائر اور بصائر بھی آپکے قلم تحقیق کے لکھے ہوئے ہین - ان مین علم تصوف کے موضوع مبادی - مسائل - اور مقاصد کا بیان ہے - اور نیز اس علم کے حقائق اور معاملات ظاہر کئے گئے ہین -

(۶) ایک کتاب بحر الحیوۃ - جو بیدہ دستور العمل طائفہ جوگی و سنیاسی کا ترجمہ - اس مین باطنی اعمال - تصوری اشغال پاس انفاس کا ذکر - اور نیز ان امور کے سوا اور بھی اقسام ریاضت بیان کئے گئے ہین - جن کی بدولت مردمی لشکر کو جسمانی سپاہ پر فتح ملتی ہے - جوگیون اور سنیاسیون کی دو جماعتین - ہنود کے ریاضت مندون - گوشہ نشینون - اور رہبانون کی سرگروہ ہین - اور انہین اشغال و اذکار کے برکات سے استدراج اور خرق عادات کے درجہ کو پہونچکر - سالکون کے ضمیرون کی چیستان پر اطلاع حاصل کرتی ہین - آپ نے ان تمام معانی کو سنسکرت عبارت سے جو کتب ہنود کی زبان ہے - اخذ کر کے - فارسی لباس پہنایا ہے - اس کتاب کے مفہومات سے زنار توڑ کر بجاے اُس کے توحید اور اسلام کی تسبیح گردن مین ڈال دی ہے - نیز حقیقی ایمان کی قوت سے ان مفہومات کو تقلید کی قید سے نکال کر صاحب تحقیق صوفیون کے اذکار اور اشغال سے تطبیق دی ہے یہ بالکل سچ ہے - کہ بیش بہا شاہوار جواہرات - بڑی بہایم کے تاجون مین لگے ہوئے تھے - جو[۵۱] اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کے مصداق ہین - وہ جواہرات آپنے اکھاڑ لئے اور اُن کا گچھا بنا کر - اُن خداوندان عزت و تکریم - کے تاجون مین ٹنکایا - جو[۵۲] اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام مین داخل ہین للہ الحمد دائماً امید ہے کہ اس کتاب کے حالات سننے والون کو جو گمان - اس کا وصف سننے سے پیدا ہوگا - اُس کے شکنجہ سے کتاب مذکور کا دیکھنا - اور غور کرنا - جلد اور خوبی کے ساتھ رہائی دیگر یقین کے

---

[۵۱] یہ لوگ چارپایون کے مثل ہین بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ۱۲ [۵۲] دین (حق) تو خدا کے نزدیک ہی اسلام ہے (ادریس) ۱۲

درجہ کو پہونچا دیوے گا۔

(۷) ایک کتاب کنز الوحدۃ ہے۔ اور یہ کتاب غوث الاولیا کی آخرین تصنیف ہے اس کتاب کے ضمن مین توحید کشفی اور ایمان حقیقی کا یہ بیان ہے۔

قیل اقسام الایمان عند اھل الذوق خمسۃ
کہتے ہین۔ ایمان کے اقسام اہل ذوق کے نزدیک پانچ ہین۔

الاول تکلیفی اعم من الکل ویشتمل کل فرد من نوع الانسان مومنا کان او کافرا
اول۔ ایمان تکلیفی ہے۔ جو کل کو عام ہوتا ہے اور جو نوع انسان کے جمیع افراد کو شامل ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔

والثانی۔ تقلیدی عام یعم کل مومن مقلدا کان او محققا۔
دوسری۔ ایمان تقلیدی عام ہے۔ جو ہر مومن کو شامل ہے خواہ وہ مقلد ہو یا محقق۔

والثالث۔ استدلالی خاص تختص بہ العلماء من المومنین۔
تیسری۔ ایمان استدلالی خاص ہے جس کے ساتھ علماے مومنین خصوصیت رکھتے ہین۔

والرابع۔ حقیقی اخص منہ ویتصف بہ الاولیاء منھم۔
چوتھی۔ ایمان حقیقی ہے۔ جس مین تیسری قسم کے ایمان سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور اس ایمان کے ساتھ اولیا مومنین متصف ہین۔

والخامس عینی ذاتی صاحبہ مختص بالولایۃ المحمدیۃ وجالس علی سریرۃ الخلافۃ الحقیقیۃ ناظر بعین البصیرۃ الی الاحدیۃ المطلقۃ وبعین الباصرۃ الی الکثرۃ بملاحظۃ الوحدانیۃ المختصۃ
پانچوین۔ ایمان عینی ذاتی ہے اس قسم کا صاحب ایمان ولایت محمدیہ کے ساتھ خاص اور خلافت حقیقیہ کے تخت پر جلیس ہوتا ہے۔ بصیرت کی آنکھ سے احدیۃ مطلقہ کو اور سر کی آنکھ سے وحدانیۃ خاصہ کا لحاظ کرکر کثرت کو دیکھتا ہے۔

فاعلم ان صاحب ھذہ المنزلۃ الجامعۃ کان فی کل قرن علی بسیط الارض واحدا ففی القرون التی صرفت عنا کان سلطان
واضح ہو۔ کہ یہ جامع مقام جس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ شخص ہر ایک قرن مین تمام روے زمین پر ایک ہی ہوتا ہے۔ پس جو قرون ہم سے پہلے گزر گئے اُن

المحققین و برهان العارفین الشیخ محمد
المخاطب بالغوث العطاری نسبًا والشطاری
مشربًا قدس الله اسرارهم وهو کان رئیس
المحدثین الشیخ محمد ابن ابی الحسن البکری
الشافعی المصری قدس الله روحهما وافاض
علینا برکات انفاسهما۔ وفی القرن الذی
کنا فیه هو عین الزمان مسیح العاشقین
الشیخ عیسٰی ابن قاسم مد الله ظلال
ارشاده علی رؤس المشتاقین الی
جمال هذه الولایة المذکورة والی
صاحبها علیه التحیة والسلام وعلی
تابعیه بالکشف فی ادراک
عالم الجمع والفرق علی
حکم الفرقان المجید المحفوظ المحیط
بماله وعلیه۔

قرنون مین سلطان المحققین برہان العارفین شیخ محمد
المخاطب بالغوث تھے جو عطاری نسب اور شطاری مشرب تھے
اللہ تعالیٰ آپکے اسرار مین تقدس عطا فرماوے۔ پھر آپکے
بعد رئیس المحدثین شیخ محمد ابن ابی الحسن بکری شافعی
مصری ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونون باپ بیٹے کی روحون کو
مقدس فرماوے اور ان دونون اصحاب کے انفاس کی برکات
کو ہمارے اوپر ابندیل دیوے۔ اور جس قرن مین ہم ہین۔
اس مین عین الزمان مسیح العاشقین شیخ عیسیٰ ابن قاسم
ہین۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی ہدایت کا سایہ اُن
اصحاب کے سرون پر مبسوط رکھے۔ جو اس مذکورہ بلا
ولایت جامع اور صاحب ولایت جامع (محمد مصطفیٰ)
کے جمال کے مشتاق ہین۔ آپ پر۔ اور نیز اُن صاحبان
پر درود و سلام آلٰہی نازل ہو جنھون نے مع متعلقات
قرآن کے حکم کے بموجب عالم جمع اور عالم فرق کے ادراک
مین کشف کے ذریعہ سے آپ کا اتباع کیا ہے۔

یاد شیخ عبد المومن

آپ شیخ محمد ابن شیخ خلیل چشتی کے فرزند ہین۔ ظاہری اور معنوی دونون ملکون کی سیر آپ نے کی تھی
خانہ خلیل۔ اور خانہ جلیل دونون گھرون کے آپ حاجی تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کے جد امجد نے شہر سندو
ٹھٹھہ سے دہلی مین جاکر وطن اختیار کیا تھا۔ شیخ عبد المومن کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے ملا تھا۔ آپ
کو بارہ سال کی عمر مین خدا شناسی اور خدا پرستون کے دیدار کی آرزو۔ گھر سے نکال کر اجمیر کی طرف لے گئی
تھی یہان سے آپ مکہ معظمہ کے طواف کا احرام باندھ کر حج کو چلے گئے۔ اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے
بعد بارہ سال تک جابجا ملکون کی سیر و سیاحت کرکے پھر اجمیر مین لوٹ آئے۔ اور قمری چھ مہینے۔ خواجہ معین الدین
کے روضہ کے آستانہ مین اعتکاف کے طریقہ پر گذارے۔ اور اپنی آرزو مین کامیاب ہوئے۔ یہان سے آگر دین

رہنے کی ہدایت ہوئی - چنانچہ اس بنیاد پر آپنے اُسی فرمائی ہوئی جگہہ (آگرہ) مین قیام کی بنیاد قایم کی اس
اس وقت سلطان سکندر لودی کی سلطنت کا زمانہ تھا - آپ کی عمر بھی نوے سال کی پوری ہوئی ہے اس نوے
سال مین جس قدر حصہ عمر کا باقی رہا تھا - وہ کل حصہ اگرہ مین رہکر درویشی - تن گدازی اور بے نوائی پرستش
مین گزارا - دوسری شوال ہجری سنہ نوسو ستر کو عنصری ویران سرا سے نورانی آباد بستی کی طرف
کوچ فرمایا -

یاد شیخ سراج

آپ شیخ عبد الملک کے بڑے بیٹے تھے - علم - عرفان - اور معانی آپ کی ذات مین کوٹ کوٹ کر بھرے
تھے - جوان موت مرے - جب سپرد خاک کیے گئے - تو آپ کے باپ نے فرمایا - آج علمی پیکر خاک مین مل گئی -

مصرع از وصل دوست خاطر او بادشاہ مان

یاد قاضی قطب مجذوب

آپ قاضی کمن ابن قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے قریشی النسل بیٹے ہین - آپ کی پیدایش
کی جگہہ چندیری ہے - عیسوی ملک اور اولیس ولایت پر آپ کا قبضہ تھا - جس سال چتور کے رانا نے چندیری
فتح کی تھی - اُسی سال آپنے کالپی مین آکر مکان بنالیا تھا - آغاز شباب مین تمام اوقات مصروف نماز
رہتے تھے - ہمیشہ نصیحت کرنے - اور حق کہنے مین سخت اور تلخ بات کہا کرتے تھے اور اُن کے منانے
کے واسطے پتھر اور لکڑی سے کام لیا کرتے تھے - آپ کی اس قسم کی روش و رفتار سے لوگون کی طبیعتون
مین نفرت پیدا ہوگئی تھی - ایک روز آپنے کچھ حلوا باہر سے گھر کے اندر بھیجا - جب گھر مین جاکر اپنا حصہ مانگا -
تو جواب ملا - کہ وہ تو کھا لیا گیا - آپنے فرمایا جس نے کھایا ہے - وہ مر جاوے - تین روز کے اندر تمام گھر والے
مر گئے - اخیر مین آپ کا حال یہ ہو گیا تھا کہ ہوش جذبہ کو - اور شباب پیری کو سپرد کر دیا تھا - اور خاموشی
کے عوض مین گویائی بیچ دی تھی - لیکن - نماز پڑہنے کی آپ کی عادت نہین گئی تھی - اگرچہ وقت کا
اور شمار رکعات کا ہوش نہین رہا تھا - روزمرہ صبح کے وقت گھر سے نکل کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے
اور پانی گرم کرنے کے واسطے لکڑیان لایا کرتے تھے - ایک روز صبح کو دربان نے قفل نہین کھولا - تو
آپنے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر - اپنے تئین نیچے گرا دیا - دربان نے خیال کیا - کہ ایسا کمزور بڈھا ایسے
اونچے قلعہ سے ایسی عمیق خندق مین گرے گا - تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے - خیر - اوپر چڑھ کر دیکھا

توآپ آرام کے خیال سے - اور روزون سے زیادہ تیز راستہ چل رہے ہین - کہتے ہین - ایک بار بہت کچھ جستجو
سے تین روز بعد ایک جنگل مین ملے - کیا دیکھتے ہین - آپ ایک پتھر کے پاٹ پر نماز پڑھ رہے ہین دریافت کیا گیا
کہ آپ کہان سے کھاتے تھے - جواب دیا - وہی کنیز کھانا دیدیا کرتی تھی - جو روزانہ دیا کرتی ہے - ایک دن مین اگر کئی بار
کھانا دیدیا جاتا تھا - تو کھا لیتے تھے - اور اگر بہت روز تک کھانا نہین ملتا تھا - تو خواہش نہین کرتے تھے - صاحب تجرید
حقیقی مبارک خان ہردمی کے مصاحب تھے - ہجری سنہ نوسو ستر مین لوگون کی نظر سے خضر کی طرح مخفی ہوگئے - ہرچند
تلاش کی گئی - پتہ نہین لگا مصرع بادر فیق عیسیٰ ہمنشین باد -

یاد قاضی قطب مجرد

آپ کو زمان و مکان طے کرنے کی قدرت حاصل تھی - قصبہ مہوبہ آپ کی دائمی آرامگاہ ہے - قاضی موسلی مجرد
چشتی کے مرید - اور قاضی سعد اللہ شرف جہانی کے پیر ہین - ایک روز قاضی قطب کے پیر نے - مرید کا لنگی باندھنا
دور سے دیکھ لیا - فرمایا بہت مضبوط باندھنا چاہیئے - آپ نے جواب دیا - اگر پیر کا حکم ہو - تو دونون جہان کے
واسطے باندھ لون - پیر نے فرمایا - نہین - صرف اسی عالم مین جب تک ہم اور تم دونون وصف تجرد کے ساتھ
مشہور ہین - بہتر یہ ہے کہ عیسوی تجرد کی ردا کو مجرد کے کندھے پر ناز ہو اور احمدی ولایت کا نگینہ اُس کی اونگلی مین
درخشان ہو سکتے ہین - ہر روز پنجگانہ نماز - کعبہ معظمہ کے حرم مین ادا کیا کرتے تھے بہت لوگون کی یہ خواہش رہتی تھی
کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھین - جب مقام معین کا نام پوچھا جاتا تھا - تو فرما دیتے تھے مجکو معذور رکھئے - مین بھی دعاء دیتا
ہے جس مسجد مین کثیر جماعت ہوتی ہے - پہونچ جاتا ہون - ایک بڑھیا قصبہ مہوبہ کی تھی حج کرنے کو گئی تھی - مکہ
سے قافلہ چلا آیا - اور موسم گذر گیا - اِس سبب سے مکہ مین رہ گئی - ایک روز بہت تنگ دل ہوئی - اور چیخنے
پکارنے لگی - کہ کیونکر اپنے وطن کو پہونچون گی - ایک بزرگ نے ازراہ مہربانی اُس سے کہا - غم نہ کرو مہوبہ
کے قاضی پانچون وقت حرم محترم مین آتے ہین - تم کو بتا دون گا - جب بڑھیا کی نظر قاضی جی پر پڑی - تو اُسنے
قاضی جی کا دامن پکڑ لیا - اور طرح طرح سے آنکھون سے آنسو بہانا - اور لبون سے فریاد کرنا شروع کیا - یہان تک
کہ قاضی جی کو انکار اور بہانہ کی گنجائش نہین رہی - کہا - آنکھ بند کر - آنکھ بند کرنا مکہ مین تھا - اور کھولنا اپنے گھر مین -
القصہ - یہ گزری ہوئی کیفیت بڑھیا ضبط نہ کر سکی - اور لوگون نے زبان زد ہوگئی -
ایک بزرگ سید مینا تھے - مرتبہ فنا فی اللہ حاصل تھا - اُنھون نے جب جسمانی حرکت روحانی آرام کے
سپرد کی - تو عام لوگون کی زبان پر کچھ کا کچھ بکنے لگیں - کہ ایسا بزرگ ہو کر اپنا واپسین نفس کلمہ طیبہ پر سپرد کرے -

سید مینا کے بھائی کو لوگون کا ملامت کرنا سخت ناگوار گذرا لہذا دل مین استحکام کے ساتھ ٹھان لیا - کہ ایسے بھائی کو جلادونگا - لوگون نے منع بھی کیا - مگر اسپر کچھ خیال نہ کرکے - جلانے کا سامان فراہم کیا - اس اثنا مین سید مینا نے کفن سے سر نکالا - اور بلند آواز سے کلمہ پڑھا - ملامت کرنے والے حیرت مین رہ گئے اور خجالت مین ڈوب گئے - سید مینا نے یہبھی کہا تھا کہ زمانہ بلوغ سے نماز عصر کی سنتین پڑہنے کی جس شخص نے مداومت رکھی ہو - اُس شخص کو مینا کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے - مجبوراً قاضی قطب نے اور ایک اور شخص نے نماز پڑہی - اس کے بعد قاضی نے کہا - اب کہ راز بازارون مین اور گھرون مین عام طور پر مشتہر ہوگیا - لہذا لوگون کی نظر سے پنہان ہوجانا ہی اولیٰ ہے - اسی عرصہ مین آپ عالم خاک سے روضۂ قدس کو روانہ ہوئے مصرع بادو عالم دست در آغوش باد -

یاد شیخ برھان انصاری

آپ کالپی کے رہنے والے ہین - آغاز شباب مین ہمیشہ شیخ عبدالملک کی شاگردی مین حاضر رہا کرتے تھے - اس غرض سے - کہ اُستاد دوسرون کی بہ نسبت آپ کو زیادہ پسند کرین - ایک روز صبح کو اُٹھکر - مدرسہ کی طرف جاتے تھے - راستہ مین ایک پیرمرد سامنے سے آتے ہوئے ملے - کہا - برہان - کہان جاتے ہو - تمھارا نہ یہ کام ہے - اور نہ یہ راستہ ہے - لوٹو - گوشہ نشین ہوجاؤ - اور زانو پر سر رکھ لو - کیونکہ جو لوگ کشف چاہتے ہین - وہ گریبان کے راستہ سے جاتے ہین آپ پیرمرد کے کہنے پر دل شاد نہین ہوئے - اور چلے گئے - دوسری بار پھر اسی طرح پیرمرد نے آپ کو روکا - یہ بھی کارگر نہین ہوا - تیسری بار جب دہلیز سے قدم باہر رکھا - تو اُس پیرمرد نے آپ کا گریبان پکڑکر زمین پر دے پٹکا - کہ آپ کا پانون ٹوٹ گیا - اور کہا - جب تک اس طرح نہ توڑینگے - پانون جانے سے باز نہین ہوگا اس کے بعد ہوش پیدا ہوا - اور ایسے تنگ حجرہ مین گھس بیٹھے - جس مین پانون پھیلانے کی بھی گنجایش نہین تھی - تن گدازی - اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنے مین بہت کچھ کوشش کی - پکا ہوا کھانا بالکل ترک کردیا - کسی قدر دودھ - اور کسی قدر دہی پر گذر تھی - آپ کے بدن کی رگین اور ہڈیان ایک ایک شمار مین آتی تھین - چونکہ سجدہ مین سر بہت برقرار رہتا تھا - تو آپ کی پیشانی کے داغ کو [1] سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کا درجہ حاصل ہوگیا تھا - رحلت کے بعد وہی حجرہ آپ کی گور بنا - دل آویز تقریر اور شور انگیز کلام کے دوست تھے لیکن اکثر اشعار ہندی زبان مین کہا کرتے تھے - آپ کے فراق نامہ مین ایک ایک حرف درد اور سوز سے بھرا ہوا ہے - بعض لوگ آپ کو مہدویہ جانتے ہین - لیکن یہ بات تحقیق نہین ہوئی مصرع باہم بغض و یکجان ہو

---

[1] اُن کی شناخت یہ ہے - کہ سجدے کے گٹے اُن کی پیشانیون پر ہین ۱۲

یاد مخدوم عباس

آپ جلال سندہی کے بیٹے ہین - آپنے بلند ہمتی کی طاقت سے شیوہ بیخودی کو کرسی پر - اور ساند سلاطین
خواہشات کو خاک پر بٹھایا تھا - آپ کی ولادت اور نشوونما دونون موضع پاتر مین ہین - جب زمانہ شورش
کی پریشانی نے آپکو زادبوم سے دور نکال پھینکا - تو تقدیری فرمان کے بموجب آپنے موضع ہنکو دیہہ مین اقامت
اختیار کی - جو مضافات بہکر مین سے ہے - بہت برسون تک ہنگامۂ درس گرم رکھا - اور آپ کی ہدایت کے خوان
پر اذن عام تھا - قاضی عبدالسلام سندہی - دارالاسلام برہانپور مین - فرمان رواے خاندیس علی عادل شاہ
فاروقی کے حکم سے قضا کے عالی منصب پر سرفراز تھے - قاضی صاحب حکیم عثمان بوبکانی کے شاگردون مین سے
ہین - جب قاضی جی سند بار مین تھے - تب تحصیل علوم مخدوم کی خدمت سے کیا کرتے تھے - قاضی جی کا بیان ہے
دین - دیانت - دانش - بینش - طبیعت مین نرمی - اور اختلاط مین گرمی یہ اوصاف یقیناً مخدوم کی سرشت
مین داخل تھے - آغاز ہوش سے واپسین دم تک طلب کے واسطے کسی کے گھر - اور کسی کے سامنے خانۂ صفت
مین آپنے قدم کو گرد آلو نہین کیا - اب با استحقاق جانشین اُس مسجد مین اور نعال کے مدرسہ مین مسیح القلوب
شیخ حبیب اللہ ہین جو ظاہری فضیلت مین سب سے زیادہ کامیاب اور سرسبز - اور پرہیزگاری مین وہان کے
جملہ فضلا سے زیادہ مشہور اور با استحکام ہین - مصرع دیدہ او منظر دیدار باد -

یاد شیخ شاہ علی احمد آبادی ماؤں معنہ

آپ کی زبان سے حرف توحید کے سوا - اور آپکی قلم سے موحدانہ اشعار کے سوا - کوئی حرف نہین نکلتا تھا
آپ کا ایک دیوان ہے ہندی زبان مین - روش اور معنی کے اعتبار سے شیخ محمد مغربی کے دیوان کا بھائی ہے
آپ سیدی احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین - قدس سرہما - ملک محمود بیارا - جن کے عرفانی حالات اُن کی
یادداشت مین لکھے گئے ہین - اور ملک الشرق گجراتی جنہون نے اس جہان کی دولت کے سرمایہ کو اپنی جزائی
اعمال کی کھیتی کا تخم بنایا تھا - اِن دونون اصحاب نے عالم علوی کو آپ کے کوچ فرما جانے کے بعد آپ کو قطب
عالم بتوہ کے پائین مزار دیکھا ہے - اور نیز احمدآباد اور بتوہ کے دو کے بزرگون نے بھی اس خرق عادت کے
متعلق گواہی دی ہے - ہجری سنہ نوسوستر مین روحانی گلشن کی سیر کا عزم فرما کر جسمانی مسکن کو رخصت کیا تھا
کبیر رفاعی بڑے بزرگ شخص تھے شافعی مذہب ہین - ہجری سنہ پانسو اٹھاسی مین آپ کا وصال ہے - اور خوابگاہ
معبودیہ مین ہے - اُن کے کوئی فرزند نہ تھا - اور جو فرزند آپ کی طرف منسوب ہے آپ کے بھائی کی

اولاد میں سے ہے۔

یادِ شیخ شکر

آپ نائتہ قوم میں سے ہیں۔ نادبوم اور خوابگاہ دونوں بیجدی میں ہیں۔ دابھول بندر کی طرف احمد نگر دکن سے تین منزل دور۔ جو نظام الملک کا دار السلطنۃ تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ آپ بہت برسوں تک دوسروں کے درس میں بیٹھے۔ اور تحصیل فضائل کی۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی آپ کے مدرسہ میں آگئے۔ اور آپنے تعلیم دیکر فیض پہونچایا۔ اخیر میں تمام قیل و قال۔ رہنما طلبی کی عوض۔ زر بخت کرکے پیر طریقت کی رہنمائی کی بدو سلوک میں آگئے۔ چند روز بعد وحدت الٰہی کے جذبہ کی آگ۔ ایسی بھڑک اٹھی۔ کہ جس نے دو دو میں عقل کا خرمن جلا کر راکھ کردیا۔ اور اسی سوختگی اور بیخودی کے عالم میں ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر تھا۔ کہ اس عالم ہستی کو خیر باد کہا۔

یادِ شیخ وھیان سندھی

آپ شیخ ابراہیم کلھوڑا کے مرید ہیں۔ حقیقی وحدت اور ایزدی غیرت کا بہت بڑا جلوہ و بہت بڑا ظہور۔ آپ کی ذات میں تھا۔ ایک روز چلتے چلتے سرراہ ایک حور سرشت کے چہرہ پر نظر جا پڑی۔ فوراً گوش دل میں ندا آئی۔ ابھی آنکھ غیر کے حسن پر نظر ڈالنے کی طرف مائل ہے۔ اسی دم آنکھوں سے قوت بینائی زائل ہوگئی۔ اسی طرح آپ دل کو محنت و سوز سے۔ اور دھیان کو شوق وغیرت سے مالامال لئے ہوئے گاتے پھرا کرتے تھے یہ عادت ہے۔ کہ چلنے میں ہاتھوں کو آمد رفت رہتی ہے۔ آپ کا ہاتھ زیادہ ہلتا تھا۔ فرمایا۔ اے ہاتھ۔ تو ہم سے پیشتر پہونچنے کا خیال بھی نہیں کرسکتا ہے یہ کہنا تھا کہ اسی وقت ہاتھ خشک ہوگیا اور جنبش بھی جاتی رہی۔ خوابگاہ برہان پور مصرع سینہ اش مخزن حقائق باد۔

یادِ شیخ کمال الدین

آپ سلیمان قریشی کے فرزند تھے۔ اور نادبوم کاپی تھی۔ تقوی۔ توکل۔ تسلیم۔ اور رضا کا مقام آپ کے حالات کی چہل قدمی کا میدان تھا۔ آپ شاہ ارغون مداری کے مرید ہیں۔ آپ کو اسماء الٰہی اور اذکار کی اجازت شیخ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے فرزند اور خلیفہ شیخ رکن الدین شطاری سے تھی بازنیاد افغان پسر سجا دل خان کا زمانہ تھا۔ جب آپ منڈو (مانڈو) میں آئے تھے۔ راقم کے پدر بزرگوار سے دوستی ہوگئی۔ دور شیرے ہوئے تھے ہمسایہ میں لے آئے۔ پانچ سال کی عمر تھی۔ کہ راقم۔ تعلیم قرآن

کے واسطے آپ کی خدمت مین سپرد کیا گیا۔ دو سال کے عرصہ مین آپ کی توجہ سے قرآن مجید ختم کرلیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ سو برس کی عمر توکل مین گزاری۔ کسی شخص کے سامنے اپنا راز و نیاز نہین کہا۔ کسی آشنا یا بیگانہ کے روبرو حرص اور خواہش پیش نہین کی۔ ہجری سنہ نوسو تہتر تہا۔ کہ واپسین سفر اختیار کیا۔ خوابگاہ منڈو (مانڈو) ہے۔ پدر راقم کے مزار کے آس پاس دونون جہان کے رفیق مل گئے۔

یاد شیخ فضل اللہ

آپ شیخ حسین چشتی ملتانی کے صاحبزادہ ہین۔ باوجودیکہ آپ صاحبِ تعلقات تہے۔ آزاد دل بہی تہے اور اپنی ہمت سے۔ تونگری کو درویشی کے ساتہہ دست بدست رکہتے تہے۔ تمام چیزون کو وقتی ضرورت کے موافق بہی اپنے قبضہ مین نہ رکہکر اہل احتیاج پر نثار کرنے کے واسطے ہاتہہ کے سامنے لے آتے تہے۔ بقدر ضرورت رسمی علم حاصل کرکے ہوش کے ذریعہ سے عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان موافقت پیدا کی تہی۔ جب آپ کے پدر بزرگوار نے ہجری سنہ نوسو پینتالیس مین معنوی سفر اختیار کیا۔ تو سنہ چہیالیس مین آپ کو شوق حج۔ راہ حجاز کی طرف لے گیا۔ وہان حج اکبر کیا اور مدینہ نبی صلعم کا طواف کرکے اس شرف سے بہی مشرف ہوئے۔ پہر مدینہ منورہ سے لوٹکر مقدس خانہ خلیل کی خاک بوسی۔ اور اوس کی بدولت بیدار دلی حاصل کی۔ ہجری سنہ نوسو پچاس تہا۔ کہ ہند مین معاودت ہوئی۔ اور اپنے مکان پر پہونچکر کم و بیش بیس سال اپنے بزرگون کے طریقہ پر رفتار رکہی۔ ہجری سنہ نوسو بہتر مین الٰہی وصال کا پیغام آپہونچا ظاہری وجود سے رہائی پاکر تعلیہ مین جو منڈو (مانڈو) کے پائین مین ہے۔ خوابگاہ قبول کی مصرع نفس بیچون قرین جانش باد۔

یاد شیخ علی شیر بنگالی

آپ۔ تمام رسمی علوم سے مستفید۔ اور کل عقلی فنون سے صاحبِ سرمایہ تہے۔ نور الہدیٰ ابوالکرامات کی نسل سے ہین۔ جو شیخ جلال الدین مجرد کے بزرگ خلیفہ تہے۔ اور شیخ جلال الدین مجرد وہ ہین۔ جو حربیون کا ملک فتح کرنے کے واسطے ترکستان سے ہند مین آئے تہے۔ اور جنہون نے راجا گڑہ گونڈ کے مار ڈالنے بعد قصبہ سرہیت جو صوبہ بنگالہ مین ہے۔ نور الہدیٰ کے حوالہ کیا تہا۔ یہ حالات کسی قدر شیخ مجرد کی یادداشت مین بہی لکہے گئے ہین ایک کتاب شرح نزہۃ الارواح شیخ علی شیر کی تصنیف ہے۔ راقم شیخ علی شیر کے کسی قدر حالات اس کتاب کے خطبہ سے اخذ کرکے لکہتا ہے۔

یہ درویش جب آغاز شباب کو پہونچا۔ تو خداطلبی۔ حق پرستی۔ اور خداشناسی کے درونہ دل کا

گریبان ہاتھ سے پکڑ کر دیسے دانائی جست جو مین وطن سے آوارہ کیا - میرے ہنمائی کے ذریعہ سے
علاج کرے - اتفاق کی بات ہے - جس شناسا کے سامنے اندرعنی ورد بیان کیا - اُس کی تلقین
نے کوئی درستی دل کی نہین کی - القصہ - ایک رات قصبہ اُدہ مین اسی اندیشے کے اندر غنودگا
پیدا ہوئی - اور اس حالت مین غوث الاولیا قدس سرہ کی مثالی صورت - مشاہدہ کی - اس
مشاہدہ نے مجکو فریفتہ کر دیا - اب ان آرزوون کا ہجوم ہوا - کہ بیداری مین دولت ملازمت حاصل
کی جاوے - اسی اثنا مین خبر ملی - کہ غوث الاولیا آسودگانِ دہلی کی زیارت کے واسطے تشریف
لائے ہین - مین بے تامل - شہر دہلی کی طرف روانہ ہوا - جب موضع کیلوکہری مین پہونچا - تو یہان
پر عالم بیداری مین - وہی صورت نظر آئی - جو مین عالم مثال مین دیکھ چکا تھا - جب مدارج بیعت
طے ہوئے - تو مل گیا جس کی تلاش تھی - اور دیکھ لیا جو ملتا نہ تھا - اس کے بعد مینے چند سال
آپکے خدمت گزار دن مین کڑا ہو کر بہت کچھ فیض حاصل کیا - اتنے مین پیر بزرگوار نے - افغانان
سور کی بدباطنی دیکھکر - گجرات کی طرف ہجرت فرمائی - درویش بھی آپ کے ہمرکاب بہڑوچ تک
گیا تھا - چند روز بعد احمد آباد رہنے کی اجازت ہوئی - چنانچہ مین اُس شہر اسلام مین پہونچا -
اور ملک عماد الملک رومی کی مسجد مین ایک گوشہ اختیار کیا - چونکہ عالم باطن سے سفر
مجاز کا اجازت نامہ نہین ملا - لہذا چند روز بعد پیر بزرگوار بھی بہڑوچ سے واپس ہوکر احمد آباد
مین تشریف لے آئے - یہان پر بعض کوتہ اندیش عالم - اور چہوٹی نظر والے خرقہ پوش آپ
کے ساتھ دشمنی کا بہانہ ڈہونڈنے لگے - اور نادانستہ اور نافہمیدہ باتین آپ کی نسبت کہکر
اس ذریعہ سے آپ کے صاف اور شفاف دل کو اور زیادہ روشن کیا - اُس جگہ کا رہنا آپ
کو ناگوار ہوا - ایکبارگی آسمان سے خوشخبری آئی - کہ ہجرت کا جو سبب تھا - وہ دور ہوا اور سعادت
کا باعث پیدا ہوگیا - یہ سنکر آپنے گوالیار کی طرف کوچ فرمایا مگر درویش کو اُسی جگہ چھوڑا
اور آپ کے ارشاد کے بموجب شرح نزہت کا تتمہ قلم تصنیف سے مرتب کیا گیا "
کہتے ہین - ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو ستر مین - شیخ علی شیر ناسوتی تنگ و تاریک کو چہ سے لاہوتی
نزہت آباد کو روانہ روانہ ہوئے - خوابگاہ احمد آباد -

یادِ شیخ حسین پور ملک محمدؒ

جب آپ کا آغاز سلوک تھا - تو بہت برسون تک بیخودی رہی - اور پرندون کی طرح ایک درخت
پر رات دن پڑے رہتے تھے - اسی جذبہ کی حالت مین خشکی کے راستہ سے حجاز کی طرف گئے - ایک رات کا ذکر
ہے - حرم محترم مین خواب کے اندر خاتم پیغمبران علیہ الصلوٰۃ نے جانب ہندجانے کی اجازت دی - اور فرمایا
سرکار قنوج مین جو سائی پور مقام ہے - وہان جاکر شیخ زمان صفی الدین چشتی سے بیعت ہوجاؤ - آپ کہتے
تھے - جب مین سائی پور مین پہونچا - تو میرے جی مین یہ بات آئی - جب مین خانقاہ مین پہونچون گا - تو شیخ
مجکو خلوت کے اندر بلالین گے - اور جو کلاہ آپ کے سر پر ہوگی - بغیر میری التماس کے مجکو اوڑھا وینگے - اور میری
عبادت کے واسطے حجرہ عنایت فرماوینگے - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ جب مین خانقاہ کے دروازہ پر آیا - تو
شیخ نے خادم کو فرمایا - کہ شیخ حسین جو دروازہ پر کھڑا ہے - اُس کو اندر آنے کی اجازت ہے - خادم
چلایا - شیخ حسین کون ہین - اندر آوین - مین نے چونکہ قلندرانہ پوست باندھ رکھا تھا - اسواسطے کہا - مین
شیخ نہین ہون - لیکن نام میرا حسین ضرور ہے - خادم لوٹ کر گیا - اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا - عرض کیا - ارشاد ہوا
یہی شخص مطلوب ہے - اندر آجاوے - چنانچہ مین اندر چلا گیا - اور جو باتین میرے ضمیر کے اندر تھین - وہ
سب کی سب ظہور مین آئین - مینے اُس خانقاہ مین دو چلے کھینچے - اس کے بعد اجازت ہوئی - کہ عماد الملک
کا سکندرہ دہلی سے دو روز راہ کے فاصلہ پر ہے - اُس مین جاکر رہنا چاہیے - اور طالبان خدا کی ہدایت کرنا چاہیے
چنانچہ تعمیل حکم کی گئی -

کہتے ہین شیخ عبد العزیز یحییٰ مندری نے جب ظاہری عالم سے سفر کرکے معنوی ملک کا راستہ اختیار
کیا - تو آپ شیخ عبد العزیز کی فاتحہ کے واسطے دہلی گئے - اور شیخ علیہ الرحمۃ کے فرزندون کی طرف متوجہ ہوکر
کی تلقین فرمائی - چونکہ نوحہ اور نالہ کرنا - شان درویشی سے بعید ہے - اسواسطے آپ کے کلام سے سوائے
تسلیم اور سکون کے کوئی بات نظر نہین آئی - جو لوگ گرفتاران رسوم تھے - وہ بڑھ بڑھ کر باتین مارنے لگے
آپنے جواب دیا - رونا اُن لوگون کو زیب دیتا ہے - جو دور ہین - اور مجکو تو بہت جلد شیخ علیہ الرحمۃ
سے ملنے کا موقع درپیش ہے - دو روز کے اندر آسودگان دہلی کی زیارت سے فراغت ہوئی - اس کے
بعد آپنے سکندرہ کا راستہ لیا - جب سکندرہ مین پہونچے - تو ایک گلکار کو بلایا - اور اپنی مسجد کے
صحن مین جگہہ تجویز کرکے - اُس سے کہا - کہ ایک بڑی لمبی چوڑی گور کھود دو اور اُس کے واسطے بقدر

عمارت لازم ہے - وہ بہی تیار کردو - گورکن کو اس کام پر مامور کر کے اپنے دوستون سے اور عزیزون سے آخرین الوداع کرنے لگے - سب کو حیرت ہوئی - جب گور تیار ہوچکی - اور وداع سے بہی فراغت ہوئی - تو فراغ خاطر اور کشادہ پیشانی کے ساتہہ ہجری سنہ نوسو چہبیز مین وصال دوست کا راستہ لیا - ایک شخص ہین آزادون کے عاشق - شیخ محمد یوسف کاتب باشندہ کول جو خداشناس بہی ہین - اور شیخ حسین کی خدمت مین پہونچ چکے ہین - انہون نے صدر الذکر کیفیت - راقم یادگار کے نزدیک لکھکر بہیجی ہے

یاد شیخ عبدالملک بنبانی عباسی

آپ کی زادبوم اور خوابگاہ دونون احمدآباد ہین - اپنے بڑے بہائی شیخ قطب الدین کے شاگرد ہین جنہون نے حدیث کی سند شیخ سخاوی مصری شاگرد شیخ ابن حجر عسقلانی سے لی تہی - علم حدیث اور تفسیر مین ترقی پاکر عام اہل زمانہ کے اُستاد ہوگئے تہے - صحیح بخاری اور قرآن مجید - لفظاً اور معنیً حفظ تہے - ہمیشہ حجرہ اور مسجد کے اندر درود اور نماز مین مشغول رہتے تہے - گہر مین کمتر جایا کرتے تہے - ضعیفی کے سبب سے آنکہون کی روشنی جاتی رہی تہی - اور بجاے اس کے دل مین روشنی بڑہ گئی تہی - تمام علوم کا درس بحفظ دیا کرتے تہے توکل اور تجرید مین آپ کی مثل اُس زمانہ مین کوئی نہ تہا - مولانا کمال محمد عباسی گجراتی جو مین مالوہ کے مفتی تہے - حدیث مین آپ کے شاگرد ہین - ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو ستر تہا - کہ ملک تقدس کو کوچ فرمایا - **مصرع** مرقدش از نور مالا مال باد -

یاد شیخ عبدالعزیز

آپ کا لقب عزیز الحق - اور پدر بزرگوار کا نام شیخ کمال الحق حسن ابن طاہر تہا - آپ جونپوری ہین قدس سرہم ہجری سنہ آٹہہ سو چہیانوے کا آغاز تہا کہ آپ کا قدسی نفس - عنصری جسم کے ساتہہ وابستہ ہوکر - انجام سال مین بعالم ظہور آیا - دو سال بعد آپکے پدر بزرگوار زادبوم سے بترک سکونت دہلی کو روانہ ہوئے وہان پر چند روز زندہ رہے - پہر اُخروی سفر پیش آیا - اسواسطے انہون نے اپنے لڑکے کو مرید رشید مولانا قاضی خان یوسف ناصحی ظفرآبادی کے سپرد کیا - ظاہری اور باطنی پرورش کی بدولت وہ کمالات پیدا ہوگئے - جو آپ کی استعداد مین نہان تہے - ستر اور سات - ستتر سال تخمیناً آپ رہنمائی کی کرسی پر بیٹہے رہے - ذوق - وجد - اخلاق - اور اشراف - یہ صفات آپ مین موجود تہین - فصوص الحکم اور نیز دیگر کتب حقیقت اچہی طرح جانتے تہے - اور عمدہ درس دیتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچہتر مین - اور

ایک بیان کے بموجب چیتر مین عالم قدس کو روانہ ہوئے - خوابگاہ دہلی مین ہے - آپ کے خلیفہ شیخ محمود حیدی نے رحلت پیر کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا ہے - **قطعہ**

عزیز الحق کہ چون عزم سفر کرد	منازل در مقام لامکان یافت
چو تاریخ وفاتش باز جستند	خرد گفتا حیاتِ جاودان یافت

زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ خطوط مین اپنا نام ذرہ ناچیز عبد العزیز لکھا کرتے تھے - تقدیر سے **ذرہ ناچیز** کی اعداد آپ کی تاریخ وصال کے برابر ہوئے ایک روز حسین ابن خانون دہلوی نے جن کی پیشانی سے مقبولیت کے آثار نمایان ہین - بیان فرمایا -

"ایک بزرگ نے عالم مثال مین شیخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کی خدمت مین التماس کیا - کہ عرس گاہ مین جو کثرت کے ساتھ ہجوم ہوتا ہے - اس سے مخدوم کو کوئی حظ اور حضوری نہین ہے جواب ملا - البتہ جس عرس مین عزیز آتے ہین - ہم بھی آجاتے ہیں - اور اُن کی صحبت سے خوش ہوتے ہین "

یاد مولانا پاینده قلتی

اپنی نا پایندگی کو حقیقی پایندگی سے ہار کر ایسے زندہ ہوئے - کہ پایندہ رہے - عقیدت مین نسبت مولانا خواجگی کی خدمت سے رکھتے تھے - نقلی اور نفسی تمام علوم آپ کے حالات سے عیان تھے - بہت طرح کے فن فراہم کئے تھے - اور کاغذی نقوش کو نفوس قدسی کے فیض کا پردہ بنایا تھا - ظاہری درس دینے کی شان مین - آپ باطنی معرفتین لوگون کو تعلیم کیا کرتے تھے - اور ریا کے گرداب سے صحیح و سالم نکل کر سلوک کی آفات سے آسودہ زندگی بسر کرتے تھے - اِس شکل کے ساتھ لوگون کو آپ کی فیض رسانی عام ہوگئی تھی - سخاوت اور ایثار کا پسندیدہ شیوہ آپ کے خمیر مین داخل تھا - کہتے ہین - آپ کی روح کرامات کی منزل سے نہایت سبکی کے ساتھ اوپر کی طرف خرامان چلی گئی -

یاد شیخ ادھن

آپ شیخ بہاء الدین جونپوری کے بیٹے ہین - امین اللہ آپ کا خطاب ہے - اپنے پدر بزرگوار کے مرید اور تلقین یافتہ ہین - بہت سے چشتیہ - سہروردیہ - اور قادریہ مشائخ کی ملازمت سے فائدہ حاصل کیا تھا آپ کے دل کو انواع و اقسام کے رسمی علوم سے فروغ تھا - یکبارگی الٰہی محبت کے جذبات ایسے پیدا ہوئے

کہ علمی گھر بار سب لُٹ گیا - اور اخیر مین ہواے نفسانی کی مخالفت اور دیو سرشت نفس کی لڑائی کی بدولت بصیرت کے حضور مین باریابی ہوئی - گفتار کی قسم مین سے یاد مولیٰ کے سوا - اور خاموشی کی قسم مین سے عالم اسرار کے اندر استغراق کے سوا - کچھہ باقی نہین رہا - ضعیفی کے زمانہ مین سماع کا ولولہ پیدا ہوگیا تھا باوجودیکہ ظاہری پیری عارض حال تھی - مگر رقص طاقتور جوانون سے زیادہ طاقت کے ساتھہ کیا کرتے تھے - اور بہت سے لوگون کو رولایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھبیس مین عالم قدس کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جونپور -

مصرع کیمیاے عشق پیران را جوانی میدہد

یاد شیخ حسین بغدادی

آپ امام ابو حنیفہ کوفی کی نسل سے ہین رحمہما اللہ بہت طرح کے عقلی اور نقلی علوم مین اجتہاد اور بیان و سخن کا رتبہ حاصل تھا - نیک عادت - منکسر المزاج - بردبار - اور ذی محبت تھے - جب آپ کی تحصیل تمام ہوئی تو افلس روزگار میر غیاث الدین منصور کی ملازمت کا خیال پیدا ہوا - اور یہ خیال آپ کو بغداد سے شیراز مین کھینچ لایا - ایک روز شیراز کے حاکم ابراہیم خان نے مقیم اور مسافر جملہ علما کو بلا کر ایک بڑی مجلس کی - میر قوشی کو تجرید کی شرح پر علت و معلول کی بحث مین ایک اعتراض تھا جس کے حل کرنے مین تمام اہل سخن عاجز تھے - اور اسی سبب سے سبنے خاموشی اختیار کر رکھی تھی - سواے شیخ حسین کے جو نو وارد تھے آپنے فرمایا - دو روز کے واسطے شرح تجرید مجکو دیدی جاے - تاکہ اس بحث کے اندر تامل کرلون - اور پھر جو کچھہ خیال مین آوے - گزارش کرون - خیر خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپنے چند طرح سے اس مسئلہ کی اُلجھنون کو کھولا - صاحب اعتراض کو یہ بات ناگوار گزری - اس سبب سے مشکل کشا نو وارد کو خارجیت کے ساتھہ متہم کرکے حاکم سے عرض کیا - کہ ایسی فتنہ روزگار کا اس شہر مین رہنا مناسب نہین ہے - حاکم نے دل مین انصاف کرکے جواب دیا کہ جو شخص حصول سعادت کی نیت ہمارے افادت دستگاہی کی ملازمت مین آیا ہو - اُس کو شہر بدر کرنا - بہتر معلوم نہین ہوتا ہے اور اس مشکل کے حل کرنے کی تعریف تو مخدوم کی ہی ہے - اس طریقہ سے حاکم نے رنج خاطر دور کیا - چند روز بعد دونون بزرگون کی صحبت مین ایسی گرماگرمی پیدا ہوئی - کہ بغدادی کا سینہ - معلومات شیرازی کے جواہر سے لبالب ہوگیا اور سیر و سفر کی باتین موقوف ہوئین - اخیر مین آپ کو سفر حجاز کا سودا ہوا - اور اس شورش نے دوستی کا اور بود و باش شیراز کا پیوند توڑ دیا - جب طواف حرمین شریفین سے فراغت حاصل ہوئی - تو سیاحت ہند کا خیال آیا - جب دہلی اور دیگر بلاد ہند کی سیر فرماتے ہوئے آپ احمد آباد مین پہونچے - تو اسا دل کی گلی محلہ

شاہ ابو تراب مسلامی مین اُترے۔ اس شہر کی محبت انگیز خاک دامن گیر ہوئی جس کے سبب سے پیمائشِ زمین کی ہوس دل سے نکل گئی۔ نیز یہان کے بزرگون کی خواہش۔ آپ کے مقید کرنے کے واسطے کمند بنی مجبوری آپ اقامت فرماکر درس دینے لگے۔ بہت سے طالبون کا سینہ۔ آپ کے انفاس کی برکات سے علوم کا گھر بنا۔ بالمخصوص حکیم عثمان بوبکانی سندہی۔ اور مولانا عبد القادر بغدادی کو حکمت اور ریاضی کے فنون مین۔ آپ کی شاگردی سے۔ اُستادی کی سند ملی۔ جب آپ کی عمر چیتیر کی میزان مین آئی۔ تو ہجری سنہ نوسو ستتر مین آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی اور اس بیماری مین زمانہ زندگانی انجام کو پہونچا۔ رسول آباد مین دفن کئے گئے تقدیر کے طلسمات اور قضا کی گلکاریان عجیب ہین۔ اولاً سیر مجاز کا خیال ضمیر مین پیدا کیا۔ بعدہ سیاحی کی شورش سر مین بہری۔ اس کے بعد جب شہر خوابگاہ مین پہونچایا۔ تو جہان گردی کی ہوس دل سے دور کردی ۵ حَتّٰی یَاتِیَہُ الیقین ؎ مصرع علم اور اسباب بزم وصل باد۔

یاد شیخ بہاء الدین مفتی

آپ شیخ شمس الدین محبوب ملتانی۔ قریشی۔ اسدی۔ ہاشمی کے بیٹے ہین قدس سرہ آپ رسمی علم سے ظاہر کی آراستگی اور حقیقی وجدان سے باطن کا فروغ بڑہاتے تھے۔ غوث العرفا شیخ بہاء الدین کی نسل سے ہین۔ سعادت۔ عقیدت۔ اور خلافت اپنے پدر بزرگوار سے پائی تھی۔ اور اُنہین کے جانشین تھے۔ اپنی بزرگی کا لحاظ نظر انداز کرکے۔ بیچار دن کا کام بنانے کے واسطے اہل دنیا کے دولت خانون پر چلے جایا کرتے تھے۔ جس زمانہ مین سلطان حسین نے بکھر سے ملتان کی زمین مین آکر فتنہ و فساد برپا کیا ہے۔ تو اُس ملک کے بڑے بڑے لوگون مین جلا وطنی کا خیال پیدا ہو گیا تہا۔ آپنے بہی اپنا وطن چھوڑ دیا۔ اور ظہیر الدین بابر بادشاہ کا زمانہ تہا۔ کہ شہر آگرہ مین آکر بود و باش اختیار کی۔ بہت سی چھپی ہوئی ضمیر کی باتین۔ آپ کے آئینۂ نما دل کو ظاہر ہو جایا کرتی تہین۔

کہتے ہین۔ اسحٰق نامی ایک حافظ تھا۔ آپ کا سفارش نامہ سلیمان کرانی کے نام سے گیا۔ جو شرقی ملک کا فرمان روا تہا۔ اس سادہ لوح کی زبان پر یہ بات آئی۔ کہ تورانی اور ایرانی قلمرو کے باشندون کو ہمارے نام رقعہ لکھنے کا کوئی حق نہین ہے حافظ کا دل یہ تقریر سنکر ناامیدی سے مکدر ہوا۔ رات کے وقت سفارش لکھنے والے شیخ کی مثالی صورت نے عالم خواب مین زبان نصیحت سے اُس طعنہ زن شخص کو

۵؎ یہان تک کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئی ۱۲

متنبہ کیا - چنانچہ اُس نے صبح کی سفیدی نمودار ہونے سے پہلے ہی اپنے نوکرون کو حکم دیا - کہ جو حافظ رقعہ لایا ہے - اُس کی اچھی طرح سے دل جوئی کی جاوے - اور بے تامل اُس کو دربار مین لاکر کامیاب کیا جاوے چنانچہ تعمیلِ حکم کی گئی -

کہتے ہین - عبد الرزاق نامی ایک سوداگر ملتان کا تہا - اُس کا بیان ہے - شیخ کی رحلت گیارہوین شوال ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین ہوئی ہے - آپ کی رحلت کے بعد مین ہندوستان مین بذریعہ خرید و فروخت آتا جاتا تہا - ایک بار ایسا ہوا - کہ تمام سامان فروخت کر کے مینے نقد روپیہ کر لیا تہا - اور سامان سفر باندہ رہا تہا - کہ ایک بدنیت غلام جو خدمت مین تھا - تمام نقد جو سامان کی بکری کا جمع شدہ رکہا تہا - اٹہا کر فرار ہو گیا - ایک تو دل کے اندر نقصان کا غم تہا - دوسرے ہوشیاری اور احتیاط کام مین نہ لانے سے طعن و تشنیع کے تیر اوپر سے پڑنے لگے - اسواسطے ہمت اور عاطفت فرمانے کی غرض سے شیخ کی روح پاک کی طرف متوجہ ہوا - رات کو خواب مین دیکہا - کہ آپ سجادہ کندہے پر ڈالے ہوئے - مسجد کی طرف جارہے ہین مینے جلدی سے دوڑ کر اپنا سر گستاخانہ آپ کے پاے مبارک پر رکہہ دیا - فرمایا - اتنی خوشامد نہ کرو اطمینان رکہو - کہ بہاگے ہوئے شخص اور لے گئی ہوئی شے - دونون کا پانون تمہاری روزی کی زنجیر مین پہنسا ہوا ہے - لہذا جلد پہونچا ہوا سمجہنا - عبد الرزاق کا بیان ہے - کہ دو روز بعد اس خوشخبری کا ظہور ہو گیا - آدہی کوڑی کی برابر بہی اُس مال مین خیانت نہین ہوئی -

آپ کی خوابگاہ آگرہ کی شمالی سمت کے حدود مین ہے -

یادِ شیخ مبارک سندہی

آپ کی زاد بوم موضع باتر ہے - جس کی آبادی کی بنیاد قایم کرنے مین آپ کے جد امجد مسیح القلوب کے آباے کرام - اور شیخ طاہر کے پدر بزرگوار کے ساتہہ متفق تہے - آپ رسمی علم مین مخدوم عباس ابن جلال کے شاگرد ہین - نوشتۂ تقدیر نے آپ کو وطن سے احمد آباد مین لا ڈالا - اور چند سال آپ اس شہر مین ناصر الملک کی مسجد مین مسند درس پر بیٹہے رہے - اخیر مین سیاحی کا کام پیش آگیا جو سفر کا باعث ہوا - جب برہان پور پہونچے تو اُس صوبہ کے حاکم نے قصبہ جوبرہ کے منصب قضا پر آپ کو مامور کیا - ناچار آپ نے قبول فرما کر قضا کی چادر سے اپنی اندرونی حالت کو چہپایا اُس وقت مین فرمان رواے صوبہ بہار کا وزیر اعظم تفاول خان تہا - اُس کی التماس قبول فرما کر چند روز

بعد آپ روانہ ایلچپور ہوئے۔ وزیر اعظم نے کمال عزت اور حرمت کے ساتھ استقبال کیا۔ اور شہر مین لاکر اُسی پایہ تخت کا مدرس کر دیا گئے ہین۔ آپ کافی گانے پر۔ اور شیخ لاوجی سندہی کی نغمہ پردازی پر بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ ہمیشہ آنکھون مین پانی بھرا رہتا تھا۔ بیداری آپ کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ رات دن کے ساتھ ہم رنگ رہتی تھی۔ بالآخر آپ وہان سے شیخ طاہر یوسف کی دوستی کے خیال سے برہان پور کو بہر لوٹ آئے اور تمام چیزون سے دل ہٹا کر شیخ شکر محمد عارف کی ملازمت مین لگایا۔ شرح قیصری کا مقدمہ پڑہنا شروع کیا۔ اور انجام کو پہونچایا اس فرصت کے اندر سیع القلوب نے چند علوم متداولہ آپ سے حاصل کئے۔ **القصہ** روز جمعہ ہجری سنہ نوسو اٹہتر کو ملک تقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ خوابگاہ برہان پور شیخ ابراہیم ابن عمر سندہی کے حظیرہ مقدس مین **قدس سرہم**۔

مصرع مبارک بر مبارک باد دیدار تو

یاد سید رشد الدین ولد میر رفیع الدین محدث صفوی

آپ کو عقلی و نقلی علوم۔ اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کے درجہ پر حاصل تھے۔ تمام صوفیہ اوصاف واخلاق کے ساتھ بالخصوص سیرت۔ سخاوت۔ اور ایثار کے ساتھ موصوف تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے ایک اہل ضرورت کو اس قدر نقد دیا۔ کہ ایسے آدمی کو اس قدر مال دینا عقل ہرگز تجویز نہین کرتی تھی۔ اس سبب سے خزانچی اور دیگر کارپردازون نے اُس بخشش کی رقم کو مکان کے صحن مین سید کی آمد ورفت کے راستہ پر لاکر انبار کیا۔ جب آپ کی نگاہ اُس ڈھیر پر پڑی۔ دریافت فرمایا۔ یہ مال کس غرض سے اس طرح ڈال رکہا ہے۔ عرض کیا گیا۔ کہ یہ بخشش کا زر ہے جس کی نسبت فلان شخص کے لئے حکم ہوا ہے میان۔ اس خیال سے فراہم کیا گیا ہے۔ کہ ملاحظہ سے گزر جاوے۔ فرمایا۔ ہم تو سمجھتے تھے۔ کہ جو کچھ ہمنے دیا ہے کافی ہوگا۔ مگر یہ تو بہت کم ہے۔ اسی قدر۔ اور اس پر زیادہ کر دیا جاوے۔ تاکہ ہمت اور بیخودی کے ناموس ہاتھ مین رہے۔ **بیت**

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

آپ کی خوابگاہ اپنے بزرگوار باپ کے مرقد کی برابر آگرہ مین ہے۔

یاد مولانا ناصر مفتی

آپ جمال سادات ہروی مین سے ہین۔ آپ کا مرتبہ عشق اور عرفان مین اونچا تھا۔ اور آپ کی سنہ

حدیث اور فقہ مین بلند تھی - ایک روز مشکوۃ کے اندر ایک حدیث نظر سے گزری - جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اولاً اپنا بے مثل دیدار - قیامت کے روز اُس شخص کو دکھاوے گا - جس کی ظاہری آنکھہ بُری اور ناجائز چیز کے دیکھنے سے آلودہ نہ ہوئی ہوگی - پاک ہوگی - آپنے اُسی مجلس مین دعا کے لئے ہاتھہ اُٹھایا - کہ آنکھہ کی ضرورت نہین ہے - فوراً نابینا ہو گئے - اِس کے بعد تیس سال تک درس دینے سے طلبا کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو اسی مین آپ کی تدریس آسمانی ہوئی - آپکے فرزند رشید مولانا میر آپ کے جانشین ہوئے - میر فرذعی اشرف کہتے ہین جس وقت مین ہدایہ فقہ آپ کی خدمت مین پڑہا کرتا تھا - تو آپنے فرمایا تھا - اگر معاملات فقہ پڑہنے کی غایت فتوی - قضا - نذر ستانی ہے - تو تم کو اِس سے کوئی نتیجہ نہین ملے گا - اور میری تعلیم توکل پر نہین ہوگی - ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تھا کہ وصال کی نوید آئی - چنانچہ بے تامل حقیقی محبوب کے حضور مین روانہ ہو گئے -

مصرع ناصر میر باد نصرت حق -

یاد شیخ عبد الحکیم گوشہ نشین کالپی

اولاً آپ سپاہیانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے - جب حاجی عبد الوہاب کی خدمت مین بیعت ہوئے - تو چند روز بعد خلعت خلافت سے بہی سرفرازی ہوئی - شمسی تین دور تک ستارہ کی طرح آپ کی موہوم ہستی - آفتاب احدیت کی تجلیات مین منتشر رہی - اور مجذوبون کا سا حال رہا - اخیر مین ایک گنبد تھا - محمود خان کی مسجد کی برابر تلاہی مین - وہان کے حاکم نے اپنے آباے کرام کے واسطے تعمیر کرایا تھا - مگر اُن کو نصیب نہین ہوا - اِس گنبد مین آپ چالیس برس تک گوشہ نشین رہے - اسی مسجد مین خواجہ خضر علیہ السلام کی ملازمت سے فیض پایا - جب آپنے رحلت فرمائی تو لفظ **حکم خدا شدہ** جس کے اعداد نوسو بیاسی ہوتے ہین - تاریخ ہوئی - آپ کے ایک لڑکا ہے - شیخ عبد الشکور نام - فضیلت اور پرہیزگاری مین مشہور اور گوشہ نشینی مین باپ کی طرح نامور - کسی حاکم اور کسی [illegible] سے نذر کے طریقہ پر کبہی کچھہ نہین لیا - اور محض توکل اور آسمانی روزی پر گزر اوقات رکھی - اللہ تعالیٰ جل شانہ شیخ عبد الشکور کی توفیق مین دوام اور عمر مین درازی بخشے **بیت** -

ہر چہ بر من میرسد از نیک و بد	حکمت بے [illegible] باعث است

یاد شیخ قصاب

آپ میرزا شاہ کے باکمال مرید اور صاحب حال خلیفہ ہین۔ شہر بخارا مین صاحب خانقاہ اور صاحب خانوادہ تھے۔ آپ کا اکثر زمانہ جذبہ اور جلال مین گزرتا تھا۔ آپ کی عجیب عجیب خوارق عادات بہت سی تھین۔ رفتار مین اور نیز قیام مین تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے۔ اگر چند دوست اور مرید۔ سیر کے واسطے آپ کے جانے کے وقت پیچھے سے پہونچ جاتے تھے۔ تو دور سے ہی لوٹ کر غصہ سے پکارتے تھے "تم لوگ واہی تباہی آوارہ گرد ہو۔ اس شکل رفتار سے تم یہ بات جتاتے ہو۔ کہ جو کچھ تمہاری آرزو ہے۔ وہ مجھہ مین نہین ہے۔ اور جو کچھہ تم چاہتے ہو۔ وہ مجکو نہین ملا ہے"۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نو سو اسی مین نمود کا حرف موہوم ہستی کی تختی سے دُہو ڈالا **بیت**

اگر چہ او در مقصد و ہر شتا در فت		لیکن از قید جہان آزاد رفت	

یاد شیخ راجی محمد علیہ

آپ شیخ خان کے بیٹے تھے۔ جو دو پشت سے شیخ محمد ہمدانی کو پہونچتے ہین۔ رسمی اور حقیقی دونون طرح کے علوم آپ مین جمع تھے۔ اندرونی فروغ۔ آزادگی۔ بیخودی۔ فیض رسانی۔ سلامت روی۔ بردباری نہان دانی۔ اور مشکل کشائی۔ یہ صفات حد بیان سے زیادہ آپ مین پائی جاتی تہین۔ کہتے ہین۔ گیارہ سال کی آپ کی عمر تھی۔ کہ وطن سے پیر اور اُستاد کی تلاش مین حیران اور سرگردان نکل بھاگے۔ تلاش کرتے کرتے برہان پور خاندیس مین آپہونچے۔ دو سال تک رسمی علم کی تحصیل مین مشغول رہے۔ اندرونی جوش فرو نہین ہوا۔ لہذا وہان سے دکن کی جانب سفر اختیار کرکے شہر بیدر مین پہونچے اور وہان شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین شرف یاب اور مرید ہو گئے۔ بارہ سال ایک حجرہ مین اپنے مخدوم زادہ شیخ مخدوم کے ساتھہ۔ اشغال صوفیہ مین گزارے اور پیر کی پرورش اور حضوری سے۔ کسبی دانش۔ اور وہبی بنیش مین کمال اور تکمیل کے درجہ کو پہونچے **مصرع** خوب رو را گر بیارا یند زیبا تر شود۔

آپ فرماتے تھے۔ ایک رات مجکو مکاشفہ مین معلوم ہوا۔ کہ کمس اِلا دنیا شیخ محی الدین جیلانی قدس سرہ مصلی پر بیٹھے ہوئے ہین اور بے انتہا آدمی اور بے شمار وحوش و طیور آپ کے گرد محو جمال ہین۔ اِن سب مین سے آپنے میرا نام لیکر بلایا۔ اور مصلے کے نیچے جو خس و خاشاک تھا اُس کو اپنے دست مبارک

سے جہاڑ دیا - اور فرمایا جو دوئی کی زنگ - عنصری آثار سے تمہارے آئینہ دل پر تھی وہ صاف ہوگئی اب مصلے پر بیٹھو - اور یکتا نے بے نیاز کی نماز پڑھو - اور قطبی ولایت کی خوشخبری بے منت اُس ہجوم مین مجکو دی - اس کے بعد پیر نے بہی خرقہ خلافت عطا فرماکر اُجین مین رہنے - اور لوگون کی رہنمائی اور تعلیم کرنے کی اجازت فرمائی -

ہجری سنہ نوسو تیس تہا - کہ آپ اُجین مین آئے - چندروز چہرہ پر برقع رکہا - اس خیال سے کہ کسی جگہہ چشم ہوس نہ جا پڑے - اور کسی جال مین نہ پہنسا دیوے - اخیر مین ایک صاحب سید صفی سلاطین خلج کے امراے اعظم مین سے تہے - اور اُن کو شریف خانی خطاب بہی تہا - سید صاحب نے دانشمند لوگون کو درمیان مین ڈال کر اپنی لڑکی کا نکاح شیخ سے کردیا - اس کے بعد خانہ داری کے ساز و سامان کی فکر کا آغاز ہوا - خانقاہ - جامع مسجد - اور مقبرہ تینون چیزین تیار ہوگئین - پچاس برس تک درس دیا - اور طریقت کی تلقین کرکے بہت سے درویشون کو - رسیدہ لوگون کے عالی درجہ پر پہونچایا اور بیسا ئیسوین رمضان ہجری سنہ نوسو بیاسی کو ملکوتی ملک کی فتح کے واسطے عنصری ملک سے کوچ کا نقارہ بجا دیا - **قطعہ** -

شیخ راجی از محمد آنکہ بود
رفت از کوئے ہوا در ملک ہو

شاہد و شہود در چشم شہود
در شمار نصد و ہشتاد و دود
سنہ ۹۸۲ھ

آپ کے چند بیٹے تہے - عبد الرحمن - عبد الرحیم - عبد الکریم - یہ تین ایک مان سے - اور عبد الحلیم - عبد الحمید - عبد المجید - یہ تین دوسری منکوحہ سے تہے -

عبد الرحمن باپ سے پہلے ہی کوچ کر گئے - ان کے دو بیٹے رہے - محمد - اور محمود - یہ پچھلے بیٹے محمود کو ہجری سنہ ایکہزار دس مین جذبہ ہوگیا - اور مفقود الخبر ہوگئے - بہائیون کو دہوکہ دیکر ایک روز رات کو نکل گئے **مصرع** یوسفے از برادران گم شدہ آنے والے حجاز مین بتلاتے ہین -

شیخ عبد الکریم پدر بزرگوار کے بعد اُن کی جگہہ سجادہ نشین ہوئے - اپنے صاحب ولایت بزرگون کی روش کو زندہ کیا - اخلاق مین پسندیدگی اور اوصاف مین سنجیدگی بہت تہی - جوان مرد - پرہیزگار حق شناس - خدا پرست - پاکیزہ باطن - مہمان دوست - زندہ دل - اور فارغ البال یہ جملہ صفات آپ مین موجود تہین - ہجری سنہ ایکہزار پانچ مین عالم دنیا کو رخصت کیا - پدر بزرگوار کے گنبد کے

باہر جنوبی سمت مین دفن کئے گئے - دو فرزند چہوڑے - ایک شیخ عبد العزیز - جو علوم متداولہ سے آراستہ ہین -
انہون نے اولاً رسمی علوم کا اکتساب شیخ عبد الکریم نہروالہ کی خدمت سے کیا تہا - پہر بعد مین وجیہ الملۃ والدین
علوی احمد آبادی کے درس مین بالالتزام بیٹہکر کتب مبسوطہ کی تصیحح کی - آپ بجالائے کو مِنۡ بَنِيٓ تَمۡخُمۡ الملوک
اس غرض سے کہ مستحق بیکسون کی مہمات بآسانی انجام پاوین - بظاہر نواب کامگار سپہ سالار عبد الرحیم خان
خانخانان ابن بیرم خان خانخانان کے جاگیری ملک کی صدارت کا منصب - اور نیز نواب کی مجلس کی
مصاحبت قبول کرلی ہے - مگر باطن مین سر مو وابستگی خاطر کو پاس پہٹکنے نہین دیا ہے - راقم زمانہ ہوش سے
ان کے حالات کا محرم ہے - شیخ عبد الکریم کے دوسرے فرزند عبد القادر ہین - جو اپنے آبائے کرام کے وطن
مین خانہ اور خانقاہ کا چراغ جلاتے ہین سلمہما اللہ

یاد حافظ عبد الکریم بصیر

آپ شیخ عبد الملک قاری کے شاگرد ہین - قدس سرہما ساتون قرأۃ مع چودہ روایتون کے ازبر تہین
اور قصیدہ شاطبیہ مع معنی اور اُس اشکال کے جو اُس پر وارد ہے - بالکل حفظ تہا - آپ کی قرآن خوانی مین بہت
کچہہ تاثیر اور دل ربائی پائی جاتی تہی - آپ کی بینائی - آنکہون کی سیاہی سے کم کرکے سویداے دل مین زیادہ کردی
گئی تہی - آپ کا باطن - قرآنی نور سے ایسا منور رہتا کہ ہمیشہ ہم نشینون کے ضمیر کی باتین آیات کے پردہ مین ظاہر
کردیا کرتے تہے - آپ کی خوابگاہ آگرہ مین ہے -

حافظ جی کے حالات کا بیان کرتے ہوئے - یہ خرق عادت یاد آگئی - کہ ہجری سنہ ایک ہزار چودہ
تہا شاہزادہ شاہ مراد اکبر شاہ نے دکن فتح کرنے کے واسطے چڑہائی کی تہی - راقم کو بہی اس یورش کی سیر کا
خیال ہوا - جب قلعہ احمد نگر کا محاصرہ ہوگیا - تو معلوم ہوا - کہ اُس زمین مین شریف نامی ایک مجذوب اس طرح
پر مشہور ہین - کہ زائرین کے حالات - آیات قرآن کے مضامین مین ظاہر کرتے ہین - ایک روز فقیر - مولانا محمد رضا
شکیبی تخلص - اور فصیح البیان انیسی جن کا نام یولقلی بیگ تہا - ہم تینون شخص ملکر مجذوب صاحب کی
خدمت مین گئے - جواب سلام کے بعد آپ نے آیہ اِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا پڑہی - جب آپ کے
نزدیک سے ہم لوگ اُٹہہ آئے تو یولقلی بیگ نے فرمایا - کہ مجکو احتیاج غسل تہی آپ لوگون کے مضطربانہ آنے سے
فرصت نہ ملی - وگرنہ غسل کے واسطے تیار تہا -

---

۵۱ اکثر نبی - ایسے ہین جو ملوک کی خدمت کرتے ہین ۱۲ ۵۲ اگر تم ناپاک ہو - تو پاک ہوجاؤ ۱۲

یاد میرزا شاہ نقشبندی

آپ کے پیر بیعت مولانا خواجگی ہین - آپ اپنی بخشش سے مال کی گوشمالی کرتے تھے - اور دل ریش درویش کے ریش پر مرہم رکھتے تھے - سخاوت کو فقر کا سرمایہ کیا تہا - اور الفقر فخری کی سیڑہی سے وحدت کے عالی شان محل پر چڑہ گئے تھے - آپ فرماتے تھے - مین پانچوین پشت مین حضرت خواجہ بزرگ سے جاملتا ہون اور اُن کے باطن سے مینے فیض و کمال پایا ہے - البتہ ظاہر مین ارادت مولانا سے ضرور رکہتا ہون - ہجری سنہ کچہ اوپر نوسو اسی تہا - کہ منزل خاک کے سقیمون کو خیرباد کہکر روحانیون کے پاک مقام کو روانہ ہوگئے -

یاد شیخ حسن محمد

آپ - میانجی احمد کے بیٹے ہین - عالم - عارف - عاشق - عابد - اور اپنے عم مکرم شیخ جمال چشتی کے مرید تھے - شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی نسل سے ہین - زاد بوم اور خوابگاہ دونون احمد آباد ہین - آپ کے حالات کے روزنامچہ کی فہرست اس طور پر ہے - اولاً نماز صبح کے فرض پڑہنے کے بعد سے بلا فصل دوپہر تک تلاوت اور رسمی درس مین مشغول رہتے تھے - اس کے بعد درویشان خانقاہ کے ساتہ کسی قدر کہانا کہاتے تھے قیلولہ کے بعد نماز ظہر ادا کرتے تھے - اس کے بعد وعظ و نصیحت کی مجلس شروع ہوجاتی تھی - تو وہ عصر تک رہتی تہی - عصر کے بعد ورد اور دعا مین شام تک مشغول رہتے تھے - پہر نماز مغرب پڑہتے تھے - ذکر جہر شروع کرکے وقت عشا تک جاری رکہتے تھے پہر نماز عشا ادا کرکے - حجرہ کے اندر چلے جاتے تھے - نماز کمال نیاز کے ساتہ ادا کرتے تھے - رات مین تنہا بیدار رہتے تھے - جب صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تہی - تو پہر وہی معمولی کام از سرنو شروع کردیتے تھے - القصہ ایک پلک مارنے کی برابر بہی زندگی کو بیکار نہین جانے دیتے تھے ہجری سنہ نوسو بیاسی کے شوال مہینے مین رحلت کے وقت وصیت کی - کہ عبادت کی زمین درویش کے کالبد سے آشنا ہے - مجکو اسی خاک کے سپرد کردینا - آپ کے بڑے بیٹے شیخ محمد - جن مین زیادہ تر بزرگوار باپ کی خوبو پائی جاتی ہے - آج کے روز آپ کے جانشین ہین مصرع نور ایمان باد شمع تربتش ؏

یاد شیخ جوئباری

خواجہ جوئباری - جوئبار وحدت کے سرو تھے - اور خضر صورت تشنہ لبون کے واسطے حکم چشمہ کا رکہتے تھے - کان مین حلقہ مولانا خواجگی کی بیعت کا تہا - قاسم شیخ کے ہم عصر ہین - کہتے ہین - جو شخص قاسم شیخ کی ملازمت مین جاتا تہا - تو قاسم شیخ اولاً اُس کی ازلی استعداد پر نظر ڈالتے تھے - اگر وہ شخص سعادتمند ہن

مین سے ہوتا تھا - تو خواجہ جوئباری کی خدمت کی طرف متوجہ کر دیتے تھے - اور فرمایا کرتے تھے - طالبانِ خدا کی کشائش کی کنجی - خواجہ جوئباری کے ہاتھ مین دیدی گئی ہے - اور اگر طالب ایسا نہین ہوتا تھا - تو دعا دیکر رخصت کر دیتے تھے - ایک ناظم نے یہ بیت لکھی ہے جو آپ کے ہم عہد تھا -

مرید خواجہ جوبار باش و شاہی کن	بہر دلِ شہر بخارا و ہر چہ خواہی کن

ہجری سنہ نوسواسی مین ناسوتی سرائے سے ملکوتی گلشن آباد کو کوچ فرما گئے -

یادِ شیخ لھرہ

آپ کا نام عبد الرزاق تھا شیخ عبد الفتح مکی کے چھوٹے بیٹے ہین - صاحب کمالات اور بخشائش شعار تھے - نان دہی - آپ کے ہاتھ مین تھی - کہتے ہین - ایک شخص سے ایک کام مین ایک خیانت ہوگئی تھی - آپنے ازروے نصیحت خائن سے کہا - ایسے نالائق کام کی تہمت تمنے کیون گوارا کی - اُس نے آپ کے بابرکت سر پر جھوٹا ہاتھ رکھکر قسم کھائی - کہ اگر مینے یہ کام کیا ہو - تو کرنے والے کی آنکھین کور ہو جاوین دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ نہین گزرا تھا - کہ بدون بہانہ کسی تکلیف کے آفت نابینائی اُس کی آنکھون کو پہونچ گئی - شب جمعہ بیسوین جمادی الاخریٰ ہجری سنہ نوسوچوراسی مین منزل فنا سے مقام بقا کو رحلت فرمائی - ایک اہل سخن نے یہ قطعہ آپ کی وفات کی تاریخ مین لکھا ہے **قطعہ**

بزرگِ دین و دنیا شیخ لھرہ	کہ سوے جنۃ الماوی گزر کرد
شب جمعہ سفر چون کرد تاریخ	ازان رو شد شب جمعہ سفر کرد
	۹۸۴ھ

یادِ شیخ محمد ابن طاہر نہر والہ

آپ کی ذات سے ورع اور تقویٰ کی محفلون کی مسند کو زینت تھی - اور کتاب و سنت کے نقد کا امتحان ہوجاتا تھا - حدیث مین شیخ علی متقی کے شاگرد ہین - اس فن مین ایک بے نظیر کمال حاصل کیا تھا - مجمع البحار نام ایک مشکل کشا شرح - احادیث کی صحاح ستہ پر جو ہے - وہ آپ ہی کے قلم تالیف کی لکھی ہوئی ہے - کہتے ہین - آپ فرمایا کرتے تھے - میرے اُستاد اپنے وقت کے افضل البشر - اور خداوند ولایت صدیق اکبر تھے - وہ فرماتے تھے - میرے بعد تم بھی اس رفیع الشان درجہ کو پہونچو گے - مہدویہ گروہ جو سید محمد جونپوری کا پیرو ہے - اس گروہ کی شکست دینے مین آپ اپنے اُستاد کی طرح ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسوچھیاسی مین اُجین اور سارنگ پور مالوہ کے درمیان ایک جماعت

اثنائے راہ مین آپ پر آگری - اور شہید کردیا۔

اِس واقعہ کا آغاز اور انجام اِس طور پر ہے - بوہرون کا گروہ آپ کے ہم قوم تھا - آپنے عہد کیا تھا - کہ جب تک بوہرہ قوم کی پیشانی اور دل سے تشیع اور بدعت کی سیاہی - تلقین سنت کے آب زمزم سے دہونہ ڈالون گا - سر پر دستار نہین باندہون گا - جب ہجری سنہ نوسو اسی مین بادشاہ زمانہ اکبر شاہ نے ملک گجرات فتح کیا - اور شہر والا مین شیخ سے ملاقات ہوئی - تو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے آپ کے سر پر پگڑی باندہی - اور کہا - مینے آپکے پگڑی چھوڑ دینے کا سبب سُن لیا ہے - اور اِس ذہنی صورت کا خارج مین ظہور - والی زمانہ کی امداد اور دستگیری پر موقوف ہے - اب اس سراپا خیر نیت پر عمل کرنا - میرے ذمہ لازم ہے - چونکہ صوبہ گجرات اور دار الخلافہ احمد آباد کی حکومت - اُن ایام مین نواب مستطاب خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے نام نامی پر نام زد تھی - اِس سبب سے نواب صاحب کی امداد کی بدولت - اِس قوم کی گمراہی اور کج رفتاری کی بہت سی زمین بیخ و بنیاد سے اُکھڑ گئین - لیکن صاحب تاج کو اپنی محفل سے خان اعظم کی جدائی بہت کم پسند تھی - لہذا شہنشاہ نے نواب صاحب کو اپنے حضور مین طلب فرما لیا اور امراے اعظم مین سے ایک اور صاحب ایران زمین کے باشندہ تھے صوبہ مذ کور ان کی جاگیر مین دیدیا - بس اب کیا تھا - اِس جماعت نے بے تامل - جدید جاگیر دار کے ساتھہ مخفی طور پر موافقت پیدا کر کے - سنت کی راہ راست سے انحراف کیا - یہ حالت دیکھکر شیخ نے سر سے دستار کھول دی - اور دار السلطنت آگرہ کو جانے کا عزم کیا - اِس خیال سے کہ پیشگاہ حضور مین جا کر پیش آمدہ واقعات عرض کرون گا - اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کی ملازمت مین پہونچکر - وداعی مراسم ادا کئے اُستادی شیخ وجیہ الدین اِس عزم سے مانع تھے اور فسخ عزم کے واسطے تحریک فرماتے تھے - مگر جو شخص سفر کے واسطے بالکل مہیا ہو - چونکہ اس کو صریح طور پر باز رکھنا عوام کے نزدیک مبارک نہین ہوتا ہے - لہذا اِس قاعدہ کے موافق اُنہون نے اس طرح پر یہ بات کان مین ڈالی -

"گرامی برادر کے حقیقت شناس ضمیر کو اچھی طرح معلوم ہے - کہ اِس نظم و نسق کے ساتھہ جو کارخانہ عالم کی آفرینش ہوئی ہے - اِس کا باعث یہ ہے - کہ اسمائی کمالات کہسار ہو - اور یہ اظہار جمالی اور جلالی مظاہر کے ساتھہ وابستہ ہے - اور اپنے عربی کے آثار و احکام کی طرز پر ہر ایک اسم کے مظہر کی جو کچھہ رفتار ہے یہی

رفتار اس کے واسطے صراط مستقیم ہے۔ گو اس کے تقابل پر نظر کرکے وہ رفتار مخالف اور منحرف معلوم ہوتی ہو۔ اور اس مقام پر ہر موسیٰ کو اپنے فرعون کے ساتھ آشتی رکھنی چاہیئے۔

واضح ہو۔ کہ صراط مستقیم۔ حقیقت شناس مفسرون کے نزدیک دو طرح پر ہے۔ (ایک سلم ایجابی دوسرے) ایجادی۔ قرآن مجید مین صراط مستقیم کا ذکر جہان کہین بہ لفظ نکرہ نازل ہوا ہے۔ وہان پر اکثر مراد ایجادی ہے۔ اور جس آیۃ مین بہ لفظ معرفہ وارد ہوا ہے۔ وہان پر زیادہ تر مقصود ایجابی ہے۔ **فافہم۔**

دوسری یہ بات ہے کہ انسان جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اس کی عنصری پیکر سے۔ دقیقہ شناس شخص یہ عبرت کیون حاصل نہین کرتا ہے۔ کہ اس کی ہستی۔ اس بند وبست اور ستارف اعتدال کے ساتھ چند لطیف اور کثیف اعضا پر موقوف ہے۔ چنانچہ اگر اعصاب جیسے کثیف عضو کو بھی کوئی تکلیف پہونچ جاوے تو باغچہ بدن کی شگفتگی مین سراسر آشفتگی اور پژمردگی نمایان ہو جاوے

اب برادرمن۔ سیاست ذراست کی بات نہین ہے۔ اور مشغول حق کے ساتھ بھی ہونا چاہیئے خلق کے ساتھ[1] ھٰذِہٖ اٰوَانُ السُّکُوْتِ وَ اِلْتِزَامِ الْبُیُوْتِ"

اُستادی شیخ وجیہ الدین نے گو آپ کو فہمائش کی۔ لیکن بنیاد تعصب بہت استحکام کے ساتھ قائم تھی۔ اسواسطے اس نصیحت کو آپ کے گوش قبول مین جگہ نہین ملی۔ اور جو سفر دل مین قرار دے رکھا تھا۔ اُس کے راستہ پر چل نکلے۔ پھر راستہ مین پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ آپ کی بہن کے بیٹے شیخ نور محمد آپ کے تابوت کو مالوہ سے نہروالہ مین لے گئے۔ اور آبائے کرام کے تکیہ مین اسپرد زمین کردیا۔

یاد سید عبد اللہ افندی ملتانی

آپ کو ایزدی توفیق کی بدولت۔ تعلقات کے بار سے سبک دوشی ہو کر آزادی اور فارغ البالی کے حضور مین باریابی حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے۔ کہ آپ کو آب و خورش کی کشش سلطان محمود خرد کے زمانہ مین زاد بوم سے گجرات کی طرف کھینچ لائی۔ چند روز بعد آپنے مناسب سمجھکر سید مبارک بخاری کی ملازمت اختیار کرلی۔ اور نوکری کے طور پر بسر کرنے لگے۔ سید مبارک بخاری جلال الاولیا مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین۔ جو حاکم صوبہ مالوہ کے امرائے اعظم مین سے تھے جب آپ کے مخدوم سید مبارک

[1] یہ زمانہ سکوت اور مکانوں مین بیٹھنے کا ہے۔

کی عمر کا زمانہ آخر ہوا - تو نوکری اور سپاہگری کا خیال - آپنے خاطر عاطر سے قطعی باہر نکال پھینکا - اور آپ کی چشم اعتبار مین - وہ دستہ امیرون کی ملازمت پوچ اور بے حقیقت معلوم ہوئی - ایک روز آپ ایک دور و دراز غم مین پڑے ہوئے تھے اپنی مزاج دان ہمخوابہ سے بطریق استصواب دریافت کیا - کہ معاش کی ضروریات اب کون سے سبب اور کون سے حیلہ سے ہم پہونچائی جائین - ہمخوابہ نے یہ رائے دی - کہ سپاہیانہ وضع ترک کرکے - جوگیون اور درویشون کے حلقہ مین شامل ہو جانا چاہیئے - اس کو دوسرے الفاظ مین اس طرح کہہ سکتے ہین - کہ ہمت کے ہاتھ سے فقر اختیار کرنے کا پٹکا (دوپٹہ) سید کی کمر مین باندھ دیا - اور آپ کے بیقرار دل کو تسلی دیکر شاد کام کیا - اس کے بعد دونون کی رائے یہ ہوئی - کہ اس ملک سے کسی دوسرے ملک کو چل دینا چاہیئے - کہین ایسا نہ ہو - کہ اس جگہ کا رہنا دل مین ننگ و ناموس کا خیال پیدا کرے - اور فقر کی نئی قائم کی ہوئی بنیاد کو جڑ سے کھود پھینکے - پس گجرات سے مالوہ کی طرف روانہ ہوئے - اور ایک موضع بنجریہ نام ہے جس کو مقامات مالوہ کا بہشت کہنا زیبا ہے - اس موضع کے تالاب کے کنارہ بود و باش کے واسطے ایک گوشہ اختیار کیا - اور توکل و تسلیم کا عادی ہو کر بہت برسون تک خوش وقتی کے ساتھ زندگی بسر کی - چونکہ موضع مذکور آنے جانے والون کے عین راستہ پر واقع ہے - اسواسطے آپ کا گھر بدون مہمان کے نہین رہتا تھا - راقم جب کبھی منڈو (مانڈو) سے عزیزان اُجین کے دیدار کے واسطے جایا کرتا تھا - تو ایک روز آپ کی بافیض صحبت مین ہی قیام کیا کرتا تھا - بہت کچھ محبت اور مہمان دوستی کے مراسم ادا ہوا کرتے تھے - اور اندرونی معرفت کی صفائی اور وجدان حقیقت کی روشنی سے معنوی ضیافت بھی فرمایا کرتے تھے - القصہ جبتک آپ کی زندگی رہی - تب تک جاگیردارون سے وظیفہ کے طور پر کبھی ایک درم بھی قبول نہین کیا - اور آسمانی روزی پر شاکر و قانع رہے آپ کو **آنندی** اس بنیاد پر کہا کرتے تھے کہ ہمیشہ شگفتہ رو - اور خوش دل رہتے تھے **آنند** ہندی زبان مین خوشی کو کہتے ہین - ہجری سنہ نوسو نوے مین عالم قدس کو رحلت فرماکر اسی مقام مین خوابگاہ اختیار کی جہان زندگی مین رہتے تھے -

یاد فقیہ علی

آپ کی زاد بوم - ملہم کیلی - اور خوابگاہ بندر سورت ہے - جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے - کہتے ہین درسی کتابین کما ینبغی تحصیل کی تھین - اور کما حقہ پڑھاتے تھے - اکثر کنارہائے دریا کے رہنے والے آپ کی شاگردی سے علمی حصہ رکھتے ہین - دسوین صدی کے چوتھے ربع مین عالم صورت سے جہان معنی کو روانہ ہو گئے

یاد قاضی عبد القادر بن علی

آپ میاں بخی چشتی منڈوی کے روضہ مین مجاور تے ۔ رسمی علوم سے کسی قدر آشنا تھے ۔ قرأۃ کو اچھا جانتے تھے ۔ اور تلاوت بہت کیا کرتے تتے چند جریب کی کہیتی ۔ موضع کا تہامین کر رکہی تہی ۔ جو مضافات دیپال پور مین ہے ۔ اور دیپال پور منڈو (مانڈو) سے اُجین کے عین راستہ پر واقع ہے ۔ مکان بہی اُس موضع مین بنالیا تہا ۔ کہیتی سے جو کچہہ حاصل ہوتا تھا ۔ اُس کو آنے جانے والون کی میزبانی مین صرف کیا کرتے تتے واپسین سفر کے وقت سے چودہ روز پیشتر آگاہ ہو گئے تتے ۔ کوچ کا سامان کر لیا ۔ اور کہا ۔ بس اسی قدر زندگی اب باقی رہی ہے ۔ آٹھوین شعبان ہجری سنہ نوسو چوراسی کو گزر گئے ۔ آپ کے پانچ بیٹے ۔ اور ایک لڑکی رہی ۔ قطب الدین ۔ عزیز اللہ ۔ موسیٰ ۔ حسن ۔ عائشہ ۔ اور شرف جہان ۔ اولین صاحب زادہ اپنا دل لوگون سے توڑکر اور خدا سے جوڑکر درویشی مین پدر بزرگوار کے جانشین تتے ۔ اور دوسرے صاحبزادہ قضا کے کام مین باپ کی طرح مشہور تتے ۔ وہ جوان مرے ۔ اور انہون نے کچہہ اوپر تیس سال منصب قضا کی نگہداشت اچھی کی ۔ تاریخ بیسوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار نو کو اجل کی گہری نیند مین سو رہے ۔ اب موسیٰ ہاتہہ پانون مارتے ہین ۔ اور حسن حسرت کرتے ہین ۔ عائشہ جوانی مین بیوہ ہو گئین ۔ بیوہ ہونے کے بعد انہون نے اپنی زندگی مین شوہر کی خدمت کو آفریدگار کی بندگی کے ساتہہ شریک نہین کیا ۔ اور مردانہ زندگانی گزارتی ہین **مصرع** دلا مردانگی زین زن بیاموز ۔ ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین نہلی ہی اچہانی ہو گئے

یاد شیخ نجم الحق

آپ کا نام چایلدہ ہے ۔ عزیز الحق کے بڑے خلیفہ ہین ۔ قصبہ سہنہ مین جو مضافات دہلی مین سے ہے ۔ مکان تہا ۔ آپ ۔ ریاضت کے دریا مین ڈوبے ہوئے ۔ اور مجاہدہ کی آگ مین پگہلے ہوئے تتے ۔ بہت سے ریاضت والون نے آپ کی خدمت سے فائدہ اُٹہایا تہا ۔

یاد خواجہ محمد عبد اللہ

آپ ۔ خواجہ کا خواجہ کر کے مشہور ہین ۔ آپ کے بزرگوار باپ کا نام خواجہ ناصر الدین عبید اللہ ہے جو خواجہ احرار کے لقب سے مشہور ہین ۔ ظاہری علم اور معنوی کشف سے آپ کا ظاہر و باطن دونون آراستہ اور پیراستہ تتے ۔ باوجود کمالات کے جو آپ کو حاصل تتے ۔ اپنی حقیقت شناس نظر سے ۔ آداب شریعت و طریقت کے ہر ایک دقیقہ کا لحاظ مدنظر رکہتے تتے ۔ اور اپنے جسم و جان کو فروگذاشت کی اجازت

نہین دیتے تھے۔ آپ کے دادا چار واسطہ سے حضرت بابا ماچین کو پہونچتے ہین۔ کہتے ہین۔ خواجہ احرار الاولیا کے ساتھ سلطان ابو سعید مرزا کو حسن عقیدت تھی۔ لہذا اُس نے ان کو نہایت خواہش۔ آداب۔ اور خدمت گزاری کے ساتھ تاشقند سے باستدعاے اقامت سمرقند طلب کیا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا نے قبول التماس کو داخل مروت سمجھکر۔ بالاستدعا سمرقند مین آکر بساط اقامت بچھادی۔ اِس قصہ کی تفصیل مع تقریبات کے کتاب رشحات مین لکھی ہوئی ہے۔ خدا کرے۔ شایقین کو دیکھنا نصیب ہو۔

کہتے ہین۔ اس عرصہ مین سیادت و نقابت دستگاہ میر تقی الدین محمد کے ساتھ خسر اور داماد ہونے کی نسبت طرفین سے ہوگئی۔ یعنی خواجہ احرار الاولیا نے اپنی صبیہ عزیزہ کی نسبت میر کے فرزند کلان امیر عبداللہ امام کے ساتھ کی۔ اور میر کی صبیہ کا عقد اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کیا۔ کہتے ہین۔ میر کی لڑکی سے تین لڑکے اور دو لڑکیان ہوئین۔ جن کے نامی نام یہ ہین۔ خواجہ عبدالہادی۔ خواجہ خاوند محمود خواجہ عبدالحق۔ محبوبہ سلطان بیگم۔ زینت سلطان بیگم۔ جب دختر میر کی ہستی کے چہرہ کو فنا کے برقع نے چھپا لیا۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے اپنے پسر کلان کا عقد خواجہ نظام الدین کی لڑکی کے ساتھ کیا۔ خواجہ نظام الدین۔ خواجہ عصام الدین شیخ الاسلام کے بھائی۔ اور صاحب ہدایہ فقہ کی اولاد سے ہین ان کا کرسی نامہ اس طرح پر ہے۔ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک۔ ابن خواجہ عماد الدین۔ ابن خواجہ جلال الدین محمد۔ ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن مولانا برہان الدین علی مصنف ہدایہ۔ اس دختر سے بھی تین فرزند اور دو لڑکیان پیدا ہوئین۔ خواجہ عبدالعلیم۔ خواجہ عبدالشہید۔ خواجہ ابوالفیض مہ کلان بیگم۔ خانزادہ بیگم۔ سواے اس کے ایک اور ہمخوابہ تھی۔ جس سے ایک لڑکا تھا خواجہ محمد یوسف۔

چونکہ خواجہ کے خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد پدر بزرگوار کی اجازت اور خوشی سے محلہ درسین مین عبادت خانہ اور بود و باش کا مکان تجویز کر لیا تھا۔ لہذا خواجہ احرار الاولیا کی خدمت مین وہان سے مقررہ اوقات مین ہی آنا ہوتا تھا۔ خواجہ احرار الاولیا آپ کے ساتھ کمال مہربانی کے ساتھ بلکہ اعزاز کے طریقہ پر سلوک فرماتے تھے۔ باپ اور بیٹے کے برتاؤ کی طرح پیش نہین آتے تھے یعنی بیٹے کی عزت بہت زیادہ کرتے تھے۔ مولانا علی صفی مصنف رشحات لکھتے ہین۔

”ایک روز مین آپ کی خدمت مین محلہ درسین بیٹھا تھا۔ ایک تقریب سے آیہ کریمہ

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ کی تفسیر کا ذکر نکلا - تو آپنے علماے ظاہر وباطن کے بہت سے اقوال عمدہ تقریرین بیان کئے - اور حکما نے جو یہ تاویل کی ہے - کہ نار سے مراد - نمرود کی آتش غضب - اور برد سے مراد شعلۂ غضب کا فرو ہونا ہے - اس تاویل کے رد مین معقول اور حکمی دلائل سے ثابت کردیا - کہ وہ نار عنصری نار تھی - اور برودت اُس کی ماہیت پر عارض ہوئی ۔"

ایک ہدایتی فرمان جس مین پدر بزرگوار نے آپ کو تلقین فرمائی ہے - یہ ہے -

"فرزند نور چشم - تم کو ایسی ہمت رکھنی چاہیے - کہ جن باتون کا جاننا تمہارے اوپر فرض ہے - اور جن کے بدون قطعاً ممکن ہی نہین ہے - جیسے اعتقاد صحیح رکھنا - اور علم کا اور احکام آلہی کا جاننا - ان باتون سے تم جلد اپنے تیئن فارغ کرو - اور ظاہری وباطنی دائمی عبادت مین مشغول ہوجاؤ - اس امید پر - کہ حق سبحانہ وتعالی تمہارے دل سے اپنے غیر کا اعتبار تعظیم اور دید دور کرکے - تم کو ہمہ تن اُنہین تمام امور مین مشغول کردیوے - جو تم سے مقصود ہین خداوندا جن اصحاب کو تو نے محض اپنی عنایت سے اپنی غیر کے اعتبار تعظیم - اور دید سے نجات دی ہے - اُن اصحاب کے قرب کے طفیل مین - حقیر اور ضعیف بندہ زادہ کو جس کے لئے تیری عنایت - مافت - اور رحمت کے سوا - کوئی امید کی جگہہ نہین ہے - تمام گرفتاریون سے رہائی عطا فرما - بمنہ وکرمہ - بیت -

غیر حق ہر ذرہ کان مقصود تست	تیغ لا برکش کہ آن معبود تست"

آپ کے حالات کا بیان مجملاً اس طرح پر ہے - جب شاہ بیگ خان کا تسلط اور ظہور ہوگیا تھا - تو آپ لوگون کے آثار اور اطوار سے زمانہ کی تباہی معلوم کرکے - اپنے وطن سے بحکم الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین[1] اندجان کی طرف ہجرت فرماگئے - اور اُس جگہہ کو بھی آپ کی طبیعت نے پسند نہین کیا - اسواسطے جلدی سے عالم فردوس کو جانے کے لئے - آخرین سفر کا سامان باندھ لیا - آپ کی نعش کو لوگون نے اُس ملک سے شہر تاشقند مین لاکر - آپ کی والدہ ماجدہ کے مرقد کے پہلو مین دفن کیا -

[1] - جن تکالیف کی برداشت کی طاقت نہ ہو - اون سے بھاگنا - رسولون کی سنت ہے - ۱۲

انجمن فرزندان خواجہ محمد عبد اللہ

خواجہ عبد الہادی آپ ہمت اور فطرت مین دریا کی طرح فیاض۔ اور بخشش و بخشائش
مین ابر کی طرح باہمت تھے۔ فقر و تجرید مین خزان دیدہ شاخ کی شکل۔ اور حقائق و معارف کا بیان کرنے مین پربہار
نوجوان درخت کی صورت رکھتے تھے۔ جد امجد یعنی خواجہ احرار الاولیا کی زندگی مین ہی۔ آپ کو سفر حجاز کی
توفیق ہوئی تھی۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کے ارکان سے فارغ ہونے کے بعد روم اور شام کی زمین
مین بحکم سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ چلے گئے۔ جو قدم رکھا۔ آگاہی اور عبرت کے ساتھ رکھا۔ اور اُن اطراف
کے سلاطین اور حکام کے ساتھ صحبت اور مجالست کا کئی دفعہ اتفاق ہوا۔ ہمیشہ خواجہ کی طرف سے برتاؤ مین
اور کلام کرنے مین بہت کچھ بے نیازی اور وقار پایا گیا۔ اور کسی بڑے دولت والہ کی طرف سے تھوڑا سا نقد و جنس
ہی نذر اور سوغات کے طور پر آپنے قبول نہین کیا۔ بلکہ جو لوگ ملازمت مین آتے جاتے تھے۔ ہر ایک کے
ساتھ طرفین کی مناسبت دیکھکر مردمی کا برتاؤ فرمایا۔ روم کی قلمرو کا ٹیکس تمام تاجرون پر معاف کرادیا۔ اور
بزرگانِ دین اور امتیان ملت اسلامیہ سے ملاقات کرکے نفیس یادی کے بوجھ سے گران بار ہوئے۔
کہتے ہین۔ حقائق پناہی مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی نے آپ کی سیر و سلوک کی روش اور سفر و حضر کا
طریق بہت پسند کیا تھا۔ اور جب تقریب ہوتی تھی۔ تو تعریف کیا کرتے تھے۔ جب آپنے سفر مذکور سے بازگشت
فرماکر اپنے وطن مین خواجہ احرار الاولیا کی قدم بوسی کی۔ تو خواجہ احرار الاولیا نے کارپردازون کو حکم دیا۔ کہ دو لاکھ اسی ہزار
مثقال جو مدت سفر مین خواجہ عبد الہادی نے لوگون سے بطور قرض لیکر ضروری اور شرعی مصارف مین صرف کردئے
ہین۔ قرض خواہون کو فوراً ادا کردئے جاوین۔ کیونکہ اس فرزند نے دور و دراز ملکون مین ہماری درویشی اور
خواجگی کی ننگ و ناموس کی نگہبانی کامل طور پر کی ہے۔ خواجہ عبد الہادی کے دو بیٹے تھے۔ خواجہ عبد الکافی
اور خواجہ قاسم اولین فرزند عالی ہمت۔ بلند فطرت۔ صاحب شجاعت۔ اور اہل کرم تھے۔ جنت آشیانی
ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین تھے۔ جنگ خوشاب مین تیر کھاکر پانی مین ڈوب گئے۔ دوسرے
فرزند کو زیارت حرمین کی توفیق ہوئی۔ جس قدر عمر باقی رہی تھی۔ اوسی جگہہ ریاضت اور عبادت مین گزار
دی۔ اور یمن اور روم کی زمین مین چل پھر کر ان شہرون مین جو اولیاء اللہ زندہ یا آسودہ تھے۔ ان کے قلوب
کی اور قبور کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مولوی اسمٰعیل شروانی۔ خواجہ احرار الاولیا کے بزرگ۔ خلیفہ صاحب
کرامات و مقامات۔ اور اہل علم و معاملات تھے۔ ان کی خدمت مین آپنے رسم بیعت اداکرکے طریقہ رابطہ

کی تلقین سے اپنے باطن مین صفائی بہم پہونچائی لیکن اپنی نسبت اور نسل کی حقیقت مولانا کی ملازمت مین مخفی رکھی- مدت کے بعد اور مبالغہ کرنے سے آپ نے فرمایا- مین خواجہ عبدالہادی کا فرزند ہون- جب مولانا اسمعیل عالم ارواح کو کوچ فرما گئے- اور مخدوم خواجہ محی الدین عبدالحق- مکہ معظمہ مین تشریف لائے- تو خواجہ قاسم نے اپنے عم مکرم کی خدمت مین تجدید بیعت کی- ان کی اولاد کرام مکہ معظمہ مین تہی-

خواجہ خاوند محمود- آپ خواجہ محمد عبداللہ کے دوسرے صاحبزادہ تہے- شہاب الدین آپ کا لقب ہے ظاہری علم اور معنوی بصیرت سے آراستہ اور صاحب منازل و مقامات تہے- آپ کا جذبہ سلوک کے ساتہہ ملا ہوا تہا- آپ کو طریقت کی تلقین ... سے- اور نیز اپنے جد بزرگوار کی دعا سے بہت کچہہ فیض حاصل ہوا تہا- سفر حجاز کی سعادت- اور حج وعمرہ کی دولت سے دو دفعہ مشرف ہوئے تہے- اصحاب حجاز کی قبور کی زیارت سے- اور اُن کے قلوب کے قبول سے اپنا باطن منور کیا تہا- حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی اور جلال دقائق وکشاف حقائق- مولانا جلال دوانی کی خدمت سے درسی علوم تحصیل کئے تہے- علم طب کے اندر رئیس الاطبا مولانا عماد الدین محمود کے شاگرد ہین- اِس باب مین مسیحائی اعجاز- آپ کی حذاقت سے نمایان تہا- اہل تصوف کے اقوال کی شرح کرنے مین- آپ کی زبان- اہل زمانہ کے نفس ناطقہ کو حقیقت گوئی سکہاتی تہی- ہند کی فتح کے بعد- آپ دہلی مین تشریف لائے- جنت آشیانی نے لائق و فائق ارادت اور عزت کے ساتہہ پیش آکر اظہار اخلاص کیا- آپ کے تین فرزند تہے خواجہ نورالدین- خواجہ جلال الدین قاسم- خواجہ معین الدین- اولین فرزند درویش سیرت- فقیر دوست- غریب پرور- اور شکستہ نواز تہے- دوسرے فرزند کو جذبہ- استغراق- خرق عادات اور سنجیدہ حالات حاصل تہے- اِس گروہ کے باعرفان اقوال کی حقیقت کو اچہی طرح پہونچتے تہے- جب آپ کے بیان سے گوہر فشانی ہوتی تہی- تو اہل زمانہ کے کان- حقائق اور معارف کے موتیون سے بہر جاتے تہے- گو آپنے عالم قدس کو رحلت ہندوستان مین فرمائی تہی- مگر آپ کی نعش مبارک آبائے کرام کے مزار مین سمرقند کو پہونچائی گئی- تیسرے فرزند کو جاہ وجلال- مال وحال- اور بخشش وبخشایش یہ سب کچہہ حاصل تہا- باپ اور بیٹے کے درمیان مین یعقوبی اور یوسفی معاملہ رہتا تہا- ہمیشہ سفر وحضر مین باہم شریک رہتے تہے- آپ کو تلقین طریقت باپ سے ہی تہی- میرزا شرف الدین حسین آپ کے ہی بیٹے ہین- ہند کے اندر خلافت پناہی اکبر شاہ ابن ہمایون شاہ تیموری کی ملازمت مین میرزا کے طالع کا ستارہ- شہنشاہی عنایت کے آفتاب سے شرف

سعادت کو پہونچا تھا - اِن کے حق مین رعایت کی گئی - کہ دولت کے بڑے درجہ کو پہونچے - ان ایام مین میرزا کے پدر بزرگوار نے کاشغر سے خانۂ مبارک کے طواف کا ارادہ کرکے - عبدالرشید خان والی نواح کاشغر سے رخصت لی تہی - رخصت لیکر ہندمین تشریف لائے - خلافت دستگاہ - خلائق پناہ نوش آستانی نے پدر میرزا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجہا - اس عرصہ مین حاسد کوتاہ نظرون کی افترا پردازی سے سلطان کے دل مین میرزا کی طرف سے غبار کدورت پیدا ہوگیا - جب میرزا کو اس کارسازی پر آگاہی ہوئی - تو پانون اُکہڑ گئے - اور راسے مین استحکام نہین رہا - اپنی جاگیر کو جانے کے نام سے رخصت لی - اور یہ بہانہ کرکے دارالسلطنۃ سے علیحدگی اختیار کی - میرزا کی جاگیر کا محال گجرات کے آس پاس تہا - لہذا گجرات کی سرحد مین آپہونچے - باایں ہمہ خلافت پناہ نے خواجہ کے ادب اور رعایت سے اپنے تئین باز نہین رکہا - خواجہ نے چند روز تو بحالت دالفغال کے ساتہہ اوقات گزاری کی - لیکن بعد مین سفر حجاز کے لئے رخصت لی جب خواجہ بندر کنبایت کے نزدیک پہونچے - تو فرمان طلب حضرت رب العزۃ سے صادر ہوا - خواجہ قبول کرکے اخروی سفر کا سامان باندہ روانہ ہوگئے - لوگون نے آپ کی نعش کو انواع واقسام کے بیش بہا عطرون سے معطر کرکے ایک صندوق مین رکہا اور صندوق کو کشتی جہاز مین روانہ کیا - جہاز مذکور ہنوز تہوڑا سا راستہ بہی طے کرنے نہین پایا تہا کہ ڈوب گیا لہ فوقع اجرہ علی اللہ یہ بالکل سچ ہے - مصرع بحر یعنی رالبود دریاے صورت خوابگاہ -

خواجہ عبدالحق - آپ کا لقب محی الدین ہے - آپ خواجہ محمد عبداللہ کے تیسرے فرزند مین قدس اللہ اسرارہما - آپ کا ظاہر بہت سے کمالی اطوار اور پسندیدہ آثار کے ساتہہ آراستہ - اور آپ کا باطن معرفت اور آلٰہی تجلیات کے انوار سے پیراستہ تہا - آپ نے خواجہ احرار الاولیا سے بلا توسط احدے باطنی سبق لیا تہا - اور طریقت کی تلقین پائی تہی - اور اس ذریعہ سے کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچے تہے - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ایک روز خواجہ احرار الاولیا نے سمرقند سے باغ بایزید کی سیر کا عزم فرمایا - آپ سے کہا - تم ہمارے ہمراہ باغ مین چلو - آپ نے عرض کیا کہ مینے ہنوز سبق نہین پڑہا ہے - خواجہ نے فرمایا - آج سبق ہم تم کو پڑہا دینگے - خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُس روز سبق کے عوض - اس مضمون کا تفویض نامہ لکہکر حوالہ کردیا -

فرزند نورچشم - (۱) اپنی تمام ہمت اس طرح پر رکہنا - کہ تمہارے دل مین حق سبحانہ کے سوا دوسری کوئی خواہش نہ ہو - (۲) حق سبحانہ کے سوا جو چیز تمہارے دل کو اپنی طرف متوجہ کرے لا الٰہ الا اللہ کہنے سے اُس چیز کو دل سے دور کردینا - اور ایسا کرنا - کہ تم اُس چیز کو

اپنا دشمن جانو (۳) ہمیشہ حق سبحانہ سے نہایت نیاز اور انکسار کے ساتھ یہ طلب کرنا۔ کہ وہ اپنے
سوا۔ کسی چیز مین تم کو نہ پھنساوے (۴) پاکی کے ساتھ طہارت کرنا۔ اور خلوت مین نماز پڑھنا۔ زمین
پر سر رکھکر حق سبحانہ سے یہ دعا مانگنا۔ کہ وہ اپنے خاص بندون کے دل مین تمہاری محبت پیدا
کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور چیز مین سعادت نہ سمجھنا۔ کہ حق سبحانہ کے خاص بندے۔ اپنے
دل مین تمہاری جگہہ دیکر حق سبحانہ سے یہ چاہین۔ کہ اُس کی محبت تمہارے دل مین
جگہہ کرے **قطعہ**

ترا ایک پند بس در ہر دو عالم	کہ برناید ز جانت بے خدا دم
اگر تو پاس داری پاسِ انفاس	بسلطانی رسانندت ازین پاس

آپ ہی فتح ہند کے بعد جنت آشیانی کی ملازمت مین تشریف لائے تھے۔ میرزا کامران آپ کے ہی
مریدین خطوط کے اندر جو سوال و جواب جنت آشیانی سے ہوا ہے۔ یہ کسی قدر میر عبدالحی کی کتاب حمیمی مین لکھا ہوا
ہے۔ اکثر آپ کی عمر کا حصہ ضعف۔ رمد۔ درد سر اور کہانسی کے مرض مین گزرا ہے۔ باوجود اس قدر ناتوانی کے
جمیع عبادات نفل کے ادا کرنے مین خواہ سفر ہو۔ یا حضر ہو۔ کمال چستی۔ چالاکی اور توانائی کام مین لاتے تھے
حتیٰ کہ آپ کے افعال مین۔ کسی مستحب کا بھی ترک نظر نہین آیا۔ کہتے ہین۔ جس وقت آپ کو واپسین غسل دیا جاتا
تھا اُس وقت مولانا مصطفیٰ رومی فرماتے تھے۔ کہ اِس سے زیادہ بزرگ اور کونسی کرامت ہوگی۔ کہ جسم کی
ایسی لاغری اور کمزوری پر بھی آخرین سفر کے وقت تک۔ اپنی کسی عبادت اور ریاضت مین مسامحت نہین کی۔ حرمین
شریفین کی زیارت کی توفیق ہوئی۔ اور ازراہ مردمی دونون شریف مقامات کے اکابر موالی۔ اور فقرا کی عمدہ خدمت
اور نذر و نیاز کا انتظام کیا۔ فرماتے تھے۔ جب مین مکہ کے اندر طواف کے واسطے حرم شریف مین جایا کرتا تھا جس
کو آٹھون بہشت کی صورتون کا ہیولیٰ کہنا زیبا ہے۔ تو وہان کے خادمون کی طرف سے ناہمواریان اور بے ادبیان
دیکھنے مین آیا کرتی تھین۔ یہ دیکھکر دل مین خلش ہوتی تھی۔ کہ ایسے مقدس مکانون کے اہل۔ ان خادمون سے زیادہ
شایستہ ہونے چاہئین۔ اور یہ کانٹے کی سی کھٹک ہمیشہ دل کے پاؤن کو زخمی رکھتی تھی۔ ایک روز رات کے
وقت طواف مین کسی قدر خلوت اور فرصت نصیب ہوگئی۔ تو یکایک کان مین ایک آواز آئی۔ اور کندھے
پر ہاتھ کے رکھے جانے کا احساس ہوا۔ آواز کا مضمون یہ تھا۔ کہ اس جماعت کے لوگ ہماری درگاہ کے خانہ زاد
ہین۔ اعتراض کرنے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ یہ مضمون سنتے ہی خاطر فاتر کی تشویش بالکل رفع ہوگئی۔ اور تمام

اعضا اور حواس - تواضع اور فرمان برداری کی طرف متوجہ ہو گئے -

غوثی - اس واقعہ سے یہ سند ہاتھ آئی - کہ خوبان روزگار کی بارگاہ مین جو خدام حاضر رہتے ہین - اُن کے ساتھ اپنے معاملات اور حقوق مین - مروت کو کام مین لانا چاہیئے - قاضی کے حکم اور مفتی کے فتوی پر نظر نہین ڈالنی چاہیئے - کیونکہ جرم معاف - اور اپنا حق ساقط کردینا جائز ہے -

خواجہ عبدالعلیم - آپ خواجہ محمد عبداللہ کے چوتھے فرزند تھے - آپ کی صورت اور سیرت بالکل اپنی بزرگو آپ کی مانند تھی - والدین شریفین اور برادران مکرم کی خدمت گزاری مین اور ذوی الارحام کے حقوق ادا کرنے مین بہت کچھ کوشش اور اہتمام رکھتے تھے - خود اپنے کامون کو پس انداز کرکے دوسرون کی مہمات انجام دینے مین - مصروف ہوجایا کرتے تھے - بیکسون کی حاجتین پوری کرنے مین جاتا - گرمی - سفر - اور حضر کو خیال مین نہ لاکر رات دن مشغول رہتے تھے - خواجہ محی الدین عبدالحق فرمایا کرتے تھے - برادر عبدالعلیم خواجون کے خاندان مین راسخ پہاڑ اور ثابت قطب کی مثل ہین ان کے کامون مین تردد اور تزلزل کو دخل نہین ہے - اور ان کی صفات حمیدہ - شمار حساب سے زیادہ ہین - جب شاہ بیگ خان کی لڑائی کے سبب سے اس خانوادہ کے درویشون اور فقراکو فقر اور درماندگی کی تکالیف اُٹھانی پڑین - تو آپ کو آشناؤن کے حالات دیکھنے کی برداشت نہین ہوئی - ناچار سفر کاشغر کا ارادہ کیا - جو دو تین سال عمر کے باقی تھے - وہ وہان بسر کرکے - عالم ملکوت کی منزل کو روانہ ہوئے -

یاد خواجہ عبدالشہید

آپ خواجہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہین - جو خواجہ کے خواجہ کرکے مشہور تھے - اخلاق آلہی کے ساتھ آراستگی اور حقائق اشیا کی تحقیق جیسی چاہیئے - رکھتے تھے - کسبی اور لدنی علم حقیقی اور ظاہری بصیرت سلوک مین یہ دونون آپ کے رفیق تھے - جب آپ کی ولادت سے محلہ درسین مین بلکہ تمام سمرقند مین خوشی مانی گئی - تو خواجہ احرار الاولیا نے بھی یہ خوشخبری سنی - اور اُس محلہ مین تشریف لے گئے - پدر بزرگوار نے نوزاد بچہ کو اپنے والد ماجد (خواجہ احرار الاولیا) کی خدمت مین پیش کیا - دین اور دُنیا کی دولت خواجہ احرار الاولیا کی آستین مین تھی انھون نے اُس باغ ولایت کے پودہ کو اپنے دونون ہاتھون سے از روئے محبت اُٹھا لیا - اور اُس گوہر عرفان کے کان مین اذان کہی - اور منہ مین شہد چٹایا اور نام رکھا - جب دوسری بار خواجہ کی نظر اُس عالی فطرت لڑکے کے چہرہ پر پڑی - تو فرمایا - اس فرزند کے گوشہ چشم مین عرفان کا فیض اور حضور آلہی کا نور عیان ہے

لوگون کا بیان ہے - کہ حضرت خواجہ عبد الشہید کے کمالات جب ترقی پر تھے - تو یہ فرمایا کرتے تھے - کہ جس حضور اور شہود کی خوشخبری جد بزرگوار نے دی تھی - اُس کا کچھ اثر ابھی تک تو فقیر کے ادراک مین آیا نہین ہے - لیکن چونکہ خواجہ احرار الاولیا کی بشارت ہے - اسواسطے واپسین سفر تک بھی اُس کی امیدواری ضرور باقی رہے گی - لراسمہ

ہر آرزو کہ دلم داشت خیمہ بیرون زد	جز آرزوے وصالت کہ پاے او لنگ ست

بیشک یہی امیدواری تو ہے - جس سے بہت کچھ کشایش اور کامگاری ہوتی ہے کہتے ہین - آپ کے اوقات چار قسمون پر تقسیم تھے (ایک حصہ) قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث نبوی علیہ السلام کے ذکر مین گزرتا تھا (دوسرا حصہ) کتب فنون کے مطالعہ مین (تیسرا حصہ) فوائد اور رسالون کی کتابت مین (اور چوتھا حصہ) شب کی نماز اور شغل باطنی مین - اور باقی وقت اگر کچھ رہ جاتا تھا - تو وہ مراقبہ مین گزرتا تھا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہجری سنہ نوسو چھیاسٹھ مین تقدیری کرشمہ - اور ہندوالے ارباب سعادت کا جذبہ - آپ کو ہندوستان کی طرف کھینچ لایا - اُن ایام مین فرمان رواے زمانہ اکبر شاہ دار السلطنۃ آگرہ مین سلطنت اور کامرانی کا حظ اُٹھا رہا تھا - بہت کچھ عجز و نیاز اور بکمال تعظیم و تکریم کا اظہار آپ کے استقبال مین کیا - اور اس طریقہ سے سلوک کے ساتھ پیش آیا - کہ با اعتقاد مرید بھی اپنے روشن ضمیر پیر کے ساتھ اس طرح پیش نہین آسکتا ہے - آپنے کم و بیش پندرہ سال تک اپنی تکیس سے اس ملک کے لوگون کو رہنمائی کا فیض بخشا - کہتے ہین - ایک رات آپ کے جد بزرگوار نے معاملہ کی حالت مین ایک جزدان آپ کے سپرد کیا - جو رقعون سے بھرا ہوا تھا - تعبیر اس واقعہ کی اس طرح بظاہر ہوئی - کہ اخیر مین صاحب قیاس اور خداشناس لوگون نے جو تعداد مین دس ہزار سے زیادہ تھے - بیعت کے ذریعہ سے آپ کی کلاہ قبول اپنے سرون پر رکھی - اور توبہ و دعا کی توفیق پاکر سلوک مین داخل ہوئے - معلوم ہوا - کہ وہ پرچیاے کاغذ اس جماعت کے نامہا ے طریق تھے - قصہ کوتاہ چونکہ پیری عالم روحانی کی بازگشت کا مقدمہ ہے - لہٰذا پیری نے آکر آباے کرام کا اُخروی وطن یاد دلایا ہجری سنہ نوسو بیاسی مین واپسی کا عزم - اور سفر کی تیاری کر کے ہند سے روانہ سمرقند ہوئے - منزلون پر قیام کرنے - اور سامان و اسباب کھولنے مین دیر پیدا ہوتی تھی - اور سواری اور سفر کا اہتمام فرمانے مین - آپ رفتار اور گفتار سے نہایت عجلت ظاہر فرماتے تھے - خاصکر جب قافلہ دریاے آمو کے کنارہ پہونچا - تو آپ خلاف عادت سب لوگون سے پہلے اُتر گئے - جس سے پایا گیا کہ کوئی اندرونی

سرعت باعث اس کا ہے۔ جو خادم اور ہمراہی محرم خاص تھے۔ انہون نے بیتابانہ کئی دفعہ اس صورت کا باعث دریافت کیا۔ اور اصلی حقیقت معلوم کرنے کے واسطے آپ کا جواب چاہا۔ لیکن آپنے سوائے اس کے کوئی جواب نہین دیا۔ کہ مجکو ان ایام مین ہر لحظہ شوق کے سبب سے ایسی حالت پیش آتی ہے۔ جس کا مخاطب کو سمجھانا ناطقہ اور زبان کے امکان مین نہین ہے۔ اور منجملہ اُس کے جو کچھ بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی سنکر سننے والون کو حیرت ہوگی۔ لراسمہ

زبانِ حال وارد نالۂ من فہم سے باید		چہ شد گر آرزو ہا را زبان گفتن نمی داند	

اور نیز فرمایا۔ کہ واپسین سفر کا آغاز اس ظاہری سفر کے انجام کے ساتھ مجکو ملا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور غالب گمان یہ ہے کہ ان دونون سفرون کے درمیان مین مدت اقامت سے تخلل پیدا نہین ہوگا۔ اور با اینہمہ چند روز سے میرے کان مین طلب کا مضمون میرے بزرگون کی طرف سے پہونچ رہا ہے۔ بلکہ ابھی انہین ایام مین حضرت سر قطب الواصلین خواجہ بزرگ نے ایک شب عالم مثال مین صریح طور پر فرمایا ہے۔ صاحبزادہ۔ اب آیندہ سستی اور درنگ نہ کرو۔ اور اپنے تئین نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے مقام مین پہونچاؤ۔ اس سبب سے مین چاہتا ہون۔ کہ جہان تک ہو سکے۔ اپنے تئین بہت ہی جلد اپنے آبائے کرام کے بافیض مزار کے قدمون مین پہونچا دون۔ اور ان اصحاب کی ہمسائگی مین اخروی آسائش گاہ اختیار کرون کہتے ہین جب سمرقند کی سرحد مین پہونچے۔ تو فرمایا۔ اسی جگہہ اپنے سر کے بال دور کردینے چاہین شاید سمرقند مین سرمنڈوانے کی بلکہ سر کھجانے کی بھی فرصت نہ ملے۔ القصہ اپنے وطن مین پہونچنے کے بعد ایک مہینے سے کچھہ کم زندہ رہے۔ اور یہ وقت کوچ کے انتظام مین گذرا۔ میر عبد الحی اپنی کتاب جمع مین لکھتے ہین۔ جمعہ کا دن تاریخ ساتوین رمضان کی تھی۔ جامع مسجد سے لوٹ کر لوگ حضرت خواجہ کی خدمت مین آئے۔ تمام فرزند۔ خویش۔ متعلقین اور ہمدردی و بیدردی خدام باری باری سے رخصت ہوکر آپ کی خوشنودی طلب کرتے تھے۔ یہان تک کہ شام کا وقت آیا۔ آپنے تیمم فرماکر مغرب کی نماز اشارون سے ادا کی۔ اور مجکو اپنے نزدیک بلاکر دست مبارک کامل مہربانی کے ساتھہ میرے سر سینہ۔ اور کندھے پر پھیرا۔ اسی اثنا مین طبیعت شریف پر ضعف غالب ہوا۔ خواجہ ہاشم سرہانے کی طرف تشریف رکھتے تھے۔ حافظون کو فرمایا۔ یٰسین ختم کیجئے۔ آپ نے آنکھین کھول کر فرمایا۔ جب وقت آجاوے گا۔ تو اُس کی طرف اشارہ کردیا جاوے گا۔ اس پر ایک لحظہ نہین گذرا تھا۔ کہ فرمایا۔ وقت ہوگیا ہے۔ خواجہ ہاشم سمجھے۔ کہ نماز عشا کا وقت دریافت فرماتے ہین۔ جواب دیا۔ کہ ہنوز شام ہے

پہر فرمایا نہین - وقت ہوگیا - اُس وقت ذہن مین آیا - کہ آپ کیا فرماتے ہین - حافظون نے تلاوت لیٰسین شروع کی - اور حاضرین اللہ اللہ کے ذکر مین مشغول ہوئے - تھوڑی دیر اِس حالت پر گزری تہی - کہ احساس حرکت موقوف ہوا - مینے خواجہ ہاشم سے عرض کیا کہ شاید حضرت نے جہان فانی کو رخصت فرمایا - جب ہمنے تحقیق کیا - تو ایسا ہی تہا - یعنی سنیچر کی رات تاریخ آٹھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپنے اپنا ظاہری نقش - زمانہ کے نمائشی صفحہ سے مٹا کر - علم آلہی کے صورت خانہ مین باطنی نقش جا جمایا - کما کان قبل ذلک کہتے ہین - جمعہ کے روز صبح کے وقت آپنے خواجہ ہاشم کو فرمایا - قلمدان منگا کر میری چند باتین لکہہ لو - جو وصیت کے طور پر ہین -

(اول یہ) کہ جو میرا جانشین میری پیروی کرنا چاہے - اُس کو چاہیے - کہ میرے طریقہ کو اپنا پیشوا بناوے - اور لوگون کو چاہیے - کہ وہ بہی اُس کے ساتہہ اُسی طرح آداب اور خدمت سے پیش آوین - کہ جس طرح بالخصوص میرے ساتہہ پیش آتے ہین - (دوسرے یہ) کہ تجہیز و تکفین مین تکلف نہ کیا جاوے - اُس پوست کو جو حرم شریف مین بچہایا جا چکا ہے - تہ مین بچہا دین - اور اگر کسی جگہہ سے کہلا رہ جاوے - تو اُس کو کسی ہم رنگ کپڑے سے ڈہک دیدین - اور میزان کے دالان مین مجکو دفن کرین - تاکہ روضہ احرار الاولیا کے زائرین کا پہلا قدم فقیر کی خاک پر پڑے - میری یاد اُن کے دل مین آوے - اور میری روح پر فاتحہ پڑہکر آگے بڑہین - (تیسرے یہ) کہ دل کتابخانہ کے وقف کرنے مین لگا ہوا ہے - مناسب ہے - کہ بلا تامل کتاب خانہ وقف کردین (چوتہے یہ) کہ حفاظ کو تین دفعہ ختم قرآن کرنا چاہیے (پانچوین یہ) کہ فرزندون - دوستون - اور آشنائون کو چاہیے - کہ صبر اور رضا کو پیشوا بنا کر قطعاً نوحہ اور نالہ نہ کرین - جو ماتم داری کی بنیاد ہے کیونکہ اس سفر مین بہت سے مطالب اور مرادین میری رفیق ہین "

جس وقت آپنے یہ فرمایا - کہ دالان میزان کے پائین مین درویش کی جگہہ ہے - تو فرزندون اور دلسوز دوستون نے عرض کیا - کہ خواجہ احرار الاولیا کے دالان مین ایک قبر کی جگہہ اور خالی ہے - جس بزرگ کی اس جگہہ قبر بن سکتی ہے - حضور کی بابرکات ذات کے سوا ایسا اور کوئی نہین ہے - چونکہ التماس کا قبول کرنا - مروت کا جزو ہے لہذا آپنے قبول کر کے فرمایا - کہ دالان کے اوپر کے حصہ مین قبر اس طریق سے رکہنا - کہ اِس خاکسار کا سر بڑے بہائی خواجہ عبدالحق کے قدمون کی برابر مین آجاوے - چنانچہ اِس طرز کے ساتہہ آپ کی قبر کا صندوق تیار کیا گیا - اِس

درمیان مین بڑے بھائی کی لحد کی دیوار مین سے ایک اینٹ جدا ہوگئی - حاضرین نے ماہو المطلوب کا تماشا کر کے اینٹ کو پھر اپنی جگہہ پر استوار کردیا -

جناب خواجہ عبد الشہید کے دو فرزند تھے - ایک تو خردسالی مین ہی رضوانی بارگاہ کو رخصت ہوئے دوسرے فرزند سعید خواجہ عبد الرشید تھے - جنھون نے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد خاندان کا چراغ جلایا تھا - خواجہ عبد الرحمن عرف بادشاہ خواجہ - خواجہ عبد الرشید کے ہی فرزند رشید ہین - بہت کچھہ آرام واطمینان کی علامتین ، اور درویشانہ اخلاق آپ کی عادات مین نمایان ہین - امید ہے - کہ اپنے آباؤ اجداد کے درجات پر پہونچکر دونون جہان کی سرفرازی حاصل کرینگے -

یاد شیخ محمد بن شیخ عبد الملک قاری خالدی

کہتے ہین - کتب متداولہ آپنے عبورا اپنے بزرگوار باپ کے درس مین کیا تھا - اور علم قرأۃ مین اُستاد زمانہ تھے - آپ فرماتے تھے مین اپنے پدر بزرگوار کے خرقہ خلافت پر دل شاد ہو کر نہین رہا - اور ہمیشہ غوث العرفا جیلانی قدس سرہ کے باطن سے پرورش کی تلاش رکھی - خانوادہ قادریہ کے ساتھہ بہت کچھہ دلبستگی پیدا ہو گئی تھی - اپنے پیر باطن کا نام مینے کبھی بے وضو نہین لیا - جب غوث العرفا کی روح مبارک کی طرف مین نصف توجہ بھی کرتا تھا - تو تمام دشواریان آسان ہو جایا کرتی تھین - ہمیشہ پاس انفاس مین دل پھنسا ہوا رہتا تھا - اپنی تمام عمر مین کسی قسم کی کشود کار - اہل دنیا سے نہین چاہی - مولانا محمد بیان کرتے ہین - جو کوتوال کی مسجد مین گوشہ نشین تھے - مینے ایک روز نماز کے اندر آپ کو شاہباز کی طرح اڑتا ہوا - اور سلام کے بعد بدستور صف مین بیٹھا ہوا پایا - باوجودیکہ تو - نو روز کا علی الاتصال روزہ ہوتا تھا - مگر عبادت گزاری کی طاقت مین کمی نہین آتی تھی - اور تیر اندازی کے بغیر ایک روز بھی نہین گزرتا تھا چادر اور تہمد کے سوا دوخت کئے ہوئے لباس کی طرف کبھی ہوس نہین ہوتی تھی - کھانا کھانے مین آپ کا ہاتھہ اپنے سامنے سے آگے نہین بڑھتا تھا - گو دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے برابر والون کے سامنے ہوتے تھے - اگر گھر والون مین سے کوئی پوچھتا تھا آپنے آج کیا کھایا - تو جواب یاتا تھا جو کچھہ تم لوگون نے دیدیا - ایک روز آپ کی ہمخوابہ نے کہا - وظیفہ بادشاہ سے آپ لیتے نہین ہین - اور جو کچھہ فتوح کے طور پر آتا ہے - وہ تقسیم ہو جاتا ہے - پھر ضرورت کے وقت سوائے تکلیفات کے اور کیا پیش آویگا - آپ نے تبسم کر کے فرمایا - اس وقت مین کیا ضرورت ہے - جواب مین کسی قدر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی گئی - ہنوز بات ختم نہین ہونے پائی تھی کہ دستک کی آواز

کان مین آئی ایک خرد سال لڑکا دروازہ پر گیا - ایک شخص کھڑا ہوا تہا جس مقدار کی ضرورت ظاہر کی تہی - وہی مقدار لڑکے کے ہاتہ مین دیکر خود جلدی سے چلا گیا - جب مطلوبہ شے بی بی کے سامنے آئی تو آپنے فرمایا - تونگری سے درویشی زیادہ نشاط افزا ہے - خدا کی آمرزش کی طرف بازگشت کرنی چاہیئے - جب واپسین سفر کا وقت نزدیک ہوا - تو کہا کہ محمد کو ایک جگہہ مقرر کر دیا تہا - لیکن اب کہان جاؤن گا - یہ اطلاع نہین ہے - آٹہ روز بعد - کہ چودہوین ماہ رجب کی اور ہجری سنہ نوسو چہاسی تہا - رحلت فرمائی - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ محمد ابن ابی اللطف

آپ - شافعی المذہب - قدس خلیل کے شیخ الاسلام - اور جامع علوم عقلی و نقلی ہین - انوار شافعی پر ایک مبسوط شرح لکہی ہے شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - مین نے ایک روز شیخ کے نزدیک درد دل کی شکایت کی - کہ مین نے ہر چند دعا کی - وظیفہ پڑہا - طومار اور تعویذ لکہے اس امید پر - کہ صاحب ختم نبوت علیہ السلام کو ایک بار خواب مین دیکہون - مگر نصیب نہین ہوا - جواب ملا کہ یہ سعادت اُس جانب کی عنایت سے وابستہ ہے - نہ اِس جانب کی افسون پردازی سے - **بیت**

چو سرنوشت نباشد وصال دوست چہ سود		اگر دل ہزار دعا خواند و صد نوشتہ بسوخت	

پہر مین نے دریافت کیا - کہ یا شیخ کیا آپ اس دولت سے مشرف ہوئے ہین - فرمایا - کئی دفعہ - اور بیان کیا - ایک رات خواب مین مجہکو خبر ملی - کہ نورانی شکل پیغمبر علیہ السلام نے مسجد اقصی کو اپنے قدمون سے منور فرمایا ہے - مین دوڑ کر حاضر ہوا - تو بیٹہے ہوئے دیکہا - صلوٰۃ و سلام کا مجہکو جواب ملا - فرمایا[1] یا شیخ محمد طبت قلت الان بروءیتك جب مین نے حضور کے ہاتہ کا بوسہ لیا تو حضور نے دعا کی[2] بارك الله فی علمك و اولادك اور دوسری دفعہ جو مینے دیکہا - تو حضور نے شناسا جان کر فرمایا[3] یا شیخ محمد حمّلنی الی هناك فحملته علیه السلام الی تلك الموضع فقمت بین یدیه فقال سئل ماشئت فتاملت لحظة وقلت

[1] شیخ محمد تم خوش ہو؟ مینے عرض کیا - ہان اب جو حضور کا دیدار دیکہ لیا - ۱۲ [2] اللہ تعالی تمہارے علم اور اولاد مین برکت دیوے - ۱۲

[3] اے شیخ محمد ہم کو اُس مقام پر اُٹہا لے چلو - چنانچہ مین آنحضرت صلعم کو اُس مقام پر اُٹہا لیگیا - اور اُن کے سامنے باادب کہڑا ہوا حضور نے ارشاد فرمایا - تم جو چاہو - دریافت کرو - مینے ایک لحظہ تامل کیا - اور کہا یا رسول اللہ - قیامت کب آویگی - حضور نے فرمایا میرے نزدیک آؤ - چنانچہ مین حضور کے قریب گیا - آنحضرت علیہ السلام نے اپنا دہن مبارک میرے کان کے قریب کیا - اور کہا جو کچہہ کہا ۱۲

یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال تعال فقربتہ، فوضع فمہ علیہ السلام الی اذنی فقال ما قال آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ قدس خلیل مین -

مصرع خدایش با نبی مشتاق دارد؛

یاد شیخ ابو النصر طبلاوی مصری

آپ - شافعی المذہب - اور اپنے وقت کے دانشمند تھے - آپ کی ذات سے علما کو جمال حاصل تھا - ازلی علم کی جھلک آپ مین پائی جاتی تھی - مہذب الاخلاق - خندہ رو - کشادہ پیشانی تھے - اور نیز دیگر بہت سے آثار بزرگی آپ مین موجود تھے شیخ قطب الدین بنواری کہتے ہین - تاریخ ستائیسوین رجب شب معراج کو - مصر کی جامع الازہر مین شمالی حصہ کے اندر جہان آپ کی درگاہ ہے - آیتہ معراج کا بیان - نماز عشا کے بعد سے صبح تک طرح طرح کے معانی - اور عمدہ عمدہ تفسیر کے ساتھہ کیا - اور ہر ایک سننے والہ کو اُس کی سمجھہ کے موافق تعلیم دی - اور بیان مذکور تمام کرنے کا وعدہ دوسرے وقت پر موقوف رکھا - عجیب علمی تبحر تھا - آپ کی خوابگاہ مصر مین ہے -

مصرع بمعراج معانی جاے او باد

یاد شیخ علی قدسی

آپ حنفی المذہب تھے - مقدس سے مصر مین جاکر وطن کر لیا تھا - آپ کا درس کتب متداولہ کا بہت رونق پر تھا - علم سیمیا کا قانون بھی جانتے تھے - شیخ محمد ابن ابی اللطف مقدسی نے شیخ قطب الدین بنواری سے روایت کی - میرے بھائی ابو البرکات آپ کے درس مین جایا کرتے تھے - اُس درمیان مین آپ کی کسی قدر سیمیائی نمایش دیکھی تھی - شیخ قطب الدین نے اس قسم کی ایک بات لکھکر شیخ علی کے سامنے پیش کی آپ نے قسم کھائی - اور کہا - جس روز سیمیا کی مذمت مین امام ابو یوسف رح کی ایک روایت میری نظر سے گزری - اُسی روز اوراق نیرنجات آگ مین جلا دئے - اور اُس کی یاد بالکل بھول گیا - ورنہ آج اُس کے بتلانے سے کوئی امر مانع نہین ہے -

اس علم کے جاننے والون کو واضح ہو - علم سیمیا دو طرح پر ہوتا ہے - (ایک مجازی ہے) یعنی ایک ممکن کی صورت - دوسرے ممکن کی شکل مین نمایان کی جاوے - اور یہ بات عزیمتون اور افسونون کے ذریعہ سے پیدا ہو جاتی ہے - (دوسرے حقیقی) یعنی ممکنات کی صورت مین ایزدی صفات کا جلوہ دکھایا جاوے - اور یہ بات اشغال - اذکار - اور تصورات کے ذریعہ سے جو علم طریقت کے مبادی ہین - ہاتھہ آتی ہے - القصہ عالم جو

جوہر واحد مین چند فراہم آمدہ اعراض سے عبارت ہے ایک سیمیائی صورت ہے اُس شخص کی نظر مین جو اہل بصیرت ہے۔ مصرع ع بنیش اہل دل نصیبش باد۔

یاد شیخ معروف و شیخ عثمان

یہ دونون اصحاب ذوق و وجدان کے خزانہ اور علوم و عرفان کے جواہر کی کان تھے۔ نیز دونون مسیح القلوب کی مان کے چچا اور شیخ طاہر یوسف کے چچا زاد بھائی ہین۔ اِن کی زاد بوم موضع باتر ہے۔ لیکن کرشمہ تقدیر ان کو وطن سے نکال لایا۔ اور ایک مقام صیت پور ملتان اور بھکر کی سرحد پر واقع ہے۔ اُس سرزمین کے درویشون کی رہنمائی کے واسطے وہان پر ان دونون کو لے گیا۔ اُس مقام کے باشندون نے ان دونون بزرگ اشخاص کی تشریف آوری کو گنج باد آورد سمجھکر بہت غنیمت جانا۔ اور نیک اعتقادی کے ساتھ پیش آئے۔ یہ دونون بزرگ سب چھوٹون بڑون کے پشت پناہ اور مرشد ہو گئے۔ قاضی قاضن سندھی کے مصاحبون مین سے تھے شیخ طاہر یوسف فرمایا کرتے تھے مین ان دونون صاحبون سے سندہ مین وحدت وجود کی باتین سنا کرتا تھا۔ اور مرصاد العباد پڑھا کرتا تھا اور نہین سمجھتا تھا۔ جب تک غوث الاولیا کی ملازمت مین بمقام گجرات نہ پہونچ گیا۔ دونون بزرگون کی خوابگاہ صیت پور مین ہے۔ جہان نیاز مند اور صاحب ارادت لوگون کی بازگشت ہے۔

مصرع ع سواد باغ رضوان خاک شان باد۔

یاد شیخ محمد فقیہ تصغیہ

فقیہ۔ تعز کہ مین ایک قصبہ ہے۔ جو دار الملک یمن مین داخل ہے۔ صلاحیت۔ صدق۔ صفا۔ بذل اور ضیافت یہ جملہ صفات حمیدہ آپ کامل درجہ رکھتے تھے۔ باوجودیکہ تنگی یمن والون سے کبھی جدا نہین ہوتی ہے مگر آپ۔ ہر روز دوپہر کو اور شام کو طرح طرح کے کھانے کھلواتے تھے۔ اور ایک معلم کو کچھ حق دیتے تھے۔ تاکہ وہ لوگون کے لڑکون کو قرآن اور نماز یاد کراوے۔ دیکھنے والون کو یہ حال دیکھکر حیرت ہوا کرتی تھی۔ ایک بزرگ نے دریافت کیا۔ ایسی دستگاہ اس پُرانے گانون مین کس طرح حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ہندی النسل آدمی یہان آپہونچا۔ اور مجکو علم تکسیر سکھایا۔ اُس بزرگ نے پھر پوچھا۔ کونسا اسم۔ کس شکل مین۔ اور کس طرح ثبت کرتے ہو بیت

صیاد سیکے مرا بیاموز	دولت بکدام دام گیرند

آپ نے فرمایا۔ بیت

لیس[۱] تکسیری مثل ما عرفتہ	بل ھو کسر الاشکال و محو الاشیاء

[۱] میا تکسیر ویسا نہین ہے۔ جیسا تم سمجھے ہو۔ بلکہ میرا تکسیر۔ کسر اشکال اور محو اشیا ہے۔

مصرع محو با دانام اودرنام حق ؎

یاد شیخ زائراللہ

آپ شیخ عمر منڈو (مانڈو) والے کے بیٹے ہین۔ آپکے دادا کے یہان قالین بننے کی کارگاہ تہی۔ سلاطین خلج کا زمانہ تہا۔ کہ منڈو مین آ گئے تہے۔ القصہ شیخ عمر نے بزرگون کا پیشہ ترک کر کے درویشی لباس اختیار کرلیا۔ بہت کچہہ کمالات حاصل کر کے۔ عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ شیخ عمر کے فرزند (آپ) نے بہی باپ کے مراسم باپ سے زیادہ ادا کئے۔ پرہیز۔ توکل۔ خوشنودی۔ کوشش۔ سپاس۔ ادا داستی یہ صفات آپکے خمیر مین داخل تہین۔ اسی رفتار سے اپنی عمر اسی سال تک پہونچائی۔ ماہ رمضان ہجری سنہ نوسو پچاسی مین رمضان رات کو راقم کی مسجد مین قرآن سننے۔ اور تراویح پڑہنے کے واسطے آیا کرتے تہے۔ چونکہ آپ کا گہر دور فاصلہ پر تہا۔ اسواسطے رات اسی جگہہ بسر کیا کرتے تہے۔ اور فرمایا کرتے تہے۔ کہ یہ ہماری آخرین تراویح ہین۔ اگلے سال ماہ رمضان سے پہلے عید وصال نصیب ہوگئی۔ خوابگاہ منڈو (مانڈو)

یاد میان سیانجی بن داؤد

آپ راقم گلزار کے ماموں ہین۔ آپ کی زادبوم منڈو ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار۔ سلطان ناصرالدین خلج کے زمانہ مین نہروالہ سے منڈو مین آئے تہے۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی۔ تو باپ عالم دنیا سے کوچ کر گئے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ بہت سے مشائخ کے مقبول ہوئے۔ خاص کر کلاہ ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر سے حاصل تہی۔ جو سید احمد کبیر رفاعی کی نسل سے ہین۔ آپ کی قبر احمدآباد مین ہے۔ اور خلعت خلافت شیخ صدرالدین ذاکر سے ملا تہا۔ جن کی خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) مین ہے۔ ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے قوت حاصل کیا کرتے تہے اور ہمسایہ درویشون کو تقسیم کر کے۔ اُس کو مقبولیت کے درجہ پر پہونچاتے تہے۔ اسّی سال کی عمر ہوئی۔ منجملہ اِس کے تیس سال سے زیادہ آپ کی نیم شبی نماز اور سحری نالہ مین فروگذاشت نہین ہوئی ہجری سنہ نوسو پچاسی مین خاکی کالبد کا بے اعتبار سرمایہ۔ منزل گور کے سپرد کر کے۔ امر ربانی کی لطیف جنس۔ دارالملک علیین مین پہونچائی۔ آپ کے دو فرزند ہین۔ بڑے تاج محمد۔ اُنہون نے تو عمر دس ہزار کے مہر معجل مین اپنے تئین دیدیا تہا۔ اور سپاہگری اختیار کرلی تہی بہت کچہہ ثروت حاصل ہوئی چہوٹے شیخ حسین۔ صاحب حال وقال اہل رضا و تسلیم ہین۔ تصوف اور وحدت کی شان آپ کی ذات سے عیان ہے۔ نیاز و شکستگی۔ اور بردباری و فروتنی یہ اوصاف سرتاپا آپ مین بہرے ہوئے ہین۔ باپ کی

طرح رہتے ہین - اور مکان کو ظاہری و باطنی چراغ سے روشن رکھتے ہین - خدا کرے - عمر مین ترقی ہو -

یاد شیخ برھان

آپکی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اپنے وطن سے شیخ صدر الدین محمد ذاکر کی ملازمت مین بمقام گوالیار گئے تھے - اور واپسی کے وقت شیخ ذاکر کے ہمراہ منڈو مین آگئے - تصوف کا طریقہ اور ذکر و شغل کی سند شیخ ذاکر کی تلقین سے حاصل کی تھی - عقلی اور نقلی علوم مین قوت استعداد روان تھی - راقم کی دوستی کے سبب سے کہ نحو مین آپ کا شاگرد ہے - مرشد کی اجازت سے اور شیخ محمود جلال کی مصاحبت کے خیال سے منڈو مین اقامت اختیار کرلی تھی - جب مالک ملک اکبر شاہ - سیر و شکار کے طریقہ پر رعایا اور سپاہ کے حالات کو مخفی تلاش کرتا ہوا ہجری سنہ نوسو بچاسی مین بطرف مالوہ آیا - تو قطب الاقطاب غوث الاولیا کے فرزند مخدوم زادہ گرامی دانائے رموز آفرینش شیخ ضیاء اللہ بھی شاہی لشکر مین تھے - شیخ محمود جلال - شیخ برہان حافظ صالح - اور فقیر غوثی حسن یہ چار اشخاص مخدوم زادہ کی ملازمت کا ارادہ کر کے منڈو سے دیپال پور کو روانہ ہوئے جہان شاہی خیمے نصب کئے گئے تھے - القصہ جب لشکر ہیروار سلطنت آگرہ کو لوٹا - تو شیخ برہان اور حافظ صالح - مخدوم زادہ کے ہم رکاب چلے گئے - راستہ اجمیر پر جا نکلا - وہان پر شیخ برہان نے جہان صورت کو رخصت کیا رحمہ اللہ آپ کی خوابگاہ اُسی مقام بزرگ مین ہے -

مصرع باد ہم آغوش با برہان وحدت جان او

یاد شیخ ابوجیو

آپ مخفر کے بیٹے ہین - قدس سرھما زاد بوم گجرات اور خوابگاہ آسیر جو برہان پور کا قلعہ ہے صاحب توکل اور صاحب ہمت تھے - پسندیدہ اخلاق کے ساتھ آپکی زندگی گزرتی تھی - جو اصحاب گونا گون موجودات مین وحدت وجود کے ماننے والے اور بے شمار مظاہر مین واحد مطلق کے دیکھنے والے ہین - اُن ہی مین آپ بھی داخل تھے - شیخ فضل اللہ گجراتی کے مرید ہین - اور شیخ نعمان آسیری کے ساتھ خویشی کا بھی پیوند تھا - کلام کی بندش مین صوفیون کی طرز پر چلتے تھے - اور غزل قدما کی روش پر کہتے تھے - جیسے بیچارہ شیخ مغربی - اور شاہ انوار ہین - آپ کی نظم اکثر دردمندون کے حق مین حکم علاج رکھتی تھی -

مصرع زیور گوشش دل او حلقۂ السلام باد

یاد شیخ ناہر بیابانی

آپ کی زاد بوم دھار ہے۔ جو منڈو (مانڈو) سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کے بزرگ سہروردی کے ہیں۔ اس قصبہ مین آکر گوشہ گزین ہو گئے تھے۔ آپ کی چند کرسیان اُسی جگہہ ہوئین۔ کہتے ہین۔ خردسالی مین آپ کو آلہی جذبہ ہو گیا تھا۔ لیکن صعینہ فرائض اور نوافل کے آپ کے اوقات محفوظ تھے۔ بالآخر سترہ سال کی عمر مین آپ وطن سے پیر طریقت کی جستجو مین اجمیر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہان جاکر خواجہ حسین کی خدمت مین مرید ہو گئے۔ جن کو لوگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی نسل سے سمجھتے ہین قدس سرہما

پیر کی خدمت مین ایک چلہ کھینچا۔ اور دسُور (مندسور) مین رہنے کی اجازت حاصل کی۔ قصہ کوتاہ دسُور کے کنارہ ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اُس کا تنہ اندر سے خالی کرکے مکان بنالیا۔ درخت کا خشک نہ ہونا۔ آپ کی کرامت ہے۔

القصہ گیارہ چلے اُسی حجرہ مین ہملو نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی کرنے مین کھینچ کر فتح حاصل کی متواتر سترہ سال ریاضت مند درویشون کی طرح وہان گزارے۔ چونتیس سال کی عمر مین ہجری سنہ نوسوپچاسی تھا۔ کہ جہان فانی سے بوریا بدہنا باندہ گئے۔ اور اُسی درخت کے تحت مین خوابگاہ اختیار کی۔ ہجری سنہ ایکہزار چودہ کے ختم پر شیخ ابوالخیر مبارک **بارک اللہ فی علمہ وعملہ** مالک اقلیم خداوندنہ مان نورالدین جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کے حکم سے سلطان بخشان میرزا شاہرخ کے پاس مالوہ مین آئے تھے۔ تاکہ میرزا شاہرخ کو حسب الارشاد چیتور کے قلعہ کی طرف رانا پر سزاول بناکر بھیجا دین۔ جب لشکر تیار ہو کر دسُور مین پہونچا۔ تو ایک روز شیخ نے بیابانی کی قبر پر بھی جاکر زیارت کی تھی۔ اور درخت کے مکان مین بھی گھسے تھے شیخ کے فرمانے سے اُس مکان کو اندر سے اور باہر سے پیمایش کیا۔ تو باہر سے تنہ کا دور شرعی چونتیس گز۔ اور اندر سے اِس مقدار کا نصف ہوا۔ بیس آدمی اس کے اندر باآسودگی بیٹھہ سکتے تھے۔

یاد شیخ فتح اللہ راج گڈہی

آپ۔ یگانہ وقت شیخ نظام امیٹھی کے مرید ہین۔ جب سماع مین آپ گرم ہو جاتے تھے تو حیرت اس قدر غالب ہوتی تھی۔ کہ زمین پر گر پڑتے تھے۔ یہان تک کہ ہاتھہ پاؤن مارنے کی بھی طاقت نہین رہتی تھی۔ ایک بار راج گڈہہ سے سیر کے واسطے فتح پور کو آئے تھے۔ جو آگرہ سے بارہ کوس فاصلہ پر ہے اور انہین ایام مین قاضی ابراہیم بھی بیزاری سے وہان جا پہونچے۔ اور آپ کے دیدار کے واسطے بھی

گئے۔ اندر گھسنے سے پہلے ہی گانے والون کو شیخ نے گانے سے روک دیا خود زرنگار جامہ پہنا جس پر بہت سا عطر چھڑکا تہا۔ اور کہا۔ اے جمال شریعت اپنی خواہشین چھوڑ دینا۔ اور بیخودانہ مشیت آلہی مین رہنا یہ بندگی ہے کبھی خسروانہ لباس سے آراستہ کرکے عزت کے صدر مقام پر بہٹلاتا ہے۔ اور کبھی پُرانے بالون کی میلی کچیلی۔ بے آستین و گریبان کی کفنی۔ گردن مین ڈال کر خاک ذلت پر لٹاتا ہے۔ ہم تماشائی ہونے اور حیرت کرنے کے سوا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ اِس کے بعد آیۃ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ[۵۱] پڑہی۔ اور آنکھون سے آنسو نکالے۔ اِسی دفعہ آپ شیخ عبد النبی صدر کی ملاقات کے واسطے بہی گئے تہے شیخ عبد النبی درس حدیث مین مشغول تہے آپ کی طرف متوجہ نہین ہوئے۔ فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ درس نے رسمی تواضع سے مجکو باز رکہا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ درویش مخدوم سے باعتبار حالات چہوٹا ہے مخدوم کی طرف سے بس مہربانی ہی کافی ہے۔ اور یہ حدیث پڑہی۔ من[۵۲] لم یرحم صغیرنا صدر الصدور یہ سنکر خوش ہوئے۔ اور دعا کی۔

مصرع خدائے مہربانش مہربان باد ؎

یاد شیخ موسیٰ

آپ باشندہ اُجین ہین شیخ چندن مندسوری کے مرید اور بڑے خلیفہ ہین۔ ریاضت۔ تن گدازی۔ اور نفس کے ساتھہ لڑائی کرنے مین۔ تمام اہل زمانہ مین فرد تہے۔ کم کہاتے کہاتے یہ حال ہو گیا تہا۔ کہ آپ کے بدن کا پوست رگون اور ہڈیون کے شمار کرنے اور دیکہنے سے پردہ داری نہین کرتا تہا۔ سانس لیتے وقت آپ کی پسلیون کی ہڈیان۔ دو چیرون کی رگڑ کی طرح آواز دیتی تہین۔ جس سال دار السلطنۃ آگرہ سے مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کو کوچ فرمایا تہا۔ اور دیپالپور سے ہی واپسی ہو گئی۔ اُس وقت مین خدا شناسان لشکر کی ملاقات کا خیال آپ کو سیر و سیاحت مین کہینچ لایا۔ شیخ ضیاء اللہ غوثی۔ قاضی صدر الدین لاہوری۔ قاضی جلال الدین۔ اور صدر الصدور شیخ عبد النبی ان اصحاب کی ملاقات سے نشاط اخلاص حاصل ہوا۔ صدر الصدور نے آپکو متوکل اور مستحق سمجہکر۔ ایک مناسب وظیفہ مقرر کیا۔ لیکن آپنے اُسکو عذر کرکے قبول نہین فرمایا۔ اور واپسین نفس تک کہ ہجری سنہ نو سو چیاسی تہا۔ زمانہ زندگی۔ مولیٰ کے کام مین گزارا۔ بیت

---

۵۱ اللہ تعالیٰ جو کچہہ کرتا ہے۔ اُسکی بابت وہ پوچہا نہین جا سکتا ہے ۱۲

۵۲ یہ اختصار حدیث ہے۔ پوری حدیث یہ ہے۔ من لم یرحم صغیرنا۔ ولم یوقر کبیرنا۔ فلیس منا۔ ترجمہ جس شخص نے ہمارے چہوٹون پر رحم نہین کہایا اور ہمارے بڑون کا وقار نہین کیا۔ وہ ہم مین سے نہین ہے ۱۲۔

رب ارنی گر بگوید - لن ترانی بشنود		ہست با محبوب زبان سان نسبت محلا امن

یاد شیخ ولی محمد

آپ شیخ شکر محمد عارف کے ماموں تھے - زاد بوم قلعہ جانپانیر تھا - جو سابق فرمان روایان گجرات کا دار الخلافہ ہے - وحدت وجود کا جوش بہت کچھ تھا جس کے سبب آپ کائنات کے تمام ذرون مین - ذات کا مشاہدہ - صفات کے نقاب مین کیا کرتے تھے - آپ کے اولین پیر طریقت - شیخ قطب جہان فاکر نہروالہ ہین بعد مین آپنے قطب الاولیا شیخ محمد غوث قدس اسرارہم کی خدمت سے ظاہری و باطنی کمالات کا حصہ لیا تھا - ہجری سنہ نوسو بیاسی تھا - کہ احمد آباد سے برہان پور مین آگئے - کم و بیش پانچ برس اجل نے لوگون کی رہنمائی کی فرصت دی - پہر ہجری سنہ ستاسی مین فرمان طلب صادر ہوا - نہایت تازگی چہرہ کے ساتھہ قبول فرماکر حضور قرب کو روانہ ہو گئے - سید حسین قدس سرہ کی نزہتہ الارواح پر آپنے ایک شرح لکھی ہے جس مین متن کی تمام عبارتون کو توجیہ اور تاویل کے ذریعہ سے وحدت وجود کی طرف پہیر دیا ہے - شرح نہایت دقیق لکھی ہے - حقیقت دان عالم کی نگاہ نہایت غور اور خوض کے ساتھہ اس کے مقاصد کی تہ کو شاید دور سے پہونچیگی - شیخ شکر محمد عارف کہتے ہین - آپنے ایک دفعہ رات کو مجھے اپنے مجازی معشوق کے بلانے کے لئے بہیجا - اُس نے آنے سے انکار کیا - مینے واپس آکر خدمت مین اطلاع کی - آپ رو پڑے - مین اپنی دستار کے کونہ سے آپ کے رخسارہ پر جو آنسو بہ رہے تھے - پونچھنے لگا - یکایک میری نظر جو گوشہ دستار پر جا پڑی - تو کیا دیکھتا ہون - سب جگہہ خون کے داغ لگے ہوئے ہین - شیخ ابراہیم قاری جو غوث الاولیا کے امام تھے - کہتے ہین - آپ کے بارہ مین مجکو کمال حیرت تہی - کہ مظاہر جمیلہ کے ساتھہ اس قدر تعلق خاطر ہوتے ہوئے - آپ کا ایک مستحب بہی ضائع نہین ہوتا تھا - مصرع ہمیشہ حفظ ایزد روز بیش باد -

یاد شیخ حمید لار

جو شخص بہ زمانہ خردسالی مکتب مین - بہ زمانہ جوانی مدرسہ مین - اور بہ زمانہ پیری خانقاہ مین عمر گزاری کرکے مالک ہر دو جہان ہو گیا - وہ غوث الاولیا کے خلیفہ ہین - جن کے باپ کا نام لار ہے - جن ایام مین علماے احمد آباد نے غوث الاولیا کی وجدانی باتون پر زبان اعتراض کہولی تہی - تو آپ نے اور شیخ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے - اعتراضون کے رو مین منقولی اور معقولی جوابات دیکر ظاہر بینون کی دراز نفسیان روکی تہین - آپ کی زاد بوم گجرات ہے - لیکن تقدیری کرشمہ گجرات سے آپ کو برہان پور مین

کھینچ لایا - حاکم برہان پور نے آپ کو عزت و توقیر کے ساتھ لیکر ضروریات کے بہم پہونچانے مین بہت عجلت کی - آپ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو گئی تھی - بے سہارہ عصا کے آپ چلتے پھرتے تھے - مسیح القلوب کہتے ہین - ایک عرس مین اپنے پیر کے ہمراہ مین شیخ حمید کی ملازمت مین گیا تھا - مجلس سماع ختم ہونے کے بعد رخصت کے وقت میرے پیر نے شیخ کے قدمون پر سر رکھکر بہت کچھ عجز و نیاز کا اظہار کیا - مریدان ہمراہ نے بھی پیر کی پیروی کی - مگر عرض کیا - کہ اتنی زیادہ تواضع کا کیا سبب ہے - پیر نے فرمایا - ایسا درویش جس نے طفولیت سے لیکر زمانہ پیری تک حقیقی محبوب کے خیال مین دل - اور اُس کی یاد مین زبان مصروف رکھی ہو - اور اُس کے سوا کسی کے طرف متوجہ نہ ہوا ہو - آپ کی مانند نایاب ہے جواب سننے والون کو ایک بڑا حید ہوا - اور رقت پیدا ہوئی - آپ کی خوابگاہ - اسی اسلامی شہر مین ہے - مصرع عاقبۃ محمود باد شن بود چون اول حمید -

یاد شیخ جمال ابن شیخ الاسلام

آپ کی زاد بوم چندیری ہے - باپ کے ہمراہ رائسین سے اُجین آئے تھے - تصوف کے فارسی رسالون کا درس محققانہ دیتے تھے بالخصوص سید حسین کی نزہتہ الارواح پر شیرین اور تازہ تاویلات سے بہت کچھ لطیفے - اور رموز بیان کیا کرتے تھے - آپ کا باطن گوناگون الہی معرفتون سے آراستہ - اور بظاہر بالکلیہ جسمانی کاروبار سے معطل تھا - یہان تک کہ سوئی کے اندر تاگا - بدون کسی بتانے والے کے آپ کے ہاتھ سے پڑ نہین سکتا تھا - سائل آپ کے سامنے سے خالی ہاتھ نہین پھرتا تھا - اور مہمانون کے ساتھ دوستی کرنے مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عادت کام مین لاتے تھے - ایک روز گھر کی خادمہ کچھ کھانا آپ کے پاس لائی - آپنے بھول سے چند لقمہ کھا لئے - خوش مزہ کھانا تنہا کھایا - اس خیال نے آپ کے دل مین تکدر پیدا کیا - ناچار باقی ماندہ کھانا - ہاتھ پر رکھکر - باہر آئے - اور باہر والون سے کہا - اس کھانے مین ایسی لذت معلوم ہوئی ہے - کہ قیامت کے روز اس کی شکر گزاری یا عذر سوا ے اسکے خیال مین نہین آتا ہے - کہ یہ کھانا آپ لوگون کے ساتھ کھایا جاوے - **بیت**

مرا مگو کہ حرام از حلال نشناسم
شراب با تو حلال ست و آب بے تو حرام

شیخ تقی الدین محمد - آپ کی بہن کے بیٹے تھے - کہتے تھے - کہ ہجری سنہ نو سو چھیاسی مین شہنشاہ زمان کی طرف سے شیخ منور صدر مالوہ تھے - ان کی خواہش پر اور نیز ان کی رفاقت مین شیخ جمال منڈو (مانڈو) کی سیر کے واسطے گئے تھے - وہان پہ ایک روز صبح کے وقت آپنے فرمایا - تقی - انسان کو بیمار کی طرح صحت کا عاشق نہین

ہونا چاہیے۔ تاکہ واپسین نفس کے وقت ناروا علاج اور کام مین لائی ہوئی تلخ دوا - بیمار کے حق مین زہر ہلاہل کا حکم نہ رکھے۔ بلکہ تسلیم کی عادت اچھی ہے - کہ ایزدی ثنا اور دعا کو توشہ اور تعویذ جانے اور کسی علاج کو صحت کی دست آویز نہ سمجھے - اِس نصیحت کے ذریعہ سے آپنے اپنے جلد جانے کی خبر دی - اور نیز یہ طریقہ بھی تبلایا - کہ بیمارداری کس طرح کی جاوے -

نیز شیخ تقی الدین محمد کہتے تھے - کہ جب آپ منڈو سے پھر اُجین مین آئے - تو غرہ رمضان کی صبح کو خانقاہ کے صحن مین سر زانو پر رکھے ہوئے - عالم استغراق مین تھے - میرے پانون کی آہٹ پاکر آگاہ ہوئے فرمایا - تم کون ہو - مینے عرض کیا - آپ کا فرزند تقی ارشاد فرمایا - بابا تقی - اس کہنے مین بھی میری جانشینی کی طرف اشارہ کیا - اس کے بعد وہان سے اُٹھہ کھڑے ہوئے - اور ایک پتھر کا پاٹ پڑا ہوا تھا - وہ مجکو دکھایا کہ اِس پتھر کا نصف حصہ پیشتر چھوٹے بھائی عبد القادر کی قبر کی لوح ہو چکا ہے - یہ دوسرا نصف حصہ منتظر ہے کہ مزار جمال کی لوح بنے - اور قبر کی جگہہ بھی تجویز کی - اُس جگہہ انار کا ایک درخت تھا - اس کے سینچنے مین اہتمام فرمایا - اور اُسی روز مزاج مین دوسرا رنگ ہوگیا - شیخ منور صدر نے فرزدہ سمجھکر پیغام دیا - مینے ایک خواب دیکھا ہے - کہ شیخ کا مزاج بہت جلد مائل بہ تندرستی ہو جاوے گا - آپنے سنا متعجب ہوے - اور فرمایا - بیشک - صدر کی خبر درگاہ کی ہے - اور درویش کی بات بازاری ہے - یہ بھی فرمایا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ صوفی - اُخروی سفر کے وقت کو نہ پہچانے - اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ آگاہ ہو جاوے - اور خوشحالی کے ساتھہ آمادہ نہ ہو - اور اس کو وصال نہ سمجھے - تاریخ ستائیسوین رمضان کی صبح کو ہجری سنہ نوسو ستاسی مین یہ مصرع پڑہا مصرع پردہ بردار - کہ من عارض زیبا نگرم و اور فرمایا - کہ دوسرے مصرع کی گنجایش کیونکر ہوسکتی ہے - کہ وقت مین ہی گنجایش باقی نہین رہی جلدی سے دوسرا مصرع جو پڑہا - مصرع ورنہ از آہ جگر پردۂ عالم بدرم ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ – حسرت کا ہاتھہ زمین پر دے پٹکا - اور آنکھہ جہان سے بند کر لی -

مصرع گوارا باد جام وصل اورا -

یاد شیخ اولیا

آپ شیخ سراج کے بیٹے ہین - دنیا سے محویت - آپ کی عادت تھی - مالی فربہی کو ورم سمجھتے تھے - اور سخاوت کے سبب مال ومنال کو لاغر رکھتے تھے - اور جو شے ہاتھہ پڑجاتی تھی - وہ حاجتمندون کو دیدیا کرتے تھے - گردش زمانہ آپ کو کالپی سے اُجین مین لے آئی - خاندان اور فرزند پیدا ہو گئے - ستر سال کی عمر مین

سفر حجاز کی توفیق ہوئی - اور آسودگانِ خاک مکہ کے ساتھ ہم خواب ہوئے - آپ نے تین لڑکے چھوڑے - شیخ قطب الدین
شیخ مودود - اور شیخ نظام - درمیانی صاحبزادہ کو ظاہری فضیلت اور معنوی سعادت حاصل ہے
حاجی الحرمین ہیں - شیخ علی متقی کے خلیفہ شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں التزام کرکے - حدیث کی تصحیح کی -
اور تلقین پائی - خدا کرے عمر دراز ہو - مصرع یاد اشمار وصف گرامی بنام او - رحمہ اللہ -

ہر فرد یاد شیخ احمد ابن شیخ جلال جانپانیری

آپ شیخ محمود کے بڑے بھائی - اور شیخ صدرالدین ذاکر کے مرید ہیں - کلام ربانی مسلسل مع معانی حفظ تھا
جب آپ تلاوت کیا کرتے تھے - تو سننے والوں کو ہوش نہیں رہتا تھا - اور مستانہ سماع کرنے لگتے تھے - آپکے
چھوٹے بھائی (شیخ محمود) منڈو (مانڈو) میں تھے - اتفاقاً دونوں طرف شوق دیدار کا ہجوم ہوا - اور دونوں طرف
طاقتِ ضبط نہیں رہی - ایکبارگی منڈوی بھائی بعزم گجرات اور گجراتی بھائی بارادہ منڈو سفر کو نکل کھڑے ہوئے
چونکہ آنے والے اور جانے والے کا راستہ جداگانہ واقع ہوا - اس وجہ سے اس جگہ والے اُس جگہ جا پہونچے - اور
اُس جگہ والے اس جگہ آپہنچے - کمال منت اور خدمت کرکے گجراتی بھائی کو جلدی لوٹ جانے سے ایک مہینے
تک باز رکھا غوثی اس لطیفہ کو اپنی ازلی سعادت کا تم کرشمہ جانو - اور سمجھو - کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے
تمہارا خالی رہنا پسند نہیں کیا - ایک کو یہاں سے روانہ کردیا - تو دوسرے کو یہاں بھیج دیا - تاکہ کمالات کی تحصیل
میں تم بیکار نہ رہو - القصہ ایک ہلالی دور کے بعد محمود العاقبۃ گجرات سے لوٹ کر آئے - اور دونوں بھائیوں
نے ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر - ایزدی شکر ادا کیا - چند روز بعد شیخ احمد کو اسہال کی بیماری ہوئی - حتیٰ کہ
زیست کی اُمید کو موت کا ڈر پامال کئے دیتا تھا - اس اثنا میں شیخ شمس الدین زندہ دل شیرازی گوالیار سے
مراجعت کرکے منڈو میں آپہونچے - یہ شیخ شمس الدین غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہیں - اور بیجاپور دکن
میں مکان بنالیا ہے - اِن کے قدوم کی برکت سے بیمار کو کسی قدر افاقہ ہوا شیخ شمس الدین نے فرمایا - محمود -
اب بھائی احمد کو اُن کے فرزندوں میں پہونچا دینا چاہیئے - میں بھی اپنی راہ مقصد چھوڑکر اُن کا راہبر - اور تمہارے
سفر کا رفیق ہوں - چونکہ امسال میں نے غوث الاولیا کے باطن سے اجازت لے لی ہے - کہ اب سفر حجاز سے
مجکو پیری باز رکھتی ہے - یہ زیارت - درویش کی آخرین زیارت ہے - اور بہت روز ہوئے ہیں کہ بھائی شیخ
صدرالدین ذاکر سے نہیں ملا ہوں - اور شیخ وجیہ الدین علوی کو بھی نہیں دیکھا ہے - عمر پوری ہوئے کو آئی -
لہذا اس بہانہ سے گجرات جانا چاہتا ہوں - تاکہ ہم ایک دوسرے کو باہم وداع کریں - تینوں عزیز بالاتفاق

گجرات ہوئے۔ لیکن شیخ احمد کو کامل تندرستی کی صورت پیدا نہین ہوئی۔ دو سال کے اندر کسی قدر بیماری جسم مین باقی رہ ہی گئی۔ یہانتک کہ آپ موت کی خطرناک منزل سے۔ دائمی زندگی کے ایمن آباد شہر کو ہجری سنہ نوسو اٹھاسی مین روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ برودرہ (بڑودہ)

یاد شیخ زکریا

آپ شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی کے مرید ہین۔ نورانی باطن۔ اور روحانی شکل تھی۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین دہلی سے صوبہ مالوہ کا عزم کرکے چلے۔ جب قصبہ دہار مین ورود ہوا۔ تو یہان کی ہوا کی لطافت۔ لوگون کی ملنساری۔ اور عارف وقت شیخ معروف سعداللہ کی صحبت آپ کی دامنگیر ہوئی۔ شیخ صدر جہان کہتے ہین جب آغاز سلوک مین مجکو صرف ایک کرشمہ دکھا کر فیض کا دروازہ بند کرلیا۔ تو مجکو ایک عجب انقباض پیدا ہوگیا۔ جس کے بعد انبساط کی کوئی صورت تھی ہی نہین۔ **القصہ** جمعہ کے روز جامع مسجد مین آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ آپنے میری فردلتنگی معلوم کرلی۔ ازراہ مہربانی۔ انقباض طبیعت مین کسی قدر کشایش فرمائی۔ اور کہا غمگین نہین ہونا چاہیے۔ کیونکہ معشوقی مذہب کا ڈہنگ اِس طرح پر ہے۔ کہ اولًا ایک جھلک دکھا کر کسی مبتلا کو مزہ چکھا دیتے ہین۔ اور پھر بے نیازی کرکے اُس کے سینہ مین شوق کی پرورش کرتے ہین۔ اس وقت مین عاشق زبان حال سے یہ گاتا ہے **بیت**

بیک کرشمہ دلم را شکار خود کردی	کنون کنارہ گرفتی چو کار خود کردی

آپ کی اِس ہناق ودانی اور دل دہی پر مین سلوک سے باز نہین رہا۔ اور پہلے سے زیادہ گرم ہوگیا۔ کہتے ہین تمام عمر مجرد رہے۔ البتہ پیری کے زمانہ مین ایک مرید نے ایک کنیز پیش کی تھی۔ اُس کو چند روز خدمت مین رکھا تھا ہجری سنہ نوسو اٹھاسی مین آپ بہشت نشینون کے ہم نشین ہوئے۔ خوابگاہ دہار ہے مولانا غیاث کی تربت کے پہلو مین۔ **مصرع** بہشت جاودان ماوائے او باد۔

یاد شیخ صدرالدین ذاکر

آپ شیخ شمس کے بیٹے ہین۔ اور نام محمد ہے۔ زاد بوم جانپانیر۔ اور خوابگاہ برودرہ (بڑودہ) آپ کے آباے کرام سوداگری کے ذریعہ سے گزر اوقات کیا کرتے تے پچیس سال کی عمر تھی۔ کہ آپ کو ترک اور تجرید کی توفیق ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو باون تھا۔ کہ قطب الاقطاب غوث الاولیا کی خدمت مین پہنچکر مرید ہوگئے اور ہمیشہ ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ جب آپ کے پیر بزرگوار نے گجرات سے گوالیار کو معاودت فرمائی

تو آپ ہمراہ گئے - اور وہان پر جواہر خمسہ کو تمام و کمال عمل مین لائے - نفس کے ساتھ جنگ کر کے - تقوی کو
لڑائی مین غلبہ دیا - اور نفس نافرجام کو ہموار اور فرمان بردار بنایا - بعدہٗ خلافت کا خرقہ - اور تمام مشہور سلسلون
کا اجازت نامہ حاصل کر کے اپنے وطن مین رہنے کی اجازت لی - علیٰ ہذا القیاس تین دفعہ گجرات سے گوالیار
کو گئے اور آئے - ایک بار پیر کی حیات مین اور دو بار پیر کی رحلت کے بعد قدس سرہ ہر دفعہ کی بازگشت
مین منڈو (مانڈو) پر ہو کر گزر ہوا کرتا تھا - پچھلی مرتبہ کم و بیش ایک سال رہکر چلے کھینچے تھے - اور بہت سے
صاحب استعداد منڈو والون کو اپنی بیعت اور تلقین کے حلقہ مین لاکر عرفانی اور وجدانی کمالات کو
پہونچایا تھا منجملہ اُن کے شیخ امان اللہ ابن شیخ کمال الدین کالپوی ہین - جو پرہیزگاران جہان کے سرگروہ تھے - نیز شیخ
عثمان ابن لادن قریشی - نیز سر دفتر متوکلان زمانہ شیخ کمنہ مجرد - جو بہت مدت تک شاہ میان جی مجذوب کے روضہ
مین حجرہ کے اندر رہے - نیز شیخ جمال ابن شیخ بھکاری - اور راقم گلزار کی عمر بھی اُس وقت مین پندرہ سال تھی - مینے
آپ کی ملازمت مین اہل زمانہ کے اسباب متعارفہ سے ہاتھ دھو کر بالکل بیکارون کا سا طریقہ اختیار کر لیا تھا جب
آپ اپنے وطن کو تشریف لے گئے - تو خلفا مین سے شیخ محمود ابن جلال کو یہان والون کی پرورش اور رہنمائی
کے واسطے قیام کی اجازت ہوئی - شیخ محمود سلوک اور تصوف کی منزلین طے کرنے مین یگانہ روزگار تھے - تمام
گجرات آپ کے خلفا اور مریدون سے بھرا ہوا ہے - چند اشخاص کے حالات یادداشت مین لکھون گا - جو
صحیح صحیح معلوم ہوئے ہین - انشاء اللہ العزیز -

القصہ آپ کی نظر مین کیمیائی اثر - اور بات مین مقبولیت کی تاثیر تھی - آپ کا باطن شوق اور ولولے سے
لبریز اور ظاہر اتقا اور پرستش سے آراستہ تھا - آپ کے کرنے کے کام اتنے زیادہ تھے کہ رات دن مین بیکار ایک
سانس بھی نہین گزرتا تھا آپ کی ریاضت داخل سلسلہ ہونے کے اولین روز سے واپسین نفس تک دم بدم
زیادہ ہی ہوتی جاتی تھی - جبقدر آپ کا حبس قدر زیادہ ہوا - اسی قدر خاموشی بڑھتی چلی گئی - **غوثی** خاموش ہو
آپ کی تعریف انجام پذیر نہین ہے - آگے چلو - تاکہ بات ختم ہو - بالآخر جانپانیر کے ویران ہونے کے بعد آپنے
گھر اور خانقاہ - بڑودرہ (بڑودہ) مین بنالی - جو جانپانیر سے تین منزل دور ہے - آپ بہت سے ارباب بصیرت
کے پیشوا ہوئے ہین - ہجری سنہ نوسو نواسی مین حقیقی وصال کی تماشاگاہ کو رخصت ہو گئے -

مصرع در جہان بے او ندارد صدر شیخی رونقے -

یاد شیخ چاون ابن عمر چشتی

آپ کی زاد بوم اجمیر ہے۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو پچاس مین اپنے وطن سے مالوہ کی سیر کے واسطے آئے تے۔ چندے در قصبہ بغلیچہ مین قلعہ منڈو (مانڈو) کے نیچے بسر اوقات کی۔ پھر منڈو کی بڑی جامع مسجد مین جو ایک طاق ہے۔ اُس مین سکونت اختیار کرلی تھی۔ ایک ٹوکرہ بھر ریتی زمین پر پھیلائے رکھا کرتے تے۔ اسی پر دن مین بیٹھتے تے۔ اور اسی پر رات مین سویا کرتے تے۔ ایک پرانی کملی پیوندون سے بھری ہوئی ہمراہ رکھا کرتے تے۔ موسم سرما کے سوا اُس کو کبھی نہین اوڑھتے تے۔ نہ کسی کے گھر جایا کرتے تے۔ نہ کسی سے کچھ مانگا کرتے تے۔ اسی طریقہ پر تقریباً تیس سال اُس جگہ توکل مین زندگانی گزاری۔ ہجری سنہ نو سو اڑسٹھ مین جب کہ صوبہ مالوہ باز بہادر پسر سجاول خان افغان کے قبضہ سے نکل کر فرمان روائے اقلیم اکبر شاہ کے قبضہ مین آیا۔ اور وہ بدنصیب کوہستان بگلانہ مین بھاگ کر جا چھپا۔ تو بخشیان صوبہ نے سرکار منڈو کو پیر محمد خان کے نام سے جاگیر مین دیدیا۔ اور اُس کے متعلق تین ہزار سوار کی تنخواہ کر دی۔ اس کے دوسرے سال صاحب جاگیر شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور یہ کہ ملک خاندیس۔ ساتوین صدی کے نصف سے فاروقی طبقہ کے قبضہ مین ہے۔ اس کی فتح کے ارادہ کے متعلق کچھ گزارش حال کیا۔ آپنے اجازت نہین دی۔ بلکہ فسخ ارادہ کے لئے اشارہ فرمایا۔ اُس نے گوش قبول سے نہین سنا۔ اور لشکر کشی کا اہتمام کیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ شکست کھا کر لوٹا۔ خاندیس کی فوج نے تعاقب کنان اس طرح آ ملایا۔ کہ اتنی گنجائش اور فرصت بھی نہین رہی۔ کہ کشتی کو ملاح لوگ اُس کنارہ سے اس کنارے پر لاتے۔ ناچار گھوڑا دریائے نربدا مین ڈال دیا۔ پانی ڈباؤ تھا۔ بہت سے سوارون کے ساتھ ڈوب گیا[۱]

فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔

مذکورہ بالا خرق عادت دیکھنے کے بعد۔ اکبر شاہی ادبیائے دولت۔ جو ملک مالوہ مین جاگیردار ہوئے آپ کے ساتھ نہایت نیک اعتقادی سے پیش آتے تے اور آپ کی باتون سے انجام حالات کا تفاؤل کیا کرتے تے۔ ہجری سنہ نو سو نوسی تھا۔ کہ آپنے دریدہ اور بوسیدہ ناسوتی چادر جس کو کون و مکان کے نساجون نے [۲] خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ کے عنصری تانے بانے سے بناتھا جان کے کاندھے پر سے اُتار دی۔ اور بجائے اسکے بیش بہا لاہوتی چادر جس کو اسما و صفات کے ریشم بافون نے [۳] فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ

---

[۱] - پھر دریا کا جیسا کچھ (ریلا) اُن پر آیا سو آیا ۱۲ [۲] - وہ پیدا کیا گیا ہے پانی (یعنی قطرۂ منی) سے جو اُچھل کر نکلتا ہے ۱۲ [۳] - پھر جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ فرما ہوا ۱۲

کی تجلیات کے زرین تارون سے بُنا ہے۔ بغل مین واب لی۔ اور حضور وحدت کو روانہ ہو گئے۔ سلطان ہوشنگ غوری کے گنبد کے باہر جو صحن ہے۔ اس مین آپ کی قبر تیار ہوئی مصرع سیر گاہش گلشن دیدار باد۔

یاد مولانا روح الدین

آپ کی زاد بوم لار۔ اور خوابگاہ برہان پور خاندیس ہے۔ مولانا عماد طارمی کی بہن کے بیٹے ہین۔ لار سے براہ ہرمز آئے۔ اور دکن کے بندرون مین سے کسی ایک بندر مین ظہور فرمایا۔ احمدنگر کا فرمان روا برہان نظام الملک تھا۔ اُس نے شائستگی کے ساتھ آپ کو نہین لیا۔ لہذا آپنے وہان سے برہان پور کا عزم کیا۔ یہان کے سپالار نے نہایت دلی توجہ سے آپ کی آؤبھگت کی۔ اولا آپ کے واسطے گھر او مدرسہ قرار دیا۔ پھر چند روز بعد حاکم صوبہ نے کمال آرزو۔ اور عاجزی کے ساتھ آپ کو اپنے علاقہ کا قاضی القضاۃ بنایا۔ آپ کئی برس تک عقلی و نقلی علوم کا درس دیتے رہے۔ بہت سے لوگون نے آپ کی ملازمت سے فضیلتین حاصل کین۔

مصرع اوج روحش ذروۂ اعلیٰ بدان

یاد شیخ حسن محمد

آپ شیخ صدرالدین محمد فاکر کی بہن کے بیٹے ہین۔ زاد بوم اور خوابگاہ دونون جانپانیر مین ہین۔ توکل اور تسلیم نے آپ کے باطن مین گھر بنالیا تھا۔ گدڑی اور پیراہن کو اپنی درویشی کا نشان نہین سمجھا۔ آپ قبا وغیرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ جس سے فقر کا چہرہ چھپ جاتا تھا۔ احوال کے چھپانے مین آپ اس قدر کوشش کرتے تھے کہ برسون تک دوستان محرم کو آپ کی تہی دستی اور فاقہ کشی پر اطلاع نہین ہوتی تھی۔ جب آپ کے قطع اسباب کی حقیقت ظاہر ہوگئی تو ایک روز آپ کے ماموں نے آپ سے کہا۔ کہ ظاہری اسباب کو ہاتھ لگانا کچھ حقیقی توکل کے منافی نہین ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اسباب متعارفہ سے جو توسل قطع کیا گیا ہے۔ یہ توکل کی راہ سے نہین ہے۔ بلکہ ہمت کے سامنے دنیا اور ما فیہا کی حیثیت دور مین نظر مین ایک رائی کے دانہ سے بھی کم معلوم ہوتی ہے۔ اور بے شمار شر کا اس مین دل الجھاکر تلاش مین پڑے ہوئے ہین۔ ناچار غیرت اور شرم نے مجھکو اس بات پر مجبور کیا کہ اپنے تئین چند فرمان برداران ہوس کا شریک نہ بناؤن۔ اور ممتاز حیثیت سے زندگی بسر کرون بیت

با لشکرے شریک شدن ہست خر دنی	در خورے کہ نیستی دہنش بیکے ست

مصرع دوستان را باد روزی شمّہ از ہمتش

یادِ مولانا عبدالجلیل جونپوری

آپ عزیز الحق کے خلیفہ ہیں۔ صاحب فضیلت اہل کمال۔ ریاضت شعار۔ اور باعرفان تھے۔ کتب متداولہ کا محققانہ درس دیا کرتے تھے۔ اکثر گرسنگی کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب وجد ہوتا تھا۔ یا رقت ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ میرے اوپر علیہ سائل کی صورت میں تجلی فرماتا ہے۔ ہجری سنہ نوسو نواسی میں حجاز کے مبارک سفر کا عزم کیا تھا۔ ناگاہ آپ کے پیر کی خانقاہ میں بے باک بدمعاشوں کی ایک جماعت گھس آئی، اور آپ کو شہید کر دیا۔ اُسی جگہ قبر بنائی گئی۔ مصرع

شہید خنجر تسلیم عبد الجلیل دان ولہ

یادِ شیخ حسن پور شیخ عبداللہ قریشی

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ دونوں کالپی میں ہیں۔ شیخ برہان انصاری کے مریدین۔ فارسی شعر کا مذاق اور نظم کا رنگ قدیمانہ تھا۔ رسمی علوم سنجیدگی کے ساتھ تحصیل کئے تھے۔ گروہ وحدت کی اصطلاح پر عاقلانہ گفت و گو کیا کرتے تھے۔ اور رنا کرتے تھے۔ سماع کی مجلس میں کم ترجایا کرتے تھے۔ اور جو بحلا استقیاد ہوتی تھی اُس میں ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ ملک الشعرا شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی نے آپ کی رحلت کا سال کلہ فضیل الٰہی پناہی سے نکالا ہے۔ جو ہجری سنہ نوسو نواسی ہے مصرع باد انزول اوبمقام وحدان ٭

یادِ راجی سید مصطفیٰ

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید مبارک ابن سید محمود ابن سید نور ابن سید حامد شاہ ہے۔ اور سید حامد شاہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے بڑے خلیفہ تھے۔ آپ کے درویشانہ اخلاق اور صوفیانہ اطوار تھے۔ آپ کی طبیعت۔ ناموافق چیزوں کی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ زندگی کمال ظریفانہ طور پر بسر کیا کرتے تھے۔ بیرونی پاکیزگی۔ اور اندرونی صفائی۔ آپ کے خمیر میں داخل تھی۔ سرود اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ لیکن ہر ایک نغمہ پر آپ کا دل بے قابو نہیں ہوتا تھا۔ جب تک گانے والا۔ اور بجانے والا۔ ایسے کامل ہنر سے آراستہ نہیں ہوتا تھا۔ جو علم موسیقی میں درکار ہے۔ تب تک آپ کو نہ وجد اور رقت کی حالت پیدا ہوتی تھی۔ اور نہ تقیید کی پستی سے اطلاق کے اوج کو پہونچتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا معنوی سکر طول کھنیچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت میں دامادی کی نسبت تھی۔ اور قطب الاقطاب کی لڑکی سے کئی فرزند ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک راجے سید محمد ہیں۔ جو اپنے بزرگوار باپ کے جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کی

اجداد کے کمالات پر پہونچادے۔ جب ہجری سنہ نوسو چھ اسی مین عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر دار الخلافہ آگرہ
سے مالوہ کی طرف کوچ کر کے آیا۔ تو تمام مشائخ۔ فقرا۔ فضلا۔ قضات۔ اور شعرا لشکر کے ہمراہ تھے۔ راقم
بزرگون کی ملازمت کا تشنہ ہی ہے۔ جب یہ خبر سنی۔ تو بیتاب ہوکر گھر مین نہ بیٹھ سکا۔ جو بزرگانِ شہر۔ سیر لشکر
کے واسطے روانہ ہوئے تھے۔ اُن کے ہمراہ مینے بھی عزم کیا۔ اِس سلسلہ مین راجہ سید مصطفی کے
دیدار سے ظاہری اور باطنی آنکھین منور ہوئین۔ اور الٰہیات والون کی بزرگ انجمن مین۔ بارہا شامل ہوا یہ
انجمنین ایسی بافیض تھین۔ کہ ایک چلہ ریاضت کا فیضان ہر ایک مجلس مین شرکاے مجلس پر نثار ہوتا
تھا۔ بالخصوص اُس مجمع مین جو شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا قدس اللہ اسرارہم کے خیمہ مین فراہم ہوتا
تھا۔ ہر ایک طرف سے الحوصلہ الحوصلہ کی آواز اور الاستعداد۔ الاستعداد کی فریاد۔ بلند
ہوتی تھی۔ وہ شخص عجب سعادت مند مدہوش ہے۔ جس کی طلب کا پیالا اس وحدت کی شراب سے
مالامال ہوجاوے۔

یاد شیخ شمس الدین

آپ کا لقب اور تخلص زندہ دل تھا۔ اور آپ شیرازی ہین۔ مرقد آپ کا بیجاپور دکن مین ہے۔ کسی قدر حالات
آپ کے اس طرح پر ہین۔ چودہ سال کی عمر تھی۔ کہ آپ نے علوم متداولہ تحصیل کر کے تفسیر بیضاوی شریف پر حاشیہ لکھا
تھا۔ فرماں روایان پارس کی نسل سے ہین۔ جب سلطنت بنی اعمام (چچازاد بھائیون) کے ہاتھ مین پہونچی۔ تو
آپ کے ساتھ بد اخلاقی اور کوتہ نظری کا برتاؤ ہوا آپ کی والدہ ماجدہ نے فرزند کی سلامتی کے واسطے یہ راے قائم
کی۔ کہ تم کو اس ملک سے سفر کر جانے کے سوا۔ چارہ نہین ہے۔ جب حکومت زمین ہی نہین رہی۔ تو دوسرے
پیشون کے ساتھ توسل اختیار کرنے سے درویشی اچھی ہے۔ آپ نے مان کا فرمانا قبول کیا۔ مادر مہربان نے
وقت روانگی دو نصیحتون کو آپ کی راہ کا توشہ بنایا (اول یہ) کہ اپنے دست بیعت سے ایسے بزرگ کا دامن پکڑنا
جو زمانہ کا قطب اور نیز غوث ہو (دوسرے یہ) کہ جب تک زندہ رہو۔ اِس ملک مین واپس آنے کی خواہش نہ کرنا
آپنے والدہ کی راے کے بموجب قلندری لباس مین آکر۔ عراق عرب کے راستہ سے ہر ایک شہر مین گذر کیا۔ اس
سیر و سیاحت کے سلسلہ مین جہان کہین پہونچے۔ پیر کی تلاش نہین چھوڑی۔ لیکن تقدیر نے آپ کی خاطر مین
یہ بات نہین آنے دی۔ کہ کسی بزرگ کے آمنے سامنے ہو کر بیعت ہو جاوین۔ یہان سے آپ جزیرہ دیو مین
آئے۔ وہان پر ایک درویش صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جن کا دیدار دیکھکر ایک قسم کا انجذاب پیدا ہوا۔ لہٰذا

آپ چند روز ان کی صحبت مین رہ کر آزمایش دل کے درپے رہے - اس اثنا مین خبر ملی - کہ شیخ محمد غوث قدس سرہ جوان درویش صاحب کے پیر ہین - گوالیار کی طرف سے ہجرت فرما کر احمد آباد مین آئے ہین اور میدان مین سب سے سبقت لے گئے ہین - آپنے یہ الہامی پیام سنکر خوشی کے ساتھ آنکھون سے احمد آباد کا راستہ طے کیا - اور خانقاہ کا پتہ لگا کر حاضر دربار ہوئے - ایک اخروٹ ہاتھہ مین لیکر قلندرانہ سامنے گئے عقل اور خواہش جس قدر بھی تھی - تمام و کمال ایک ہی دیدار کے نذر ہو گئی - خیالات اور سوالات جو ضمیر مین بھر رہے تھے - سب فراموش ہو گئے - اس عالم بیہوشی مین قطب الاقطاب نے آپ کا ہاتھہ مع اخروٹ کے پکڑ لیا - اور فرمایا - تم میرے مرید ہوئے - آپنے جواب دیا - ہان بالآخر - چند سال خدمت اور ریاضت کی بدولت اپنے اخلاق اور اوصاف کی تہذیب و تبدیل کر کے مالک ہر دو عالم ہو گئے - باشندگان صوبہ دکن کی رہنمائی کی اجازت ملی - آپ فرمایا کرتے تھے - جب مین مالوہ سے چلا تھا - تو کئی سیر گیہون زنبیل مین رہ گئے تھے - جب بیجاپور مین پہونچا - تو آبادی سے پانچ کوس دور ایک خوش ہوا ٹیلہ تھا - وہان پر رہنے کا ٹھکانا کر لیا - اور وہ باقی ماندہ گیہون بلندی کے دامن مین بکھیر دئے - ہر سال اُگ آتے تھے - مین بقدر صرفہ اُٹھا لیا کرتا تھا - اور باقی ماندہ زمین پر گر پڑتے تھے - پھر فصل پر اُگ آتے تھے - اُسی طرح ھَلُمَّ جَرًّا جب گزر اوقات کے لائق قوت اس طور پر مقرر ہو گئی - تو مین کسی سے کچھہ نہین لیتا تھا - اور باوجودیکہ تمام مشہور خانوادون مین مجکو اجازت تھی - لیکن جب تک پیر نے اپنی صورت ظاہر بینون کی آنکھہ سے نہین چھپائی - کبھی مرید کرنے کا خیال بھی نہین ہوا - بعد مین شیخ عبد الغفور نام ایک جوان صاحب استعداد تھے - ان کو اپنی خدمت مین قبول کیا - اور نیز ان کی تربیت مین ہمت بھی کام مین لائے - شیخ عبد الغفور کو اپنے مکان مین چھوڑ کر - ایک سال درمیان آپ اپنے پیر کے روضہ کی زیارت کو گوالیار - جایا کرتے تھے - اور جانے مین اور آنے مین دونون دفعہ منڈو (مانڈو) پر سے گذرا کرتے تھے اور راقم کے محلہ مین اُترا کرتے تھے - راقم علم تکسیر اور جفر جامع مین آپ کا شاگرد ہے - خلاصہ کلام یہ - کہ ایزدی اسرار کے ہنگامہ مین عجب رونق آئی تھی - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین زیارت کرنا چھوڑ کر تین سال تک اپنے مکان مین حق پرستی کرتے رہے - پھر ہجری سنہ نوسو نوے مین اخروی سفر پیش آگیا - وہی مرید شیخ عبد الغفور تکیہ مین پیر بزرگوار کا طریقہ جاری رکھتے ہین - خدا اور زیادہ توفیق دیوے - مصرع

زندہ دل رفت و برو زندہ دلی ؒ

یادشیخ عبدالوھاب افغان

آپ شیخ فضل اللہ ابن حسین ملتانی چشتی کے مرید ہین - خوابگاہ اور زادبوم دونون مندو مین ہین جوان سپاہی تھے - یکایک آلہی جذبہ پیدا ہوگیا - اور اُس کی جاذوب نے آپ کے باطن کو انانیت کے خس وخاشاک سے جھاڑ بہار کر پاک وصاف کردیا - اپنی وضع اور طرز چھوڑدی اس خیال سے کہ مجھ مین معنی مردانگی نہین ہے اور بظاہر عورت بھی نہین ہون - پس بہتر یہ ہے کہ اپنے تئین عورت اور مرد دونون کے لباس اور زیور مین تقسیم کردون اس بنیاد پر آپ اپنے نصف حصہ جسم کو زنانہ لباس اور زیور سے آراستہ رکھتے تھے - اور دوسرے نصف حصہ کو مردانہ لباس اور روش مین رکھتے تھے - مدتون تک اسی طرز کے ساتھ بسر کی - بالآخر جب جذبہ کا جوش فرو ہوا - گدڑی پہن کر سیر وسلوک مین داخل ہوئے - کشودکار کی شعاعین آپ کی پیشانی سے نمایان تھین - کسی آدمی سے تمام فقر کے اوقات مین فتوحات کے طور پر کچھ نہین لیا - لیکن لکڑیون کا گٹھا جنگل سے لاکر بازار مین بیچ آیا کرتے تھے - اُس کی قیمت کے تین حصہ کرتے تھے - ایک حصہ عیال پر صرف کیا کرتے تھے - دوسرا حصہ اپنی خوراک کے خرچ مین رکھا کرتے تھے - اور تیسرا حصہ بیچارون اور یتیمون کو تقسیم کردیا کرتے تھے - اس طریقہ سے وجہ معاش بہم پہونچایا کرتے تھے - اور کمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو نوے مین اپنا ظاہری چہرہ عالم خاکی سے چھپا کر روحانیون کی بزم مین جا کھولا -

یادشیخ منور

آپ شیخ نوراللہ ابن قاضی معزالدین ابن قاضی اللہداد - ابن قاضی محمد شرعی کے فرزند ہین - ترمغ گروہ مین سے ہین - آپ کے چوتھے باپ کا وطن زمین توران مین تھا - اُن کو حادثات زمانہ سے ویرانی نے آگھیرا - ناچار ہند کی طرف آنے کا اتفاق ہوا - سرکار میوات مین ایک قصبہ جھرادت نامی ہے - صاحب موصوف سیر کنان - اس قصبہ مین آپہونچے - اور رسمی علم کی تحصیل پر دل نہاد ہوئے - بالآخر انہین اطراف کے کوہستان مین کہین گوشہ اختیار کرلیا - اور اندرونی آلائش اور بیرونی پوشش کی شست وشو مین مصروف ہوئے - چند روز نہین گذرنے پائے تھے - کہ اُس ملک کے چھوٹون بڑون کی انگلیان قاضی محمد کی طرف اُٹھنے لگین - اور نیک کرداری مین نامور ہوئے - اتنے مین قاضی قصبہ کی قضا آگئی - گانون کے مقدم اور نیز دیگر بڑے بڑے لوگون کے ذہن نشین یہ بات ہوئی - کہ قصبہ کے قضیون کے تصفیہ کا اختیار قاضی محمد کے قبضہ اقتدار مین دیا جاوے - اس تجویز پر سب کا قرارداد ہوکر قاضی محمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور

اس قرارداد کے متعلق گزارش کو منت اور سماجت کے ساتھ شامل کر کے بہت کچھ کوشش کی - مگر قبولیت کا جواب نہیں ملا - باایں ہمہ بہت مدت تک اس گفت وگو کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا - یہاں تک کہ ایک رات عالم مثال میں حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا - محمد - تمہاری نشست شریعت کی مسند پر ازل میں پسند کی گئی - اور فرعی لقب عنایت ہوا ہے - اس سبب کا قاضی محمد فرعی کر کے شہرت ہوئی - جب ایسا واقعہ پیش آیا - تو مجبور ہو کر اس بزرگ منصب کا بار اٹھانا قبول کیا - دو فرزند ان کے یکے بعد دیگرے اس مبارک مسند پر جانشین ہوتے رہے -

جب شیخ منور کی باری آئی - تو منصب قضا اختیار کرنے سے پہلے - آلہی جذبہ نے آپ کی ہستی کو سر سے پاؤں تک ایسا جکڑ بند کیا - کہ وطن سے نکلکر - رہنما پیر کی جستجو میں پائے تلاش آبلہ ناک ہوا - جہاں کہیں کسی درویش کا نام سنا - ضرور ملازمت میں پہونچکر فیض حاصل کیا - کہتے ہیں - ایک رات عالم خواب میں ایک دلکشا میدان کے اندر ایک مزار نظر آیا - چاہتے تھے - کہ اُس عنبریں خاک کو بوسہ دیں - یکایک اُس قبر کے اندر سے ایک ہاتھ نکلا - آپنے مریدوں کے طریقہ پر مصافحہ کیا - اور مجاوروں سے دریافت کیا کہ یہ قبر کس خداشناس بزرگ کی ہے - جواب پایا - خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی - یہ خوشخبری پاکر دل باغ باغ ہوا - صبح ہوتے ہی شاداں اور فرحاں ناگور کی طرف چل نکلے - یہاں پر خواجہ خانوں کی خدمت میں آپ کو فیض ہدایت حاصل ہوا - پہلا ہی دیدار کرنے پائے تھے - کہ تن تمام وکمال دل ہو کر گرویدہ، عتقاد ہوا اور ارادہ بیعت خاطر میں استحکام کے ساتھ جما - ہنوز اس صمم عزم کو خانہ خیال سے میدان گفتار میں نہیں لائے تھے - کہ ضمیر شناس خواجہ نے فرمایا - منور - میں نے تم کو اپنی بیعت کے فروغ سے درجہ سعادت دیا - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ صرف اسی قدر بیان پر اکتفا کر کے بیعت کے طور پر خواجہ نے ہاتھ نہیں پکڑا - اور فرمایا - تم پیشتر ہی دست بوسی کی دولت سے کامیاب ہو چکے ہو - عالم خواب کا واقعہ یاد کر کے - اور زیادہ اعتقاد بڑھا - کیا سفر میں اور کیا حضر میں آپنے بہت مدت پیر کی ملازمت میں گزرانی اور ناگور سے ساتھ ہو کر جنیدیری میں - اور جنیدیری سے گوالیار میں آئے - پیر نے چند روز بعد گوالیار میں خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا - اور اپنے ہمراہ آپ کو آگرہ میں لے گئے - اور جگہ دکھلائی - کہ اس جگہ اپنا تکیہ جمالو چنانچہ حسب ارشاد مرشد - واپسیں سفر تک کہ تاریخ ستائیسویں ذی قعدہ ہجری سنہ نوسو نوے تھا - اُسی قیام کی زمین میں رہے جب تک جئے - اور اسی میں مر گئے -

کہتے ہین شیخ جنید ابن شیخ بہاء الدین مفتی - ایک روز ادہم خان کو شیخ منور کی خدمت مین لے کر آئے - ادہم خان دیر تک کھڑا رہا - جب عرض کیا گیا - کہ فلان خان کھڑا ہے - فرمایا - کیون نہین بیٹھتا ہے - اُسنے نذر پیش کی - آپنے قبول نہین فرمائی - اور فرمایا - شہر مین جو لوگ اس کی خواہش رکھتے ہین - ان کو تقسیم کر دو - اس کے بعد ادہم خان نے دعا کے واسطے عرض کیا - تو آپ خاموش ہو رہے - آنے والا پریشان حالی کے ساتھ خدمت سے اُٹھا - جب ہم نشینون نے دعا نہ کرنے کا سبب دریافت کیا - تو آپنے جواب دیا کہ اس کے سر مین فرمان روائی کی آرزو بہری ہوئی ہے - حالانکہ اس کے تن پر سر نہین ہے - پیر ہمت کیون کر امداد کرے - کہتے ہین انہین ایام مین اتکہ خان نے اُس کو قلعہ آگرہ کے اوپر سے ڈال کر نیستی کے مکان کو روانہ کر دیا -

یاد شیخ یوسف بنگالی رحمہ اللہ

قرطاسی علوم کے واسطے آپ کا دل - کتابون کا صندوق تہا - اور آپ کی زبان مجلد کتابون کی دوکان تہی - آپ نے آغاز جوانی مین عرفی علم کی تحصیل کے واسطے اپنی زاد بوم سے غربت اختیار کی تہی - مہربان تعلیم دہندہ اُستاد کی تلاش مین ایک شہر سے دوسرے شہر کو - اور ایک دیہ سے دوسرے دیہ کو چلے پہرے - بالآخر ازلی ہدایت نے آپ کو احمد آباد گجرات مین خدیو نشاتین قطب مدار علمین شیخ وجیہ الدین احمد علوی کی ملازمت مین پہونچایا - جب تمام نقلی اور عقلی فنون کو تحصیل کر لیا - تو شیخ علوی کی خدمت سے برہان پور کی اجازت ملی - آپنے اُس جگہہ پہونچکر - شیخ سالم کی ہمسائگی مین گوشہ اختیار کیا - علم طب مین شیخ سالم کے بیان کو جالینوسی حکم اور نفس کو مسیحائی حکم حاصل تہا - چند روز بعد شیخ سالم نے اپنی لڑکی آپ کو دیدی - گہر اور سامان دونون ہم پہونچ گئے - بہت مدت تک آپنے درس دیا - لیکن تصوف کی تعلیم سے ہمیشہ احتراز کیا کرتے تہے اور اگر کوئی آرزو مند صند کر بیٹھتا تہا - تو آپ اُسکو حقیقت آگاہ شیخ طاہر یوسف سندہی کے درس مین بہیج دیا کرتے تہے مسیح القلوب - بعض علوم مین - اور دریاے فضیلت و کمال شیخ پیر محمد حلیم - اکثر علوم مین آپ کے شاگرد ہین شیخ پیر محمد حلیم - آج کے روز اس درجہ کے آدمی ہین - کہ چہوٹے بڑے - اور مسافر و مقیم ان کے درس سے فیض حاصل کرتے ہین - ایک روز شیخ یوسف کے داماد شیخ سکہمجی نے جو حکیم عثمان بولکانی کے شاگرد ہین مسیح القلوب کی خدمت مین عرض کیا - میرے خسر نے واپسین سفر کے وقت وصیت کی تہی - کہ میرے فرزندون کو حقائق شعار حقیقت آگاہ شیخ طاہر ابن یوسف کے درس مین تبرکاً جا کر دو تین حرف پڑہ لینا چاہئے - اس پڑہنے کی برکت کا اثر آخیر مین ظاہر ہوگا - اب آپ کے دو فرزند عبد الصمد اور عبد الرحمن نے چونکہ پدر بزرگوار کی وصیت پر عمل کیا -

اسواسطے اُن کو علم - فضیلت - حق شناسی - اور خدا پرستی یہ جملہ صفات حاصل ہو گئے ہین - یوسفی خوابگاہ

مصر برہانپور مین ہے - مصرع علو مش رہنمائے عین حق باد -

یاد شیخ ابراھیم قاری شطاری

آپ کی زاد بوم سندھ ہی - شیخ لشکر محمد عارف کے مرید ہین - آپ کے افعال کا دامن رعونت کی گرد سے
غبار آلودہ نہین ہوا تہا - اور آپ کے مراقبہ کا گریبان خود فروشی کے تکیہ سے خالی تہا - آپ کئی نوع کے
خطوط اُستادانہ لکہنا جانتے تہے - علم قرأۃ مین اہل زمانہ کو جبرئیلی لہجہ سکہایا کرتے تہے - چنانچہ آپ کے پیر - اور
مسیح القلوب دونون تجوید قرآنی مین آپ کے شاگرد ہین - آپ کے پیر نے چند روز فتوحات کی آمد اپنے اوپر
حرام کرلی تہی - آپ پچیس سال تک لکڑیان جنگل سے لاکر فروخت کرتے رہے - اور اُس کی قیمت جو کچہہ آتی تہی
وہ خوراک پیر مین صرف ہوا کرتی تہی - القصہ جب آپ نے اپنے پیر کے ہمراہ احمد آباد مین غوث الاولیا
قدس سرہ کی ملازمت کی - تو غوث الاولیا نے بہت کچہہ توجہ فرما کر آپ کو نماز مین اپنا امام بنایا - اس
کے بعد آپ نے گیارہ سال تک خاص غوث الاولیا کی امامت کی - اور لاہوتی مرغ لقب پایا - مسیح القلوب کے
بحوالہ بیان یہ روایت ہے - کہ فرماتے تہے - آپ فرض عشا سے فارغ ہونے کے بعد آٹہہ رکن کا شغل شروع
کردیا کرتے تہے اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک جاری رکہتے تہے - اور استیلاے عشقیہ کے شغل کو ایک
سانس مین چوبیس [24] بار پورا کرتے تہے - لیکن آزادگی اور بیخودی کو زمانہ کی نیرنگیون کے ہاتہہ بیچتے نہین تہے - اس
قول کی تصدیق اس طرح پر ہے - کہ ایک روز مولانا حافظ صدر سندہی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا - ہمارے
حاکم محمد شاہ فاروقی نے فرمایا ہے - ایک دیرینہ سال ضعیف شخص قرآن پڑہانے والا جو اصول قرأۃ جانتا ہو -
پیدا کرو - تاکہ ہم اُس کو پردہ نشینان حرم کی تعلیم پر مقرر کرین - اب بہت کچہہ تلاش کے بعد مذکورہ بالا صفات کے
ساتہہ موصوف آپ کو پایا ہے - اگر اجازت ہو - تو اس کی تجویز عمدگی کے ساتہہ کیجاوے - آپ نے فرمایا مین
نظر باز پیر ہون - میری سال خوردہ صورت پر نگاہ نہین کرنی چاہیئے - لراسمہ

بر ظاہر من نگہ روا نیست	گاہے کف پا دگہ عذاریم
بگذار نظرہ اگر توانی	بر باطن ما کہ حسن ساریم

کیونکہ میری آنکہہ اور میرا دل ہنوز میرے قابو مین نہین ہین - لہذا بہتر یہی ہے - کہ اس خیال کو بہی چہوڑدو
مجکو اور نیز خود کو خطرناک گرداب مین نہ ڈالو - تاکہ مین ہم عمرون کی خجالت کا باعث نہ بنون - اس طرح کی بے قید

گفت وگو سے اپنی وضع داری کو آپنے تبدیل نہین فرمایا - اور آزادی کا دامن سبز باغ دکھانے والے کے ہاتھ
مین جانے نہین دیا - توکل اور تواضع مین استحکام کے ساتھ قدم جمائے رکھا لباس درویش نما رکھتے تھے - ہر ایک
طرح کے ساتھ خواہ سلا ہوا ہوتا - یا بے سلا ہوا ہوتا - برہنگی کا علاج کر لیتے تھے - ایک روز آپنے سنا
کہ ایک شخص ایسا کہتا ہے - کہانا کہانے کے وقت - روزی دینے والے خدا کا نام یاد کرنا چاہیے - اس کا
جواب آپنے دیا - آفرین ہے - تم کو - لیکن ابراہیم کے نزدیک تو صوفی وہ ہے - جو حقیقی رازق کے مشاہدہ
کے بدون کہانے پر ہاتھ ہی نہ بڑہاوے - ہجری سنہ نوسو اکیانوین مین آپ کی زندگی کی صبح - کوچ کی شام
سے جا ملی - خوابگاہ برہان پور - مصرع صبح وشامش باد لطف ورد حور -

یاد شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ قدس سرہٗ

آپ نے تجرید کا پانون ہمت کے کاندہے پر رکھ چھوڑا تھا - اور تعلقات کی پابندی اور خواہشات
کی دوستی سے انکاری سر ہلاتے تھے - ایسی حالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد - اور بندگی مین آپ
کا ظاہر و باطن آراستہ تہا - آپ کے فرزند شیخ عابد کہتے ہین - میرے بزرگوار باپ کے گہر مین - پرانی چٹائی
کے سوا - دیگر اساس البیت مین سے کچھہ نہین تہا - مگر ہمیشہ دہلیز کے کواڑون مین زنجیر لگی رہتی تہی - جب
کوئی شخص آپ کی ملاقات کے واسطے دروازہ پر آتا تھا - اور آپ چاہتے - کہ اندر بلا لیا جاوے - تو خود باہر
نکلکر دروازہ کہول دیا کرتے تہے - اور حجرہ تک ہمراہ آتے تہے - جب وہ شخص لوٹ کر جاتا تہا - تو مشایعت
کے واسطے دروازہ تک جاتے تہے اور پہر بدستور زنجیر لگا کر خلوت خانہ مین چلے آتے تہے - الغرض ہمیشہ اسی طریقہ
لوگون کے ساتھہ سلوک کیا کرتے تہے - شیخ احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کے مکتوبات کے مقابلہ مین آپ نے
مکتوبات لکہے ہین - جداگانہ ہر ایک مکتوب کے اندر حقیقی اسرار اور معرفتین بہت کچھہ بہری ہین اُن کے
دیکھنے سے اُن کی حقیقت معلوم ہوتی ہے - دگرنہ بیان کے ذریعہ سے کوئی ہاتھہ اُن کے کمال کے چہرہ پرسے
نقاب کا ایک کونہ بہی نہین ہٹا سکتا ہے - شیخ لشکر محمد عارف - اور اُن کے ماموں شیخ ولی محمد نے اول تلقین
ذکر انہین بزرگوار کی ملازمت سے لی تہی - پہر اسکے بعد ان اصحاب نے قطب الاولیا شیخ محمد غوث
کی خدمت مین اپنی استعداد کو ترقی دیکر - گروہ کے گروہ لوگون کو ہدایت اور ولایت کے درجہ پر پہونچایا -

مصرع کحل چشمش راحت دیدار باد

یاد شیخ بایزید شروانی

آپ سید ولی چرتیا ولی کے مرید ہین۔ آزادہ ولی کے ساتھہ زندگی گزارتے تھے۔ آپ کے شور وفغان سے مجلس سماع مین نمکینی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور آپ کے رونے سے ہم نفس اور نظارہ کرنے والے اصحاب رقت اور گریہ مین آکر اس طرح کا نغمہ گایا کرتے تھے۔ **بیت**۔

کاش عوقی رائمی دیدم درین آزردگی
رفتم از آسودگی تا دیدم این آزرده را

دسوین صدی کے اخیر مین دار الحضور کو روانہ ہو گئے۔ خوابگاہ پایہ تخت آگرہ۔

یاد شیخ لشکر محمدؐ عارف قدس سرہ

آپ ملک راجن۔ ابن ملک پیر۔ ابن ملک رکن قریشی کے فرزند رشید ہین۔ زمانہ معنی کے اعتبار سے آپ کی نظیر الٰہی علم کے عالم مین بتلاتا تھا۔ اور نظارہ کرنے والا۔ صورت کے اعتبار سے۔ آپ کی شبیہ۔ آئینہ فروش کی دوکان مین ظاہر کرتا تھا۔ چونکہ عبارت کا گھوڑا حقیقت گزاری کے میدان مین بالکل لنگڑا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی قدر آپکے پسندیدہ حالات بیان کر کے سرمایہ سعادت حاصل کرون۔ مضافات گجرات مین ایک قصبہ مہلاسہ نام ہے۔ اس قصبہ مین آپ کا قدسی نفس۔ دسوین صدی کے آغاز مین علم (عدم) سے عیان (وجود) مین بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ نے تیرہ روز بعد۔ اور پدر بزرگوار نے چھہ برس بعد فرمان طلب قبول کیا۔ لہذا آپ کی پرورش کی نوبت آپ کے دادا کو پہونچی۔ آپ کے آبائے کرام سپاہی شعار تھے آپنے ابتدائے زمانہ ہوش مین قاضی محمود بیرپوری کا دامن رہنمائی۔ اپنے دست ارادت سے پکڑا تھا۔

ایک روز آپنے فرمایا۔ قاضی محمود کو پیٹ کی بیماری تھی۔ ایک میدان مین پردہ کی ضرورت پیش آئی اسی اثنا مین میرے دادا کا اونٹ آپہونچا۔ مینے اُس کو بٹھایا۔ اور اسباب مین سے خیمہ نکال کر کھڑا کر دیا۔ میرے اس عمل سے پیر بہت خوش ہوئے اور اُن کی خوشی سے میرے حالات کی بہت کچھہ درستی ہوئی۔ اور نیز یہی خوشی۔ میری صلاحیت۔ اور راست کرداری کی بنیاد ہوئی۔ شیوہ سپاہ گری۔ آبا و اجداد کا طریقہ تھا یہ طریقہ مینے سولہ برس کی عمر مین توفیق کی بدولت ترک کر دیا۔ اور حقیقی رہنمائی کی تلاش کرنے لگا۔ طلب صادق تھی۔ اِس نے مجکو بحر المعارف شیخ قطب جہان ذاکر نہروالہ کی خدمت مین پہونچایا۔ شیخ نے اولاً مجکو ذکر کا شغل تلقین فرمایا۔ تلقین کے بعد میرے باطن پر ذکر کامل طرح سے غالب ہو گیا۔ یہان تک کہ دو سال تک میرے دل پر تمام اشیا کی آمد و رفت کا راستہ ہی بند رہا۔ مین رسالہ منہاج العابدین

پڑھا کرتا تھا۔ جب تک پڑھے ہوئے سبق کے مفہوم کے ساتھ متصف نہین ہو جاتا تھا سبق آگے نہین پڑھتا تھا۔ اس کے بعد ہجری سنہ نو سو اکیاون تھا۔ کہ احمد آباد گجرات مین غوث الاولیا قدس سرہ کی خدمت مین پہنچکر حق شناسی کے پسندیدہ اسباب بہم پہونچائے۔ جب غوث الاولیا نے گوالیار کو معاودت فرمائی تو مینے بھی ہمراہی کا عزم کیا۔ ارشاد ہوا۔ عارف۔ ہم تم کو اپنی جگہ طالبان معرفت کی ہدایت کے واسطے اسی صوبہ مین چھوڑتے مین۔ چنانچہ بتعمیل حکم مرشد کم وبیش تیس سال تک احمد آباد مین رہنے کی توفیق ہوئی۔ آخر کار ہجری سنہ نو سو بیاسی مین برہان پور خاندیس کی طرف ارادہ کرکے روانہ ہوگیا۔

ہجری سنہ نو سو ترانوین تک طالبان خدا کے چہرہ پر آپ کی ہدایت کا دروازہ کھلا رہا۔ بہت سے لوگون نے آپ کے موفر انفاس کے فیض سے امکان کے تیرہ و تاریک گھر کو۔ شہود کے فروغ سے الٰہی نور کا محل بنایا۔ اور حقیقت کے ستارہ کو قید کے حضیض سے نکال کر اطلاق کے اوج پر پہونچایا۔ جو اصحاب آپ کے ساتھ نسبت رکھتے ہین۔ اُن کے اذکار سے یہ حالات ناظرین کو معلوم ہونگے۔ انشاء اللّٰہ العزیز۔ دوسری شوال سال مذکور کو عالم شہادت کے تنگ کوچہ سے چل کر عالم غیب کی وسیع آبادی مین جا پہونچے۔ آپ کا اسم شریف جو نشکر محمد عارف ہے۔ یہ سال رحلت بتاتا ہے۔

سنہ ۹۹۳ھ

مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز آپنے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اب کثرت اعتباری نے حقیقی لباس پہن لیا ہے اور حقیقی وحدت پردۂ اعتبار مین چھپ گئی ہے۔ کیونکہ عالم (بحیثیت موجودہ) ظاہر ہونے سے پہلے عین حق تھا۔ اور ظاہر ہونے کے بعد حق عین عالم ہوگیا ہے۔ اور جب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ تو یہ جنیدی زمزمہ گایا کرتے تھے ؎

وَغَنّٰی لِیْ مِنِّیْ قَلْبِیْ   وَغَنَّیْتُ کَمَا غَنّٰا

وَکُنَّا حَیْثُمَا کَانُوْا   وَکَانُوْا حَیْثُمَا کُنَّا

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ خدا کو پہونچنا آسان ہے۔ لیکن حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کو پہونچنا دشوار بلکہ سخت دشوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمام اشیا پر جداگانہ خاص خاص طریقون کے ساتھ متجلی ہے۔ اور اپنے اپنے خاص طریقہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہر ایک کا راستہ لگا ہوا ہے۔ پس اُس خاص طریقہ کے ساتھ وجود مطلق کے تعین اور تشخص کا ادراک یہی خدا کا پالینا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمیع الٰہی اور امکانی کمالات کی جامع ہے۔ اِس

حقیقت کی شناخت تمام اسمائی اور صفاتی کمالات کے ساتھ متصف ہونے پر موقوف ہے۔ متفرق تعینات کے ساتھ جو طریقے مخصوص ہیں۔ جب تک اُن تمام طریقوں کے ساتھ۔ وجود کی معرفت اجمالاً اور تفصیلاً حاصل نہ ہو۔ تب تک طالب ذات بابرکات احمدی علیہ السلام کا عارف نہیں ہوسکتا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ سید عبد الغفور سندھی نے۔ جب آپ کے حضور میں رسم بیعت ادا کی۔ تو آپنے فرمایا۔ عیسیٰ بن شیخ ابو العباس قصاب کہتے تھے۔ میرے باپ مجکو بزکشی کے سوا دوسرا کام سکھاتے ہی نہ تھے۔ اور استعداد کی تعلیم نے ولایت کے اس عالی مرتبہ کو پہونچایا۔ اور خود میرے آباو اجداد کا شعار مردم کشی (سپاہیانہ نوکری) تھا۔ دیکھو۔ استعداد نے مجکو کہان سے کہان لاکر اکابر اور صلحات کی رہنمائی کے واسطے مامور کیا ہے۔

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ ایک روز رابعہ وقت بوبو راستی فرماتی تہین۔ ایک روز صبح کے وقت بیدر بزرگوار نے مجھسے اور برادرم ملک محمد سے اولاً راز مخفی رکھنے کا عہد لیا۔ اور اس کے بعد یہ الہامی لطیفہ بیان کیا۔ کہ آج کی رات تاریک مکان مین مراقبہ کے واسطے مینے سر جھکا رکہا تہا۔ یاعبد الرحمن کی آواز تین دفعہ مینے سنی۔ تیسری دفعہ مینے لبیک کہا۔ آواز آئی۔ تم تاریکی مین بیٹھے ہوئے ہو۔ مین چراغ بھیجتا ہون ایکا ایکی ایسی روشنی پھیلی۔ کہ اُس کی کیفیت کے خطا سے سر ہلاتے تھے۔ اور بوبو راستی نے یہ بھی کہا۔ کہ تیس سال بعد آپ کے دریافت کرنے پر مینے اس راز کی مہر کھولی ہے۔ اور نیز آپ فرمایا کرتے تھے۔ یہی قطبیت کا خطاب مین بہت برسون تک پوشیدہ رکھتا رہا۔ ایک روز قوال آیا۔ اور اُس نے وہ غزل گائی۔ جو درجہ قطبیت کی خبر دیتی تہی۔ مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عیسیٰ۔ اس قوال کو میرے راز کی آگاہی کس نے دیدی۔ بیت۔

سر خدا کہ سالک عارف بہ کس نہ گفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

نیز مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ شعبان کا مہینا اور ہلالی سنہ ایک ہزار تیرہ تہا۔ کہ خداوند نشان تن۔ خداوند دولت دارین خانخانان سپہ سالار اکبر شاہ۔ خالص سنجیدہ اطوار۔ پسندیدہ اخلاق شیخ ابو المظفر مبارک۔ رکن نصفیت دعرفان مولانا صالح سندھی۔ اور صدر آرائے شریعت وعدالت قاضی عبد العزیز عیسیٰ قادری اجینی۔ یہ چارون اصحاب اس درویش کے مکان مین راز کی باتین کر رہے تھے۔ اسی اثنا مین بحر العلوم قاضی نصیر ابن شیخ سراج محمد برہانپوری دروازہ کے باہر سے جھومتے ہوئے آپہونچے۔ اور جو چند۔ باتین بیان کین۔ منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ رابعہ وقت بوبو راستی دختر شیخ لشکر محمد عارف ایک روز فرماتی تہین۔ بابا کے اوپر ایک عجیب حالت طاری تہی۔ جو تعبیر اور تقریر مین نہین آسکتی ہے۔ جب وہ

حالت موقوف ہوئی۔ تو اُس کی کیفیت دریافت کی گئی۔ فرمایا۔ بایزیدی مقام پر مجکو بے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان ہے۔ کہ میری زبان سبحانی کہنے سے محفوظ رہی۔ اس کے بعد مسیح الاولیا سے روایت ہے۔ کہ اس مین شک نہین ایسا ہی ہے۔ مجکو بھی اُس وقت مین بلایا تھا۔ اور فرمایا۔ عیسیٰ سبحان ربی الاعلیٰ بہتر ہے یا سبحانی الاعلیٰ اور سبحانہ کہنا اچھا ہے۔ یا سبحانی کہنا مینے عرض کیا۔ نہین۔ سبحانہ ہی کہنا اچھا ہے۔

راقم ۔ گلزار کے ذہن مین یہ بات آتی ہے۔ جب صوفی فنا کی امداد سے۔ عروجی سیر مین۔ امکانی خلعت جسم سے اُتار کر آپہی لباس مین آگیا۔ اور اُسکی مراد اپنی تنزیہ ہوئی۔ تو اُس وقت مین **سبحانہ** کی آواز کا منہ سے نکلنا تاویل اور توجیہ کا محتاج ہے۔ اور **سبحانی** کی آواز اگر نکلے۔ تو بے محل نہین۔ کیونکہ یہی اُسکی مراد ہے۔ اِس بنیاد پر **سبحانہ** کے بہتر ہونے کے واسطے دو توجیہین درکار ہونگی۔ البتہ اُس وقت مین توجیہ کی ضرورت نہین ہے۔ جب مراد یہ ہو۔ کہ بایزیدی مرتبہ کو پہونچنے والا شخص اگر سبحانہ کہے گا۔ تو ظاہر ہوگا۔ کہ امکان اور وجوب کے دونون دریاؤن کو جذبات کی موجون نے درہم برہم نہین کردیا ہے۔ اور شریعت کا برزخ کہ اسی کی رعایت کے اندر حفظ مراتب ہے۔ درمیان مین حائل ہے اور اس مقام کا کمال بھی اس کے سوا نہین ہے۔ یعنی بایزیدی مرتبہ کو پہونچکر **سبحانی** نہ کہے۔ بلکہ **سبحانہ** کہے۔ جیسے کہ نزولی سیر مین جب ذات مطلق۔ انسانی مظہر سے ظہور کرتی ہے۔ تو **سبحانہ** کہتی ہے نہ **سبحانی**۔

جو اصحاب مبدء اور معاد کا راستہ چلنے والے ہین۔ اور نیز جن صاحبون پر عروج اور نزول کی منزلون کے حالات منکشف ہین۔ اُن روشن ضمیر اصحاب کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ عنوان سوال یہ ہے۔ سبحانی کہنا بہتر ہے۔ یا سبحانہ۔ اس عنوان سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔ کہ جب سالک امکانی مراتب طے کر کے وجوب کے مرتبہ کو پہونچتا ہے۔ تو اُس وقت اِن دونون صیغون مین سے کون سے صیغہ کا کہنا بہتر ہے۔ ظاہر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سبحانی کہنا مناسب ہے نہ سبحانہ۔ پس اس حالت پر نظر کر کے اس اعتراض کو گنجائش ہے۔ کہ مجیب نے کس اعتبار سے سبحانہ کو اولیٰ کہا۔ لیکن جب سوال وجواب کی عبارت سے مراد یہ مفہوم نہ ہو جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ بلکہ مراد یہ ہو۔ کہ مقام سبحانی مقام سبحانہ سے بہتر ہے۔ یا سبحانی کہنے والا سبحانہ کہنے والے سے افضل ہے۔ یا اس کے خلاف ہے۔ تو اس صورت

مین جواب پر ہرگز اعتراض وارد نہین ہوتا ہے - کیونکہ اس تقدیر پر جواب کے معنی یہ ہو جاتے ہین - کہ سبحانہ کا مقام - اور سبحانہ کہنے والا - افضل اور اعلیٰ ہے -

ولاریب فیہ خصوصًا لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید لان القائل بقولہ سبحانہ متصف بالکون بعد الاتصاف بالالوھیۃ کما اتصف الحق بہ بعد ما کان واجبًا والقائل بکلمۃ سبحانی ھو المتصف بالوجوب بلا اعتبار اتصافہ بالکون فالاول محقق والثانی مجذوب ومقام التحقیق اسنی من مقام الجذبۃ

اس مین کچھ شک نہین ہے بالخصوص اُس شخص کے واسطے جو صاحب دل ہے یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے - کیونکہ سبحانہ کہنے والا الوہیت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد امکان کے ساتھ متصف ہے جیسے کہ حق بعد اسکے کہ واجب تھا اب امکان کے ساتھ متصف ہو گیا - اور کلمہ سبحانی کہنے والا - وجوب کے ساتھ متصف ہوتا ہے جس کے اندر امکان کے ساتھ متصف ہونے کے اعتبار کو دخل نہین - پس سبحانہ کہنے والا محقق ہے - اور سبحانی کہنے والا مجذوب ہے اور مقام تحقیق مقام جذبہ سے روشن تر ہوتا ہے -

اور اسی توجیہ پر مسیح الاولیا کے خطا کی بھی نظر ہوتی ہے - جو راقم کے عریضہ کے جواب مین صادر ہوا ہے - راقم کے عریضہ مین اسی قسم کا اعتراض تھا - حاصل عریضہ یہ ہے - کہ جب سلطان العارفین ابو یزید بسطامی نے مقام سبحانی سے ترقی فرمائی - اور اپنے تئین - جس طرح الہیات کے ساتھ متجلی پایا تھا اسی طرح حدثان کے ساتھ متلبس پایا - تو بول اُٹھے -

ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی وانا کافر واقطع زناری واقول اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ

اگر مینے کسی روز سبحانی ما اعظم شانی کہا تو مین مجوسی اور کافر ہو گیا - اور اب مین زنار قطع کر کے کہتا ہون - اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدًا رسول اللّٰہ

کیونکہ انسان وجود مطلق کا خلیفہ ہے مرتبہ واحدیۃ کے اعتبار سے - اسواسطے کہ اُسنے مرتبہ واحدیۃ کے اندر ظاہر وجود مین بھی ظہور کیا ہے - جس کا خاص وصف وجوب ہے اور ظاہر علم مین بھی ظہور کیا ہے جس کے لوازم مین امکان داخل ہے -

ولذلک یقال فی حق ابن منصور لو کان

اسی واسطے ابن منصور کے حق کہا جاتا ہے - اگر ہمارے

فی زماننا لرقیناه عما کان علیه و ما ذلك الترقی الا الاتصاف بالکائنات بعد الاتصاف بالالٰہیات کما اتصف الحق بالکون بعد ما کان واجبا۔

زمانہ مین ہوتے تو ہم اُن کو اِس حالت سے ترقی دیدیتے جو اُن کو حاصل تھی۔ اور یہ ترقی سوائے اسکے نہین ہے کہ کائنات کے ساتھ اتصاف پیدا کیا جاوے۔ بعد اسکے کہ الٰہیات کے ساتھ اتصاف پیدا ہوچکا ہے۔ جیسے کہ حق۔ امکان کے ساتھ متصف ہوا ہے۔ بعد اسکے کہ واجب تھا۔

پس سبحانہ۔ عبارت ترقی مراتب سے ہے۔ نہ سبحانی۔ پس اسی کو سمجھ لینا چاہیے۔

واضح ہو۔ کہ اس مقدمہ کا غالب۔ صاحب فصوص الحکم کا کلام ہے۔ جس کو مصنف نے فص نوحی مین ماخوذ کیا ہے۔ یعنی یہ کہ قوم کا نوح علیہ السلام سے بھاگنا اسواسطے تھا۔ کہ آپ کی دعوت مین تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان مین جامعیت نہین تھی۔

قال دعوت قومی لیلا من حیث حقایقهم الباطنة الی التنزیه و نهارا من حیث حقایقهم الظاهرة الی التشبیه۔ فلم یزدهم دعائی الا فرارا۔ ای نفورا۔ مما دعوتهم الیه

نوح علیہ السلام نے عرض کیا۔ مینے اپنی قوم کو بلایا رات مین اُن کی باطنی حقیقتون کے اعتبار سے تنزیہ کی طرف اور دن مین اُن کی ظاہری حقیقتون کے اعتبار سے تشبیہ کی طرف۔ مگر میری دعا نے فرار کے سوا کوئی فرق نہین کیا یعنی قوم کو جس امر کی طرف مین بلاتا تھا اُس سے نفرت ہوئی۔

ثم قال انما لم یجیبوا دعوته لما فیه من الفرقان بین التنزیه والتشبیه و فی الامر ای فی نفسه قرآن و جمع بینهما لا فرقان و تمیز بینهما۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہین۔ قوم نے جو نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول نہین کیا۔ تو اس کا سبب سوا اِس کے نہین ہے کہ اِس دعوت کے اندر تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان مین۔ فرقان (افتراق) ہے۔ اور نفس الامر مین تنزیہ اور تشبیہ کے درمیان قرآن (قرب) اور جمع چاہیے۔ نہ کہ ان دونون کے درمیان فرقان (افتراق) اور امتیاز۔

ثم قال فان القرآن يتضمن الفرقان تضمن الكل لاجزائه والفرقان لا يتضمن القرآن تضمن الجزء لا يتضمن الكل فالقرآن اكمل من الفرقان۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں - کہ قرآن شامل ہے فرقان کو جیسے کہ کل اپنی اجزا کو شامل ہوتا ہے - اور فرقان قرآن کو شامل نہیں ہے - کیونکہ جزء کل کو شامل نہیں ہوتا ہے لہذا قرآن بہ نسبت فرقان کے زیادہ کامل ہے۔

ثم قال وهذا اى لكون القرآن اكمل من الفرقان ما اختص بالقرآن الا محمد صلى الله عليه وسلم بالاصالة وهذه امته التى هى خير امة اخرجت للناس بالمتابعة والمراد بالقرآن الذى اختص به النبى صلى الله عليه وسلم وامته انما هو بالحقيقة السوائية الاعتدالية الجامعة بين التنزيه والتشبيه وسائر المتقابلات بحيث لا يغلب احد المتقابلين على الآخر فى مرتبة من المراتب فليس كمثله شىء اى فقوله تعالى ليس كمثله شىء فجمع الامرين امر التنزيه والتشبيه فى امر واحد اى آية واحدة وهى مجموع تلك الآية او كلام واحد وهو كل من نصفيها۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں چونکہ قرآن - فرقان کی بہ نسبت زیادہ کامل ہے - لہذا قرآن کے ساتھ جس کو خصوصیت دی گئی - وہ اصالۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے - اور اتباعاً یا امت ہے جو بہترین امم ہے - وہ امم جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور جس قرآن کے ساتھ - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کی امت خاص کی گئی ہے - اس سے مراد وہ قرآن ہے - جو ایسی حقیقت کو شامل ہے - جو مساوات اور اعتدال کا درجہ رکھتی ہے - اور نیز تنزیہ و تشبیہ اور تمام متقابلات کو اس طور پر جامع ہے - کہ دونوں متقابلوں میں سے کوئی کسی پر کسی مرتبہ میں غالب نہ ہو - لہذا مثل اس قرآن کے کوئی شے نہیں ہے یعنی خود قول اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہے **لیس کمثلہ شیء** پس تنزیہ و تشبیہ دونوں آیۃ واحدہ میں مجمع ہیں - اور آیۃ سے مراد ساری یہ آیۃ ہے - یا تنزیہ و تشبیہ دونوں کلام واحد میں جمع ہیں اور کلام سے عبارت منجملہ آیۃ کے دو نصفوں کے کوئی سا بھی ایک نصف ہے۔

ثم قال فلو ان نوحا اتى بمثل هذه الآية اجابوه۔

پھر مصنف فصوص لکھتے ہیں - اگر نوح علیہ السلام اس آیۃ کی ہدایت کے موجب تعلیم فرماتے - تو قوم اس کو

ضرور قبول کرتی -

اور اسی طرز پر مسیح الاولیا کا یہی بیان ہے - جس کو صاحب موصوف انوار الاسرار کے دیباچہ مین جہان اقسام تفسیر لکھے ہین - لکھتے ہین -

قولہ ومن فسرہ واولہ علی الباطن ولم یلتفت الی ظاہرہ اصلا کا ذہب الی فرعون انہ طغیٰ یراد بھا ان موسیٰ روحہ وفرعون نفسہ من غیر ملاحظۃ معنی الاصلی الذی نزل لاجلہ فھو باطنی البطونۃ فی احد معانیہ ومن فسرہ علی الظاہر الصرف من غیر ایمان واقرار بالاشارات والنکت التی ھی عین البلاغۃ الی رب ومحض الفصاحۃ من نفسہ فھو حشوی خارجی ما رای من جلال قرأتہ الا سر اوقات عزتہ ولم یظفر بدخولہ فی مجلس وقوف علی جمالہ المندرج فیہ والمندمج تحتہ ومن جمع بینھما فھو العارف الکامل الواقف بالکتاب وبمراد نزولہ -

مسیح الاولیا کا بیان ہے - جس شخص نے قرآن کی تفسیر کی اور صرف باطن کی طرف تاویل کرکے کھینچ لے گیا - اور ظاہر کی طرف قطعی ملتفت نہین ہوا - جیسے اذہب الی فرعون انہ طغی سے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اُسکی روح ہے اور فرعون اُس کا نفس ہے - بغیر اُن اصلی معنی کے لحاظ کے - جن کے واسطے خاص کر قرآن نازل ہوا ہے وہ شخص باطنی ہے - کیونکہ قرآن کے دونون معانی مین سے ایک کو چھوڑ کر ایک کے اندر گُھس گیا ہے - اور جس شخص نے قرآن کی تفسیر صرف ظاہر پر کی - اور جو اشارات اور نکات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت کرکے عین بلاغت مین - اور تفسیر کنندہ کی نسبت کرکے محض فصاحت مین ان اشارات اور نکات کا یہ مفسر نہ ایمان رکھتا ہے - اور نہ اقرار کرتا ہے - وہ شخص حشوی خارجی ہے جس کو جلال قرأۃ مین سے بیرونی پردہای عزت کے سوا - کچھہ نظر نہین آیا - اور اُسکو محل قیام مین داخل ہوکر اُس جمال کا دیکھنا نصیب نہین ہوا جو اس کے اندر مندرج اور پوشیدہ ہے - اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی کو جمع کیا - وہ شخص عارف کامل ہے اور کتاب سے اور مراد نزول سے واقف ہے -

اور انہین ظاہری باتون کے طور پر وہ تحقیق بھی ہے - جو لفظ النفس کے متعلق مسیح الاولیا نے لکھی ہے

یعنی انسان کی عنصری ترکیب مین روح واجب کے مرتبہ مین ہے - کالبد ممکن کے درجہ مین ہے - اور دل اس مقام پر ہے جو دونون کو جامع ہے [1] عبارا تنا شتی وحسنک واحد بیت -

یک نکتہ بیش نیست غم عشق وین عجب	از ہر کسے کہ مے شنوم نامکرر ست

خلاصہ اس طول وطویل منقولات کا سوائے اس کے نہیں ہے - کہ جامعیۃ کا مرتبہ افضل ہے سبحانہ تنزیہ جامع ہے - اور سبحانی صرف تنزیہ واجب ہے [2] فظہر المراد وزال الاعتراض -

یاد قاضی محمود موربی

موربی ایک موضع ہے مضافات گجرات مین - آپ شیخ لشکر محمد عارف قدس سرہ کے مریدین - رسمی علوم کی تحصیل نے آپ کو فضیلت کے درجہ پر پہونچایا تھا - حکیم عثمان بوبکانی اور مولانا موسیٰ بوبکانی جو عادل پور برہان پور کے مدرس تھے - بعض علوم مین مثل عربی اور نحو کے آپ کے شاگرد مین آپ کے پیر سے روایت ہے - جن ایام مین راوی (مین) ہدایہ فقہ قاضی محمود سے اور قاضی محمود نقد نصوص اور مراۃ العارفین - اس درویش سے پڑھتے تھے - تو آپ کو ایک مسئلہ کلام مین سخت دشواری پیش آئی - کہ یہ جلیل القدر صفت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نسبت اس طرح کیون کر ثابت کی جاوے جو اعتراض سے سالم رہے - القصہ مسئلہ مذکور اس طرز سے دلنشین کیا گیا - کہ تردد کی خلش آپکے ذہن مین باقی نہین رہی - اور عبارت والون کے جھگڑے سے آپ کے ضمیر کو نجات مل کر سکون حاصل ہوا - اُس وقت آپنے کہا - مردون کے واسطے یہ بڑی لغزش گاہ ہے - اس موقع کے واسطے ایک عصا ہاتھ آیا - اور نیز آپ فرماتے تھے - جس روز سے شیخ عارف کے ہاتھ پر مینے بیعت کی ہے - اُس روز سے علوم اور فنون کی بہت سی مشکل اور مخفی باتین میری طبیعت پر ملازمت پیر کے فیض سے بآسانی حل ہو جاتی ہین - اور بہت مدت سے ایسا ہوتا ہے - کہ حقائق پناہی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عالم خواب مین میری دشواریان حل کر دیتے ہین -

مصرع با د آسان در طریقت انچہ دشوارش بود -

یاد شیخ اولیا

آپ نے قدم فرسائی کی - تو صدق وصفا کے میدان مین - اور خانہ نشین ہوئے - تو فقر وفنا

---

[1] ہماری عبارتین متعدد مین اور تیرا حسن صرف ایک ہے ۱۲ [2] مراد ظاہر ہو گئی اور اعتراض رفع ہو گیا ۱۲

کے کوچہ مین شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ تھے - اور شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے نسبت تھی - قدس اسرارہم - ایک روز آپ کے پاس خبر آئی - کہ آپ کا بیٹا اور داماد دونون - جان فرسا لڑائی کے معرکہ مین مارے گئے اس خبر کو آپنے کشادہ پیشانی کے ساتھہ سنا - ماتم اور تعزیت کا رنگ ڈھنگ آپ کے اوضاع اور اطوار سے قطعی پیدا نہین ہوا - اور ان دونون عزیزون کی خبر کا جان گزا خط اپنی بیوی کے پاس لیجا کر اس عنوان سے سنایا - کہ تمہارے واسطے ایزدی بارگاہ کا ہدیہ لایا ہون مصرع خدا بر صبر او پاداش بخشاد -

یاد شیخ رکن الدین ابن محمود

آپ کی زاد بوم بیانہ ہے - جو دار السلطنۃ آگرہ سے دو منزل دور ہے - یہان کا نیل اور مہندی دونون چیزین بے مثل ہوتی ہین - اہل جہان سوغات سمجھکر ہر ایک ملک کو لیجاتے ہین - آپ فرماتے تھے - ہم تین شخص جو باہم برادر تھے - مراغہ تبریز سے ہند کی طرف آئے تھے - شرف الدین - داؤد - اور عبد المجید - پہلے بھائی نے بیانہ مین عقد کر لیا - اور دوسرے دُو جور ہے - یہ مجرد اور حصور ہی مرے - شیخ رکن الدین چودھوین پشت مین شرف الدین کو پہونچتے ہین - جس سال ہیمو نام بیکر پرست - جنت آشیانی کے لشکر سے بھڑ گیا تھا - آپ بیانہ سے چل کر دار الامان منڈو مالوہ مین چلے آئے تے - صناعت خان کی بے ستون مسجد بادشاہان خلیج کا جہان گنبد ہے - اوسکی جنوبی سمت مین واقع ہے - اسی مسجد مین آپ نے قیام فرمایا - اور خدا پرستی - اور بیداردلی کے ساتھہ متوکلون کی طرح گذران کی - نحو اور فقہ کی کتابون سے آگاہ تھے - پرہیزگاری اور کم آزاری مین استحکام کے ساتھہ قدم جمائے ہوئے تھے کامل بائیس سال تک درویش زادون کو - بدون اُجرت لینے اور احسان رکھنے کے قرآن پڑہایا - اور عربی زبان مین استعداد پیدا کراتے رہے - اپنے حجرہ سے جامع مسجد اور جنازہ کی نماز کے سوا - کہین نہین گئے - تاریخ چوبیسوین جمادی الاول ہجری سنہ نوسو بانوین کو رَاہ مکان قدس ہوئے - ایک لڑکے کو بیانہ سے ہمراہ لائے تھے - جس کا نام عبد الغفار ہے - یہ آج تک اُسی مسجد مین زندگی گزار رہے ہین - خوابگاہ منڈو - سید محمود کی مسجد کے صحن مین مصرع باد رکنی ازارم ما وائے اُو -

یاد شیخ یوسف قادری

آپ سید اسمعیل کے مرید ہین - جو شیخ کمال الدین قریشی کے خلفا مین سے ہین - آگرہ کے نئے قلعہ مین سکونت رکھتے تھے - سرگشتہ طالبان خدا کی رہنمائی کے بارہ مین بہت کچھہ دلسوزی اور کوشش سے کام لیتے تھے - بالآخر پیر بزرگوار نے اپنی دامادی سے آپ کو سرفراز فرمایا - اِس ظاہری رشتہ کے ساتھہ معنوی نسبت کا رشتہ

اور پیدا ہوگیا۔ ان دونوں صدفوں کے شاہوار موتی دارالسلطنت میں موجود ہیں۔ خدا کرے۔ خداشناسی کا شرف نصیب ہو مصرع کو درخت سعی تا از وصل جانان برخوریم۔

یاد شیخ حسن چشتی

آپ کی زادبوم قصبہ تھانیسر ہے۔ جو سلطان پور نندربار کے پرگنات میں سے ہے۔ آپ بہت پرانے ضعیف العمر مگر زندہ دل شخص تھے۔ ہمیشہ نم ناک آنکھوں کے ساتھ زانو بسر رکھے ہوئے بیٹھے رہا کرتے تھے آپ کی صحبت میں دل ربائی کی صفت تھی۔ جو شخص ایکبار آپ کو دیکھ لیتا تھا۔ اُس کو پھر دوبارہ آپ کے دیکھے بدون آرام پانا ممکن نہیں ہوتا تھا مسیح القلوب سے روایت ہے باوجودیکہ آپ کے پانچ لڑکے تھے۔ جو دینداری اور علم سے آراستہ تھے۔ اور یاارادت معتقدین کی ایک جماعت کی جماعت تھی۔ لیکن درویشوں اور عالموں کی ملازمت میں جب جایا کرتے تھے۔ تو تنہا جایا کرتے تھے۔ جب اس بارہ میں آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ مجکو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بزرگان دین کی ملاقات کے وقت ہمراہیوں کے دل۔ کسی اندیشہ باطل میں مبتلا ہو جاویں۔ یا میرے دل میں اپنے ہمراہی فرزندوں اور مریدوں کے واسطے کوئی ایسی خواہش پیدا ہووے جس میں مشائخ طریقت کی خوشنودی نہ ہو۔ اس سبب سے خداشناس گروہ کی خدمت میں تنہا جانا بہتر معلوم ہوا۔ **بیت**

چراغ مہر و خورشید محبت	شب تنہائیش را در کمین باد

یاد شیخ محمد

آپ علوم غریبہ بالخصوص اقسام جفر اور دفق اعداد اچھی طرح جانتے تھے۔ علم کو عمل کے ساتھ رفیق بناکر اپنی مصاحبت سے لوگوں کو فیض پہونچاتے تھے۔ قرآنی تلاوت کے وقت بہت کچھ تاثیر اور ترتیل کام میں لاکر سننے والوں کو خدائی پیغام پہونچایا کرتے تھے۔ ہمیشہ مہمان خانہ میں مقیم اور مسافر ہم نشینوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ محبت کا دلولہ۔ اور عشق کا شعشعہ۔ ہمیشہ اور ہر وقت آپ کا حریف تھا۔ اور دائمی شگفتگی آپ کے مزاج کا جزو تھی۔ امام فضلا آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔ ۹۹۳ھ

یاد شاہ منجھن

آپ عبد اللہ ابن قاضی خیر الدین کے فرزند ہیں۔ شریف اور نجیب الطرفین تھے۔ آپ کے پدری دادا۔ خلاصۃ العلما قاضی تاج الدین نحوی۔ اور مادری دادا۔ زبدۃ السادات قاضی سماء الدین دہلوی ہیں۔ جو

فتوی نویسی کے عالی منصب پر سرفراز اور قتلغ خانی کے پاک خطاب کے ساتھ مشہور تھے۔ آپ کے پیر بیعت تاج العرفا سید تاج الدین بخاری ہین۔ یہ سید صاحب۔ بہت کچھ معرفت اور سیاحی کے ساتھہ روشناس ہین۔ اور ہر ایک ملک کے مشائخ سے ان کو خلافت حاصل ہے۔ جب سید صاحب ہند مین آئے۔ تو غوث الاولیا کی ملازمت حاصل کرکے خلعت اجازت پایا۔ پھر اس کے بعد۔ اسی شطاریہ سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کیا۔ اپنے مرید شاہ منجھن کی سفارش۔ حضور غوث الاولیا مین کرکے۔ خدمت مین چھوڑا۔ آپ اُس فرصت مین مرشد کی جملہ تصانیف مین سے جواہر خمسہ کو پیر کی خدمت مین پڑھ کر۔ اپنے عمل مین لائے۔ جواہر خمسہ ایک کتاب ہے۔ جو زاہد کے افعال۔ سالک کی رفتار۔ اور صوفی کے اعتقاد پر شامل ہے۔ خرقہ خاص جو کوہستان چنار کی ریاضت کے وقت غوث الاولیا پہنے رہتے تھے۔ آپ کو عطا ہوا ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین آپ کے فرزند ارجمند شیخ عثمان کے ہاتھون۔ راقم نے بھی اُس خرقہ کی زیارت کی تھی۔

اب مین کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ شاہ منجھن۔ خلاصہ علماے زمانہ شیخ احمدی کے مدرس تھے۔ تمام علوم متداولہ کا محققانہ درس فرمایا کرتے تھے۔ شرعی حدود اور اُس کے آداب کا لحاظ رکھنے مین۔ بہت کچھہ کوشش اور اہتمام کام مین لاتے تھے۔ آپ کے ایام زندگانی۔ درس۔ مطالعہ۔ مراقبہ۔ اور محاسبہ مین وقف تھی۔ جس سال مین شیر خان سور نے قلعہ راے سین فتح کرکے اسلام آباد نام رکھا۔ اس سال مین آپ اپنے وطن لکھنوتی سے چل کر اُس قلعہ مین آئے تھے۔ ایک عمر تک اُس قلعہ کی شیخ الاسلامی اور خانقاہ داری کا منصب آپ کے نام سے رہا۔ جب قلعہ مذکور کی سرداری کی نوبت ہنود کو پہونچی۔ تو آپ وہان سے بہ ترک سکونت سارنگ پور مالوہ مین چلے آئے۔ اور یہین مکان بنا لیا۔ ایسا عالم جو علوم کی فیض رسانی کا دروازہ لوگون پر کشادہ کرے۔ اُس زمانہ مین اور اُن اطراف مین نہین تھا۔ اور کتابین بھی حادثہ کے سبب سے لوٹ مین جاتی رہین تھین۔ ناچار آپ نے ہر ایک فن مین اپنی یاد سے ایک ایک رسالہ مرتب اور تحریر کر لیا۔ اور طالبان علم کو اُس وقت تک کہ دوسری مبسوط کتابین ہاتھہ آدین۔ اُن مرتبہ رسالون کے ذریعہ سے فیض بخشی فرماتے رہے۔ بعدہ آپ کے گرامی قدوم کی برکت سے سارنگ پور شہر۔ شیراز کی طرح دار العلوم بن گیا۔ اور بہت سے اہل کمال آکر وہین کے واسطے وہان کی دامنگیر خاک سکونت کا باعث ہوئی۔

جب آپ کا وقت پیری آ پہونچا۔ تو آپ نے دل کو فرزندون اور عزیزون کی محبت سے پاک کیا اور قصبہ اشٹہ مین جو سارنگ پور سے دو منزل دور ہے۔ گوشہ نشینی کے واسطے مکان اختیار فرمایا۔ چند سال بعد ہجری

سنہ ایک ہزار ایک کے ماہ ربیع الاول مین آپ بمقام سارنگ پور گئے - اور تمام چھوٹون بڑون سے خوشنودی حاصل کی - اور رخصت ہو کر وہان سے پھر اپنے گوشہ نشینی کے حجرہ مین واپس چلے آئے - اب اس وقت مین عمر شریف کا سال اسّی کے خانہ مین آگیا تھا - اس مہینے مین آپنے ایک روز اُن اصحاب کے ساتھہ جو ذکر جہر کے ہنگامہ مین حاضر تھے - جہان فانی کے وداعی مراسم ادا کئے -

آپ کے جد بزرگوار قاضی تاج الدین نحوی شیخ محمود زندہ پوش قرشی عشقی کی نسل سے ہین - جن کی خانقاہ اسلامی شہر بلخ مین تھی - جس زمانہ مین اشرف دانشوران قاضی شہاب الدین صاحب بحر مواج اور قاضی فخر الدین کی ذات مبارک سے ہندمین مجلس فیض عین رونق پر تھی - اُس زمانہ مین قاضی تاج الدین نحوی بلخ سے ہندوستان مین آئے تھے - اور شہر لکھنوتی مین قیام کی تجویز کی تھی - بہت سے طالبان علوم کو علوم اور فضیلت سے آشنا کر دیا - جب ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین مالک اقلیم اکبر شاہ نے مالوہ کی طرف کوچ فرمایا - تو صوبہ مالوہ کے تمام مشائخ ایک وجہ خاص سے لشکر مین فراہم کئے گئے - اِس مجمع مین راقم کو شاہجہن کی خدمت مین حاضری کا موقع ملا تھا - دیدار اور دست بوسی سے فیض پایا تھا - خدا کرے - آپ کی برکات دوام کے ساتھہ ہم آغوش رہین -

یاد خواجہ کلان پور خواجہ جوئباری

آپ - دینی سعادت مین - موحدانِ سابق کے ہم پایہ - اور دنیاوی تصرفات مین فرمان روایان زمانہ کے ہمسر تھے - با اینہمہ طریقت - آزادگی بے تعلقی - اور درویشی کے قانون اور آئین مین - ایک شمہ بھی فروگذاشت نہین کرتے تھے - کہتے ہین - حاجتمندون کی معروضات اور ارباب ہوس کی خواہشات - سننے کے بعد - اُسی حجرہ مین گھس جایا کرتے تھے - جو بنا رکھا تھا اور تن گدازی - اور روح پروری کے کام مین مشغول ہو جاتے تھے - اسی طریقہ سے تمام عمر گزار دی - جب ہجری سنہ نوسو بانوین مین - اپنے اعضا و جوارح ملک عدم کے سپرد کر کے عنصری مکان سے اصلی مقام کو کوچ فرمایا - تو گھر مین سے سوائے ایک شکستہ خشت اور ایک پرانی چٹائی کے کچھہ نہین نکلا -

یاد شیخ یوسف بن شیخ عبد اللہ تمیمی انصاری

آپ نے کتابی علم کی تحصیل - اپنے پدر بزرگوار کی تعلیم سے کی تھی - جب آپ امیر سید اسمعیل ابن سید ابدال تاذری کی صحبت مین پہونچے - تو یہان نسبت دامادی پیدا ہو گئی - اور نیز ان کا دامن پکڑ کر آئنی

معرفت کا سامان فراہم کیا۔ چند روز بعد سید اسمٰعیل نے خرقہ خلافت عطا فرماکر اپنا جانشین بنایا۔ دنیا دی داد و ستد۔ ہر ایک کی ضرورت اور عدم ضرورت کے اعتبار سے لازمہ بشریت ہے۔ اس داد و ستد کے اندر اکو زیب کو آپ کے افعال مین اور نا راستی کو آپ کے اقوال مین دخل نہتا۔ ہجری سنہ نوسو چرانوین مین شوال مہینا گزر کر چاند رات کے دن نماز عصر مسجد مین پڑہنے کے بعد معمولی وظیفہ مین مشغول تہے۔ آفتاب ڈوب جانے کے بعد بعض مسجد نشینون نے ہلال ذی قعدہ کی رویت کے واسطے اٹھکر باہم مبارک بادکہی آپ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور رو کر کہا۔ اگر چاند نظر آگیا ہے۔ تو درویش کو عنصری تعلقات کے بار سے سبک دوش کرکے۔ اپنے حضور مین کیون طلب نہین فرمالیا۔ شاید خداوندی بارگاہ کے لائق نہین جانا ہوگا۔ اسی قسم کی باتین کر رہے تہے کہ اتنے مین نماز مغرب کی تکبیر ہوئی۔ آپ نماز پڑہکر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔ اُسی دم تکیہ پر سر رکہکر۔ اپنی جان کو کلمہ شہادت کے ساتہہ۔ اصلی وطن مین پہونچا دیا۔ خوابگاہ آگرہ

یاد مولانا کاسکرانی ابن امیر امین الدین خراسانی

آپ اپنے ماموں مولانا فخر الدین علی واعظ کے مرید ہین۔ آپ کے دل مین عشق اور عرفان کے جواہرات بہرے ہوے تہے۔ اور آپ کی زبان کی کنجی سے عقل و نقل کے خزانے کہلتے تہے۔ کسی مقام مین بلکہ اپنے مکان کرامات مین بہی رہنا پسند نہین تہا۔ ہمیشہ آزروے فقار رہتی تہی۔ کہتے ہین۔ بہت لوگ آپ کے درس سے اُستادی اور مدرسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ نیز آپ فرماتے تہے۔ میرے ماموں ہمیشہ باغ مین تنہا جایا کرتے تہے۔ ایک روز مین نے عرض کیا۔ مجکو بہی اپنے ہمرکاب لے چلیے۔ فرمایا۔ تم کو باغ دیکہنے کی تاب نہین ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ مین دل شکستہ نہ ہوؤن مجکو ہمراہ لے گئے۔ جب باغ کے اندر قدم رکہا۔ تو اُس کے درخت تمام و کمال قیام سے رکوع مین جہک گئے۔ مجکو حیرت اور حیرت کی وجہ سے بیہوشی ہونے لگی۔ آپ نے میری پیٹہہ پر ہاتہہ پہیرا۔ تب میرے دل مین اس حالت کے دیکہنے اور برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوئی۔ ہجری سنہ نوسو چوالیس مین جہان فانی کو وداع کیا۔

یاد مخدوم جعفر

آپ کی زاد بوم اور خوابگاہ۔ سدرون بوبک گانون مین ہین۔ جو سیہوان کے نزدیک ہے۔ سیہوان کو سیستان سندہ بہی کہتے ہین۔ زبان کو رسمی فضیلت اور دل کو حقیقی معرفت حاصل تہی۔ آپ ضمیر کی باتون سے آگاہ۔ عموماً دلون کے دوست۔ اور نیز رموز الانفس و آفاق سے واقف تہے۔ شیخ طاہر ابن یوسف سندہی

کے اُستادزادہ ہین - جو مجمع البحار طاہری - اور ریاض الصالحین کے مصنف تھے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مدظلہ سے روایت ہے - حکیم عثمان بوبکانی سے مینے سنا ہے - اُنھون نے فرمایا - مخدوم نے آخر عمر مین منطق کی کتابین دریا مین بہادی تہین - اور احیاء العلوم - عوارف - مفصل الخطاب - اور نیز ان کتابون کی مثل جو دیگر کتب ہوتی تہین - اُن کے مطالعہ کے سوا کوئی شغل نہین تہا - مصرع باد بروحش مقام جنت مفصل الخطاب -

یاد مخدوم بایزید لاکھہ

لاکہ - ایک قبیلہ ہے سندمین - عزت آمائے دارین - بہرہ مند نشاتین - مرزا عبدالرحیم خانخانان - ابددولتہ نے مسیح زمان کی خدمت مین بیان کیا تہا - کہ جب مین صوبہ تتہ فتح کرنے کے زمانہ مین - مخدوم کی خانقاہ مین پہونچا - تو صوفیون کی ایک جماعت دیکہنے مین آئی - کہ اُن کے ہاتہہ تو لازمی ضروریات بہم پہونچانے کے کام مین مصروف تہے - اُن کی زبانین تلاوت قرآن کے ساتہہ - ذکر الٰہی مین لگی ہوئی تہین - اور اُن کے قلوب - نفسانی خطرات دور کرنے کی فکر مین مشغول تہے - آپ کی گرامی صحبت سے بہت کچہہ باطنی فروغ حاصل ہوا -

مصرع آئیہ نور باد شمع شبش ؎

یاد مخدوم بلال سندھی

آپ - حق کے عارف - اور خلق کے معروف تہے - ہدایت سندہی سے روایت ہے - ایک رات کا ذکر ہے - مخدوم خلوتخانہ کے اندر - مطالعہ اور مشاہدہ مین مشغول تہے - پیاس کا زور یہان تک ہوا - کہ پانی کے واسطے باہر آنا پڑا - ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے - دیا - جو کچہہ دیا - اور پایا جو کچہہ پایا بیت

انچہ حق بہر بندگان آراست		آرزو آنچنان ندانند خواست

یاد مولانا خرد دیوانہ

آپ کے ہاتہہ نے دامن مولانا خواجگی کاشانی کے ارشاد کا پکڑا تہا - آپ آگاہ دل . خدا شناسون مین سے تہے ہمیشہ فیض رسانی کی مسند پر معرفت الٰہی کا بیان کرنے کے وقت جذبہ کی وجہ سے چہرہ سرخ ہو جایا کرتا تہا - اور معانی کا نشہ سر سے جوش مارا کرتا تہا - ایسی اونچی اونچی باتین بیان کیا کرتے تہے - کہ اندیشہ بہی اُن کے ادراک سے قاصر رہتا تہا - اور کوئی دانشمند - آپ کے بیان کی توجیہ نہین کر سکتا تہا - کہتے ہین - دار الاسلام بلخ کے فرمان روا پیر محمد خان اوزبک نے اپنے زمانہ حکمرانی مین ایسے خلیفہ کی درخواست کی تہی - جو نقشبندیہ سلسلہ پر لوگون کو تالیف قلوب کرکے کہینچ لاوے - چنانچہ مولانا نے اپنے

یارون سے استفسار فرمایا۔ ہرایک نے اس کام کے لئے۔ اپنے تئین تجویز کیا۔ اُس وقت مجلس مین مولانا خرد موجود نہین تھے۔ پیر بزرگوار نے سب کی راے کو نظر سے گرادیا۔ کیونکہ بوسے پندار آتی تھی۔ اور قلبی توجہ سے مولانا خرد کو مجمع کی طرف کھینچ بلایا۔ اور فرمایا۔ دیانتہ تم درویشان بلخ کے پیشوا کیئے گئے ہو۔ اُٹھو۔ اور روانگی کا سامان کرو۔ جب وہان پہونچ جاؤ تو طریقہ رہنمائی اختیار کرنا۔ اور طالبون کو اپنے مطلوب مین کامیاب کرنا۔ آپنے تعمیل حکم کی۔ اور رہنمائی کا کام سنجیدہ روش کے ساتھ انجام دیا۔ ہجری سنہ کچھ اوپر نوسو نوے تھا۔ کہ آپ کی طلب۔ روحانی عالم مین ہوئی۔ آپ نے قبول فرماکر بلخ مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد شیخ صدیق برودرہ (بڑودہ)

آپ عطار کے لڑکے تھے۔ جب توفیق کی بزم سے آپ کو کیف حاصل ہوا۔ تو باپ کی عطاری کی دوکان چھوڑکر۔ پیر کا شعاری طریقہ اختیار کیا۔ تھوڑے عرصہ مین ذاکر۔ شاغل۔ عابد۔ عارف۔ قانع۔ متوکل۔ اور نیز گوشہ نشین ہوگئے۔ خلافت کا خرقہ۔ اور بیعت کی کلاہ شیخ صدرالدین ذاکر سے ملی تھی۔ ہمیشہ جان توڑکر کوشش کیا کرتے تھے۔ کہ پیر کی ہی ملازمت مین رہین۔ پیر کی اُخروی رحلت کے بعد ناچار ہوکر ایک مسجد کا گوشہ اختیار کر لیا تھا۔ اور اُسی مین رہے۔ جب تک کہ ناسوتی تلچھٹ کا پیالہ توڑکر لاہوتی شراباً طہوراً کا پیمانہ منہ سے نہین لگالیا۔ اور بزم وحدت مین صاحب دور نہین ہوگئے۔ ہجری سنہ نوسو بانوین مین جو مظفر گجراتی کے خارج ہونے کا اور خانخانان کی فتح کا سال ہے۔ راقم رسمی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر اپنے وطن سے احمدآباد گجرات کو جارہا تھا۔ جب شہر برودرہ (بڑودہ) ہوکر گزرہوا تو اپنے مرشد شیخ صدرالدین ذاکر کے روضہ کی زیارت کے واسطے۔ اور نیز اُس شہر کے مشایخ کی ملازمت کے قصد سے دو تین روز وہان پر مقام کیا۔ اور اپنی مشتاق آنکھین ان اصحاب کے دیدار سے منور کین۔ اس درمیان مین شیخ صدیق کی خدمت مین کئی دفعہ رازداری کی باتین ہوئین۔ پھر جب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین استاذی شیخ وجیہ الدین علوی کے روضہ مقدس کی خاک بوسی کے واسطے گجرات کو گیا۔ تو اس دفعہ آپ کو برودرہ (بڑودہ) کی اُس مسجد مین نہ پایا۔ مسجد کے ہمسایون سے آپ کے حالات تحقیق کئے۔ تو اونہون نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین آپ آنجہانی ہوگئے۔ بعض نے سنہ چھیانوین بیان کیا۔ العلم عند اللہ الملک العلام

یاد شیخ عبدالرحمن صوفی سرہندی

آپ ترین گروہ مین سے ہین۔ عاشق منش۔ مبتلا سرشت۔ سوختہ دل۔ حسن پرست۔ فراخ مشرب

ہورد جو بلند ہمت - ستودہ خو - گوشہ نشین - گرسنگی پرور - نیاز گزار - آرزو دشمن - قناعت دوست اور اہل کشف تھے - آپ کو سید بدہا بلگرامی کی خدمت مین ارادت تھی - جب اپنی زاد بوم سے آپ دار السلطنت آگرہ مین آئے - تو غوث الاولیا کے صاحب زادہ مخدومی شیخ ضیاء اللہ کی خانقاہ مین حجرہ بتجویز کر لیا قدس سرہم اور چند روز مین ضیائی صحبتون نے زندگانی کا باغ پُر بہار کر دیا عائشہ نامی ایک عورت حسینہ اور جمیلہ تھی یکایک آپ اُسپر عاشق ہوئے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ عورت مذکورہ نے بھی - درویش اور نیز درویشی پر دل دیدیا تہا - القصہ دونون طرف کی اجازت - اور خوشنودی سے عقد کی رسم ادا ہوئی - بہت برسون تک دونون ہم راز رہے - سید احمد قادری آپ کے ہم رازون مین سے ہین - ہمیشہ کہا کرتے تھے - کہ شیخ اس عورت کے ساتھہ ایسا گہرا مراقبہ کیا کرتے تھے - کہ رات کو صبح کر دیا کرتے تھے - اور زُیِّنَ لِلنَّاسِ[۵۱] حُبُّ الشَّهَوَاتِ کے گرویدہ لوگون سے مستثنیٰ تھے - کیونکہ آپ کی نظر بساط زمانہ کی رنگ آمیزی کو دیکھکر کبھی اپنی جگہہ سے نہین سرکتی تھی - اور آپ کا دل - روزگار کے طلسمی ہنگامہ سے کبھی دہوکہ نہین کہاتا تہا - بلکہ نہایت کم درجہ کی خورش اور پوشش سے بہوک کی دفع الوقتی - اور برہنگی کی دلاسا کشادہ پیشانی کے ساتھہ فرمایا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو پچانوین مین اپنی عنصری صورت - سپرد خاک کرکے - اصلی وطن کو رخصت ہوئے -

یاد شیخ طیب طاب ثراہ

آپ - حافظ - عالم - قاری - بے تکلف - شکستہ دل - اور نمناک چشم تھے - اپنے گہر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - ایک روز آپنے ایک حسین کو جو معشوقی کے ساتھہ اُس ملک مین مشہور تہا مسیح القلوب کے ہمراہ دیکہا تہسے - اور مذاق کے طور پر کہا[۵۲] اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ اور یہ کہکر چل دئے - مخدوم ہارون ایک بزرگ تھے سندہ کی تمام زمین ان کے وجود سے روشن تھی - اور تتہ کی تمام اطراف ان کی باعلم اولاد اور شاگردون سے منور ہین - کہتے ہین شیخ طیب انہین مخدوم کے فرزندون مین سے ہین ظاہری علم مین آپ کے اُستاد - ملا یونس مفتی سندہی ہین - تقدیر کے کرشمہ سے ناچار ہوکر آپ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوئے - اور ایلچ پور برار کی طرف سفر اختیار کیا - اس زمانہ مین شیخ طاہر یوسف بیان

---

۵۱ لوگون کو (دنیا کی) مرغوب چیزون کے ساتھہ دل بستگی بھلی معلوم ہوتی ہے ۵۲ کیا یہی ہین - جو تمہارے معبودون کی (بُری طرح) یاد کرتے ہین ۱۲

تشریف رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کا دیدار دیکھکر خوش ہوئے۔ اور شکر الٰہی بجالائے۔ ان دونون صاحبون کے درمیان مین بیان تک محبت تھی۔ کہ شہر کے لوگ دونون بزرگوارون کو باہم بہائی بہائی سمجھتے تھے لیکن یہ شیخ طیب۔ وہ شیخ طیب نہین ہین جو اُن کے بہائی تھے۔ اُن کا پیمانہ زندگی ہجری سنہ نو سو پچاس مین لب ریز ہوچکا ہے۔ القصہ۔ آپنے ایک مفید شرح رسالہ غوثیہ پر لکھی ہے۔ اور آپ کے عمدہ عمدہ حاشیہ مشکوۃ حدیث پر بہی ہین منیح القلوب اصول فقہ اور کلام مین آپ کے شاگرد ہین۔ برار کے حادثہ معلوم مین شیخ طاہر کے ہمراہ آپ بہی حاکم کی التماس قبول کرکے برہان پور مین آگئے تھے۔ بہت کچھ فیض بیان کے لوگون کو پہونچایا اور دسوین صدی کے دسوین حصہ مین آپ نے اُس جہان کا عزم فرمایا۔ خوابگاہ۔ شیخ ابراہیم عمر سندھی کے حظیرہ مین ہے۔ مصرع یاد طیب ہمچو نامش خاک او۔

یاد شیخ عوبی دیانہ سندھی

آپ کی ایسی عجیب وغریب ہوش رُبا خارق عادات۔ زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہین۔ کہ اُن کو تحریر اپنے آغوش مین نہین لاسکتی ہے۔ منجملہ خارق عادات کے ذکر قربان کو کمال کے درجہ پر پہونچایا تھا جب آپ اُس کا شغل کیا کرتے تھے۔ تو تمام جسمانی اعضا بند بند کرکے جدا ہو جایا کرتے تھے۔ اور پہر مل جلیا کرتے تھے۔ بعض کا یہ گمان ہے۔ کہ مخدوم نوح آپ کے مریدون مین سے ہین واللہ اعلم۔

مصرع مظہر معجزات احمد بود

یاد شیخ سعد اللہ دھلوی چشتی

آپ کا روزمرہ کا خرچ۔ دہقانی۔ سوداگری۔ یا سپاہگری پر منحصر نہین تھا۔ بلکہ لہ فی السماء رزقکم کے جاگیر دارون کے نام دیوان ازل سے فرمان وظیفہ جاری ہوگیا تھا۔ اس سبب سے آپنے زندگی۔ اُسی آسمانی روزی پر بسر کی۔ کسی متعارف سبب کو ہاتھ نہین لگایا۔ اور آزادگی اور گوشہ نشینی کا دامن ہمت کے ہاتھ سے پکڑکر واصلان قریب کی ملازمت سے فیض اٹھایا۔ آپ اپنے تئین شیخ جاپلدہ دہلوی قدس سرہ کے خانقاہ نشینون مین سے بیان فرمایا کرتے تھے شیخ عبدالعزیز یحیی مندری دہلوی کے ساتھ نسبت خویشی رکھتے تھے شیخ محی الدین ملیح الملک کو۔ عادل شاہ برہان پوری کے حضور مین عرض بیگی کا منصب حاصل تھا۔ یہ آپ کے ہی فرزند ہین۔ اور عادل شاہ کی التماس پر آپ براہ مہربانی۔ دہلی سے یہ ترک سکونت برہان پور چلے آئے تھے۔ چند سال بعد اُسی شہر کی

لہ تمہارا رزق آسمان مین ہے ۱۲

حدود مین شمالی سمت پر شیخ ابراہیم سنبھی کی تربت کی ہمسائگی مین خوابگاہ اختیار کی۔

مصرع ہمسایہ اش رسول خدا باد در بہشت ؎

یاد سید حید قدس سرہ

آپ کا آغاز سلوک تھا۔ کہ شیخ بلال کی ملازمت مین پہونچے۔ اور ان کے موثر انفاس سے تلقین چاہی
شیخ بلال نے فرمایا۔ سیادت خود فی نفسہ بڑا عالی شان وجہ ہے۔ جو آپ کو حاصل ہے۔ آپ کا رہنما مجھ جیسا گوڈریا فقیر
جو کچھ نہین سمجھتا ہے۔ زیبا نہین ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے۔ کہ کسی ایسے بزرگ کی تلاش مین ہمت کا پانون غبار آلود کر کے
اپنی مراد مین کامیابی حاصل کیجیے۔ جو آپ کی نسبت کے ہم پلہ ہو۔ قصہ کوتاہ آپ نے جہان پہا قدم سے قید
اُٹھائی۔ اور سیاحی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایام سیاحی مین۔ جس صاحب کی خدمت مین پہونچتا تھا
اُمید پوری نہین ہوتی تھی۔ جواب ملتا تھا۔ کہ تمھاری ہدایت شیخ بلال کے حصہ مین آچکی ہے۔ ناچار پھر پھرا کر
شیخ بلال کے آستانہ پر حاضر آیا۔ اور بیعت ہو گیا۔ نیز فرمایا کرتے تھے۔ جب مین چھہ روز کا تھا اُس وقت کے
حالات مجھے یاد ہین سکہ مین کس طرح اور کہان تھا مصرع بصارت با بصیرت روزیش باد۔

یاد شیخ کتین لاکہ

آپ کے پیر طریقت شیخ بلال ہین۔ کہتے ہین۔ آپ صاحب دولت اور صاحب سامان تھے جتنی اکر
چند گروہ آپ کے زیر فرمان رہتے تھے۔ یکایک اس ساز و سامان کے ترک کا خیال آپ کے دل مین پیدا ہوا سب
کو چھوڑ چھاڑ کر کس کی کفنی گلے مین ڈال لی۔ اور پیر کی خدمت کا شغل اختیار کیا۔ ایک روز آپ سے دریافت کیا
گیا۔ عز و جاہ کو چھوڑ کر۔ فقر و نیاز کی دوستی اور سوختگی کے ساتھہ آشنائی کس حد تک پہونچ گئی ہے۔ آپ نے
فرمایا۔ گدائی۔ اور ظاہری خواری کے ساتھہ مجکو اس قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مین فرمان بردارون کے
مکانون پر جا کر روٹی کا ٹکڑا بھیک مانگون۔ تو میری طبیعت پر گرانی پیدا نہ ہو۔ بلکہ آسودگی بڑہے۔ جب آپ
قبر مین رکھے جاتے تھے۔ تب ذکر کی آواز سننے مین آئی تھی۔ مصرع جز بہ ذکر حق زبان گویا مباد ؎

یاد شیخ محسن تھانہ

کہانہ ایک قصبہ ہے دہلی سے شرقی سمت مین چالیس کوس دور۔ توکل اور خاموشی یہ دو گواہ آپ
کی ولایت کے تھے۔ ایک بزرگ روہتک سے لکھتے ہین۔ آپ اپنے گانون سے کہین نہین جایا کرتے تھے
البتہ چند روز بعد درویشون کے دیدار کے واسطے ہمارے قصبہ مین آیا کرتے تھے۔ یہان کے باخندے

چھوٹے سے لیکر بڑے تک تمام آپ کی پیشوائی کے واسطے جاتے تھے - اور عمدہ طرح سے آپ کو شہر مین لاکر
ہر ایک شخص اپنے گھر مین اُترنے کی التماس کیا کرتا تھا - آپ سب سے عذر معذرت کر کے - جہان آپ کا دل
چاہتا تھا وہان اُتر پڑتے تھے - سوائے ضروری بات کے زبان نہین کھولتے تھے - اور ایک شکم کی مقدار کے
سوا کسی روپیہ پیسہ کو ہاتھ نہین لگاتے تھے - اسی طرز کے ساتھ ایک دو ہفتہ وہان رہکر اپنے وطن کو
لوٹ چلا کرتے تھے - بہت برسون تک اسی طرح گزاری - خوابگاہ کہانہ -

یاد شیخ ظہور الدین محمود بن جلال

آپ گجرات کے فرزند - قطب الاقطاب غوث الاولیا کے مرید شیخ صدرالدین ذاکر کے خلیفہ
راقم گلزار کے مربی - ربانی کلام کے حافظ - بے یارون کے یار - اور کم زورون کے قوت بازو تھے - ہر ایک
خانوادہ کے پیرون مین دعوت کا علم - اور اذکار کا طریقہ مختلف ہوتا ہے - او علیٰ ہذا مشہور سلسلون کے
مشائخ مین اشغال اور اسرار کی طرزین گوناگون ہوتی ہین - ان سب امور مین آپ کو کمال فیض حاصل تھا
مرشد کے ساتھ بہت مدت تک سیر و سفر مین ہم قدم - اور خلا و ملا مین ہمدم رہے تھے - خلاصہ یہ ہے کہ پیر کے
اسرار اور افعال کا آپ آئینہ تھے - یعنی پیر کی صورت سے رنگ اور پیر کے معنی سے بو بہم پہونچائی تھی جب
مرشد کو گجرات جانے کا خیال پیدا ہوا - تو آپ کو اُنہون نے منڈو (مانڈو) والون کی ہدایت کے واسطے یہین
چھوڑا - کم و بیش دس برس باشندگان شہر کی فیض رسانی کی بعدہٗ تاریخ اٹھارہوین شعبان کو ہجری سنہ
نوسو چھیانوین مین منزل قدس کی طرف روانہ ہو گئے - خانقاہ مین ہی قبر بنائی گئی - شہر والے آپ کی عمر جو کوتاہ
بتاتے تھے - اس کی وجہ اپنی کم واقفیت سمجھتے تھے - رنج و افسوس کی زیادتی کا حال کیا لکھون - کہ اس
علامہ دہر کے نہ لکھے ہوئے واقعات کا ایک انبار ایسا ہے جس پر علم حاصل نہین ہے - رحلت کے وقت
آپ کے چند کامگار خلفا حاضر تھے - آپ نے حاضرین مین سے شیخ داود کو منتخب کر کے اپنی جانشینی
کے واسطے اجازت فرمائی - شیخ داود جیسے ظاہر مین برگزیدہ تھے ویسے ہی معنی مین بھی برگزیدہ تھے
انہون نے شیخ عبداللہ اور شیخ ضیاء اللہ مخدوم زادون کی خدمت مین رہ کر فضیلتین اللہ صفائی
وقت حاصل کی - اب اُن دونون صاحبزادون کے بجانب گوالیار چلے جانے کے بعد - آپ
ہجری سنہ ایک ہزار مین منڈو کی طرف لوٹ آئے ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کو قیام اور راستہ روی
کی توفیق عطا فرماوے - مصرع ع ہمچنان انجام کار ما و تو محمود باد ؎

یاد شیخ محبت

آپ نبی اسرائیل گروہ مین سے ہین - زاد بوم دہلی - اور خوابگاہ سارنگ پور مالوہ ہے - سپاہیانہ روش تہی نستعلیق خط اُستادانہ لکہتے تہے - ہجری سنہ نوسو پچاسی تہا - کہ قصبہ دہار مالوہ مین ایک حسین منظر پر عاشق ہو گئے - خلعت کو گدڑی کی عوض - اور عقل کو دیوانگی کی عوض فروخت کر دیا - اِس درمیان مین سفر حجاز کا ولولہ اندرون باطن سے جوش کر اُٹہا - تو حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفاً** کے طواف سے سرفراز ہوئے - بحر اعظم کے کنارون کی سیر کرتے ہوئے - مالوہ کو لوٹ آئے - ایک مدت دراز تک **راقم** گلزار کے ساتہہ مصاحبت رہی - انہین ایام مین ایک دوست کے گہر خوشی کا جلسہ تہا دو قوال آپس مین بگڑ گئے آپ نے صفائی کرانی چاہی - تقدیر ناموافق تہی - آپ کی صلح کنان باتین - اُن دونون مین سے ایک کو ناگوار گذرین - اُس نے کمر مین سے خنجر نکال کر آپ کے پہلو مین مارا - حاضرین محفل کو انصاف اور حمایت حق نے اُس بد کردار کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا - مگر آپ نے پکار کر کہا - کہ درویش کا خون سلسبیل ہے - دیت اور قصاص لئے جانے کے لائق نہین ہے - جو اصحاب میری خوشنودی چاہتے ہین - اُن کو چاہیئے - کہ اپنی تکلیف اور دشمن کا آزار گوارا نہ کرین - کیونکہ ازلی دفتر مین خنجر مارنے والا - اور زخم کہانے والا دونون ایک ہی اصل کی فرع ہین - اور کسی کو تقدیر کا لکہا ہوا دگرگون کرنے کی طاقت نہین ہے - **القصہ** ہجوم غوغا کو شگفتگی کے ساتہہ منتشر کیا - چند روز بعد زخم اچہا ہو گیا - تو آپ اُجین سے سارنگ پور مین چلے گئے اس جگہہ ایک سانپ کے کاٹنے سے آپ کی عنصری عمارت کے اندر ہجری سنہ نوسو چہیانوین مین خرابی پیدا ہو گئی - عارف وقت محی قلوب سید محی الدین پسر سید چاند سارنگ پوری - جن کا ظاہر اور باطن دونون آراستہ ہین - بیان کرتے ہین ایک روز مین امیر سید علاء الدین کے روضہ مین شیخ محبت سے رازداری کی باتین کر رہا تہا - اتنے مین ایک طرف سے ایک نعش آتی ہوئی معلوم ہوئی - اور دوسری طرف ایک جمیل منظر نمایان ہوا - میری نظر تابوت پر پڑی جس سے مجکو حیرت اور عبرت زیادہ ہوئی - اور آپ کی نگاہ اُس محبوب کے چہرہ پر پڑی - جس سے آپ مشاہدہ مین مستغرق ہو گئے - مین نے کہا - تابوت کی طرف نگاہ کرنا عبرت پیدا کرتا ہے - اور جمیل صورت پر نظر ڈالنا - نفسانی خواہش بڑہاتا ہے - آپنے فرمایا - درویش کی نظر مین یہ دونون باتین ہم پلہ ہین - اور جو شخص فنا ہو گیا ہو - موت اور زیست اُس کے اختیار مین ہے - چنانچہ اُسی شب کو آپنے ہم نشینون کو یہ دہوکہ دیا - کہ مجہکو

سانپ نے کاٹا ہے - جب علاج اور جنتر منتر کرنا شروع ہوا - تو آپ نے مسکرا کر فرمایا - درویش کو اس عمل کی ضرورت نہین ہے - پس یہی بہتر ہے کہ اپنے تئین خدا کے سپرد کر کے بالکل خواب راحت مین سو جاؤن - صبح کے وقت لوگون نے آپ کو رحمت حق مین آسودہ پایا - اور آپ کے کسی عضو پر سانپ کے کاٹنے کا نشان نہین تھا - اور آپ کے مراقبہ کے مکان مین ایک شرعی تہمد کے سوا - کوئی روپیہ پیسہ نہین نکلا - اس بیان سے معلوم ہوا - کہ سانپ کاٹنے کی روایت عام خلائق کی شہرت ہے - دراصل آپ کی رحلت فرمائی کی حقیقت اس طرح پر ہے - کہ جیسے بیان کی گئی - اس کے بعد آپ کے دیرینہ رازدار اور غمگسار شیخ صدر جہان نے آپ کو خواب مین دیکھا - تو آپ سے آنہی عالم کا ماجرا دریافت کیا - آپ ہنسے - اور فرمایا - **المومن مرآة المومن** اور منہ بند کر لیا - **مصرع** آئینۂ خداے نمایا و جان او -

یاد سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل

آپ کی تمام و کمال ہمت - حدود شریعت کی نگاہبانی مین - اور تمام و کمال نیت - اسرار حقیقت کی پاسبانی مین مصروف تھی - آپ ہمیشہ رہنمائی اور نصیحت کے وقت - معرفت - اور کشف کے انوار - شریعت کے لباس مین - پوشیدہ عبارت کے ذریعہ سے بیان کیا کرتے تھے - تصوف کی برہنہ باتین - بہت کم کیا کرتے تھے حقائق اور اسرار بیان کرتے وقت - دلچسپ اشارون - اور دل آویز نکتون کے جواہرات - نظم اور نثر کے تاگے مین پرو کر - سننے والون کے کان اور گردن کا ہار بناتے تھے - ظاہری علم کی تحصیل - شیخ ابوالفتح تھانیسری - اور شیخ جلال انصاری کی فیض بخشی سے - اور باطن کی پرورش - اپنے پدر بزرگوار کی توجہ سے کر کے ان کمالات اور حالات کو پہونچے تھے - آپ کی ولادت کا سال نو سو تینتالیس ہے - آغاز جوانی کے بعد فرائض سنن - اور نوافل کے ادا کرنے مین جان توڑ کر کوشش کرتے تھے - شیخ محمد صوفی سے روایت ہے - ایک روز مین جنگل مین جا رہا تھا - دو مرد عرب سامنے آئے - اور سلام کیا - مینے سلام کا جواب دیا - اُنہون نے دریافت کیا - سید بدرالدین ابن سید جلال متوکل کو آپ جانتے ہین - مینے کہا - مین آپ کے خانوادہ کا غلام ہون - انہون نے کہا - ہم کو اُن سے ملنا ہے - مین اُن دونون شخصون کو سید کے نزدیک لے گیا - اُنہون نے قدم بوسی کے بعد عرض کیا - فرزند رسول اللہ **علیہ الصلوٰة والسلام** سے بیعت ہونے کی آرزو ہمارے دل مین تھی - مدینہ مین حضور نبوی نے ہم کو اجازت دی ہے - کہ ہندوستان مین جا کر آگرہ مین سید بدرالدین کے مرید ہو جاؤ - اگرچہ ہمارے فرزند اس ملک مین بھی ہین - لیکن - تمہارا حصہ ازل مین اُنہین کی تحویل سے ملنا

معین ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس شہر مین اس تمہارے مطلوب نام کا شخص شاید کوئی اور ہو۔ تشخیص وتحقیق کے بعد بیعت کرنا۔ اُنہون نے عرض کیا۔ جن دل ربا خصلتون کے ذریعہ سے علامتین ہم کو بتائی گئی ہین۔ وہ تو آپ مین ہی پائی جاتی ہین۔ خیر۔ رسم بیعت بجالا کر۔ اُسی رات کو اجازت معاودت حاصل کی۔ راوی بھی دہلیز کے باہر تک اُنہون کی متابعت مین گیا تھا۔ اُنہون نے فرمایا۔ جس سال مین کہ لمعان الشیب فی الاسلام نوری سید کی ڈاڑھی مین فروغ پیدا کرے گا۔ وہی سال سید کے کمال کا ہوگا۔ کہتے ہین۔ جب آپ کی عمر پچپن کو پہونچی۔ تو پیری کی سفیدی نمودار ہوئی۔ اور اسی سال کی پہلی ماہ صفر کو استسقا کی بیماری آپ کو عارض ہوکر۔ کامل دو مہینے لگاتار رہی۔ لیکن عبادات کے وظیفون مین کسی قسم کا فتور واقع نہین ہوا۔ تاریخ چبیسوین ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو آپ نے بزرگان شہر کو بلا کر اُن کے روبرو خرقہ اور سجادہ اپنے فرزند سید بھاری کے حوالہ کیا۔ حاضرین نے دعا کے واسطے ہاتھہ اٹھا کر کہا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس وصیت کو مبارک کرے۔ آپ نے فرمایا ہر ایک طریق سے مبارک ہے۔ بالآخر۔ اسی ربیع کی چاندرات کے دن دنیا کی ویرانہ جگہہ کو رخصت فرما کر عالم غیب کی آباد عمارت کی طرف سفر کر گئے۔ خوابگاہ آگرہ۔

یاد شیخ راجی محمد برودرہ (بڑودہ)

آپ رند تھے۔ مگر سادہ تھا۔ آزاد تھے۔ مگر سوز زنجیرین پانون مین پڑی ہوئین دیوانہ تھے۔ مگر کام سب عاقلانہ فنافی الشیخ کو فنافی اللہ سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ اور ترجیح کی وجوہ بیان کیا کرتے تھے۔ تمام کردار گفتار اور رفتار مین اپنا نقش خاکی لوح سے مٹا کر تمام کو شیخ کی طرف منسوب پاتے تھے اسی اندیشہ مین اُنکی آمدورفت رہتی تھی۔ اور بدون مستانہ نعرہ مارنے کے کوئی قدم راستہ مین نہین رکھتے تھے ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے تھا۔ کہ آپ کے نام الٰہی طلب کا پیغام پہونچا۔ آپ قبول کر کے۔ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ کے حضور مین روانہ ہو گئے۔ آپ نے ایک بیٹا چھوڑا۔ شیخ ولی محمد نام تھا ان کو سلوک سے پہلے آغاز ہوش مین ہی۔ توحید کے قوی جذبہ نے آلیا۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ توحید کی بات کے سوا۔ آپ کی زبان۔ دوسرے حرف کے واسطے حقیقۃً گونگی تھی۔ ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین احمد نگر دکن کے مقام پر نظر آئے تھے۔ پھر آپ کی کوئی خبر نہین آئی۔ آپ کے برگزیدہ مریدون مین سے شیخ صدرالدین ذاکر ہین۔ یہ اپنے پیر کے ساتھہ ہمیشہ واپسین نفس تک سفر اور

حضر مین رفیق رہے۔

یاد شیخ میان آبا

آپ کا نام ابراہیم ہے۔ صاحب حال و قال۔ اور اہل مقامات و کرامات تھے۔ زاد بوم قلعہ بہرو چ گجرات اور خوابگاہ برہان پور محمد شاہ فاروقی کے حظیرہ مین۔ کہتے ہین۔ یون تو آپنے بہت سے مشائخ زمانہ کی نظر دیکھی اور ملازمت کرکے فیض پایا تھا۔ لیکن خرقۂ خلافت آپ کو غوث الاولیا قدس سرہٗ کی خدمت عالی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ القصہ جب گجرات سے برہانپور مین آئے۔ اُس وقت مین محمد شاہ وہان کا حاکم تھا۔ اور سید زین الدین اُس کا وزیر اعظم تھا۔ جس نے غوث الاولیا کی خانقاہ مین ایک مدت تک رہ کر کام کیا تھا۔ یہ دونون اصحاب صفائی قلب سے آپ کے مرید ہوئے۔ جب حاکم اور وزیر مرید ہو گئے۔ تو آپ نے مرید کرنا ترک کر دیا۔ اِس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو جواب دیا۔ کہین ایسا نہ ہو۔ کہ اب جو لوگ میری طرف اظہار ارادت کرتے ہین۔ اس مین لوگون کا خیال یہ ہو۔ کہ اِس صوبہ کے حاکم کا مین پیر ہون پس یہی بہتر ہے کہ مین اپنے تئین اس خطرناک شیوہ سے باز رکھون۔ تاکہ جو لوگ ارادت کی استعداد رکھتے ہین مین اُن کی گمراہی کا سبب نہ بنون اور کسی کے خالص عمل کو ریا کی آلایش سے آلودہ نہ کرون۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوے یا ننیانوے مین اعلی عالم ارواح کو رحلت فرمائی۔ خلیل الرحمن ۹۹۹ھ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصرع ملا را اعلے یاد جاے یا داو ۹

یاد حاجی ابراہیم سرہندی

آپ کی رنگین طبیعت کا شاہد۔ علوم اور معرفتون کے زیور سے آراستہ تھا بشیخ المحدثین شیخ ابن حجر نیمی کی خدمت مین آپنے حرم محترم مین رہکر احادیث کی تصحیح کی تھی۔ حدیث اور تفسیر کی سند مین آپ کو نسبت عالی حاصل تھی۔ آپ کی قوت ناطقہ موثر اور واعظانہ اشعار کی زبان سے آشنا تھی۔ جس زمانہ مین تمام ملک ہندوستان کو شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے فتح کر لیا تھا۔ تو اُس کے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ یہ تمام علما۔ جو گردہ کے گروہ پایۂ تخت کے شہر مین فراہم ہین۔ ایک ایک کرکے تمام قلمرو کے ایک ایک حصہ مین مقرر کئے جاوین جس طرح ظاہری فوج اور امرا سے ملک مین امن و امان اور آرایش ہے۔ اسی طرح اس باطنی گروہ کے بابرکت انفاس کی برکات سے بھی۔ ہر ایک ملک کے باشندون کو اپنی اپنی استعداد کے موافق فیض پہونچے اور نیز ہر ایک شخص بقدر حوصلہ۔ اِس جماعت کی ملازمت سے فروغ معرفت حاصل کرے۔ اِس

خیال کی بنیاد پر پھر ایک شخص - ایک جداگانہ سمت مین نامزد کیا گیا - جس ملک مین آپ مامور تھے وہان سے آپ بدون حصول اجازت - دارالسلطنت مین لوٹ آئے - یہ بات شہنشاہ کو ناگوار گزری - اس ناخوشی کے سبب سے آپ کو قلعہ رنتنبھور[ف۱] مین بھیج دیا - یہان پر تنہائی اور اپنی حالت مین سختی دیکھکر بہت پریشان ہوئے - ایک مدت تک تو یہ انتظار کیا - کہ کوئی سبب رہائی کا پیدا ہو - مگر پیدا نہین ہوا - پھر ایک رات رسی بہم پہونچا کر دیوار قلعہ پر لٹکائی - تاکہ اُس عالی شان قلعہ سے نیچے اُتر جا دین - اور فرار ہو کر چند روز گمنامی کے طریقہ پر بسر کرین آدھی دور تک اُتر آئے تھے - کہ یکایک رسی ٹوٹی - جس نے عمر کا بھی پیوند قطع کیا - جو ایک بال کے تار سے بندھا ہوا ہے - آپ کی روح نے درمیان مین سے ہی آسمان کا راستہ لیا - اور کالبد نے اپنا اسباب زمین کے حوالہ کیا - **بیت**

پیوند عمر بستہ بموئے ست ہوش دار	غم خوار خویش باش غم روزگار چیست

یہ واقعہ پیش آنے سے خرد شناس حقیقت بین نظر کے سامنے آیۃ کریمہ[ف۲] اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی حکمت ظاہر ہوئی اور شکی طبیعتون کو اوامر و نواہی کے بارہ مین یقین پیدا ہو گیا -

یاد شیخ ودود اللہ شطاری

آپ شیخ معروف صدیقی کے بیٹے ہین - اور نام شیخ لاد ہے - ہمیشہ درویشی اور فقر مین زمانہ گزارا - آپ کے آبائے کرام مُعنعن شیخ عبدالرحمن کو پہونچتے ہین - جو حضرت صدیق اکبر کے پوتے ہین **رضی اللہ عنہ** غوث الاولیا کے مرید اور نیز خلیفہ ہین - کم و بیش بارہ سال برابر اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین رہ کر شطاری مشرب کے اشغال اور اذکار کا طریقہ اور دعوت کی سند حاصل کی - اور سب کو عمل مین بھی لائے - حضرت غوث الاولیا نے جب گوالیار سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی تھی - اور اس کا سبب ابھی ابھی اوپر گزارش ہو چکا ہے - تو آپ کو ایک مانع نے ہمراہی سے باز رکھا - اور آیۃ کریمہ[ف۳] وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ

ف۱ تنبھور مقام - اگرہ اور جینپور کے درمیان مین واقع ہے ۱۲ ف۲ اللہ کا حکم مانو - اور رسول کا حکم مانو - اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین (ان کا بھی) ۱۲ ف۳ (نہ ان لوگون پر کسی طرح کا الزام ہے) کہ جس وقت تمہارے پاس آئے - کہ تم اُن کے لئے سواری بہم پہونچاؤ - تو تم نے جواب دیا - کہ میرے پاس تو کوئی سواری ہے ہی نہین - کہ تم کو اوس پر سوار کر دون - وہ لوگ لوٹ گئے - اور خرچ میسر آنے کے غم سے ان کی آنکھون سے آنسو جاری تھے -

کے مصداق معذوروں مین سے ہوئے - ناچار آپ چند سال تک قصبہ آشٹہ مین گوشہ نشین رہے - یہ قصبہ
مضافات مالوہ مین ہے - پھر جب باز بہادر افغان - اکبر شاہ کی افواج سے بھاگ کر بنگالہ کے اطراف مین
آیا - اور ملک مالوہ کو دولت اکبری نے فتح کیا - اور افغانون کی جو جماعت ازراہ اعتقاد آپ کی خدمت
مین آمد و رفت رکھتی تھی - موقوف ہوئی - تو آپ ہجری سنہ نوسو چوہتر مین - اس قصبہ سے بترک سکونت
ملک خاندیس کو چلے گئے - اور قصبہ جامود مین اقامت کا سامان کیا اُس زمانہ مین یہ قصبہ اُس صوبہ کے حاکم
میران محمد شاہ فاروقی کے حکم سے سید میران شکر کو تھی کی جاگیر مین تھا - اس سال مین شیخ وودو اللہ کی عمر شریف
ستّر سے تجاوز کر گئی تھی - مسیح الاولیا فرماتے ہین - ایک دفعہ مجکو کسی تقریب سے اپنے مرشد شیخ لشکر محمد عارف
کے ہمرکاب جامود کے میدان مین جانے کا اتفاق ہوا تھا - وہان پر شیخ ودو اللہ کی ملازمت بھی میسر
ہوئی تھی - ہمنے ایک نورانی پیر دیکھا - جس کی پیشانی سے ولایت اور کرامت کے انوار دیکھنے والون کی نظر
کے سامنے عیان تھے - ہجری سنہ نوسو ترانوین مین عالم خاک سے ملک پاک کو کوچ فرمایا - خوابگاہ جامود -
آپنے ایک لڑکا چھوڑا ہے شیخ اسمٰعیل نام - اُنہون نے بیس سال تک مسیح الاولیا کی خدمت مین رہ کر اندرونی اور
بیرونی شست و شو کی تھی - اور فقر و فاقہ کے ساتھ اس طرح یگانگت پیدا کی تھی - کہ اگر تمام اہل جہان کی دولت
مندیان ان کی بے نیازی کے سر پر قربان ہو جاوین - تو زیبا ہے - ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین مرشد کی اجازت
سے پدر بزرگوار کے پرانے مقام کو جارہے تھے جو قصبہ آشٹہ ہے - چونکہ آشٹہ جانے والہ کا گزر منڈو (مانڈو)
مین ہونا ضرور ہے - لہذا شیخ اسمٰعیل کو منڈو مین آنا پڑا - اور راقم گلزار کے غریب خانہ پر چند روز مہمان رہے
بہت کچھ تسلی دلاسا دی گئی - کہ فقرائے باب اللہ کی گوشہ گزینی کے واسطے آشٹہ سے منڈو بہتر ہے -
تو آپنے یہ عذر کیا - کہ مرشد کی اجازت آشٹہ مین ہی رہنے کے واسطے ہوئی ہے - اور راقم کی التماس
کو قبول نہین فرمایا - تاریخ پندرہوین ربیع الثانی سنہ صدر کو روانہ آشٹہ ہوئے - مصرع

ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ؎

یاد میان وجیہہ سندھی

آپ کی ولادت ایک گانون مین ہے تتہ سے نزدیک - ایک روز مسیح زمان کہتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار
سات مین برگزیدہ صاحب دلان - مردم چشم کیمیا نظران - خانخانان ایدہ دولتہ نے جب برہانپور خاندیس
مین نزول فرمایا تو اوّل خانخانان خیمہ گاہ مین نہ اُترے - براہ راست جلو کے ساز و سامان کے ساتھ فقیر

کی مسجد مین چلے آئے۔ سب سے پہلے آپ کی بات یہ تھی۔ کہ جب میان وجیہ کے گانون کی حد و دمین لشکر کے خیمے نصب ہوئے۔ تو باوجودیکہ میان کے ساتھہ میرا اعتقاد درست تھا۔ مگر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ نا وقت غنودگی پیدا ہوئی۔ اس عرصہ مین میان کا گانون لوٹ مین آگیا۔ اس سبب سے میرا دل ہر وقت ایک عجیب انقباض مین ہے۔ اور اسی خیال اور خوف سے خیمہ گاہ مین نہ اترکر آپ کے دیدار کے واسطے آیا ہون۔ اور میان وجیہ کے کچھہ حالات بیان کیے۔ جس کا اجمال یہ ہے۔ بیان کیا کہ ایک شخص تھے جن کا دل ہمیشہ درد طلب سے مالامال تھا۔ آنکھین اشک پشیانی سے بہری ہوئی تہین۔ اور زبان یاد حق سے لبالب تھی۔ مصرع چشم و زبان و دلش باد پر از معرفت ؛

یاد شیخ احمد متوکل اُجینی

اُجین۔ صوبہ مالوہ کا ایک شہر ہے۔ آپ کو خرقہ خلافت غوث الاولیا سے حاصل ہے قدس سرھما آپ ہمیشہ زبانی اور نہانی ذکر کے ساتھہ پاس انفاس رکھتے تھے۔ امور کی باریک باریک تدابیر کو آپنے کبھی ایک جو کی برابر بھی نہین سمجھا۔ پیدائش ہندمین کسی مشرقی شہر کی ہے۔ شیر شاہ سور کا زمانہ تھا۔ کہ آپ وطن سے چل کر اجین مین آئے۔ اور سامان قیام کیا۔ کسی شخص سے روپیہ پیسہ۔ ایک روز کے خرچہ سے زیادہ کبھی نہین لیا۔ ہمیشہ واپسین نفس تک آپ کی روزی آسمان پر رہی۔ اہل روزگار کی دانائی پر نادانی کو ترجیح دیتے رہے۔ راقمؔ کو آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھہ نہایت محرمیت اور دلبستگی تھی اور وہ بھی استمرار کے ساتھہ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین آپ کی نوبت زندگانی انجام کو پہونچی۔ خوابگاہ اُس حوض کے کنارہ ہے۔ جو قلعہ اجین کے باہر کی طرف سے ملا ہوا ہے۔ ایک جانشین چھوڑا تھا شیخ عبداللطیف نام تھا۔ انہون نے ریاضت کے ذریعہ سے خلافت کے چراغ مین بہت کچھہ روشنی بڑہائی تھی اور مسیح القلوب کی خدمت مین برہان پور جاکر حقیقت اور معرفت کا سرمایہ بہم پہونچایا تھا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین عاریتی عالم کو ترک کیا۔ مصرع شد وزیش اَللّٰہُ لَطِیفٌ بِعِبَادِہٖ

یاد شیخ معروف ابن قاضی سعد اللہ

آپ صدیقی النسل ہین شیخ نظام نارنولی کے خلیفہ تھے۔ زادبوم دہار۔ خوابگاہ خاک مدینہ۔ آپکے اجداد بغداد سے آئے تھے اور شرقی دیار ہند مین صوبہ جونپور کے متعلق ایک شہر بہار نام ہے۔ اُس کو اپنا وطن بنالیا تھا بہار سے آپ کے دادا شیخ محمود سلاطین خلیج کے عہد مین منڈو (مانڈو) مین آئے۔ اور یہین سامان

اقامت کیا چند روز بعد قصبۂ مجیرہ کے قاضی ہو گئے - جو منڈو سے بارہ کوس - اور دہار سے پانچ کوس ہوا ہے
اس قصبہ کے پان ایسے خوشبو - اور عمدہ مزہ دار ہوتے ہین - کہ دوسرے صوبون مین لوگ سوغات
لیجاتے ہین - جب شیخ محمود کو آسمانی قضا آئی - تو اُن کے بیٹے شیخ سعد الله مسند شریعت پر بیٹھے - جب
انھون نے بھی عالم دنیا کو چھوڑا - تو اُس وقت مین شیخ معروف چھوٹے تھے - جب شیخ معروف کا
زمانہ ہوش آیا - تو پیر طریقت کی جستجو مین بھاگ دوڑ کرنے لگے - اس اثنا مین شیخ نظام نارنولی کی فیض رسانی
کا شہرہ سنا - دل سے صبر جاتا رہا - ناچار نارنول جا کر مرید ہوئے - اور چند سال خدمت حضور سے فیض پایا
فرماتے تھے - پیر کے ہم رکاب نارنول سے دہلی کو جاتا تھا - ایک سیاح شیخ عبد اللہ تھے - ان کو عالم
ارواح کی رموز اور عالم شہود کے حقائق مین اچھی واقفیت تھی - اثنائے راہ مین ایک گانون کے نزد
ان کی ملازمت نصیب حاصل کی - ہر ایک قسم کی باتین کین - بالآخر مین اور وہ دونون ایک دوسرے کے ہم عمر
نکلے - بہت کچھ دلجوئی اور نوازش عمل مین آئی - اور مجکو ہر ایک خانوادہ کے پیرون کی خلافت کا خرقہ مرحمت
فرمایا - سوائے اجازت سلسلۂ چشتیہ قدسیہ کے - جو مجکو پیر سے حاصل تھی - چند سال بعد قصبہ دہار
مین لوٹ آئے - اور اُسی قصبہ کی حدود مین ایک کوٹھری پسند کی - جہان پر نفس کے ساتھ لڑائی مین
مشغول ہوئے - اور اس خانگی چور اور رہزن نشین قزاق کی درآمد برآمد کے راستون پر چوکیدار مامور کئے -
تھوڑی تھوڑی غذا گھٹانے سے - نفس فربہ ہونے سے باز رہا اور اس طریقہ پر سونے اور کھانے کی
پابندیون سے رہائی پائی - سبحان اللہ اگر پانی یا شربت آپ پیتے نہ ہوتے تو لہٗ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ
جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کی نفی مین شامل ہونے سے - آپ مستثنٰی ہو جاتے - باین ہمہ
آہنی خار - ایک پرانی گودڑی کے اندر لپیٹا ہوا - پیراہن کے اندر ہمیشہ رکھتے تھے - اور تمام عمر نماز
معکوس مین راتون کو دن کرتے رہے -

ہجری سنہ نوسو چھیانوین مین صوبہ مالوہ کے حاکم نواب خان اعظم میرزا عزیز بزرگ کوکہ اکبر شاہ تھے
ابد دولتہ اس سال مین شیخ نے اجین سے احرام عمرہ باندھا - اور راہ حجاز اس شکل کے ساتھ طے
کرنے کا عزم دل مین مصمم کیا - کہ سر کو نیچے لٹکائے ہوئے جاؤن گا - لیکن نواب سے دوستی تھی - نواب
نے آپ کو روکا - اور نیز دوستون اور عقیدت مندون نے بھی اسی طرح پر التماس کیا - لہٰذا آپ نے
مہربانی فرما کر اس سال مین توقف کیا - جب زیارت کعبہ کے شوق کا غلبہ ہوا - تو آپ نے آنکھون پر

پٹی باندھ لی تاکہ دوسری دیکھنے کی چیزین دیکھنے مین نہ آوین - اور اپنے اوپر لازم کیا - کہ جب تک جمال کعبہ نہین دیکھ لون گا - پٹی نہین کھولون گا دوسرے سال قرارداد کے موافق زاد راہ اور سفر خرچ کے واسطے جس قدر ضرورت تھی - اور وہ بھی صرف اس قدر - کہ درویشی مین بھی خلل انداز نہ ہو - نواب عزیز کے خزانہ سے لیکر انتظام سفر کیا - ایک آدمی کے قد کی برابر ایک حجرہ تیار کراکر دو اونٹون پر بند ہوایا - اور اس حجرہ کے اندر آپنے اپنے تئین اولٹا لٹکایا - اسی طریقہ سے سمندر کے کنارے پہونچے - بعدہ حجرہ کو جہاز مین کھڑا کردیا - اور آپ اُس مین بدستور آویزان تھے - کہتے ہین - کہ راستہ کے اندر آپ بہت روئے - آنسوؤن کی حرارت سے پٹی کے اوپر جلنے کا داغ لوگون نے دیکھا ہے - المقصہ بیت الحرام کا دیدار آپ کو ہوا - جس کے سبب سے آپ کی آنکھون پر لذت نظارہ حلال ہوئی - عمرہ اور حج کے ارکان ادا کئے - اور مدینہ مقدسہ کا طواف کرکے روشن ضمیری حاصل کی پانچ مہینے کی فرصت ملی - جب تاریخ تیسری ربیع الاول ہجری سنہ نوسو اٹھانوین کو فرمان طلب صادر ہوا - تو کمال آرزو شگفتگی خاطر - اور خندہ پیشانی کے ساتھ عالم قدس کو روانہ ہوئے -

مصرع پیشگاہ قرب بادا جاے او -

یاد مولانا اسمٰعیل سومرہ

سومرہ - سندھ مین ایک گروہ کا نام ہے - آپ اُس ملک کے نامور مشائخ مین سے ہین - آپ کی خانقاہ کیا تھی - ایک زاہدستان تھا - کئی ہزار گون غلہ - زراعتی تخم کا ہوتا تھا - جس کا حاصل خانقاہ نشینون کے مایحتاج مین صرف ہوا کرتا تھا - آپ کا خاص طریقہ - درویشون کی خدمتگاری کرنا تھا - ہجری سنہ نوسو اٹھانوین مین یا ننیانوین مین رحمت حق سے جا ملے - مصرع یاد دلش غنچۂ باغ صفا -

یاد شیخ عبداللہ کتھواسن

آپکے پیر بیعت اور مرشد طریقت کہین بیان مین نہین آئے ہین - غالباً آپ کا مشرب اویسیہ تھا - آپنے - توکل اور آزادگی کے محل کی بنیاد نہایت گہری اور مستحکم رکھی تھی - کبھی اہل زمانہ کے روبرو احتیاج کا منہ لیکر نہین گئے خوابگاہ دارالخلافہ آگرہ -

یاد ملا دوست صحّاف

جو محرم ہم نشین تھے - وہ آپ کو کاکا کہا کرتے تھے - آپ مولانا خواجگی کاشانی کے خاص عقیدت مندون مین سے ہین - آپ کے دریا جیسے ضمیر کے عرفانی ڈبہ مین - آلہی اسرار اور تصوف کے بے شمار جواہرات اور

موتی بھرے ہوئے تھے - ایک مدت تک بلخ مین لوگون کی رہنمائی کی - بہت سے طالب آپ کی ملازمت سے اپنے مطلوب کو پہونچے - ایک روز پرانے رازدار صوفی شادی آپ کے عبادت خانہ مین آئے - اور کہا - کاکا آپ کو یاد ہوگا - جب تلاش مقصود مین آپ کی کوشش بڑہی ہوئی تہی - اور جلد سازی کی دوکان کیا کرتے تہے - اُن ایام مین آپ کیسے خوش وقت اور خوش دل رہا کرتے تہے - اب مجھے معلوم ہوگیا - کہ جو لوگ خانقاہ مین رہتے ہین - اُنہون نے آپ کو خلوت قرب سے دور پہینک دیا ہے - اور آپ کو پریشان خاطر رکہتے ہین آپ نے یہ بات سنی - آنکھون مین آنسو بھر آئے - اور جواب دیا - بیشک ایسا ہی ہے - جیسا آپنے فرمایا - کہتے ہین ہجری سنہ کچھہ اوپر نوسو نوے مین عنصری منزل چھوڑ کر علوی وطن کا عزم کیا خوابگاہ بلخ -

یاد شیخ جنید مفتی

آپ شیخ بہاء الدین قریشی اسدی ہاشمی کے فرزند ہین - صاحب علم - درست احوال - پاکیزہ اخلاق ستودہ صفات اور ظاہرانہ افعال تہے - علم کی تحصیل اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی تہی - بے مہمانون کے کہانا نہین کہایا کرتے تہے - اس طریقہ سے آپ نے خلیلی رسم زندہ کررکہی تہی - صاحبان احتیاج کے حق مین آپ کی سفارش موثر ہوا کرتی تہی - اہل ضرورت کی ضرورت کا تعلق جہان ہوتا تہا وہ خواہ کتنا ہی نامہربان اور سیہ دل ہوتا تہا مگر کام بے تامل حسب دلخواہ انجام کو پہونچ جاتا تھا - علی ہذا القیاس آپ کی دعاؤن کا حال تہا - کہ آشنا اور بیگانہ کی مشکلات مین مقبول ہوا کرتی تہین - خلاصہ کلام یہ ہے - کہ آپ کی گفتار کی پیشانی ناکامی کے داغ دہبے سے پاک صاف تہی - تاریخ چوتہی شعبان ہجری سنہ نوسو اٹہانوین کو آپ روحانی باغ کی سیر کو چلے گئے - آگرہ مین مدفون ہین -

یاد شیخ نظام ابن عبدالکریم نارنولی

آپ - حضرت فاروق اعظم کی نسل سے ہین - اور الہداد نام ہے - مولد اور مرقد دونون نارنول مین ہین آغاز شباب مین آپ محقق رہنما کی تلاش کے واسطے وطن سے غربت مین نکل کہڑے ہوئے - اور ہمدرد یار - سید فیروز کی ہمراہی مین بہت کچھہ نشیب و فراز طے کیا - بہت سی آبادیان اور جنگل دیکھہ ڈالے - اور بہت سے سالکون اور مجذوبون کی ملازمت کی لیکن قفل کشا کنجی کوئی ہاتھہ نہین لگی - اس اثنا مین آپ گوالیار پہونچے - اور چند روز غوث الاولیا قدس سرہ کی خانقاہ مین دیگر خانقاہ نشین صوفیون کے ساتھہ رہے - تقدیر مین لکہا تہا جس کے بموجب خواجہ خانون علاء الدین ناگوری کی ملازمت سے

اپنی مراد مین کامیاب ہوئے - اور نور خلافت سے - روشنی قلب حاصل کی - خواجہ کی صحبت اور خدمت کی برکات سے کمال اور تکمیل کے درجہ پر پہونچے - اور پیر کی اجازت سے اپنے وطن مین آکر رہنمائی کی مسند پر جلوس فرمایا - پاک ذات اور صاحب استعداد لوگ گروہ کے گروہ آپ کی پرورش اور فیض سے الٰہی معرفت کے عالی درجہ پر سرفراز ہوئے - اور ہر ایک صوبہ اور سرکار مین بڑے چھوٹے کی ہدایت کے واسطے آپ کے فیض یافتہ باخبر اصحاب مین سے ایک ایک صاحب نامزد کیے گئے - آپ کے صاحب ولایت خلفا کی فہرست بڑی لنبی چوڑی ہے اس کتاب مین نہین آسکتی ہے -

القصہ آپ کی فیض رسانی - نور پاشی - رہبری - اور رہنمائی کا شہرہ اس قدر ہوا کہ تمام اطراف ہندوستان مین پھیل گیا - آپ کے زمانہ مین بالکل سلطان مشائخ نظام الاولیا **قدس سرہ** کا عہد مبارک حاصل ہو گیا تھا - اور نارنول کی زمین سے مثل دہلی اشاعت فیض ہوئی تھی - تاریخ اٹھائیسوین صفر ہجری سنہ نو سو ستانوین کو عالم ناسوت سے عالم ملکوت کی سیر کو روانہ ہوگئے **مصرع**

سیر گاہش منزل لاہوت باد

یاد شیخ پیارہ نور ظہور رحمہ اللہ

آپ ایک مجذوب تھے جمالی مظاہر سے عشق رکھتے تھے چند سال دیوانگی کا عیش اٹھایا - اندرونی بے آرامی بہت کچھ رہتی تھی - اس سبب سے ایک ساعت بھی ایک جگہ نہین بیٹھتے تھے - اور زبان حال سے لوگون کو سناتے تھے - **بیت** -

بحسن از بس کہ بسیاریم مائل	بانگ حسن از جا میرود دل

اس مین شک نہین - کہ عشق اور دیوانگی یہ دونون جب دل مین جمع ہو جاتے ہین تو نظربازی کا شوق ابھر آتا ہے - اور دور اندیشی اور عقل و فہم - ملک باطن سے کوچ کر جاتے ہین - اس سبب سے آپ کا پردہ فاش ہوا - اور آپ ہر ایک شمع پر - پروانہ کی طرح گر گر - تکلیف اور مصیبت جھیلا کرتے تھے - ایک روز راقم گلزار آپ کے ساتھ ایک راستہ مین کھڑا ہوا باتین کر رہا تھا - اتنے مین عماری دار ہاتھی آپہونچا - آپ نے اچھل کر ہاتھی کے دانت پر قدم جا جمایا - اور عماری کے پردہ سے لٹک کر ایک پردہ کشا نغمہ کی تان لی - عماری کے اندر جو عورتین بیٹھی ہوئی تھین - انہون نے بیتاب ہو کر پردہ اٹھا دیا - اور دیوانہ کو اپنے ناز و کرشمہ کا نشانہ بنا کر خود بھی اس کے راز و نیاز پر فریفتہ ہوئین - **القصہ** طرفین کی حیرت بیان تک پہونچی - کہ

اُس حیرت کی بیہوشی نے ہاتھی میں بھی سرایت کی۔ بے اختیار ہو کر فیلبان نے پردہ عماری کا چھوڑا۔ اور غصہ سے آنکس مار کر ہاتھی کو راستہ پر لایا۔

مختصر یہ ہے۔ کہ چند روز بعد آپ لوگوں کی نظر سے مخفی ہو گئے۔ **مصرع** نمی یابم نشان او کجا رفت یہاں تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار سولہ میں شیخ دولت کی زبانی جو نہٹریہ وبیاپور کے تالاب کے کنارہ ایک کوٹھری میں رہتے ہیں۔ کچھ حال سننے میں آیا۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا۔ فقیر اُس وقت اُجین میں شیخ عبدالغفور داؤد کی مسجد نور نام کے اندر رہتا تھا۔ شیخ بیارہ بھی اُس مسجد میں آکر گوشہ نشین ہوئے۔ چند روز بعد آپ کو اسہال کی بیماری ہوئی۔ یہی بیماری اِس عالم سے آپ کے چلے جانے کا سبب ہوئی۔ اور اُسی مسجد کے صحن میں دفن کئے گئے۔

یاد سید ابراہیم بھکری

آپ شیخ جلال متو کے خلیفہ ہیں۔ جو شاہ شاہباز کے بزرگ جانشین تھے۔ **قدس سرہم** پیر کی دوستی اور مہربانی۔ اور حاکم وقت کا آرزو اور نیاز کے ساتھہ پیش آنا۔ آپ کے برہان پور رہنے کا سبب ہوا بہت برسوں تک اس دار الاسلام میں آپنے قیام فرمایا۔ اور بہت سے لوگ جو صحرائے تلاش میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ عرفان اور وجدان کی آبادی میں پہونچ گئے۔ ہیسج القلوب سے روایت ہے۔ ایکدن میں سید کی ملازمت میں بیٹھا تھا۔ آپنے فرمایا۔ شیخ شکر محمد عارف **قدس سرہ** سے مینے سنا ہے جس وقت وہ امام بجادی کا تماشا کرکے زبان حال سے یہ ترانہ گایا کرتے تھے[۱] **اطاعك العاصي في عصيانك وذكرك الناسي في نسيانك** حالانکہ اس بات کے سننے کو ایک زمانہ گزر گیا۔ لیکن ابھی تک دل کے اندر۔ اُس بات کا جو ذوق باقی ہے۔ یہ ذوق شکل فوارگی نہیں چھوڑتا ہے۔ ایک روز ایک سپاہیانہ وضع کا آدمی عرس کی مجلس میں ایک گوشہ سے اُٹھا۔ اور دونوں ہاتھہ ادب کے ساتھہ باندہ کر سامنے آکھڑا ہوا۔ اور روکر فاتحہ اور دعاے خیر کی التماس کی۔ جواب پایا۔ ابراہیم کا باطن آتش نمرود سے بھی زیادہ پردود ہے۔ اگر تم کو اسپر اطلاع ہو جاوے۔ تو سو دفعہ لاحول پڑھکر۔ اس کی صحبت سے گریز کرو۔ اور ہزاروں مہربانی اور دلسوزی کے ساتھہ۔ اُس کی بخشش کے واسطے دعا مانگو۔ یہ جواب سنکر انجمن میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اُن میں ایک جوش وخروش پیدا ہوا۔ ہجری سنہ نوسو اٹھانوین میں آپ کشش حقیقی

---

[۱] نافرمان نے تیری نافرمانی میں گویا فرمانبرداری کی۔ اور بھولنے والے نے تیری نسیان میں گویا تمکو یاد کیا۔

قید خانہ سے رہا ہو کر ہشت بہشت کی سیر کے واسطے ناز کے ساتھ چلے گئے۔ خوابگاہ برہان پور۔ تین فرزند کے خلف۔ اور بہت سے خلفا چھوڑے جو روش سلف کے ساتھ متصف ہیں۔

یاد شیخ غنی اللہ

آپ کا قدیمی نام بیکہ جی ہے۔ آپ کے باپ قطب خان شراب خانہ کے داروغہ اور سکرکن تھے۔ آپ بھی باپ کے کارخانہ کا پیشہ کرتے تھے۔ شروع جوانی میں کدخدا ہو گئے۔ عروس کے ساتھ کمال دلبستگی ہوئی۔ جب ناز و نیاز نے ایک دوسرے سے باہم کیف پایا۔ تو شوق اور کرشمہ ایک دوسرے کی مصاحبت سے کامیاب ہوئے۔ یہاں تک کہ اجل کی جان گزا تلخی۔ نوعروس کے ساغر میں ڈال کر پلا دی گئی۔ فراق کے داغ نے آپ کے شکستہ دل پر دیوانگی کا سکہ جمایا۔ پریشان ہو کر اپنا کام چھوڑ دیا۔ اہل زمانہ کا لباس اتار کر کمل کی کفنی پہن لی۔ چند روز بعد پیر طریقت کی ہدایت سے آپ کی مجازی محبت حقیقی عشق کے لباس میں نمایاں ہوئی۔ بہت برسوں تک گھر کے اندر بینوایانہ تنہائی میں بسر کی۔ اور خدا شناسی کا راستہ سلوک کی پامردی سے طے کیا۔ آپ ایک خزانہ تھے۔ جس میں دل آویز گفتار کے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ ہجری سنہ نو سو نیانوے میں آپ نے چشم عبرت کو نمائش گاہ دنیا کے تماشا سے بند کر لیا۔ خوابگاہ شہر منڈو۔ **مصرع**

باما نزول او بمقام موحدان

یاد شیخ ابو یزید

آپ شیخ لشکر محمد عارف کے فرزند ہیں۔ **قدس سرہما**۔ جو اصحاب آپ کے پدر بزرگوار کی دعوت ہستی کو قبول کر کے آئے ہوئے تھے۔ جب وہ ضیافت زندگانی ختم ہو جانیکے سبب سے ایک ایک کر کے اپنے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ اور باپ کی جگہہ آپ جانشین ہوئے۔ تو حاکم نے نوجوان بیٹے کا استحقاق مسافر باپ سے کمتر سمجھکر وظیفوں کے مواضعات کو ضبط کر لیا۔ چونکہ تسلیم اور توکل آپ کی سرشت میں داخل تھے۔ تو آپنے پیشانی پر چین تک نہیں آنے دی۔ اور خانگی روزی کمانے والوں کے واسطے آپ کے دل میں مطلق فکر کا غبار پیدا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ ایک ایک ہفتہ تک بدل ما یتحلل نہیں پہونچتا تھا۔ مگر عبادت کی طاقت زائل نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کے خاندان پر ہر طرف سے فقر خواہ کتنی ہی چڑھائی کر کے آیا۔ لیکن آپنے پائے تردد خلوتخانہ کی دہلیز سے باہر نہیں نکالا۔ البتہ آپ وصیت کے بموجب مسیح القلوب کے درس میں آفتاب طلوع ہونے سے پہلے روزانہ پہونچکر عیسوی فیض حاصل کیا

کرتے تھے ۔ القصہ راستی اور سلامت روی آپ کا حصہ تھا ۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ مسیح القلوب کے ہمراہ سید ابراہیم بھکری قدس سرہ کی ملازمت کے ارادہ پر جا رہے تھے ۔ اثنائے راہ مین ایک خدمتگار نے یکایک گھر سے ایک دل آزار خبر لا کر آپ کو دی ۔ اور بازگشت کے واسطے جلدی کی ۔ آپنے فرمایا ۔ ایک بزرگ کی ملاقات کے ارادہ پر ۔ درست نیت کے ساتھ چلا ہون ۔ لہذا معاودت نہین کرون گا ۔ کیونکہ شروع کیا ہوا کام ۔ انجام کو نہ پہونچا کر نفس کے بہکانے سے کسی دوسرے کام مین مشغول ہو جانا صوفی کے واسطے زیبا نہین ہے ۔ تھوڑی سی زندگی مین بہت سارباتی عرفان آپ نے حاصل کر لیا تھا ۔ ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین آپنے اہل جہان سے دل اٹھالیا ۔

یاد مخدوم نوح ملا کندہی

آپ ۔ سندہ کے بزرگ مشائخ مین سے ہین ۔ مسیح القلوب سے روایت ہے ۔ شیخ یوسف ۔ رسمی علوم کے آغاز تحصیل مین آپ کے ہم درس تھے ۔ یہ کہتے تھے ۔ آپ کو جذبہ نے ایک بارگی آلیا تھا ۔ پھر چند روز بعد آپ کی زبان مین قوت بیانیہ پیدا ہو گئی ۔ باوجودیکہ علم نحو کی استعداد نہین تھی ۔ مگر قرآن کی تفسیر آپ کئی کئی طرح سے بیان کیا کرتے تھے ۔ کیا سندہ کے ۔ اور کیا ٹھٹہ کے اکثر اہل علم لوگ امتحان کے واسطے آکر ہر ایک فن کی اشکلات آپ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے ۔ آپ بے تامل ایک روشن جواب کے ساتھ خدشات کی شورش دبا دیتے تھے ۔ اور معترضون کو معتقد کر لیا کرتے تھے ۔ حکیم عثمان بوبکانی سے روایت ہے ۔ مین ایک روز مخدوم کی خدمت مین گیا ۔ اور چاہا کہ علمی کمالات حاصل ہونے کے واسطے دعا کے لیے التماس کرون ۔ ہنوز ضمیر کی مخفی بات عبارت مین نہین آنے پائی تھی ۔ کہ آپنے فرمایا[1] واتقوا اللّٰہ یعلمکم اس وقت سے میرا اتقا اور علم روز افزون ہے ۔ بعض کہتے ہین ۔ کہ قرآن کے معانی کی تعلیم آپ کو من عند اللّٰہ ہے ۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خضر علیہ السلام سے ہے ۔ اور بعض روایت کرتے ہین ایک بزرگ خراسان سے اس قصبہ مین آئے تھے ۔ اُن کی تلقین سے پہونچا جو کچھ پہونچا ۔

یاد شیخ مبارک مجذوب

آپ کی حالت دل فریب ۔ اور صحبت خوش گوار تھی ۔ آگرہ مین ڈھولی کہال دروازہ ۔ خس پوش گھر کے اندر مدتون تک جگر گدازی کے ساتھ بسر کی ۔ چونکہ دل کی تعمیر کا کام درپیش تھا ۔ اسواسطے آپ

---

[1] اتقا رکھو ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو علم نصیب کریگا ۱۲ ۔

گلی بنیاد کی طرف متوجہ نہین ہوئے - واپسین سفر کے بعد - اس زمانہ مین آپ کی قبر پر پختہ اینٹون کی ایک عمارت بنادی گئی ہے - لراسمہ

چرا بکار دگر دل بند بہشت طلب	بنائے قصرِ بہشت ست بر عمارتِ دل

یاد سید حبیب رحمہ اللہ

آپ کا جذبہ سلوک کے ساتھہ شامل تھا - اور مستی ہوشیاری کے ساتھہ ملی جلی تھی - پوشیدہ واقعات اور پنہانی حالات کا آپ کی بصیرت کے آئینہ مین عکس پڑتا تھا دارالسلطنتہ آگرہ مین شاہ قلی خان محرم کا ایک باغ ہے - جو دولت - اور فقرا کی صحبت مین مشہور ہین - اس باغ کے پہلو مین آپ کا گہر تہا - لراسمہ

فدکاہ از منی بمن نہ گذاشت	اندرے کے سکر برد و نہتی صحو

یاد شیخ نظام مجذوب

آپ نے اہل زمانہ کی طرح لکڑی اور رسی سے ایک لمبا چوڑا مچان بنا رکہا تہا - جس پر دس آدمی آسودگی کے ساتھہ لیٹ سکتے تہے - آپ ہمیشہ اُسی پہ بیٹھے رہا کرتے تہے - اور اُس پر سے بہت کم نیچے اُترتے تہے - جو کچھہ آپ کی زبان سے نکل جاتا تہا دیر سے یا جلدی سے - وہی وقوع مین بہی آجاتا تہا کہتے ہین - جس زمانہ مین شیخ ابوالفضل مبارک کے ہوش اور عقل کو روزافزون ترقی ہوتی جاتی تہی - عقلی و نقلی علوم کی تحصیل مین نمایان افزایش تہی - اور خلوت نشینان صورۃ و معنی کے آستانہ کی حاضر باشی مین - کمال کوشش تہی - اُس زمانہ مین جب مشارالیہ شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوتا تہا - تو آپ بلند آواز کے ساتھہ فرمایا کرتے تہے - آؤ - وزیر چغتائی آؤ - بالآخر شیخ ابوالفضل مبارک تہوڑے ہی عرصہ مین شہنشاہ زمان اکبرشاہ کی خدمت سے بڑی دولت پر سرفراز ہوئے - اور سلطان کی مصاحبت اور ہمدمی کا خلعت پایا - نیز کئی صوبون کی جاگیردار ہوئے - شیخ ابوالفضل مبارک کے چہوٹے بہائی - شیخ ابوالبرکات مبارک نے آگرہ مین آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا ہے - خدائے تعالیٰ اُسکو جزائے خیر عطا فرماوے -

مصرع از جیب نیستی طلبان دوست سر کشد

یاد شیخ عبدالجلیل ناگوری

آپ کو ارادت اور نیز خلافت چشتیہ معینیہ سلسلہ سے تہی - آپ کا سکر - آپ کے ہوش پر غالب تہا جب آپ ہوش مین آتے تہے تو اپنے ہمدمون کو قیل و قال کے گرفتار علما - اور دانش کے

خریدار طلبا کی ہم نشینی اور ہمدمی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جب حالت ہوش کے بعد پھر استغراقی حالت کا عود کر آنا۔ دوسری قسم کی باتون کی گنجایش نہین دیتا تھا۔ توسوا ے اسکے۔ کہ آپ سب کو دعا دیکر بیخودی مین محو ہوجاوین اور اپنے تئین حوالہ مستی کردین۔ کوئی چارہ کار نہ تھا۔

یاد ملک محمود بیارہ

آپ سلک خاندلیس کے وزیرزادہ تھے۔ اور آپ کے سبب سے فضلاے زمانہ کو اعتبار حاصل تھا ربانی کلام کا حفظ۔ عربی زبان اور فارسی عبارت کا علم۔ اسماے رجال کی یادداشت طبیعت کی موزونی سنجیدہ کاری۔ انفاس کی پاسبانی جوہر شناسی۔ اور اندرونی صفائی۔ یہ تمام صفات۔ آپ کی ذات مین کمال کے درجہ پر حاصل تھین۔ فرماتے تھے۔ جب پدر بزرگوار کو واپسین سفر کی اجازت آئی۔ تو نوبت وزارت میرے نام پر پہونچی۔ یہ کام شروع سے ہی مجکو دشوار معلوم ہوا۔ اور ترک کا خیال بالکل دل مین سمایا۔ اس اثنا مین ایک روز شاہ منصور مجذوب کی خدمت مین گیا۔ تو شاہ صاحب نے فرمایا۔ محمود فارسی قرآن جو تمنے ان ایام مین بہم پہونچایا ہے لاؤ۔ آپ کہتے تھے۔ مینے مولوی کی مثنوی خریدی تھی وہ شاہ صاحب کی خدمت مین لے گیا۔ فرمایا کھولو۔ اور پڑھو۔ جب چند بیتین پڑھی گئین۔ تو فرمایا کہ ہمیشہ اسی کتاب کے مصاحب رہنا۔ بہت سہل طریقہ کے ساتھ آزادی منصب گرفتاری سے حاصل ہوجاویگی۔ مینے شاہ صاحب کے فرمانے پر کمال کوشش کے ساتھ عمل کیا۔ اور عجلت کے ساتھ ظاہری منصب سے دل ہٹاکر بیکاری اختیار کرلی۔ اس کے بعد مین شاہ صاحب کے ارشاد سے سید عربشاہ بخاری کی خدمت مین احمد آباد گیا اور ان کی ملازمت سے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔ سید عربشاہ قطب عالم بخاری کے پوتے۔ اور سجادہ نشین ہین۔ انہیں ایام مین سفر حجاز کی بھی توفیق ہوئی۔ اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس مبارک سفر سے سعادت کرنے کے بعد چند روز اجمیر مین مقیم رہا۔ اور نیز اُس وقت مین روضہ معین الاولیا کا متولی بھی ہوگیا۔ یہان سے ہجری سنہ نوسوپچاسی مین احمد آباد کی طرف منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گیا۔ اس وقت مین راقم نے بھی آپ کی دست بوسی سے برکت حاصل کی تھی۔ کہتے ہین۔ آپ کو جملہ نامور خانوادون سے خلافت اور نسبت تھی بالخصوص مغربی مشائخ اور بخاری سادات کے سلسلہ سے استحکام کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے۔ ہجری سنہ ایکہزار مین سامان زندگی۔ آنجہانی عالم کی سیر کے واسطے باندہ گئے۔ خوابگاہ احمد آباد

مصرع جملہ کارش رابنا بر عاقبت محمود باد۔

یاد سید مصطفیٰ محبوب اللہ

آپ سید حسین چشتی کے پوتون مین سے ہین - ہمیشہ بیش بہا خلعت پہنا کرتے تہے - اور معشوقانہ وضع رکہا کرتے تہے - شیخ مشائخ کے بیٹے ملک شیر کہتے ہین - ایک رات عرس تہا - اُس رات مین سید حسین نے مجکو قطب زمان شیخ عبد الملک کے بلانے کے واسطے بہیجا تہا چونکہ شیخ عبد الملک سلس البول کے مرض مین گرفتار تہے - اور رات تہی - اسواسطے نہین آئے - کہ معلوم العذر بیمارون کا بلانا دن مین بہتر ہے اور اگر رات مین بلانے کا موقع آوے - تو بلانے والے مین مردانگی چاہیئے - ملک نے پیغام سید کے نزدیک پیش کیا - تو سید - تامل کے بعد فرمایا - ملک شیر جاؤ - اور کہو - جس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے اُسی طرح بلانا چاہتا ہون جب شیخ عبد الملک - نے یہ جواب سنا - تو بے تامل مجلس عرس مین چلے آئے - صبح تک وجد اور سماع مین معروف رہے - اور استنجا کی ضرورت نہیں ہوئی - اور سید کو فقیر نے کچہہ اوپر ایک سو کلوخ دیے - اور جب مین نہین ہوتا تہا - تو دوسرے خادم پہونچاتے تہے الـقـصـہ آپنے مذکورہ بالا بیماری شیخ عبد الملک سے سلب کر لی - اور اپنے اوپر لے لی - مسیحائی تصرف کو آپنے ایوبی ولایت کے ساتہہ ملا دیا - آپکی خوابگاہ احمد آباد گجرات مین ہے - مصرع وصل حق تا ابد یکا مش باد ÷

یاد شیخ محمد نابلوسی

نابلوس - شام کا ایک قصبہ ہے - یہان کی آب وہوا خوش گوار ہے - سیاح لوگ اس کی زمین کو بہشت کی زمین بتلاتے ہین - اس قصبہ کے باشندے - نقد بہشت سمجہتے ہین - آفاق کے مسافر جاریتی بہشت جانتے ہین - اور جو لوگ دور ہونے کے سبب سے محروم ہین - وہ بہشت موعود کی طرح ادہار کرکے مانتے ہین آپ اپنی زادبوم سے چل کر مصر مین آئے - اور یہان پر سعادت مند اولیاء اللہ کی دوستی اور کشش کے سبب سے وطن اختیار کر لیا آپ اپنی زندگی کے ہر سال کو از روی عبادت تین حصون پر تقسیم کرتے تہے - چار مہینے درس مین صرف کیا کرتے تہے دوسرے چار مہینے سفر حجاز مین گزارتے تہے - اور تیسرے چار مہینے جہاد کے واسطے اسکندریہ مین جا کر رہا کرتے تہے اس طور پر آپ زمانہ ہوش ہی و اپسین نفس تک اپنے اعمال کے روزنامچہ کی خانہ پری کرتے رہے - خوابگاہ مصر ہے مصرع روح او در کنار راحت باد ÷

یاد شیخ قاسم

آپ شیخ یوسف سندہی کے صاحبزادہ شیخ طاہر محدث کے چہوٹے بہائی - اور مسیح القلوب کے لقب ہین - تقوی - توکل - اور تصرف یہ جملہ اوصاف حمیدہ آپ کی ذات مین موجود تہے - آپ کے پیر بیعت

شیخ بہاء الدین بدر شیخ کبیر ہین - جو دسوین صدی کے اخیر مین شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے جانشین تھے -

مسیح القلوب بیان کرتے مین - ہنوز میرا زمانہ ہوش نہین آیا تھا - کہ آپ کا سایہ عاطفت میرے سر سے اٹھا لیا گیا - اُس وقت مین پدر بزرگوار کے بعض ہم نشینون سے مینے سنا ہے - کہ توحید دانی - خدا شناسی - اور وحدت وجود کے اعتراف کے بارہ مین لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے - اور آپ کی بہت کچھ خارق عادات - اور بے تعینی و آزادی کی باتین - بیان کیا کرتے تھے - منجملہ ان کے ایک واقعہ مجھے یاد ہے -

"ایک روز میری مان بچون کو ہمراہ لیکر میرے عم مکرم شیخ طاہر رحمۃ اللہ کے گھر گئی تھین - عم مکرم کا گھر دو - تین گلی کے فاصلہ پر تھا - پدر بزرگوار کا ارادہ ہوا - کہ آپ بھی وہان جاوین - لہذا مینے چاہا کہ مکان کو مقفل کر دون - مگر آپنے اجازت نہین دی - اور فرمایا - اہل حقیقت کا یہ شیوہ نہین ہے - یہ سنکر مین اسی طرح غیر مقفل دروازہ چھوڑ کر چلا گیا - راقمہ

دراین خانہ بے لوح ست غوثی از خرد نبود	بے پاس متاعش رخنہ دیوار بربستن

اللہ تعالی جل شانہ کا احسان ہے - کہ واپس آکر تمام چیزون کو اپنی مقامات پر بدستور پایا - اور آپ کے توکل کی بدولت کسی چور کا ہاتھ کسی شے کو نہ لگا"

" اور اب اس زمانہ مین اپنے عم اُستاد سے مینے سنا - کہ فرماتے تھے - میرے چھوٹے بھائی شیخ قاسم کا مشرب صوفیہ تھا - اور اُن کی دل آویز گفتار - اور پسندیدہ افعال سے اخیار اور ابرار کی علامتین ظاہر تھین "

نیز مسیح القلوب کہتے تھے - جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ مجکو بدون میری خواہش کے - ازلی مشیت کے بموجب برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو لے گئے - تو چند روز بعد مینے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین دیکھا آپنے ایک سندھی زبان کی بیت اس مضمون کی پڑھی - اے فرزند - تجھ کو ہر چند لفظ لا کے ساتھ درمیان مین سے ہٹا کر نیست کر دیا - مگر تو ابھی تک اپنی ذات مین زعم ہستی رکھتا ہی ہے کہ جب مین بیدار رہوا - تو اس اشارہ سے دل مین یہ خیال پیدا ہوا - کہ اپنی رہائی کے واسطے تفکر کے ذریعہ سے تدابیر نکال کر زبان سے بیان کرنا - اس سے مطلب نہ حاصل نہین ہوتا ہے - بلکہ ایسا کرنا در اصل اپنے تئین تسلیم اور رضا کے مرتبہ سے شکوہ اور ترک کی پستی مین گرانا ہے - لہذا یہ شیوہ چھوڑ دینا چاہیے - اس خیال کی بنیاد پر انواع واقسام

کے تخیلات کا تموج دل سے دور کر دیا - اور آسودگی حاصل ہوئی - اور ایک ہفتہ سے کم مدت مین وطن آنے کی اجازت مل گئی - یہ بیشک سچ ہے - حضرت یوسف علیہ السلام نے جو غیر سے استمداد کی تھی - تو یہ استمداد زندان مین بِضعَ سِنِینْ[1] تک قیام کرنے کا باعث ہوئی تھی -

یاد شیخ بہول مجذوب

آپ کی ذات سے خرابات کا مکان زیادہ رونق پاتا تھا - خرق عادات کی قوت حاصل تھی - اور الٰہی جذبات بہی آپ مین موجود تے - چند سال تک مٹیا محل مین زیر زمین غار کہود کر اوپر سے خس پوش کر کے بسر کی (مٹیا محل دار السلطنت آگرہ مین ایک مشہور جگہہ ہے) اس وقت مین خس پوش مکان کی جگہہ ایک بڑا عالی شان محل ہے - بیت

قصر فردوس دکاخ دل باشد	جاسے بیدار دلیسر دو جہان

یاد سید جمال

آپ شیخ ابراہیم میان آبا کی مسجد مین مدرس تے - نیز عابد وقت - اور زاہد زمانہ تے - احیاء العلوم اور عین العلم کے مطالعہ سے ایک خاص تعلق رکہتے تے - شیخ محی الدین عربی کی تصنیفات پر آپ کا دل مائل نہین ہوتا تھا - لیکن انصاف کو کام مین لا کر باطن سے انکار نہین کرتے تے - علم حدیث پر بہت کچہہ آپ کا دل تھا - جب شیخ طاہر یوسف نے برار سے نکل کر برہان پور کو نورانی فرمایا - تو سید اپنی بزرگی کو چہوڑ کر چند سال تک جب تک کہ زندگی باقی رہی - اپنی مسجد سے روزمرہ شیخ کے درس مین پہنچا کرتے تے - شیخ کا قیام سندہی پورہ مین تہا - جو سید کی مسجد سے ایک میل کی مسافت سے کچہہ زیادہ ہی زیادہ ہے اس مسافت کا کچہہ خیال نہین ہوتا تھا - چارون فصلون مین برابر جایا کرتے تے صحیح بخاری آغاز سے انجام تک پڑہی - مولانا حافظ سندہی جو معنوی خوب روہین - آپ کے شریک اور سامع تے - جب آپ کی زندگی کا ورق لوٹ دیا گیا - تو خوابگاہ شیخ ابراہیم عمر سندہی کے مقبرہ مین بنائی گئی مصرع جمالِ حق فروغ دیدہ اش باد -

یاد شیخ الہداد مارہرہ

آپ کو ہمیشہ تلاوت کے ساتھہ ایک خاص تعلق تھا - آپ نے ہمیشہ زمانہ توکل - تسلیم - اور رضا مندی حق مین گزارا - قرآن کا بہت یاد تھا - کہتے ہین - آغاز جوانی مین ایک حسینہ و جمیلہ عورت کے ساتھہ دلبستگی ہو گئی تھی -

[1] چند سال ۱۲

چند سال نظر بازی مین گذرے - بعدہ دل کی اجازت لیکر عقد کر لیا - القصہ ہمیشہ حسین مظاہر پر نظر بازی کے ساتھہ زندگی گذاری - لیکن مظاہر مین جو ظاہری مشاہدہ کا ذوق حاصل ہوا تھا - یہ بصیرت کے ذریعہ سے حاصل ہوا تھا ہو اس بیت کا مضمون زبان حال سے پڑہا کرتے تے **بیت**

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ — پس بچشم عاشقان آنرا تماشا کردہ

یاد شیخ محمود بنجارہ

آپ خوبان سکنہ آگرہ مین سے تے - مبدا اور معاد کی شناخت مین آپ کا مرتبہ عالی تہا - آپکے خارق عادت کامون مین سے ایک یہ بہی تہا - کہ دیو سے یا پری سے - جس کسی کو آسیب ہوتا تھا جب آپ کا نام اُس کے سامنے لیا جاتا تہا - یا آپ کے ہاتہہ سے پہول لیجا کر ماؤف شخص کو سونگہایا جاتا تھا - تو وہ بہت جلد ہوشیار اور تن درست ہوجایا کرتا تھا گویا سلیمانی ولایت آپکو حاصل تہی لراسمہ -

کسی کہ نقش ترا بر نگین دل دارد — بکار خلق کند معجزہ سلیمانی

یاد شیخ عبدی ساکن آگرہ

آپ - عابد متوکل - اور عارف زمان تے - سردار پیغمبران علیہ السلام کی محفل میلاد ترتیب دینے مین استطاعت سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے - اور عمدہ عمدہ طریقہ کے ساتھہ انجام دیتے تے غالبًا آپ کو اُخروی کشود کار - اسی پسندیدہ کام کی بدولت ہاتہہ آئی تہی - اور یہی خدمت - آپکی مخدومی اور بزرگی کا سرمایہ ہوئی تہی - اس مین شک نہین - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذرہ برابر محبت بہی آخرت مین تمام اہل عالم کی نجات کے واسطے بس ہے **مصرع** محبت کیمیا کے اہل درد ست -

یاد شیخ شہاب الدین واصل

آپ - باعمل عالم اور باحضور کامل تہے - شیخ طاہر یوسف اور ان کے بہائی شیخ طیب نے جب اُن کے احوال کا متوسط زمانہ تھا - سنہاج الدین آپکے درس مین گزرانی تہی - اور نیز آپکی ملازمت سے بہت کچھہ فیض پایا تھا - شیخ القلوب نے اپنے عم مکرم شیخ طاہر کے حوالہ سے بیان کیا ہے - کہ کہتے تے - مین ایک روز دستر خوان پر شیخ سے دور بیٹہا تھا - اُس وقت میرے دل مین آیا - کیا اچہا ہوتا - جو مین شیخ کے پیالہ مین شریک ہوتا - فورًا اُسی وقت آپ کے آئینہ خاطر مین عکس پڑگیا - مجکو وہان سے بلایا - اور اپنے برابر مین جگہہ دی - پہر میری یہ آرزو ہوئی - کہ شیخ ایک لقمہ اپنے ہاتہہ سے مجکو دیوین - آپنے ایسا ہی

کیا - اور تبسم فرمایا - اس قسم کی بہت سی عجیب و غریب روایتین آپ کی گجرات اور سندھ والون کی زبان زد ہین - آپ کی اولاد بھی بزرگی کے اعتبار سے اپنے آبائے کرام کی خانقاہ کو آباد رکھتی ہے - خدا کرے آباد رہے -

یاد شیخ عبد الملک

آپ - علامہ وقت - اور شیخ ابراہیم کے صاحب زادہ تھے - بہت برسون تک رسمی علوم کا درس دیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین تھے - واپسین سفر کے روز بھی حسب معمول درس دیا - لیکن فرزندون کو اور طالبان علم کو فرمایا - جلد نماز کے واسطے آجاؤ - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - فرض سے فارغ ہونے کے بعد سر سجدہ مین رکھ دیا اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۵ پڑھا - اور ترجمہ کا خاتمہ - آخرین سانس کے ساتھ ودش بدوش ہوا - خوابگاہ کالپی مین پدر بزرگوار کے گنبد کے باہر مصرع

باد انصیب سینۂ او نور معرفت

یاد شیخ الہ بخش چشتی

آپ کے آباو اجداد کا سلوک چشتیہ سلسلہ کی بیعت اور خلافت پر تھا - الٰہی مشیت نے آپ کے اعتقاد کی چوٹی خانوادہ شطاریہ کی طرف کھینچ کر غوث الرحمن کے دست تصرف مین دیدی تھی صاحب موصوف کے فیض ارشاد سے قطع منازل مین تیز روی - اور سیر مقامات مین استغراق اس درجہ بہم پہونچا - کہ مناظرہ کے آداب - اور رسمیہ قیل و قال کے مقاصد سے دل سرد ہوا - اور تحقیق کی طرف التفات کرنے سے یہ نتیجہ نکلا - کہ زمانہ اور اہل زمانہ کی رسوم سے آزادی مل گئی -

کہتے ہین جس وقت آپ سماع مین محو ہوجاتے تھے - تو غوث الرحمن آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھکر گھوما کرتے تھے سینکڑون طرح کی نوازشین اور اکرام کام مین لاتے تھے - چونکہ آپ مغلوب الحال زیادہ تھے آپ کے اوقات اور حالات اکثر وجد و تواجد - اور سکر و بیخودی مین گزرا کرتے تھے - اگرچہ اختلاف ممالک کے سبب نقش اور صورت کی بندش مین ہر جگہہ راگ کا رنگ جداگانہ ہوتا ہے اور صوفیون مین بہی اکثر ایسے ہین - کہ جو روش اُن کے ملک کی معمولی ہوتی ہے - اسی ایک روش کے عادی ہوکر دوسری وضع کی طرف مائل کمتر ہوا کرتے ہین - لیکن آپ کو سرود کی ہر ایک روش - رفت اور شورش پیدا کر کے خوش وقت

۵ - اور اپنے پروردگار کی عبادت مین لگے رہو - یہان تک کہ تم کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے ۱۲ -

کرتی تھی - آپ کا سماع کسی طرز کو چھوڑ کر - کسی خاص طرز کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتا تھا - آپ کی فہم اور ہمت - سماع و سرود کی تمام روشون پر پہونچ جاتی تھی - اور سماع کے عین جوش مین - جو بات - بشارت یا ڈرانے کی شان مین آپ کی زبان مبارک سے جدا ہو کر ہونٹون تک آجاتی تھی - وہ بہت جلد وقوع پذیر ہو کر عجائبات کے عالم مین مشہور ہو جاتی تھی -

نقل ہے - گوالیار مین ایک روز شیخ نظام نارنولی نے آپ کی مجلس مین کہا تھا - ہر چند ریاضت اور مجاہدہ کیا - لیکن غیب کے خزانچی نے اُس دروازہ کی کنجی - ہمارے ہاتھ مین نہین دی - جس کا کھولنا مقصود درویشی ہے - آپ نے فرمایا **ایہا الشیخ** اس مدعا کے دروازہ کا کُھلنا کر کیا خاص در کیا عام تمام عالم کا عالم تمہاری بیعت کا طوق اپنی عقیدت کی گردنون مین ڈال لیوے اس بات پر موقوف ہے کہ گرفت مذکور کی صورت گوشہ قلب مین محصور کی جاوے -

کہتے ہین - جب شیخ اللہ بخش کا زمانہ پیری آیا - تو آپنے قرآن کی حقیقت آمیز تفسیر - اور صحاح احادیث کی لطافت انگیز شرح کی طرف کامل طور پر متوجہ ہو کر شغل اختیار کر لیا تھا - یہان تک کہ خاک نمناک کے دائرہ سے نکل کر عالم پاک کے کنگورہ پر عروج فرما گئے [۵۱] کان ذلك فی اثنا عشر من ربیع الثانی من سنہ ست وسبعین وتسعمائۃ مصرع سخن او حدیث تقدیر ست -

یاد شیخ علی متقی

آپ حسام الدین جونپوری کے فرزند ہین - خدا پرستی - پرہیزگاری - تن گدازی - اور نیکو کاری - ان جملہ صفات مین آپ کی ذات سے فروغ تھا - آپ کسبی علوم - اور کشفی معارف مین صاحب ولایت علما کا درجہ رکھتے تھے - ہجری سنہ نوسو ترپیپن مین ہند سے حرمین شریفین کی طرف کوچ کیا وہان پر شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری - اور نیز دیگر اعجاز بیان محدثون کی ملازمت مین رہکر - جملہ صحاح احادیث کی کامل طور پر تصحیح کی - بہت سے ذی استعداد لوگون کو اپنے فیض اور فائدہ سے اُستادی کی مسند پر بٹھایا - اور فن حدیث مین لوگون کی رہنمائی کے واسطے بہت سی سود مند تالیفات چھوڑی ہین - منجملہ اُن کے ایک کتاب آپ کی ہے - جس مین ایک لاکھ حدیث لکھی ہے - اور شیخ جلال سیوطی کی کتاب جامع الصغیر پر ایک عمدہ فہرست ابواب کے ذریعہ سے بنائی ہے - نیز سلوک اور تصوف مین بھی چند رسالے تحریر فرما کر اہل جہان کے

---

[۵۱] یہ واقعہ تاریخ بارھوین ربیع الثانی ہجری سنہ چھہ اوپر نو سو ستر مین ہوا ہے - ۱۲ -

واسطے اپنے کمالات کا نمونہ چھوڑا ہے۔ پدر بزرگوار فرماتے تھے۔ جب آپ سفر حجاز کو تشریف لیئے جاتے
تے۔ تو منڈو (مانڈو) کو بھی آپکے عبور سے شرف حاصل ہوا تھا۔ اپنی والدہ کی بیماری کے سبب چند روز
بے ارادہ قیام کرنا پڑا۔ آپ کی فیض بخش ملازمت مین معرفت کی باتون کے بیان سے فائدہ کا بہت
کچھہ حصہ لوگون کو ملا۔ جب پاک دامن مریضہ نے جہان فانی کو رخصت فرمایا۔ تو آپنے حوالہ خاک کر کے
دوسرے روز کوچ کر دیا۔ اور وداع کے وقت مجھہ سے کہا۔ کہ بہتر ایسی جگہہ سے نہ اُٹھائے جاوین۔ جس
مین دوسرے کی ملک کا وہم ہو۔ بلکہ سر راہ سے جس طرح کا اینٹ پتھر بہم پہونچ جاوے۔ اُٹھاکر مقبرہ مین
صرف کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ ذکر۔ فکر۔ شغل۔ مراقبہ۔ اور نیز دیگر نفل عبادات مین پوشیدگی کو کمال
درجہ کام فرماتے تھے۔ اس بنیاد پر لوگون نے آپ کی نسبت قیاس نقشبندیہ شرب کا کیا ہے۔ ہجری
سنہ نوسو چھپن مین جب آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ فرمان طلب صادر ہوا۔ آپنے قبول فرماکر عالم ترکیب
کی قید سے آزادی پائی۔ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے۔ کہ آپ کو سنت نبوی **علیہ السلام** کی پیروی
مین اہتمام بہت کچھہ تھا۔ اس سبب سے الفاظ **متابعۃ نبی** شمار مین آپ کے سال رحلت کی برابر آ گئے۔
۹۵۶ھ
اور چونکہ اُس مقام کے شرفا اور علما۔ اپنے شہر کا شیخ جانتے تے۔ اسواسطے الفاظ **شیخ مکہ** بھی آپکے سال
۹۷۵ھ
انتقال کی برابر ہوئے **مصرع** پیرو خاص مصطفیٰ است علی۔

یاد شیخ خواجہ عالم

آپ۔ باپ کی طرف سے خواجہ مودود چشتی کو۔ اور مان کی طرف سے مخدوم شیخ جلال پانی پتی کو پہونچتے
ہین۔ غوث الرحمٰن کے باخلاص مرید۔ اور خاص خلیفہ تے۔ آپ کے حالات کا کسی قدر بیان۔ اس طرح پر
کہ جب سینہ کے عنصری طاق مین (جو قندیل قلب کے رکھنے کی جگہہ ہے) استعداد اور قابلیت کے نور
کا عکس۔ چراغ کی طرح پڑا۔ تو آپنے دینی علوم۔ اور یقینی معارف کی شاہراہ مین ہمت کا قدم استحکام کے ساتھہ
رکھکر۔ علوم کے چمکدار جواہر جمع ہوپنچائے۔ اور ان کو طبیعت کے خزانچی کی تحویل مین رکھا۔ باقی زمانہ زندگی
جو رہا۔ یہ طالبانِ علم کی فیض رسانی مین صرف کیا۔ خاتم نبوت **علیہ السلام** کی سنت کی پیروی مین
تیراندازی کی مشق اس درجہ کی۔ کہ خطا قبضہ امکان سے باہر ہوئی۔ اور ہمیشہ **ابتغاءً لوجہ اللہ** لشکر
اسلام کے ہمراہ۔ حرب کفار کے مقام پر پہونچکر درست تیراندازی کا **امتحان** مقبولیت کے ساتھ
دیا۔ جب ملک علام کی طرف سے فرمان طلب آیا۔ تو آپنے عارف وقت شیخ عبدالملک شطاری

اور قاضی عبدالقادر کو اپنی عیادت کے بہانہ سے طلب فرمایا۔ اور کہا۔ کہ سرور انبیا علیہم السلام باصحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف ارزانی فرماکر مجکو بلاتے ہین۔ آپ دونون بزرگ اصحاب آگاہ اور گواہ رہین کہ مین اپنے اسلام کی جنس اور ایمان کا نقد صحراے ناسوت کے لٹیرون کی لوٹ سے صحیح وسالم ملکوت کے دارالاسلام کو لئے جاتا ہون۔ اور حکم ہے کہ میری قبر بیرپور مین بنائی جاوے۔ مصرع

خواجہ عالم شد ندیم خواجہ عالم در بہشت

یاد شیخ جیوہ

آپ کا نام عبدالحی ہے۔ حضرت غوث الرحمن کے بڑے خلیفہ ہین۔ ہمیشہ ریاضت کے گریبان مین سر جھکا ہوا اور قناعت کے دامن مین پانون سمٹا ہوا رہتا تھا۔ کنج توکل۔ گوشہ تسلیم۔ زاویہ فقر۔ کلبہ تنہائی۔ صحرائی آزادی۔ ویرانہ بیخودی۔ اور حجرہ شکیبائی۔ یہ سات مقالات آپ کی دنیاوی تجرید کی سات اقلیمین تہین۔ جس وقت تک آپ کے نورانی جسم پر زندگی کا خلعت رہا۔ اوس وقت تک آپنے فتوحات قبول کرنے کے واسطے ہاتھ آستین سے باہر نہین نکالا۔ نہ دینے کی عادت سے استغنا کی پیشانی کو داغ دار نہین بنایا۔ اور نہ اپنی ہمت کو اس عادت کے رنگ سے رنگین فرمایا۔

شیخ داود شطاری سے روایت ہے۔ ایک روز حضرت غوث الرحمن نے چاول اور نیز دیگر غلے بار کئے ہوئے۔ چند نرگاؤ۔ آپ کے گھر والون کی قوت کے واسطے بھیجے۔ آپنے اون کو نہین لیا۔ حضرت غوث الرحمن نے فرمایا۔ پھر لیجاؤ۔ اور یہ کہو۔ پیر کی بھیجی ہوئی شے نہ لینا۔ ادب کی عمارت کا ڈھا دینا ہے۔ آپنے جواب مین کہلا بھیجا۔ بھیجی ہوئی شے کسی کی بھی ہو۔ مرید جیوہ معذور ہے۔ نہین لیوے گا۔ پھر حضرت غوث الرحمن نے فرمایا۔ ایک بار اور لیجاؤ۔ اگر نہ لین۔ تو سرزنش کرنا۔ کہ تمہارے پیر فرماتے ہین۔ دفتر خلافت سے تمہارا نام کاٹ دون گا۔ آپنے جواب دیا۔ پیر کی رہنمائی کی بدولت۔ رد کے خوف کا۔ اور قبول کی امید کا نقش۔ خاطر درویش سے بالکل دہو دیا گیا ہے۔ یہ تہدیدی پیغام بھی نقش بر آب ہے۔ جب یہ جواب حضرت غوث الرحمن کی خدمت مین عرض کیا گیا۔ تو مزید رقت اور افزونی توجہ کا باعث ہوا۔ حضرت غوث الرحمن بے اختیار اپنے خلوتخانہ سے نکل کر مرید کے تکیہ مین آئے۔ بہت کچھ نوازش اور مہربانی کام مین لائے۔ اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ ہم آغوش ہوکر یہ خوشخبری سنائی۔ عبدالحی استقامت اور ثابت قدمی کے منصب کا فرمان۔ آج تمہارے نامی نام پر مہر اور دستخط سے مکمل ہوگیا۔ اب تم الاستقامۃ فوق الکرامۃ

کا علم طریقت کی معرکہ آرائی مین نصب کرو - اور ۱ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ کا تاج - افعال کے سر پر - اور فقر کی ہفت کشور کی سلطنت اپنے اوپر مسلم سمجھو -

کہتے ہین - جب گوالیار مین لوگون کے ہجوم سے آپ کے اوقات مین خرابی کا نقصان پیدا ہوا - تو آپ یہان سے بہت جلد دہلی کی طرف چلے گئے - چند روز بعد اس جگہہ بھی ایسی ہی صورت پیش آئی اسواسطے اس شہر سے بھی عجلت کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے - اور پانی پت مقام کو روانہ ہو گئے - یہان بھی بدستور آپ کے اوقات مین آفت پیش آئی - لہذا یہان کی اقامت سے بھی دل اُٹھانا پڑا - اور قصبہ بدولی مین جاکر دریاے جمنا کے کنارہ - خدا پرستی کے واسطے ایک حجرہ اختیار کیا - اور جس قدر آب حیات زمانہ کی ابریق مین رہا تھا - اُس کو ظاہری اور باطنی طہارت مین صرف فرماکر خاک پاک کے خلوتخانہ مین گوشہ گزین ہو گئے - اور دائمی خوابگاہ بنالی - مصرع باد خاک پاک او رشک بہشت -

یاد شیخ وجیہ الدین احمد

آپ شیخ نصر اللہ علوی کے بیٹے تھے - مولد اور مرقد دونون احمد آباد گجرات مین ہین - آپ دونون جہان کے قطب - دونون جہان کے حقائق کے مرکز - حصولی اور حضوری علوم کے مالک - اکتسابی اور وہبی فنون کے خداوند - کتابی منقوش اشیا کے رموز دان - اور اسرار لوح محفوظ کے رازدار تھے - کہتے ہین - آپنے علمی صورت سے نکل کر ہجری سنہ نوسو دو مین عنصری پیکر کے وطن کو بہی ولادت کے جلوہ سے منور فرمایا - اور ولادت کے بعد پانچوین سال کے آغاز سے اخیر تینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل مین مشغول رہے - یہان تک کہ ساٹھہ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے - جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخرین سفر ہوا - تو تاریخ اُنتیسوین صفر تھی - اور ہجری سنہ نوسو ستانوین تھا - اُس وقت تک آپ تمام علوم کے درس دینے مین مشغول رہے - اور اللہ تعالی جل شانہ کی بخششین - آپ کے اوقات عزیز کے شامل حال رہین - اِس باسٹھہ سال کی مدت مین آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگون نے آپ کی شاگردی سے خلعت اُستادی پایا - اور بہت سے بلند ہمت صوفیون نے آپ کی دلنشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا -

مولانا عالم گلبہاری اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین - کہ ہجری سنہ نوسو تراسی تہا - جیسے وجیہ الحق کی

---

۱ کھڑے ہو جاؤ جیسے حکم کئے گئے ہو ۱۲

خانقاہ مین آکر مریدون کے طریقہ پر فیض یابی کے لئے التماس کیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ تم کو ظاہری علم کامل طور پر حاصل ہے۔ تم دوسرے لوگون کی تکمیل کے محتاج نہین ہو۔ اپنی معلومات کو کام مین اور تکرار مین لانا چاہیئے۔ مینے عرض کیا۔ اِن مقاصد کے سوا۔ کسی شغل کی آرزو رکہتا ہون۔ آپنے فرمایا۔ اس سے زیادہ کیا بہتر ہے۔ کہ باطنی سعادت کے اسباب بہی ہاتھہ آجاوین۔ منجملہ کلام یہ ہے۔ کہ آپنے تقریب کا موقع نکال کر یہ ماجرا بیان فرمایا۔ جن مقدمات پر آلہی حقائق کا دریافت۔ اور کشف موقوف ہے۔ اُن مقدمات کی تحصیل کا شوق میرے دل مین بہی اُس وقت پیدا ہوا تھا۔ کہ جب مین درس اور تدریس مین مشغول تھا۔ ناگاہ ایزدی مشیت جس کی ہر ایک مقدر شے مین سو سو نکتے اور نیرنگیان ہین۔ حضرت غوث الرحمٰن کو گوالیار سے گجرات کی طرف کہنیچ لائی۔ یہ صورت وجیہ الدین کو (مجکو) حضرت غوث الرحمٰن کی شرف پابوسی سے مشرف ہونے کا باعث ہوئی۔ اور بہت تہوڑے عرصہ مین صاحب ممدوح کی کیمیائی پرورش کے ذریعہ سے میرا اسلام تانبے کی طرح کندن سونا بن گیا۔ رسمی عقائد کی قید سے نکل کر حقیقی ایمان کی بہشت مین چہل قدمی کرنا نصیب ہوا۔ اور چند روز بعد خلافت مطلق کا خلعت پا کر سرفراز ہوگیا۔ اور پالیا جو کچھہ پاس نہ تہا۔ اور جو کچھہ پاس تہا۔ پہر وہ نہ ملا۔ بیت

آنچہ حق بہر بندگان آراست	آرزو آنچنان ندانند خواست ؎

خاص مسیح الاولیا کے خدا کے مضمون سے بہی ایک شکل آپ کے خرق عادت کی ظاہر ہوتی ہے۔ مجملاً واقعہ ہذا کا بیان اِس طور پر ہے۔ کہ ایک روز خواجہ عبدالشہید کے ایک مریدنے وجیہ الحق کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا۔ فقیر اپنے وطن مین ایک سخت مرض کے اندر مبتلا ہوگیا تہا۔ یہان تک کہ لوگون کو صحت ہونے سے مایوسی ہوگئی تہی۔ خیر۔ مین پیر کی اجازت سے۔ پیر کے آستانہ پر جا پڑا۔ اِس خیال سے کہ اِس جگہہ کا موجود ہونا بشرط حیات یقیناً جلد تن درست ہوجانے کا سبب ہے۔ اور بشرط موت بیشک حصول آسائش کا باعث ہوگا۔ گو دیر سے سہی۔ ایک روز پیر نے مراقبہ کے واسطے زانو پر سر رکہا تہا۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک نورانی شخص ایسے لباس مین جو ہمارے ملک کے اعتبار سے غیر متعارف ہے۔ حجرہ مین آئے۔ کچھہ دیر کے بعد پیر نے فقیر کو بہی حجرہ کے اندر بلالیا۔ آنے والے نورانی شخص نے پانی کے اوپر دم کر کے بیمار کے لئے گویا شربت شفا بنایا۔ فی الفور مجکو آثار صحت اپنے جسم مین معلوم ہونے لگے اُسی وقت وہ خضر رفتار مسیحا حجرہ سے نکلے۔ اور میری آنکھون سے اُن کا مبارک حلیہ پوشیدہ ہوگیا۔ مینے پیر

سے دریافت کیا - کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے - جو ہمیشہ اسم مبارک محیی کے مظہر ہیں - اور ان کا مقام کہان ہے فرمایا
نام شیخ وجیہ الدین احمد - اور مسکن احمدآباد گجرات ہے اسم المحیی کے مظہر اس زمانہ مین آپ ہی ہین -
جب میری نظر تمہاری دشوار بیماری پر پڑی - تو ناامیدی کا اثر دل مین محسوس ہوا علاج کے واسطے محبت
اُٹھ کھڑی ہوئی - لہذا ضرورةً مینے آپ سے استمداد کی - اس کے بعد تمنے دیکھا ہی جو کچھ گزرا - اور معلوم ہی
کیا جو کچھ پیش آیا - جب پیر کی زبانی مینے یہ ماجرا سنا - تو اس ملک کے سفر کی اجازت لیکر روانہ ہوا - طلب
اور ارادت صادق تہی کہ اُس کی برکت سے قدمبوسی کی سعادت کو پہونچ گیا - الحمد للہ مینے پا لیا جو کچھہ
چاہتا تھا -

شاہ شیخ جی کے ایک مرید شیخو نام قصبہ کپبرنج مین رہتے تہے - اور احمدآباد کی سیر کے واسطے کبھی
کبھی آیا کرتے تہے ایک دفعہ اُن کے دل مین یہ بات آئی کہ اس شہر مین آنا - اور وجیہ الحق کی ملازمت بدون
حاصل کیے ہوے لوٹ جانا - نا سعادت مندی کی نشانی ہے - اس بنیاد پر عزم ملاقات کر کے ایسے وقت مین
پہونچے - کہ شیخ طالبان علم کے درس سے فارغ ہو کر گہر مین تشریف لے گئے تہے - جب آپ کو اطلاع پہونچی -
کہ فلان درویش دروازہ پر کہڑا ہوا قدمبوسی چاہتا ہے - تو گہر سے باہر نکل آئے - مصافحہ کے بعد زائر نے آرزو
کی - کہ ملاقات کا ثمرہ ظاہر ہونا چاہیے - آپنے فرمایا شیخو - روبرو دیکھو - پہر دریافت کیا - فقیر کی صورت سے
کس کی صورت تم کو نظر آتی ہے - عرض کیا - حضرت غوث الرحمن کا حلیہ شریف نظر آتا ہے - پہر فرمایا -
اور نظر کرو - جب دیکھنے والے کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی - تو دریافت فرمایا - اب کس کی شکل ہے - جو درویش
کی صورت سے ظاہر ہو رہی ہے - عرض کیا - خاتم النبیین علیہ الصلوة والسلام کا باکمال جمال
ظاہر ہے - تیسری بار فرمایا - اور زیادہ تامل کر کے دیکھو - اور معلوم کرو - کہ اس دفعہ کس کی تجلی ہے - اور کیا ہے
ناظر نے سبحان اللہ کہکر اسی وقت سر سجدہ مین رکھ دیا اور بہت سے کلمات تنزیہ زبان سے نکالے
اور کہا - جامی -

هرچه اسباب جمال ست رخ خوب ترا	همه بر وجه کمال ست کما لا یخفی

سید خواجہ عالم کی گزارش بہی بالکل اسی گزشتہ بیان کی مثل ہے - اس کی کیفیت مجملاً اس طور پر ہے
کہ سید خواجہ عالم - عرش آستانی اکبر شاہ کے امراے اعظم مین سے تہے - بالآخر تمام سامان دولت پر از راہ ہمت

ط احمدآباد سے پانچ کوس پر یہ قصبہ واقع ہے ۱۲

لات مار کر فقر کے توکل آباد مین آگئے - اور رہنما پیر کی تلاش مین سیاحی شروع کی - جب آپ احمد آباد گجرات مین آئے - تو وجیہ الحق کی خدمت مین حاضر ہوکر شغل اور ذکر کی تلقین کے لئے عرض کیا - آپ ارشاد کے ہر ایک باب کے متعلق جو فصل بیان فرماتے تھے اُس کے جواب مین سید خواجہ عرض کرتے تھے - کوئی اور بات فرمائیے - کیونکہ جو کچھ بیان ہوا ہے - یہ سب مرشدان کامگار کی امداد سے عمل مین لاچکا ہون جب آپنے صورتِ حال سے ایسا معلوم کیا کہ اس قسم کی کوئی بات کارگر نہین ہوگی - تو فرمایا - کل کے روز درویش کو درس دیتے وقت تشریف لاکر مشاہدہ کرنا - خیر - تعمیل حکم کی گئی - وہی دیکھا جو اولین شخص نے دیکھا تھا - کہتے ہین یہ دونون اشخاص اسی مشاہدہ کی بدولت اپنے مقصد کو پہونچے -

شیخ عثمان ابن شاہ بہجن سارنگ پوری مالوی سے روایت ہے - ایک روز شیخ منور ابن شیخ عبد المجید لاہوری نے بیان کیا - کہ وجیہ الملۃ کے حاشئے دور اندیش اور بلند نظر نکتہ سنجون کی نظر مین کمال علمیت کا کوئی رنگ نہین رکھتے ہین - راوی نے جواب دیا کہ بزرگوار محشی کا انداز تعلیقات کے لکھنے مین - اس طرف ہمت کا صرف کرنا نہین ہے - کہ وقت اور عمیق نظری سے کوئی کام لیکر سخن کا پایہ اونچا کیا جاوے - بلکہ آپ کی طبیعت اور ہمت کو جو منظور ہے - وہ یہ بات ہے کہ جب عبارت کی دشواری شرحون اور متنون کے اندر طالب کی نظر مین مراد کے چہرہ پر نقاب ہوجاوے - تو آپ آسان تحریر اور سہل ترکیب کے ساتھ وہ نقاب طلبا کی نظر کے سامنے سے اُٹھا دیوین - حال آنکہ یہ جواب موافق واقعہ ہے لیکن معترض نے اس کو سست توجیہ سمجھا - اتفاقاً چندروز بعد درس کے وقت مختصر عضدی کی شرح مین ایک عبارت پر نظر پڑی - کہ اُس کی گرہ کشائی کی طاقت شیخ منور نے اپنے اندیشہ مین بلکہ کسی حاشیہ نویس کے حل مین نہین پائی - ناچار وجیہ الملۃ کے حاشیہ کی طرف استمداد کا رخ کیا - تھوڑی توجیہ سے وہ عقدہ حل ہوگیا اور اس واقعہ کی صورت کو شیخ منور نے محشی کی کرامات سمجھا - راقم گذار نے توجیہ کرنے والہ کو بھی اہل کرامات ہی سے سمجھا ہے -

شیخ عبد القادر بغدادی کہتے ہین - کہ آپ عقد کی شب مین اپنی عروس کے گھر ایک مجمع کے ساتھ گئے تھے جیسی کہ رسم ہے - صبح کے وقت اہل ہند کا دستور ہے کہ داماد اور عروس کو بنا سنوار کر ایک آراستہ کئے ہوئے تخت پر بٹھاتے ہین اور کچھ تکلفات اور تجلیات کام مین لاتے ہین - آپ اس معینہ وقت پر مدرسہ مین چلے گئے - لوگ اس غرض سے کہ مقررہ رسم پوری کی جاوے - آپ کی تلاش کے درپے ہوئے

آپکے پدر بزرگوار نے فرمایا - کہ وجیہ الدین کو تحصیل علم کا شوق - اُس سے زیادہ ہے - کہ بیان مین آسکے - مدت مین ہونگے - وہان سے بلالیا جاوے - کیونکہ آپ کا پانون کسی منزل اور کسی محفل سے آشنا نہین ہے اس قصہ کو وجیہ اسحق - علوم کے مطالعہ اور تحصیل کی ترغیب کے واسطے فرزندون اور شاگردون کے سامنے بارہا بیان فرمایا کرتے تھے -

ایک روز اثناے درس مین ایک طالب علم نے اُس وقت کے ایک جاگیردار کا حال بیان کرنا شروع کیا اور شیرین عبارت سے اُس کی تنگ دلی - کوتہ دستی - امساک - اور بخل ظاہر کیا - آپنے فرمایا - یہ اُس کی صفت سب لوگون کے واسطے عموماً اور خدا پرستون کے واسطے خصوصاً اچھی ہے - کیونکہ وہ اِس صفت کے ذریعہ سے دلون کی محافظت طمع - طلب - خواہش - اور نیز آرزو پیدا ہونے سے کرتا ہے - یہ بالکل سچ ہے - مصرع نازنین جملہ نازنین مبین -

یہ تفصیل آپ کی مصنفات کی ہے - جو از قبیل حواشی و شروح وغیرہما ہین - حاشیہ فوائد ضیائیہ شرح ارشاد قاضی - شرح ابیات منہل و حاشیہ علم نحو مین - حاشیہ مطول و مختصر تلخیص علم معانی مین - حاشیہ عضدی و تلویح و بزدوی اصول فقہ مین - حاشیہ شرح تجرید و اصفہانی - محقق دوانی کے قدیم حاشیہ پر حاشیہ علم کلام مین - حاشیہ بیضاوی علم تفسیر مین - حاشیہ شرح وقایہ و ہدایہ فروع فقہ مین - حاشیہ قطبی شرح شمسیہ فن منطق مین - حاشیہ شرح کلمۃ العین مرگ جنگی فن حکمت مین - شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین - شرح جام جہان نما و کلید مخازن غوث الاولیا و رسالہ حقیقۃ محمدیہ بیان تصوف مین **علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ** -

یاد قاضی جلال الدین ملتانی

آپ - ہندوستان کے نامور علما مین سے ہین - چند روز تک اُستادی شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے درس مین بیٹھکر دینی علوم تحصیل کیے تھے - اور نیز فقر و تصوف کی چاشنی چکھی تھی - پھر کئی برس تک دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ خاموشی مین بیٹھکر توکل کے طور پر رہے - اس کے بعد چند روز چھوٹی سی سوداگری کر کے روزمرہ کی ضروریات بہم پہونچاتے رہے - پھر علوم کی برکت سے درس دینا شروع کیا - گروہ کے گروہ عجمی اور ہندی لوگون نے آپ کی ملازمت سے فنون اور علوم سیکھ کر عقل و فہم کا سرمایہ بہم پہونچایا - قاضی کمال الدین یعقوب کروی - فقہ کے اصول اور فروع کے اندر - اُس

زمانہ مین اپنا مثل نہین رکھتے تھے - اور بہت برسون تک عوش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی رہے تھے جب وہ معزول کردئے گئے - تو لشکر کی قضا کا منصب آپ کے نام سے نامزد ہوا - ایک مدت تک زمانہ کی گردش شریعت کے طریقہ پر رہی - جب ظاہری علما اور فضلا خود نمائی کے واسطے نہ کہ تنقیح حق کے واسطے آپس مین ایک دوسرے سے لڑانے لگے - تو کچھہ اور ہی طرح کی باتین ہونے لگین - فقہ اور اجتہاد کے اختلاف اور باہمی نزاع علی الاعلان پیدا ہوئے صاحب اقلیم نے اختلافات اور باہمی نزاعات کی اصلیت کی طرف توجہ نہ فرمائی - اور شک کی طرف اپنا خیال دوڑا کر گفت و شنید کے درمیان مین صلح کل کا طریقہ اختیار کیا - جو اہل فنا کے نزدیک سلطان الطرائق ہے - لیکن اس طریقہ کو کرسی پر بیٹھنا نصیب نہ ہوا - اِس سبب سے چند متعصب علما کو صحبت کی بے لطفی کا ضرب بہت پینا پڑا - یعنی سلطان نے خود رائی سے اوس گروہ کو جدا جدا ہر طرف بہیجکر اپنی ملازمت سے منتشر کیا - اس مین شک نہین سلطنت کی نوعروس کے گلہ مین موتیون کا ایک ہار تہا - جس کو غصہ کی حالت مین نادانی کے ہاتہہ نے توڑ کر موتیون کا ایک ایک دانہ الگ الگ کر کے بکھیر دیا - القصہ اس سلسلہ مین آپ کی روانگی بیجاپور دکن کی طرف ہوئی - آپنے ایک مدت تک اُس جگہہ بسر کی - اُس صوبہ کا حاکم آپ کی تعظیم و توقیر حد سے زیادہ عمل مین لایا ہجری سنہ نوسو ننیانوین مین آپ کی زندگی کا زمانہ ختم ہوا - خوابگاہ اُسی جگہہ ہے -

یاد قاضی صدرالدین لاہوری

آپ اپنے وقت کے فقیہون مین سے اور اُس ملک کے بزرگ عالمون مین سے تہے - نقلی علوم کے دقیقے - اور کشفی علم کی تحقیقین آپ کو بہت کچھہ یاد تہین - صوفیہ گروہ کے ساتہہ محبت اور اخلاص کے ساتہہ رہتے تہے بالخصوص شیخ موسیٰ حداد (لوہار) لاہوری کی صحبت مین بیٹھکر - بہت سا فیض حاصل کیا تہا اور طریقت کا سلوک مرکا تہا - شیخ موسیٰ حداد - ذی ہوش مجنون - اور اپنے وقت مین مرجع خاص و عام تہے - بزرگان شہر بعض تو آپ کے بارہ مین نیکی اور راستی کا گمان رکہتے تہے - اور بعض ناروا بہتان بندیان کرتے تہے - لیکن اولین گروہ - نظر بظاہر راست معلوم ہوتا ہے - اور دوسرے گروہ کی راستی کا پتہ لگانا دشوار بات ہے - القصہ سلطان وقت اکبر شاہ کے حکم سے ہجری سنہ نوسو چیاسی مین لاہور کے عہدہ قضا سے حصار بروچ کے عہدہ قضا پر جو مضافات گجرات مین سے ہے آپ کی خدمات منتقل کی گئین - آپ جائے تقرر کو جا رہے تہے - کر منڈو (مانڈو) کے راستہ سے گذر ہوا - راقم نے بہی آپ کے دیدار سے

استفادہ کیا تھا۔ ایکروز قاضی صدر الدین۔ عارف سید احمد قادری ابن سید اسمعیل کی ملازمت میں شیخ محمود ابن جلال شطاری۔ شیخ امان اللہ قریشی۔ اور فقیر غوثی حسن کے ساتھ راز کی باتین کر رہے تھے۔ اِس اثنا مین ایکبارگی قاضی جی رونے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو روان ہوئے۔ اُس جلسہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھون نے اس رونے کو الٰہی جذبات سے تصور کیا۔ جب جوش فرو ہوا تو آپنے فرمایا۔ وطن کی اُلفت۔ اور اُس کی خوبیون کی یاد نے آنسو نکال دیے۔ یہ سنکر سننے والون کو حیرت ہوئی۔ چونکہ آپ با وقار اور فضیلت شعار پیر۔ اور معزز مہمان تھے۔ لہذا زبانی نصیحت کا موقع نہین تھا۔ اور طرح دنیا طبیعت کو گوارا نہین ہوا۔ ناچار صبح کے وقت بحکم سِيرُوا فِي الْأَرْضِ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ منڈو کی عالیشان عمارات اور محلات کے دیکھنے کے واسطے راقم نے آپ سے قدم رنجہ فرمانے کے لئے التماس کیا۔ منڈو شہر۔ عمارت کی پسندیدگی۔ اور فراوانی کے اندر تمام ہندمین فرد ہے۔ جب آپ کی نظر۔ بلند اور منقش محلات۔ اور اونچے اور روشن والانون پر پڑی۔ تو دل کے اوپر ایک عبرت کی روشنی کا اثر پڑا۔ اور اپنے گھرون کی دلبستگی نکل گئی۔ مسکرا کر فرمایا۔ اس قسم کی جو چیزین ہمنے چھوڑی ہین۔ وہ اِن محلات کے کمترین ستون کی ایک سنگین کرسی کی قیمت کی بھی نہین ہین۔ پھر کہا یہ بات بالکل سچ ہے۔ جو نکتہ آفرین دانشمند ہوتے ہین۔ وہ غمگین دوستون کا دل ایسی ہی نصیحتون کے ذریعہ سے ٹھیکانے لایا کرتے ہین۔ دوسرے روز جہان کو جانے والے تھے۔ روانہ ہوئے۔ تین سال تک بروچ مین عہدہ قضا کا کام انجام دیا۔ جب آپ کی عمر ستر سال سے متجاوز ہوگئی۔ تو تاریخ پندرھوین رمضان المبارک ہجری سنہ نو سو نوے کو غروب آفتاب کے وقت۔ آسمانی قضا آپہونچی۔ اور آپ کی زندگی کا آفتاب۔ نیستی کی مغرب مین جا چھپا۔ کہتے ہین غسل کے وقت جب غسال کو جسم شریف کے پلٹنے کی احتیاج ہوتی تھی۔ تو آپ خود اس پہلو سے اُس پہلو کو پھر جاتے تھے۔ اور شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیتے تھے۔ یہ حال آپ کے فرزند قاضی محمد کی زبانی لوگون کے زبان زد ہے۔ قاضی محمد۔ تمام علوم اور فنون مین۔ فقرو فنا کی تمام باتون مین۔ اور سلوک و تصوف کے طریقہ مین فرد کامل ہین۔ مصرع

مسکن او قصر جنت باد و بس

یاد ملک شیر خلوتی

آپ شیخ مشائخ کے بیٹے۔ اور شیخ بہاء الدین زکریا کے پوتون مین سے ہین۔ سید مصطفی چشتی کے

مرید تھے - زاد بوم احمد آباد گجرات اور خوابگاہ موضع بُودر ہے جو علاقہ خاندیس مین ہے - آپ درویشی
کی وضع کو سپاہیانہ وضع مین چھپائے رکھا کرتے تھے - لیکن اولاً معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ تمام رسوم سے آزاد
رہون گا - اور دوسرے سپاہیون کی طرح سلام کے واسطے ہر روز نہین آؤن گا - بلکہ جس وقت سردار لشکر
شکار کے واسطے - یا لڑائی کے واسطے - یا دیہات اور ملک کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوتا تھا - اُس
وقت آپ بھی رکاب مین ہوتے تھے - اور ان اوقات کے سوا - دیگر وقات کے اندر باطن کی صفائی - اور
ظاہر کی شست و شو مین مشغول رہتے تھے مشائخ زمانہ کے رحمانی انفاس کی برکات سے - معرفت پر معرفت
بڑہاتے چلے جاتے تھے - اور سالکان طریقت کو منزلون کی رسمین اور علامتین تعلیم دیا کرتے تھے - اس طریقہ
پر اپنے گرامی اوقات کو معمور رکھتے تھے - اور تمام دن اور رات کو نفل نمازون کے پڑہنے مین اور نبی علیہ السلام
پر درود بھیجنے مین صرف کیا کرتے تھے - دسوین صدی کے بہت سے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل ہوا
تھا اور شیخ بدہا چشتی کی ملازمت سے بالخصوص علم طریقت یاد کیا تھا - اور اُن کے ارشاد سے مقامات اور
منازل پر فائز ہوئے تھے - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین گجرات سے خاندیس مین آگئے - چند روز اس ملک
کے امراے اعظم کی نوکری مین بسر کئے - جب آپ کی بزرگی اور آزادی کا شہرہ عادل شاہ فاروقی کے
کان مین پہونچا - جو اُس ولایت کا فرمان روا تھا - تو اُس نے حکم جاری کیا - کہ سردار لشکر کو آپ کی اس نسبت
کے شرف سے سعادت حاصل کرنی چاہی - ملک نے بہی سردار لشکر کی التماس کو قبول فرمایا - ہجری سنہ
ایک ہزار چار مین جب عادل شاہ - شاہزادہ شاہ مراد کی کمک کے واسطے دکن کی لڑائی پر گیا - تو آپ ہمراہی
مین نہین جا سکے - نوکری ترک کردی اور ظاہری چاکری سے دل بالکل ہٹا لیا - قصبہ بُودر کے ایک گوشہ
مین ہو بیٹھے - اور ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کے نصف مین ملک علام ﷲ کا فرمان طلب صادر ہوا جس کے
بموجب ملک معانی کی طرف روانہ ہوئے - مصرع نزہت کدوصل بادجانش ؛

یاد شیخ عبد الغفور

آپ داؤد ابن خان قادری کے فرزند تھے - اور شیخ راجی محمد قادری اُجینی کے بھتیجے ہین - زاد بوم
بیاس ہے - جو ایک قصبہ ہے - سرکار سلطان پور نندربار کا - آپنے ظاہری اور باطنی دونون طرح کے علوم
کی تحصیل اپنے عم مکرم سے کی تہی - اور بہت سے مشائخ وقت کی ملازمت سے فیض پایا تھا - قرآن حفظ
یاد تھا - قرآنی مشکلات کو تفسیرون کے ذریعہ سے حل کیا تھا - بیان کی وجوہ نوکر زبان پر تہین - ہر سال

رمضان مہینے مین ایک قرآن خود لکھکر قرآن خوان درویش کو دیا کرتے تھے - لوگون کے کامون مین دلسوزی کرکے انجام کو پہونچا دیا کرتے تھے بیت -

سعی من از برائے فرو ماندگان بود	در خدمتِ کسے نشاہم بہائے خویش

اکثر اوقات بے چارون کے کامون کی درستی مین صرف کیا کرتے تھے - ایک دفعہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کا طواف کرکے لوٹ آئے - لوٹ آنے سے پشیمان رہتے تھے - پھر دوبارہ جانے کی آرزو - آپ کے دل سے باہر نہین نکلی - ہر چند سفر مبارک کا سامان بہم پہونچانے کے درپے ہوئے - لیکن میسر نہین ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چھ مین ظاہری کعبہ سے معنوی قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے - بیت

اکسال از کعبہ رفتی بر در یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

خوابگاہ کنوئین کے کنارہ مسجد کے صحن مین جو آگین کی مشرقی سمت مین آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے - اور نور مسجد کرکے مشہور ہے -

یاد شیخ زین الدین پور شیخ منور

پدر بزرگوار کی پیروی کا خیال بالکل آپ کے سر مین بھرا ہوا تھا - ظاہراً او معنیً باپ کے قدم بہ قدم چلنے کے سوا کبھی ایک قدم - نہین رکھا - رسمی علم کی تحصیل زیادہ تر قاضی جلال الدین ملتانی کی خدمت سے اور کتر ملا سقیم کے درس سے کی تھی - القصہ آپکی ظاہری رہائش کامل طور پر تھی اپنے تنگ گوشہ کو چھوڑ کر کسی دولت مند یکو سیع دولت خانہ پر آپ کو بہت ہی کم جانے کا اتفاق ہوا تھا - علی العموم درویشون کی خدمت کی عادت رکھی اور غبار آگین ہونے سے دلون کو محفوظ رکھنے کے لئے بہت سے طریقہ کام مین لایا کرتے تھے - غالباً اس لحاظ سے کسی دل کو نہین ستاتے تھے - بیت

بنیازارم زخود ہرگز دلے را	کہ می ترسم در و جائے تو باشد

تاریخ سترہوین رمضان ہجری سنہ ایک ہزار پانچ کو معنوی سفر کے واسطے سامان کوچ کا باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ آگرہ -

یاد شیخ عبدالرحیم کپھونجی گجراتی

یہ موضع احمد آباد سے پانچ کوس دور ہے - آپنے اس مقام سے چل کر برہان پور سے ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ حجرہ پسند کیا تھا - چند روز بعد علی عادل شاہ فاروقی فرمان رواے صوبہ خاندیس

سے نے اُس جگہہ جامع مسجد اور ایک بڑی سرا ے تعمیر کرا کر ایک شہر آباد کر دیا - اور عادل پور نام رکھا - اور آپ کا حجرہ جامع مسجد کے متصل واقع ہوا - اس مین شک نہین - آپ ایک شخص تھے - فارغ البالی اور آزادی مین ہمت اور توکل کے ساتھہ آشنا - آپ کے پیر ارادت کا نام معلوم نہین ہوا - لیکن آپ کے مرشد طریقت شیخ ابراہیم قاری سندھی ہین - جن کا لقب مرغ لاہوتی ہے - ایک روز آپنے مسیح القلوب کی قطبیت کی خوشخبری لوگون کو سنائی - اور کہا - مجکو عالم خواب مین اس مضمون کی آگاہی دی گئی ہے - آپ کی رحلت ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین ہوئی ہے - اُسی حجرہ کے اندر آپ کی قبر بنائی گئی - جس مین بزمانہ حیات رہا کرتے تھے -

یاد سید حسین

آپ کی زاد بوم سون پت مین ہے - آپ کی زبان رسمی علم سے - اور آپ کا دل خدا طلبی کے شوق سے تونگر تھا - رہنما پیر کی تلاش مین - اپنے وطن سے دل برداشتہ ہوکر جنگلون جنگلون قدم فرسائی شروع کی - تقدیر الٰہی - اجمیر کی طرف آپ کو کھینچ لائی - اور خواجہ عمر بالحشی کی ملازمت سے مشرف کیا - خواجہ غالبًا آپ کے آنے کے منتظر ہی تھے - فرمایا مین حضور ہون - تم کو میری فرزندی کے واسطے بھیجا ہے - آنے والے نے اس بات کو دل سے قبول کیا - قصہ کوتاہ خواجہ نے مرید کرکے اپنے ایک عزیز کی لڑکی کے ساتھہ کدخدا کر دیا اور خرقہ خلافت دیکر سجادہ طریقت پر بٹھایا - شیخ گدائی پانی پتی سے روایت ہے - خواجہ کا زمانہ عمر تھوڑے روز بعد پورا ہوگیا - اور میرے پیر اُن کے جانشین ہوئے مصرع پیر وخوش بہ ز فرزند بدست -

یاد شیخ یوسف لنگ

آپ شیخ داؤد ملتانی کے فرزند ہین - جن کے آباے کرام کو ایزدی تقدیر اس طرف کی رہنما ہوکر دارالسلطنت آگرہ مین باعث قیام ہوئی - باوجودیکہ آپ کا باطن توحید کے زیور سے آراستہ اور آپ کا دل تحقیق کے نور سے منور تھا - آپ شیخ جلال تھانیسری کے مرید ہوگئے علم التصوف کی مشکلات - اس طرح فصیح البیانی کے ساتھہ حل کیا کرتے تھے کہ اشکال کی وجوہ کو سننے والے کے دل مین راہ ہی نہین ملتی تھی - القصہ آپ کا ضمیر الٰہی اسرار کا خزانہ تھا - باایں ہمہ بے تعینی اور خاکساری کو نہایت خوبی کے ساتھہ فراہم کر رکھا تھا - اپنے گھر کی ضروریات خریدنے کے واسطے بازار کو جایا کرتے تھے - کبھی ایسا ہوتا تھا - کہ لڑکے راستہ مین شوخی سے پیش آکر تمسخرسے چھیڑا کرتے تھے - آپ پیشانی پر چین تک نہین آنے دیتے تھے - اور مسکراتے ہوئے نکل جایا کرتے تھے - میر رفیع الدین محدث صفوی نے لکھا ہے - آپ کی ملازمت بہت کچھہ تاثیر

پیدا کرتی تھی۔ کسی تخت کے اولیائے دولت میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ عام طریقہ آپ کا برتاؤ۔ آپ کی درویشانہ حالت کی چہرہ پر نقاب اٹھا۔ آپ کی رحلت کے وقت جو اصحاب حاضر تھے۔ اُن میں سے بعض نے آپ کے معتقدین کے حالات کی نسبت دریافت کیا۔ تو ہر ایک کے بارہ میں ایک جداگانہ عنایت فرمائی۔ جب رفیع الدین کی (میری) نوبت آئی۔ تو فرمایا[1] اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ مینے ابھی اس التفات کے اسرار پر آگاہی نہیں پائی ہے۔ لیکن امیدوار ہوں۔ کہ آپ کے موثر بیان۔ اور فیض بخش ملازمت کی برکت سے دینوی اور اخروی فلاح کو پہونچوں گا۔ خدا کرے۔ پہونچ جاؤں۔ خوابگاہ آگرہ میں محدث صفوی کے روضہ کے پہلو میں مصرع لنگ خود را بہر ادرے وصل کن۔

یاد شیخ آدم صوفی

آپ تصوف کے جمال کو سپاہگری کے لباس میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ ناگاہ آپ کا تعلق خاطر ایک دھوبن کے ساتھ پیدا ہوا۔ اُس کے حُسن کی تروتازگی نے صابون کا کام کیا۔ دنیاوی تعلقات کے میل سے اچھی طرح پاکیزگی کے ساتھ دھو دیا۔ نوکری کا دماغ سوخت ہوگیا ناچار نوکری ترک کر کے خرقہ پوشی میں آرام دل کی جستجو ہوئی۔ اور مجازی عشق کو حقیقی مشاہدہ کا آئینہ بنا کر کائینات کے صحرا سے آلسیات کے باغ میں جا پہونچے۔ بیت

راہے بصفا خانہ مطلق ہمنا	ازقید حقیقت و مجازش برہان	

یاد شیخ محمد

آپ شیخ ابوالحسن۔ بکری شافعی مصری کے بیٹے ہیں۔ آپ کی ذات میں دونوں جہان کی فضیلتیں اور دونوں جہان کے اسرار موجود تھے۔ جب تک زندگی باقی رہی۔ تب تک اپنے پدر بزرگوار کی طرح ہمیشہ ایک سال بیچ۔ مصر سے حرم محترم مکہ معظمہ کے طواف کو جایا کرتے تھے کہتے ہیں جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی۔ تو پدر بزرگوار کی حیات میں ہی۔ اُن کے درس کی مسند پر صورۃً اور معنیً جانشین ہوگئے۔ مورخین نے اس واقعہ کی کیفیت مجمل طور پر۔ اس طرح لکھی ہے۔ کہ شیخ ابوالحسن ایک سال عادی کو قاعدہ کے بموجب مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے۔ وہاں سے اکابر مصر کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے کہ جس ہفتہ میں یہ خطوط پہونچیں۔ اُسی ہفتہ کے جمعہ کے روز نور چشم شیخ محمد کو درویش کے درس کی مسند پر بٹھادیا

[1] جو (سبقت لے) آگے (سلف بڑھائے گئے) ہیں (سو) یہ آگے ہی اٹھانے کے قابل ہیں (کہ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں)

جاوے - جب آئی ہوئی تحریرات کا مضمون پڑھا گیا - تو تمام ارباب فضیلت اور اصحاب مناصب کو حیرت ہوئی - کہ شیخ محمد کا حوصلہ ابھی ایسا نہین ہے - کہ قانون عبارت فہمی کے اصول کو ضبط مین لا سکے جس مدرسہ مین شیخ ناصر طبلاوی شیخ ابو القاسم مفتی - اور شیخ یوسف کرو - جو آپ کے پدر بزرگوار کے درس مین نائب اہین - حاضر ہوتے این - اُس مدرسہ مین شیخ محمد - ہر ایک فن کے مقدمات اور مقاصد کی تقریر - اور ہر ایک علم کے مسائل اور مبادی کی صورت اور تمہید کیونکر بیان کر سکین گے - کیونکہ جس بچہ نے میدان علم مین ابھی ابھی قدم رکھنا سیکھا ہے - اُس کو اُن اصحاب کے برابر چلنے کی طاقت نہین ہو سکتی ہے - جو گونا گون علوم کے دقیقون اور حقیقتون کی مسافت طے کر چکے این - اِس سبب سے اِس عجیب و غریب حکم کے قبول کرنے مین بہت کچھہ بہانہ اور تاخیر کی آوازین اندرون دل سے زبان پر آئین - قصہ کوتاہ یہ ہے چونکہ کل کامون کا انجام لاعلمی کے پردہ مین چھپا ہوا ہوتا ہے - لہذا تمام دور اندیش ارباب مجلس نے رَجماً بالغیبِ اطاعت حکم کی راے دی - اور کہا - کہ یہ حکم ایسے شخص نے صادر فرمایا ہے - جو عالم ارواح اور عالم شہادت کی رموز کا جاننے والا ہے - اور ہم کو اِس عجیب و غریب فرمان کی اصلیت پر پوری پوری آگاہی نہین ہے - اگر حکم کی بجا آوری کے بعد کوئی نامناسب بات ظہور پذیر ہوگی - تو مامور معذور مانا جاوے گا - لیکن با اینہما ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ قرآن مجید مین سے کوئی آیت پہلے سے ہم تجویز کرین - جس کی تفسیر کی وجوہ اور اُس کے لطائف سجادہ نشین صاحب آیندہ جمعہ تک حفظ کر لیوین - اور قرارداد کے بموجب منقری ہی وہی آیۃ پڑھے -

جب اس مشورہ کی کیفیت شیخ محمد کی خدمت مین عرض کی گئی - تو آپ نے جواب دیا - یہ فرصت میرے ظاہر حال کے اعتبار سے ہرگز کافی معلوم نہین ہوتی ہے - اِس فرصت مین چند در چند غور و فکر کی گنجایش نہین - اور ایسے عجیب و غریب حکم کے بجا لانے کی بنیاد حیلہ و حوالہ پر نہین رکھنی چاہیے - اِس سے بہتر کوئی بات نہین ہے - کہ ہمت کا قدم توکل کے راستہ مین استحکام کے ساتھہ رکھکر یہ دشوار کام مسبب الاسباب کی گرہ کشائی کے سپرد کر دی جائے [۵۱] اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ کے عقیدہ پر اور [۵۲] اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ کے یقین پر بہروسہ کیا جاوے - اور تردد کا گرد و غبار ضمیر کے خلوتخانہ سے جھاڑ کر تسلیم کی صفائی یہان جلوہ گر کی جاوے - القصہ جو بات قرار پا چکی تھی - وہ جمعہ کے روز

---

[۵۱] بیشک یہ بات اللہ جل شانہ پر آسان ہے ۱۲ [۵۲] بیشک اللہ جل شانہ جس پر چاہے قادر ہے ۱۲

عمل مین لائی گئی۔

جب شیخ محمد منبر پر چڑھے۔ تو مقری نے آیۃ الکرسی شروع کی۔ شیخ نے اولاً ایک ایسا خطبہ روشن پڑھا جس کی فصاحت اور بلاغت کی برابر کوئی عبارت کبھی غواصان دریائے معانی کے گوش زد نہین ہوئی تھی۔ اور اس طرح کے مفہوم کبھی شناوران ملک سخنوری کے خیال مین بھی نہین آئے تھے۔ اس ا۔ کے بعد اہل تحقیق عالمون کو ایہا السامعون اسمعوا کی ندا سے خطاب فرماکر کہا۔ قرآنی کلمات کے معانی۔ لغت اور عبارت کے اعتبار سے حاضرین کے علم مین۔ اور ارباب بصیرت کی تفسیرون کے خزانون مین موجود ہین۔ اس بنیاد پر نوسوار منبر تدریس کے خیال مین ایسا آتا ہے۔ کہ جو کنجی اسرار مقطعات کے خزانچیون نے زبان مترجم کو سپرد کی ہے۔ اُس کنجی سے مفرد حروف کے خزانون کے دروازے کھولے۔ اور حقائق کے مخفی جواہرات کو ہوش طلب سامعین کے کانون کا زیور بنادے کتے ہین۔ اسم الصمد کے الف سے شروع کرکے ایسے معانی اور ایسی معرفتین بیان کین۔ کہ محقق سامعین کو اپنی نادانی کا اقرار کرنا پڑا۔ ہر طرف سے عذر اور معذرت کا اظہار ہوا۔ **القصہ** آپ کی دل آویز تقریر کے سننے مین یہانتک سرگرمی ہوئی کہ نماز عصر کا وقت اخیر ہوگیا۔ آپنے فرمایا۔ الفاظ اور معانی کے قافلے کے قافلے لدنی علم اور وہبی فیض سے برگزیدہ دلون پر علی الاتصال آتے ہین۔ ۵۱ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا لیکن زبان کے راستہ سے بیان کے مجلس مین سننے والون کی استعداد کے موافق کانون مین پہونچائے جاتے ہین ۵۲ وان من شیٔ الا عندنا خزائنہٗ وماننزلہ الا بقدر معلوم بس بہتر ہے۔ کہ باقی ماندہ ذکر کو دوسری مجلس پر موقوف رکھکر وقتیہ فرض کے ادا کرنے مین توجہ کی جاوے۔

کہتے ہین۔ اٹھارہوین سال سے شروع کرکے۔ واپسین نفس تک کہ پینتالیسوان سال تھا ہر جمعہ کے روز اُسی ایک الف کے معانی منبر پر بیٹھکر بیان کئے جاتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا۔ شاہ دوران شیر یزدان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ فرماتے تھے

۵۱ اگر تم خدا کی نعمتون کو گنناچاہو۔ تو (اتنی بہت ہین۔ کہ تم لوگ) اُن کو پورا پورا نہ گن سکو ۱۲ ۵۲ جتنی چیزین ہین ہمارے ہان سب کے خزانے (کے خزانے بھرے پڑے) ہین مگر ہم ایک اندازہ معلوم (مقرر) کے ساتھ اُن کو (مخلوقات کے لئے) بھیجتے رہتے ہین ۱۲۔

اگر مین چاہون - کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر قلم سے لکھون - تو سات اونٹون کا بوجہ ہو جاوے - اور جناب نے ایک الف اللہ کی تفسیر اس مدت مین اس قدر فرمائی ہے - کہ اگر لکھنے مین آتی - تو بہت سے اُونٹون کا بوجہ ہو جاتا - پس جناب کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے شاید زیادہ ہے - آپنے جواب دیا - سلطان الخلفا برہان الاولیا نے جو تفسیر فاتحہ کا حصر اس اندازہ مین کیا ہے - تو یہ مخاطب کے حوصلہ - اور متکلم کی فرصت پر نظر کر کے کیا ہے - کیونکہ اُس وقت مین اسلام کی ابتدائی حالت تہی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باوجودیکہ آپ آلہی علوم کا خزانہ تہے - مگر کفار کے ساتہہ جہاد کرنے سے اور اعلاے کلمۃ الحق سے فرصت بہت کم تہی - اور یہ درویش - اس زمانہ مین باتین بنانے کے سوا - کوئی کام ہی نہین رکہتا ہے - اور نیز معلومات فقیر کی حقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وجدانی انوار سے ہی اخذ کی ہوئی ہے - جو گوناگون علوم کے قواعد کے بانی ہین -

غوثی صدر الذکر عبارت لکہنے کا سبب یہ ہے - کہ اس ذکر کے پڑہنے والے - آپ کے حسن ادب اور جمال علم کو استعداد کی نظر سے مشاہدہ کر کے اپنے اعتقاد کی درستی کرین - اور دل مین استحکام کے ساتہہ سمجہین کہ مشت خاک انسان کے ساتہہ خداے پاک کے کیسے کیسے راز ہین **سبحان اللہ** یہ چند کلمہ آپ کی حقائق بیانی اور رہنمائی کا نمونہ ہین - ورنہ آپ کے حالات لکہنے کی قلم کو - اور بیان کرنے کی زبان کو طاقت کہان ہے -

آپ کی تصنیفات تمام فنون مین ہین - بالخصوص آپ علم حدیث مین اُستاد تہے - اور حال کے مضامین کو قال کی زبان سے تشبیہ اور تاویل کے پیرایہ مین اس طرح سے بیان فرمایا کرتے تہے - کہ بے تامل لوگون کی سمجہہ مین آجاتے تہے - دسوین صدی کے اخیر عشرہ مین عالم علوی کو کوچ فرمایا - اس زمانہ مین آپ کی باکمال اور ہدایت کنندہ اولادبہت سی ہے - منجملہ اُس کے پیشواے ارباب ارشاد - آپ کے فرزند رشید تاج العارفین نام ظاہراً اور معنیً آپکے خاص جانشین ہین - یہ بزرگ - عقلی - کشفی - اور کسبی علوم مین اپنے پدر بزرگوار کی اشل بے نظیر ہین [۱] اللّٰھم متع المسلمین الطالبین بطول بقائہ

سید احمد قادری فرماتے تہے - مینے شیخ محمد بکری کی خدمت مین رہ کر اپنی عمر کے چند سال محسوب نکئے ہین - اُس مدت مین دیکہا گیا ہے - کہ ہر ایک ملک کے قسم قسم کے آدمی - آپ کی محفل مین حاضر

---

[۱] یا اللہ مسلمان طالبون کو تمتع یاب کر آپ کی درازی عمر سے ۱۲

کرتے تھے - اور چونکہ عربی زبان پر قدرت نہین ہوتی تھی - اسواسطے ہر ایک شخص اپنے مقاصد اور
مسائل کو اپنی خاص زبان مین عرض کیا کرتا تھا - اور آپ سب کے جوابات عربی زبان مین دیا کرتے تھے
اور سائل کو نیز مجیب کو - سوال اور جواب کا مدعا سمجھنے مین ہرگز ترجمہ کی احتیاج نہین ہوا کرتی تھی - یہ
عجیب صورت دیکھکر تعجب اور حیرت ہوئی - اسواسطے مین ایک روز بے اختیار ہو کر عرض کر بیٹھا - مینے عرض
کیا - کہ جناب مختلف لغات - اور ہر ایک طرح کی زبان جانتے ہین - لیکن عجمی لوگ اکثر عربی زبان نہین جانتے
ہین - کس طرح اُن کو مدعاے جواب پر اطلاع ہو کر تسلی ہو جاتی ہے - آپنے فرمایا - بیشک - اگر مین چاہون
کہ ہر ایک زبان مین بیان مقاصد کرون - تو کر سکتا ہون - لیکن جب مراد کے معانی - عربی محاورہ
اور روزمرہ مین محمد بکری کی زبان سے - عوام کے ذہن مین آجاتے ہین - تو پھر زبان مخصوص مین جواب کیون
دیا جائے - اور بدون ضرورت کے محبوب اللہ خاتم النبوۃ **علیہ افضل الصلوۃ** کی زبان کیون
ترک کی جاوے - اور پھر اسی تقریر کے ضمن مین چونکہ تقریب تھی - فرمایا - کہ بیان کے افہام و تفہیم - اور
عدم افہام و تفہیم کی قوت محمد بکری کے اختیار مین سپرد کردی گئی ہے - اگر محمد بکری چاہے - کہ الفاظ کے
معانی کو روک لیوے - تو **حاشا للہ** بیان کسی سننے والے کے ادراک مین بھی آسکے - خواہ مخاطب
کتنا ہی بڑا مدعا فہم عالم - اور کلام نہایت درجہ سادگی مین ہو - اور اگر چاہے - کہ سننے والے کے ذہن مین
معانی آوین - تو عبارت خواہ کتنی ہی زیادہ دقیق - اور سننے والا بازاری عجمی ہو - مگر بہت جلد ادراک
مقصود کر لیوے گا -

مولد اور مرقد یوسف **علیہ السلام** کے مصر مین - اور ایام رحلت نوسو اٹھانوین - اور
اور ستانوین بھی کہتے ہین -

یاد شیخ بالنا الجناری

آپ مخدوم جہانیان کی نسل سے ہین - آپ آغاز جوانی مین سلوک اور شریعت کے پابند تھے
اوسط عمر مین الٰہی جذبہ پیدا ہوا - اور تمام حواس اور قوی اپنے اصلی مرکز کو بازگشت کر گئے - یہان تک
کہ آپ مین ہستی موہوم کا خیال اور گمان بھی نہین رہا تھا - ڈیڑھ سو برس کی عمر پائی - بات کرتے وقت
ہر ایک نیک و بد کی نسبت ہمیشہ اپنے نفس کی طرف کیا کرتے تھے - لیکن مخاطب مین اُس بات کے
آثار بہت جلد ظاہر ہو جاتے تھے - آپ کی زبان سے ایسی بات جو وقوع پذیر نہ ہو نکلتی ہی نہین

تہی - سید قاسم پسر سید محمود بارہہ عرش آستانی اکبرشاہ کے امراے اعظم مین سے تہے - یہ سید صاحب ہجری سنہ ایک ہزار تین مین آپ کو اپنے ہمراہ شہر پٹن سے احمد آباد کو لے گئے تہے - ایک روز ایک کنوئین کے کنارہ بیٹہے ہوئے تہے - سید نے ایک روپیہ آپ کے ہاتہہ پر رکہا آپنے اُسی ہاتہہ سے کنوئین مین ڈال دیا - لوگون نے کہا - آپنے ایسا کیون کیا - فرمایا - مینے کچہہ بُرا نہین کیا - ایک برہمن کے ہاتہہ جنت کو بہیج دیا - چند روز بعد آپ کی والدہ کے پاس سے اس مضمون کا خط آیا - کہ تم نے جو کچہہ ایک برہمن کے ہاتہہ بہیجا تہا - پہونچ گیا ہے - کہتے ہین - جنت آپ کی مان کا نام تہا - اور یہ بہی عجب نہین ہے کہ الجنۃ تحت اقدام امّھاتکم[1] کے اعتبار سے کہا ہو - جب آپ لوٹ کر پٹن مین آئے تو ہجری سنہ ایک ہزار پانچ یا چہہ مین علوی عالم کو کوچ فرمایا - قبر صحن مکان مین بنائی گئی - آپ کی ایک ہمشیرہ بزرگ نام ہین - جو آپ کی قبر پر مجاور ہین - اور ذکر و فکر مین زندگی بسر کر رہی ہین بہت سے آثار ولایت ان کے اندر موجود ہین - مصرع رونقِ آرامگاہش دولتِ دیدار باد ؎

یادِ شیخ حمزہ پور شیخ سدّا قریشی

آپ کی زاد بوم قصبہ دیپالپور مالوہ ہے - اور مخدوم شیخ بہاء الدین زکریا کی نسل سے ہین قدس سرہٗ پرہیزگار - نیکوکار - اور خجستہ افعال تہے - آپ بہت کے کارخانہ مین جام اور الماس وغیرہ ظروف بنانے سے اپنی وجہ قوت بہم پہونچایا کرتے تہے - نذر کے طور پر کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہین لیا کرتے تہے - بلکہ ضرورت مند دوستون کی امداد اپنی محنت کے پیسہ سے کیا کرتے تہے - ملقین طریقت شیخ ضیاء اللہ ابن غوث الاولیا قدس سرہما کی خدمت سے تہی اور راقم کے مربی شیخ محمود جلال کی ملازمت سے بہی بہت کچہہ فائدہ اُٹہایا تہا - عبادت اور عادت مین عجب راستی بہم پہونچائی تہی - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین آپ کی زندگی کی باری پوری ہوئی - قبر زاد بوم مین ہی ہے - دو لڑکے چہوڑے ہین - دونون پدر بزرگوار کے طریقہ پر چلتے ہین - اللہ جل شانہٗ ان کو توفیق معرفت نصیب کرے مصرع

باد دائم از مَیِ وحدت لبالب جامِ او

یادِ شیخ امان اللہ

آپ شیخ کمال الدین سلیمانی قریشی کابلی وال کے فرزند ہین - آغاز ہوش سے انجام زندگی تک زہد فقر - ایثار - توکل - اور راستی مین عمر گزاری - آپ کا پاے سلوک - شریعت کی شاہراہ کے سوا -

[1] جنت تمہاری ماؤن کے قدمون کے نیچے ہے -

ایک قدم بھی نہین چلا اور آپ کا دست ہمت - دامن ہستی کے سوا - کسی شے کو چھوتا تک نہین ۔ شیخ صدر الدین ذاکر شطاری کے مرید ہین - تریسٹھ سال کی عمر پائی - چالیس سال تک راقم کو اپنی ہمسائگی سے سرفراز رکھا - ہجری سنہ ایک ہزار پانچ مین عنصری تیرہ و تاریک کوچہ سے عالم قدس کی وسیع آبادی کو روانہ ہوئے - آپ کے دو لڑکے تھے - بڑے شیخ منصور - حمیدہ اوصاف اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ تھے - باپ سے پانچ مہینے پیشتر سامان ہستی باندھ کر چلے گئے - دوسرے شیخ عبدالشکور ہین - ان کی طینت مین تمام فضیلتین جمع ہین - خمول - خموشی - اور خوش دلی ان کے خمیر مین داخل ہین - خدا کرے ان کو عمر طبیعی روزی ہو - مصرع شکر خدا کہ ہم دم و ہمسایۂ من ست -

یاد شیخ نور الدین ضیاء اللہ

آپ غوث الاولیا کے صاحب زادہ ہین - قدس سرہما اطوار شریعت کے سلوک مین آپ کی رفتار دل پسند تھی خوان معرفت کی بھی اچھی چاشنی چکھی تھی - وجدان طریقت کے بیان مین آپ کی تقریر دلنواز تقریر تھی - اور اسرار حقیقت کی شراب کا ایسا سکر حاصل تھا جس مین چون و چند کی کیفیت کو دخل نہ تھا - آپ کی عقدہ کشا زبان صاف عبارت مین رموز حقیقت کے چہرہ کا نقاب اٹھاتی تھی - آپ کا طریقہ اور آئین - عالم وحدت کے چلنے والون کو کثرت کی گھاٹیون سے سلامتی کے ساتھ نکال لیجاتا تھا - آپ کی عطا پیشہ نظر سنگ دلون کو موم کرتی تھی - اور شکستہ دلون کے حق مین مومیائی کا حکم رکھتی تھی - آپ کی سلیم فکر - لوگون کے سقیم افعال کو صحت کی طرف پھیر لاتی تھی - آپ اپنی حسن معاشرت اور مصاحبت سے مسافرت کا اندوہ - غم ناک مسافر کے دل سے دور کر دیتے تھے اور نیز مقصود و مطلوب مین کامیاب کر کے - ذی احتیاج مقیم کے دوش سے ناامیدی اور بیچارگی کا بھاری وزن اُٹھا لیتے تھے - اس قدر کمالات کا سرمایہ ہوتے ہوئے - آپ فقراے باب العم کے ساتھ طالبانہ پیش آتے تھے -

القصہ مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ آپ کا زندگانی کرنا - واپسین سفر تک کہ رمضان کی تاریخ تیسری اور ہجری سنہ ایک ہزار چھ تھا - یکسان استقامت کے ساتھ رہا - یعنی آپنے نوافل اور زواید خیرات اور عبادات جس قدر اپنے اوپر لازم فرمالی تھین - ان مین فرو گزاشت کا دخل کبھی نہین ہونے دیا - ہجری سنہ نو سو ستر تھا - کہ پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ گوالیار مین آئے - یہان بر چند روز مجاور روضہ رہکر دار السلطنت آگرہ کو چلے گئے - اور اس جگہ - سامان اقامت - کہکر گھر اور نیز خانقاہ تعمیر کرائی - کم و بیش پینتیس سال

ازروے باطن خداشناسی کے حجرہ مین چلہ نشین رہے - اور ازروے ظاہر لوگون سے میل ملاقات اور
جلسون کی نشست برخاست کو اپنی خلوت کے جمال کا نقاب بنائے رکہا - علم حدیث کے اندر نہروالہ
شہر مین کامل دس سال تک شیخ محمد طاہر محدث نہروالہ کی شاگردی کرکے اور نیز شیخ وجیہ الملة علوی
احمدآبادی کے درس سے تمام فنون کی تحصیل کرکے کل علوم مین استاد وقت ہوئے - اگرچہ ظاہر مین ظاہری
سجادہ نشینی کا شرف حاصل نہین ہوا - لیکن **الولد سر لابیہ** کا فروغ آپ کی پیشانی سے
درخشان تھا - جس زمانہ مین آپ احادیث کی تصحیح نہروالہ مین کررہے تھے - اس زمانہ مین گوالیر
سے غوث الاولیا نے شیخ نور محمد کو خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر آپ کی خدمت مین بہیجا تہا -
اور اجازت عطا فرمائی تہی -

آپ کی رحلت فرمائی کا واقعہ اس طرح پر ہے - جن ایام مین عرش آستانی اکبرشاہ دارالخلافہ لاہور
مین تشریف رکہتے تہے اُن ایام مین ایک روز ہرنون کی لڑائی کے ہنگامہ مین ایک ہرن کے سینگ کا
ایک کاری زخم شہنشاہ کی ران مبارک مین آیا تہا - شہنشاہ نے چند روز بعد فرمایا - کہ اس واقعہ کے اندر
دور ونزدیک کے جمیع اکابر وامرا کے آنے سے ہمنے شیخ ضیاء اللہ کی یاد کی - لیکن شیخ نے ہماری یاد
نہین کی - شیخ ابوالفضل مبارک نے اس تقریر کی نقل لکہکر آپ کی خدمت مین بہیجی - جب یہ اطلاع
آپ کو پہونچی تو آپنے بے تامل اپنے تئین لاہور مین پہونچا کر سلطانی دیدار حاصل کیا - اور شہنشاہ نے بہی
آپ کی تشریف آوری سے اپنی عافیت اور تن درستی کی فال لی - چند روز بعد فرمایا - کہ شاہزادہ دانیال کی
ایک حرم امیدوار ہے - بادشاہ کو منظور یہ ہے - کہ حرم مذکور شیخ ضیاء اللہ کے مکان مین رہے - تاکہ
وضع حمل اُسی جگہ ہو - آپنے اس حکم کی تعمیل مین دو تین مرتبہ عذر کیا - مگر قبول نہین ہوا - اور حرم مذکور
نے آپکے مکان مین آکر وضع حمل کیا - چونکہ شیخ اس واقعہ کی اصلیت سے بالکل محترز تہے - لہذا اپنی
زندگانی سے ہی تنگ دل ہوئے - ایک ہفتہ بعد مرض الموت پیش آیا - اور صدر الذکر تاریخ مین
اپنی جان حوالہ جانان کی -

ہجری سنہ نوسو بیاسی مین **راقم** اپنے وطن سے چل کر دارالسلطنة آگرہ مین گیا تہا - اُس وقت مین
راقم کے چچازاد بہائی شیخ علی شمس آپ کی ملازمت مین استفادہ کررہے تہے - اُنہون نے نقیر کو آپ کی
آستانبوسی اور خدمت کے شرف سے مشرف کیا تہا پانچ مہینے اُس جگہ رہکر آپ کی فیض بخشی کا حصہ

لیا - اسی سال میں اعزار الاولیا کے پوتے مشہور العرف خواجہ عبدالشہید قدس سرہما شہر آگرہ کے قلعہ میں اکبر شاہ کے بنگالی محل کے اندر اُترے ہوئے تھے - اور شہنشاہ فتح پور میں داد سلطنت دے رہا تھا فقیر بھی خواجہ کی قدم بوسی کے واسطے اس محل میں گیا تھا اور شرف دیدار سے اپنے حوصلہ کے موافق فروغ حاصل کیا تھا - مصرع خوشہ ہائے خرمن من خوشہ بہر خرمن ست ؛

یاد حاجی ابراہیم محدث قادری

آپ شیخ داؤد کے بیٹے ہیں - کنیت ابوالمکارم - تخلص وصالی - زاد بوم مانک پور - اور خوابگاہ آگرہ ہے آپ کے افعال سے شریعت عیاں تھی - اور اسرار میں طریقت کا خزانہ نہاں تھا - عقلی اور نقلی علوم کی تحصیل اپنے وطن میں کر کے سیر و سیاحت کا ارادہ کر لیا تھا - بالآخر بغداد میں ڈہائی سال رہکر تفسیر اور حدیث کا علم تحصیل کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہونچایا اور پھر وہاں سے خانہ مبارک کے طواف کے واسطے روانہ ہوئے - پرستش اور حج کے ارکان بجالا کر مصر کو چلے گئے - یہاں پر شیخ شمس الدین علقمی کے نزدیک احادیث کی تصحیح کی - شیخ شمس الدین علقمی شیخ جلال الدین سیوطی کے بالواسطہ شاگرد ہیں - اور اسی جگہ آپ نے شیخ العرفا شیخ محمد بکری شافعی سے سند اور اجازت لی - اس قدر کمالات فراہم ہونے کے بعد - پھر مکہ معظمہ کی طرف لوٹے - اور شیخ عبدالرحمٰن ابن الفہد مغربی شیخ مسعود مغربی - اور بدر الاتقیا شیخ علی متقی کی صحبت سے اور سر نو کتب احادیث کی تکرار کی - اور صحت و شناخت کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا - اس کے بعد پھر دوبارہ مصر میں گئے - اور چوبیس سال تک تمام علوم کا درس دیا - باایں ہمہ کسی سال میں حج کو جانے آنے کا سلسلہ بھی منقطع نہیں ہوا - ملک شام میں شہری اور صحرائی بزرگوں کی صحبت میں بیشکر فیض پایا - اس کے بعد وطن کی محبت نے جوش کیا - تو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدم کی سعادت سے سرفراز فرمایا - جب دارالسلطنت آگرہ میں گذر ہوا تو تقدیری کرشمہ - اور آب و دانہ کی کشش نے یہاں کے قیام کا خیال آپ کے دل میں پیدا کیا - لہذا گھر اختیار کر کے تفسیر - حدیث - اور فقہ کے درس میں - اور نیز وعظ میں آپ مشغول ہوئے اور بہت سے اشخاص کو فیض اور علم کی منزل پر پہونچایا - تاریخ انیسویں ذی حجہ ہجری سنہ ایک ہزار ایک میں چھیاسی برس کی عمر کے بعد جسمانی محنت آباد کے تنگ و تاریک کوچہ سے روحانی راحت افزا اقلیم کو روانہ ہو گئے - مصرع پیری و علم و ہمت و آزادگی طلب -

یاد شیخ امان اللہ افغان

آپ سید ابراہیم بھکری کے مرید ہین ۔ خود بینی سے گزر گرا اوتاد اور شریعت کی مشکلات کے تماشبین محو تہے ۔ کہتے ہین آلہی دیدار کی آرزو ۔ ہمیشہ آپ کے دل کو بے آرام ۔ اور آنکھون کو اشکبار رکھتی تہی ۔ اور پیر کی ملازمت مین اسی خواہش کا ورد بار بار بیان کیا کرتے تہے ۔ اور کہا کرتے تھے ۔ کہ زیادہ نہین ۔ صرف ایک ہی دفعہ اس آرزو مین کامیابی ہوجاوے ۔ آپ کے پیر وعدہ دیکر تسلی اور تسکین دیا کرتے تھے ۔ بالآخر اس اندیشہ نے آپ کو آلیا ۔ یہان تک کہ جس جنبش کرنے والا اور اُڑنے والہ پر نظر پڑتی تہی ۔ اُس پر آپ مطلوب کا گمان کرتے تہے ۔ کہتے تہے ۔ مین ایک رات پیر کے ہاتہ پاؤن داب رہا تھا ۔ یکایک اُٹھ بیٹھے ۔ اور مجہے بغلگیر ہوئے ۔ فرمایا ۔ امان ۔ تمنے دیکھا جس کی تم کو تلاش تہی ؟ مینے عرض کیا ۔ ہان دیکھا ۔ اس کے بعد وحدت وجود کا دروازہ صورۃً و معنیً کشادہ کردیا ۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے ۔ ایک سوار نے اپنے گھوڑے کو کوڑا مارا ۔ آپنے آہ کھینچی ۔ جب گدڑی اُٹھا کر دیکھا گیا ۔ تو آپ کے بدن پر تازیانہ کا نشان پایا گیا ۔ **القصہ** پیر کی اجازت سے براہ خشکی ۔ سفر حجاز کو روانہ ہوئے ۔ ماوراء النہر ۔ خراسان ۔ پارس ۔ اور عراقین کے اکثر مشایخ کی ملازمت کی ۔ اور اُس سے فیض و فائدہ بہی اُٹھایا ۔ جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو گئے ۔ تو ایک دختر کے حسن پر فریفتہ ہوگئے ۔ ایک روز سخت بیتاب ہوئے اور حالت بیتابی مین اُس کے باپ سے کہا ۔ کہ اپنی لڑکی کا میرے ساتھ عقد کر دیجئے ۔ اُس نے جو جواب دیا ۔ اُس سے مہر کی خواہش پائی گئی ۔ آپ نے فرمایا ۔ امان اللہ ۔ وہ بندہ نہین ہے جو اپنے پاس پیسہ رکھے ۔ پہر لڑکی کے باپنے کہا ۔ کہ اگر آپ اس رعنائی کے ساتھ درویشی کا بہی دم بہرتے ہین ۔ تو یہ ہو سکتا ہے ۔ کہ پیغمبر آخر الزمان **علیہ السلام** مجھکو اس بارہ مین خواب کے اندر اجازت فرمادین ۔ آپ نے کہا ۔ اگر آپ تمام مال و دولت ۔ جو آپکے ملک مین ہے ۔ محتاجون کو تقسیم کردین ۔ اور دنیاوی آلایش سے پاک ہوجاوین ۔ تو اس شرط پر شاید ایسے خواب سے آپ کو سعادت حاصل ہوجاوے ۔ لڑکی کے باپ نے کہا ۔ اس مال و منال کے ساتھ مجھکو بہت ہی دلبستگی ہے ۔ اگر آپ کا تصرف مجھکو آزاد ۔ اور بے میل کردیوے ۔ تو آپ کا فرمانا ظہور پذیر ہوسکتا ہے ۔ آپنے جواب دیا کہ مجھ سے اور نیز تمام مقبولون سے جو بہتر ہین ۔ اُنہون نے آرزو فرمائی تہی ۔ کہ ابوجہل کا دل کفر سے ہٹ جاوے ۔ تو یہ وقوع مین نہین آیا ۔ اور اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ[1] کا عتاب سنا ۔ اسی طریقہ چند روز

---

[1] (اے پیغمبر اپنی خواہش کے مطابق) تم جس کو چاہو ۔ ہدایت نہین دے سکتے ۱۲ ۔

ان دونون اصحاب کے درمیان مین گفت وشنید کا سلسلہ جاری رہا کرتے ہین - اولاً مدینہ مقدسہ کے حرم مین ایک حجرہ کے اندر رہتے تھے - بہر بعد مین البقیع کے اندر قبہ عثمانیہ کے نزدیک خلوت اختیار کر لی تھی - اِس انتقال مکانی کا سبب دریافت کیا گیا - تو فرمایا - روزمرہ آدھی رات کو مدینہ کا دروازہ کہولا جاتا ہے - اور سرورانبیا علیہ السلام اس قبہ مین تشریف لاتے ہین - اور حضور کے ساتھہ خلفاے اربعہ مین سے تین اصحاب بھی ہوتے ہین - اور اس قبہ کا دروازہ بہی کہلتا تھا - اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ استقبال کے واسطے دروازہ کے باہر آتے تھے اور امان دروازہ پر کہڑا رہتا تہا - اور اپنے تئین اس مقام کے نامناسب شرمندہ پاتا تھا - لہذا ازراہ ادب سابقہ جگہہ چہوڑ کر اس جگہہ حجرہ تجویز کر لیا ہے - چند روز بعد عنصری قفس ٹوٹ گیا - اور مرغ حقیقت روضہ جاوید کی طرف اُڑ گیا - مصرع جان او ہم نشین جانان باد -

یاد شیخ اسحٰق قلندر سندھی

جہان پیمائی کرتے کرتے - آپ کے پاؤن گہس گئے تہے - ہر ایک ویران اور آباد گوشہ اور کنارہ مین پہنچکر ہر ایک ملک کی خصوصیات سے آگاہ ہوئے تہے - لیکن ہجری سنہ نوسو اٹھاون کے آغاز سے سیاحی ترک کر کے - قدوۃ المحدثین شیخ طاہر یوسف سندھی کی مصاحبت اختیار کر لی تہی - ہجری سنہ ایکہزار تین - ان روحانی مصاحب (شیخ طاہر یوسف) کا سال رحلت ہے - اس سال تک آپنے شیخ کی ملازمت سے کبھی جدائی پسند نہین کی - راقم گلزار نے ہجری سنہ ایک ہزار دہ مین برہان پور مقام پر ان دونون بزرگون کی ہمراہی سے بہت کچہہ حصہ فیض کا لیا تہا - آپ کا سلوک استقامت کے طریق پر تہا - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین آپ کی اقامت اس جہان کی انجام کو پہونچ گئی - مصرع روح او ہم نشین رضوان باد *

یاد شیخ افضل محمدؒ

آپ شیخ یوسف تمیمی کے بیٹے - مرید - اور خلیفہ ہین - اپنے پدر بزرگوار کی زندگی مین ہی - جانشین ہو گئے تہے - رسمی علم کی کسی قدر تحصیل اپنے عم مکرم شیخ جلال کی خدمت سے - اور ان کی رحلت کے بعد یقینی علوم کی تحصیل شیخ ابوالفتح مفتی کی درس سے فرمائی تہی ہمیشہ اہل تجرید نقرا - اور صاحب عرفان درویشون کے ساتہہ ہم نشینی رکہا کرتے تہے - کبھی زمانہ کے دولتمندون اور امیرون کے دیدار کی آرزو نہین کی - خاتم النبوۃ علیہ السلام کے حلیہ اقدس کی زیارت سے عالم خواب مین کئی بار مشرف ہوئے تہے - اور حزب البحر پڑہنے کی اجازت ملی تہی - تاریخ اکیسوین صفر کو ہجری سنہ ایک ہزار تین مین

عنصری صورت - خاک آگرہ کے سپرد کرکے - الٰہی دیدار کے جلوہ گاہ کو روانہ ہو گئے۔ لفظ **افضل انام** ۹۸۳ھ اور آپ کا نام وا پسین سال کے ساتھ ہم عدد ہیں۔

یاد شیخ طاہر

آپ یوسف ابن رکن الدین ابن معروف - ابن شہاب الدین سندھی کے بیٹے ہیں - آپ میخانہ تحقیق کے پرانے میگساروں کے حریف - اور منزل توحید کے دیرینہ سیاحوں کے ہم قدم تھے - جب آپ فیض رسانی کی مجلس میں علمی مسائل بیان کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تھے - تو دل پذیر نکتوں کی گل افشانی سے فصیح البیانی کام میں لاتے تھے - اور جب تصنیفات جمہور کے معانی اور مطالب ذریعہ - مطالعہ حل فرماتے تھے - تو آپ کی بہار فطرت - رنگ برنگ کے پھول کھلاتی تھی - آپ کا بیان رسمی علوم کی نو عروسوں کے چہرہ کا نقاب دور کرتا تھا - اور آپ کا قلم حقیقی علوم کے خلوت خانہ میں رہنے والی پردہ نشینوں کی چہرہ کشائی عمل میں لاتا تھا - تاکہ علمی اور عینی کمالات کے تلاش کرنے والے - نظارہ کی امداد سے - اندرونی فروغ حاصل کریں۔

غرض آپ کی تعریف - کوتاہی کی آشنا - اور اتمام کو پہونچنے والی نہیں ہے - لہٰذا تم کسی قدر حالات لکھنے کے واسطے قلم اٹھاؤ - اور وہ جو تم نے اختصار کا عہد کیا ہے - اُس کا لحاظ مد نظر رکھکر سخن کا آغاز کرو - کہتے ہیں - دسویں صدی کی دوسری دہائی کے کسی سال میں قصبہ پاتری کے اندر کاربردازان قضا و قدر نے آپ کے نفس ناطقہ کو عنصری جسم کے ساتھ وابستہ کیا تھا - قصبہ پاتری آپ کے جد بزرگوار کا آباد کیا ہوا قصبہ ہے۔

القصہ جب آپ کا آغاز ہوش ہوا تو آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی شیخ طیب کو باپ کے ہمراہ سفر کا اتفاق پیش آیا - تینوں اشخاص - دانا سے حقیقت آگاہ شناسائے فضیلت دستگاہ شیخ شہاب الدین سندھی کی ملازمت میں ایک گانوں کے اندر پہونچے - جو شیخ سندھی کے نام زد تھا - آپ نے شرح شمسیہ پڑھنے کی التماس کی - چونکہ شیخ شہاب الدین نے منطق کا درس - اپنے مناسب حال نہیں سمجھا - اسواسطے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی منہاج العابدین پڑھنے کی طرف اشارہ فرمایا - کم و بیش دو ہفتہ کے اندر کتاب مذکور کو ان تینوں شخصوں نے ملکر سبق شروع کر دیا - اس کے بعد ہجری سنہ نو پچاس میں آپ کو یہاں سے خیال سفر ہوا - چنانچہ آپ گجرات کی طرف تشریف لے گئے - شہر

سہروردیہ میں پہونچکر غوث العالم شیخ محمد غوث قدس سرہ کی بابرکت صحبت سے بہت کچھ حصہ لیا۔ پھر اس صوبہ سے ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں پہونچکر شیخ وقت پیر عہد بمیان مخدوم جی پسر شیخ محمد ملتانی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ شیخ محمد ملتانی۔ شیخ بہاؤالدین قادری کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعدہٗ ایرج پور برار مین قیام فرمایا۔ اور خرقہ خلافت آپ کو پیر سے اسی شہر مین عنایت ہوا۔ بہت مدت تک آپ اس جگہہ رہے۔ اور لوگون کو درس وتلقین کے ذریعہ سے فیض پہونچاتے رہے۔ جس سال حاکم احمد نگر مرتضیٰ نظام الملک ایرج پور پر قابض ہوا تھا۔ اور نرنالہ کے قلعہ پر فتح پائی۔ ملک برار کی آباد بساط فتنہ وفساد کے سبب سے تہ ہوگئی اور وہان کے باشندون کو مجبوراً جلاوطن ہونا پڑا۔ اس اثنا مین آپ نے والی خاندیس کی التماس سے برہان پور مین پہونچکر سامان قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار چار تک اس شہر کے اندر آپ ظاہر وباطن کی صفائی اور آرائش مین ثابت قدمی کے ساتھ مقیم رہے۔ اور بہت سی تصانیف صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑ کر ملک تقدس کو روانہ ہوئے۔

منجملہ تصانیف مذکورہ کے ایک تفسیر مجمع البحار ہے۔ جو بالکل لطائف قشیری کے اسلوب پر طائفہ صوفیہ قدس سرہم کے نکات اور اشارات کو حاوی ہے۔ اُس مین سے تھوڑی سی عبارت نقل کرکے نمونہ کتاب کے طور پر پیش کرتا ہون۔

فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ فی قلوبھم مرض الخ المرض حقیقۃ فی مایعرض للبدن فیخرجہ عن الاعتدال الخاص۔ ویوجب الخلل فی افعالہ ومجاز فی الاعراض النفسانیۃ التی یخل بکمالھا کالجہل وسوٓء العقیدۃ والزیغۃ وحب المعاصی لانھا مانعۃ عن نیل الفضائل ومودیۃ الی زوال الحیوٰۃ الحقیقیۃ الابدیۃ والآیۃ تحتملھا فان قلوبھم کانت متالمۃ تحزنا علٰی

اللہ جل شانہ کا جو قول ہے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ الخ اس کی تفسیر مین لکھتے ہین۔ مرض۔ ایک تو حقیقی ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ جب وہ جسم کو عارض ہوتا ہے تو اُس کو اُسکے خاص اعتدال سے خارج کردیتا ہے۔ اور اُس کے افعال مین لازمی خلل ڈالتا ہے۔ دوسرے مجازی ہوتا ہے۔ جو حالت اعراض نفسانی کو عارض ہوکر اُن کے (اعراض نفسانی کے) کمال مین خلل انداز ہوتی ہے۔ اُس حالت پر مرض مجازی کا اطلاق آتا ہے۔ جیسی جہل۔ سوء عقیدہ۔ کجی۔ اور گناہون کی رغبت یہ تمام امراض مجازی ہین۔ کیونکہ یا تو یہ

مافات عنهم من الرياسة وحسدًا على مايرون من اثبات امر الرسول واستعلاء شانه يومًا فيومًا فزاد الله غمهم بما زاد في اعلاء امره واشادة ذكره ونفوسهم كانت مأوفة بالكفر وسوء الاعتقاد ومعاداة النبي صلى الله عليه وسلم ونحوها - فزاد الله ذلك بالطبع او بازدياد التكاليف وتكرير الوحي وتضاعيف النصر -

چیزیں انسان کو حد فضائل تک پہونچنے سے مانع ہوتی ہیں - یا یہ چیزیں انسان کو حقیقی اور ابدی حیات کے زائل ہونے کی طرف کھینچ لیجاتی ہیں - اور قرآنی آیۃ سے یہی مجازی معانی مراد ہیں - کیونکہ منافقین کے ہاتھوں سے جو ریاست نکل گئی تھی - تو اسکے غم میں وہ مبتلا تھے یہ گویا اُن کے قلوب میں مرض تھا - اور یومًا فیومًا جو رسول اللہ صلعم کا حکم ثابت اور آپ کی شان ارفع ہوتی ہوئی دیکھتے تھے - تو اسپر وہ حسد کرتے تھے اور ان وجوہ سے اُن کے قلوب سخت الم پا رہے تھے - گویا کہ اِن کا مرض یا الم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زیادہ کیا - کیونکہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ذکر کی شان ارفع کرنے میں زیادہ تر حصہ اللہ جل شانہ نے ہی تو لیا - اور منافقین کے نفوس پہلے ہی سے کفر - سوء اعتقاد - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے ماؤف تھے تو اللہ جل شانہ نے منافقین کا الم یا تو بالطبع زیادہ کیا - یا اس طور پر زیادہ کیا کہ الم کی تکلیفات بڑھائیں - متواتر وحیاں بھیجیں - اور فتوحات پر فتوحات عطا فرمائیں -

وفي الرحماني في قلوبهم مرض هو تفريطهم في القوة الحكمية وافراطهم في الشهوانية -

اور تفسیر رحمانی میں لکھا ہے - فی قلوبہم مرض - یعنی منافقین کے قلوب میں قوت حکمیہ کی کمی اور قوت شہوانیہ کی زیادتی ہے -

في الاحياء اعلم ان جندي الغضب والشهوة قد ينقادان للقلب انقيادًا تامًّا فيعيناه على طريقه الذي يسلكه

احیاء میں لکھا ہے - واضح ہو - کہ غضب اور شہوۃ کے دو لشکر کبھی تو قلب کے مطیع ہوتے ہیں کامل اطاعت کے ساتھ - اور اس صورت میں وہ قلب کو اُس طریقہ پر

وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي و
تمرد حتى يملكاه ويستعبداه وفيه
هلاكه وانقطاعه عن سفره الذی
به وصوله الی سعادة الابد وللقلب
جند اٰخر وهو العلم والحكمة والتفكر
وحقه ان يستعين بهذ الجند فانه
حزب الله تعالیٰ علی الجندین الاٰخرین
فانهما قد يلتحقان بحزب الشيطان فان
من ترك الاستعانة وتسلط علی نفسه
جندی الغضب والشهوة هلك - هلاكًا
يقينًا وخسر خسرانًا مبينًا و ذٰلك
حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت
مسخرة لشهواتهم فی استنباط الحيل
لقضاء الشهوة وكان ينبغی ان يكون
الشهوة مسخرة لعقولهم -

اما بيان علامات مرض القلب
فكما ان كل عضو من اعضاء البدن خلق
لفعل خاص به ومرضه ان يتعذر عليه فعله

چلنے مین مدد دیتے ہین - کہ جس طریقہ پر قلب چلتا ہے
اور کبھی قلب کی نافرمانی کرتے ہین ازروے بغاوت
اور تمرد کے - یہان تک کہ قلب کے مالک بن جاتے
ہین - اور قلب سے اطاعت چاہتے ہین - اور اس صورت
مین قلب کی ہلاکت متصور ہے - اور نیز جس سفر کے
ذریعہ سے قلب ابدی سعادت کو پہونچ سکتا ہے
اُس سفر سے بوجہ تبعیت غضب اور شہوۃ کے انقطاع
ہوجاتا ہے - اور قلب کا ایک لشکر اور ہے - جس کے
افراد علم حکمت - اور تفکر ہین - اور قلب کو یہ حق حاصل
ہے - کہ اس لشکر سے مدد مانگے - کیونکہ یہ لشکر صدر الذکر
دونون لشکرون کے مقابلہ مین - خدائی گروہ ہے - یہ
دونون لشکر شیطانی گروہ سے مل جاتے ہین - تو جس
شخص نے اس لشکر سے مدد نہین مانگی - اور اُس کے
نفس پر غضب اور شہوۃ کے دونون لشکر مسلط ہوگئے
وہ شخص یقینًا ہلاک ہوگیا - اور اُس نے صریح نقصان
اٹھایا - اور اکثر مخلوقات کا خیال ایسا ہی دیکھا جاتا ہے
یعنی شہوات پوری کرنے کے واسطے حیلے اور بہانے
سوچ سوچ کر نکالتے ہین - اکثر مخلوقات کی عقلین
اُن کی شہوات کی تابع ہو رہی ہین - حالانکہ ہونا یہ
چاہیئے - کہ شہوۃ اُن کی عقلون کے تابع ہو -

مرض قلب کی علامات کا بیان اس طرح پر ہے
جیسے جسمانی اعضا مین سے ہر ایک عضو اپنے خاص
فعل کے واسطے پیدا کیا گیا ہے - اور اُس کا مرض

الذی خلق لاجله کذلک مرض القلب
ان یتعذر علیه فعله الذی خلق لاجله وهو
العلم والحکمة والمعرفة وحب الله تعالی وعبادته
والتلذذ به وایثار ذلک علی شهوة سواه
وخاصیة النفس التی للآدمی ما یتمیز
به عن البهائم ولم یتمیز بها بقوة الاکل
والوقاع بل بمعرفة الاشیاء علی ما هی علیه و
اصل الاشیاء موجدها ومخترعها الذی جعلها
شیئا هو الله تعالی فلو عرف کل شیء ولم یعرف
الله تعالی فکانه لم یعرف شیئا فان الناس کلهم
قد هجروا هذه العلوم واندرست فی هذه الاعصار
واشتغلوا بتوسیط الخلق فی الخصومات
الثائرة من اتباع الشهوات وقالوا هو
الفقه واخرجوا هذه العلم الذی هو فقه الدین
من جملة العلوم وتجرد والفقه الدنیا الذی
ما قصد به الا دفع الشواغل لتتفرغ لفقه
الدین فکان فقه الدنیا من فقه الدین
بواسطة هذا الفقه

یہ ہے - کہ جس فعل کے واسطے وہ عضو پیدا کیا گیا ہے - اُس فعل کا
عضو مذکور سے صدور متعذر ہو جاوے - اسی طرح قلب کا مرض یہ ہے
کہ جس فعل کے واسطے قلب پیدا کیا گیا ہے - اُس فعل کا قلب سے صدور
متعذر ہو جاوے - اور افعال قلب یہ ہیں - علم - حکمت - معرفت
اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت - اُس کی عبادت - اُس کے ساتھ لذت پانا
اور کامل اتقا کے موافق ان چیزوں کو کام میں لانا - اور نفس آدمی کی خاصیت
ایسا امر ہونا چاہیے - کہ جس کے سبب سے آدمی بہائم سے الگ متمیز ہو سکے
آدمی بہائم سے قوت اکل اور قوت جنگ کے سبب سے متمیز نہیں ہو سکتا ہے
بلکہ اشیا کو اُن کی اصلی ماہیت کے موافق پہچاننا یہ وجہ تمیز ہے - اصل اشیا اُن
کے موجد اور مخترع کو سمجھنا چاہیے - جس نے اشیا کو اشیا کر کے بنایا - اور وہ پہچان
تعالیٰ جل شانہ ہے - اسواسطے اگر انسان نے بالفرض تمام اشیا کو پہچانا مگر اللہ
تعالیٰ کو نہیں پہچانا - تو گویا اُس نے کچھ بھی نہیں پہچانا - تمام لوگوں نے ان علوم کو
چھوڑ دیا ہے - اس زمانہ میں یہ علوم پُرانے پڑ گئے ہیں - اور جو خصومات
اتباع شہوات سے پیدا ہوتی ہیں - اُن کے تصفیہ کے اندر اپنے اخلاق کو
واسطہ بنانے میں لوگ مصروف ہو گئے ہیں - کہتے ہیں - کہ فقہ یہی ہے اور
اس علم کو جو خاص فقہ دین ہے - تمام علوم میں سے خارج کر دیا ہے -
دنیاوی فقہ سے مقصد یہ تھا - کہ اس ذریعہ سے دوسرے مانعات اُٹھاوے - یا دین
تاکہ فقہ دین کے واسطے فراغت حاصل ہو - مگر اب مجرد اسی دنیاوی فقہ کی طرف
رخ کر بیٹھے ہیں - گویا دنیاوی فقہ ہی دراصل دینی فقہ ہے - اس فقہ کے
ذریعہ سے -

وفی بعض الکتب - اعلم ان القلب فی الحقیقة بمنزلة
القالب فی الشریعة ولا معول الا علی القلب لانه موضع
نظر الله تعالی کما قال علیه السلام ان الله

بعض کتب میں لکھا ہے - واضح ہو - کہ قلب حقیقت میں ازروے شریعت
بمنزلہ قالب ہے - اور قلب کے سوا کسی اور شے پر اعتماد نہیں کیا گیا - کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی نظر کا مقام قلب ہی ہے - جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

لا ینظر الیٰ صورکم الخ۔ فللقلب علل کمثل امراض الاشخاص فان القلب انسان حقیقی وله من الاعضاء حقائق فالقلب ا حیی بسکا یحیی البدن براسه فاذا جز راس البدن لا یحیی فکذلک القلب وراس القلب ادراکه لطائف الغیب وهذا الادراک ینقسم مثل انقسام حواس الراس اقساما البصیرة والتذکر والمراقبة والتمیز والتفکر فالبصیرة عین القلب والتذکر لسان القلب والمراقبة سمع القلب والتفکر خیال القلب والتمیز تجاربه وفطنه فاذا اراد الله تعالی بعبد خیرا فتح عینی قلبه وشرح لسانه وسمع اذنه واذا اراد الله تعالی بعبد شرا ختم علی سمعه وبصره وصنعه عن ادراکاته وذلک المنع من روحانی یکون صداع القلب منه ومهما زاد المنع تولدت الغفلة والغفلة للقلب بمنزلة الصرع وغلبة الظنون الفاسدة مثل المالیخولیا للراس فان الراس اذا ابتلی به یتخبط اعماله والقلب اذا انفعل بالظنون الفاسدة تظهر فیه تخبطات کثیرة ویصیر کالمجنون المتحیر الممنوع من معرفة الله تعالیٰ وحسن الظن به وامتلاء القلب لفضول الطمع والطمع به

کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا ہے الخ جس طرح انسانوں کو امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح قلب کو بھی علتیں اور امراض لاحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ قلب بھی فی نفسہ انسان حقیقی ہے۔ اور اس کے اعضا بھی حقیقی ہیں۔ چنانچہ قلب کا ایک سر ہے جس کے سبب سے وہ زندہ رہتا ہے جس طرح بدن اپنے سر کے سبب سے زندہ رہتا ہے۔ اگر بدن کا سر کاٹ لیا جاوے تو جس طرح بدن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح قلب بھی زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اور قلب کا سر غیبی لطائف کا ادراک کرنا ہے۔ اور جس طرح سر کے حواس کی تقسیم ہے۔ اُسی طرح اِس ادراک کی بھی تقسیم ہے اور اقسام ادراک یہ ہیں۔ بصیرۃ۔ تذکر۔ مراقبہ۔ تمیز۔ اور تفکر۔ بصیرۃ قلب کی آنکھ ہے۔ تذکر قلب کی زبان ہے۔ مراقبہ قلب کے کان ہیں تفکر قلب کا خیال ہے۔ اور تمیز قلب کے تجربہ اور افعال ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو خیر پہونچانا چاہتا ہے تو اُس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے۔ زبان رواں کر دیتا ہے۔ اور کان کو قوت سماعت دیدیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کسی بندہ کو شر پہونچانا چاہتا ہے۔ تو اُس کے کان پر اور آنکھ پر مہر لگا دیتا ہے۔ اور اس بندہ کو ادراکات سے باز رکھتا ہے۔ اور یہ بازداشت۔ روحانی مرض ہے جس سے صداع قلب عارض ہوتا ہے۔ اور بازداشت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اُسی قدر غفلت زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اور قلب کی غفلت بمنزلہ صرع کے ہے۔ اور فاسد تخیلات کا غلبہ سر کے واسطے مثل مالیخولیا کے ہے۔ جب سر مرض مالیخولیا میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو اُس کے اعمال مستخبط ہو جاتے ہیں۔ اور جب قلب تخیلات فاسدہ سے منفعل ہوتا ہے۔ تو اُس میں بہت سی خبط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے مجنون کی طرح ہو جاتا ہے کہ جیسے کوئی متحیر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت سے باز رکھا گیا ہو

یورث الاستسقاء فی القلب حتی انہ لا یروی من المال والجاہ والدخان الغفلۃ یورث عمی البصیرۃ فان البصیرۃ تظلم ویقل نورھا بدخان الھوی کما یظلم البصر ببخار الھوی فی عالم الدنیا

اور نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن نہ رکھتا ہو - اور جمع کر فضول سے قلب کا ممتلی ہونا - اور نیز طمع اس کو لاحق ہونا - قلب کے اندر استسقا پیدا کرتا ہے - یہان تک کہ مال سے اور جاہ سے سیر نہین ہوتا ہے - اور غفلت دہوان ہے - جو بصیرۃ کی نابینائی پیدا کرتا ہے - یعنی البصیرۃ مین تاریکی آجاتی ہے - اور اُس کا نور - نفسانی خواہشات کے دہوئین سے کم ہو جاتا ہے جس طرح آنکھون کی نظر بیرونی بخارات سے عالم دنیا مین تیرہ و تاریک ہو جاتی ہے

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو اِس دریاے معانی کی تہ کو پہونچکر اسرار کے موتی عبارات کے ذریعہ سے نذر ناظرین کرے - ایک روز اس تفسیر کے اجزا - دریاے کشف و شہود کے مستغرق شیخ لشکر محمد عارف شطاری قدس سرہ کی نظر سے گزرے تو بہت خوش ہوئے - فرمایا - اس رنگین کتاب کا مصنف اپنی حسنات کی جزا کا اندازہ شاید قیامت کے روز ہی کر سکیگا - کیونکہ یہ اندازہ آج کے روز ان حسنات کی کیفیت بیان کرنے سے نہین ہو سکتا ہے -

فرمان رواے صوبہ علی عادل شاہ فاروقی نے مولانا حسین شیرازی کو جو حکمت کے فنون اور عقلی علوم مین اپنا نظیر نہین رکھتے تہے - اور ندیم خاص جلال خان بابری کو جن کو رسمی علوم مین دستگاہ تھی - ان دونون اصحاب کو مصنف کی خدمت مین بہیجا تھا اور التماس کی تہی - اگر اس پاسبان خلائق کا عہد اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ مین درج کر دیا جاوے - تو غایت درجہ عنایت ہوگی آپنے التماس قبول فرمائی اس وجہ سے کتاب ہذا کا خطبہ دو طرح پر واقع ہوا ہے -

آپ کی دوسری تصنیف مختصر قوۃ القلوب ہے - تیسری منتخب مواہب لدنیہ - چوتھی ملتقط جمع الجوامع سیوطی - پانچوین موجز قسطلانی - جس سے بڑی کوئی شرح بخاری پر نہین ہے - بڑے بڑے بارہ دفتر دو لاکھ بیت مین مختصر کئے ہین - چھٹی تفسیر مدارک اپنے دونون بیٹون عبد اللہ اور رحمۃ اللہ کے واسطے - مختصر کی تہی - اور اُس کا آغاز اس طرح سے کیا ہے - **قال ابو عبد اللہ طاہر بن یوسف علیہ رحمۃ اللہ -**

ساتوین اسامی رجال صحیح بخاری - ایک شرح ہے کرمانی کے طور پر -

آپ کی آٹھوین تصنیف ریاض الصالحین ہے - جس کی فہرست کی ترتیب تین روضون پر رکھی گئی ہے دپہلا روضہ اُن احادیث صحیحہ اور حسنہ کے بیان مین ہے - جن کے اندر اُمت کی بخشش - اور اُمیدون کی

کامیابی کی نوید حاصل ہے۔ دوسرا روضہ بڑے بڑے مشائخ طریقت کی ناصحانہ باتون سے سرسبز ہے۔ جیسے قطب الاقطاب شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی۔ قدوۃ العرفا ابو طالب مکی۔ شیخ الاولیا شہاب الدین سہروردی۔ تاج السالکین زین الدین خوافی۔ اور اکرم الاتقیا۔ شیخ علی متقی ہندی وغیرہم من الاکابر قدس سرہم (تیسرا روضہ) ارباب توحید و وجدان اور اصحاب عشق و عرفان کی عمدہ عمدہ عبارتون اور نمکین اشارون سے تروتازہ ہے۔ جیسے قافلہ سالار شاہراہ تحقیق شیخ محی الدین عربی منبع عین فاق چشمہ سار آثار اسمائی۔ عین القضاۃ ہمدانی۔ صدر آرائے طائفہ توحید شیخ صدر الدین قونیوی۔ اور نیز دیگر معتقدین وحدت وجود۔ نفعنا اللہ وجمیع الطالبین بانفاسھم اس طرح پر تینون روضہ سرسبز و شاداب ہین۔ وہ شخص نیک بخت ہے جو مطالعہ کے ذریعہ سے ہر ایک روضہ کے بیل بوٹے اور رنگ آمیزی کو دیکھکر بموجب اُسکے کاربند ہو۔

یاد شیخ محمود بن عبد اللہ گجراتی

آپ کی زاد بوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہان پور ہے۔ جس وقت سماع مین آپ کو جوش آتا تھا۔ تو آپ کی آہ سے دریاے عشق مین طوفان پیدا ہوتا تھا۔ اور آپ کے آنسوؤن سے فنا کے گرداب مین موجون پر موجین آتی تھین۔ آپ شیخ شکر محمد عارف کے خلیفہ ہین۔ قرآن حفظ تھا۔ دل آویز لہجہ اور داؤدی الحان سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین میان عمو جی محدث تھے اور ملک پیر محمد حسن کی درویشی۔ فرمان روائے نواح گجرات کی وزارت سے ملی ہوئی تھی۔ آپ ان دونون اصحاب کی مصاحبت مین برہان پور سے سفر حجاز کو روانہ ہوئے۔ اور لوٹ آئے۔ مسیح القلوب کہتے ہین۔ ایک روز مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تھا۔ آپنے فرمایا۔ اے فلان۔ میرے واپسین سفر کا وقت آگیا ہے۔ آپ ایسی دعا سے میری مدد کرین۔ کہ ارباب شہود کے طریقہ پر مین دفن کیا جاؤن۔

القصہ فقیر اور نیز دیگر چند دوست رحلت فرمائی کے روز آپ کے سرہانے موجود تھے حلقہ چشم ہی آنکھین اس طرح عاشقانہ گردش کرتی تھین۔ کہ جیسے کوئی محبوب جان فشانی اور نظر بازی کرتا ہے۔ نیز مسیح القلوب کہتے تھے۔ ہنگام رحلت اسی طرح دو شخص اور بھی میری نظر سے گذرے ہین۔ میرے عم مکرم شیخ طاہر ابن یوسف اور شیخ الاولیا۔ آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے۔ کہتے ہین۔ ایک مطرب کا لڑکا کہ حسین نام تھا۔ مدتون تک آپ کی نظر اُسکو دیکھتی رہی۔ چندروز مین محمودی عشق کے کشش نے اُس

لڑکے کو پیکر پرستی کی قید سے نکال کر - تاج ایمانْ سے سرفراز کیا - اور ایازی کے درجہ کو پہونچا دیا بیت

معشوق در لباس ایاز ست جلوہ گر		غوث مگر بدولت محمود میرسد	

یاد قاضی ابراہیم ابن قاضی محمدؒ

آپ اپنے باپ کے شاگرد اور مرید ہین - اور قاضی قطب مجذوب آپ کے عم بکرم ہین - عالم خوشنویس فصیح البیان اور محبوب القلوب تھے - ایک عمر تک قصبہ پتواری مین جو سرکار کالپی مین ہے - رسمی علوم کا درس دیتے رہے - اور مدرسی کو جمال درویشی کا برقع بنا رکھا تھا - بہت سے لوگ آپ سے فیض پاکر عربی زبان سے واقف ہو گئے - پرانی بغیر پڑھی ہوئی کتابون کو آپ کی پرزور طبیعت پڑھی ہوئی کتابون سے زیادہ آسانی کے ساتھ پڑھتی تھی - ہدایہ فقہ کو اُستاد شہیر شیخ عبدالملک کے درس مین نکالا تھا - اور اُستاد کے موثر دم کی بدولت سب جگہ سب قسم کی گفت وشنید مین سب لوگون سے آپ سبقت لے گئے تھے - منب الانساب نام ایک بڑی کتاب آپنے مادری وپدری آبا واجداد کی نسل کے بیان مین بزبان فارسی تصنیف کی تہی - اس کتاب مین دولتمندان صورت ومعنی کے کسی قدر حالات درج کیے ہین - چھہتر سال کی عمر پائی - ماہ رمضان ہجری سنہ ایک ہزار چار مین اس جہان سے دل اٹھا لیا - خوابگاہ پتواری ہے -

مصرع ارم باخاک پاکش ہم نشین باد ؛

یاد سید ھبتہ اللہ

آپ کے آبائے کرام رضوی سادات مین سے ہین - امام رضا رضی اللہ عنہ کے مشہد سے ہند مین آئے تھے - مان اور باپ دونون آپ کو خردسال چھوڑ کر آنجہانی ہوئے - دایہ کی مہربانی اور قسمت کی خوبی نے آپ کو خواجہ حسن کی خدمت مین پہونچایا - خواجہ حسن کو لوگ معین الدین ثانی کہا کرتے تھے - اور نبیرہ خواجہ حسن خواجہ معین الاولیا چشتی اجمیری کی نسل سے تھے - خواجہ حسن نے فرزند کی طرح آپ کی پرورش فرمائی - جب عقل آئی - تو اپنا مرید کیا - جب پیر کی رہنمائی سے تزکیہ اور تصفیہ ہو گیا - تو خرقہ خلافت مل گیا - اور ملکوتی سیر کا درجہ حاصل ہوا - ہمیشہ گزرے ہوؤن کی روح سے گفتار اور دیدار کا سلسلہ جاری رہتا تھا - آپ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تہی - یہان تک کہ آپ کے سفید بال دوبارہ مائل بہ سیاہی ہو چلے تھے - جس طرح سیاہ بال سفید ہوتے ہین - اور دانت بھی دوبارہ نکلنے شروع ہو گئے تھے - کسی قدر آپ کے حالات کا بیان اس طرح پر ہے - جب زمانہ شیرخان سور کا تھا - تو آپ نے اجمیر سے گوالیار مین آکر حجرہ اختیار کر لیا تھا

پھر یہاں سے گردش روزگار کی وجہ سے مالوہ کی طرف سفر فرمایا - قصبہ چولی مہیسر منڈو سے جنوبی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے - یہان آکر بستر اجمایا - پرگنہ کے بہت سے باشندے مرید ہوئے - آپکے پیر کا سلسلہ نو بطن سے خواجہ فخر الدین محمد کو پہونچتا ہے - جو خواجہ معین الاولیاے اجمیری کے صاحبزادہ ہین اس طرح پر خواجہ معین الدین ثانی - خواجہ بایزید ثانی - خواجہ طاہر - خواجہ بایزید کبیر - خواجہ شہاب الدین خواجہ احمد - خواجہ نجم الدین - خواجہ حسام الدین - خواجہ فخر الدین محمد قدسنا اللہ باسرارہم آپ کا سال رحلت ہجری سنہ ایک ہزار چار ہے - آپ کے ایک بیٹے ہین شاہ محمد - پرگنہ چولی مہیسر کے - یہ قاضی ہین جہان آپ کے باپ کی قبر ہے -

یاد شیخ ولی پور ملوک شاہ صدیقی

آپ سید ولی بدایونی کے مرید ہین - وطن اور مرقد دونون چرتھاولی مین ہین - چرتھاولی سرکار دہلی مین ایک قصبہ ہے سہارنپور کے پہلو مین - ایک روز آپ ایام طفلی مین ہم عمرون کے ساتھہ کھیل رہے تھے - سید ولی بدایونی کی پالکی دور سے آتی ہوئی دیکھی - آپ کھیل چھوڑکر - ایک طرف ہو گئے - اتفاقاً اس وقت سید کی نظر خردسال لڑکے کے ہوش کی طرف گئی - سید نے دریافت فرمایا - کھیل سے تم نے کیون کنارہ کیا - آپ نے عرض کیا - آپ کے دیدار کی آب وتاب نے مجکو کھیل سے باز رکھا - پھر پوچھا تمھارا نام کیا ہے آپ نے کہا ولی - فرمایا - ہمارا اور تمھارا دونون کا نام ولی ہے - آپنے عرض کیا - لیکن ایک فرق ہے - میرا نام باپ کا رکھا ہوا ہے - اور جھوٹا ہے - اور آپ کا نام فرستادہ حق ہے - اور سچا ہے - سید اس بات کو سن کر خوش ہوئے دعا کی - مرید کیا نعلین خاص عنایت فرمائین - اور کہا - تمھارے پاؤن مین بھی آتی ہین - اسکے بعد آپ کو سلوک کی توفیق ہوئی - حقیقی اور مجازی کمالات حاصل کئے - اور عالم و محقق بنے -

مصرع ایزد بہمال یار شس باد ؛

یاد شیخ فتح اللہ بھروچی فتح اللہ علیہ الواب ما اراد

بھروچ ایک قلعہ ہے صوبہ گجرات کا - دریاے نربدا کے کنارہ آغاز جوانی مین رسمی علوم کے ساتھہ دائمی استغراق تھا - اور آپ کے کلام مین نہایت سنجیدگی پائی جاتی تھی - بالآخر خدا طلبی - اور حق شناسی کی آندھی جو چلی - تو رسوم کی پابندی اور حرف کی وابستگی کا خس وخاشاک آپ کے سینہ کے میدان سے صاف ہو گیا - اور اسپر مزید یہ ہوا کہ ازلی سعادت نے آپ کو شیخ لشکر محمد عارف کی فیض بخش خدمت مین

پہونچایا- ظاہری بیعت کی رسوم ادا کر گئے سا[illegible] ین دائمی حاضر باشی اختیار کی - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ بہت جلد بے انتہا کشائش [illegible] یر متعارف فتوح حاصل ہوئین - آپ اپنے ہمرازون سے کہا کرتے تھے مجکو نماز کے وقت کئی دفعہ روحی عروجی سیر حاصل ہو کر نماز میری معراج بن چکی ہے - صلوٰۃ التسبیح روزانہ آپ کا ورد تھا - جس وقت سماع کی مجلس مین نعرہ مارتے تھے - تو بہت سے ہمنشینون کے دلون مین درد پیدا ہو جایا کرتا تھا - چونکہ شیخ محمود عبد اللہ گجراتی کی جدائی کی تاب نہین تھی - لہذا اُن کے بعد تیسرے روز ہی ہجری سنہ ایک ہزار چار مین عالم علوی کو روانہ ہو گئے - مصرع باد ایزد آرزو بخش دلش

یاد شیخ کرم اللہ

آپ قصبہ سوئی سوپر کے بیٹے ہین - روایت ہے - اُس قصبہ مین ایک پیکر پرست بقال بڑا صاحب دولت تہا - لیکن بیٹا نہین رکہتا تھا - وہ بقال ایک روز بدیع الدین شاہ مدار کے خلیفہ سید حسن جنتی کی خدمت مین آیا قدس سرہما دل مین درد تہا - رو پڑا - اور اپنی خواہش پیش کی - آپ نے فرمایا - روز اول کی تحریر سے تمہاری تقدیری فرد تعلیقہ مین سات بیٹے مقرر ہین - لیکن ایک شرط ہے کہ ساتوان لڑکا اس درویش کے حوالہ کرو - جب خوشخبری کا ظہور ہوا - تو بقال مذکور بجائے ساتوین لڑکے کے کوئی اور لڑکا اُٹھا لایا - اس کو سید نے قبول نہین فرمایا - اور کہا - لایا ہوا لڑکا تمہارا ہے - خلاصہ کلام یہ کہ اس اثنا مین اُس کو مصیبت اور سختی پیش آئی - بقال نے اس مصیبت کو ایفائے نذر مین تاخیر ہونے کے سبب سے سمجہا - پشیمان ہوا اور اصلی ساتوین لڑکے کو سید کی بارگاہ مین پیش کیا - سید نے نہایت خوشی سے لیکر فرمایا - میرے نام زد یہی لڑکا ہے کرم اللہ نام رکہکر تعلیم و تربیت مین مشغول ہوئے - جب آپ نے عقل و ہوش کی سیڑہی پر قدم رکہا - تو آپ کے مذاق مین درویشی شیرین کر کے دکہائی گئی - اپنے مربی کے مرید ہو گئے - اور سلوک و التصوف کے راستہ مین قدم استحکام کے ساتہہ رکہا - آپ کی عبادت تلاوت تہی - نفس پر کامیابی نصیب ہوئی - خرقہ خلافت پہنا - ہجری سنہ نو سو چونسٹہہ مین گانون اور خاندان ترک کر کے - منڈو مین چلے آئے - اور یہین بود و باش اختیار کر لی - کم و بیش شمسی چالیس برس اس شہر مین آپ نے قیام فرمایا - سو سال سے زیادہ عمر پائی - پہر ہجری سنہ ایک ہزار چار مین سفر کر گئے - خوابگاہ آپ کے فرمانے کے بموجب صحن مکان مین بنائی گئی -

یاد شیخ عبد الکریم

آپ شاہ نہبار کے فرزند - اور نیز خلیفہ ہین - قدس سرہما پیدائش اور مرقد دونون برہان پور مین ہین

ہجری سنہ نوسو آٹھ مین نقاش تقدیر نے آپ کی علمی صورت کو بشری شکل مین نمایان کیا۔ دیکھنے والون نے یہ ترانہ گایا **بیت**۔

نخل قدش کہ از چمن جہان بر آمدہ	شاخ گلے بصورتِ انسان بر آمدہ

اور تاریخ بارھوین شعبان ہجری سنہ ایک ہزار چار کو ناسوت کے تیرہ و تاریک کوچہ سے نکل کر ملکوت کی آباد نمایش گاہ کو چلے گئے ماتمیون نے اس طرح نوحہ کیا **ع**

آب سیہ از زمین بر آمد بارید بباغ ما تگرگے	مرگ از در آہنین بر آمد واز گلبن ما نماند برگے

چھیانوین سالہ زندگی کو شریعت غرا کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پرستش مین اس طرح گزارا۔ کہ زمانہ کا ہاتھ آپ کے ایک مستحب کو بھی غارت نہ کرسکا۔ اور بے تعلقی اور آزادی کی بنیاد اس طور پر استحکام کے ساتھ رکھی تھی۔ کہ روزانہ آئے ہوئے نقد اور جنس کو جب تک ضرورت مندون کے گھر نہین پہونچا دیتے تھے۔ شام کو آرام نہین پاتے تھے۔ اور رات کے آئے ہوئے مال و منال کو جب تک تنگدستون کے مکان مین دست بدست نہین بھیج دیتے تھے صبح کے وقت خوش نہین ہوتے تھے۔

ایک روز ایام طفلی مین آپ ایک درخت پر چڑھ کر ہاتھیون کی لڑائی دیکھتے تھے۔ پانون پھسلا تو سر کے بل زمین پر آئے۔ بال برابر بھی صدمہ نہین پہونچا۔ خدائی حفاظت کا شکر بجالا کر عرض کیا۔ ازلی عنایت نے نگہبانی کی۔ ورنہ جان کا نقصان تھا۔ آپ کے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اس مین شک نہین۔ مگر ازلی نسبتون کا ظہور بے سبب نہین ہوتا ہے۔ یقیناً سبب یہ تھا۔ کہ غیبی ہاتھ کا کام آنکھ سے لیکر تم کو درخت کے اوپر سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اُتار لیا۔ اس قسم کا تصرف وہ شخص کرسکتا ہے جو الٰہی اسم **باسط** اور **جامع** کے ساتھ متصف ہوکر حواس اور اعضا سے ایک دوسرے کی جگہ کام لے سکے۔ اور **الکل فی الکل** کا لطیفہ حاصل کرے۔ یہ عالی شان مقام تم کو بھی عنقریب عطا ہو جاوے گا۔

ایک سال ایسا اتفاق ہوا کہ زمانہ کی ناموافقت سے آپ مع سامان خانہ داری وطن سے ہجرت کرکے قصبہ برار کو چلے آئے تھے جو خاندیس اور دکن کے درمیان مین ہے۔ آپ کے ہمراہیون میں سے ایک شخص کو کسی چھوٹی سی بات پر وہان کے باشندون نے شکنجہ مین پھنسا دیا۔ شخص مذکور

موقع پاکر درویشون کی پناہ مین آگیا - وہ نالائق گروہ سراغ لگاتا ہوا چلا آیا - اور اس بہانہ سے صوفیون کے گھرون کو لوٹ کر جابڑو بپیروی - اور چند آدمیون کو مجروح کر کے - آپ کے اوپر بہی کہ مجسم روح تہے خنجر اور تلوار کے بے شمار وار کئے - لیکن کاٹ پیراہن سے آگے متجاوز نہین ہوا - الحاصل جب شورش فرو ہوئی - اور بے تمیزی کی تاریکی درمیان مین سے اُٹھہ گئی - تو شقہ دار پرگانون والون کی زیادتیان مخفی نہین رہین - اُس نے تمام مفسدون کی مشکین بندہوا کر اور غارت کی ہوئی تمام اشیا کو (جو لازمہ سفر ہے) فراہم کر کے شیخ کی ملازمت مین بہیجا - یہان پر شیخ کے حکم سے مشکین کہول دی گئین - اور واپس لائی ہوئی کل چیزین اُسی گروہ کو بخش دین -

ہجری سنہ نوسو اسی تہا - کہ آپنے کسی قدر روپیہ جمع کیا - ایک محرم نے جو آپ کی عادت سے آگاہ تہا - اس کی وجہ دریافت کی - جواب ملا - یہ آرزو ہے - کہ فرض زکوۃ اور فرض حج بہی ادا کر کے استفادہ کرون - اور نیز اس کے سوا ایک پوشیدہ فائدہ اور بہی ہو سکتا ہے - اتفاقاً ہجری سنہ نوسو بیاسی مین اکبرشاہ نے صوبہ گجرات فتح کیا - اور اس ہنگامہ مین بہت سے مصیبت زدہ لوگ وہان سے خاندیس مین آئے آپنے اُن چیزون سے جو جمع کر رکہی تہین - اس مصیبت زدہ گروہ کی بے سامانی کا علاج کیا -

آغاز سلوک سے وقت وصال تک جو آلہی اسرار اور کشفی اطوار وقتاً فوقتاً آپ کے اوپر نزول کرتے تہے اُن مین سے آپ ایک شمہ بہی زبان پر نہین لاتے تہے - آغاز ہوش سے ختم زندگی تک خضر علیہ السلام کے ساتہہ ملاقات رہی - یہ حال واپسین نفس کے وقت صرف ایک محرم سے ظاہر کیا باقی کسی سے کبہی نہین کہا مصرع گلشن دیدار باد آرامگاہِ جان او ؛

یاد میان جموجی پور ملک چاند

آپ کا نام جمال محمد - اور زادبوم احمد آباد گجرات ہے - خوابگاہ عادل پور برہان پور مین - دریاخان رومی کے باغیچہ کے اندر جو آپ کے با اعتقاد مریدان مین سے تہا - آفتاب طلوع ہونے کے وقت سے نماز عشا تک مدتون تفسیر اور حدیث درس دینے کا شغل رکہا - اور ایسا نہین کیا - کہ فیض کا دروازہ دشمن کے واسطے بند کر کے صرف دوست کے واسطے کہولا ہو - تعلیم دینے مین کبہی آشنا کو بیگانہ پر ترجیح نہین دی - ہجری سنہ نوسو ستانوین تہا - کہ سفر حجاز کے واسطے روانہ ہوئے - شیخ محمود عبد اللہ - شیخ عبد القادر اور وہ ملک پیر محمد حسن - جنہون نے اولیا رالله کے حالات کا تذکرہ لکہا ہے - یہ تینون اصحاب آپ کے ہمراہ

تے۔ ایک روز آپ نے مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم سے دریافت کیا۔ سندھیوں کے محلہ مین کتنے مدرس ہین جواب دیا۔ دو شخص تھے۔ لیکن شیخ طاہر یوسف قدس سرہ دنیا سے کوچ کر گئے۔ اب حکیم عثمان بوبکانی کو جو معنی کے اعتبار سے یکتائے زمانہ ہین۔ ظاہری تنہائی بھی ہو گئی۔ فرمایا نہین نہین۔ قاسم بھی اُن کے عمدہ مدِ مقابل ہین اِس کے بعد انسانی جواہرات سے زمانہ کا دُور خالی ہونے کے متعلق کچھ بیان کر کے موتیون کی طرح آنسو آنکھون سے نکالے۔ مسیح زمان کہتے ہین۔ شیخ طاہر یوسف نے جب سنا۔ غوث الثقلین شیخ محی الدین جیلانی کا پیراہن شیخ جموجی کے نزدیک ہے۔ تو شیخ طاہر آپ کے نزدیک گئے۔ فقیر اور دیگر چند مشائخ وقت بھی ہمراہ تھے۔ قمیص کی دامن بوسی سب کو نصیب ہوئی۔ مصرع بادا روائے جانش تشریف لی مع اللہ۔

یاد سید پیر سیدی تخلص

آپ کے پدر بزرگوار کا نام سید علی ہے۔ آپ کے باپ قطب السادات سید محمد گیسو دراز کی نسل سے اور آپ کی ماں۔ قدوۃ المشائخ شاہ باجن کی نسل سے ہین۔ قدس اسرارہم آپ کی زاد بوم برہان پور۔ اور ابدی آرامگاہ آسیر خاندیس کا قلعہ ہے۔ آپ کو سپاہیانہ وضع مین ارادت مسیح زمان شیخ عیسیٰ قاسم مدظلہ سے تھی آپ کی طبیعت نظم کے ساتھہ مناسب تھی۔ ہمیشہ صوفیانہ باتون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا کرتے تھے مشائخ شطاریہ کا شجرہ۔ اپنے پیر سے شروع کر کے۔ حضرت خاتم النبوۃ علیہ السلام تک فصیح عبارت مین موزون کیا تھا۔ کہتے ہین۔ آپ اپنے پیر ارادت کو اتنا دوست رکھتے تھے۔ کہ دوسرے صوفی آپ کو دیکھکر حرص کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین۔ آپ کونی و مکانی مظاہر کے تبدیل شدہ حالات سے الٰہی صفات کی تجلیات کا نظارہ کیا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایکہزار کے بعد اولین عشرہ مین کوچ فرمایا۔

مصرع بادروحش غریق بحر کرم ؏

یاد خواجہ کلان خواجہ دھبیدی

آپ مولانا خواجگی کاشانی کے فرزند رشید ہین۔ آپ کو لوگون کے دلون پر تصرف اور ضمیرون کی باتون پر وقوف حاصل تھا۔ جس سال مین براق خان۔ سمرقند کا قبضہ چھوڑ کر بخارا کو گیا۔ اُس زمانہ مین بہت سے علما۔ خان کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ اند خواجہ کو انواع و اقسام کی خواہش سے

اور کمال عجز و انکسار کے ساتھ خان بخارا مین لایا - آپ کے طلسماتی سلوک کے کرشمون کو دیکھکر تھوڑے
زمانہ مین از راہ عقیدت بہت سے نیک نفس اور درست عقیدت آدمی - خدا پرستی اور حق شناسی کی
راہ راست پر آئے - اور صورۃً اور معنیً سعادت حاصل کی - بالآخر ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین فرمان
طلب صادر ہونے پر - آپ ملک تقدس کو روانہ ہو گئے - خوابگاہ بخارا - مصرع

باد حبیبد جای ہشت بہشت

یاد شیخ الہ بخش لہیتہوری

یہ ایک گانون ہے سارنگ پور مالوہ کا - آپ کی کرامتین بالکل عیان تہین - ایک شخص شیخ فرید بلمی
لا دمحمد باسر سرکینپی گجراتی کے بیٹے ہین - اُنہون نے گجرات سے آکر اُجین مالوہ مین گھر بنا لیا ہے - شیخ فرید نے
ایک روز راقم کے سامنے بیان کیا ایک سال پانی برسنے مین دیر ہوئی - باشندگان دیہ - شیخ کے پاس
آ کے سیہر کی طرح زار زار روئے - اور رعد کی طرح نالہ و فغان کیا - اور مینہ کی خواہش کی - شمار مین جتنے آدمی
آپ کے پاس گئے تہے - ہر ایک سے آپنے مٹھائی چاہی - لوگون نے قبول کر کے فرمایش پوری کی
دو روز انتظار مین گذرے - پانی نہ برسا - آپنے ایک خادم سے کہا - مجرم کی طرح رسّی پانون مین باندہ کر مجکو
گانون کے گرداگرد گشت کراؤ - دو روز ایسا ہی کیا گیا - مگر آسمان کو آپ کے حال پر رونا نہین آیا - پھر آپنے
فرمایا نہین - مینے غلط کہا - مین سنگساری کے لائق ہو گیا ہون - قصہ کوتاہ کمر برابر ایک گڑہا کھودا گیا - آپ
خاک کے اندر اُس گڑہے مین کھڑے ہوئے - اور لوگون کو پکار کر فرمایا - کہ چھوٹے بڑے سب مجکو سنگسار
کرین - اہتمام سنگساری ہو ہی رہا تھا - کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی - جو نادان اللہ تعالیٰ جل شانہ کے
کرم کی امید پر تکیہ کر کے لوگون کو دشواری کے وقت مین بہتری اور آسانی کے وعدہ سے تسلی دیوے
اُس کا سنگسار کرنا زیادہ آسان ہے - یا مینہ برسا دینا - یہ بات ہنوز دل مین ختم نہین ہوئی تہی - کہ آسمان
نے ابر سے پانی برسایا - اور کہیتون کو شادابی کی خوشخبری پہونچی - کہتے ہین - اس واقعہ کے بعد آپنے
پگڑی سر پر نہین باندہی - اور عورتون کے لباس مین زندگی گذاری - جب تک زندہ رہے - آپ کی خوابگاہ
وہی گانون ہے جس مین رہتے تہے - مصرع بکام او سز و یاران رحمت کہ

یاد شیخ علاء الدین ثانی مجذوب

آپ کی گفتار - غیبی علوم کا رسالہ - اور آپ کی زبان لوح محفوظ کی مترجم تہی - زاد بوم تہانسرہ ہے جو

احمد آباد گجرات کے قدیم ہیں سے ہے۔ کہتے ہین۔ آپ کو الٰہی جذبہ نے ایکبارگی آلیا۔ اپنے وطن سے اجمیر مین آئے۔ اور چند سال اُس شہر کے اندر حالت جیرت مین گزار کر گوالیار پہونچے۔ چند روز یہان کا بھی تماشا کرکے دارالخلافہ آگرہ کو چلے گئے۔ جو ذی احتیاج لوگ آپ کی خدمت مین حاضر آتے تھے۔ اُن کے ضمیرون پر آپ کو علم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ بغیر عرض حال کئے ہوئے۔ ہر ایک شخص اپنے مدعا کا جواب آپ کی تقریر سے پا لیتا تھا۔

آپ کے خادم شیخ نظام کا بیان ہے۔ تاریخ ساتوین جمادی الآخر۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار ایک تھا۔ کہ جب ہمارے زمانہ کے سپہ سالار میرزا عبدالرحیم خانخانان ابن بیرم خان خانخانان مفتح گجرات جیسے چل کر خداوند اقلیم اکبر شاہ کی ملازمت مین بمقام دارالسلطنت لاہور حاضر ہوئے تو حکم ہوا۔ کہ ایک کثیر لشکر اپنے ہمراہ لیکر صوبہ ٹھٹہ کی فتح کے واسطے کوچ کرین۔ یہ حال سنکر میرے دل مین آیا۔ کہ صوبہ ٹھٹہ مین بہت سے خداشناس حق پرست اور ایزد دوست لوگ ہتے۔ اور نیز اب ہین۔ کیونکر فتح کی صورت پیدا ہوگی۔ ہنوز اس خیال کی تصویر ذہن مین پورے طور پر منعکس ہونے بھی نہین پائی تھی۔ کہ آپنے خشم آلود نگاہ سے مجکو دیکھا اور بہت سی نئی نئی وضع کی تصنیف کی ہوئی گالیون کا خلعت عطا کیا۔ اور فرمایا۔ تو کون ہے جو تجکو بزرگون کے قرار دادین صواب اور خطا کے ساتھ رائے زنی کا منصب حاصل ہو۔ مالک ٹھٹہ علاءالدین ہے۔ اور سپاہ بیجانے والا اُس کا برگزیدہ دوست ہے۔ ایسی خوبصورتی کے ساتھ فتح کا چہرہ نمایان ہوگا۔ کہ اس سے بہتر شکل کسی کے جی تصور مین نہین آسکتی ہے۔ چنانچہ آپنے جیسا فرمایا تھا۔ ویسا ہی ظہور پذیر ہوا۔ اسی طرح جب سپہ سالار نے دکن کی فتح کے واسطے عزم کیا تھا۔ تو آپنے خوشخبری دی تھی۔ کہ کاآمد قلعہ اس دفعہ مین ہمنے تمہارے واسطے فتح کر دیا ہے۔ اُس قلعہ کو تم بے تامل دیکھ لوگے۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔ قلعہ سے مراد احمد نگر پایتخت دکن ہے۔ اس قسم کی باتین شیخ نظام کے نزدیک بہت سی تہین۔ مگر اُس نے چند بیان کین ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ کے بعد آپ آسمان کی جانب تیاری کر گئے۔ حدود آگرہ مین قبر ہے۔

مصرع علم حق جوہر زبانش بود پا

یاد شیخ بابو جیوا ابن شیخ جیو

آپ کی زاد بوم پٹن ہے۔ اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری کی نسل سے ہین قدس سرہم کتابی علوم اور ایزدی عرفان آپ کو کمال کے درجہ پر حاصل تھا۔ شہر پٹن کے اکثر طالبان علم نے آپ کے

درس مین تحصیل کی ہے۔ آغاز جوانی مین آپ شیخ یعقوب چشتی نہروالہ کے روضہ پر متولی تھے جو شیخ برہان الدین دولت آبادی کے بزرگ خلیفہ ہین۔ بعض کے نزدیک آپ کو خرقہ خلافت شیخ نظام الاولیا قدس سرہ سے ملا ہے۔ شیخ برہان غریب اللہ کے ساتھ بہت کچھ یگانگت اور ہمدمی تھی۔ اور اسی شہر مین خوابگاہ بھی ہے۔ عرس گاہ کے اندر مشائخ گجرات کا طریقہ ہے۔ کہ زنبیلین ریشمین اور زرین کپڑے سے منڈھ کر اور انواع واقسام کے حلوے اُن مین بھر کر سربمہر کرتے ہین۔ اور وہ زنبیلین بزرگان دین در دولت مین تقسیم کرتے ہین۔ مگر آپ نے اُن ظروف کو بینوا درویشون پر تقسیم کیا۔ دوسرے مجاورون کو جن کو دولتمندون سے اس کے بدل مین نذرین ملتی تہین۔ یہ بات ناگوار گزری۔ اور خشم آلودہ گفتگوئین کین۔ آپ ان لوگون کی ناموزون تقریر سے دل تنگ ہوئے۔ تمام تصرف اور تولیت اُنھین ارباب غرض پر چھوڑدی اور خود گوشہ اختیار کرکے باقی ماندہ عمر توکل اور تسلیم مین گزاری۔ ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو سامان زندگی باندہا اور چلے گئے۔ مصرع از خود گسستن و بتو پیوستن یکے ست

یاد سید تاج الدین قادری نہروالہ

آپ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرہما آپ ایک پیر سال خوردہ۔ اور صحاح ستہ حدیث کے حافظ تھے۔ کہتے ہین۔ اُن ایام مین جاگیردار سرکار سید محمود بارہہ کے بیٹے۔ سید قاسم تھے۔ بڑے عارف پرست اور درویش سیرت آدمی تھے آپ نے سید قاسم کو ہجری سنہ ایک ہزار سات مین کہلا بھیجا تھا۔ کہ اِن دو تین روزون مین تاج الدین واپسین سفر کر جاوے گا۔ معلوم رہے جب تیسرے روز شام کے بعد آپ نے عالم بقا کا عزم کرکے جہان فانی کو رخصت کیا۔ تو جن صاحبون نے پیغام سنا تھا۔ اُن کو حیرت ہوئی اور روئے۔ آپ کے چار لڑکے تھے۔ جمال۔ احمد۔ اسحٰق۔ اور ابراہیم سب سے چھوٹے کو خرقہ اور سجادہ سپرد کردیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ میرا جانشین ہے خوابگاہ پٹن۔

مصرع تحت رحمت باد خاک تاج دین

یاد خواجہ کلان ابن مولانا خواجگی

آپ کے بیان کی اکسیر مین معانی کا نرخ اور حیثیت بڑھانے کے خواص۔ اور آپ کی صورت کے دیدار مین ربانی مشاہدہ کے احکام پائے جاتے تھے۔ طالبان خدا کی رہنمائی کے واسطے بلخ مین خوش وقتی کے ساتھ آباد تھے۔ کہتے ہین۔ جب عبداللہ خان نے بلخ کو اپنے بیٹے عبدالمومن سلطان کی

جاگیر مین نام زد کیا - تو عبدالمومن سلطان کا یہ حال تھا - کہ دولت جوانی - اور جوانی دولت سے مدہوش تھا - گوشہ گزینون اور خاک نشینون کے ساتھہ مستانہ سلوک سے پیش آتا تھا - اور امتیازی منش کو معزول کر کے - سب سے اپنی تعظیم اور تسلیم کراتا تھا - اس عام طور سے مین خواجہ سے بھی مثل دیگران فروتنی چاہی آپنے تعمیل نہین کی - اس سبب سے غصہ ہوکر حکم دیا - کہ فلان شخص سلطانی قلمرو سے باہر چلا جاوے - آپنے بلا ارادہ تاشقند مین جاکر سامانِ اقامت رکھہ دیا - جب عبدالمومن سلطان نے تاشقند بھی فتح کر لیا - تو خواجہ باجازت سلطان پھر بلخ مین چلے آئے - میر فروغی اشرف کہتے ہین مین اس دفعہ کی بازگشت مین آپ کی خدمت سے مستفید ہوا تھا - ریاضت کی جان گدازی سے تن بالکل گھلا ہوا - اور صورت مطلق لاغر ہو گئی تھی - جب کسی طرف کا ارادہ ہوتا تھا - تو ڈولی مین بیٹھکر جایا کرتے تھے - جو شخص چند روز آپ کی صحبت مین بیٹھہ گیا - اُس کا کام خیر و خوبی کے ساتھہ انجام پا گیا - آپ کے دیدار سے بہت کچھہ آگہی فیض لوگون کی آنکھون کو نصیب ہوتا تھا - ہجری سنہ ایک ہزار سات تھی - کہ روحانی عالم قدس کو روانہ ہو گئے - مین نعش پر حاضر ہوا - اور تعمیل وصیت آپ کی قبر بلخ کے شوقیا محلہ مین آپ کی خانقاہ کے اندر تیار کی گئی -

مصرع معبد او روضہ جاوید شد

یاد شیخ لادجیو سندھی

آپ باعتبار صورت مقید - اور باعتبار معنی آزاد تھے - چونکہ آپ کا حجرہ برہان پور مین مسیح القلوب کی جامع مسجد کی شمالی دیوار سے ملا ہوا تھا لہذا راقم گلزار کا گذر اُس طرف وقتاً فوقتاً ہوا کرتا تھا - سامان خانہ داری مین سے کوئی چیز اُس گھر مین مطلق نہین پاتا تھا - کبھی پرانا بوریا ہی بچھا کر رات کو اُس پر سو جایا کرتے تھے - آپ حُسن فروش معشوقون کی محبت سے دل باز نہین رکھہ سکتے تھے - ہمیشہ نظر بازی کا بازار گرم رکھتے تھے - کافی سندہ کے مقبول راگون مین سے ہے - آپ ہمیشہ گانا سنا کر سننے والون کا دل چھین لیا کرتے تھے - کم و بیش ستر سال کی عمر پائی - اور اپنے تئین اسی طرز کے ساتھہ کم و بیش ہجری سنہ ایک ہزار سات تک پہونچا کر آنجہانی ہونے کا ارادہ کر دیا - خوابگاہ حدود برہان پور کے اندر شیخ ابراہیم سندھی کے روضہ منورہ کی ہمسائگی مین - عادل پور کے راستہ پر مصرع

بروضہ اش بزمگاہ رضوان باد

یاد بابا بہرنگ

آپ ایک شیرین مجذوب اور رنگین دیوانہ تھے۔ آپ کے حرف اور حرکات کی ہوا سے خوشی پیدا ہوا کرتی تھی۔ اور آپ کے شگفتہ دیدار کو دیکھکر غمگینی سامان باندہ جاتی تھی۔ آپ کی تعریف کی شرح ختم نہین ہوسکتی ہے۔ لہذا کسی قدر حالات لکھتا ہون۔ پرگنہ دہار کے ایک گانون مین آپ ایک مقدم کے بیٹے تھے ایکبارگی آپ کو عقل کہو دینے والا ایک جذبہ پیدا ہوا جس نے خان ومان سے آوارہ کردیا۔ آپ منڈو (مانڈو) مین آئے۔ قلعہ کی ہوا کچھ ایسی خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہ آپ کی رفتار کے پانون مین زنجیر پڑگئی تمام دن کوچہ و بازار مین سیر کرتے۔ اور گاتے پھرا کرتے تھے۔ اور تمام رات ایک حلوائی کی دوکان کے گوشہ مین سر زانوے حیرت پر رکھے ہوئے۔ دن کردیا کرتے تھے۔ آپ کی ایسی برکت تھی۔ کہ دنیا دی دولتمندی حلوا فروش کے حق مین۔ شیرین کام ہوئی۔ ایک مدت تک اسی طریقہ پر بسر کی۔ منڈو (مانڈو) سے بیس کوس فاصلہ پر شرقی سمت مین کوہستان جیت پور ہے۔ اس کوہستان سے حمیر نام ایک زمیندار نے ہجری سنہ نوسو پچانوین مین حوالی شہر کو شاہی لشکر سے خالی دیکھکر لوٹنے کا موقع پایا۔ ایک رات اُس نے کیا کیا۔ دو سو سوار۔ اور ہزار پیادے قلعہ کے اوپر چڑہا دئے۔ اور خود ایک اور جماعت لیکر کمک کے طور پر نیچے قلعہ کے کھڑا ہوگیا۔ کوچہ مین گھسنے اور سپاہیون کے مقابل ہونے کے وقت بابا کو چھیڑ دیا۔ بابا نے پکار کر کہا۔ شہر والو۔ آرام سے رہو۔ سحرائی لوگ۔ لاتون مین رُل گئے۔ یہ بات اُن جناتیون کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اِن مین سے ایک سگ طینت شخص نے تلوار نکال کر چند زخم بابا کو لگا ئے۔ آپ نے کشادہ پیشانی سے اِن زخمون کو برداشت کیا۔ جب قدم آگے بڑہایا۔ یکایک تیرون کی شپاشپ۔ اور تلوارون کی چاکاچاک کی آواز ایسی کثرت سے سننے مین آئی۔ کہ کان بہر گئے ناچار یہ لوگ بھاگ کر پریشان ہوئے۔ اکثر اُن اجل رسیدون کو صبح کے وقت پہاڑون مین اور ویرانون مین بدون زخم تلوار اور تیر کے مُردہ پایا۔ کمتر لوگ پائین قلعہ تک نیم جان گئے۔ اور یہ گوشمالی دیکھکر خود حمیر زمیندار کے ہاتھ مین باگ اور رکاب مین پانون نہ تہا۔ بلکہ کئی آدمی اُس کو داہین بائین سے گھوڑے کے اوپر تہامے ہوئے تھے۔ بالآخر چند روز زندہ رہا۔ لیکن ہوش مین نہین آیا۔ اور بابا نے بھی یہ اجازت نہین دی۔ کہ زخم پر پٹی باندہی جاوے۔ یا مرہم کا پہایہ رکہا جاوے۔ اس سبب سے

چندروز مین زخمون کے اندر کیڑے پڑ گئے۔ جب کوئی کیڑا زمین کے اوپر گر پڑتا تھا۔ تو آپ اُس کو اُٹھا کر بدستور اُس کی جگہہ رکہدیتے تھے اور ایوبی طریقہ لوگون کو دکہاتے تھے۔ القصہ اسی طرح پر زندگی گزارتے تھے۔ ایک سال بعد وہ زخم مندمل ہوئے۔ اور تندرستی حاصل ہو گئی۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی خرق عادات راقم کے علم مین موجود ہین۔ لیکن اِس گلزار مین گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اِس کے تختہ ہاے چمن تنگ ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین آپ طبیعت کے تنگ و تاریک کوچہ سے۔ حقیقت کی نزہت گاہ کو روانہ ہوئے منڈ ہ مین قبر بنائی گئی مصرع

عقل کل ہم درِ جنونش باد

یاد حکیم عثمان

آپ کے پدر بزرگوار کا نام شیخ عیسیٰ ابن شیخ ابراہیم صدیقی ہے رحمہم اللہ زاد بوم موضع بوبکان جو سیوستان سندہ کے مضافات مین سے ہے۔ خوابگاہ علاقہ خاندیس کا ایک گانون آپ متداولہ علوم۔ اور حکمیہ فنون کے اندر اُستاد وقت تھے۔ آپ کے علوم نقلی مین طراوت اور تازگی۔ اسوۃ العلما قدوۃ الاولیا شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور قاضی محمود مور پی کی شاگردی سے پیدا ہوئی تھی۔ اور آپ کے علوم عقلی کے خزانون مین بہت سے جواہرات۔ خلاصہ خرد پژوہان شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے جمع ہوئے تھے علماے زمانہ مین سے کوئی عالم ہر ایک فن کے مبادی اور مسائل کی تحقیق اور دقیقہ شناسی مین آپ کے رتبہ کو نہین پہونچا راقم گلزار چند ہیئۃ اور حکمت کی کتابون مین آپ کا شاگرد ہے۔ شیخ سراج محمد بنبانی کے بیٹے قاضی نصیر الدین شیخ صالح سندہی جو اُستاد کے داماد کر کے مشہور ہین قاضی عبد السلام سندہی جنہون نے مختصر وقایہ پر ایک شرح لکہی ہے۔ جو تمام جزئیات روایت کو شامل ہے۔ اور شیخ یوسف بنگالی کے داماد میان سکہہ جی۔ یہ بہی سب آپ کے شاگرد ہین۔

آپ کے حالات اس طرح پر ہین۔ ہجری سنہ نو سو تراسی کا آغاز۔ اور محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی خاندیسی کا زمانہ تہا۔ کہ آپ گجرات سے برہانپور مین آئے۔ حاکم نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجہکر عزت و توقیر سے رکہا۔ اور درس و فتوے کے عالی منصب کی رونق آپ کے نام زد کرنے سے دو چند کی۔ ستائیس سال تک آپ نے درس دینے اور فتوے لکہنے سے لوگون کو فیض و فائدہ پہونچایا۔ القصہ ہجری سنہ ایک ہزار آٹہ کی فصل خریف مین اپنے وظیفہ کے موضع مین۔ جو خاندیس کی سرحد پر تہا۔

بترک سکونت چلے گئے - جب گانون مین پہونچے - تو خداوند اقلیم اکبر شاہ کا لشکر آنے کی خبر سننے مین آئی -
برہان پور کو لوٹنا مصلحت نہ دیکھا - بلکہ چند روز جنگل کی ہی بود و باش بھلی معلوم ہوئی - ناگاہ اُسی سال کے
ماہ شعبان مین چورون کا ایک گروہ جن کو ہندوستان والے کولی کہتے ہین - صبح کے وقت ننگی تلوارین کھینچے ہوئے
اور نیزے ہلاتا ہوا - آپڑا - آپ مع سترہ کس قریب ترین عزیزون کے - جو حسب و نسب سے آراستہ اور میدان
علوم کے پہلوان تھے - شہید ہوئے - اور خون مین بھری ہوئی جانمازین اُن کے کفن ہوئین شیخ لشکر محمد عارف
فرمایا کرتے تھے - حکیم کی مثل سکون و آرام کے ساتھہ نماز گزار - مجکو بس حکیم ہی نظر آئے - اور حکیم ہی فرمایا کرتے تھے
کہ مین اعتقاداً شیخ لشکر محمد عارف کا گرویدہ اس سبب سے ہوا ہون - کہ میرے اُستاد قاضی سور پی
اُن کے مرید ہین مسیح القلوب کہتے ہین - میرے عم مکرم شیخ طاہر یوسف ہمیشہ کہا کرتے تھے جیسی
شکستگی خاطر - خوشی - عاجزی - اور گمنامی - نامی حکیم کی ہے - ایسی مینے عالمون مین سے کسی کی
بھی نہین دیکھی ہے - کیونکہ علم کی مدہوشی ایک بڑا امتحان ہے - دیکھا چاہیئے - علوم کی مجلس کے بیٹھنے
والون مین سے کس کو ہوشیاری قلب نصیب ہو - چالیس سال کے اندر کسی کے گھر کا لقمہ نہین کھایا -
کمال پرہیزگاری کے ساتھہ زندگی بسر کی - آپ کی تصنیفات بہت سی ہین منجملہ اُن کے تفسیر قاضی بیضاوی
کا حاشیہ - اور بخاری کی شرح - یہ دو کتابین - نہایت مشکل نما - اور دشوار کشا ہین مصرع

شربت دیدار خواہم لب کند پیمانہ او

یاد خواجہ اسحٰق ابن مولانا خواجگی

آپ مسیحائی بمعجزات مین جان ڈالنے والے - اور ظاہر و باطن دونون عالمون کے علم سے
واقف تھے - خرقہ خلافت اور نامہ اجازت پدر بزرگوار سے ملا تھا - اور بزرگ داماد مولانا لطف اللہ کے
فیض ہم نشینی سے گویا معرفت کا خزانہ حاصل ہوگیا تھا - جو شخص آپ کے پاس ایک دم کو بھی بیٹھہ گیا
کامیاب ہوکر اُٹھا - آپ کی کام بخشی کی چادر - ایسی موزون قطع کی گئی تھی - کہ ہر ایک شخص کی استعداد کے
قد پر ٹھیک آجاتی تھی - کہتے ہین - آپ کی رہنمائی کے زمانہ مین چند روز بعد جب آپ دشت قبچاق کا گشت
اور تماشا فرمارہے تھے - اُس وقت اُس جنگل کے باشندے - اور پرگنات کے ترک خبگل کے جنگل - کفر
کی گھاٹیون سے نکل کر اسلام کے دار السلام مین داخل ہوتے جاتے تھے - اور بہت سی خرق عادات
آپ کے اقوال اور افعال سے ظہور پذیر ہوتی تھین - جیسے بیمار کی تندرستی - نابینا کی بینائی - جذام

اور برص سے صحت پائی - خلاصہ کلام یہ - کہ آپ کے موثر دم سے عیسوی معاملات اُن شہرون کے لوگون پر
ظاہر ہوتے تھے - چونکہ انسان اس شیوہ پر فطرۃً دل دادہ ہوتا ہے - لہذا آپ کی بزرگی کا اعتراف کر کے رونق
اسلام کے واسطے کوشش کام مین لائے - اور خواجہ سے پیشوا اور معلم کے لئے التماس کیا - اِس بنیاد پر
آپ نے صوفیون کی ایک جماعت کو اُس ملک مین مقرر کیا - جب رہنمائی اور تعلیم اسلام کی رونق دن دونی
بڑھتی گئی تو فرمان روائے کاشغر محمد خان ابن عبد الکریم خان ابن عبد الرشید خان ابن تغلق تیمور خان
آپ کا مرید ہوا - اور کانی اور آبی سنگ یشب کا حاصل مع دیگر فتوحات کے آپکے خانقاہ نشینون
کے نام سے سال در سال نامزد کر دیا - خواجہ نے بھی خان کی آرزو قبول فرما کر دیوانہ اختر نامی شخص کو
جس کو مستی اور مستوری دونون حاصل تھین - کاشغر مین بھیجا کہتے ہین جب دیوانہ اختر کو جذبہ کا جوش اور
دیوانگی کا تموج ہوتا تھا - تو اُس وقت مین اُس ملک کے باشندون مین سے اگر کوئی شخص انکار کا
خیال بھی ضمیر مین لاتا تھا - فوراً زمانے سے اُس کو گوشمالی ملتی تھی - عبد المومن خان فرمان روائے
ایران و توران عبد اللہ خان اوزبک کا بیٹا تھا ہجری سنہ ایک ہزار چھ مین بلا وجہ - تحکم کی تیرگی نے
اسکی آنکھون کو اندھا کر دیا - کہ اس نے خواجہ کو سمرقند سے نکال کر بلخ مین جانے کی اجازت دی - آپ
آہستگی سے کام لیکر تھوڑا تھوڑا چلتے تھے - ہمراہیون نے سستی رفتار کی مصلحت دریافت کی - جواب دیا
ہماری معاودت سمرقند کو عنقریب ہے - لہذا دور کیون جانا چاہئیے - ہنوز باقی راستہ قطع نہین ہونے
پایا تھا - کہ عبد المومن خان کے مارے جانے کی خبر پہونچی - اُسی منزل سے آپنے وطن کا رخ کیا - اور
دو سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم شہادت کے سمرقند سے غیب کے مصر کو معاودت
فرمائی مصرع سیرت جان بخش عیسیٰ صورت اسحق ماست ؎

یاد شیخ عثمان ابن لادن قریشی

آپ راقم گلزار کے ہمسایہ - اور شیخ فضل اللہ حسین چشتی کے مرید تھے - آپ کے آبائے کرام
سپاہی تھے آپ تیس سال کی عمر کے بعد - اسباب سے ہاتھ دھو کر گھر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئے -
سوال نہین کیا - وظیفہ نہین لیا - بدون مہمان درویش کے لقمہ نہین اُٹھایا - ہر روز کوشش کر کے
کسی نامراد کو پیدا کیا کرتے تھے - راتون مین نہایت سوز و گداز کے ساتھ بہت سی نمازین پڑھا کرتے
تھے - جمعہ کی رات کو ایک دامن بھر غلہ خرید اکرتے تھے اور چارون طرف درود پڑھتے ہوئے لوگون کو

تقسیم کر دیا کرتے تھے - جب غلہ تمام ہو جاتا تھا - تو اپنے گھر کو لوٹ آیا کرتے تھے - اور یاد حق مین مشغول ہو جاتے
تھے - جب تک گوشہ گزین نہین ہوئے تھے تب تک بہت سے مجذوبون اور سالکون سے ملتے تھے
جیسے شاہ منصور مجذوب برہانپوری - شاہ تاجو - اور پیر باجر منڈوی جب کیفیات کا بیان شروع کرتے
تھے تو صدر اللہ کر اصحاب مین سے ہر ایک کی دل ربا نقلین سنایا کرتے تھے - ہندی طرز کا گانا خوب
جانتے تھے - آدھی رات کے وقت اپنے حجرہ مین تنہا - دل آویز راگ سے دردناک چیزین گایا کرتے
تھے - سننے والون کو گویا داؤدی ولایت کا پیغام ہونچتا تھا - جب پیری آ پہونچی - تو گانا چھوڑ دیا تھا -
لیکن مجلس سماع مین جانے سے پانون نہین روکا - اسی طرح پچاس سال تک عمل در آمد رکھا کم و بیش
اسی سال کی عمر پائی ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین عالم صورت سے ملک معنی کو روانہ ہوئے -
منڈو (مانڈو) مین قبر بنائی گئی مصرع رحمتِ حق نثار روحش باد

یاد شیخ ابو الفتح ابن جمال الدین

آپ مکی - عباسی - اور قادری ہین - ہر ایک قسم کے فضائل اور کمالات سے خود بھی مستفید تھے
اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتے تھے - غوث العرفا گیلانی کا خرقہ خاص آپ کو پہونچا تھا - وہ ہمیشہ اپنے
ساتھ رکھا کرتے تھے - زاد بوم شروان ہے - مکہ معظمہ مین بہت رہے تھے - اسی سبب سے مکی کر کے مشہور
ہوئے - سیاحی اور اطراف زمین کی کیفیات معلوم کرنے کا شوق آپ کو پیدا ہوا - اس نے آپ کو وطن
سے نکال کر براہ خشکی ہند کی طرف متوجہ کیا - جب آپ سندھ کے کنارہ پہونچے - تو ایک پیکر بت
کو سیر کر پایا - یہ بات ناگوار معلوم ہوئی - اور کہا جس ملک مین اسلام والون کی عنان اختیار - دوسری
قوم کے ہاتھ مین ہو - ابو الفتح کا اُس ملک مین رہنا موزون نہین ہے - لہذا قندھار کو لوٹ جانے کا
عزم فرمایا - اُن ایام مین فرمان روائے اقلیم - سلطان سکندر لودی - ملتان کے اطراف مین تھا اُس کو
خبر ملی - کہ ایک پرہیزگار دانشمند آدمی - سندھ کے ملک مین آیا تھا - اور وہ فلان سبب سے لوٹا جاتا
ہے - ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بھیجا جس مین طرح طرح کی خوشامدین اور آرزوئین - درج کی تھین
اور دار الخلافہ آگرہ کی طرف آنے کے لئے عرض کیا - شیخ نے نصیحت کی نیت کر کے معاودت فرمائی
جب آپ کی ملاقات ہوئی - تو سلطان نے جو کچھ لکھکر بھیجا تھا - اُس سے دو چند زیادہ عاجزی اور
محبت کے ساتھ پیش آیا - آپنے فرمان روا کی دوستی کے سبب سے قیام کا ارادہ کر لیا - کہتے ہین

ایک دولتمند شخص نے اپنی بدباطنی سے آپ کے خط کے مشابہ حروف سے ایک خط۔ ایک دشمن سلطان کے نام لکھکر اس طرح بھیجا کہ راہداروں کے ہاتھ جا پڑا۔ جب وہ نوشتہ۔ سلطان کے حضور مین پیش ہوا۔ تو سلطان نے شیخ کے پاس بھیجکر کسی قدر گلہ کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ ابوالفتح ایسا نہین ہے۔ کہ ایسی نالائق تحریر سے اپنے قلم کو ملوث کر کے دل آزاری روا رکھے۔ حکم خداوند تعالی سے مفتری شخص جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاوے گا۔ کہتے ہین۔ ایک ہفتہ نہین ہونے پایا تھا۔ کہ اُس نابکار کا ہاتھ ایک ایک مست اونٹ نے اس طرح چاب ڈالا۔ کہ بیکار اور خشک ہوگیا۔ نیز یہبھی کہتے ہین۔ جس وقت ظہیرالدین بابرشاہ ہندمین آیا۔ تو سلطان ابراہیم نے اُس سے لڑنے کے واسطے فوج میدان مین نکالی۔ اور یہ بھی حکم دیا۔ کہ تمام قلمرو کے فقرا اور فضلا بھی۔ جو خیمہ لشکر مین ہمرکاب ہین۔ سید رفیع الدین صفوی اور نیز دیگر بزرگون نے کوچ کیا۔ آپ بھی بادل ناخواستہ ہمراہ لشکر ہوئے۔ جب دہلی مین پہونچے ایک روز پچھلی دو نمازون کے درمیان ایک صحن کے اندر آپ ٹہل رہے تھے۔ ایک بارگی مغرب کی سمت سے آپ عجلت کے ساتھ لوٹے ایک شخص نے جو وہان کھڑا ہوا تھا۔ یہ لوٹنا بے سبب سمجھکر دریافت حال کیا۔ فرمایا اس طرف سے خدائی آفت اور ازلی آشوب اس لشکر کے اوپر نامزد ہے۔ لہذا بھاگنا واجب ہوا۔ دوسرے روز صبح کے وقت یارون کو آگاہ کر کے خود آگرہ کی طرف چلے آئے۔ جب لشکر پانی پت مین پہونچا۔ تو بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ سلطان ابراہیم مارا گیا۔ اور بہت سی فوج۔ اور فوج کے سوا دوسری مخلوقات بھی ضایع ہوئی آپنے واپسین نفس تک ایک سو چونتیس سال۔ طالبان خدا کی رہنمائی کی۔ تاریخ بائیسوین شعبان ہجری سنہ نوسو تر مین کو آپ خاک آگرہ کے سپرد کر دیئے گئے۔ سید رفیع الدین محدث نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ مصرع رحمت حق باد بر درویش وشاہ ؛

یاد شیخ داؤد براری

آپ کی زاد بوم موضع بورکام مین ہے۔ جو خاندیس سے سات کوس شمالی سمت مین قلعہ آسیر کی طرف واقع ہے۔ سپاہی کے لڑکے تہے۔ جوانی مین توفیق ہوئی۔ سپاہگری اور اسباب نوکری ترک کر دیئے۔ سوائے نیزہ کے۔ کہ عصا کی جگہہ ہاتھہ مین رکہا کرتے تہے۔ اور تیر وکمان اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتے تہے۔ رسمی ارادت کسی رہنما کے ساتھہ نہین تہی۔ اویسیہ فیض۔ آپ کے حالات سے عیان تہا۔ جذبہ اور سلوک کے درمیان مین ایک حالت بنی رہتی تہی۔ آغاز سخن۔

ہوش کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور اخیر مین کلام کے اندر انتشار پیدا ہوجاتا تھا۔ لیکن خشم آلود باتون سے جلد پرپایا کرتے تھے۔ اور مہربانی کرنے لگتے تھے۔ لوگون کے ملنے سے اور آبادی سے بہاگتے تھے اور عمر تنہائی کے ساتھ صحرا مین گزارتے تھے راقم تذکرہ کے اُستاد سید شاہ محمد کے ساتھ دوستانہ پیش آتے تھے۔ اور شیخ بہکاری کے بیٹے شیخ جمال سے بہت ملتے تھے۔ کیونکہ شیخ کا گہر آپ کے جنگل سے نزدیک تھا۔ راقم کی مصاحبت سے بہی خوش ہوتے تھے۔ اور خدمتون کی فرمائش کرکے۔ راقم کو احسان مند فرماتے تھے ہجری سنہ ایک ہزار آٹھ مین جسمانی جاگیر آپ کی تبدیل کردی گئی۔ اور روحانی پرگنہ جاگیر مین دیا گیا۔ منڈو (مانڈو) کے اندر بابا برنگ کی ہمسائگی مین خوابگاہ ہے۔ مصرع بادجانش بلبل باغ ارم۔

یادشیخ کمال

آپ شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال کے بیٹے ہین۔ اور شیخ جمال سرغزل دیوان ولایت۔ اور سردفتر اہل ہدایت شیخ نعمان آسیری کے پوتون مین سے تھے۔ ابتدا ابتدا مین مسیح القلوب مدظلہ کے ساتھ اویسیہ نسبت رکہتے تھے۔ جب ہجری سنہ ایک ہزار نومین عرش آستانی اکبرشاہ نے خاندیس پر لشکرکشی کی تہی۔ اور فرمان روائے خاندیس مسیح القلوب کو برہانپور سے قلعہ آسیر کے اندر لے آیا تہا۔ تو اُس اثنا مین اوس منزلت (شیخ کمال) ملازمت مین حاضر ہوئے تھے۔ اور بظاہر ظہور بہی تلقین سے حصہ پایا۔ اِسی سال کے اندر آپ کی روح قدسی کالبد کے عنصری حصار سے نکل کر لامکان کی نزہت آباد کو کشادہ پیشانی کے ساتھ چلی گئی۔ اور ایسی خوش دلی کے ساتھ دوش بدوش گزر گئے۔ کہ جیسی خوش دلی قیدیون کو آزادی کے بعد ہوتی ہے۔ خوابگاہ۔ قلعہ آسیر کے دامن مین مصرع زندان جہان بشکن وبکشا در جنت

یادشیخ ضیاء الدین چشتی

آپ کا نام اسمٰعیل۔ اور زادبوم قلعہ گوالیار ہے۔ قصبہ دسور (مندسور) مین گوشہ نشین تھے۔ آپنے سلطان ابراہیم لودہی کا زمانہ لڑکپن مین پایا تہا پندرہ برس کی عمر تہی کہ سید رضی ابن صفی حسینی سوانیہ کی خدمت مین پہونچکر آداب ارادت بجالائے۔ سید رضی حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے تھے۔ بہت تہوڑے سے عرصہ مین خلعت خلافت پاکر کامیاب ہوئے۔ آپ کے مکان کے پہلو مین ایک مسجد تہی۔ خلعت خلافت پانے کے بعد۔ اسی مسجد کی زمین مین حجرہ کے اندر حجرہ کہودکر۔ کم وبیش دو سے سال خداپرستی۔ تن گدازی اور جان پروری مین گزارے ایکسو پانچ برس کی عمر تہی۔ کہ فرمان طلب

پہونچا۔ نہایت خوشی کے ساتھ تاریخ پندرہوین جمادی الثانی ہجری سنہ ایک ہزار نو کو سامان باندہ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دیدار کے واسطے کوچ فرمایا۔ اسی مسجد کے صحن مین قبر بنائی گئی۔ آپ کے چار لڑکے تہے۔ منجملہ اُن کے شیخ حبیب نے جانشینی کا جہنڈا کھڑا کیا مصرع بیرانہ وصل دوست جوانی دیگر ست

یاد قاضی عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ۔ صوبہ خاندیس کے قاضی القضاۃ۔ اور کتابی نقوش اور لدنی علوم کے عالم تہے۔ جب جوانی تہی۔ تو کتب متداولہ کا درس بہت دیا کرتے تہے بالخصوص علم قراۃ مین بہت سے حافظون کو فیض پہونچایا۔ جب ضعیفی نے آدبایا۔ تو تمام قیل وقال۔ الا اولا نسلم کو خاطر سے نکال پہینکا۔ صرف پیر سہروردی کی عوارف۔ گلشن راز لاہیجی کی شرح اور بخاری کی شروح۔ ان کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو گئے تہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار نو مین عالم قدس کا سامان کر کے۔ جہان خاکی کو رخصت فرمایا۔ اور برہان پور مین ابدی خوابگاہ کے اندر آسائش کے تکیہ پر سر رکہا۔ بیت

رحمتِ حق ومنت احمد		بادبر جان پاک جوہر او	

یاد شیخ نظام رحمہ اللہ

آپ کو خرقہ خلافت سید ابراہیم بہکری سے ملا تہا۔ باوجودیکہ پیر کے دو بیٹے تہے۔ مگر اُنہون نے اپنا جانشین آپ ہی کو کیا تہا۔ آپ متداولہ علوم۔ اور صوفیون کی اصطلاحات خوب جانتے تہے تمام سال کتابت کیا کرتے تہے۔ اور جو کچھہ اُس کا حاصل آتا تہا۔ وہ اپنے پیر کے عرس مین صرف کرتے تہے۔ شرح مواقف اور مطول معانی پر حاشیہ سیرامی یہ دونون کتابین اپنی قلم کی لکھی ہوئی راقم گلزار کو ہجری سنہ ایک ہزار مین عنایت فرمائی تہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار نو مین سپنجی سرائے کو رخصت کر دیا خوابگاہ برہان پور مصرع نظام ہردو عالم روزیش باد

یاد شیخ عبدالرزاق طائی

آپکی زاد بوم پٹن ہے۔ نور باف تہے۔ زہد وتقوی کا خلعت زیب بدن تہا۔ ناگاہ الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ اور یکبارگی خودداری جاتی رہی۔ جو لباس کہ بدن پر تہا۔ پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے بعد لوگ آپ کا ستر عورت سوا کفن کے نہ کر سکے۔ جب کوئی شخص عبدالرزاق کہکر پکارتا تہا تو آپ غصہ ہوتے تہے۔ گالیان دیتے تہے۔ اور کہتے تہے۔ رزاق کہو۔ کیونکہ مین کسی کا بندہ نہین ہون۔

اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - رزاق - تم جب تک دو الہ کے ساتھ گرویدہ ہو گے - حقیقی ایمان کی سرحد پر نہیں پہونچو گے - اور الٰہی معرفت کے کمال کا راستہ نہیں ملیگا - غالباً آپ کا مقصود دو الہ سے یہ ہے کہ بعض اصحاب الہ کو منزہ جانتے ہین - اور بعض تشبیہ کے ساتھ کہتے ہین - لہذا جو شخص جامع بین التشبیہ والتنزیہ نہ ہوگا - کامل مومن نہ ہوگا - اس بنیاد پر خدا پرستون کی تین قسمین ہین - مشبہ - منزہ - اور جامع اہل تشبیہ کافر ہین - ارباب تنزیہ مومن ہین - اور اصحاب جمع صوفی ہین - یہ بحث فصوص الحکم مین - اور فتوحات مین ایک دلپسند وسعت کے ساتھ لکھی گئی ہے - اس صحرا کے پیاسون کو اُس عبارت کے چشمہ سے سیراب ہونا چاہیے - ہجری سنہ کچھہ اوپر ہزار مین آپ کی عمر کا زمانہ انجام کو پہونچ گیا - خوابگاہ زادبوم ہے -

شیخ تاج الدین

آپ شیخ بہاء الدین زکریا ابن علیسی دہلوی کے فرزند ہین - بہت سے کمالات اور حالات حاصل تھے علم تصوف کچھہ تو اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک - اور کچھہ شیخ امان اللہ پانی پتی کی خدمت مین پڑھا تھا - شاہراہ طریقت کی روش مین کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا - بالآخر یہ آرزو ہوئی - کہ عاجزون کے مہمات انجام پہونچانے مین تگ ودو کرنی چاہیے - اسواسطے عبا کا پہننا چھوڑ دیا - اور قبا زیب بدن کرکے عرش آستانی اکبر شاہ کی چاکری کے واسطے کمر باندھ لی - اور عمدہ طور پر خدمات انجام دیکر مقبول مقربون مین داخل ہوئے - یہ بالکل سچ ہے - بہت سے لوگ آپ کی ہمت اور دلسوزی کی بدولت تکلیفات کی پستی سے نکل کر تونگری کی اونچی سیڑھی پر چڑہ گئے - حدیث شریف مین آیا ہے - شریعت والے - اور نیز جلی وخفی وحی والے بہت سے پیغمبر - اپنے زمانہ کے بادشاہون کے ساتھہ چاکرانہ سلوک کیا کرتے تھے - اِس نیت سے - کہ عاجزون کا کام شاہنشاہ کے حضور مین یاد دلاکر اچھی طرح انجام کرادین - اور ظلم کا دوہتڑ کھائے ہوئے - اور ٹھوکر کھاکر گرے ہوئے لوگون کی شکستہ دلی کو دادرس کی خدمت مین عرض کرکے دستگیری کرین - ایک روز راقم کے مرشد بھی فرماتے تھے کہ درویش صورت مرد کو دنیاوی دولتمندون کی ملازمت اِس نیت کے ساتھہ روا ہے کہ ارباب احتیاج کی مہم انجام دیوے - قطعہ

سعی من از برائے فرد ماندگان بود	درخدمت کسے نشتابم برائے خویش
ہر کس کہ با کسان بنماید نیاز وناز	غوثی کہ ہست خسرو وقت وگدای خویش

یادِ شیخ فیضی فیاضی

آپ کا نام ابوالفیض - اور باپ کا نام شیخ مبارک خضر ہے - زاد بوم تو آگرہ ہے - لیکن آپ کے عقیق کی کان یمنی ہے ہندی الاصل نہیں ہے علوم متداولہ اور عربیہ کی تحصیل پدر بزرگوار کی شاگردی سے کرکے چودہ سال کی عمر مین کمال کے درجہ کو پہونچے تھے - فارسی شعرگوئی مین خسرو کا سوز - سعدی کی ملاحت اور حسَن کا حُسن - تمام اہل زمانہ کے اوپر ننف کر رکھا تہا - اور ملک الشعرا ہوگئے تھے - آپ کی ہمت نے دنیاوی طمطراق کو لوگون کی فیض رسانی کے واسطے بہم پہونچا کر لوگون کے کام مین رکاؤ باقی نہین رکہا تہا - آپ کی طبیعت فطرۃً ایسی زکی تہی کہ رسمی علم کے لم و لا نسلم کو حاصل کرکے کسی فن مین کوئی بات مشکل سمجہی ہی نہین - آپ کی مٹھی تہیدستون کا خزانچی - اور آپ کی زبان عاجزون کو سرمایہ دینے والی تہی - آپ اُن صوفیون مین سے ہین - جو وحدت وجود کے مقر ہین - زمانہ کے ورق پر آپ کی بہت سی تصنیفات یادگار رہین - یہ تصنیفات اس میرے بیان کی مستحکم دلیل ہین -

منجملہ تصنیفات (۱) سواطع الالہام - ایک بے نقطہ تفسیر عربی زبان مین ہے - زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ ایسے مشکل کام کو مدت دو سال مین الحمد کے الف سے والناس کے سین تک انجام کو پہونچایا - اندازہ شناس طبیعت آپ کی دانش و بینش کے درجہ کا قیاس تفسیر موصوفہ کے مطالعہ سے کسی قدر کرسکتی ہے (۲) موارد الکلم ایک رسالہ ہے غیر منقوطہ عربی مین بہت کچھ عجیب و غریب باتین اس رسالہ مین درج ہین (۳) دیوان غزلون اور قصیدون کا بارہ ہزار بیت سے زیادہ ہی زیادہ ہے (۴) خمسہ مین سے چار کتابین تو یہ ہین - (الف) مرکز ادوار (ب) نل دمن (ج) سلیمان بلقیس (د) رزم نامہ اور پانچوین کتاب رسالہ ہزار رباعی ہے (۵) لیلاوتی کا فارسی ترجمہ ہے - لیلاوتی ایک رسالہ ہے ہندی لغت کے اندر علم حساب مین جو بہت کچھ غرائب اور عجائب کو شامل ہے -

چونکہ مدت سے اپنی طرف متوجہ ہونا - اور بوقلمون نفس کی معرفت کے واسطے سرگریبان مین جہکائے رکھنا آپ کو پسند تہا - اور خاموش رہنے کو اور نیز ایزدی صفات کے اندر تفکر کام مین لانے کو گویائی اور باتین کرنے پر ترجیح دیتے تھے - اِس سبب سے منجملہ خمسہ کے

پچہلی دو کتابین باوجود شہنشاہی کوشش اور اہتمام کے انجام کو نہین پہونچین۔ شروع بیماری مین جو بازگشت اور تدارک مافات کا وقت ہے یہ رباعی کہی تہی - رباعی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ بیرنگی کرد | رخ دلم از قفس شب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمے درومی گنجید | تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

اور اثنائے بیماری مین یہ بیت اکثر پڑہا کرتے تہے - بیت

گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ | بر نشود پائے یکے مور لنگ

القصہ راقم گلزار نے آپ کے کسی قدر حالات جو لکہے ہین - سنے ہوئے نہین ہین - بلکہ اُن حالات مین سے لکہے ہین - جو معائنہ کر کر اور پاس بیٹہکر معلوم کئے ہین - اور نیز جو تحقیق ہوئے ہین -

یاد شیخ برہان علوی

آپ شیخ وجیہ الدین احمد آبادی کے بہائی ہین قدس سرہما گجرات سے برہان پور مین آکر توطن اختیار کیا تہا آپ کی ہمت کی اُنگلیان مٹہی باندہنے سے دور رہین - دوسرون کے ساتہہ سلوک کرنا اور نیز دوسرون کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا - یہ امور آپ کے ہاتہہ کے ساتہہ آشنا تہے - آپ کے کارخانہ کا نقد و جنس بے دریغ تہا اور کسی شئے کے ساتہہ دلبستگی آپ کے نہ افعال سے ظاہر تہی نہ اقوال سے - اس طریقہ سے زندگی بسر کر دی - اور وہ کمال آزادی کے ساتہہ گزر گئی - خوابگاہ برہان پور

مصرع ہمانش از آزاد رفتن شاد باد

یاد شیخ عبد اللہ صوفی شطاری آگرہ

آپ کمال الدین بہلول ابن چاند - ابن جلنید - ابن محمد - ابن برہان الدین - ابن عز الدین محمود ابن نجم الدین احمد - ابن مولانا شمس الدین ہروی عثمانی کے فرزند رشید ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز تاریخ بارہوین ربیع الثانی ہجری سنہ نو سو چار کو آپ کی ولادت سے قصبہ سندیلہ مین بیحد خوشی ہوئی - چونکہ خدا طلبی کا جوہر آپ کے ساتہہ ساتہہ تہا لہذا نو سال کی عمر مین آپ کو پیر ارادت کا شوق پیدا ہوا - مخدوم شیخ صفی ساتی پوری کے مرید ہو گئے اور سولہ برس کی عمر مین کتابی علوم کی تحصیل کے ارادہ پر گہر سے نکل کہڑے ہوئے - اور قصبہ گوپامو مین شیخ الہداد ابن سعد اللہ عثمانی کی خدمت مین پہونچے - جو مان کی طرف سے اپنے ہوتے تہے -

اور صرف ونحو کا پڑھنا شروع کردیا۔

شیخ بدرالدین بدایونی اپنے وقت کے قطب تھے۔ اُنھون نے اثنائے تعلیم مین خواب کے اندر تشریف لاکر آپ کو فرمایا۔ عبداللہ تم چند روز ہماری خدمت سے حصہ لو۔ جب آپ بیدار ہوگئے۔ تو بے تامل بدایون کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ بدایون مین پہونچنے کے بعد شیخ بدرالدین کا سراغ نہ لگایا۔ کسی نے پتہ نہین دیا۔ رات کے وقت ناامید ہوکر جامع مسجد مین اندیشناک سوگئے۔ پھر شیخ نے خواب مین فرمایا کہ فلان جگہہ ہمارا روضہ ہے۔ وہان آکر مجاور ہو۔ پس آپ ہلالی چہہ دور کامل اعتکاف کے طور پر اُس مزار پاک پر رہے۔ اور بہرہ یاب ہوئے۔

اِس اعتکاف کا انجام یہی تھا کہ خواجہ قطب الدین اوشی چشتی دہلوی نے خواب مین فرمایا۔ تم کو ایک سال ہمارے حظیرہ مین رہنا چاہیے۔ صبح ہوتے ہی۔ دہلی کو روانہ ہوئے۔ چاشت کا وقت تھا۔ کہ قلعہ دہلی کے دروازہ پر پہونچے۔ شیخ معز الدین بخاری سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو اپنے گھر لے گئے۔ جب مکان مین پہونچے تو مہمان کے ساتھہ بہت کچھہ مہربانی سے پیش آئے۔ اور فرمایا۔ اس شہر کے قطب نے تم کو میرے سپرد کیا ہے۔ تم اسی جگہہ ٹہیرو۔ روضہ کی خدمت کرتے رہو۔ اور اس خانقاہ کے مدرس سے سبق پڑھا کرو۔ نحو کا کافیہ۔ لب۔ اور ارشاد۔ یہ تینون کتابین۔ اسی جگہہ پڑھین اور ہمیشہ نماز عشا سے فارغ ہوکر روضہ متبرکہ پر جایا کرتے تھے۔ اور رات کو دن کردیا کرتے تھے۔ فیض روحانیت سے روشنی قلب حاصل ہوئی۔ اور ایک سال بھی ختم ہونے کو آیا۔

حضور خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ عالم مثال مین تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ مولانا برہان الدین ملتانی حصار مین تمہارے پہونچنے کے منتظر ہین۔ اُن کی درس مین جاکر تحصیل کمالات کرو۔ آپ نے تعمیل حکم کی۔ چند روز بعد جناب مولانا نے احمد آباد گجرات کا عزم فرمایا۔ آپ بھی ہمراہ گئے اکثر علوم غریبہ کی کتابین اور تفسیر مولانا کی ملازمت مین رہکر پڑہین۔ اور شرح مواقف۔ شرح مقاصد کے الٰہیات۔ اور نیز بعض دیگر ریاضی کے رسالے۔ شیخ وجیہ الدین احمد علوی شطاری کی درس مین نکالے۔ بزودی۔ ہدایہ فقہ۔ اور عضدی یہ کتابین شیخ مبارک دانشمند شطاری گوالیاری کے سامنے حل کین علم حدیث اور اصول حدیث میر عبدالاول دولت آبادی کی تعلیم سے حاصل کیا۔ اور فصوص کی اجازت مولانا مصطفیٰ اردمی سے لی۔

بالآخر چوبیس برس کی عمر مین جب یہ تمام کمالات فراہم ہو گئے۔ تو ایک عجیب جذبہ پیدا ہوا تمام کتابین لوگون کو تقسیم کر کے باغ ارم کے ایک گوشہ مین نفس بوقلمون کی اصلاح مین مصروف ہوئے۔ چند عرصے کے بعد الہی طلب اور ایزدی معرفت کا ایسا ہجوم ہوا۔ کہ تمام حواس اور قوی کو جکڑ بند کر لیا۔ اور ہر ایک کو اُس کے کام سے معطل کر دیا۔ حضور خاتم النبوۃ کی طرف توجہ ہوئی علیہ من الصلوۃ اکملھا کہ کسی مرشد کا پتہ بتا دین۔ جو نایابی کے درد کا علاج کرے۔ اور جس کے فیض ہدایت سے طالب عرفان کے اعلی مطلب کو پہونچکر۔ صاحب بصیرت ہو جاوے۔ آخر کار حضور نے غوث الاولیا کی خدمت کا راستہ دکھایا۔ حضرت غوث الاولیا نے دو مہینے کے اندر۔ مشرب عشقیہ کے تمام اذکار۔ اور اشغال سکھا کر۔ انوار و اسرار سے بہرہ یاب کیا۔ اور ہجری سنہ نوسو پچاس مین عید الضحیٰ کے عرفہ کے روز آپ کو تمام خانقاہ نشینون کا سرحلقہ بنایا۔ تمام صوفیون کی تلقین آپ کے سپرد ہوئی۔ کامل دس سال تک ہمیشہ مبتدی درویشون کی تربیت آپ کرتے رہے۔ مبتدی درویشون مین سے جو شخص کمال کے درجہ پر پہونچ جاتا تھا۔ غوث الاولیا کی خدمت مین عرض کر کے سند ارشاد لیکر اُس کو دیدیتے تھے۔ اور کسی سمت کی رہنمائی کے واسطے اجازت ہو جاتی تھی۔

اس اثنا مین غیب سے بیت الحرام کے طواف۔ اور حرم سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کے واسطے مامور ہوئے۔ مدینہ منورہ مین پانچ سال قیام کر کے کمال ریاضت مین منہمک رہے۔ اور ہر سال حج کے واسطے بھی آمد و رفت رکھی۔ پھر حکم عالی کے بموجب احمد آباد مین بازگشت فرما کر متاہل ہوئے۔ کم و بیش پندرہ سال اس شہر مین گزارے۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین پیر کی زیارت کے واسطے گوالیار مین آئے۔ یہان دو سال روضہ منورہ کی خدمت کی۔ بعدہ بفرمان پیر ہجری سنہ نوسو تراسی کے آغاز مین دار الخلافہ آگرہ کو جا کر مٹیا محل گلی مین حجرہ تجویز کیا۔ اور نماز عصر کے وقت دوشنبہ کے روز۔ تاریخ تئیسوین جمادی الاول ہجری سنہ ایک ہزار دس مین عنصری منزل سے قدسی مقام کو عروج فرمایا۔ آپ گوشہ نشین تھے۔ آشنا اور بیگانہ کے دروازہ پر مطلق نہین گئے۔ اور ابھی عبادت خانہ مین اپنی خواہش کے موافق خوابگاہ اختیار کی۔

آپ کی تصنیفات یہ ہین۔ (۱) سراج السالکین برسنن جواہر خمسہ (۲) اوراد صوفیہ (۳) رسالہ

صوفیہ (۴) انیس المسافرین (۵) اسرار الدعوۃ (۶) شرح رسالہ غوثیہ (۷) رسالہ کنز الاسرار فی حال اشغال اشغالکا
آپ کے بابرکت کلمات مین سے نمونہ کے طور پر چند کلمے لکھے جاتے ہین۔ صوفی ایسا درخت ہے جس کو واردات
کی آندہی جنبش نہین دیسکتی۔ اور ایسا بادہ نوش ہے۔ جس کو شراب محبت کے پیمانے کے پیمانے متواتر
چڑہا جانا مست نہین کرسکتا۔ دریا کو نوش کرجاوے۔ اور اس پر بہی ھَل مِنْ مَّزِیْدٍ کا نعرہ لگاوے۔ اور
اوس کی گرمی سے پسینہ کی نمی تک اُس کی پیشانی پر نہ آوے (دیگر) فقیر کو چاہیئے۔ کہ تو نگرون کی ہم نشینی
سے ہمیشہ گریز کرتا رہے۔ مینے مانا۔ کہ دنیا پرست کا مصاحب خواہ ایسا شخص ہو۔ جس کے افعال
حضرت بایزید کے جیسے ہون۔ مگر یہ خوف ضرور ہے۔ کہ مرتبہ مین عام لوگون سے نیچے ہوجاوے گا۔
اور اگر اغنیا سے گریز کرنے والا خواہ فاسق ہی ہو۔ مگر یہ امید ہے۔ کہ بایزید وقت ہوجاوے گا۔ (دیگر)
صوفی کو چاہیئے کہ بے آرام اور ترقی طلب ہو۔ کسی حاردشے کے سامنے سر نہ جہکاوے اور کسی منزل اور کسی
مقام پر آرام نہ لیوے (دیگر) راستہ چلنے مین جب یہ تین چیزین فراہم ہوجاوین گی۔ بیشک سالک
ولایت کے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ (۱) فردوسیون کا سا تزکیہ اور تصفیہ۔ (۲) سہروردیون کی سی غذا
(۳) شطاریون کی سی مشغولی۔ (دیگر) نفسانی کدورتون کی شست وشو کرنے کے بدون صرف ریاضت
سے کشف وکرامت حاصل نہین ہوسکتی ہے۔ اور مراقبات اور تفکر کے بدون فنا اور بقا کا چہرہ نظر نہین آسکتا
ہے (دیگر) جب تک سالک اپنی قید سے رہائی نہین پاوے۔ تب تک واصلون کے درجہ کو نہین
پہونچ سکتا ہی (دیگر) صوفی کا کام صرف اندیشہ کا تبدیل کردینا ہے۔ اور بس۔ (دیگر) مبتدی کو چاہئے
کہ خطرات کی آمد کو روکے تاکہ عرفان کے دروازے اُس پر کشادہ ہون۔ اور متوسط کو تحنف (خلافت آلٰہی
اور اتصاف مزودی بلت ہے۔ تاکہ وسط سے نکل کر منتہی ہوجاوے۔ اور منتہی کی سیر غیر منتہی ہے۔ (دیگر)
شریعت اور طریقت بمنزلہ صغریٰ وکبریٰ کے ہین۔ اور حقیقت بجائے نتیجہ کے۔ جب تک سالک شریعت
اور طریقت کے آداب کے ساتہہ آراستہ نہین ہوتا ہے۔ تب تک حقیقت کے انوار اسپر جلوہ گر نہین ہوتے
ہین۔ (دیگر) لاحظہ کے ساتہہ اور مفہوم ملاحظہ کے ساتہہ ذکر موجب کشایش ہوتا ہے۔ اور بدون اس کے
سبب ثواب کا۔ بس یہ باتین سمجہہ لی جائین۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبد النبی ہین۔ مدظلہ بہت سے علوم
مین آپ کو کافی دستگاہ ہے۔ انہون نے اپنے پدر بزرگوار کے حالات۔ رسالہ جوامع کلم الصوفی مین جو انہین
کی تصنیف ہے۔ مفصل لکھے ہین۔ ناظرین کو چاہیئے۔ کہ کتاب مذکور مطالعہ فرماوین مصرع ؎ مطالعہ حال خود نصیب تو باد

یادِ شیخ ولی محمدؒ

آپ قاضی زادہ احمد آباد گجرات کے بیٹے ہین۔ کہتے ہین۔ ہجری سنہ نوسو اکیاسی ہین جب شیخ صدرالدین ذاکر جانپانیر سے غوث الاولیا قدس سرہ کے مرقد کا طواف کرنے کے واسطے احمد آباد کے راستہ سے گوالیار کو روانہ ہوئے تھے۔ تب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تہی۔ اُس وقت مین سلوک طریقت کی آرزو۔ آپکے سر کے بال پکڑ کر شیخ ذاکر کی خدمت مین لے گئی۔ گہربار کو چھوڑ کر اُس سفر مین آپ بہی ہمراہ ہو لئے۔ واپسی کے وقت منڈو (مانڈو) ہو کر شیخ ذاکر کا گزر ہوا تہا۔ یہان کے لوگون کی محبت اور اس مقام کی سرسبزی اور شادابی زیادہ دیکہکر چلہ نشینی کا شوق دل مین پیدا ہوا۔ چنانچہ تین چلے پورے کئے۔ جب وطن کا ارادہ کیا۔ تو شیخ محمود جلال کو راقم گلزار کی پرورش کے واسطے۔ اور شیخ ولی محمد کو مجموالعاقبۃ کا رنج تنہائی مٹانے کے واسطے یہان رہنے کی اجازت دی۔ آپنے چند سال اس شہر مین خدائے یکتا کی پرستش۔ اور اسباب کمال کی تحصیل کی۔ بعدہٗ ان رہنما (شیخ محمود جلال) کی اجازت سے روانہ ہو کر برہان پور خاندیس مین قیام فرمایا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دس مین تبسم کنان لب کے ساتھہ جانِ گرامی کو رخصت کیا۔ راقم اور حافظ صالح اُس وقت برہان پور مین موجود تہے۔ اور آپ کے جنازہ کی نماز مین بہت سے ولایت شعار اصحاب شامل تہے۔

مصرع جمع کن جمع در نماز و نیاز؎

یادِ شیخ ماکھو علیہ الرحمتہ

آپ حضرت غوث الاولیا کے مرید ہین۔ متاہل ہونے پر دل ہنادہ نہ ہو کر مسیح علیہ السلام کی طرح بعالم تجرد کوچ کیا۔ زادبوم گجرات۔ اور خوابگاہ برہانپور ہے۔ کسی سبب کو ہاتہہ نہین لگایا۔ اور مدتون تک توکل پر بسر کی۔ سرود سماع کے جلسہ مین عارفانہ سلوک کیا کرتے تہے۔ خوش گلو اور داؤدی لہجہ قوالون کو مناسبت استعداد دیکہکر جدا جدا اُن سامعین کے نام زد فرمادیا کرتے تہے جن مین رقت اور وجد کی استعداد پاتے تہے۔ اور آپ کی تجویز اور تدبیر سے حال پرورش پاتا جاتا تھا۔ جو صوفیان ابن الوقت کا نوزاد ہے۔ اِس بنیاد پر مذاق دوست اصحاب نے آپ کا نام وجد مین آنے والہ درویشون کی دایہ رکہہ چھوڑا تہا۔ آپ کی عمر چالیس سال کی تہی کہ ایک حسینہ عورت ہانونام پر آپ عاشق ہوگئے آپ کی توجہ کی برکت

اور باطنی کشش سے محبوب کو توبہ کی توفیق ہوئی - اُس نے درویشی کے لباس مین آکر عاشق کی خدمت دل و جان سے اختیار کی - اور آپ کی ہدایت - اور ارشاد کے بموجب راہ صفا چلنا شروع کیا - آپ کے گلے مین داؤدی لہجہ تہا - والی خاندیس علی عادل شاہ - درویش دوست اور ولی شرست تھا - زین آباد مین جامع مسجد اسی کی تعمیر کرائی ہوئی ہے - اس مسجد کی خطابت کا عہدہ والی خاندیس کی التماس کے بموجب چند روز کے واسطے آپنے قبول فرمالیا تھا - ہجری سنہ ایکہزار دس مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر نے خاندیس سے دار الخلافۃ آگرہ کی طرف مراجعت کی - تو آپنے بہی واپسین سفر کا سامان باندہا - اور روانہ ہوئے - مصرع متاعش را خدایا دا خریدار -

یاد شیخ سراج محمد بنبانیؒ

آپ کسبی اور وہبی علم سے آگاہ - اور متداولہ و غریبہ علوم سے بہرہ یاب تہے - خرقہ خلافت حضرت غوث الاولیا سے حاصل ہوا تھا - شیخ نظام گنجہ کے مخزن پر ایک حقیقت آمیز شرح لکہی ہے - بلکہ یون کہنا ناموزون نہ ہوگا - کہ اس خزانہ کے ناپید دروازہ کی مشکل کشا کنجی ارباب زمانہ کے حوالہ کردی ہے - ہجری سنہ نوسو بیاسی تہا - کہ آپنے احمد آباد سے خاندیس مین آکر زین آباد مین گہر تجویز کر لیا تہا - تقریبًا تیس سال تک درس اور تلقین کی راہ سے ارباب استعداد کو فیض پہونچایا - ایک روز راقم گلزار سید احمد قادری کے ہمراہ

بیت

آنکہ گرداند تونگر پیشگی را غازہ کار	تا نماید فقر گاہی روی خود را گل عذار

واپسین سفر کی بیماری مین آپ کی عیادت کے واسطے گیا تہا - راز گوئی کا جلسہ گرم ہوا - اور فرمایا اللہ معبود کا تصور بہتر ہے - یا اللہ موجود کا - مینے عرض کیا - اللہ موجود کے معنی کا تصور کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے معنی مین احاطہ اور شمول زیادہ ہے - اِس جواب کو آپنے گوش قبول سے سنا - اور خوش ہوکر فرمایا - تمہارے نہ آنے اور نہ پوچہنے سے مجہکو کسی قدر گلہ تہا - اب آیندہ ایسا مناسب ہے - کہ ان دو تین روز دن مین میرے حال کے خبر گیران رہنا - اس گفت و شنید کے بعد تیسرے روز ماہ شعبان ہجری سنہ ایکہزار دس مین عالم قدس کو روانہ ہوے - مصرع بعالم نیست جز اللہ موجود -

یاد سید حسین پاؒ

آپ شیخ جلال بہتری کے چوتہے فرزند ہین - حافظ - زاہد - عارف - اور درویش تہے - اکثر وقت

ورد اور تلاوت میں گزرتا تھا۔ گجرات سے ہجری سنہ نوسو بیاسی میں خاندیس آگئے تھے۔ یہاں کے حاکم نے موضع جوکا مہ میں وظیفہ مقرر کردیا۔ جوکامہ۔ پرگنہ جوبرہ میں ایک گانون ہے۔ آپنے اسی جگہہ گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیس سال خداپرستی اور تن گدازی میں گزارے۔ پہر ماہ رجب ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ میں محمد پور کو چلے آئے۔ موضع محمدپور سرکار سارنگ پور میں ہے۔ محمدپور کا جاگیردار اپنے وقت میں یکتا ئے روزگار تہا ناہر خان نام تھا۔ آپ سے سابقہ شناسائی تہی۔ اور طبیعت بہی درویش دوست واقع ہوئی تہی۔ ان بزرگوار کی تشریف آوری سے جاگیردار نے بہت خوشی مانی۔

ناہر خان راے سلہدی کی نسل سے ہے۔ جو شمشیر بازی۔ جان بازی۔ سپہداری۔ دلیری۔ اور دلاوری میں اپنے زمانہ کا ایک ہی تھا۔ رائسین کے قلعہ پر مع اُس کے مضافات کے قابض تھا۔ چنانچہ اس کا قصہ ہندوستان میں کہانی کے طور پر گاتے ہین۔ اور ترانہ میں بجاتے ہین تقدیری کرشمہ آپکے باپ جہان خان کو بزرگون کی سرزمین سے خاندیس کی طرف کہینچ لایا۔ ناچار یہان پر قیام کی بساط بچہا دی۔ اور اس ملک کے امیران اعظم مین سے ہوا۔ ہجری سنہ نوسو تراسی تہا۔ کہ یہان کے فرمان روا کو جہان خان کی نسبت ناراستی کا وہم پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے غصہ آیا۔ جہان خان کو سننے کی تاب نہ ہوئی۔ اپنے صاحب کے روبرو میان سے تلوار نکالی۔ اور چند لوگون کو خاک وخون میں ملایا۔ پہرہ والون اور حاشیہ نشینون نے جہان خان کو گہیرا۔ اور کام تمام کیا۔ جہان خان کے بڑے لڑکے نے یہ ڈنگہ اور فساد دیکہکر تمام خانہ نشینون کو۔ اور چہوٹی بڑی پردہ والی عورتون کو گہر مین بند کرکے آگ لگادی۔ اُس وقت مین ناہر خان کی عمر کم وبیش دو سال کی تہی۔ ناہر خان کو دایہ اٹہاکر باہر نکال لے گئی۔ بالآخر لوگون نے پالیا۔ اور اُس کو حاکم کے نزدیک لے گئے۔ ان ایام میں ایک حبشی بہی جہان خان نامی تھا۔ ایسا بامروت اور مردم شناس شخص تھا۔ کہ اُس کی مثل حبش کے ملک کا کوئی آدمی ہندوستان کی نظر مین نہین آیا۔ باپ کی مناسبت ہمنامی کے لحاظ سے ناہر خان۔ حبشی جہان خان کے سپرد کردیا گیا۔ اُس نے اپنی فرزندی مین لے کر پرورش میں پورا اہتمام کیا۔ جب زمانہ ہوش آیا۔ تو دانش مند اُستاد کے سپرد کیا۔ چند روز مین ناہر خان خوبصورتی اور نیک منشی سے آراستہ اور پیراستہ ہوگیا۔ **سبحان اللہ** عجب یوسف نما صورت کی نقاشی تہی۔ اگر بالفرض یعقوبی یا زلیخائی نظر عالم ملکوت سے عاریت لاکر نظر بازون کی آنکہون کو بخشش دی جاوے۔ تو یہ لوگ پہلے ہی نظارہ مین محو ہوکر ایسے بے خود ہوجاوین۔ کہ دوبارہ خوبی دیدار دیکہنے

کی تاب اپنی دوربین عقل مین نپا دین - اور عجب مودسانہ مزاج کا بناؤ سنگھار تھا - اگر ہزارون تماشائی دل اور آنکھین - عالم وحدت کے دانشمندون کی راے سے روشنی مانگ کر اس کی شائستگی کو عمیق نظر سے دیکھین - تو بے انتہا اخلاق مین سے معمولی دریافت اور شناخت کے ایک شمہ کو بھی نہ پہونچ سکین -
غوثی تعریف کا دروازہ مت کھولو - اور مجمل واقعات نگاری کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو -

القصۃ ناہر خان کے روشن ضمیر پیر شاہ لطیف محمد جو قطب عالم بخاری قدس سرہ کے پوتون مین سے ہین - مرید کے جمال پر فریفتہ ہو گئے - اور مرید ایک حسین اور خوش گلو مطرب تحفہ نامی کی حسین آواز اور حسین صورت پر عاشق تھا - یہ عجیب بندہ ہے - جو یوسفی پیکر مین یعقوبی روح رکھتا ہے - اور ظاہر مین محبوب اور باطن مین محب ہے - اور راقم گلزار نے اِن دونون معشوقی آسمان کے شمس وقمر کی خوبصورتی پر آنکھ اور دل دے رکھا تھا - یہ تماشائی داستان بڑی لمبی چوڑی ہے - اِس کے جواہر جداگانہ نظم ونثر کے تاگے مین پروئے جا رہے ہین - خدا کرے انجام کو پہونچ جاوے - ہجری سنہ ایک ہزار دس مین جب عرش آستانی اکبر شاہ کا لشکر برہان پور گیا - تو اُس صوبہ کے جاگیردارون کو دوسری جاگیرین دیدی گئین اس سلسلہ مین ناہر خان کو محمد پور من مضافات سارنگ پور مالوہ دیا گیا -
نوجوان اور سعید ناہر خان نے سید کی تشریف آوری کو مبارک سمجھکر جیساکہ اوپر لکھا گیا - تمام مراسم ادا کئے - اور مسافر سید نے دنیا سے دل ہٹا کر ایک مہینے دس روز بعد تاریخ بارہوین شعبان مین بیابانی سفر کو انجمانی سفر کے ساتھ دوش بدوش کیا - اور قصبہ کے کنارہ قبر بنائی گئی -

مصرع باد ابا سہ سامی او حسن اختتام ؛

یاد قاضی عبد القادر

آپ شاہ عبد الرزاق جھنجھانہ کے مرید - اور خلیفہ - اور قاضی محمود کے بیٹے ہین قاضی محمود حاجی عبد الصمد اور شیخ عبد الغفور رہولہ کے پوتے - اور شیخ امان اللہ پانی پتی کے چچا کے بیٹے بھائی تھے قاضی عبد القادر نے علم تصوف کی تحصیل شیخ امان اللہ کی خدمت سے کی تھی - جوانی شروع ہوتے ہی سیاحی کی ہوا - سر مین بھری - ہر ایک لباس بدل کر - ہر ایک ملک مین سیر وسیاحت کی - تین دفعہ حرمین شریفین اور بیت المقدس کی زیارت کرکے سعادت پر سعادت سے بہرہ یاب ہوئے - اثنائے سفر مین پیکر پرستون کی وضع بنا کر اُنھون کی بڑی بڑی پرستش گاہون مین پہونچے - اور یہان بھی دریافت

حقیقت کام مین لائے۔ اور سفر مین کسی جگہہ توشہ اور زاد راہ کو ہاتھہ نہین لگایا۔ راستہ مین قدم عاشقانہ رکھکر تمام دریاؤن اور جنگلون کو چھان مارا۔ اس کے بعد اُجین مالوہ مین آکر چند سال گوشہ مین بیٹھے۔ بالآخر عزیزون کی عاجزی اور خواہش سارنگ پور مالوہ مین آپ کی اقامت کا سبب ہوئی۔ آپ کے عم مکرم سارنگ پور کے قاضی تھے۔ اُن کی رحلت کے بعد منصب قضا آپ کے نام ہوگیا تھا۔ لیکن آپ کے دل سے بدستور وارستگی اور آزادی جوش کرتی رہی۔ اس سبب سے کئی دفعہ مسند قضا چھوڑکر آپ آوارہ ہوگئے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا۔ کہ دس سال بعد دوست اور احباب بہت کچھہ جبت وجوکر کے دور دراز ملک سے گوناگون فریب دیکر پھیر لائے تھے۔ القصہ للہ کسی چیز کے ساتھہ ذرہ برابر بھی نشان دلبستگی پایا نہین جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی ذات کے سوا۔ کسی شے کی طرف آپ کی ہمت کا رُخ نہین تھا۔ قدما کے عربی اور فارسی اشعار جو صوفیہ عبارتون کے ساتھہ آراستہ اور آشنا ہوتے تھے۔ فصیح البیانی کے ساتھہ اُن کی ایسی توجیہ کیا کرتے تھے کہ سننے والے وجد اور سلوک مین گرم ہوجایا کرتے تھے۔ کہتے ہین۔ جس طرح آنے کے وقت آپ ہمہ نوع مجرد آئے تھے۔ اسی طرح بازگشت کے وقت بھی بدن لباس اور احساس سے۔ اور دل تعلق اور خیال سے سبکدوش کر کے۔ عالم قدس کو روانہ ہوگئے۔ **قاضی زندہ دل** آپ کی رحلت کی تاریخ ہے جس مین ایک ہزار گیارہ عدد نکلتے ہین۔ شیخ عثمان پسر شاہ منجھن بیان کرتے تھے۔ کہ تفسیر کا علم حفظ تھا۔ تشابہات کی تاویلات۔ ناسخ ومنسوخ کی تقدیم وتاخیر۔ مشکلات کا حل۔ مجملات کا بیان اعراب کی تخصیص۔ تعمیم۔ اور وجوہ حقیقت ومجاز کی شانِ نزول۔ اور قرآن کی عبارات اور استعارات کو خوب جانتے تھے۔ اور ہر جمعہ کے روز جامع مسجد مین تفسیر قرآن بیان فرمایا کرتے تھے۔ جس مین مضمون کے بہت سے قوانین کی رعایت رکھتے تھے۔ رحلت کے روز بھی حسب عادت مقررہ سورہ مزمل کی تفسیر بیان کی۔ آپ کے بدن مین لرزہ پیدا ہوا۔ تھوڑی دیر وصیت فرمائی۔ بعدہ جس طرح کہ لکھا گیا۔ اس فانی جہان سے ملک بقا کو کوچ فرمایا۔ مصرع شکر ایزد کز جہان آزاد رفت ؎

یاد شیخ مبارک صدیقی شطاری

آپ مرید تو شیخ جلال لوہانگی کے تھے۔ مگر خرقہ خلافت شیخ عبد الملک شطاری سارنگپوری مالوی سے حاصل تھا۔ شیخ عبد الملک خلیفہ وجیہ الملتہ احمد آبادی کے ہین۔ آپ تصوف مین والی ملک

اور عرفان میں صاحب حشم تھے - ہجری سنہ نو سو اکیاسی تھا - کہ منڈو میں آئے - راقم کے رہنما شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت میں جو ہر دعوت سیکھا - اور اجازت لی - چند چلے بھی کئے تھے - دعوت کے جزئیات اور کلیات کو عمل میں لائے - استغنا کی بنیاد بہت استحکام کے ساتھ رکھی تھی - کسی اہل حکومت سے روزمرہ نقد - یا کھیتی کی زمین قبول نہیں کی - تیس سال تک منڈو (مانڈو) میں رہ کر توکل کی زندگی بسر کی - بیماری احتیاج کا معالجہ کیا اور ہجری سنہ ایک ہزار دس میں عنصری گودڑی جسم کے اوپر سے اتار پھینکی - خوابگاہ منڈو - مصرع مبارک باد ملکِ جاوِدانش

یاد شیخ علم الدین مجذوب

آپ رہتک کے باشندہ ہیں - آپ کی بات ایزدی تقدیر کا نسخہ تھی - ایک روز مولانا منکن مفتی مہم کے دوران گھوڑے گم ہو گئے تھے - مہم ایک گانوں رہے رہتک سے بارہ کوس دور - چند روز بعد مفتی کے ہم نشینوں نے کہا - اس مجذوب سے گم شدہ مال کی حقیقت پوچھنی چاہیئے - چونکہ گم ہونے کو ایک زمانہ گزر گیا تھا - لہذا مالک مال کی رائے اجازت نہیں دیتی تھی - تاہم مفتی مجذوب کی ملازمت میں گئے - مجذوب جلدی سے پکار اٹھا - فلاں دروازہ پر تلاش کرو - چنانچہ تعمیل حکم کی گئی - اور وہاں سے گم گشتہ مال مل گیا - خوابگاہ رہتک - رحلت دسویں صدی کے اواخر میں - مصرع

خرد قربان این دیوانگی باد

یاد شیخ علی افغان

آپ اولیسہ مشرب میں چشتیہ سلسلہ کے مرید تھے - آپ کے پیر ارادت معلوم نہیں ہیں - کم و بیش پچاس برس تک مولانا مغیث اُجینی کے روضہ کی مجاوری رہے - سو برس کی عمر پائی - حسین مظاہر سے تعلق خاطر رکھا کرتے تھے - قلندروں کی طرح تجرد میں زندگی گزاری - کسی مخلوق کی طرف احتیاج لیکر نہیں گئے - اپنے گوشہ سے بہت کم کہیں جانے کا اتفاق ہوا - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ میں راقم اُجین کو گیا تھا - تو آپنے کہلا بھیجا - کہ مجکو پیری جنبش سے باز رکھتی ہے - لیکن شوق اور آرزو دل سے جوش مار رہے ہیں - از راہ ترحم اگر آپ چند قدم چل کر فقیر کے حجرہ میں آویں - اور آرزو کا شعلہ فرد کریں تو نامناسب نہیں ہے - کہیں ایسا نہ ہو کہ اخروی سفر پیش آکر گرانی - آزادی کو اذیت پہونچا دے - میں حسب اشارہ ملازمت میں حاضر ہوا - تو بے انتہا شگفتگی اور خوشی دونوں طرف پیدا ہوئی - رخصت

کے وقت فرمایا - یہ درویش کی آخرین ملاقات ہے - چند روز بعد آپ کی رحلت کی خبر سننے مین آگئی -
خوابگاہ روضہ مغیثیہ قدس سرہما - مصرع باد جانش روشن از انوارِ عشق ؎

یاد شیخ کمال محمد عباسی

آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی - شیخ وجیہ الدین احمد علوی احمد آبادی کے شاگرد - اور نیز خلیفہ ہین - عالم - عارف - عابد - حافظ - اور محدث تھے - حدیث کی سند شیخ عبد الملک بنبانی سے حاصل کی تھی - ہجری سنہ نوسو بیاسی مین وطن سے خاندیس کے راستہ اُجین مالوہ مین آئے تھے - یہین گھر تجویز کرلیا - اور شیخ اولیا کا پوی کی لڑکی سے کدخدا ہوئے - فتوی نویسی کا منصب ملا - کامل تیس سال اس مقام پر شرعی اور حکمی علوم کا درس دیا - اور مفتی بہ روایات پر فتوے لکھے - بیکاری کبھی آپ کے گرد پہٹک ہی نہین سکتی تھی - کیونکہ رات اور دن کی تقسیم آپنے اس طرح پر کر رکھی تھی - رات کا ایک ثلث حصہ باقی رہتا تھا - کہ اُٹھکر غسل کرتے تھے اور نماز تہجد کے اندر کبھی چھہ اور کبھی سات پارہ قرآن پڑھتے تھے - یہان تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہوجاتی تھی - پھر دعاؤن اور ذکر جہر سے فارغ ہوکر نماز صبح ادا کرتے تھے - پھر وقت اشراق تک تلاوت کرتے رہتے تھے - نفل اشراق پڑھنے کے بعد زوال تک برابر درس دیتے رہتے تھے - پھر اہل سبق کے ساتھہ کھانا کھاتے تھے - پھر ایک گھڑی کے انداز سے قیلولہ کرکے نماز ظہر کے واسطے اُٹھہ بیٹھتے تھے - نماز ظہر کے بعد نماز عصر تک لوگون کی مشکلات - فتوی نویسی سے حل کیا کرتے تھے - پھر شام کے بعد درویش دوستون کے ساتھہ راز تصوف اور تحقیق کی باتین کرتے رہتے تھے - نماز عشا پڑھکر اندر گھر مین چلے جاتے تھے - شب کے اولین ثلث تک آیندہ روز کے سبقون کے مطالعہ مین مشغول اور منہمک رہتے تھے - اور شب کے درمیانی ثلث مین سے کچھہ حصہ تو خانہ نشینون کے ساتھہ - اور کچھہ حصہ سونے مین صرف کرتے تھے - گیارہ سال کے آغاز سے چوّن سال تک اسی طریقہ پر زمانہ گزرا - ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین ایک خط فقیر غوثی حسن کے نام اس مضمون کا بھیجا تھا - کہ بنیاد عمر نہایت ناپایدار ہے - اعتماد کے لائق نہین ہے - شوق اس بات کو چاہتا تھا کہ دوستان ہندو کے دیدار کے واسطے مین وہان آؤن - لیکن موانع مانع ہوئے - اگر منڈو والون کو کوئی عذر مانع نہ ہو - تو سیر اُجین کرنی چاہئیے - تاکہ باہم ایک دوسرے کا دیدار غنیمت سمجھکر تھوڑی دیر مل بیٹھین - مین حسب التحریر آپ کی ملازمت مین گیا - چند روز حقائق کی عید - اور معارف کا نوروز

رہا - بالآخر اسی سال کی دسوین شعبان کو دو شنبہ کی شب مین ہر شب کے معمول کے موافق جس قدر طاقت مین گنجائش ملی - معینہ معتادین مشغول رہے - راقم بھی اُس وقت حاضر تھا - دو کلمون پر وصیت تمام کی اور شب کے اخیر حصہ مین ناسوتی مجلس سے مُنہ پھیر کر ملاء اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے - خوابگاہ اُسی دالان مین اختیار کی جس مین درس دیا کرتے تھے - مصرع یقین میدان کمال از ملک عارفت -

یاد شیخ تاج العاشقین پور عبد اللہ سندہی

آپ کا نام محمد ہے - زادبوم برہانپور - اور شیخ لشکر محمد عارف کے خلیفہ ہین قدس سرہم حُسن آواز پر - اور حُسن سیرت پر شیدا رہتے تھے - ہجری سنہ ایک ہزار ایک کے آغاز سے چار سال تک راقم گلزار آپ کی - اور مسیح زمان کی ہمسائگی سے سعادت حاصل کرتا رہا - اس درمیان مین بارہا فرمایا کرتے تھے مین ایام طفلی مین مسیح زمان کا ہم مکتب - اور آغاز ہوش مین علوم عربی زبان کی تحصیل کے اندر اُن کا شریک تھا چین شباب مین ایک آنکھہ کی مردم فریب نگاہ نے میرا قدم راستہ سے ڈگا دیا - اور مسیح زمان کی ثابت قدمی گوناگون علوم کے دروازون کی کنجی ہوئی - بالآخر عقلی علوم مین حکیم عثمان بوبکانی کی شاگردی - اور نقلی اصطلاحات مین شیخ طاہر یوسف سندہی کی شاگردی کی - اور شرح منازل السائرین - نقد نصوص - شرح گلشن راز - اور کسی قدر شرح مواقف مسیح زمان کے درس مین بھی نکالین - ایک حسین منظر کے حُسن پر عاشق تھا - کہ اِس درمیان مین چلہ نشین ہو گیا - اور نفس نافرجام کی لڑائی کے واسطے کوشش کے لئے کمر باندہی - ایک رات خواب کے اندر حقیقی معشوق کو مجازی محبوب کی صورت مین دیکھا -

جس سال مین عرش آستانی اکبر شاہ نے اپنے خاص نزول سے صوبہ خاندیس کو مزین فرمایا تھا اُس وقت مین دیرینہ حاکم خاندیس کی دوستی کی تہمت لگا کر آپ قید مین بھیج دئے گئے تھے - پھر چند روز بعد دوستون کی صائب تدبیر کی بدولت اِس تیرگی سے نجات ملی - اِس کے بعد دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوئے - قلیج خان نامی سردار - شاہنشاہ کے امرائے اعظم مین سے تھا - اور عقلی و نقلی علوم سے آراستہ تھا - یہ سردار تعظیم و توقیر کے ساتھہ پیش آیا - اور آپ کی خدمت کا بار ازراہ ہمت اپنے ذمہ لیا - ہجری سنہ ایک ہزار گیارہ مین خان کا کوچ لاہور کو ہوا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین غرہ جمادی الاول کو آپ پنجاب مین پیکر پرست راجپوتون کی لڑائی کے اندر شہید ہو گئے -

مصرع شہید و عاشق و درویش و دانا رفت از دنیا -

یاد شیخ ابوسعید پور شیخ جگن کھندوتی

آپ کی رسمی علوم کی تحصیل کمال کو پہونچی ہوئی تھی - ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین عالم ناسوت کو رخصت کیا - ملا کلامی کالپی کے فصیح شاعرون مین سے ہین انہون نے آپ کے واپسین سفر کا سال مصرع - فریاد ز بوسعید ثانی سے نکالا - اور کہا - ابوسعید جو صحابہ کبار مین سے ہین رضی اللہ عنہ ان کی نسل سے آپ کے ہونے نے لفظ ثانی کو معنیً بھی برابر کر دیا ہے - خوابگاہ کالپی اپنے پدر بزرگوار کے مرقد کے پائین مین اختیار کی رحمہما اللہ تعالیٰ -

یاد شیخ کبیر برہنہ مالوی دیپالپوری

آپ کے باپ درزی - اور پیکر پرست تھے - آپ مان کے پیٹ سے ہی مجذوب پیدا ہوئے تھے خرد سالی مین یتیم ہو گئے مان پرورش کے زمانہ مین تنگ رکھتی تہی - اسواسطے قصبہ دیپالپور کے قاضی شیخ عبد القادر نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر کبیر نام رکھا - کم و بیش پچیس سال اپنی زاد بوم مین رہے - پھر ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین یہان سے چل کر دولت آباد مین جا رہے - جو دیپالپور سے چار کوس دور ہے - لوگ آپ کی خرق عادات بہت کچھ بیان کرتے ہین - راقم نے بھی بارہا آپ کا دیدار دیکھا ہے - اس مین شک نہین - آپ کی بیخودی مین آثار انبساط پا کر بہرہ یاب ہوا ہے - لیکن کوئی حرف یا کوئی حرکت ایسی ظاہر نہین ہوئی - جو آپ کی خرق عادت پر محمول کیجا سکتی - یا راقم کے ہی علم مین نہ آئی ہو - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین دنیا سے گزر گئے - مصرع وسے پوشیدہ در تحت قبا بست -

یاد شیخ مرتضیٰ

آپ سید محی الدین ابن سید یحیٰی گجراتی کے فرزند ہین - زاد بوم برودرہ (بڑودہ) جو ایک بڑا شہر ہے احمد آباد اور بھروچ کے درمیان مین - آپ والا ہمت - نیک نیت - درست عقیدہ - شگفتہ دل تجرید دوست اور پیر پرست تھے - آپ کے پیر بیعت سید کالے شطاری برودرہ والے تھے - جو غوث الاولیاء کے خلفاء کرام مین سے ہین -

القصہ آپ نے حقیقی رہنما کی جست و جو مین وطن سے سفر اختیار کیا - اور دوران سفر مین گزر برہان پور پر بھی ہوا - تقدیر مین لکھا تھا - جس کے بموجب شیخ شکر محمد عارف کی ملازمت سے فیض

حاصل کیا۔ شیخ شکر محمد عارف کی رحلت کے بعد سادات کی تلقین مسیح القلوب کے ہاتھ مین آئی۔
مولیٰ کے عشق مین بے انتہا آرام پاتے تھے۔ اور نیز حقیقۃً فریفتگی تھی۔ چند چلے کئے۔ اور خلوت مین
بھی بیٹھے۔ اِس آرزو مین کہ کیا چھوٹے اور کیا بڑے جملہ سادات کو ایزدی محبت نصیب ہو۔ چونکہ فنا فی الشیخ
کے مقام مین کمال استغراق تھا۔ اسواسطے آپ نے پیغمبر آخرالزمان علیہ السلام کو اپنے مرشد کے حلیہ
مین عالم خواب کے اندر مشاہدہ کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار دو مین عنصری عالم سے ملکوت آباد کو کوچ
فرما گئے۔ خوابگاہ برہان پور مین شیخ بہکاری قدس سرہ کے حظیرہ کے روبرو اختیار کی۔ ملا یونس
سلہی کہتے ہین پچھلے لوگون مین تو سلطان ابراہیم ادہم نے دائرہ ترک مین قدم رکھا تھا۔ اور اس
زمانہ مین سید یحییٰ بردہ والہ بیخودی کا راستہ چلے ہین۔ مصرع خسرو ملک بے نیازی بود۔

یاد شیخ نصیر خان

آپ قریش خان کے بیٹے۔ اور میان جمبوجی کے داماد ہین۔ آپ کے آباد اجداد۔ سپہداری وضع کے
اندر پرگنہ گجرات مین رہتے تھے۔ جس سال مین فرمان روائے اقلیم اکبرشاہ۔ گجرات فتح کرنے مین کامیاب
ہوا۔ اُسی سال آپ خاندیس کی طرف چلے گئے۔ اور آہستگی کے ساتھ ترک اور تجرید مین کمال پیدا کرکے
توکل اختیار کیا۔ یہان تک ہوا۔ کہ کسی کام کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔ اور کسی سبب پر دل نہاد نہین
ہوتے تھے۔ نیستی اور گرسنگی کے ذریعہ سے دل کے اندر فروغ بڑہاتے تھے۔ آرزو اور حرص کا دروازہ
آشنا اور بیگانہ دونون کے لئے مقفل رکھتے تھے۔ بہت کچھ بھاگ دوڑ کے بعد خوش قسمتی نے میان
جمبوجی کی ملازمت کی طرف آپ کی رہنمائی کی تھی۔ احیاء العلوم کے مطالعہ پر عاشق تھے۔ اور اسی پیمانہ پر
اپنے اندرونی اعتقاد اور بیرونی اعمال کو جانچ لیا کرتے تھے ایک روز آپنے مسیح زمان کی خدمت مین عرض کیا
دنیا کا ترک کرنا۔ حقیقت فہمی کی روسے نہین ہے۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ مین گجرات مقام پر
مغلون مین پھنس گیا تھا۔ تو سپاہیانہ وضع ترک کرکے رہائی پائی تھی۔ اب درویشی کا سبب اُس نذر کا ایفا
ہے۔ جس روز آپنے اُخروی سفر اختیار کیا ہے اُس روز خداوند ہر دو عالم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی
کے بھائی کے بیٹے شیخ محمد بہاء الدین فرماتے تھے۔ آج کے روز شیخ علی متقی دنیا سے جمال تقویٰ گور
مین اپنے ساتھ لے گئے۔

مصرع گور او پرنور تقویٰ باد تا روز جزا

یاد شیخ عبد اللطیف پور ملک شاہ گوری

معرفت۔ حقیقت۔ صفا۔ اور صلاح ان جملہ صفات کے آپ مالک تھے۔ آپ کے حالات مصلح الناس حافظ صالح محمد نے بہت کچھ بیان فرمائے تھے۔ ان میں سے کسی قدر حالات جو یاد ہیں وہ یہ ہیں۔ آپ کی زاد بوم نہروالا ہے۔ ہنوز آپ کا زمانہ ہوش نہیں آیا تھا۔ کہ پدر بزرگوار کوچ فرما گئے۔ چند روز بعد خدا طلبی کی شورش آپ کے سر میں پیدا ہوئی۔ اور اسی اثنا میں شیخ صدر الدین محمد شمس ذاکر جاپانیری کی ہدایت کا شہرہ سننے میں آیا۔ لہذا قلعہ جاپانیر میں آکر خواہان ہدایت ہوئے۔ شیخ صدر الدین کی ملازمت سے درویشی اور صفا کا طریقہ حاصل کیا۔ اور ریاضت کے ذریعہ سے نفس کی گوشمالی کر کے۔ مرتبہ کمال کو پہونچے۔ ہجری سنہ نوسو ستر میں اجازت ملی۔ کہ حضرت غوث الرحمن کے مقدس روضہ کی آستانہ بوسی کے واسطے آپ گوالیار کو جادیں۔ اثنائے راہ میں جب نارنول پہونچے۔ تو شیخ نظام ابن شیخ عبد الکریم نارنولی کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ جب بیان ماجرا ہوا۔ توسفر کا مقصد بھی دریافت کیا گیا۔ جواب دیا۔ حضرت غوث الرحمن کے مرقد مبارک کی زیارت کا شوق سر میں بھرا ہوا ہے۔ بہ تقریب پاکر صاحب مکان نے کسی قدر اپنی کیفیت بیان کی جو آغاز سیر و سلوک میں پیش آئی تھی۔ اس ضمن میں تقریر شروع کی کہ "فقیر نظام چند مدت تک غوثیہ خانقاہ میں کلبہ نشین رہا تھا۔ حضرت غوث الرحمن کی عنایت سے بجسب ظاہر و باطن بہت کچھ فیض پایا۔ اور آپ کے بار احسان کے نیچے میری گردن ہمیشہ دبی رہے گی"۔

القصہ شیخ نظام سے رخصت ہو کر دہلی میں پہونچے۔ اس شہر ولایت کے مشائخ کی ملاقات اور مقابر کی زیارات کو قدس اللہ اسرارہم اپنے حسن نیت کی علامت سمجھکر غنیمت جانا۔ پھر دہلی سے دار الخلافہ آگرہ میں آئے۔ یہاں پر حضرت غوث الرحمن کے صاحبزادہ شیخ ضیاء اللہ تشریف رکھتے تھے۔ ان کی مشکل کشا خدمت کے فیض سے بہت کچھ شرف اور سعادت کا حصہ لیا۔ جب مخدوم زادہ کی اجازت لیکر گوالیار میں پہونچے۔ تو اپنے گرد آلودہ رخسارہ روضۂ پاک کے آستانہ کی خاک پر رگڑ کر اس میں آفتاب کی سی روشنی پیدا کی۔ اور حظیرہ کے گرد گرد رہنے والوں کی مصاحبت سے کامیاب ہو کر مقام سنیچر امین ذکر اور فکر کے ساتھ متواتر دو چلے کھینچے۔ سنیچر پہاڑ کے دامن میں ایک

غار ہے - گوالیار کی عمارتون سے سات کوس دور - اور حضرت غوث الرحمن بھی ابتدائے سلوک
مین اُسی جگہہ چلہ نشین ہوئے تھے - اُس مقام پر چند حجرہ - چبچہ - نہر - حوض - اور سایہ دار
درخت ہین - جب چلہ سے فراغت ہوئی تو باحقیقت سجادہ نشین شیخ عبداللہ پسر غوث الاولیا
کی ملازمت سے اور نیز دیگر باعظمت مخدوم زادون اور خلفا کی خدمت سے واپسی کی اجازت لی -
آپ کی ہمت کا منتہا یہ تھا - کہ مرشد کی قدم بوسی حاصل کی جاوے - چنانچہ جانپانیر مین پہونچکر کامیاب
ہوئے - جب شہر جانپانیر ویران ہونا شروع ہوا - تو آپ شہر بردورہ (بڑودہ) مین چلے گئے - یہان پر
صاحب مکان اور کدخدا ہوئے - ایک دفعہ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی مین مالوہ کے راستہ سے
گوالیار کی طرف کا احرام باندھا تھا - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو آپ کے قدمون سے راقم
کے مہمانخانہ کو بھی شرف صفا حاصل ہوا تھا - اِس کے بعد بقیۃ العمر اپنے حجرہ سے سیر و سفر کا عزم
آپ کی خاطر مین کبھی آیا ہی نہین - اور توکل و تسلیم مین خوش رہکر کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گذاری
کی - مگر مسیح الاولیا کے دیدار کا شوق آپ کو ایک دفعہ برہانپور کی طرف دامن کشان لے گیا تھا - اور
حُسن اتفاق تھا - کہ اُن ایام مین فقیر بھی اُسی جگہہ موجود تھا - چند روز دوستانہ گفت و شنید کرکے -
اپنے وطن کو لوٹ آئے - یہ آپ کا محققانہ کلام ہے - فرماتے تھے - سلوک کے جنگل مین سفر
کرنے والون کو مرشد کی جستجو مین بھاگ دوڑ کرنا سیر الی اللہ کی منزلین طے کرنے مین داخل
ہے - اور مرشد کامل کا مل جانا سیر مذکور کا واسطہ ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سات مین جسمانی تنگ
کوچہ سے روحانی وسعت آباد کو روانہ ہوئے خوابگاہ بردورہ (بڑودہ) مصرع

سالکِ مالکِ طریقت بود

یاد شیخ پیر محمد

آپ عبدالحکیم ابن شیخ جلال محمد قادری برہانپوری کے بیٹے ہین - فضیلت و دانش مندی
اور صلاح و پرہیزگاری کے چشمہ تھے - شیخ یوسف مفتی بنگالی - استاد شیخ وجیہ الدین احمد
علوی احمدآبادی کے تمام شاگردون مین مقدم اور پیش رو تھے - اِن کے درس مین آپ نے التزام
کرکے رسمی علوم تحصیل کئے تھے - جب تحصیل تمام ہوگئی - تب سے لیکر واپسین نفس تک سلسلہ
درس کا - اس روش کے ساتھہ جاری رکھا - کہ نماز صبح سے فارغ ہونے کے بعد شام تک طالبان

کے درس دینے مین مشغول رہتے تھے - آپ کے مدرسہ مین کبھی تعطیل نہین ہوتی تھی - بہت سے لوگ آپ کی خدمت سے عالم ہوئے - ایک روز والی ملک خاندیس نے آپ کو بے انتہا تعظیم کے ساتھ اپنی مجلس مین تشریف آوری کی تکلیف دیکر - یہ بات درمیان مین لایا - کہ بادشاہی خواہش یہ ہے آپ جیسے لوگ ملازم حضور ہون - آپنے جواب دیا - مین ایسے گروہ کی خدمت سے جو علم کا حاجتمند ہے - اپنی اوقات مین فرصت نہین پاتا ہون - جس سے فرصت کے وقت پیشگاہ خداوندی مین اپنے تئین پہونچا سکون - لہذا جس طریق سے تمام عمر گذری ہے - اسی طریق سے اگر مجکو بحکم آزادی رہے - تو مراحم خسروی سے بعید نہین ہے - پہر فرمایا - ہم ہر روز آپ کو بلانا نہین چاہتے ہین - نہ فقرا کے افادہ سے باز رکہتے ہین - لیکن یہ ضرور ہے - کہ جب کبھی موقع سے طلب کی نوبت پہونچے - تو حاضر ہونا چاہیئے آپ نے اس فرمانے کا جواب خاموشی مین دیکر گفت وگو کا سلسلہ ختم کیا مسیح القلوب کہتے ہین - کہ آپ دوسری بار - والی ملک کے دولت خانہ پر نہین گئے - اور میرے پاس آکر ظاہر کیا - اس شرم سے کہ مین بادشاہون کے دربار مین ہو آیا ہون - دینی دوستون کے روبرو نہین ہو سکتا ہون - کہتے ہین - بہت مدت نہین گزری تھی - کہ والی ملک اور نیز آپ دونون فانی جہان سے - جاودانی سرائے کو چلے گئے

ارباب عبرت وقیاس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے - کہ سعید دولت مندون کو - اگر خلوت آشنا درویشون کی صحبت کی آرزو پیدا ہو - تو اجازت مانگ کر خود اُن کے گھر جانا چاہیئے - اپنے گھر قدم رنجہ فرمانے کی اُن کو تکلیف نہین دینا چاہیئے - نعم الامیر علی باب الفقیر ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین دنیا سے چلے گئے - خوابگاہ برہان پور -

یاد شیخ عبداللہ ابن شیخ وجیہ الدین احمد آبادی

آپ کی ذات مین تمام عقلی ونقلی علوم جمع تھے - کسبی اور کشفی دقیقے آپ سے حل ہو جایا کرتے تھے - ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کے حقائق کا جلوہ آپ کے اوپر ہوتا تہا - عالم صوری اور عالم معنوی کی معرفت حاصل تھی - اور نیز اپنے پدر بزرگوار کے ظاہری کمالات اور باطنی خزانون کے وارث تھے - کم وبیش دو قرن آپ کے والد ماجد کے درس کا زمانہ ہے - اس مدت مین ایک گھڑی بھی خدمت اور حضور سے جدا نہین ہوئے - ہمیشہ باپ کی کام بخش دانش وبینش سے فائدہ اٹھایا

اور ہر دو جہان کی فلاح اور معرفت حاصل کی۔ کہتے ہین۔ جب امکان کی عاریتی چادر اوتار پھینکنے کا
وقت وجیہ الملۃ کا نزدیک آپہونچا۔ تو اُنھون نے خرقہ خلافت اور فرمان اجازت آپ کو عنایت
فرماکر ظاہرًا اور معنیً اپنا جانشین کیا۔ جب آپ مسند پر جلوس فرما ہوئے۔ تو عنصری پیکر کو یہان تک
گھلایا۔ اور روحانی لطیفہ کی پرورش اس حد تک پہونچائی۔ کہ آپ کے قوت یومیہ کے واسطے صرف
شربت کا ایک پیالہ۔ اور سحری کی ایک ڈلی کفایت کرتی تھی۔ سبحان العمدان دونون بزرگون
مین عجب یکتائی اور یگانگی تھی۔ کہ کوئی مقیم یا کوئی مسافر یہ معلوم نہین کرسکا کہ مقام دوسرے جانشین
کے سپرد ہوگیا ہے۔ وہی سابقہ روش جاری تھی۔ ایک شخص تاش بیگ نام۔ سعادت مند وجہانتیں
نواب کا میاب اعظم خان کے پرانے ملازمون مین سے ہے۔ اور وہ آج کل آپ کی خدمت کی برکت
سے سرداری کے درجہ کو پہونچ کر شہنشاہی منصب دارون مین داخل ہوگیا ہے۔ اُس کا بیان ہے
جس سال نواب نے اطراف سورت کی فتح کے واسطے لشکرکشی فرمائی تھی۔ تو وہان پر ایک عظیم
جنگ ہوئی۔ لشکرون کے مقابلہ مین مجھپر وقت تنگ ہوا۔ تو مینے درست اعتقاد اور صادق نیت
سے شیخ عبداللہ کی یاد اپنے دل مین کی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہنگامہ فرو ہونے کے وقت تک
آپ کی صورت شریف کو مین اپنے گرداگرد ہر وقت دیکھتا رہا۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ آپ کی نگہبانی کی
برکت سے مین میدان جنگ سے جہان سوجانین ایک جو کی برابر بھی حیثیت نہین رکھتی تھین سالم
اور غانم نکل آیا۔ اور مقابل لڑنے والے پر فتح پائی۔ روایت ہے۔ کہ صادق محمد خان کا ایک عمل دار تھا
وہ خیانت کی تہمت مین ماخوذ ہوا۔ اور قیدخانہ مین بھیج دیا گیا۔ اُس کا ایک بھائی تھا۔ جو ہمیشہ شیخ کی
خدمت مین آتا جاتا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی رہائی کے واسطے فاتحہ کی التماس کیا کرتا تھا۔ چونکہ تمام کامون
کا ہونا اپنی اوقات پر منحصر ہے۔ اسواسطے آپنے کوئی دعا نہین کی۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک
روز بے موسم کا ایک سیب شیخ کے ہاتھ مین تھا۔ وہ سیب شیخ نے قیدی کے بھائیون کو دیا۔ اور فرمایا۔ ملا دین
قیدی کے پاس پہونچادو۔ ہنوز اُس نجات بخش میوہ کی خوشبو قیدی کے دماغ مین نہین پہونچی تھی۔
کہ صادق محمد خان نے کمال نرمی اور مہربانی سے اُس کو یاد فرمایا۔ اور کہا یہ بیچارہ یونہی ناحق قیدخانہ
مین پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وقت بیڑیان پانون سے کاٹ کر حاضر کیا گیا۔ اور ایک عمدہ خدمت اُس کو
دی گئی۔ مصرع آفتاب معرفت یک لمعۂ رخسار اوست ؎

یادِ شیخ منور

آپ عبد المجید ابن عبد الشکور ابن حاجی سلیمان - ابن اسرائیل کے بیٹے ہین - اپنے جد بزرگوار کے مرید تھے - صورت اور سیرت مین دل فریبی - اور بیان مین اور نظر مین دلربائی بہت کچھ تھی - اکثر علمائے زمانہ کے جلسہ مین اپنی حسن تقریر سے امر مناظرہ کو تردد کے الجھاؤ سے نکال کر تحقیق کے درجہ کو پہونچا دیتے تھے - جب میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور دکن سے حوش آستانی اکبر شاہ کے فرمان کے بموجب دار السلطنۃ آگرہ مین آئے - تو ایک روز شیخ منور سے بھی عقل و دانش کی باتین ہوئین - بہت سی پرانی لاینحل باتین آپ کی موشگافی سے راہ راست پر آگئین - شیرازی عالم نے آپ کی تعریف مین فرمایا - سیر چند کرتے ہوئے ایک مدت گزر گئی - اس مدت مین آج شیراز کی مہک آرزومند دماغ مین پہونچی ہے - کہتے ہین - قبل اس کے - کہ فرمان روائے اقلیم کی ملازمت مین آپ داخل ہون - چوالیس سال برابر تمام کتب متداولہ کے درس کو اپنے جوہر بیان سے - آرائش بخشتے رہے - باوجودیکہ فتویٰ نگاری کا بڑا بھاری وزن آپ کی گردن پر تھا - لیکن درس کے واسطے جمعہ کے روز بھی تعطیل نہین کرتے تھے -

کہتے ہین - عزیز الحق شیخ عبد العزیز دہلوی کے بڑے بیٹے شیخ قطب عالم کو سیاحی کا بڑا شوق تھا - اور اس شوق نے ان کو قلندرانہ لباس پہنا کر سفر کے سلسلہ مین ڈال دیا تھا - جب شیخ قطب عالم لاہور مین آئے - تو ایک روز تماشائیون کے طور پر منوری درس گاہ مین بھی گزر ہوا - چونکہ علم کا مزہ چکھا ہوا تھا - آپ کی شیرین بیانی پر فریفتہ ہو گئے - قصہ کوتاہ - وہ ایک لحظہ کا عبور - دل دادگی کا سبب ہوا - اور تلویح اصول فقہ کا سبق شروع کر دیا - چند سال کے اندر ظاہری فیض و فضل کا سرمایہ بہت سا جمع کر لیا - اور کمال کے معیت مین اپنے وطن کو معاودت فرما کر آبائے کرام کے طریقہ کو رونق بخشی - اور سجادگی کا چراغ روشن کر کے روز افزون اس کی روشنی چمکائی -

شیخ منور کے بیٹے شیخ کبیر کہتے ہین - شمس الدین علی گیلانی کو اکبر شاہی عنایات سے حکیم الملکی کا خطاب تھا - مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کی طرف اپنی شاگردی کی نسبت کرتے تھے - ایک روز موقع آگیا - تو حضور شاہنشاہی مین عرض کیا کہ تفسیر بیضاوی پر - اور نیز دیگر متسیانہ کتب پر - شاہ آبادی استاد کے لاینحل اعتراضات ہین - اکثر علمائے زمانہ نے حل اعتراضات کے میدان مین جواب کی

ڈہال، ورتلوار - کمر سے کہول کر رکہہ دی ہے - اِس طرح سے شاہ آبادی اُستاد سب پر غالب آئے ہین - خلاصہ کلام
یہ ہے - کہ شاہنشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا - کہ علما کا جلسہ فراہم کر کے اس تقریر کو درست اور صاف کرنا چاہیے
چنانچہ عقلون کے امتحان کا جلسہ قایم کیا گیا - گیلانی نے کہا - اِذِ ابْتَلَىٰٓ اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ
اس آیۃ کی تفسیر پر اعتراض ہے - شیخ منور نے معترض سے اعتراض کی صورت دریافت کی - اور
اثناے بیان مین جواب دیا - کہ ضمیر کے راجع اور مرجع کے متعین کرنے مین تساہل ہوا ہے - اگر ایسا
کہا جاوے گا - تو اعتراض پیدا نہین ہوگا - اور مراد مین بہی خلل واقع نہ ہوگا - حکیم الملک نے نامنصفانہ
جانب داری کی - اور تقریب پر نظر کر کے ایسی گفت وگو کی جو حد ادب سے متجاوز تہی - شیخ منور نے
شہنشاہ سے بذریعہ قرعہ حکم کے واسطے التماس کیا - قرعہ قاضی صدر الدین لاہوری کے نام سے
نکلا - قاضی نے بیضاوی کی عبارت - اعتراض - اور جواب - اِن تمام باتون کو منصفانہ نظر سے
دیکہکر فرمایا - آج کے روز اگر قاضی ناصر الدین بیضاوی موجود ہوتے - تو شیخ منور کی دوربین طبیعت
کی داد دیتے - یہ معما کی مثل نمایش کی بات بدون تعین اسم کے اس واسطے لکہی گئی ہے - تاکہ
فنون اور علوم کے اندر شیخ منور کی دقیقہ شناسی اور سخن آفرینی ظاہر ہو جاوے - کہ مجلس علم کی
ہم نشینون کے مقابلہ مین کس درجہ پر تہی -

ہجری سنہ نوسو پچاسی مین آپ کو صدارت صوبہ مالوہ کا عالی قدر منصب عطا ہوا - علماء
ارباب ریاضت - اور عاشق مزاجون کے ساتھہ اس عمدگی سے پیش آے - کہ تمام لوگ اوقات
اجابت مین - آپ کے لئے دعاے خیر کے واسطے آسمان کے سامنے ہاتھہ پہیلاتے تہے - اور
چند سال تک سارنگ پور مالوہ مین قیام فرما کر اِس صوبہ کی طالبان علم کو فیض پہونچایا - ہجری سنہ نوسو پچانوین
مین عضد الدولہ علامہ عصر میر فتح اللہ شیرازی کو جو صاحب دانش ملا میرزا جان کے ہمدرس - اور
میر غیاث الدین منصور کے بالواسطہ شاگرد مشہور تہے - صوبہ مالوہ کا منصب صدارت ملا - جب
میر فتح اللہ سارنگ پور مین پہونچے - تو شیخ منور نے مقدمہ طوالع کی شرح علامہ کے سامنے پیش کی
جس کو خود عقیم اور منتج اشکال کے مطالب مین لکہا ہے - اور جس کو وہ اپنی سخن آفرین طبیعت کا
نتیجہ فکر سمجہتے ہین - دوسرے روز علامہ نے فرمایا - مینے اِس باب مین چند باتون کا مسودہ کیا ہے
جن سے جواب پر اعتراضات واقع ہوتے ہین - کسی شخص کو میرے ہمراہ کر دیجئے - مین اُن کو

صاف کرکے - اُس شخص کے ہاتھ خدمت مین بھیج دونگا - شیخ کا بھیجا ہوا شخص - دو تین منزل گیا - اور بے جواب واپس آیا -

تحصیل علوم مین آپ کے پاس سندعالی تھی - آپ کے خالو شیخ سعد اللہ - اپنے وقت کے عالم اور خداشناس تھے - آپ اُنہین کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کے حالات کسی قدر اس گلزار مین تحریر ہو چکے ہین - دیگر یہ ہین کہ شیخ سعد اللہ نے تحصیل علم کا آغاز ہی کیا تھا - کہ اپنے پدر بزرگوار شیخ ابراہیم جامع کی شاگردی مین داخل ہوئے - پھر جب پدر بزرگوار کو اُخروی سفر پیش آیا - تو بقیہ تحصیل دارالسلطنۃ لاہور مین آکر مولانا عبدالرحمن ملتانی کے درس مین تمام کی جن کو ثانی امام اعظم کہتے ہین مولانا عبدالرحمن - اپنے والد ماجد شیخ عزیز اللہ کے شاگرد ہین - اور شیخ عزیز اللہ نے باتفاق شیخ ابراہیم جامع - جامع کے پدر بزرگوار مولانا فتح اللہ کی خدمت سے تحصیل علوم کی تھی -

شیخ جمالی کنبوہ نے سیر العارفین مین مولانا فتح اللہ کی بہت کچھ تعریف لکھکر تحریر کیا ہے - کہ مینے مولانا کو - اور مولانا کے بیٹے جامع کو دیکھا ہے - اور اُن کے درس کے جلسہ مین آمد و رفت رکھی ہے - اُس زمانہ کے تمام فضلا مولانا کے ساتھ مستفیدانہ تحصیل علم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے اور مولانا فتح اللہ - مولانا سناء الدین شیرازی کے شاگردون مین سرگروہ تھے - مولانا سناء الدین - میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہین - شیخ سعد اللہ کی تحقیقات یہ ہے - کہ مولانا فتح اللہ نے دہلی مین بھی مولانا موسیٰ جبری - سے بہت سے علوم اور فنون حاصل کئے - اور اُنہین کی اجازت سے درس کی مسند کو اپنے جلوس سے آرایش بخشی تھی - مولانا موسیٰ جبری - علامہ تفتازانی کے بزرگ شاگردون مین سے ہین -

مصنفات منوری کی تفصیل یہ ہے - (۱) شرح طوالع (۲) شرح بدیع البیان مسمی بحدائق البیان (۳) رسالہ موسوم بحق صریح - یہ رسالہ سب کنندگان رسول علیہ السلام کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارہ مین ہے - العیاذ باللہ اور رسالہ مذکور - رسالہ مخدوم الملک مولانا عبد اللہ لاہوری کی رد مین لکھا گیا ہے - جس مین مذکورہ بالا سیاہ باطن جماعت کی توبہ کا قبول ہونا ثابت کیا گیا ہے (۴) شرح قصیدہ بردہ - (۵) تفسیر درر النظیم فی ترتیب آلاے والسور الکریم (۶) تعریب بحر المواج تفسیر قاضی شہاب الدین - پانچ برس گوالیار کے قلعہ مین آپ قید رہے تھے - اِس مدت مین ان اعلیٰ

تفسیرون کا مسودہ کر لیا تھا - چاہتے تھے کہ نظرثانی سے تصحیح کر کے صاف کر لیا جاوے - مگر اس درمیان
مین فرمان روائے زمانہ کا دل آپ پر سخت نامہربان ہوا - اور آپ کی تمام کتابین جو کم و بیش ڈیڑھ ہزار
جلدین تھین - ورق ورق کر کے - بادشاہی کتب خانہ مین لی گئین - آپ کی تمام تصنیفات اِس
اس درمیان مین دریائے نیستی کا لقمہ بن گئین - مگر ایک کتاب دررالنظیم بچ گئی - جو قید خانہ
مین مصنف کے پاس رہ گئی تھی -

القصہ - اُسی سلطانی قہر کے جوش مین حکم صادر ہوا - چنانچہ آپ کو قلعہ گوالیار سے دارالخلافہ
آگرہ مین لے گئے - جو چند روز زندگی کے باقی رہے تھے - نہایت تنگی اور تاریکی مین آپ نے بسر کر کے
تاریخ بارھوین ذی قعدہ ہجری سنہ ایکہزار گیارہ مین کون و فساد کے جہان کو رخصت کیا - غربا اور فقرا کے
مزعون مین خاک کے اندر سپرد کر دئے گئے - مگر آخر کار ماہ محرم ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین آپ کے
فرزندان کرام ایک مناسب تدبیر سے آپ کی نعش خاک آگرہ سے نکال کر دارالاسلام لاہور مین لائے
اور اپنے آبا و اجداد کے روضہ مین دفن کیا مصرع ع رنج خمار بادۂ دانش چنین بود ؎

یاد شیخ داؤد جلاج

آپ کا وطن عماد پور ہے - جو احمد آباد گجرات کا ایک کوچہ ہے - آپ کے چھوٹے بھائی شیخ خلیل کا
بیان ہے - کہ پیشہ وری چھوڑنے کا اولین باعث یہ ہوا - کہ ایک روز آپ کے ساتھ دوسرے ہم عمر اطفال
ایک گلی مین کھیل رہے تھے - اُس گلی مین شیخ بدہن گودڑیہ کا گزر ہوا - آواز دی - کہ جس کسی کے پاس کچھ
ہو - اس گدا کو دو - تمام لڑکے بھاگ گئے - آپ نے دلیری کر کے ایک تانبے کا پیسا ہاتھہ پر رکھکر نہایت
ادب کے ساتھہ پیش کیا - شیخ بدہن نے وہ پیسہ لے لیا - اور اپنے منہ کا لعاب اُس نوجوان کے منہ مین
ڈالا - بس اسی مین پہونچ گیا - جو کچھہ نصیب مین تھا - اُس وقت سے خداطلبی کی چنگاری دل کے صفحہ مین
جا پڑی - دنیاپرستی کی عادت اور خیال کو اُس کا اندھن بنایا - اور خداشناسی کی شورش دماغ مین پیدا
ہوئی - دنیاوی محبت کی رسم و عادت کو تھوڑا تھوڑا کم کر کے خداشناسی مین زیادہ کیا - یہان تک نوبت پہونچی
کہ اُس چنگاری مین شعلہ پیدا ہوا - اور شورش جنون سے جا ملی - جو ہندی اشعار عشق اور شیفتگی اور تجرید
و توحید کی یاد دلاتے تھے - اُن کے پڑھنے - سننے - اور کہنے کا ہمیشہ ولولہ تھا اِس سبب سے آپ کا
شرب خانہ کیا تھا - گویا سرود و سماع اور رقص و رقت کا معرکہ تھا - جب یہ شہرہ - فرمان روائے زمانہ

اکبر شاہ کے کان مین پہونچا۔ تو آپ کی ملاقات کی آرزو۔ روز بروز بڑہنے لگی۔ بیت۔

چو آید جلوہ حسن از رہ گوشش	زجان آرام بر باید ز دل ہوشش

ایک روز بادشاہ نے فرمایا۔ کون سے ایسے طریقہ سے مین آپ کو طلب کرون۔ جو آپ کا دل
آزار نہ مانے۔ ایک مزاج شناس کارپرداز نے عرض کیا۔ شاہنشاہی اقبال سے یہ مہم اس خوبصورتی
سے سر کی جاسکتی ہے۔ کہ ہر وقت شگفتگی۔ آپ کی خاطر کے آس پاس ہی بنی رہے گی۔ فوراً حکم
ہوا۔ کہ بہت جلد اپنے تئین آپ کی خدمت مین پہونچا کر قول کو فعل کے سانچہ مین ڈہال دکہاؤ۔ جب
بہیجے ہوئے شخص نے آپ کے دیدار سے اپنی آنکھون کو منور کیا۔ تو دو روز تک ہمت سے آپ
کے مزاج اور طبیعت کی جاسوسی کا کام لیکر آپ کی ہم زبانی کا طریقہ پہچانا۔ تیسرے روز آپ سے کہا۔ خدا
تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس ملک سے چل کر راہ آگرہ۔ اختیار کرو۔ آپ بے تامل سیر و تماشا سمجھکر روانہ
ہوئے۔ چند روز بعد دار الخلافہ مین آپہونچے۔ جب درویش کی تشریف آوری کی خبر۔ بادشاہ کے
حضور مین ہوئی۔ تو بادشاہ نے شیخ ابو الفضل مبارک کو فرمایا۔ کہ آنے والے کی خدمت مین حاضر ہو۔
اگر تمہاری رائے ہوگی تو مین خود حاضر ہوکر ملاقات کرون گا۔ ورنہ درویش کو اپنے ہمراہ نہایت عزت
و حرمت کے ساتھ۔ شاہنشاہی حضور مین لے آؤ۔ جب شیخ ابو الفضل درویش کی خدمت مین حاضر
ہوئے۔ تو معرفت اور حقیقت کی باتین بہت کچھ ہوئین شیخ ابو الفضل نے دریافت کیا۔ آپ نے
خدا کو کیسے پہچانا۔ جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات۔ شناخت کے درجہ سے ارفع اور اعلیٰ
ہے۔ عرفان کا ہاتھ صرف مبادی صفات کے دامن تک پہونچ سکتا ہے۔ متاثر جس اثر کا ظہور۔
موثر کی طرف سے اپنے مین نہین پاتا ہے۔ اُسی کے مناسب کوئی اسم۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جلت
عن الادراک کے واسطے قرار دیتا ہے۔ اور اُسی اسم کے ساتھ دعوت اور عبادت کرتا ہے
لیکن جس جگہہ اُس کی ہویّت ہی ہویّت ہے۔ وہان پر اسم اور مسمّی دونون کا راستہ بند کر دیا گیا ہے
ابو الفضل۔ اس کو تم اس طرح سمجھو۔ شیرین میوون کو شکر کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ یہ بات یقینی
ہے۔ کہ حقیقت مین اُن میوون کی نہ ذات شکر ہے۔ اور نہ نام شکر ہے۔ شیخ ابو الفضل نے گزارش
کیا۔ سلطان کی خواہش یہ ہے۔ کہ مجکو سعادت ملازمت اسی جگہہ حاصل ہو۔ تو بہتر ہے جواب دیا
جس شخص نے عزم کر کے تین سو کوس قدم فرسائی کی ہوگی۔ وہ شخص دیگر چند قدم ہی دریغ نہ کریگا

اور اپنی جگہہ سے اُٹھکر شیخ کے ہمراہ شاہنشاہ کے حضور مین چلے آئے - جب بادشاہ نے آپ کو دیکھا - تو درویش دوستی اور محبت کے مراسم نہایت شوق سے بجالایا - اور فرمایا - کوئی بات کیجئے درویش نے جواب دیا - کوئی بات پوچھئے جس کا جواب دیا جاوے - پہر فرمایا جو گنج معرفت آپ کے پاس ہے - اس مین سے کچھہ ہم کو بھی دیجئے - اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عطا کئے ہوئے جو خزانے ہم کو سپرد کئے گئے ہین - اُن مین سے کچھہ آپ طلب فرمائے - درویش نے جواب دیا - کہ نہ مین کچھہ رکھتا ہون - جو آپ کو دون - اور نہ آپ کچھہ رکھتے ہین - جو مین طلب کرون - پہر چند روز دار السلطنۃ کا تماشا کرتے رہے - جب وطن کو واپس جاتے تھے تو راستہ چلتے چلتے قصبہ سانبہر مین پہونچے - جو ہندوستان کا نمک زار ہے - مقام اچھا معلوم ہوا - اسی جگہہ ٹہیر گئے - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین اُخروی سفر کو روانہ ہوئے - خوابگاہ سانبہر - جو راجہ مان سنگہ کچھواہہ کے جاگیر مین قدیم الایام سے مقرر ہے راجہ مان سنگہ - اکبر شاہی بزرگ امرا مین سے ہین - جن کو شاہنشاہ کی عالی توجہ اور عنایت نے صوبہ مالوہ کے شرقی حصہ کا افسر بنا دیا تھا - ایک لاکہ سوار کی جاگیر ہے - مصرع

نگین با دنقش گفتارش ؛

یا د مولانا خواجہ محمد باقی

آپ قاضی عبد السلام کے بیٹے - اور مولانا خواجگی امکنگی کے مرید ہین - جو اصحاب [۱] اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کے استثنا مین داخل ہین - اور نیز جو ارباب [۲] عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا کی صفت سے موصوف ہین - ان کے زمرہ مین آپ داخل تھے - زاد بوم کابل ہے - ماوراء النہر کے شہرون مین - کتابی علم تحصیل کرنے کے بعد ہندوستان کی ہوا - راہ غربت مین آپ کی قدم فرسائی کا باعث ہوئی - جب آپ دار السلطنۃ لاہور مین پہونچے - تو شیخ فرید بخاری اکبر شاہ کی بخشی بیگی - جو نہایت غریب دوست شخص تھے - انہون نے آپ کے روزینہ مصارف کی ذمہ داری اپنے اوپر لازم کرلی - یہان پر سابق برگزیدگان خدائی بارگاہ کے پُرانے تذکرے مطالعہ مین آئے - جس کے سبب سے سلوک کی شورش آپ کے باطن مین آہستہ کہڑی ہوئی - چنانچہ ان اطراف

---

[۱] مگر وہان اُسی کی نجات ہوگی جو پاک دل سے کر خدا کے حضور مین حاضر ہوگا ۱۲ [۲] خدای رحمن کے (خاص) بندے تو وہ ہین - جو زمین پر فروتنی کے ساتھہ چلیں ۱۲ -

کے بزرگون کی خدمات مین حاضر ہوکر اپنے حوصلہ اور وقت کے موافق فروغ معرفت حاصل کیا۔ اور دوسرون سے پوشیدہ۔ نقشبندیہ نسبت پیدا کرنے مین بہت کچھہ مشق کی۔ بزرگوار خواجون کی پاک روحون نے معنوی امداد دیکر کرامت اور کرامت کے اوپر سعادت عطا فرمائی۔ یہان تک ہوا۔ کہ نقشبندیہ نسبت کے گرامی آثار نے آپ کے باطن کو سر سے پانون تک جکڑ بند کر لیا تھا۔ بالخصوص خواجہ بزرگ اور خواجہ احرار۔ آپ کی ہر ایک مشکل کو جو پیش آجاتی۔ فوراً حل کردیا کرتے تھے۔ یہان تک کہ آپ کا سلوک اویسیہ طریقہ پر انجام کو پہونچا۔ مگر طریقہ کے مقاصد مین سے دو مسئلون کی تنقیح نہین ہوسکی۔ لراسمہ

از طفیل عشق آسان گشت ہر مشکل کہ بود
مشکلے کا سان نشد بر دل غم ہجران اوست

ہرچند توجہ کی گئی۔ لیکن مذکورہ بالا دونون مسئلے۔ حل نہین ہوئے۔ اِس نگرانی مین بے شمار مدت گذر گئی۔ پھر اِس طور پر آگاہی دی گئی کہ ارباب طریقت کی عادت خاص کر اِس طرح پر ہے۔ کہ جب ظاہر پیر سے بیعت کرتے ہین۔ اسی سبب سے یہ دو مسئلے لاینحل پڑے ہوئے ہین۔ شرط یہ ہے۔ کہ جو رہنما اِس انقباض کو دریافت سے پہلے دور کردیوے۔ اُسی کے دستِ قبول پر بیعت کے واسطے اپنا ہاتھہ رکھدینا چاہیئے۔ ناچار آپ ایسے انفسی و آفاقی رموز کے جاننے والے بزرگ کی ملازمت حاصل کرنے کے ارادہ پر چلے۔ اور ہند کے اکثر شہرون کو تلاش کے پانون سے کھوند ڈالا۔ لیکن کسی برگزیدہ بارگاہ سے حصول مطلب مین کامیابی نہین ہوئی۔ جب طلب کی پریشانی سے رہائی نہین ملی۔ تو ماوراء النہر کے سفر پر کمر باندھی۔ اور وہان پہونچکر بھی بہت سے بزرگون کی ملازمت کی۔ کسی شخص سے مقصودہ ضمیر شناسی کا ظہور نہین ہوا۔ اتفاقاً قصبہ امکنہ مین گزر ہوا۔ یہان پر مولانا خواجگی کے سعادت دیدار سے آنکھون مین روشنی حاصل ہوئی۔ بدون اسکے کہ بات کی تمہید کی جاوے مولانا نے مذکورہ بالا دشواری واضح عبارت کے ساتھہ حل فرمائی۔ اُسی وقت مراسم بیعت بھی ادا ہوئے۔ چندروز خدمت مین رکھکر ہندوستان جانے کے واسطے اجازت دی۔ اور فرمایا۔ کہ ہندوستان مین ایک شاہباز تمہارے ہاتھہ لگیگا۔ جو ظاہر مین تو تم سے فیض پاوے گا۔ مگر باطن مین وہ تم کو منزل مقصود کی رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ آج رات مین موعود واقعہ۔ اور اپنا طفیلی ہونا تم کو عالم خواب مین ظاہر ہو جاوے گا۔ کہتے ہین۔ اُسی رات آپنے عالم خواب مین دیکھا۔ کہ ایک طوطی ہاتھہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ اور آپ اپنے

منہ کا لعاب اُس کی چونچ مین ڈالتے ہین - اور طوطی اپنی چونچ کا قند آپ کے دہن مبارک مین
ڈالتی ہے - جب عالم بیداری مین بازگشت ہوئی - اور تعبیر کو نوید مذکور کے موافق پایا - تو آپ
عرض کر کے راہی ہند ہوئے - چند مدت لاہور مین بسر کی - پھر دہلی کے ارادہ پر چل نکلے - جب
شہر سرہند کی حدود مین پہونچے - تو آفتاب کی سی روشنی اس شہر کے گرداگرد پھیلی ہوئی دیکھی - یہ حال
مشاہدہ کر کے کمال حیرت ہوئی - رجال الغیب مین سے ایک نے آواز دی - پیر بزرگوار نے جس مرد
کی بشارت فرمائی ہے - وہ اسی سرزمین مین مشغول خدا پرستی ہے - لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ
ہے - کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت مین داخل کرینگے - اب مزید جستجو کرنے کی
اجازت نہین ہے -

القصہ - آپنے کچھ عرصہ دہلی مین رہ کر انتظار کیا - ناگاہ شیخ احمد کو حرمین شریفین کے طواف کا شوق
پیدا ہوا - یہ شوق اُن کو پریشان کر کے وطن سے سفر مین کھینچ لایا - جب شہر دہلی مین پہونچے - اور خواجہ کی
ملازمت حاصل ہوئی - تو خواجہ کو پہلے ہی دیدار مین معرفت کا چہرہ نظر آگیا - اور سمجھ لیا - کہ شخص معہود
یہی شخص ہے - اس مین شک نہین - کہ ایک ہفتہ کی صحبت مین ہی آنے والے کا کام انجام کو پہونچ
گیا تھا - مگر اس اثنا مین مقیم کو ایک عزیز کے کار خیر کے لیئے قصبہ سنبھل کا سفر پیش آیا - مجبوراً واپس آنے
تک شیخ احمد کو دہلی مین توقف کرنا پڑا - چند روز بعد جب خواجہ نے خانقاہ مین معاودت فرمائی اور کمال
عروج کی حالت مین شیخ کا نظارہ کیا - تو ازروے خواہش یہ فرمایا - وہ وقت آگیا ہے - کہ یہ وحدت کی
شکر خا طوطی درویش کے منہ مین - ایک مصری کی ڈلی ڈال دیوے - چند مدت تک اسی طریقہ پر رازداری
کی باتین گرماگرمی کے ساتھ ہوتی رہین - ان واقعات کے بعد ایک محرم عزیز نے دریافت کیا - کہ حضرت
خواجہ کے مشرب کا رنگ اس سے قبل کچھ اور تھا - اور اب ان ایام مین بیان معارف کے متعلق جو
کچھ فرمایا جاتا ہے - وہ سابقہ روش کے بالکل برخلاف ہے - فرمایا - کہ توحید کوچہ تنگ تھا - اب شیخ احمد کی
مصاحبت کی برکات سے ایک شاہراہ مل گئی ہے - امید ہے - کہ تمام حقیقت طلب حقیقی دوستون
کو یہ شاہراہ نصیب ہوگی -

کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار بارہ مین خواجہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا - کہ فقیر
کی عمر کے چالیس سال ہونے مین کس قدر باقی ہے - فرمایا - بارہ روز - پوچھنے سے دو روز نہین گزرے تھے

کہ بیماری کا اثر عنصری ترکیب مین پیدا ہوا۔ جس روز کہ چالیسوان سال ختم ہوا۔ اُسی روز منزل قدس مین جا اُترے۔ خوابگاہ دہلی۔ آپ کے مرید صوفی محمد صدیق ہرائی تخلص تھے۔ انھون نے تاریخ رحلت اِن الفاظ مین نکالی ہے۔ ہادی شریعت بود۔ ۱۰۱۲ھ اور یہ تمام بیان صوفی کی تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔

وہو اعلم بحقیقۃ الحال فمنہ الیہ ما فی ہذا المقال۔

مصرع گفت وگوئی طوطی من حرف اُستاد من ست

یاد شیخ دولت گجراتی

گمنامی و خاموشی آپ کے افعال کی پیشانی کے نقش تھے اور بیخودی و انکسار آپ کے حالات کے کف دست مین خطوط تھے۔ شیخ کپور مجذوب مداری گوالیاری کے آپ مرید ہین۔ اور شیخ کا جامجذوب سارنگ پوری کی ملازمت مین بھی پہونچ چکے ہین۔ شیخ بھکاری گوالیاری جو سارنگ پور مین مقیم تھے اُن کے منور باطن سے بہت کچھہ حصہ آپ کو ملا تھا۔ آپ کا پانون پرکار کی طرح چکر مین ہی رہتا تھا۔ اِس سیاحی کی بدولت تمام سطح زمین آپنے ناپ ڈالا۔ اور جہان کا نشیب و فراز خوب دیکھا۔ ہجری سنہ نوسو تاسی مین قصبہ دسور (مندسور) کے اندر آکر ایک حجرہ اختیار کرلیا۔ اور ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک زندگی کی گوڑی جسم پر پہنے رہے۔ اور پہلو نشین دشمن (نفس) کے ساتھہ لڑائی رکھی۔

مصرع خداندیش ردی فیروزی نمایاد ؂

یاد شیخ صدر جہان ابن ابو الفتح

آپ کا مولد موضع موال ہے۔ جو مانک پور کے مضافات اور ہند کے شرقی حصہ مین ہے۔ ظاہری انجمن کی آرائش۔ آپ کی باطنی خلوت مین مانع نہین ہوئی۔ اور دنیا جیسی وسعت آبادی کی پیمایش نے آپ کی معنوی گوشہ نشینی مین ہرج نہین ڈالا۔ ہمیشہ ہنگامہ مین گوشہ گزین اور سیر و سیاحت مین چلہ نشین رہے۔ جب تک آپنے امانت حیات واپس سپرد نہین کی۔ تب تک آپ کے عیال و اطفال کی روزی مِن حیث لا یحتسب ؂ پہونچی۔ اہل جہان مین جو اسباب متعارف ہین۔ اُن مین سے کسی سبب کو کسی وقت آپنے خواہش کا ہاتھہ نہین لگایا۔ باینہمہ جو کچھہ خشک و تر۔ دوپہر کے وقت یا شام کے وقت نصیب ہوجاتا تھا۔ کسی مبینوا مہمان کو تقسیم کرنے کے بدون کام مین نہین لائے۔ اور اپنے وطن مین جہان کہین ہو سکے کی خبر ملی۔ اُس کی غمخواری کو اپنی دلسوزی کے ذمہ لازمی سمجھا۔

ایثار - (دوسرے کی منفعت اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا) از خود رفتگی - اور خیر فراموشی کا شیوہ - آپ کی خاص عادت اور خمیر میں داخل تھا - ایک عجیب و غریب حالت - آپ کے وجدان کے ساتھ تھی - راقم نے ہر چند فکر کی - زبان کو آراستہ - اور قلم کو روان کیا - لیکن ایسا حرف جو آپ کے سلوک سے آشنا ہو صفحہ پر تحریر نہ کرسکا - بیت

چہ بتابیم بحسنِ زلفِ درویش | کہ حسنِ او ورایِ این و آن ست

آپ فرماتے تھے -

"آغازِ جوانی تھا - طواف حرمین شریفین کے واسطے شرفنا اللہ وایاکم بزیارتھما - جہان پیمائی کا شوق اپنے وطن سے دریا کے کنارہ کی طرف موکشان لے گیا - اتفاقاً اس سال دریا کے اندر ایسی شورش تھی - کہ کوئی جہاز اُس بندر سے مقام مقصود کو نہین پہونچ سکا - خوف دہندہ بیماری بھی عارض ہوئی - جس نے درستی عزم مین تباہی پیدا کی اور سہولت دہندہ اسباب مفقود ہوئے - جو علامت ازلی اجازت کی ہے ان امور کے جمع ہونے سے معلوم ہوا - کہ امسال غیب کی طرف سے رخصت نہین ہے ناکام لوٹ کر ملک مالوہ مین آیا - اور قصبہ دہار مین گزر رہا -

ایک تو زمین دہار کی تر و تازگی دامنگیر تھی - دوسرے بہت سے خداشناس بزرگ یہان پر مقبرون کے اندر آسودگی کے ساتھ سوئے ہوئے ہین - جیسے شیخ کمال مالوہ مولانا غیاث برادر مولانا مغیث جن کی آرامگاہ دریاے اُجین کے کنارہ ہے - شیخ عبد اللہ چنگال - اور شیخ جوہران صدر الذکر بزرگون کے کسی قدر حالات ہر ایک کی یادداشت مین لکھے بھی گئے ہین) - ان کی معیت نے مجکو جنبش نہین کرنے دی - یہ دونون باتین اقامت اور تاہل کا سبب ہوئین - القصہ شیخ معروف غریب اللہ کی خدمت مین آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی - جس نے مجکو درویشی اور بینوائی کی روش سے آشنا کیا - اور استعداد کے موافق الٰہی تجلیات نے خودی سے کھو دیا - چند روز بعد شیخ معروف کو ازلی توفیق اور خاک گور کی کشش حرمین شریفین کی طرف کھینچ لے گئی - اور اُن کے لڑکے شیخ تاج الدین عطاء اللہ کی نسبت یہ راے قرار پائی کہ چونکہ شیخ تاج الدین خرد سال ہین

لہذا اِن کی پرورش میرے (شیخ صدر جہان کے) سپرد کرنی چاہیئے - اِس سبب سے میری کوشش نے سفر مبارک کی رفاقت کا ثمرہ پیدا نہین کیا - اور خطاب مین مغلوب ہو بالآخر شیخ معروف مجکو اپنی خانقاہ مین جانشین کرکے روانہ ہوئے''

چنانچہ شیخ معروف کا تحت الذکر خط جو مکہ معظمہ سے شیخ صدر جہان کے نام آیا تھا - یہ بھی صدر الذکر مضمون کو ظاہر کرتا ہے -

محب جان یار دو جہانی بالصدق والایقان شیخ صدر جہان - معروف غریب اللہ کی طرف سے عارفانہ دعا اور سلام قبول فرما کر خدا کرے - ہمیشہ خیر کے ساتھ مع العشق والعرفان رہین - واللہ ثم باللہ - ایک دم اور ایک قدم بھی آپ کے بدون نہین گزرتا ہے - اگرچہ بظاہر مصاحبت اور قربت سے جدائی ہے - لیکن معنیً ہمیشہ اِس طریق معظمی مین رفاقت بنی ہوئی ہے - مدعا سے ضروری یہ ہے - کہ فرزند ارجمند شیخ تاج الدین عطاء اللہ کو مینے آپ کی سپردگی مین دیا ہے - اور آپ کو اپنی جگہہ چھوڑ آیا ہون - جو شخص میری طرف ارادت لیکر آوے - اُس کو بیعت اور حق سبحانہ تعالی کی رہ نمائی کرنا - اور بابشارت خلافت نامہ - عالی مقام البیت الحرام سے روانہ کیا گیا ہے - مشایخ رحمہم اللہ تعالی کے طریق مین ثابت قدم رہنا - اِس حج و عمرہ کا ثواب آپ کو اُس مقدار سے زیادہ نصیب ہوگا - کہ جس قدر ہم اہیون نے پایا ہے - والسلام -

جب آپ کے پاس خبر آئی - کہ شیخ معروف کی خاک پاک مدینہ منورہ مین مدفون ہوگئی - نیز اُس جگہہ اُن کے فرزند رشید کو بھی علمی کتابون کے پڑہنے کی استعداد ہو چلی - تو شیخ صدر جہان کی نیازمندی جو معنوی رہنما کے ساتھ تہی - جوش مین آئی - جست وجو کے راستہ مین قدم رکہنا تیزی کے ساتھ شروع کیا - تقدیری سعادت کا جذبہ آپ کو مسیح الاولیا کی خدمت مین لے پہونچا - قصہ کوتاہ - تہوڑے عرصہ مین نایافت کے درد کا مسیح الاولیا کی ہادیانہ تلقین سے علاج ہو گیا - اس کے بعد جب تک کالبد کے عنصر آباد سے آپ کی رحلت نہین ہوئی - تب تک ہر سال اپنے وطن سے ایک دفعہ مسیح الاولیا کی خدمت مین برہان پور جاتے رہے - برہان پور وطن سے ساٹہہ کوس دور ہے - وہان پر ایک اعتکاف کرکے بازگشت فرمایا کرتے تہے - آپ کی تاریخ رحلت سترہوین ربیع الاول ہجری سنہ ایک ہزار چودہ ہے

آپ کے وطن سے جو راستہ برہان پور کو جاتا ہے - منڈو (مانڈو) اُس راستہ کے عین خط پر واقع ہے اور راقم کا اقامت کدہ ہے - آپ جب اس طرف سے اور نیز اُس طرف سے جاتے آتے تھے - تو چند روز اس عبرت افزا شہر مین بھی ٹھیرا کرتے تھے - اور نیز بدون اس سلسلہ آمد و رفت کے بھی راقم کی دوستی اور آرزو کا لحاظ کر کے سال مین دُو - تین دفعہ اپنے سعادت بخش قدوم سے غریبخانہ کو منور فرمایا کرتے تھے - اور رازداری کی باتین کرنے مین باہم ایک کے حالات دوسرے کو معلوم ہو جایا کرتے تھے - نیز ایک دوسرے کے عیب و ہنر پر بہت کچھ تنبیہ کرنے والی نگاہین پڑ جایا کرتی تھین - آپ کی مصاحبت کا مزہ بس ذوق ہی پاتا ہے - گویائی مین نہین آ سکتا - جس کو زبان حوالہ قلم اور قلم حوالہ کاغذ کرے -

یاد شیخ حمید تپا

آپ کے پیر ارادت شیخ نظام نارنولی ہین - آپ کی چشم ہمت مین زمانہ کا قیمت پانے والا نقد و جنس - کچھہ قدر نہین رکھتا تھا - آپ کا ہاتھہ اموال کے حق مین - گویا چھلنی تھا - اسی دم دو حصہ اِس طرح کر دیتا تھا - ادہر لینا - اور ادہر بخشنا کمال چابک دستی سے ایک چیز کو پلک مارنے مین ایک ملک سے دوسری ملک مین پہونچا دیتے تھے - توقف کو داد و دہش کے مقام پر ننگ جوانمردی - اور نشان وابستگی سمجھتے تھے - جب جذبہ پیدا ہوا - تو دارالسلطنۃ آگرہ مین آ کر ایک درخت کے نیچے نشستگاہ اختیار کر لی تھی - چند روز بعد اُس درخت کی شاخین - چارون طرف سے ایسی بڑہین - کہ آفتاب کی دہوپ آپ تک نہین پہونچتی تھی - ہمیشہ اپنے سامنے ایک بڑی اونچی آگ مشتعل رکھتے تھے - اس سبب سے ہند کی زبان مین آپ کو تپا کہتے ہین - ہجری سنہ ایک ہزار اونیس تھا - کہ عنصری پیکر کا آتش خانہ ترک کر کے - جاوید بہار باغ کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے -

مصرع رخت ہستی آتش افروز فنائے عشق باد

یاد شیخ امین ابن احمد نہروالہ

آپ علوم متداولہ کو اچھی طرح جانتے تھے - مولانا محمد طاہر محدث نہروالہ کے بزرگ شاگردون مین سے ہین - ہجری سنہ نوسو تراسی مین گجرات سے مالوہ کی طرف تشریف لائے تھے - ایک سال سے کچھہ زیادہ دار الفقر منڈو (مانڈو) مین رہے - بعدہ اُجین کی طرف چلے آئے - یہان شاہ شیخ راجے محمد

قادری۔ شیخ عبدالغفور۔ شیخ الاسلام شیخ جمال ابن احمد۔ قاضی بابا خواجہ میاں کالے میاں امین مالوی
اور نیز اس سرزمین کے دیگر مشائخ کی مصاحبت ہوئی۔ نفعنا اللہ وجمیع الطالبین ببرکاتہم
یہ مصاحبت کچھ ایسی دلچسپ معلوم ہوئی۔ کہ جہان گردی کی ہوا۔ اور گھر کی تجویز کی فکر دل سے نکل کر
اُجین کی اقامت کا سبب ہوئی۔ اس یادداشت کی نگارش کا آغاز ہجری سنہ ایک ہزار چھ دہ
سے ہوا ہے۔ اس سال تک آپ زندگانی کی مسند پر بیٹھے رہے۔ اور درس دیتے رہے ہمیشہ وضو
آب رواں سے کیا کرتے تھے۔ بارش کی کثرت۔ تمازت آفتاب کی شدت۔ سرما کی فراوانی۔ اور گھر سے ندی
کا دور ہونا ان چیزوں میں سے کوئی چیز آپ کو مانع نہیں ہوتی تھی۔ قاضی عبدالعزیز۔ ابن شیخ عبدالکریم۔
ابن شیخ راجی محمد قادری برہان پوریں ظاہری اور معنوی کمالات سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ آپ ان کے
دیدار کے واسطے ہجری سنہ ایک ہزار سترہ میں برہان پور کو گئے تھے۔ اتفاق سے چونکہ آپ کی خاکِ
پاک وہیں کی تھی اس واسطے تاریخ یکم ربیع الاول سنہ مذکور کو اُسی جگہ سپردِ خاک کر دیئے گئے۔

مصرع چون امین بود شد ظلوم وجہول شُد

یادِ شیخ محمود ابن سید ملک

آپ کی زادبوم قلعہ سورت ہے۔ جو دارالملک گجرات کے بندروں میں سے ایک بندر ہے ہجری
سنہ نو سو اسی میں اپنے وطن سے بتلاش پیر جہاں پیمائی کا آغاز کیا۔ چند روز سید احمد بخاری کی خدمت
میں دل نہاد ہو کر رہے۔ اور آرزو سے ارادت ظاہر کی۔ سید احمد بخاری نے مراقبہ اور تامل کے بعد جواب
دیا۔ تمہارا نام میرے یاروں کے دفتر میں نہیں ہے۔ لیکن صبر کرنا چاہیئے۔ میں جس کی طرف اشارہ
کروں۔ اُسی سے تم ارادت لانا۔ یہاں سے آپ چلے۔ اور اثنائے سیاحت میں دولت آباد دکن کے
قلعہ پر گزر ہوا۔ اور یہاں پر آپ باجازت سید احمد بخاری۔ شیخ عبداللطیف مجاور کے مرید ہوئے۔
شیخ عبداللطیف چند وسط سے سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ کو پہونچتے ہیں۔ آپ کو پیر کی
خدمت میں رہنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ خوشی کے ساتھ سفر کی اجازت لی۔ اور مالوہ کے راستے سے نارنول
کو گئے۔ وہاں پر قطب الاولیا شیخ نظام نارنولی کی ملازمت حاصل کی۔ اور شیخ جمال کو بھی دیکھا۔
خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک مقام کے زندہ دلوں اور مدفونوں کے آستانوں پر ناک رگڑی۔ اور فروغ باطن چاہا۔ قلعہ
منڈو (مانڈو) کے پائین میں دو کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ نعلچہ نام ہے۔ اُس قصبہ کے اطراف میں

ہجری سنہ نوسو چیاسی تھا۔ کہ دالان اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ اونیس سال سے برابر آج تک آپ سرراہ سرچیانی سے بھرے ہوئے گھڑے موجود رکھتے ہین۔ اور آنے جانے والون کو اُن مین سے پانی پلاکر تازگی بخشتے ہین۔ حرص سے اور آزادی سے آزاد زندگی بسر کرتے ہین۔ اور طبیعت کو ہوس سے دور رکھتے ہین۔ فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص ایک تیتر ذبح کرکے درویش کے کھانے کے واسطے پکالایا۔ ہمین لقمہ کی لذت ایسی ملی کہ ہوس نے بیدار ہو کر یہ بات دل مین جمائی۔ کہ کبھی پھر بھی تیتر کا شوربا کھانا چاہیے پھر یہ خیال آیا۔ کہ ذبح کون کریگا۔ خود ہی مینے کہا کہ فلان شخص ذبح کر یوے گا۔ فوراً سمجھ مین آیا۔ کہ نفس چاہتا تھا لذت کا فریب دیکر۔ دل کو ہوس کے جال مین پھنسا وے۔ اس کشاکش سے پشیمان ہوا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ زندہ کو بیجان کرنا۔ اور اپنے تن کو پالنا۔ درویشون کا طریقہ نہین ہے۔ بس وہی خرہ دال چاول کے پانی کا پسند آیا۔ مین گہری خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور وہ کھانا واپس کو دیدیا۔ خشک روٹی کھاکر بھوک کو رخصت کیا۔

سال کے اندر ایک دو مرتبہ منڈو (مانڈو) کے قلعہ مین آتے تھے۔ اور اپنے مبارک قدوم سے راقم گلزار کے مکان کو منور فرمایا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار اونیس مین ظاہری بیداری کو ترک کرکے قصبہ نغلچہ کے میدان مین ابدی خوابگاہ اختیار کی۔ مصرع ظل رحمت بر سرش ممدود باد۔

یا دبھائی اسحٰق حصور

آپ۔ حافظ اسمعیل سندھی کے لڑکے ہین۔ جوانی کا کسی قدر زمانہ سپاہگری مین گذارا۔ جب تیس[۳۰] سال کی عمر ہوئی۔ تو الٰہی جذبہ پیدا ہوا۔ یہ جذبہ ہستی کا سامان۔ درویشی کی منزل مین کھینچ لایا۔ اور بنیوائی کا آشنا بنایا۔ متفرق طور پر جابجا سے قرآنی سورتین اور آیتین یاد تھین۔ اُن کو ہمیشہ حزین آواز کے ساتھ پڑہا کرتے تھے۔ اور سننے والے کو ہلادیتے تھے۔ اور جہان کہین پنجگانہ اوقات نماز مین سے کوئی وقت آجاتا تھا۔ وہین بلند آواز سے اذان دیا کرتے تھے۔ مسجد اور بت خانہ مین کوئی تفاوت نہین کرتے تھے۔ قصبہ سیسر مین شیخ عبد اللہ چشتی قدس سرہ کے روضہ کی چہار دیواری کے اندر رہا کرتے تھے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بارہ کے ذی حجہ مہینے مین راقم کے یہان برخوردار شیخ عبد الاول زاد عمرہ کی شادی کا آغاز تھا۔ شہر منڈو (مانڈو) کے اطراف کے قصبات اور مواضع سے بہت اور درویش۔ مہمانخانہ مین تشریف لائے تھے۔ طبیعت بڑے بڑے

کامون مین مشغول تہی - اس وجہ سے آپ کا بلانا بہول گیا - لیکن نگرانی دل مین ضرور تہی - جس کا سبب ظاہرا نظر نہین آتا تہا - کہ مبادا دوستون مین طلبی سے کوئی صاحب باقی نہ رہ گئے ہون - آپ کے دل مین وہی سابقہ دوستی کا خیال آیا - اور بے تکلف اپنے مکان سے چلکر ایک گلدستہ تہنیت کے طور پر ساتہہ لیتے آئے - مجلس شادی کو رونق بخشی - فرمایا - جس کی طلب دل کے اندر کہٹکتی تہی - وہ اسحق ہے - کم وبیش تین مہینے مہمان رہے - ایک روز بدون رخصت ہوئے - اپنے گہر کو چلے گئے - سید شاہ محمد ولد سید ہبتہ اللہ عیسری سے روایت ہے - آپ کا مرض الموت مرض اسہال تہا جب ہاتہہ پانون کی طاقت سفر کر گئی - تو تنہائی سے دل تنگ ہو کر اپنا حجرہ چہوڑ دیا تہا - اور راوی کے مکان پر چلے آئے تہے - بعدہ چند روز تک دانہ پانی سے حلق کو آشنا نہ کر کے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے رمضان مہینے مین حقیقی محبوب کی دیدار سے روزہ افطار کیا - مصرع شام افطارش بہ صبح وصل باد

یاد شیخ محمد حی برہنہ

آپ کی زاد بوم احمد آباد گجرات ہے - شیخ صدر الدین ذاکر کے فارغ البال صوفیون مین سے ہین آپ کا سلوک جذبہ کے ساتہہ ملا ہوا تہا - لیکن آپ کے اکثر حالت جذبہ مین گذرا کرتی تہی - زیادہ تعجب کی یہ بات ہے - کہ آپ کے فرض نماز اور روزہ کے تمام اوقات - درنگ اور تعطیل کی غارت گری سے ازلی حفاظت مین محفوظ رہتے تہے - آپ کے پیر بزرگوار حضرت غوث الاولیا کے روضہ مقدس کے طواف کے واسطے - ہجری سنہ نوسو تراسی مین برودرہ (بڑودہ) گجرات سے گوالیار کو گئے تہے - اُس وقت آپ نے پیر کی خدمت سے رخصت ہو کر شیخ جیب شطاری کے ہمراہ - مالوہ کے راستہ سے اپنے وطن کو معاودت کی - شیخ جیب شطاری - حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ ہین - اس سلسلہ مین آپ کا گذر مندو (مانڈو) پر بہی ہوا تہا - جو راقم کی زاد بوم ہے - چند روز باہم ایک دوسرے کی صحبت غنیمت شمار کی گئی - جب آپ اپنے وطن مین پہونچے - تو تہوڑے ہی روز کے اندر آپ کی زندگانی کا آفتاب واپسین نفس کی اُفق مین غروب ہو گیا - جس گفت وگو سے کہ ایک شمہ انانیت باعلامت ہستی پائی جاوے ایسے مضمون سے آپ کی زبان روزمرہ کے محاورون مین بہی قطعی آشنا نہ تہی - ہمیشہ اپنے عرفی اور عرفانی مقاصد کو موحدانہ عبارت

سے بیان کیا کرتے تھے۔ سخت افسوس ہے۔ کہ اِس روزمرہ روش کی خصوصیات تحریر کے ذریعہ سے ادا نہین ہوسکتی ہین۔ اور تقریر کا عصا ان خصوصیات کو دل سے باہر نہین کھینچ لاسکتا ہے۔ ورنہ آشناؤن کے کانون کو اُس لذت مین شریک کرلیتا۔ جو ابھی تک فقیر کا دل۔ آپ کی دل آویز تقریر کے اثر سے لے رہا ہے۔ واہ عجب تعبیر اور تصویر کی نارسائی ہے۔

یادِ شیخ عبدالواحد تارک الماء

آپ کے باپ کا نام شیخ محمد ہے۔ جو تحت الذکر چار واسطہ سے شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری کو پہونچتی ہین۔ یعنی شیخ عبدالکریم۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ نعمت اللہ۔ شیخ سالار۔ پدر بزرگوار نے آپ کو خواجہ حسین چشتی اجمیری کا مرید کرادیا تھا جب آپ کا زمانہ ہوش آیا۔ تو کسی قدر علم آپنے شیخ محمد کی شاگردی سے تحصیل کیا۔ جو میر عبدالاول شیرازی کے شاگرد تھے۔ اور پھر چند روز بعد شیخ عبداللہ صوفی شطاری اکبرآبادی اور شیخ مبارک دانش اسد گوالیاری کی ملازمت مین پہونچکر شطاری طریقہ پر تلقین طریقت لی۔ صدر الذکر دونون اصحاب حضرت غوث الاولیا قدس سرہ کے بزرگ خلفا مین سے ہین۔ آپ کو دونون سلسلون کے خلعت خلافت سے سرفرازی ہوئی اور اگرچہ آخر الذکر شیخ کے درس سے آپ کو تمام علوم کے کمالات حاصل ہوچکے تھے۔ لیکن اِس زمانہ مین تمام علوم سے درگذر کر صرف فقہ اور تکسیر کے علم مین منہمک تھے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ مین راقم بھی دسور (مندسور) مقام پر آپ کی خدمت مین پہونچا تھا ایک رات رازداری کی باتین ہوئین۔ بہت سی پرمعانی باتین دونون طرف سے کہی سنی گیئن۔ اِس درمیان مین آپنے فرمایا۔ جب میری عمر تیس سال کی تھی۔ اُس زمانہ مین دو تین سال تک مجکو جذبہ رہا تھا۔ اب کہ آپ ستر کے قریب ہوگئے ہین۔ ابھی تک اُسی ازخود رفتگی۔ جنون۔ بے تعینی۔ اور بیخودی کا رنگ آپ کی پیشانی اور کاروبار سے عیان ہے مصرع آب حیوان رالبسان بادہ میداند حرام؛ کم و بیش ستائیس برس تک آپنے پانی قطعی نہین پیا۔ خواہ کیسا ہی سخت آب طلب کھانا معدہ مین پہونچا۔ ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین آپنے آب و خاک کی اِس سرائے سے جان پاک کے جہان کو جاکر سیر فرمائی۔

مصرع خشک لب سیراب دیدہ زندگانی کرد و رفت؛

یادِ شیخ بڈھا

آپ کا نام عبداللہ ہے۔ حضرت غوث الاولیا کے فرزند رشید اور سجادہ نشین ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ

حضرت گنجشکر کی پاک نسل سے ہین۔ گنت کنزاً مخفیاً کی رموزدانی کی عبا۔ اور وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَ نَاخَزَائِنُہٗ کی قبا آپ کے زیب بدن تھی۔ دنیا اور آخرت کی سعادت مندی۔ آپ کے دامن ہمت پر سنجاف تھی۔ اور آپ کی نسبت کی آستین پر ذاتی شرافت کا ٹھپہ لگا ہوا تھا۔ وجیہ الملۃ احمد آبادی۔ اور مولانا مبارک دانش مند گوالیاری کی شاگردی سے بہت سے رسمی علوم کا سرمایہ آپ کی جیب مین فراہم ہوگیا تھا اور نیز اُستادی کے درجہ کو پہونچے تھے۔ تمام فنون مین درس دیکر آپنے طلبا کی استعداد کے موافق فیض اور فائدہ پہونچایا تھا۔ جب حضرت غوث الاولیا عالم قدس کو روانہ ہوئے۔ تو آپنے پدر بزرگوار کی مسند رہنمائی کو اپنے جلوس سے رونق بخشی۔ اُس زمانہ مین شہنشاہ زمان اکبر شاہ کو یہ منظور ہوا۔ کہ روضہ غوثیہ کی عمارت دولت کی طرف سے تیار کی جاوے۔ شیخ بدہا نے عرض کیا۔ کہ یہ خدمت اپنے فقیرزادہ کو سپرد فرمائی جاوے تو اچھا ہے۔ تاکہ شاہنشاہی بارگاہ سے جو کچھ میرے نام مقرر ہو۔ اُس مین سے درویشانہ معاش کے موافق صرفہ معاش مین اُٹھاکر باقی جو کچھ بچے۔ حظیرہ کی تعمیر کے مصالح مین صرف کرون۔ اور اسپر بھی اگر کچھ ضرورت باقی رہے۔ تو حضور خسروی سے مدد دون۔ بادشاہ انصاف پسند اور ہمت آفرین تھا۔ اُسنے آپ کی ہمت کی داد دیکر بہت کچھ عنایتین اور التفات فرمایا۔ چونکہ شہنشاہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ آپ گوشہ نشین۔ درویش ہوکر رہین۔ لہذا حکم دیا۔ کہ مخدوم زادہ چند روز بحسب ظاہر کمر مین تلوار باندھ کر اولیاے دولت مین شامل رہین۔ تاکہ آپ کی باطنی توجہ پر ظاہری امداد اضافہ ہوکر۔ یہ دونون امدادین شاید حضرت غوث الاولیا کی باطنی پرورش کے ثمرات کی برابر ہو جاوین۔ اور سب جگہہ اور ہر حال مین آپ کی ہمراہی میرے قلبی سکون کا باعث ہوکر مجکو شاد کام اور کامیاب کرے۔

القصہ چونکہ دو امرون کے درمیان مین تعارض کی ادنیٰ شرط۔ مساوات مانی گئی ہے۔ اِس بنیاد پر اگرچہ اختیار دنیا کے تمام باعث بوجہ معارضت (بارنح ہوتے) موانع کے درجہ اعتبار سے ساقط تھے۔ مگر فقدان شرط کے سبب سے موانع موجودہ معارض نہین ہوسکتے تھے۔ اسواسطے یہ باعث اختیار دنیا۔ جس کے آثار۔ سپاہگری کا قبول کرنا ہے۔ وقوع پذیر ہوا۔ یعنی آپنے منصب عالی کے ساتھ سرفرازی پائی۔ اور چالیس سال تک صورت مین سپاہی اور معنی مین درویش رہے۔ کہتے ہین جب شہنشاہ زمانہ اکبر شاہ نے آپ کو وکالت کے نام سے میرزا شاہرخ کے پاس بدخشان کو روانہ فرمایا تھا۔ تو میرزا نے ایک منزل کی مسافت آپ کا استقبال کیا۔ اپنے دولت خانہ پر کمال عزت و

اکرام کے ساتھ رسے گیا۔ اور شاہانہ مہمانداری کی۔ اس ملک کے امرا اور علما۔ آپ کی سپاہیانہ شکل۔ اور سیرزا کی اس قدر تواضع و تعظیم کو دیکھکر حیرت اور تعجب مین ہوئے۔ اور آپ کے حوصلہ کی آزمائش کے واسطے علمی گفت وگو کے بہندون سے مشکلات علوم کا جال بناکر پھیلایا بالآخر جب بات کی نوبت آپ تک پہونچی۔ تو پھیلائے ہوئے جال کو آپنے ایک ہی اڈان مین توڑ تاڑکر درہم برہم کردیا۔ اس واقعہ سے آپ کی شاہبازی کی حقیقت ارباب امتحان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ اور اس نواح کے طلبا نے جیسی جیسی فرصت پائی۔ آپ کی خدمت سے مختلف فنون کا استفادہ کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ جب ملک وملت کا تخت وتاج ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین جہانگیر شاہی جلوس سے زینت یاب ہوا۔ تو نشاط۔ کامرانی۔ خواہش پذیری۔ اور آرزو شکنی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ اور آپ کو سپاہگری کے منافی جو پیری ہے اُس نے آگیرا۔ ترک اور تجرید کا شوق آپ کی جبلی بات تھی اس کو ترقی ہوئی۔ لہذا آپنے اپنی ناتوانی کو شفیع بناکر حضور شاہی مین التماس کیا۔ کہ زندگانی کے دن مین نماز عصر کا وقت آگیا۔ اگر سلطانی اجازت دستگیری فرماوے۔ تو مین اپنی صورت کو معنی کے ہم رنگ بناؤن اور یک رنگی و یک جہتی کے ساتھ۔ اپنی عمر کی نماز مغرب ادا کرون۔ آپنے مشایخ کے طریقہ پر دو تین گھڑی گوشہ نشینی کو غنیمت سمجھون۔ اور ایک دلی اور یکتائی کے ساتھ دنیا سے نکل جاؤن۔ تاکہ سابقہ عمر کا تدارک اور تلافی کرسکون۔ کیونکہ العبرة للخواتیم واقع ہے شہنشاہ نے آپ کی حقیقت نما راے کی آفرین کی۔ اور التماس کو شرف قبول بخشا۔ سال جلوس کے آغاز سے ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک کہ یہی سال رحلت ہے۔ آپ حسب اجازت سلطانی اپنے وطن مین فارغ البال۔ عبادت ذوالجلال کے اندر مشغول رہے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے مرقد مبارک کی مجاورت سے عزت حاصل کی۔ شیخ ظہور الدین محمود جلال شطاری کے خلیفہ شیخ داؤد جو ارباب طریقت مین نظر کے قابل ہین روایت کرتے ہین۔ کہ آپنے رحلت سے چھ مہینے پہلے تمام ماکولات اور مشروبات کو ترک کردیا تھا۔ صرف ایک کٹورہ پانی پی کر وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ [۵ل] کی تصدیق فرماتے تھے۔ جب تاریخ اٹھارہوین محرم سنہ مذکور اور شب جمعہ آئی۔ تو حاضرین

۵ل اور ہم نے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے تھے۔ کہ کھانا نہ کھاتے ہون۔ اور نہ وہ لوگ (دنیا مین) ہمیشہ رہنے والے ہی تھے ۱۲۔

خدمت کو رخصت کر کے عالم محسوس سے ملک معقول کو روانہ ہوئے - اور حضرت غوث الاولیا کی نورانی آسائش گاہ کے پہلو میں خوابگاہ اختیار کی - آپ کی معنوی درویشی کا یہ تماشا ہر عدل ہے - کہ آخری سفر کے بعد آپ کا نقد متروکہ تجہیز و تکفین کو کافی نہیں ہوا - اور متاع - اساس البیت اور آبادی کے مکان کی قیمت میزان قرض کی برابر نہیں آئی جو آپ کے ذمہ تھا - حال آنکہ چند سال آباد سرکارین اور معمور پرگنات ہی آپ کی جاگیر مین رہے - ہمیشہ فرمایا کرتے تھے - کہ حقیقی فقر والہ کا دل صاف ہوتا ہے اور معنوی تجرید والہ کا ہاتھ چلنی کا حکم رکھتا ہے - اگر بالفرض مشرق و مغرب کی سلطنت کی دستگاہ اُس کو مل جاوے - تب ہی وہ ظاہری تعلقات مین مبتلا نہ ہو - اسی بنیاد پر کہا ہے - جس کسی نے کہا ہے

مصرع گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست -

یاد شیخ نور محمد خلیل جانپانیری

آپ بوہرہ قوم مین سے ہین - مدت ساٹھ سال تک خوردہ فروشی کی بساط سے قناعت - توکل - اور رضا بہ قضا کے ساتھ نعمت حاصل کرتے رہے بازار نشینی کے شیوہ کو اپنے مقام خلوت در انجمن کے چہرہ کا نقاب بنا کے رکھتے تھے جب حضرت غوث الاولیا نے گوالیار سے ہجرت فرما کر اپنا جہان افروز جمال گجرات نشینون کو دکھایا - تو ایک روز بازار جانپانیر کے راستہ مین حضرت غوث الاولیا کی کیمیا اثر نگاہ فیض کے استغراق پر جا پڑی - فرمایا - اے شیخ - کہان تک فطری نور مخفی رکھو گے - بہت مدت ہوئی ہے کہ لوح محفوظ سے تمہارا خطاب شیخ نور اللہ ہو گیا ہے - یہ کہکر حضرت غوث الاولیا نے آپ کا ہاتھ اپنے ولایت بخش ہاتھ سے پکڑ کر دوکان سے اُٹھا لیا - اور دوکان کو فقرا پر لٹا کر - آپ کو خانقاہ مین لے آئے - اسی وقت خلعت خلافت پہنا کر رہنمائی اور شیخوخت کی مسند پر بٹھایا - پھر اخیر زندگانی تک آپ سوائے جوم مسجد کے حجرہ سے باہر نہین نکلے - اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۱] کا مظہر بن گئے - خوابگاہ احمد آباد -

تمہید عذر گزاری

چونکہ کتاب گلزار ابرار - طوالت سے مطلق خالی - اور اختصار سے بالکل مالامال - چار چمن

[۱] اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے - ۱۲ -

کی چار چھوٹی طنابوں مین بندھی ہوئی ہے - اس سبب سے بہت سے دانش و بینش والے اصحاب
کے حالات کے سبزہ زار کو تفصیل نگار قلم کے سینچنے سے نہین - بلکہ مجمل نویس قلم کی ہواداری سے
بھی سرسبز نکر سکا - اور اس نہ لکھہ سکنے کی خلش ہمیشہ دل کے اندر خراش پیدا کرتی رہتی - اگر اپنے اپنے
وقت کے تذکرہ نویسون نے صدر الذکر اصحاب کے بابرکت حالات لکھنے سے کدورت خاطر کی
جھاڑ پونچھہ کر کے صفائی نہ بخشی ہوتی - بااینہمہ دل اور جان کو تسلی اور تسکین نہین ہوئی - ناچار ہر ایک
ملک کے چند اصحاب جو اس چارچمن کی انجمن مین رونق بخش نہین ہوئے تھے - اُن کے نام
آخر مین لکھا کر جس طرح فرمانون کو تمام کرنے کے بعد مہر اور سکے سے مزین اور مسجل کرتے ہین - اسی طرح
راقم نے بھی اس رسالہ کو مکمل اور مرتب کیا بیت

نام ہر یک کہ ورد خامۂ ماست	رونق خانقاہ نامۂ ماست

یاد شیخ ابوالفتح دھلوی

آپ - سید محمد گیسو دراز کے خلیفہ ہین - آپ کے مراتب اور مقامات نہایت عالی تھے - گلبرگہ فیض
سے باجازت پیر بزرگوار گجرات مین تشریف لائے - بہت سے اصحاب معرفت کے کمالات آپ
کی رہنمائی کی بدولت - قوہ سے فعل مین آئے - جیسے (۱) شیخ علی خطیب احمد آبادی - اور (۲) شیخ
سراج الدین - شروع شروع مین یہ دونون صاحب - سلطان السادات قطب عالم بخاری کے مرید
تھے - مگر اخیر مین شیخ ابوالفتح کی صحبت سے فیض پایا - (۳) شیخ محمد پیارا - ان کی پرورش سید محمد گیسو دراز
نے اپنے عزیز پوتے شاہ ید اللہ حسینی کے حوالہ فرمائی تھی - خرق عادات مین ان کو پورا کمال تھا
اور (۴) شاہ جلال گجراتی - جو شیخ منگن کے پیر تھے - اور جو سنبھل کے ملاوہ مین مدفون ہین - یہ
چارون اصحاب آپ کے مرید تھے -

یاد مولانا مسعود بیگ

آپ - ترکان عراق و تبریز کی قوم مین سے ہین - کہتے ہین - آپ کے ہاتھہ مین معرفت کا میوہ
امی حلم کے باغیچہ مین کمال کی شاخ سے آیا تھا - لیکن صحیح روایت یہ ہے - کہ مسعود بیگ شیخ نصیر الدین
محمود چراغ دہلی کے مرید ہین - ترکمانی تھے - سپاہیانہ وضع تھی - ظاہری علم اور فضیلت کی تحصیل سے
کوئی حصہ نہین ملا تھا - چراغ دہلی کی خدمت سے آپ کی دانش و بینش کی شمع روشن ہوئی تھی

اور آپ کاملون کے درجہ پر پہونچے - بہت سے رسالے عربی اور فارسی زبان مین آپ کی طرف منسوب ہین - آپ کی تصنیفات جو زیادہ تر مشہور ہین مراۃ العارفین - اور غزلون کا دیوان ہے - جس کو آپنے پیر تبریز کی طرز پر فراہم کیا ہے -

(۱) شیخ شہاب الدین لکنوتی - حاجی الحرمین - اور محرم اسرار کونین تھے - (۲) مولانا حجۃ الدین ملتانی آپ کی پرستش اور پرہیزگی طرح کا تھا - اور اقوال و افعال بہت شوق انگیزی کی شان عیان تھی - چشتیہ بڑے بڑے سلسلون کو عربی زبان مین نظم کیا ہے - (۳) مولانا بدر الدین تولہ (۴) مولانا رکن الدین (۵) خواجہ عبدالرحمن سارنگ پوری (۶) خواجہ احمد بدایونی (۷) خواجہ لطیف الدین کت رسالی - (۸) مولانا نجم الدین محبوب عرف شکرخای تھانیسری (۹) خواجہ شمس الدین دہاری جنہون نے اپنے پیر کے ملفوظات کو صحیفون کی شان مین محفوظ کیا ہے (۱۰) مولانا سراج الدین حافظ بدایونی (۱۱) مولانا قاضی شاہ بانکلی (۱۲) مولانا قوام الدین یکدانہ اودھی جن کی نسبت شیخ کلام کرنے مین ہمیشہ نیک مرد کر کے خطاب کیا کرتے تھے (۱۳) مولانا برہان الدین ساوی (۱۴) خواجہ عبدالعزیز بانگرموی (۱۵) مولانا جمال الدین اودھی جو تحصیل علم اور تعلیم فنون مین بڑی دستگاہ رکھتے تھے (۱۶) مولانا بحاث جو دہلی کے تمام علما مین مناظرہ کے اندر سبقت کیا کرتے تھے -

القصہ صدر الذکر تمام بزرگان نام آفرین جو الٰہی حقائق کے نمونے اور ایزدی تجلیات کے مظاہر ہین ان مین سے اکثر کو خرقہ خلافت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت سے حاصل ہے - اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر گروہ کے گروہ لوگون کو جن کی جیب حسن عمل کے نقد سے بھری ہوئی تھی - اپنی ہدایت بخش تلقین سے سلوک اور رہنمائی کے خزانہ کا مالک بنا دیا ہے - غرض اس سے ہے کہ طریقت کا سلسلہ اس نمود بے بود کا رشتہ ٹوٹنے کے وقت تک مسلسل جاری رکھیں - اور نیز انہون نے غول کے غول بنی آدم کو جہالت کے غار سے اپنے فیض تعلیم کی بدولت علم اور دانائی کے بالاخانہ پر چڑھا دیا ہے - اس نیت سے کہ عنصری اور فلکی صحیفون سے - موجودات کے نقوش مٹنے کے روز تک کتابی تصویر خانہ مین رنگ آمیزی کرتے ہین -

یاد مولانا عالم دہلوی

آپ کا لقب فرید الدین ہے - سلطان فیروز ابن رجب خلجی کے زمانہ مین - اُن کے داماد ملک

تہ بازخان نامی کے مصاحب تھے۔کئی قسم کے علوم اور فنون مین تبحر حاصل تھا۔ بالخصوص فقہ کے اصول اور فروع مین آپ کی یکتائی کا ڈنکا بجتا تھا۔ فتادی تاتارخانی آپ کی ہی تالیف ہے۔ عجب کتاب ہے فقہ کی تمام جزئی روایتین۔ جو فتوی لکھنے والون اور لکھوانے والون کو درکار ہوتی ہین اس فتوی کے بابون درج ہین۔ کہتے ہین سلطان نے بہت کچھ کوشش کی تھی کہ فتاوی تاتارخانی فتادی فیروزشاہی کے ساتھ نامزد ہو جاوے۔ لیکن مصنف نے اس کو قبول نہین کیا۔ اور اپنے محسن مصاحب کے نام پر معنون اور مزین کر دیا۔ اس کتاب کی تالیف اسی سال مین ہے۔ کہ جس کی اکائیان۔ دہائیان اور صدیان سات سات ہین۔

اس مین شک نہین۔ اگر ایسے لوگ۔ لوازم آشنائی کے بارہ مین حقیقت کا لحاظ نہ کر کے تمنا کے تیز مزاج گھوڑے کو سابقہ معرفت کی شاہراہ سے لوٹا لیجائین۔ اور اس باب ہوا وہوس کی تحصیل کے میدان۔ اور نفس پروری کے کوچہ مین اُس کو جولانی دین۔ تو پھر یہ مناسب ہوگا کہ حق شناسی اور حق گزاری کی امید کا قافلہ۔ دلون کی سرائے سے کوچ کر جاوے۔

یاد مولانا سماءالدین جونپوری

آپ قاضی شہاب الدین زابلی کے بالواسطہ شاگرد ہین۔ سلطان حسین۔ ابن سلطان ابراہیم شرقی آپ کا ہی شاگرد ہے۔ چونکہ سمار الملۃ کی راے سے امور ملکی مین بیش بہا ہوتی تھی۔ لہذا سلطان نے خواہی نہ خواہی مسند وزارت پر بٹھا کر قتلق خانی خطاب عطا فرمایا تھا۔ جب سلطان بہلول لودی نے سلطان حسین شرقی پر لشکرکشی کی۔ تو قتلق خان گرفتار کرئے گئے۔ اور شہر دہلی مین لاکر مثل یوسف قید خانہ مین محبوس رکھے گئے۔ دہلی کے بہت سے با استعداد لوگون نے آپ کے دیدار اور گفتار سے قلبی فروغ اور فراغ بہم پہونچایا۔ بالخصوص شیخ عیسیٰ ابن شیخ بدھ آپ کی صحبت مین بہت جایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ خان۔ ظاہری و باطنی علم مین ایسا کمال رکھتے ہین۔ جس مین نقصان نہین ہے۔

(۱) مولانا شمس الدین (۲) شیخ رکن الدین (۳) بابو تاج الدین (۴) شیخ مرحان (۵) شیخ جہانگیر (۶) اور شیخ کبیر۔ ان محقق بزرگون نے شہر جونپور مین نشو و نما پائی تھی۔ اور اسی شہر مین ان کی خوابگاہین بھی ہین۔ چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین منسلک تھے۔ اور اس باکمال جماعت مین سے ہر فرد۔ تن گدازی۔ جان نوازی۔ تحصیل علوم۔ اور عمل کے ساتھ تکمیل علوم مین۔ استوار پہاڑ دن کی مانند

راسخ مستقیم۔ اور مستقل تھا۔

یاد (۱) شیخ حاجی چراغ ہند (۲) و سید اسد الدین

یہ دونوں صاحب ظفر آباد کے باشندے۔ اور شیخ رکن الدین جونپوری کے خلفا میں سے ہیں۔ دن اور رات۔ بقلموں نفس کے ساتھ روزہ داری کا محاربہ رہتا تھا۔ اور بیداری کی صف آرائی رہتی تھی جہاد اکبر کے میدان میں شہسوار تھے۔

یاد شیخ الہداد صالح

آپ شیخ عبد الواحد کے خلفا میں سے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم آپ میں جمع تھے۔ لیکن کتابی علم کو اپنے باصفا باطن کے جمال کا برقع بنا کر ہمیشہ درس دینے میں مشغول رہتے تھے۔ اکثر اُس زمانہ کے طالبان علم۔ آپ کی خدمت میں فضیلت اور مولویت کی اونچی سیڑھی پر چڑھ گئے ہیں۔

منجملہ اُن کے ایک مولانا مجد الدین محمدؒ ہیں۔ تمام علوم اور فنون میں آپ کی مشکل کشا تصانیف اور لطیف تالیفات ہیں۔ اور ہندوستان کے بہت سے متبحر علما آپ کے شاگرد ہیں۔ اور مشہور سلسلوں کے اکثر مشائخ آپ سے کامل طور پر بہرہ یاب تھے۔ ہجری سنہ نو سو تیس میں فرمان روائے سلطنت ظہیر الدین بابر شاہ نے ملک ہند کو فتح کیا تھا اُس زمانہ میں آپ مسند حیات پر ارباب فضل کی فیض رسانی کر رہے تھے۔ اس بزرگ دولت اور بزرگ دوست بادشاہ کی طرف سے آپ کے بارہ میں بہت کچھ تعظیم اور توقیر ظہور میں آتی تھی۔

انہیں میں سے ایک مولانا عبد القادر بدایونی ہیں۔ شہر دہلی کے تمام درس دینے والوں میں آپ افضل تھے۔ کہتے ہیں۔ مولانا عصام الدین ابراہیم اسفرائنی کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد بیان کرتا تھا۔

"میں ہجری سنہ نو سو چالیس میں شرح کافیہ مولانا الہداد کی جو میاں الہ دیا کر کے لوگوں میں مشہور ہیں۔ دہلی میں لایا تھا مولانا کے تمام شاگردوں نے اور نیز دیگر علما نے اُس شرح کو مطالعہ کر کے تعلیقات اور حاشئے چڑھا دیئے۔ جب میں دار العلوم بخارا کو لوٹ کر گیا اور اُستاد کی نظر سے وہ حاشئے گزرے تو تمام تعلیق نویسوں میں سے مولانا عبد القادر کی علم نحو میں زیادہ تعریف فرمائی"

یاد مولانا عبد اللہ

آپ مولانا شمس الدین انصاری لاہوری کے فرزند ہین - آغاز جوانی سے آپ کو مخدوم الملکی - اور شیخ الاسلامی کا خطاب تھا - آپ کی تقریر کی زبان اور تحریر کا قلم - فصاحت اور بلاغت کی عروسون کو زیور پہنا کر حسن دوبالا کرتا تھا - آپ کے قلم کی لکھی ہوئی تالیفات اور تعلیقات تو بہت کچھ ہین - لیکن عصمۃ الانبیا - منہاج الوصول - اور رسالہ تفضیل عقل بر علم جو عقلی اور نقلی دلائل سے استوار کیا گیا ہے - یہ تین کتب باتمیز ظریفون کے نزدیک آپ کی جملہ تصنیفات مین زیادہ مقبول ہین - ہجری سنہ نو سو چونتیس مین جب میر ابو البقا ابن میر عبد الباقی ابن میر تقی الدین محمد جو ایران اور توران کے تمام علما اور فضلا مین فضل تے - ہند مین آئے - اور یہان کے علما کے ساتھ علم آزمائی کی مجلسین ہوئین تو انہون نے مخدوم الملک کو سب پر ترجیح دی - اور فرمایا - اِس نوجوان کی معنوی فطرت - پختگی کی راہ سے کمال پیری مین - اور استحکام کے اعتبار سے آغاز شباب مین ہے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ حج کی فرضیت ساقط ہونے کے بارہ مین انہین معمولی کتب فقہ مین سے آپنے روایتین سو سے زیادہ ہی زیادہ نکالی ہتین اکثر روایتون کی بنا - راستہ کے غیر مامون ہونے پر رکھی تھی - لیکن اخیر مین تقدیری کرشمہ - عرش آستانی اکبر شاہ کی سلطنت کے صدر الصدور شیخ عبد النبی کی رفاقت مین - آپ کے گردن اختیار - اکراہ (ناخوشی) کی رسی مین باندھ کر دریا کے راستہ سے سفر حجاز کو لے گیا - ایک مدت تک اُس اسلامی مقام مین رہے - اور مدرسانہ گفت و گو کے ذریعہ سے مختلف علوم کے آئینون کی زنگ دور کر کے صیقل پر چڑھایا - جب آپنے قدیمی وطن کو معاودت کی - تو اثنا سے راہ مین احمد آباد گجرات بھی پڑا یہان پر آپ کا زمانہ حیات جو تقریبًا سو سال تھا - پورا ہوا - اور صدر عالی قدر - عرش آستانی کے دربار معلی مین آ پہونچے - اور جس طرح سے مقدر مین تھا - روز زندگی کی شام لے لی -

یاد مولانا عبد الرحمٰن لاہوری

آپ شہر لاہور کے بڑے عالمون مین سے ہین - خواجہ عبد الحق احراری کی خدمت مین ارادت لائے ہوئے تھے - ہجری سنہ نو سو پچاس مین جہان فانی کو رخصت فرمایا - خوابگاہ لاہور -

یاد (۱) مولانا حسام الدین سنبو (۲) مولانا حسام الدین سرخ

یہ دونوں صاحب شہر لاہور مین مختلف فنون کے اندر ملکہ رکھتے تھے - اور اُن کے اخلاق بھی پسندیدہ تھے - خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ کی خدمت مین ارادت مندانہ برتاؤ سے پیش آتے تھے - ہجری سنہ نوسوستر مین اس عنصری ملک سے بار زیستی باندہ کر چلے گئے - خوابگاہ لاہور -

یاد مولانا بدرالدین اسحٰق

آپ - علم اور پرہیز کے خزانہ تھے - احراریہ سلسلہ کے حضرات سے مریدانہ اعتقاد رکھتے تھے اور اس خانوادہ کے بزرگ اصحاب بھی آپ کے فطرت فروش اور بافیض درس مین کتاب کھول کر شاگردی کرتے تھے - اور اپنے حوصلہ کے انداز کے موافق جنس علم لے جاتے تھے -

یاد مولانا عبدالسلام لاہوری

آپ علماے زمانہ مین افضل تھے - ہجری سنہ نوسو سترہ مین مولانا سعید ترکستانی سفر حجاز کے ارادہ پر ہند کی طرف آئے تھے مگر کچھ آسمانی واقعات پیش آجانے کے سبب سے مقصد کو نہ پہونچ سکے اور ناچار ولایت ماوراالنہر کی طرف لوٹ جانا پڑا - کہتے ہیں ہند کے عالمون مین مولانا عبدالسلام ایک ہی سربرآوردہ وقت مین - ہجری سنہ نوسو تراسی مین آپ کے نفس مطمئنہ نے اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ کی ندا قبول کر کے سامان باندہا اور دارالسلام کی طرف چلا گیا - خوابگاہ لاہور -

لھم دار السّلام عند ربّھم یقال السّلام ھھنا بمعنے السلامۃ ومن کان فی رق شئ من العوارض والمکونات لم یجد مشام رائحۃ السلامۃ وانما یجدھا من یحرز رقبتہ من رق المخلوقات عرضا کانت او جوھرا - ظاھرۃ کانت

ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہان سے دارالسلام مقرر ہے بعض کہتے ہین سلام کے معنی اس مقام پر سلامتی کے ہین - اور جو شخص عوارض کی یا کون ومکان کی کسی شے کی قید مین مقید ہوگا - اُس کے دماغ مین سلامتی کی خوشبو نہین پہونچے گی - یہ خوشبو اوسی شخص کے دماغ کو پہونچیگی جس کی گردن مخلوقات کی قید سے محفوظ (آزاد) ہوگی یہ حفظ عارضی ہو یا اصلی ہو ظاہری ہو - یا باطنی ہو - اور قرآنی آیۃ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اسلامی قوم جنت مین رہنے والی ہے - لیکن

اور بالجنة دلالة تشير الى ان القوم فى الجنة
لكنهم يسيرون الى اشرف الحيثيات تحرروا من رق
كل كون لقوله تعالى لا يستوى اصحب النار
واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون
الفوز النجاة من كل ما يمكن فيه شائبة
علاقة او ملاحظة قيد ويقال تشرف تلك
الدار لكونها فى محل الكرامة واختصاصها
بقعله الزلفة والا فالاقطار كلها دار
لكن قيمة الدار بما يجاورها ولذا ما انشد

قطعه

انى لا حسد جاركم لجواركم
طوبى لمن اضحى لداركم جارا
باليت جارك باعنى من داره
شبرا لا عطيه لشبر دارا

يقال الحقيقة سواء كانت منزهة عن قبول
الجوار وليس القرب منه سبيلا الى اقطار
فاطلاق هذا اللفظ القلوب الاحباب مونس
بل لو جاز القرب فى وصفه من حيث المسافة
لم يكن لهذا كثير اثر وانما حيوة القلوب
بهذا لان حقيقته مقدسة عن
هذه الصفات ثم لاجل قلوب احبابه
يطلق هذا ولو وقع العلماء فى كد المتاويل
بل هو هذا امارة الحب انا من اجلك

یہ لوگ صرف جنت کے پردہ میں بیٹھنے والے نہیں ہیں - بلکہ کل کونی و مکانی
قید سے نجات پاوینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے - صحب نار
(دوزخی) اور اصحاب جنت (جنتی) باہم برابر نہیں ہو سکتے ہیں - کیونکہ
اصحاب جنت ہی نجات پانے والے ہیں -

فوز کے معنی ہیں نجات پانا - اُن تمام چیزوں سے جن میں شائبہ کسی علاقہ
کا یا رعایت کسی قید کی پائی جاوے - اور کہتے ہیں - اس دارالسلام کے
مرتبہ کا شرف اس سبب سے ہے - کہ یہ محل کرامت میں واقع ہوا ہے - اور
قرب قربی کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے ورنہ کل اقطار دار گھر ہیں لیکن
قدر و قیمت گھر کی باعتبار ہمسائگی ہوتی ہے اسی معنی میں کسی شاعر نے اچھا کہا ہے

ترجمہ

میں آپ کے ہمسایہ پر آپ کی ہمسائگی کے سبب سے حسد کرتا ہوں
جو شخص آپ کے گھر کا ہمسایہ ہو کر رہا - اُس کو بڑی خوشی کا موقع ہے
اے کاش آپ کا ہمسایہ اپنے گھر میں سے مجکو فروخت کر دیوے
ایک بالشت بھر زمین - میں اوسکو بالشت بھر زمین کے عوض ایک پورا مکان دیدونگا

کہتے ہیں - اگرچہ حقیقت ایزدی ہمسائگی قبول کرنے سے بالکل پاک ہے اور
حقیقت کا قرب - قرب اقطار کے ذریعہ سے نہیں ہوتا ہے باوجود اس
لفظ قرب کا جو اطلاق کیا گیا ہے - تو اس کا سبب یہی کہ لفظ قرب کا اطلاق
قلوب احباب میں اُنس پیدا کرنے والا ہے - بلکہ اگر قرب کا وصف مسافت
کے اعتبار سے جائز مانا جاوے تو بھی اس کا کچھ مزید اثر نہیں ہے - اور
اسی قرب سے قلوب کی حیات ہے کیونکہ حقیقت ایزدی ان صفات سے
پاک ہے - پس قلوب احباب کے لحاظ سے قرب کا لفظ بولا جاتا ہے
اور البتہ علما تاویلات کے جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ یہی تو
محبت کی علامت ہے - کہ میں آپکے سبب سے ایسی شے کو اپنے

حملت الذی لا استطیع	اور پر اگیر کرلیا جس کی استطاعت نہین رکھتا تھا۔

یاد (۱) شیخ نورالدین و (۲) شیخ شمس الدین

یہ دونون اصحاب شیخ یعقوب ابن شیخ رکن الدین کے فرزندان رشید ہین۔ اولین صاحب زادہ ظاہری علم سے بہت کچھ بہرہ یاب تھے۔ تکمیل علم کی سیڑہی پر چڑہ کر آخیر مین دریاے لاہور کے کنارہ موضع میانی مین چلے گئے تے۔ اور وہین گوشہ درویشی اختیار کرلیا تھا۔ اور بقیۃ العمر اُسی گوشہ مین اور اُسی کنارہ دریا پر گزاردی۔ دوسرے صاحب زادہ کو بہی بقدر حاجت رسمی علم کا سرمایہ حاصل تھا۔ سلوک اور طریقت کے اندر اپنے بڑے بہائی کی برابر تہے۔ دونون صاحب زادے اپنے پدر بزرگوار کی راست روی کے راستہ پر ثابت قدم تہے۔

مولانا قاضی شاہ لاہوری۔ شریعت اور طریقت کی شاہراہ کے سوا۔ قدم نہین رکہتے تہے۔ اور مجاز و حقیقت کے اصول سے بہی پوری معرفت حاصل تہی۔ بیخودی کے گوشہ مین قناعت پسند توت سے عمر گزاری۔ اور مرتبہ تلوین (ایک مقام ہے تصوف کا) کی رنگ آمیزی سے رہائی پاکر بے رنگی کے مقام مین آسودہ رہتے تہے۔

یاد مولانا اسمعیل لاہوری

آپ ارباب حدیث کی بڑی سند دینے والون مین سے ہین۔ فقہ اور سنت کی کتابین ایران مین شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی۔ اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت مین تصحیح اور مطالعہ فرمائی تہین۔ نقشبندیہ سلسلہ مین ارادت رکہتے تہے۔ امیر عبداللہ ہروی جو میر قطبی کر کے مشہور ہین شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تہے۔ امیر عبداللہ کی ملازمت مین آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تہے۔ ہجری سنہ نوسواسی مین فرمان طلب قبول فرماکر لاہور مین خوابگاہ اختیار کی۔

یاد (۱) مولانا الہداد و (۲) مولانا شمس الدین

آپ دونون صاحب شیخ احمد ابن شیخ شمس الدین ملتانی سلطانپوری کے بیٹے ہین۔ بڑے باکمال عالمون مین سے ہین۔ ان کے پدر بزرگوار۔ ملتان کے بزرگان ولایت مین سے تہے۔ اور

اِن کے جد امجد جناب مولانا کمال الدین داؤد ہین - جو تمام علوم مین فاضلان عہد کے اُستاد تھے فنون حکمیہ کی زیادہ تر تحصیل - سید شریف جرجانی کی خدمت مین بمقام شیراز کی تھی - القصہ ان اصحاب کے طبقہ مین - دین - دانش - دیانت - درویشی - پرہیز - پرستش - پند - اور پذیرائی یہ جملہ اوصاف موروثی اور نیز کسبی ہین -

خواجہ قطب الدین سہرندی - زمان کے شرف - مکان کی سعادت - علم کے کمال - اور عمل کے جمال مین شیخ الہداد صالح کے سہیم و شریک تھے - اور مولانا مجد الدین محمد کی خدمت مین لوجہ اللہ محبت اور دوستی رکہا کرتے تھے - سراے مجد کے دروازہ پر آپ کی قبر اس مدعا کی شاہد ہے -

یاد شیخ بدر الدین سہرندی[۵ل]

آپ شیخ یحییٰ کے خلیفہ ہین - جو مقام سندیلہ مین قیام رکہتے تھے - اور نہایت بزرگ تھے - اُس نواح کے بہت سے عالی قدر لوگون نے استنباط انوار بدر الملۃ سے کیا - اور آپ کی تلقین کی روشنی مین طریقت کی منزلین طے کی ہین - منجملہ ان کے

ایک میان امان اللہ ابن میان غازی سہرندی ہین - جو مقاصد فنون کے عالم مخفی اسرار کے عارف - کلام مجید کے حافظ - اچھے شاعر - رنگین نگار منشی - موسیقی دان - مختلف قلمون کے خوشنویس اور فقراے باب اللہ کے خادم تھے -

دوسرے مولانا میر علی کینو ہین - صاحب حکمت وصفا تھے - اور آپ کا ظاہر ہمیشہ باطن کا مغلوب رہتا تہا - درویشون کے ساتہہ ہمیشہ پرستارانہ بسر کیا کرتے تھے - اُس زمانہ مین سہرند کے اکثر فضلا - آپ کے ساتہہ نسبت شاگردی رکہتے تھے - آپ کے تمام شاگردون مین افضل - جامع کمالات صوری و معنوی شیخ عبد الحی ہین - جو شیخ جوہر کر کے مشہور تھے -

یاد میان علی شیر سہرندی

آپ ایک عالم تھے - جن کو تمام مشہور سلسلون سے بالخصوص قادریہ خانوادہ سے استحکام کے ساتہہ نسبت تہی آپنے عمر عزیز مشائخ طریقت کی خدمت مین صرف کر کے ہجری سنہ نوسو پچاسی مین عالم علوی کو کوچ فرمایا -

---

[۵ل] سرہند کو سہرند بہی کہتے ہین ایک شہر کا نام ہے ۱۲ -

یاد شیخ احمد سہرندی

آپ فقہ کے اصول اور فروغ کو اُستادانہ جانتے تھے - اور اکثر اہل تجرید - اور صاحب فنا مشائخ کے ساتھ اعتقاد صحیح رکھتے تھے - اس مقام کے تمام چھوٹے بڑے ہنگام ضرورت فتویٰ - آپ کے محکمہ مین آکر اپنی مشکلات حل کیا کرتے تھے - ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین مفتی قضا کے حکم سے آپ نے نقد حیات ملک الموت کے سپرد کر دیا -

یاد شیخ عبدالاحد سہرندی

آپ شیخ عبدالقدوس چشتی کے دلی ارادتمندون مین سے ہین - آپ کو مولویت کا شرف - اور تصنیف و تالیف کا سلیقہ حاصل تھا - بہت سے مفید رسالے آپ کے قلم کے لکھے ہوئے ہین - باطنی شعلہ - پردہ سوز برق تھا - اس کی روشنی مین آپ نے مجاہدہ کے ہنگامہ سے نکل کر مشاہدہ کے خلوتخانہ مین راہ پائی تھی - بڑی عمر تک خوشحال زندہ رہے - مگر وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ کے قبیلہ مین داخل نہین ہوئے -

قال بعض المحققین ارذل العمر زمان الفترة بعد المجاهدة وحال الحجبة عقیب المشاهدة ویقال ارذل العمر تحبس المرء عیبت لا یعرف قدر الحق ویقال ارذل العمر التطوع فی ادویة الحسبان ان شیئا بغیر الله -	بعض محققین نے فرمایا ہے - رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس مین مجاہدہ کے بعد فترہ واقع ہوجاوے یا وہ حالت ہے جس مین مشاہدہ کے بعد حجاب واقع ہوجاوے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ وقت ہے جس مین انسان ایسا پھنس جاوے کہ اپنی عمر کی قدر نہ پہچان سکے - بعض کہتے ہین رذیل ترین حصہ عمر کا وہ زمانہ ہے جس کے اندر انسان اس خیال کے وادی مین خوشی خاطر سے چلے کہ کوئی شے بجز خدا جل شانہ کے سوا بھی ہے -

یاد (۱) شیخ علاءالدین سارنی و (۲) شیخ خیرالدین سارنی

یہ دونون صاحب - الٰہی تجلیات کے مظہر تھے - پرہیز اور صبر کا مرقع - توکل اور محویت کی چادر

ملہ اور تم مین سے کوئی کوئی سب سے زیادہ نکمی عمر (یعنی بڑھاپے) کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے - کہ (سب کچھ) جاننے پیچھے (آخر مین ستر ابتر ہو کر) کچھ بھی (بوجھ خاک) نہین - ۱۲

دانش اور بنیش کا خرقہ اور فقر و فاقہ کی گودڑی - اپنے مشرب کے قد پر پہنے ہوئے تھے - تمام تعلقات سے آزادخاطر اور آزادانہ رہتے تھے -

یاد شیخ اختیار الدین سارنی

آپ کو تمام اشیا کے روحی تصرفات مین - اور جانداروں کے ضمائر معلوم کرنے مین کامل اختیار تھا - روایت ہے کہ عزیزان قصبہ سارن چشتیہ اور سہروردیہ سلسلہ مین مراسم ارادت و خلافت ادا کیا کرتے تھے - سو حدانہ ولایت احمدی کی چادر اور فقر محمدی کی عبا علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اپنی دوش ہمت پر رکھتے تھے - اور انفسی و آفاقی (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی رموز سے واقف تھے - کما فہم من مضمون لبعض مکتوبات لبعضہم الی لبعضہا منہا -

عزیز من - ارباب بصیرت کو تحقیق طور سے دریافت ہوا ہے - کہ آدم علیہ السلام اور اُن کے بنی نوع کی پیدائش - ذات اور صفات جلت عن احاطۃ کی معرفت کے واسطے ہے - اور یہ معرفت اس مقدمہ پر موقوف ہے - کہ شناخت نتیجہ اس امر کا ہے - کہ عارف اور معروف کے درمیان مین اشتراک اور اتحاد - صورت اور معنی کے اندر پیدا ہو جاوے - مانظیر اس کی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص بادشاہ نہین ہو جاتا ہے - وہ دوسرے بادشاہ کے حالات اور اوصاف کا فی الحقیقت عارف نہین ہو سکتا ہے - پس انسان بدون اس مرتبہ کے حقیقی مالک الملک - اور اصلی ملک الملوک کو کیسے پہچان سکتا ہے - اسواسطے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو انسان کو پیدا کیا - تو اپنی سلطنت کی صورت اور ملکیت کی صفت پر پیدا کیا - تاکہ انسان - انسانی سلطنت کی مطابقت - الٰہی سلطنت کے ساتھ اس ترتیب سے ہووے - کہ دل عرش - دماغ کرسی - قوۃ خیال لوح محفوظ روح حیوانی اسرافیل - دوسرے ظاہری حواس اور باطنی قوی ملائک - قبہ دماغ جو اعصاب کا منبت - اور قوت نامیہ کا منبع ہے آسمان اور کواکب - اخلاط اربعہ اور کیفیات ممتزجہ عناصر اور قوت ہاے ہاضمہ ومدبرہ - سپاہ اور اہل کچہری - یکے با دیگرے جڑے ہوئے اعضا وغیرہ رعیت - اور انسانی روح جو یگانگی - بیچونی - اور بیچگونگی کے عالم سے اصل خلقت مین حصہ اپنے ساتھ لیکر آئی ہے - سب پر بادشاہ اور حکمران ہے -

القصہ عالم ارواح پر عالم شہادت کے قیاس کی شرطین انسان کو حاصل کرنا چاہئیے - اور

اور معلوم کرنا چاہیئے کہ جو شخص ازلی عنایت کی مدد سے حسن کا رسول - پیر کا ارشاد اور مرید کا شغل ہے اپنی سرکاری سے کے اسباب درہم برہم کر کے ناشناسا ویران جنگل مین جاکر مقیم نہ ہوگا - اور نیز جو[۵۱] مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کے گروہ مین داخل نہ ہوگا - وہ شخص اس معرفت کے فروغ سے ان معانی کی اصل صفائی دیکھ سکے گا - وہی شخص الٰہی معرفت کی سعادت سے سرفراز ہوگا - اور وہی شخص[۵۲] مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے دائرہ مین داخل ہوگا - لیکن اس معرفت کا چہرہ بدون فکر کے نظر نہین آ سکتا ہے - اور فکر - ذکر سے - اور ذکر - محبت سے پیدا ہوتا ہے - اور سالک طالب جب تک دنیا کی خرابی خواری - تباہی - اور تناہی (انتہا) معلوم کر کے - اُس کو دشمن قرار نہین دیتا ہے - اور اس کی محبت کو جو بغض - حسد - کینہ - اور نیز دیگر خسیس عادتون اور ناقص سیرتون کا سرمایہ ہے - بالکل سینہ کے اندر سے جھاڑ بہار کر جگہہ پاک صاف نہین کرتا ہے - تب تک اُس کی گردن اس مکار دنیا کی محبت کے طوق سے آزادی نہین پاتی ہے - اور ایزدی محبت جل ذکرہ اُس کی انسانی سلطنت مین پیدا نہین ہوتی ہے وھذا مما اتفق علیہ خاتم النبیین والانبیاء السابقون والاصحاب والاولیاء اللاحقون - امید ہے کہ توحید کی توفیق بخشنے والا اللہ جل شانہ اپنے تمام دوستون کو انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم شہادت) کی یگانگی اور اصل کے اندر سایہ کی فنا کا مکاشفہ روزی فرمادیگا -

اس انفاس فروشی کی غرض - اس امر کا ظاہر کرنا ہے - کہ اس مقبول جماعت کے کچھہ لوگ تو ظاہر و باطن سے آراستہ اور بیرونی و اندرونی گرشتگی سے پیراستہ تھے - جو فنا اور بقا کے مرحلے - اور جمع و تفرقہ کی منزلین طے کر کے اہل کشف و کرامات ہو گئے - کچھہ لوگون نے کاغذی نقوش کی شناخت اور تحصیل کی سیر مین سخن آفرینی کا منصب پاکر علم کا دروازہ اہل جہان کے سامنے کھول دیا - اور بعض لوگ درویشی - قناعت - گوشہ نشینی - اور تن گدازی کے طریقہ مین مشغول ہوکر تجرید اور تفرید کی شاہراہ پر پڑے -

یاد شیخ یحییٰ کبیر بختیار

آپ مخدوم جہانیان کے خاص مرید - اور بزرگ خلیفہ ہین - جو کوہستان ملتان اور قندہار کے درمیان ہے - اُس مین رہتے تھے - سیادت اور شرافت کے نسب کے ساتھہ خلافت اور شیخت کا شرف آپنے

---

[۵۱] جو شخص اس (دنیا) مین (دیدہ و دانستہ) اندھا (بنا) رہا - وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا - ۱۲ [۵۲] جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا - اُس نے اپنے رب کو بھی پہچانا -

حاصل کرلیا تھا۔ تمام صحرا کے رہنے والے افغان آپ کے ساتھ اعتقاد اور ارادت سے پیش آتے تھے۔ اب آپ کی نسل کے تمام افراد بختیار کے لقب کے ساتھ مشہور ہیں۔ منجملہ اِن کے

ایک شیخ محمد بختیار ہیں۔ تمام ہند کے رہنے والے افغانون کی گردنون مین آپ کی بیعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ جیسے شیر خان سور اپنے تئین آپ کے مریدون مین سے شمار کیا کرتا تھا۔ اور اپنی ظاہری سلطنت اور اُس کا تسلط آپ کی باسعادت دعا کا ثمرہ سمجھتا تھا۔ شیر خان سورھجری سنہ نوسو سینتالیس مین ہند کے تمام صوبون کا فرمان روا ہو چکا ہے۔ شیخ محمد کے فرزند خواجہ خضر دار السلطنۃ آگرہ مین گوشہ گزین تھے انہون نے اپنے آباو اجداد کا طریقہ اور مشرب تعلیم کرتے کرتے زندگی کی شام کو اجل کی صبح کردیا تھا۔

منجملہ پرہیزگاران سلسلہ بختیاریہ کے دوسرے شیخ حسن محمد۔ اور تیسرے شیخ ابابکر تھے۔ جنہون نے آغاز جوانی مین ترک و تجرید کی توفیق پاکر اپنے بابرکت اوقات خدا پرستی مین گزارے۔

یاد سید حسین مشہدی

آپ کے آباے کرام نجف کے ہین۔ اور خوابگاہ بھروچ گجرات ہے۔ مخدوم جہانیان کے سعید خلیفہ تھے۔ اکثر سفرون مین ہمرکاب اور ہم عنان رہنے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی باحقیقت باتین بالکل سید محمد گیسو دراز کے ہم رنگ تھین۔ غالباً اِن دونون بزرگون کا باطنی باغ۔ ایک ہی ندی کے پانی سے سینچا گیا۔ اور شاداب ہوا ہے۔

القصہ۔ یہ دونون والا فطرت نامور اپنے وقت مین کمالات اسمائی کے عیش محل کی رونق تھے۔ اور رہنمائی کی صفائی سے فروغ معرفت کی متلاشی اپنی آنکھون مین خداشناسی اور حق بینی کا سرمہ لگا کر نورانی رکھتے تھے۔ **نفعنا اللہ والمسلمین ببرکات آثارہم اجمعین۔**

یاد سید شیخ ابن شیخ عبداللہ عندروسی صادقی یمنی حضرموتی

آپ عالی نسب سادات مین سے ہین۔ نسب مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہنچتے ہین۔ حدیث۔ اسمار رجال۔ اور انساب کے علم مین۔ سیر و تاریخ مین۔ اصطلاحات تصوف مین۔ اور بیان عرفان مین کامل طور پر تبحر اور رسائی رکھتے تھے۔ داد و دہش کی ہمت کی۔ اور اخذ و جر سے درگزر کرنے کی مشق اعلیٰ درجہ کو پہونچائی تھی۔ اپنی مدۃ العمر مین کسی امیر و وزیر کے دروازہ پر نہین گئے

اپنے عالی خاندان آباد اجداد کا سلسلہ صحیح ہوتے ہوئے۔ قادریہ خانوادہ اور مغربیہ خاندان میں اپنی ارادت اور خلافت کی نسبت قایم کرتے تھے۔

یاد شریف شیخ

ذاتی اور اکتسابی دونوں طرح کی شرافت آپ کو حاصل تھی۔ دسوین دور کے اخیر حصہ تک حیات کی مسند پر بیٹھے رہے۔ راقم گلزار بھی شریف کی شریف ملازمت سے بہرہ یاب ہو چکا ہے۔ احمد آباد کے محلوں میں سے ایک محلہ جوہری واڑہ ہے۔ اُسی میں آپ کی خوابگاہ ہے۔

یاد شیخ عبد المعطی

آپ اپنے وقت کے بزرگ محدثین میں سے ہیں۔ حدیث کی تصحیح اور سند آپ کی ایک واسطہ سے امام سخاوی مصری کی خدمت میں پہنچتی ہے۔ احمد آباد میں رہتے تھے۔ قادریہ اور مغربیہ خانوادہ میں اعتقاد ارادت رکھتے تھے۔ ہجری سنہ نوسو چوراسی میں عالم علوی کو کوچ فرمایا۔

یاد شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ

ان دونوں بزرگوار کی زاد بوم سیوستان سند ہے۔ ایک تو انہوں نے شہر مدینہ میں رہکر زادھا اللہ شرفاً علم حدیث کی تحصیل بہت کچھ کی تھی۔ دوسرے شیخ علی متقی کے ساتھ شیخ ابو الحسن بکری شافعی مصری کی ملازمت میں اور نیز دیگر دالا سند محدثین کی ملازمت میں حاضر ہو کر احادیث کی تصحیح کی۔ اور عالی درجہ کی سندیں لی تھیں۔ لہذا یہ دونوں بزرگوار شیخین منی کے لقب سے مشہور تھے۔ بالآخر گجرات میں آکر دونوں نے احمد آباد میں مکان قیام تجویز کر لیا تھا۔ لیکن شیخ عبد اللہ کو حجاز کی طرف پھر لوٹ جانے کی توفیق ہوئی۔ اور ہجری سنہ نوسو چوراسی میں مدینہ معظمہ کے اندر اُخروی خوابگاہ اختیار کی۔

یاد سید عطا محمد

آپ کا لقب علاء الدین ہے۔ صحیح النسب سادات۔ اور سلسلہ قادریہ کے عالی مرتبہ مشائخ میں سے ہیں۔ احمد آباد گجرات میں ریاضت اور عبادت کے لئے۔ ایک حجرہ تجویز کر لیا تھا۔ ہجری سنہ نوسو کتالیس تھا۔ کہ جنت آشیانی ہمایون شاہ نے جب صوبہ گجرات فتح فرمایا۔ تو سلطان بہادر ابن مظفر گجراتی شکست کھا کر جزائر کے سواحل کی طرف بھاگا۔ اُس وقت سید نے بھی بہادر کے لشکر کے ہمراہ ہجرت کی تقدیری کرشمہ سے۔ دریا کے ایک ساحل پر اسیر فرنگ ہو گئے۔ اور جب وہاں سے رہائی ملی۔ تو حرمین محترمین

زادھا اللہ شرفاً کے طواف سے سعادت حاصل کی۔ پھر وہان سے تھوڑی سی ہی مدت مین قدیمی وطن کی طرف بازگشت فرمائی۔ آپ کے حالات کا بیان کسی قدر اس طرح پر ہے کہ ایام سال کا اکثر حصہ روزہ مین گزرتا تھا۔ روزہ کے اندر افطار کا سبب ضیافت کے سوا اور کوئی نہین ہوتا تھا۔ آپ کا رات کا کھانا صرف ایک پیالہ شوربا سے باقلا۔ اور ایک پیالہ دودہ ملا ہوا قہوہ تھا۔ دونون پیالون کا وزن پانچ چھ چمچہ سے زیادہ نہین ہوتا تھا چشتیہ۔ سہروردیہ۔ مغربیہ۔ اور بخاریہ خانوادہ سے بھی اجازت۔ خلافت اور ارشاد کا خرقہ ملا تھا۔ عربی شعر شیخ ابن فارض مصری کی روش پر کہا کرتے تھے۔ اعجوبتہ الزمان۔ اور نادرۃ الدوران۔ یہ دو دیوان آپ کے۔ ارباب سخن مین مشہور ہین۔ ماہ ربیع الاول ہجری سنہ نوسو چھیاسی مین اُخروی سفر فرمایا۔ آپ کی قبر اوسی خانقاہ مین بنائی گئی۔ جس مین رہتے تھے۔ پانچ بیٹے اور تین خلیفہ چھوڑے۔ سب رشید تھے۔ اولین فرزند سجادہ نشین تھے۔ سید عبدالرزاق نام اور ابوبکر کنیت تھی دوسرے فرزند سید نصیر نام اور ابوصالح کنیت تھی۔ تیسرے فرزند سید محمد۔ چوتھے فرزند سید علی۔ اور پانچوین سید احمد تھے۔ اولین خلیفہ شیخ بہاءالدین۔ دوسرے خلیفہ شیخ محمد۔ اور تیسرے خلیفہ شیخ ابراہیم تھے۔ یہ تمام اولاد اور خلفا۔ رہنمائی کی مسند پر ظاہری و باطنی کمالات۔ دینی و دنیوی سعادت۔ اور علمی و عملی شرف سے آراستہ اور پیراستہ تھے۔ اور زمانہ کے مشائخ اور اولیا کے حلقہ مین کامل طور پر امتیاز رکھتے تھے۔

یاد شیخ کلیم الدین موسی گجراتی

آپ نامور علما مین سے ہین۔ تقریر اور تحریر مین فصیح زبان اور شیرین قلم تھے۔ کئی طرح کی عبادات مین اپنی اوقات منضبط رکھتے تھے۔ شمس عالم اور قمر عالم آپ کے فرزندانِ رشید ہین۔ یہ دونون صاحب رادے حقانی انوار اور ربانی تجلیات کے مظہر تھے۔ ان تینون اصحاب کی خوابگاہ احمد آباد مین ہے۔

یاد شیخ نصیر جمال

آپ کی خوابگاہ نوساری مین ہے۔ جو گجرات کے پرگنات مین سے ہے۔ آپ شیخ الشیوخ سہروردی کی پاک نسل سے ہین اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ بہت سے لوگ آپ کی ہدایت سے کمال کے درجہ کو پہونچے۔
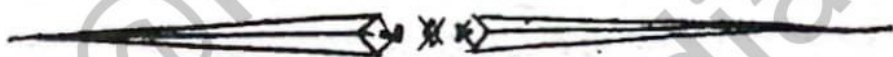
یادِ شیخ شریف محمد

آپ ہجری سنہ نوسو چوراسی مین منڈو (مانڈو) مین تھے۔ تصوف کا آغاز۔ علم کی تحصیل۔ جواہر خمسہ کا عمل۔ دعوات کی استجازۃ۔ اذکار کی سند۔ اور اشغال ورشتۃ الحق کی تعلیم۔ یہ تمام کام آپنے۔ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین کئے تھے۔ جو راقم گلزار کے مربی ہین شیخ نصیر جمال کی نسل مین سے ہین۔ کشایش (کشف ہوتے) کے بعد چند روز آپنے قصبہ دیواس مالوہ کے کوہسار مین ریاضت کی۔ اور یہان سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کے واسطے گوالیار کو گئے۔ گوالیار پہونچکر شیخ عبداللہ سجادہ نشین کی خدمت سے اور شیخ ضیاء اللہ۔ اور نیز یہان کے دیگر مشایخ کی خدمت سے فیض حاصل کیا۔ پہر یہان سے دہلی کی سیر کے واسطے روانہ ہوئے۔ دہلی مین اہل دہلی کے قلوب اور قبور کی زیارت کی۔ پہر گجرات کو لوٹ آئے۔ اب اپنے آبائے کرام کے وطن مین چراغ معرفت روشن کرکے۔ گوشہ گزین ہین۔ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک خبر ملی ہے۔ کہ مسند حیات پر بیٹھے ہوئے تھے۔ خدا کرے۔ عمر دراز ہو۔

این ترانہ در پردہ شکرگزاری ست

الحمد للہ المعین علی اتمام ما اراد ظھورہ فی الازل منا کہ چارون صدیون کے بید اہل اصحاب جہاخروی خوابگاہ کے تہخانون مین آسودہ ہین۔ ان کے سعیدانہ حالات کے لکہنے سے فراغت ہوئی اور جو شب زندہ داران خلافت ظاہری زندگانی کے دالان مین تلقین وارشاد کی انجمن۔ ان ایام مین گرم رکہتے ہین۔ ان کے بابرکت حالات لکہنے کے واسطے ایزدی تجلیات کے دربار سے مجکو شروع کرنے کی توفیق ملی اعلموا ایھا الجالسون علے نباالقرب والحبو کہ یہ بات کسی اہل دانش کے یقین مین نہین آتی ہے۔ کہ ارباب سیر و تاریخ۔ اصحاب تذکرہ و تبصرہ۔ اور اہل انساب و اسماء رجال۔ اس امر کا شکر کیونکر ادا کرین کہ محیی علی الاطلاق نے اُن کے خامہ تصنیف کے ذریعہ نفس کتابت مین کرامت کے طور پر حادۂ احیا اموات اور ابقاء نسل انسانی کی وہ خاصیت عطا فرمائی ہے۔ جو نطق کے ذریعہ سے انفاس مسیحائی کو بطور معجزہ عطا فرمائی تھی۔ یا دین کیئے۔ وہ خاصیت رعایت و شفقت کے طور پر نفس رحمانی کے ساتھ

مخصوص ہے اور [1] مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَ النَّاسَ جَمِیْعًا کے ثواب کا خلعت [2] منفین کو پہنا کر کافی امتیاز بخشتا ہے۔

اس مین شک نہین - کہ طبیعت اور فطرت کے اہل حقیقت اور صاحب طریقت گروہ نے عالم ارواح اور عالم اجسام کی رمز دانی کے دریا مین جو اپنے ادراک کا جال ڈالا ہے - اس تلاش سے اُن کی غرض سوا اس کے نہین ہے - کہ عالم شہادت اور عالم ترکیب کے بیابانی شکار کے بارہ مین تو حلال وحرام - اور منع و اجازت کی نسبت کہین اختلاف اور کہین اتفاق ہے - لہذا اپنی فرصت کا وقت اس شکار کے کام مین صرف نہین کرنا چاہئے - تاکہ روز پرسش کی کشاکش سے - جواب دہی کی کش مکش مین گرفتار نہ ہونا پڑے - بلکہ بجائے اِس کے فنا اور استغراق کے دریا مین مراقبہ کو شکار کا موقع دیا جاوے - اور کشف اور عین الیقین کے ذریعہ سے مرکبات اور مجردات کے حقائق کو شکار کر کے حقیقۃ الحقائق کے دستارخوان پر **الاکل علی ملک المبیح** کے فتوی کے بموجب اپنے لئے مباح کیا جاوے - تاکہ فرقانی بطون کی عرفانی مجلس مین آیۃ [2] اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ کے مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو -

قیل المراد من البحر الفناء فی الله ومن الصید حقائق الموجودات ومراکز الکائنات - کما قال بعض المحققین فی تفسیرہ حکم البحر خلاف حکم البر فاذا غرق العبد فی بحر الحقائق سقط حکمہ فصید البحر مباح لہ لانہ اذا غرق صار محوا فما الیہ ولیس بہ ولا منہ اذ ھو محو والله غالب علی امرہ -	کہا گیا ہے - کہ بحر سے مراد فنافی اللہ اور صید سے مراد موجودات کی حقیقتین اور کائنات کے مرکز ہین - جیسا کہ بعض محققین نے اِس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے بحر کا حکم بر (جنگل) کے حکم کے خلاف ہوتا ہے - جب بندہ حقائق کے دریاؤن مین غرق ہوا - تو حکم بری اُس پر سے ساقط ہو گیا - اور اس وقت مین دریا کا صید اُس کے واسطے مباح ہو جاتا ہے - کیونکہ بندہ جب غرق ہو گیا تو وہ محو ہو گیا - پس کوئی بات نہ اُس کی طرف ہے نہ اس کے ساتھ ہے - اور نہ اُس کی طرف سے ہے کیونکہ وہ تو محو ہے اور اللہ جل شانہ اپنے حکم پر غالب اور قادر ہے -

[1] جس نے مرتے کو بچا لیا - تو گویا اس نے تمام آدمیون کو بچا لیا ۱۲ [2] دریائی شکار تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے ۱۲

اس بنیاد پر اعتقاد اور اخلاص کی منزلوں کے رہنے والوں اور چلنے والوں کے حال و قال کے مناسب یہ ہے - کہ اس جماعت کے بعض حال اور قال کو اپنے ادراک کی ترازو سے صحیح صحیح وزن نہ کرسکیں - یا جس حال و قال کو اپنے حوصلہ کے ظرف مین نہ لاسکین - اُس حال و قال کی تحقیق اور تصحیح سے متعرض نہ ہون - کیونکہ جس شے کو اس جماعت نے آفتاب کشف کی روشنی مین پایا ہے اُس کو یہ لوگ چراغ عقل کے پرتو سے نہیں دیکھ سکتے ہین - لراسمہ

از خرد جان را جہان افروز نتوان ساختن		از فروغ شمع شب را روز نتوان ساختن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عن اشياء ان تبد لكم تسؤكم قال بعض المحققين فى تفسيره اذا اسبل عليكم ستر اللطف فلا تتعرضوا للعلم بما اخفى عليكم فيتنغص بالتجسس عليكم عيشكم ويقال لا تتعرضوا للوقوف على محل الاكابر فلا تستوجبون ذٰلك فيسوء كم تقاصر رتبتكم -

سلمانو! بہت باتین (کریدکرید کر) نہ پوچھا کرو - کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو بُری لگیں - اِس آیۃ کی تفسیر مین بعض محققین نے فرمایا ہے - جب تمہاری آنکھوں پر (مصلحۃً کسی امر کے مخفی رکھنے کے واسطے) مہربانی کا پردہ ڈال دیا جاوے تو جو امر تمہارے اوپر مخفی رکھا گیا ہے - اُس پر علم حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اس تلاش سے تمہارے اوپر تمہارا عیش منغص ہوجاوے گا - اور بعض کا قول یہ ہے کہ تم اکابر کے مقامات پر وقوف حاصل کرنے کے درپے نہ ہو - کیونکہ اکابر یہ علم تم کو دنیا (اپنے اوپر) واجب نہیں سمجھین گے - اور پھر تم کو اپنے مراتب کی کمی بڑی معلوم ہوگی -

پس یہی بہتر ہے - کہ اصحاب دعوت اس کتابی کہف (غار) کے اندر عبارت کی قیلولہ گاہ مین بے اعتبار اغیار کی نظر سے اپنے تئین پوشیدہ رکھین - اور حقائق و معارف بیان کرنے کے مقام پر بظاہر تخت رحمت کے سونے والون کی طرح سے خاموشی - اور باطن مین محفل زندگانی کے مسند نشینون کی مانند گویائی اختیار کرین - تاکہ ان کی رہنمائی کی ہمیشہ رہنے والی بہار - طالب افسردہ دلون کی زمین استعداد سے مل کر اس زمین کو الرضوان عنہم وعنہ کا باغ بنا دیوے - الی یوم الوقت المعلوم -

یاد شیخ علیسیٰ ابن شیخ قاسم سندھی

جب آپ کی عقیدت کے آفتاب سے وحدت کی شعاعین نکلین - مقبولیت کے چاند مین محاسنہ

کا اقتباس ہو- مراقبہ مشاہدہ کے جہان کو حاوی ہو - ہمت کا سایہ دار درخت - بد نصیب درویشون کے سرون پر چتر کا کام کرے - ہنگام ارادت آپ کی دست بوسی - ایزدی عرفان کا سرمایہ بخشے - تلقین کی گوہر فشان زبان - آگہی وجدان کے خزانہ کا راستہ دکھا دے - ایک لحظہ کی باطنی توجہ ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم ارواح) کے کام بنا دے - اور آپ کی کشادہ پیشانی کا شیوہ - ربانی لوگون کی دل ربائی کرے - تو کیونکر کہا جاسکتا ہے - کہ آپ کے وجود کا باغ صرف علوم اور فضائل کی بہار سے سرسبز ہے - بلکہ یون کہنا نہایت موزون ہے کہ آپ کا فیض رسان وجود تمام عقول اور کل علوم کے چمنستان کا نوروز ہے - مدظلہ العالی آپ شیخ لشکر محمد عارف کے مرید اور خلیفہ ہین - اگر تصوف کے شہرستان کو شیخ لشکر محمد عارف کی بصیرت کا قدم فرسودہ کوچہ اور سلوک کے سنسان جنگل کو صاحب ممدوح کی دانش کے قدمون سے کھندی ہوئی گھاٹی کہا جاوے تو ناموزون نہ ہوگا قدس سرہ -

شیخ علیسی کی زادبوم ایرج پور دارالسلطنۃ صوبہ برار ہے - ایک روز آپ نے فرمایا -

جن ایام مین میری مان مجھسے امیدوار تھین - اُن ایام مین پدر بزرگوار کے اُستاد نے خواب دیکھا - حضرت سلیمان علیہ السلام میرے گھر تشریف لائے ہین - انہین ایام کے قریب قریب میری مان نے یہ خواب دیکھا - کہ مولانا یونس ہمارے گھر آئے ہوئے ہین جو ایک عالم متبحر اور درویش مستغرق تھے - ان ایام مین پدر بزرگوار ایک گانون کو گئے ہوئے تھے - جو ایرج پور کے نزدیک ہی ہے - والدہ ماجدہ نے علی الصباح عمی واستادی شیخ طاہر محدث کی خدمت مین حاضر ہوکر یہ واقعہ خواب کا عرض کیا - عم مکرم نے فرمایا - تمھارے اس شکم سے ایک فرزند پیدا ہوگا - جس کو دونون جہان کی ریاستین نصیب ہونگی بالآخر عم مکرم کے موثر انفاس کے فیض سے روز یکشنبہ تاریخ پانچوین ذی حجہ ہجری سنہ نوسو باسٹھ یا ترسیٹھ کو عنصری تصویر خانہ مین میرا نقش نمودار ہوا - عم مکرم نے تمناً اپنے عم کے ہم نام میرا نام علیسی رکھا - عم مکرم کے عم محترم - دونون جہان کے فضائل اور کمالات سے آراستہ - قرآن کے حفظ اور قراۃ کے ساتھ نامور - اور سخاوت و دولت مین شہرۂ روزگار رہتے - اس کے بعد پدر بزرگوار - اس موضع سے لوٹ کر آئے کہ جس موضع کو گئے ہوئے تھے - تو انہون نے اپنے اُستاد کی خواب کی بنا پر یہ چاہا -

کہ میرا نام سلیمان رکھین لیکن بڑے بھائی کی بزرگی اور ادب کے لحاظ نے باز رکھا۔ پھر تاریخ پانچوین محرم ہجری سنہ نوسو اکیاسی کو پدر بزرگوار کا سایہ میرے سر پر سے اُٹھ گیا۔ اسی سال اپنے عم مکرم رحمہ اللہ کے ہمراہ سامان اقامت اٹھا کر برہان پور خاندیس مین چلا آیا۔ اور ہم دونون نے یہین مکان تجویز کر لیا۔ ہجری سنہ نوسو پچاسی تھا۔ کہ رہنما پیر کی تلاش کے واسطے۔ جو معرفت کی آباد اور بافروغ بستی مین پہونچا دیوے۔ سیاحی کی شورش نے دل کے اندر سے پانون باہر نکالا جب مکان سے نکل کر مسافرت کے راستہ مین چل کھڑا ہوا۔ تو دوسری منزل پر قصبہ کولوا واقع ہوا۔ اِس کے قریب پہونچکر یہ تلاش ہوئی۔ کہ منزل پر جلد پہونچکر کسی عزیز آشنا کا مہمان ہونا چاہیے۔ یہ خیال دل مین استحکام کے ساتھہ قایم ہوا۔ اور اس اندیشہ سے خاطر مین ایک قسم کی شگفتگی تھی۔ ایکبارگی ایک گھاٹی مین راہ بھول گیا۔ کوہستان اور بیابان مین بہت کچھہ سرگردانی اٹھائی۔ اتنے مین دور سے ایک ویران دیہ نظر آیا۔ مین سمجھا۔ کہ پھٹے پُرانے کپڑے جو پاس ہین۔ یہ بھی لٹ جاوینگے۔ یہ خیال کرتے ہوئے فقیر اور رفیق دونون شکستہ دل اور دعاکنان پانی کی تلاش مین گانون کے کنارہ پہونچے ویرانہ کے گوشہ مین جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھون نے ہم درویشون کو دیکھا۔ اور دوستی دلجوئی۔ فروتنی۔ اور خوش دلی کے ساتھہ گانون کے اندر لے گئے۔ اور جو کچھہ اُن سے ہوسکا۔ پرستاری مین کوتاہی نہین کی۔ اس کے بعد آیندہ منزل کے واقعات بھی اسی روز کی طرح پیش آئے۔ یہ دو قوی ثبوت دیکھکر توکل کا خیال دل مین پیدا ہوگیا۔

القصہ جب مین اجین مالوہ مین پہونچا۔ تو شیخ عبدالکریم ابن شیخ راجے محمد قادری علیہ کی خانقاہ مین اُترا۔ اُن ایام مین مالوہ کی جاگیردار اور امیران اعظم ایک اہم کام کے واسطے شہر کی حدود مین خیمے لگا لگا کر ایک جگہہ جمع ہوئے تھے۔ شہر کے مشائخ اور عالمون نے چاہا کہ میری ملاقات اِن اصحاب سے کرادین اور مینے علم۔ پرہیز۔ فقر۔ اور فنا غرض کہ جو کچھہ بھی اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی خوشنودی کے واسطے عرق پیشانی سے فراہم کیا ہے۔ اُسکو قلیل المقدار تنخواہ کے عوض بیچ دین۔ سبحان اللہ

راقم گلزار بھی اُن ایام مین وہان موجود تھا۔ آپ کے دیدار سے بہرہ یاب ہوا تھا۔ اور بیچنے والون کے

خلاف رائے دی تھی۔ چونکہ لوگوں کے قرارداد کو آپ کے الہام پذیر ضمیر نے پسند نہیں کیا۔ لہذا دوسرے روز پیغام کے ذریعہ سے سب کو رخصت کر کے۔ سارنگ پور کا راستہ لیا۔ آپ کہتے تھے۔

جب میں سارنگ پور پہونچا۔ تو شیخ عبدالملک شطاری کی ملازمت میں حاضر ہوا۔ شیخ عبدالملک شطاری شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ تھے۔ اور سالک تھے۔ مگر اہل توحید و تحقیق۔ بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ اور معرفت کی باتیں تعلیم کیں۔ میرا ایک رفیق تھا۔ جس کا دست راست کارآمد نہ تھا۔ کج تھا۔ جب کھانا سامنے آیا۔ تو اُسنے بایاں ہاتھ خرقہ کے اندر سے نکالا۔ اور مذاق سے کہا۔ روایت کے بموجب عیسیٰ کے ساتھ اندھا شخص ہونا چاہیئے۔ نہ کج ہاتھ والا۔ تھوڑی دیر اسی قسم کی باتوں سے دل بہلتا رہا۔ پھر جب میں گوالیار کو گیا۔ تو یہ چاہا۔ کہ آلہی مجذوب سید کپور حسینی کی قبر پر جاؤں۔ فوراً دل میں یہ بات آئی۔ کہ جب تک حضرت غوث الاولیا کے روضہ کی آستانہ بوسی سے سعادت حاصل نہ کرلوں گا۔ تب تک کسی دوسری جگہ نہیں جاؤں گا۔ جب میں قبلہ خداپرستان حضرت غوث الاولیا کے حظیرہ میں پہونچا۔ تو دل میں الہام اور بصیرت پیدا ہوکر کچھ ایسا جما۔ کہ ہمیشہ فاتحہ کو حضرت غوث الاولیا کی روح پر فتوح کا تحفہ کرتا رہتا ہوں۔ پھر گوالیار سے روانہ ہوکر دارالسلطنتہ آگرہ میں آیا۔ یہاں پر قاضی جلال الدین ملتانی علمی مدرسہ کے اُستاد اور خانقاہ کے صوفی تھے۔ اِن سے ملا۔ انھوں نے اول ہی۔ رئیس المحدثین گمی شیخ طاہر کے حالات دریافت فرمائے۔ ‌نے جواب میں ماندبود کی کیفیت بیان کی۔ اُس وقت مولانا ابو بکر عطاراللہ۔ اور حکیم اسحٰق لاہوری بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے کہا۔ یہ مہمان شیخ طاہر کے بھائی کا بیٹا ہے۔ بہت خوش ہوئے۔ اور بہت دلجوئی کی۔ مینے چند روز گراں کمائی پر چند تارکان دنیا کے ساتھ بسر کئے۔ ہر روز کسی قدر نقد ہاتھ آجاتا تھا۔ اور شکم پروری کے شاہو جاتا تھا۔ یہ دیکھکر دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ شاید میری درویشی۔ ایزدی درگاہ میں قبول نہیں ہوئی۔ جو ہر روز تونگرانہ۔ سیری کے ساتھ گزرتی ہے۔ اس اندیشہ پر میں دلیرانہ آزمایا گیا۔ اس آزمائش میں ظاہر ہوا۔ کہ اس طرح کا توکل بھی شرک خفی ہے۔ اور قوت القلوب میں جو التوکل ھوالفراد عن التوکل کا بیان ہے۔ وہ یہیں سے ہے۔ جب اس قضیہ

لہ توکل۔ توکل سے بھاگنا ہے ۱۲

من بھی خوب اندیشہ کیا گیا - تو تسلسل کی صورت معلوم ہوئی - پس حیرت ہوئی - کہ توکل کیا چیز
ہے - بحکم الٰہی - نفس ملہم نے آگاہ کیا - کہ اسم قوی اور متین کی اُس تجلی کو توکل کہتے
ہین - جو سالک کے دل پر پڑے - یعنی جب تک درویش کا دل ان دونون بزرگوار
اسمون کا تجلی گاہ نہین ہو جاتا ہے - تب تک اوسکو متوکل نہین کہتے ہین - اور یہ
توکل - توحید حق اور فنائے خلق کے معنی مین ہے - قصہ کوتاہ مینے برہان پور کو بازگشت
کی - یہان آکر ایک حسین منظر کے حسن پر دل مائل ہوا - اور محویت کی نوبت یہان
تک پہونچی - کہ کتاب پڑہنے کے وقت صحیفون کے حروف اور خطوط سے - نام محبوب
کے نقش کے سوا - کچھہ نظر مین یا اندیشہ مین نہین آتا تھا - اور نماز کی محراب مین
محبوب کی صورت نے صنم ہونے کی شان اختیار کی - بلکہ ادراکات اور حواس اپنے
مدرکات سے بیکار ہو کر محبوب کے سوا کچھہ معلوم نہین کر سکتے تے - قوۃ ذائقہ - پانی
کو دودہ سے جدا نہین کر سکتی تہی - اور کان - نغمہ کو نوحہ سے علیحدہ نہین پہچانتے
تے - میرے سودا کی کسی قدر کیفیت استادی عم مکرم کو معلوم ہوئی - تو فرمایا - ایسی
استعداد والا اگر رسمی علم کی طلب چھوڑ کر ایزد شناسی کے دامن سے لٹک جاوے - تو
سب سے زیادہ جلدی مقصد مین کامیاب ہو جاوے - بالجملہ چونکہ محبوب کی صورت نظر
کے سامنے سے بالخصوص نماز کے اندر - تغافل کرنے اور لاحول پڑہنے پر بہی دور
نہین ہوئی - اور مینے اس بات کو ازروے شریعت ناروا جانا - لہذا شیخ لشکر محمد عارف
شطاری قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اصلیت گم راہی بیان کی - ان ایام مین طالبان
ہدایت کی عنان شیخ لشکر محمد عارف کے دست رہنمائی مین تہی - شیخ لشکر محمد عارف نے فرمایا -
تین روز روزہ رکھو - اور چوتھے روز تلقین ذکر لو - ذکر کے نور سے - یہ وسواس نیستی کی طرف
کوچ کر جاوینگے - چنانچہ مینے ایسا ہی کیا - ہنوز تیسرا روزہ افطار نہین کرنے پایا تھا - کہ میرا
دل اُس تعلق سے یکبارگی ہٹا - اور تلقین کے روز دل کے اوپر ذکر نے ایسی جگہہ پکڑی
کہ گھر کی طرف واپس آنے کے وقت بازار کے چراغون سے اللہ جل شانہ کے نام کے سوا
کچھہ بہی نظر نہین آیا - اور اُن چلہ کے آغاز مین تمام بدنی اعضا سے بلکہ ہر ایک بال کی جڑ سے

ذکر مذکور مینے گوش خیال سے سن لیا - اسی چلہ کے انجام مین توحید کا تخم - زمین دل پر بکھیرا گیا - اور دوسرے چلہ کی بہار سے گلستان بنا دیا گیا - ابھین اُسی گلستان سے بے شمار پھول - تصنیف اور تلقین کے ذریعہ سے - دوستان حال واستقبال کے واسطے ذخیرہ کرتا ہون "

ایک روز یاد کرکے آپ فرماتے تھے -

رمضان کا مہینا اور ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ تھا - ایک رات اعتکاف کے اندر مجھ معتکف سراپا عبودیت کی خاطر مین یہ بات آئی - کہ اس وقت مین تمام اصحاب کو جمعیت اور حضور حاصل ہے - اور حصن حصین کی حدیث مین لکھا ہے - کہ رقت قلب کا وقت دعا کی قبولیت کا محل ہے - لہذا مجکو دعا کا ہاتھ قبولیت کی امید پر اُٹھانا چاہیے - ہنوز یہ خیال نفس ناطقہ سے آگے بڑھکر زبان تک نہین آنے پایا تھا کہ مینے حق سبحانہ تعالی کو اُن تمام مظاہر سے آشکارا دیکھ لیا جو نظر آتے تھے مع ذلک سوال کا خیال اس بنیاد پر دل سے دور نہین ہوا - کہ مرتبہ عبودیۃ اسی صورت مین ثابت ہوتا ہے -

انما یسال العبد امتثالا للامر الذی وقع فی قوله تعالے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1] فالعبد المحض لله سبحانه من هو لیس فیه شوب ربوبیة وشائبة رقیة لامر سواه ولیس لهذا الداعی همة ورسوم متعلقة فیما سال فیه من مسئول معین وغیر معین وانما همته مصروفة الی الامتثال فقط غیر متجاوزة

بندہ دعا صرف تعمیل حکم کے واسطے کرتا ہے جو اللہ جل شانہ کے قول ادعونی استجب لکم مین واقع ہوا ہے - کیونکہ خالص اللہ جل شانہ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے - جس مین ربوبیت کا لگاؤ - اور اللہ تعالی جل شانہ کے سوا کسی اور شے کے ساتھ پھنساؤ نہ ہو - مذکورہ بالا سائل کا قصد اور ارادہ اُس شئے کے متعلق نہین ہوتا ہے - کہ جس کے بارہ مین اُس کا سوال ہوتا ہے - خواہ وہ مسئول معین ہو یا غیر معین ہو سائل کا قصد تمام وکمال صرف تعمیل حکم کی طرف متوجہ

لہ - ہم سے دعا مانگتے رہو - ہم تمہاری دعا قبول کرینگے -

الی مطلوب سواہ فانہ لایجوز
ان یکون مطلوبا لان من شان المطلوب
ان یکون موجودا فی نفس الامر
ومفقودا عند الطالب باعتباره
والغیر ما سواہ معدوم فی
نفسہ فلا یکون من شانہ
ان یطلب فلا ینبغی ان یطلب احد احدا
سواہ فاذا اقتضی الحال السوال اللفظی سال
عبودیۃ واذا اقتضی التفویض و
السکوت عن الدعاء سکت عنہ

فسنح هذا المرجو فی صورۃ التمیز
علی خاطری عند تخیل السوال معًا
الیست الموجودات یمکن ان تتصف
بالرحمۃ الرحیمیۃ کما اتصفت بالرحمۃ
الرحمانیہ علی مقتضی رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ لان الشیٔ اذا اتصف بالرحمۃ
الرحمانیۃ التی هی عبارۃ عن نفس الرحمٰن
وهو تجلی الوجود الواجب تعالٰی
فلا یلیق ابتلاءہ بالقهر والعذاب
لان صفۃ الرحمۃ ثابتۃ للحق
سبحانہ بالذات وبالقصد
وصفۃ القهر بالعرض وبالتبع

ہوتا ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے سوا کسی دیگر مطلوب کی طرف
متجاوز نہین ہوتا کیونکہ غیر اللہ کا مطلوب بنانا جائز نہین ہے۔
اس واسطے کہ شان مطلوب یہ ہے۔ کہ وہ نفس الامر مین ضرور
موجود ہو۔ مگر طالب کے نزدیک اُس کے اعتبار سے مفقود ہو
اور غیر اللہ اور ماسوا سے اللہ فی نفسہ
معدوم ہین۔ لہٰذا اُن کی شان مین یہ بات داخل نہین ہے
کہ مطلوب بنائے جاوین۔ پس ہرگز یہ بات سزاوار نہین ہے۔ کہ
کوئی شخص بھی اللہ جل شانہ کے سوا کسی اور شے کو مطلوب بناوے
اس صورت مین اگر حال۔ لفظی سوال کا مقتضی ہو۔ تو
عبودیۃ کی راہ سے سوال کرے۔ اور اگر حال تفویض اور سکوت
عن الدعاء کا مقتضی ہو۔ تو دعا سے سکوت کرے۔

پھر مُعا خیال سوال کے ساتھ ہی تمیز و
تفریق کے طور پر میرے دل مین یہ سوال پیدا ہوا
کہ اگرچہ تمام موجودات بمقتضائے رحمتی وسعت کل شئے
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہین۔ اور دلیل اس کی
یہ ہے۔ کہ جب کوئی شے رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہو چکی
جو عبارت نفس رحمن سے ہے۔ اور نفس رحمانی بعینہ وجود واجب
تعالیٰ کی تجلی ہے۔ تو پھر یہ بات کب موزون ہے کہ وہی شے قہر اور
عذاب مین مبتلا ہو۔ لیکن کیا یہ ممکن نہین ہے۔ کہ موجودات جس طرح
رحمۃ رحمانیہ کے ساتھ متصف ہوئی ہین۔ اسی طرح وہ
رحمۃ رحیمیہ کے ساتھ بھی متصف ہوئی ہون۔ کیونکہ
حق سبحانہ کے واسطے صفۃ رحمۃ بالذات اور بالقصد
ثابت ہے اور صفت قہر بالعرض اور بالتبع۔

سلہ ۵ ہماری رحمت داہل دنا اہل م سب چیزون کو شامل ہے ۱۲ ط

وعلی هذا اما قال البیضاوی فی قوله تعالی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ [۵۱] وعدم غفران الشرك مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاته لیمتنع الترديد [۵۲] والتعلیق بأ تمّت کلمۃ ربك بالحسنٰی [۵۳]	اور اسی اصول پر مبنی ہے۔ جیسے قاضی بیضاوی نے فرمایا ہے اللہ جل شانہ کے قول پاک ان تعذبہم فانہم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم کی تفسیر میں وعدم غفران الشرك مقتضی الوعید (ترجمہ) یعنی شرک کا نہ بخشا مقتضا ئے وعید ہے۔ اس بیان میں بذاتہ کوئی تناقض نہیں ہے۔ کہ جس کی وجہ سے تردید اور کلمات تمت کلمۃ ربك بالحسنی کے ساتھ تعلیق ممتنع ہو

آپ کی تصنیفات کا شمار یہ ہے (۱) روضۃ الحسنی (۲) اور عین المعانی یہ دونوں رسالے تو سورہ نام تیمی کی شرح ہیں۔ اول اول ہے۔ اور ثانی کا ثانی نہیں ہے۔ (۳) انوار الاسرار۔ قرآنی تاویلات کے بارہ میں دوسری ذی تاویل اور حقائق نما تفسیروں پر نظر کر کے ثانی نقش ہے جس کو آپ کی فطرت کے نقاش نے معانی کے بدیع نگار قلم سے لکھکر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۴) رسالہ حواس پنجگانہ۔ جس میں آپنے حضرات خمس کے ساتھ مطابقت دی ہے۔ شیخ صدر جہان دہار وال۔ آپ کے برگزیدہ خلفائیں سے ہیں۔ ان کی التماس قبول فرماکر لکھا تھا۔ (۵) حاشیہ بر اشارۂ غریبہ کتاب انسان کامل جو شیخ عبد الکریم جیلی قدس سرہ کی تصنیفات میں سے ہے۔ یہ حاشیہ آپنے اُس وقت تحریر فرمایا تھا۔ کہ جب آپ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کے خلیفہ سید احمد دکنی کی شاگردی میں داخل تھے۔ (۶) شرح فارسی بر قصیدہ بردہ (۷) رسالہ قبلۃ المذاہب الاربعہ مع اشارات اہل التصوف (۸) حاشیہ بر شرح ضیائیہ۔ ایک شرح ہے جس کو حقائق آگاہ مولانا عبد الرحمن جامی نے کافیہ پر لکھا تھا۔ اس شرح پر آپنے حاشیہ چڑھایا ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے۔ کہ جب آپ اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ عبد الستار کو درس دیتے تھے۔ مولانا عبد الغفور اور مولانا عصام الدین کے حاشیوں کے مقابلہ میں بڑی میٹھی میٹھی باتیں لکھی ہیں۔ (۹) فتح محمدی در علوم ما یتعلق بہ التفسیر۔ یہ کتاب شیخ فتح محمد کے واسطے تالیف فرمائی تھی۔ جو آپ کے چھوٹے فرزند

---

[۵۱] اگر تو اُن کو عذاب دے۔ تو تجھکو اختیار ہے۔ یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو اُن کو معاف کرے۔ تو کوئی تیرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا (کیونکہ) بےشک تو ہی (سب پر) غالب (اور) حکمت والا ہے ۱۲ [۵۲] الترديد دائر بین النفی والاثبات ۱۲ [۵۳] (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کے کلمات سب کے سب خوبیوں بھری تمام ہوئے ہیں ۱۲-

ہین (۱۰) تتمیم شرح ماتہ عامل جسکو میر فتح اللہ شیرازی نے آغاز فرمایا تھا۔ مگر زمانہ کی بیوفائی کے سبب سے انجام کو نہین پہونچی تھی۔ اس کتاب کو آپنے میر سید علی ابن عم قاضی نور اللہ کی آرزو پر التفات فرماکر آغاز کی طرح انجام کو پہونچایا ہے۔ قاضی نور اللہ۔ عرش آستانی اکبر شاہ کے لشکر کے قاضی تھے۔

(۱۱) رسالہ عقود جس کو سب سے زیادہ مختصر عبارت مین لکھا ہے۔ ارباب حدیث گنتیون کا شمار اپنے ہاتھ کی انگلیون پر رکھتے ہین۔ اس کو عقود کہتے ہین۔ (۱۲) دو رباعی کی دو شرح (۱۳) ترجمہ اسرار الوحی بھی آپ ہی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ تقدیری کرشمون سے امید ہے۔ کہ ان سر تا پا کشف سے بھرے ہوئے رسالون کے نام سننے والے کو اگر ان کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوگا۔ تو میرے ستایش نما بیان کو لاف و گزاف نہ سمجھے گا۔

اس مین شک نہین۔ اگر تمام معاملہ ذی انصاف گروہ کے ساتھ ہی ہوتا۔ تو کوئی اندیشہ کی بات نہیں تھی۔ لیکن کیا کیا جاوے۔ چند غربال منش اور صافی طینت لوگون سے بھی کام پڑنے والا ہے۔ اسواسطے ہر ایک رسالہ مین سے نمونہ کے طور پر ایک ایک نقل تحریر کرتا ہون۔ تاکہ جن اصحاب نے دعوت قبول کرلی ہے۔ وہ میری ستایش نمائی کے خوان پر سے صرف چاشنی چکھ کر ناراض نہ اٹھ جاوین۔

یہ انوار الاسرار کے دیباچہ کی نقل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لک الحمد یا من دعوتہ لطالبیہ الی جمال عزتہ فاتحۃ لابواب خزائنہ وکان دعوتہ موفورا

ولک الشکر یا من لا وسیلۃ الی اظہار نعمہ الا بسعی بقلبہ ومن کان ساعیا بقلبہ یری کان سعیہ مشکورا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے مقدس اور بابرکت خداوند حمد کے تمام اقسام اور اشکال تیرے ہی لئے شایان اور موزون ہین جس ذات والا صفات کی دعوت (طلب) اُس کے جمال عزت کے طالبین کے واسطے اُس کے خزانون کے دروازون کی کنجی ہو سکتی ہے۔ نیز جس کی دعوت (طلب) بہایت زیادہ ہے وہ تو ہی ہے۔

اور اے کثیر النعم منعم۔ شکر کے جملہ افراد اور انواع تیرے ہی لئے زیبا اور سزاوار ہین۔ جس منعم کی نعمتون کے اظہار کے واسطے سوائے قلبی سعی کے کوئی وسیلہ نہین ہو سکتا ہے بیا منعم تو ہی ہے۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ جو شخص دل کے ساتھ ساعی ہوتا ہے۔ وہ دیکھ لیتا ہے۔ کہ اس کی سعی مشکور ہوتی ہے۔

وعليك الصلوة والسلام
يا من حقيقته مجمع حقائق
جميع المراتب والمجالى وروحه
منبع العوالم والمعالى و
وجوده لحضرة العوالم رحمة الله المتعالى وكان
كتابه منشورا

اور نامی رود صلوۃ وسلام آلہی نازل ہو آپ پر اسے ذات
پاک محمدی۔ جس شخص کی حقیقت جملہ مراتب اور مجالی کی حقیقتوں
کا مجمع۔ جس کی روح پر فتوح۔ عوالم اور معالی کا چشمہ جس کا
وجود باجود۔ ظہور عوالم کے واسطے۔ اللہ جل شانہ کی رحمت
اور جس کی کتاب۔ منشور (واضح) ہے وہ آپ ہی کی ذات
عالی درجات ہے۔

وعلى الذين فضلوا بالصحبة
الرفيعة الصورية والمعنوية
وكان صحبتهم به صلعم وعلى
آله مسرورا

اور اُن اصحاب پر بھی صلوۃ وسلام نازل ہو۔ جو صوری
اور معنوی رفیع الشان صحبت کے ساتھ فضیلت دیئے گئے
ہیں۔ جن کی صحبت رسول مقبول صلعم کے ساتھ ہوتی تھی۔
اور رسول مقبول صلعم کی اولاد امجاد پر بھی صلوۃ وسلام نازل
ہو۔ اور یہ نزول صلوۃ وسلام جملہ آل واصحاب کے مسرور ہونے کا وقت
ہونے کا باعث بنے۔

وبعد فهذه مشاعل
انوار الاسرار فى المشاهد
الابكار لتنوير عيون الفحول
الاحرار عن رقبة التقليد
والاكدار قد لاحت من حضرة
القدير على المذنب الفقير
من غير تامل وكسب بل الهمه الله بعين
عنايته عند الكتابة ومرارا يقول النفس
ايها الفضول الى اين تذهب اتدرى الكتاب
وما الايمان بظاهره وباطنه فتقف
عنده وتقول ما ادرى ما يفعل

بعد حمد وصلوۃ التماس یہ ہے۔ کہ یہ مضامین گویا انوار
اسرار کی شعلیں ہیں جو دست نارسیدہ محلوں میں اُن جوان
مردوں کی آنکھیں منور کرنے کے واسطے رکھی ہوئی ہیں۔
جو تقلید اور کدورتوں کی قید سے آزاد ہیں مذکورہ بالا اسرار جناب
باری عز اسمہ کی طرف سے۔ فقیر مذنب پر بغیر تامل اور کوشش
کے وارد ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے محل نہیں ہے۔ کہ
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی عین عنایت سے کتابت کے
وقت صدر الذکر اسرار کو الہام فرمایا اور ایسی حالت میں
الہام فرمایا۔ کہ فقیر مذنب (میں) اپنے نفس سے بار بار کہتا تھا
کہ اے بوالفضول کدھر جاتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ کتاب
کیا ہے۔ اور ظاہراً و باطناً ایمان کیا ہے۔ کہ اس تک

ب فالهمنی الله تعالیٰ فنودیت من
سری۔ مَا كُنتَ تَدرِی مَا
الکِتَابُ وَلَا الإِیمَانُ وَلٰکِن جَعَلنَاہُ
نُورًا نَّهدِی بِهٖ مَن نَّشَآءُ مِن
عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهدِیٓ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ۔ صِرَاطِ اللهِ الَّذِی
لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرضِ
اَلَآ اِلَى اللهِ تَصِیرُ الاُمُورُ۔ لبیان
بعض اسرار الکتاب البشیر النذیر
غیر مبینة فیها اسرار الفصاحة و
انوار البلاغة ولا مشرحة فیها غرائب
اللغة والعربیة لما قضت الوطر
من تنبیه العلماء الراسخون فی الظاهر
ومن قرءہ واوله علی الباطن ولم
یلتفت الی ظاهرہ اصلا کاذهب
الی فرعون انه طغی یراد بها
ان موسی روحه وفرعون نفسه
من غیر ملاحظة المعنی الاصلی
الذی لاجله نزل فهو باطنی
لبطونه فی احد معانیه ومن فسرہ
علی الظاهر الصرف من غیر ایمان واقرار
بالاشارات والنکت التی هی
عین البلاغة الی ربه و محض

پہونچ کر مجکو وقوف حاصل ہو۔" اور نفس مجکو جواب دیتا تھا۔
کہ میں "نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا"۔ ایسی
حالت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجکو الہام فرمایا۔ یعنی
میرے باطن سے آیۃ کریمہ ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نهدی به من
نشاء من عبادنا وانك لتهدی الی
صراط مستقیم۔ صراط الله الذی له ما فی
السموٰت وما فی الارض الا الی الله تصیر الامور
کی ندا مجکو ہوئی۔ اور یہ ندا اسواسطے ہوئی کہ میں بشارت دینی
والی اور نیز ڈرانے والی کتاب (قرآن کریم) کے ایسے بعض
اسرار بیان کروں جن کے اندر فصاحت کے اسرار اور بلاغت
کے انوار بیان نہ ہوں نہ غریبہ اور عربیہ لغات کی تشریح
کی جاوے۔ کیونکہ یہ ضرورت بڑے بڑے علماے ظاہر
کی کوشش سے پوری ہو چکی ہے۔ نیز جس شخص نے قرآن
پڑھ کر اس کی تاویل صرف باطن پر کی۔ اور ظاہر کی جانب قطعی
ملتفت نہیں ہوا۔ جیسے آیۃ کریمہ اذهب الی فرعون انه طغی
میں بغیر لحاظ اصلی معنی کے جس کے واسطے یہ آیۃ کریمہ نازل
ہوئی ہے۔ یہ معنی مراد لئے جاتے ہیں۔ کہ موسیٰ۔ روح
انسان ہے۔ اور فرعون نفس انسان ہے ایسی تاویل
کرنے والا شخص باطنی ہے۔ کیونکہ وہ منجملہ دو معانی کے
صرف ایک معنی کے اندر گھسا ہے اور جس شخص نے
تفسیر قرآن صرف ظاہر پر کی۔ اور جو اشارات اور نکات اللہ
جل شانہ کی طرف نگاہ کرکے عین بلاغت۔ اور نفس انسانی

الفصاحة من نفسه فهو حشوى خارجى لايرى من جلال قراءته الاسرادقات عزته ولم يظفر بدخوله فى مجلس وقوفه على جماله المندرج فيه والمندمج تحته ومن جمع بينهما فهو العارف الكامل الواقف بالكتاب وبمراد نزوله ولذا اكثر ما يذكر من الاشارات بلعل ويحتمل لادب ادب الله سبحانه العلماء الواقفين بجميع مراتب التنزيه والتشبيه واسأل الله ان يجعلنى ومن سلك طريقى من الذين ليس للشيطان عليهم سبيل

کی طرف نظر کرکے محض فصاحت ہین - ان اشارات اور نکات پر وہ شخص نہ ایمان لایا - نہ اقرار کیا - وہ حشوی خارجی ہے - کہ جلال قراۃ مین سے صرف پردہاے عزت کے سوا - کچھہ نہین دیکھہ سکا ہے - اور جو خوبیان قرآن مجید کے اندر یا اُس کے ذیل مین درج ہین - اُن کی واقفیت کی مجلس مین داخل نہین ہوسکا ہے اور جس شخص نے ظاہری اور باطنی دونون معانی جمع کئے - وہی عارف کامل ہے جو کتاب سے - اور نزول کتاب کی مراد سے واقف ہے - اسی واسطے جہان کہین اشارات کا ذکر کیا گیا ہے - لفظ "لعلّ" کے ساتھہ کیا گیا ہے - اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ "لعلّ" کے ساتھہ ذکر - ادب کے خیال سے کیا گیا ہو جس کی تعلیم اللہ سبحانہ نے اُن علما کو فرمائی ہے جو تنزیہ اور تشبیہ کے جمیع مراتب سے واقف ہین - اور مین اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون - کہ وہ مجکو اور میرے اصحاب کو اُن لوگون کے گروہ مین داخل کردیوے - جن پر شیطان کا زور نہین چل سکتا ہے -

---

اعوذ بالله المتجلى بصفته الجمال والجلال من الشيطان البعد وهو البعد الذى وقع بين العبد وربه وهما وليس فى الحقيقة او البعد الموهوم والخلاء المتوهم فى محل وجود العالم يعنى العالم الظاهر خارج عن حضرة

اعوذ باللہ - مین اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پناہ چاہتا ہون جو جمال اور جلال کی صفت کے ساتھہ آراستہ ہے - من الشیطان شیطان سے یعنی بعد سے - بُعد سے مراد وہ بُعد ہے جو عبد اور اُس کے رب کے درمیان مین وہماً واقع ہے - مگر فی الحقیقۃ کچھہ نہین ہے - یا بعد سے مراد وہ موہوم بعد - اور متوہم خلا ہے - جو وجود عالم کے محل مین پایا جاتا ہے - یعنی عالم وہ ظاہری مقام ہے - جو حضرت غیب سے خارج - اور

النسب المتصلی فی الخلاء المتوهم ۔ الرحیم المراد عن حد الوجود الاصلی فی الحقیقة وان ظهر بالاعتبارات الوجودیة ۔

بسم الله ملتبسا باسم الله الذی تجلی بالاسماء والصفات المقتضیة لحقائق الاسماء الکونیة بعلم الیقین یعنی شرعت فی حال التحاق علمی باسماء الله بالذوق والوجدان اوقل متحققا باسم الله الذی تجلی بالاسماء الالوهیة والصفات الربانیة بعین الیقین یعنی شرعت فی حال تحققی بالاسماء والصفات بعینی معها ۔ اوقل متلبسا باسم الله الذی تجلی بالنسب الوجوبیة والاوصاف الفعلیة بحق الیقین یعنی شرعت بحال اظهاری وتحقیقی الاسماء الالهیة الفعلیة علی الحقائق الکونیة الانفعالیة بالخلافة لا بالاصالة فان لا قدم للممکن کائنا ما کان فی الوجوب الذاتی ولا یکون هذه الا للمکمل والتی فوقها للکامل والتی فوقها للواصل المبتدی

متوہم خلا میں نمایاں ہے ۔ الرحیم کو ن یعنی جو مردود یعنی وجود اصلی کی حد سے حقیقۃً باہر ہے ۔ اگرچہ اعتبارات وجودیہ کی رو سے ظاہر ہے ۔

بسم اللہ ۔ میں اللہ تعالیٰ شانہ کے نام پر شروع کرتا ہوں در انحالیکہ میں علم الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے متلبس ہوتا ہوں جنے ایسے اسماء اور صفات کے ساتھ تجلی فرمائی ہے ۔ جو اسمائے کونیہ کی حقیقتوں کے مقتضی ہیں ۔ یعنی مینے ایسی حالت میں شروع کیا ہے ۔ کہ جس حالت میں میرا علم ۔ الٰہی اسماء کے ساتھ ذوق اور وجدان سے ملحق ہوا ہے ۔ یا یوں کہئے ۔ میں اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہوں ۔ درانحالیکہ میں عین الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے متحقق ہوتا ہوں ۔ جس نے اسماء الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ تجلی فرمائی ہے ۔ یعنی مینے ایسی حالت میں شروع کیا ہے کہ جس حالت میں میرا عینی (ذاتی) تحقق اسمائے الوہیہ اور صفات ربانیہ کے ساتھ ہوا ہے ۔ یا یوں کہئے ۔ میں اللہ جل شانہ کے نام پر شروع کرتا ہوں درانحالیکہ میں حق الیقین کے ساتھ اللہ پاک کے نام سے ملتبس ہوتا ہوں جس نے وجوبی نسبتوں اور فعلی اوصاف کے ساتھ تجلی فرمائی ہے یعنی مینے ایسی حالت میں شروع کیا ہے ۔ کہ جس حالت میں اسمائے الٰہیہ فعلیہ کا فعل ۔ حقائق ۔ کونیہ انفعالیہ پر بالخلافۃ ظاہر اور تحقیق کرتا ہوں نہ بالاصالۃ کیونکہ ممکن کو خواہ وہ کسی وقت تک رہے وجوب ذاتی کے اندر قدم نہیں ہو سکتا ہے ۔ اور یہ تلبس بس مکمل کو ہی حاصل ہوتا ہے ۔ اور جو تلبس اس سے

فی العرفان بالاحدیۃ الذاتیہ

بالاتر ہے - وہ کامل کو حاصل ہوتا ہے - اور جو تلبس اس سے بھی بالاتر ہے - وہ اُس شخص کو حاصل ہوتا ہے - جو واصل ہے - اور اُس نے احدیۃ ذاتیہ کے عرفانی مقام مین قدم رکھنا ابھی ابھی آغاز کیا ہے -

والاسم باصطلاحہم اعنی اھل التصوف لیس ھو اللفظ بل ھو الذات المسمی باعتبار صفۃ وجودیۃ کالعلیم والقدیر او عدمیۃ کالقدوس والسلام واقحام الاسم بین الباء واللہ لرفع الالتباس بالقسم عند اھل الظاھر ولامر اخر وھو المشھور فی کتبھم اما عندی فوجہ الاقحام ان التحقق والتلبس والالتباس والتبرک انما ھی بمرتبۃ الالوھیۃ المقتضیۃ بذاتھا حقائق العالم المعبر عنھا باسم اللہ فاذا لم یقحم توھم ان التحقق وغیرھا بذات اللہ سبحانہ وذات اللہ متعالیۃ من ان ینسب الیہ وصف او یلحقہ حد او یقیدہ رسم فانہ ھو الوجود المطلق والعین البحت ومتبریۃ من ان یحیط بہ علم

اسم - اُن کی یعنی اہل تصوف کی اصطلاح مین صرف لفظ نہین ہے - بلکہ ذات ہے - جو وجودی صفت کے اعتبار سے مثل علیم اور قدیر کے اور عدمی صفۃ کے اعتبار سے مثل قدوس اور سلام کے نام زد کی جاتی ہے حرف (ب) اور لفظ (اللہ) کے درمیان مین لفظ - (اسم) داخل کرنا اہل ظاہر کے نزدیک تو واسطے رفع التباس کے ہے - جو بائے قسم کے ساتھ ہوتا اور نیز ایک اور وجہ سے بھی ہے - جو کتب صوفیہ مین شہرت کے ساتھ مذکور ہے لیکن میرے نزدیک لفظ (اسم) داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تحقق - تلبس - التباس اور تبرک جو کچھ بھی ہوتا ہے محض مرتبہ الوہیۃ کے ساتھ ہوتا ہے - جو بذاتہ - حقائق عالم کا مقتضی ہے - اسی کی تعبیر اسم سے کی جاتی ہے - پس اگر لفظ (اسم) داخل نہین کیا جاوے گا - تو وہم پیدا ہوگا - کہ تحقق اور تلبس وغیرہ وغیرہ اللہ سبحانہ کی ذات کے ساتھ ہے - حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اِس امر سے عالی ہے کہ اُس کی جانب کسی وصف کی نسبت کی جاوے یا اُس کو کوئی حد لاحق ہو - یا اُس کو کوئی رسم مقید کرے کیونکہ اللہ پاک کی ذات - وجود مطلق اور عین بحت ہے اور حال آنکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس امر سے بالاتر ہے - کہ اُس کو

او عقل او كشف ومنزه من ان
ينزهه منزه بالاطلاق والاقتضا
والتعين او يحده مشبه في جهة
من الجهات تعالى الله عن ذالك
علوًا كبيرًا وهو اخفى من كل شئ هوية
وحقيقة واظهر من كل شئ انية
وتحققا وله مراتب باعتبار انبساطه
على اعيان الممكنات وظهوره بمراتب
الالهيات والكائنات فاول تعين
يتعين منه بذاته في ذاته هو الوحدة
ثم الوحدة تنقسم بقوسين قوس
الاحدية وقوس الواحدية ثم
الواحدية تتشعب بسهمين ظاهر
الوجود وظاهر العلم والحقيقة
الجامعة بينهما والحد الفاصل
بينهما حقيقة الانسان لا غير و
من واجبات الاول الوجوب
الذاتي والتاثير والفعل وغيرها
المسمى بالله وبالاشتراك اللفظي يطلق
لفظة الله على هذه المرتبة وعلى الوجود
المطلق ايضًا من غير ملاحظة مفهوم
من المفهومات ومن لوازم الثاني
الاستعداد والقابلية والانفعال

کوئی علم یا عقل یا کشف احاطہ کر سکے - اور حال آنکہ اللہ جل شانہ
کی ذات اس امر سے پاکیزہ تر ہے - کہ کوئی تنزیہ بیان کرنے والا
شخص - اطلاق اقتضا - اور تعین کے ساتھ اُس کی تنزیہ کرے
یا کوئی تشبیہ بیان کرنے والا شخص منجملہ جہات کے کسی جہت میں
اُس کو محدود کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ اِن تمام باتوں سے بالاتر ہے
نیز وہ ہر ایک شے سے ہُویّۃ اور حقیقۃ کے اعتبار سے
مخفی تر - اور انیّۃ اور تحقق کے اعتبار سے ظاہر تر ہے
اور نیز چونکہ ذات باری عز اسمہ کو اعیان ممکنات پر انبساط
اور مراتب الہیات وکائنات پر ظہور حاصل ہے - اِس
اعتبار سے اُس کے کئی درجے ہیں - پس اول تعین جس کے
ذریعہ سے اللہ عز اسمہ بذاتہ اپنی ذات کے اندر متعین ہوتا ہے
وہ وحدۃ ہے - پھر اِس کے بعد وحدۃ دو قوسوں پر منقسم ہوتی
ہے - ایک قوس احدیۃ ہے - اور دوسری قوس واحدیۃ -
اِس کے بعد واحدیۃ کی دو شاخیں ہوتی ہیں - ایک ظاہر الوجود
اور دوسری ظاہر العلم - اِن دونوں شاخوں کے درمیان میں
حقیقۃ جامعہ یا یوں کہیئے - اِن دونوں کے درمیان میں حد فاصل
انسانی حقیقۃ ہے - نہ کچھ اور - اولین قسم کے واجبات
میں وجوب ذاتی - تاثیر - اور فعل وغیرہ وغیرہ داخل ہیں - اِسی
کا نام اللہ ہے - لفظ اللہ کا اطلاق اِس مرتبہ پر تو آتا ہی ہے
مگر لفظی اشتراک کی وجہ سے یہ لفظ وجود مطلق پر بھی بولا جاتا
ہے - بدون ملاحظہ کسی مفہوم کے اور دوسری قسم
کے لوازم میں استعداد - قابلیت - انفعال - اور
تاثر وغیرہ وغیرہ شامل ہیں - اسی کا نام اصطلاح میں غیر اللہ

والتاثر وغيرهما المسمى بالغير والسوى في الاصطلاح ثم للرتبة المؤثرة اذا ظهرت تفصيلا يسمى ربا۔

الرحمن الذي تعين بمراتبه وكمالاته في جميع ممكناته ثم اذا تجلى الواحدية بالاحكام والآثار بالفيض المقدس والنفس الرحماني يسمى رحمانا والنفس الرحماني عبارة عن انبساط وجوده تعالى وامتداده على مراتب ممكناته فكما ان كلمات الانسان عبارة عن انبساط نفسه على مخارجه ويظهر من كل مخرجه بحسب استعداده حروف ثم اذا اجتمعت الحروف يسمى كلمات كذلك النفس الرحماني بسبب مروره وظهوره على مراتب يظهر من كل مرتبة بحسب استعدادها تعينات كلية وجزئية ثم باجتماعها يسمى مرتبة كلية اولية روحا ومثالا وشهادة وشخصا جامعا وليس لها في الخارج وجود يتميز عن تعيناتها خارجا كالسلطنة مثلا فان تعين كل سلطان متعين في السلطنة وليس للسلطنة وجود ممتاز عنه

الرحيم الذي يتجلى على المؤمنين

اور سوی اللہ رکہا گیا ہے۔ پہر جب موثر درجہ تفصیلاً ظاہر ہوا۔ تو اُس کا نام رب ہوا۔

الرحمن جو رحمن ہے۔ یعنی جس نے اپنے مراتب اور کمالات کے ساتھ اپنی جمیع ممکنات مین تعین فرمایا۔ جاننا چاہیئے کہ جب واحدیت نے احکام وآثار کے ذریعہ سے فیض مقدس اور نفس رحمانی کے ساتھ تجلی فرمائی۔ تو اس وقت مین اُس کا نام رحمن رکہا گیا۔ وجود باری تعالی نے اپنے مراتب ممکنات پر جو انبساط اور امتداد فرمایا ہے۔ نفس رحمانی اسی سے عبارت ہے جس طرح کلمات انسانی عبارت ہے مخارج حروف پر نفس کے انبساط سے۔ اور ہر مخرج سے اُس کی استعداد کے موافق حروف ظاہر ہوتے ہین اور پہر جب حروف جمع ہو جاتے ہین۔ تو اُن کا نام کلمات ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس رحمانی کا حال ہے کہ مراتب ممکنات پر اُس کے مرور اور ظہور سے حسب استعداد ہر ایک مرتبہ سے کلی اور جزئی تعینات ظاہر ہوتے ہین۔ پہر ان کلی وجزئی تعینات کے جمیع ہونے سے مرتبہ کلیہ اولیہ کا نام روح۔ مثال۔ شہادۃ یا شخص جامع رکہا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ کلیہ کا وجود خارج مین نہین ہوتا ہے۔ جو اپنے تعینات سے باعتبار خارجی وجود ہونے کے متمیز ہوسکے۔ جیسے مثلاً سلطنۃ۔ کہ ہر ایک سلطان کا تعین سلطنت کے اندر ہوتا ہے۔ اور باایں ہمہ سلطنۃ کا اُس سے کوئی علیحدہ وجود نہین۔

الرحیم۔ جو رحیم ہے۔ یعنی جس نے مومنین پر اپنی

برحمتہ الخاصۃ

(الف) باعلامہ ایاھم ھذہ المراتب والمجالی التی ظھرت من کمال الاسماء الالھیۃ المقتضیۃ للظھور بانہ ھو سار بکلیتہ فی جمیع مراتبہ ومرایاہ۔

(ب) او باعلام علم الرجوع عن النفسانیۃ المذمومۃ الی الحقیقۃ فی مقام العبودیۃ

(ج) او باعلام ان ھذہ المراتب باسرھا کلھا وجزءھا ساریۃ بالوجود فی الکل باعتبار کل شئ فی کل شئ او ظاھرۃ فی الشھود فی حقیقۃ الانسان الکامل الممتاز بکمالیتہ عن سائر المکونات۔

(د) او باعلام ان الانسان الکامل اذا بلغ غایۃ الکمال الممکن فی حق البشر یری ذاتہ مدبرۃ لجمیع العوالم والمراتب ویری اوصافہ سبحانہ اوصاف نفسہ سوی الوجوب الذاتی بمرتبۃ جمع الجمع + وھذا سر لایجوز کشفہ الا لاھل الکمال البالغ مرتبۃ الرجال

الحمد للہ الذی نور وجود

خاص رحمت سے تجلی فرمائی۔

(الف) یاتو اس طرح پر کہ رحیم نے مومنین کو ان مراتب اور مجالی سے آگاہ کیا۔ جو اسمائے الٰہیہ کے کمال سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اسمائے الٰہیہ خود مقتضی ظہور ہیں باین طور کہ ذات باری تعالیٰ اپنے تمام مراتب اور مرایا میں کلیۃً ساری ہے

(ب) یا اس طرح پر تجلی فرمائی کہ رحیم نے مومنین کو مذموم نفسانیت سے مقام عبودیۃ میں حقیقۃ کی طرف رجوع کرنے کا علم تعلیم کیا۔

(ج) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ کر دیا کہ کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب وجود کے ساتھ کل کے اندر ساری ہیں۔ اس طور پر کہ ہر ایک شے ہر ایک شے میں ساری ہے یا کلیۃً اور جزئیۃً یہ تمام مراتب انسان کامل کی حقیقۃ میں مشاہدہ کے اندر ظاہر ہیں۔ اور انسان کامل اپنی کمالیتہ کے اعتبار پر تمام کونی اشیا سے ممتاز ہے۔

(د) یا اس طرح پر تجلی فرمائی۔ کہ رحیم نے مومنین کو آگاہ فرمایا۔ کہ جب انسان کامل۔ غایت کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ جو حق بشر میں ممکن ہے۔ تو اپنی ذات کو جمیع عوالم اور مراتب کا مدبر دیکھتا ہے۔ نیز اللہ سبحانہ کے اوصاف کو سوائے وجوب ذاتی کے اپنے ذاتی اوصاف دیکھتا ہے مرتبہ جمع الجمع میں۔ اور یہ ایک ایسا راز ہے جس کا کشف اہل کمال کے سوا۔ دوسروں پر جائز نہیں۔ اہل کمال بھی وہ ہونا چاہیے۔ جو مرتبہ رجال کو پہونچا ہوا ہو۔

الحمد للہ کہ جمیع افراد حضرت بدی محمد کی بھی پاکستانی

الممکنات بنور ذاته وتلألأ فی لوح
وجوده اسرار شرفه ولما کان
الحمد والثناء مترتبا علی الکمال و
الکمال الحقیقی لیس الا للہ
سبحانہ کان الحمد کلہ
للہ خاصة

فعند اهل الظواهر تعریفہ
هو الثناء باللسان علی قصد التعظیم و
له مراتب اربع عندهم اما ان یکون
ثناءه لعبده علی حسن اقواله وافعاله
او یکون ثناء العبد له سبحانہ علی
کمالاته التی اصلة الیه من الوجود
والبقاء او یکون ثناءه له کقوله تعالی
الحمد للہ رب العالمین
او یکون ثناء العبد للعبد
علی کمالاته الظاهرة فیه
باذن اللہ سبحانہ فکل المحامد
راجعة الیه

اما عند اهل السلوک فستة اقسام
فعلی وقولی وحالی من کلا الجانبین فاما
القولی من العبد فبان یقول الحمد للہ موافقا
للقلب عند القول به واما الفعلی فهو
الاتیان بالاعمال البدنیة من العبادات

کے لئے شایان ہین - جس نے ممکنات کے وجود کو اپنی ذات
کے نور سے منور فرمایا - اور اپنے وجود کی لوح مین اپنے
شرف ومنزلت کے اسرار مطالعہ کئے - اور ہر گاہ کہ حمد
اور ثنا کمال کے اوپر مترتب ہوتی ہے - اور حقیقی
کمال سوائے اللہ سبحانہ کے کسی فرد کو حاصل نہین ہے
لہذا حمد محض خصوصیات الٰہیہ مین سے ہے -

پس حمد کی تعریف اہل ظاہر کے نزدیک یہ ہے - کہ
زبان کے ساتھ بارادہ تعظیم ثنا کی جاوے - اور ان کے
نزدیک اس کے چار مرتبہ ہین (۱) ایک یہ کہ اللہ سبحانہ
کی ثنا اپنے بندہ کے لئے ہو اس کے حسن اقوال اور حسن
افعال پر - (۲) دوسرے یہ کہ بندہ کی ثنا - اللہ سبحانہ کے
لئے ہو - اس کے کمالات پر جو بندہ کی طرف واصل ہوتے ہین
جیسے وجود اور بقا - (۳) تیسرے یہ - کہ اللہ سبحانہ کی ثنا
خود اپنے لئے ہو جس طرح خود اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے
الحمد للہ رب العٰلمین - (۴) چوتھے یہ کہ بندہ کی ثنا بندہ کے
لئے ہو - اس کے ان کمالات پر جو اس کی ذات مین اللہ
سبحانہ کے حکم سے ظاہر ہین - اس مذکورہ بالا بنیاد پر
کل محامد راجع اللہ سبحانہ کی ہی طرف ہین -

تعریف حمد اہل سلوک کے نزدیک چھ قسم پر ہے
فعلی - قولی - اور حالی - اور یہی تین قسمین طرفین کے اعتبار سے
چھ قسمین ہوجاتی ہین - (۱) بندہ کی طرف سے قولی حمد اس
طرح پر ہے - کہ بندہ "الحمد للہ" ایسی حالت مین کہے کہ الحمد للہ
کہتے وقت اس کا قلب اس کے موافق ہو - (۲) بندہ کی

والخیرات ابتغاء لوجہ اللہ ولوتوجہا
الی جنابہ الکریم لان الحمد کما
یجب علی العبد باللسان یجب بحسب
کل عضو وذلک لایمکن الا باستعمال
کل عضو لما خلق لاجلہ علی الوجہ
المشروع عبادۃ للحق سبحانہ و
انقیادا لاوامرہ لا طلبا للحظوظ
النفسانیۃ من اللذۃ العجیبۃ
فی الدنیا ومن الجنۃ والنعیم فی الآخرۃ
واما الحالی فھو الذی یکون بحسب
الروح والقلب کالاتصاف
بالکمالات العلمیۃ والتخلق
بالاخلاق الملکیۃ والربانیۃ
من الرضا فی الطاعات والجود
عند العطیات اما القولی منہ
سبحانہ بان حمد نفسہ فی کتبہ لانبیائہ
انی منزہ عن النقائص والفعلی منہ
سبحانہ بان یسلم افعالہ من الشر المحض
فعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم
وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم
والحالی منہ سبحانہ بان یظہر
فی الکل من الممکنات بالکل
من المحامد والخیرات

طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ عبادات اور خیرات
وغیرہ بدنی اعمال محض لوجہ اللہ اور اُس کی جناب کریم کی طرف
متوجہ ہو کر عمل مین لاوے۔ کیونکہ بندہ پر حمد جس طرح زبان کے
ساتھہ واجب ہے۔ اسی طرح ہر ایک عضو کے ساتھہ واجب
ہے اور ہر ایک عضو کے ساتھہ حمد کرنا ممکن نہین ہے جب
تک بندہ ہر ایک عضو کو جس کام کے واسطے وہ پیدا
کیا گیا ہے۔ اُس کام مین مشروع طور پر استعمال نہ کرے۔ یہ
استعمال محض حق سبحانہ کی عبادت کے واسطے۔ اور احکام
الٰہی کی بجاآوری کے واسطے ہونا چاہیئے۔ نہ نفسانی حظ
کی غرض سے۔ جس سے مراد دنیا مین عجیب وغریب لذتین
اور آخرۃ مین جنۃ اور نعیم جنۃ ہین۔ (۳) بندہ کی طرف
سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ روح اور قلب کے
ذریعہ سے ہو۔ جیسے کہ علمی کمالات کے ساتھہ موصوف
ہونا۔ اور ملکی اور ربانی اخلاق سے مزین ہونا ہے
طاعات کے اندر رضا۔ اور عطیات ملنے پر جود کام مین لانا
اِس اتصاف مین داخل ہے (۴) اللہ سبحانہ کی طرف
سے قولی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ اُس نے خود اپنی کتب
مین اپنے انبیا کو مخاطب کر کے اپنی ذات کی تعریف کی ہے
کہ مین نقائص سے منزہ (پاک) ہون۔ (۵) اللہ سبحانہ
کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے افعال
شر محض سے منزہ قرار دیتا ہے۔ فعسیٰ ان تکرھوا شیئا
وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا
وھو شر لکم (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے

واما عند اهل المعرفة الذى
سفره وسيره من نفسه الى ربه
فايضا ستة اقسام وتعريف الحمد
عندهم ظهور الكمالات لله
تعالى فهو قولى وفعلى وحالى
فاما القولى من العبد فبان يعلم
عند المنطق اى نطق كان من
النفس او من غيره ان هذه
كمالات ظاهرة من الحق بصفة
الكلام بعلم اليقين واما الفعلى
منه فبان يتمكن عن نفسه بحركات
كل عضو من اعضائه عند التصرف
والتعريف اى فعل كان سواء
من نفسه او من غيره ان هذه
كمالات ظاهرة بحواس السالك
وبجوارحه بحسب قرب النوافل بعين
اليقين كما ورد فى الصحيح بى يسمع وبى يبصر
وبى ينطق (الحديث) واما الحالى منه فان
يتحول عن نفسه بالكلية وبكل التصرف الى ربه
لان يتصرف فيه بجميع حواسه وقواه و
جوارحه بحسب قرب الفرائض بحق اليقين

حالی حمد اس طرح پر ہے - کہ وہ کل ممکنات میں کل محامد اور انواع
خیرات کے ساتھ ظہور کر رہا ہے -

حمد کی تعریف اہل معرفت کے نزدیک بھی چھ قسم پر
ہے - قولی - فعلی - اور حالی - کون اہل معرفت جس کا سفر
اور سیر اُس کے نفس سے اُس کے رب کی طرف ہو - اور
حمد کی تعریف ارباب معرفت کے نزدیک کمالات خداوندی
کا ظہور ہے - (۱) عبد کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے
کہ عبد ہنگام نطق خواہ وہ نطق اُسی کے نفس سے ہو - یا
اُس کے غیر سے - علم الیقین کے ساتھ یہ سمجھے - کہ یہ تمام
کمالات صفت کلام کے ذریعہ سے منجانب حق ظاہر ہوتے
ہیں (۲) عبد کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے - کہ جب
ہنگام تصرف وتعریف (کام میں لاتے وقت) اعضا حرکت
کریں تو یہ صدور فعل خواہ عبد کے خود نفس سے ہو - یا
اُس کے غیر سے عبد اپنی ذات سے عین الیقین کے ساتھ
بالجزم یہ سمجھے - کہ یہ تمام کمالات سالک کے حواس اور جوارح
کے ذریعہ سے حسب حصول قرب نوافل منجانب حق
ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے -
بی یسمع وبی ینطق الحدیث (الحدیث) (۳) عبد کی طرف سے
حالی حمد اس طرح پر ہے کہ بندہ کلیۃً اور کامل توجہ سے حق
الیقین کے ساتھ اپنی ذات کو اس طور پر اپنے رب کی
طرف پلٹ دیوے - کہ عبد کی ذات میں جمیع حواس - قوی
اور جوارح کے ذریعہ سے حسب حصول قرب فرائض
اللہ سبحانہ ہی متصرف ہے جیسے خود اللہ جل شانہ کا

كقوله تعالى وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى[۱] واما القولى من الله سبحانه فبان يظهر كمالاته الوجودية عن نفسه بنفسه ويقول هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم[۲] واما الفعلى منه سبحانه فبان ينسب اليه كل فعل والله خلقكم وما تعملون[۳] ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون[۴] من نسبة الفعل الى الغير واما الحالى منه سبحانه فبان يلتذ بكل لذة يجدها الممكن بظهوره فى مرتبة التفرقة ولعلك تقول ان الحق منزه واللذة من لوازم الممكنات المحدثات فكيف يضاف اليه فجوابه الشافى انه من المتشابهات ستقف عليه قريبا فى اول البقرة انشاء الله تعالى ولعلك لم تجد احدا اسبق لبيان هذه الاقسام الستة الاخيرة عبارة وان سبق وجدانا

کا قول پاک ہے۔ وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى[۱] (۴) اللہ سبحانہ کی طرف سے قولی حمد اس طرح پر ہے کہ وہ اپنے وجودی کمالات خود بہ نفس نفیس ظاہر فرماتا ہے اور کہتا ہے هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم[۲] (۵) اللہ سبحانہ کی طرف سے فعلی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ وہ کل افعال اپنی طرف منسوب کرتا ہے (قرآن کریم میں اس قسم کی متعدد آیتیں موجود ہیں جیسے) والله خلقكم وما تعملون[۳] - ما كان لهم الخيرة - سبحان الله وتعالى عما يشركون[۴] - من نسبة الفعل الى الغير (۶) اور اللہ سبحانہ کی طرف سے حالی حمد اس طرح پر ہے۔ کہ حق سبحانہ ہر اُس لذت سے لذت پاتا ہے جس کے ظہور سے مرتبہ تفرقہ میں ممکن پاتا ہے۔ اور اے مخاطب غالباً تو یہ کہے گا۔ کہ حق سبحانہ منزہ (پاک) ہے۔ اور اور لذت ممکنات محدثات کے لوازم میں سے ہے۔ پھر لذت حق سبحانہ کی طرف کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے۔ اس کا شافی جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات متشابہات میں سے ہے انشاء اللہ العزیز تو عنقریب سورہ بقرہ کے اول میں ہی اس رمز پر آگاہ ہو جاوے گا۔ اور اے مخاطب تو غالباً کسی ایک کو بھی ایسا نہ پاوے گا۔ کہ جس نے ان اقسام ستہ اخیرہ کے بیان کی طرف قبل ازیں عبارة سبقت

[۱] (ترجمہ) اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے۔ تو تم نے تیر نہیں چلائے۔ بلکہ اللہ نے تیر چلائے ۱۲ [۲] (ترجمہ) وہی شروع سے تھا اور وہی آخر تک رہے گا۔ اور وہ (قدرتوں سے) ظاہر اور (ذات صفات سے) پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ۱۲ [۳] (ترجمہ) تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو (سب کو) اللہ ہی نے پیدا کیا ہے ۱۲ [۴] (ترجمہ) لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اس سے یعنی فعل کی نسبت غیر کی طرف کرنے سے اللہ (کی ذات) پاک اور (اس کی شان بہت) بلند ہے۔

واشارة

وههنا سر اٰخر كما لا يجوز كشفه لا يجوز كتمه من اهله وهو ان في الحمد القولي والفعلي والحالي معنى اٰخر اما في القولي فبان ينطق العارف الخليفة بكل من يتكلم بالكلام الازلي وغيره وفي الفعلي بان يفعل ويسمع ويبصر بكل من يفعل ويسمع ويبصر وفي الحالي بان يتلذذ بكل من يتلذذ من اللذات الملائمة للطبع ولعله لم يسبق ببيان هذه الاقسام الثلاثة من الحمد ايضًا احد من قبلي او سبق ولم يبلغ لنا والله اعلم بالصواب

وللجمهور من الصوفية رضي الله عنهم في بيان معنى الحمد اربع معاني جمع بجمع او تفرقة بتفرقة او جمع بتفرقتنا وتفرقة بجمع فاما الجمع على الجمع فبان يتعين ويتجلى بالتعين والتجلي الاول والثاني وما اشتملا عليه من الشيون

کی ہو - اگرچہ وجداناً اور اشارۃً سبقت کی ہے -

اس مقام پر ایک راز اور ہے - جس طرح اُس کا کشف جائز نہین ہے - اسی طرح اُس کے اہل سے اُس کا اخفا بھی جائز نہین ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قولی - فعلی - اور حالی حمد مین ایک اور معنی نکلتے ہین - یعنی (۱) قولی حمد اس طرح پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے تکلم کرتا ہے - جو کلام ازلی وغیرہ کے ساتھ تکلم کرے (۲) فعلی حمد اس طور پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے فعل کرتا - سنتا - اور دیکھتا ہے جو فعل کرے - سنے - اور دیکھے - (۳) اور حالی حمد اس طرح پر سمجھی جاوے - کہ عارف خلیفہ ہر اُس شخص کے ذریعہ سے لذت پاتا ہے - جو لذات ملایم طبع سے لذت پا سکتا ہو اور غالب یہ ہے - کہ حمد کے ان اقسام ثلثہ کے بیان کی طرف بھی مجھ سے قبل کسی نے سبقت نہین کی - یا سبقت کی ہو - تو وہ بیان مجھ تک نہین پہونچا - واللہ اعلم بالصواب -

جمہور صوفیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک معانی حمد کے بیان مین چار صورتین ہین - جمع بجمع تفرقہ بتفرقہ جمع بتفرقہ - اور تفرقہ بجمع - (۱) حمد جمع علی الجمع - اس طرح پر ہے - کہ حق سبحانہ کی ذات پاک اولین اور ثانوی تعین وتجلی کے ساتھ متعین اور متجلی ہوتی ہے - اور نیز یہ تعین وتجلی فیض اقدس کے ذریعہ سے جن شیون اور اعتبارات پر اولاً - اور جن حقائق

والاعتبارات اولاً والحقائق الالٰهية
والكونية ثانياً۔ بالفيض الاقدس
والتفرقة على التفرقة كاظهار الخلق
بكمالات الخلق وتبيين الاحد
بجمال الآخر بعلمه بان هذا الجمال ظل
من جمال الله تعالى بل عينه والجمع على
التفرقة بان يفيض نور وجوده
على حقائق الممكنات واعيان الموجودات
بالفيض المقدس والتفرقة على الجمع بان يكون
جميع مراتب الوجود روحاً ومثالاً وشخصاً
جمعاً حامدة لحضرة الحق سبحانه قولاً وفعلاً
حالاً بحسب استعدادهم

وعندي حمد الجمع على التفرقة
بان يرى الحق سبحانه ذاته وصفاته
مفصلاً من رتبة الغيب في مرايا جميع
العوالم والمراتب جمعاً وفراداً في عالم الشهادة
وحمد التفرقة على الجمع بان يرى التفرقة الجمع في
المراتب والمجالي

وههنا وجوه اخر القيت من
القديم القدير على العديم الفقير
بمحض العناية والتقدير احدها
حمد الجمع في تفرقة الكل على
نفسه بان يرى الحق سبحانه كمالاته

الٰہیہ اور کونیہ پر ثانیاً شامل ہیں۔ اُن کے ساتھ تعین اور
تجلی فرماتی ہے (۲) حمد تفرقہ علی التفرقہ اس طرح پر ہے کہ مخلوقات
کا اظہار کمال خلقت کے ساتھ اور ایک کا ظہور۔ دوسرے
کے جمال میں حق سبحانہ کے علم سے ہے بایں طور کہ یہ جمال
اللہ تعالیٰ جل شانہ کے جمال پاک کا ظل ہے۔ بلکہ
عین وہی ہے (۳) حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر ہے۔ کہ
وجود باری تعالیٰ کا نور۔ حقائق ممکنات اور اعیان
موجودات پر فیض مقدس کے ذریعہ سے فائض ہوتا
ہے (۴) اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے۔ کہ وجود
کے جمیع مراتب کیا روح۔ کیا مثال۔ اور کیا شخص۔ قولاً
فعلاً۔ اور حالاً۔ حسب استعداد خود ہا۔ حضرت حق
سبحانہ کے ثناخوان جمیع ہیں۔

اور میرے نزدیک حمد جمع علی التفرقہ اس طرح پر
ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ اپنی ذات اور صفات کو
مرتبہ غیب سے جمیع عوالم اور مراتب کے آئینوں میں
بالتفصیل مجموعی طور پر۔ اور فرداً فرداً عالم شہادۃ کے اندر
دیکھے۔ اور حمد تفرقہ علی الجمع اس طرح پر ہے کہ تفرقہ
مراتب اور مجالی میں جمع کا مشاہدہ کرے۔

اس مقام پر کچھ وجوہ اور بھی ہیں جو
قدیم اور قدیر حق سبحانہ کی طرف سے
عدیم اور فقیر (مصنف) کے دل میں محض
عنایت اور تقدیر سے القا ہوئے ہیں منجملہ اُن کے
(۱) حمد الجمع فی تفرقۃ الکل علی نفسہ اس طور پر ہے

مع ذاته فی حقیقة جمعیة
مظهریة تفرقیة کلیة انسانیة
وثانیها احمد تفرقة الکل
علی عین الجمع بان یری الانسان
الکامل جمیع التعینات مع النفس
عین الواحد وثالثها احمد
تفرقة الکل علی التفرقة المطلقة
بان یری الانسان الکامل کل
الکمال ذاته مدبرة لجمیع
التعینات والاعتبارات جامعة
بکلیته لجمیعها بحسب استعداداتها
ورابعها احمد التفرقة
المطلقة علی عین تفرقة الکل بان تفنی جمیع
الممکنات والموجودات فی ذات الانسان
الکامل السالك فافهم انت

کہ حق سبحانہ اپنے کمالات کو مع اپنی
ذات کے ایسی حقیقۃ کے اندر دیکھے۔
جو صفات جمعیہ۔ مظہریہ۔ تفرقیہ۔ کلیہ
اور انسانیہ کو شامل ہو۔ (۲) احمد تفرقۃ
الکل علی عین الجمع اس طور پر ہے کہ انسان
کامل جمیع تعینات کو مع نفس کے عین واحد
کرکے دیکھے (۳) احمد تفرقۃ الکل علی التفرقۃ
المطلقہ اس طور پر ہے۔ کہ انسان جو کل کمال کا کامل
ہے۔ اپنی ذات کو جملہ تعینات اور اعتبارات
کا مدبر۔ اور نیز ان تعینات اور اعتبارات کی استعداد
کے موافق۔ ان تمام کا بالکلیہ جامع سمجھے
(۴) اور احمد التفرقۃ المطلقۃ علی عین تفرقۃ الکل اس
طرح پر ہے۔ کہ جمیع ممکنات اور موجودات
انسان کی ذات میں جو کامل اور سالک ہے محو ہو جائیں
بس اے مخاطب تو اس کو سمجھ لے۔

تنبیه

الحمد مصدر الحامد والمحمود بالمعروف
والمجهول فالحمد قد یکون من مرتبة الجمع
علی عین التفرقة فیکون الله سبحانه حامدا
لمرتبة الجمع ومحمودا لمرتبة التفرقة وقد یکون
بالعکس فهو الحامد والمحمود فی الحقیقة
فحصلت تسعة وعشرون قسما من الحمد
فان ضربت هذه الاقسام فی الاسماء

تنبیہ

الحمد حامد اور محمود کا مصدر ہے معروف اور
مجہول دونوں صیغوں پر۔ اس بنیاد پر حمد کبھی تو مرتبہ جمع
عین تفرقہ کی نسبت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اللہ سبحانہ
مرتبہ جمع کا حامد اور مرتبہ تفرقہ کا محمود ہوگا۔ اور کبھی اس کے
برعکس ہوتا ہے۔ اس صورت میں فی الحقیقۃ حق سبحانہ ہی حامد اور حق
سبحانہ ہی محمود ہوتا ہے پس حمد کی انتیس قسمیں ہو گئیں۔ اور
اگر یہ انتیس قسمیں ننانوے ناموں میں ضرب دی جائیں

التسعة والتسعين حصلت احد وسبعون
وثمان مائة والفا قسم من المحاصل وان ضربت
فی الاسماء الالف والواحد حصلت تسعة
وعشرون احادا وتسعة وعشرون الفا
ومعنی الاسم ما ذکرت انفا لا تغفل عنه
حتی لم یشکل علیک فی الضرب لصفات
علمیتک کالسلام والقدوس

تو دو ہزار آٹھ سو اکہتر قسمین محمد کی حاصل
ہوجاوین اور اگر ایک ہزار ایک اسما مین ضرب دی
جائین - تو انتیس ہزار انتیس قسمین ہوجاوین -
اور اسم کے معنی وہی ہین - جو مین ابھی ابھی ذکر کر آیا ہون
اسے مخاطب کہین تو اُس سے غافل نہ ہوجانا - تاکہ
ضرب دینے مین سلام اور قدوس جیسی علمیہ صفات
کی وجہ سے تیرے اوپر اشکال واقع نہ ہو -

ان دو - تین نقلون کے بعد ایک نقل عین المعانی مین سے ہدیۂ ناظرین ہے - اسم الولی کی شرح مین آپ لکھتے ہین -

عالی شان امام اسوۃ المحدثین شیخ محی الدین عربی کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہے - کہ ہمارے نبی کو جو خاتم الانبیا علیہ وعلیہم السلام کہتے ہین - یہ اس معنی کرکے ہے - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے وقت تک انسانی نوع کے افراد مین سے جو کوئی شخص کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا تھا اُس کو نبی کہا کرتے تھے - کہ یہ نام اسمائے آلہی کے مغائر ہے - مگر آپ کی بعثت کے بعد آپ کی اُمت مین سے جو اصحاب کمالات کے درجات کو پہونچتے ہین اُن کو اس نام کے ساتھ نام زد نہین کرتے - کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت نے خاتمیت کی مہر اس نام کی گویائی کے منہ پر لگا کر ملک نام کی تجویز جو اسم آلہی کے موافق ہے - فرمائی ہے - اور وہ ولی ہے - یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد کامل کو ولی کہتے ہین "

جو اصحاب انفس و آفاق (عالم ارواح اور عالم اجسام) کے رموز فہم اور موشگاف ہین - وہ سدر الذکر کلام کی اصل اور خلاصہ کو اچھی طرح جانتے ہین - کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ تک کاملون کو نبی یا رسول کے نام کے ساتھ نام زد کرنے مین اسمی اور رسمی مغائرت باقی تھی - لیکن جب سے نور معرفت کا اولین چراغ روشن ہوا ہے - جس سے مراد حقیقت محمدیہ ہے علیہ السلام تب سے اس چراغ کی روشنی کی بدولت - مغائرت اور منافات کی تمام تیرگیان اور تاریکیان دنیا کی اعتباری سرائے سے عالم عدم کو بستر باندھ گئین - یہان تک کہ اسمی مغائرت ابھی باقی نہین رہی - جس سے اعتبار دوئی کا

دہم ہوتا ہے۔ یعنی جب سے آپ کے عنصری وجود کے نیر اعظم نے جمال وجلال کے افق سے آلہی اسما کے آسمان اور کون ومکان کی منزل مین طلوع فرمایا ہے۔ تب سے آپ کی اُمت اور ملت کے خاص بزرگون کو[۵۱] عند وصولھم الی درجۃ الکمال ولی کہتے ہین۔ جوانردی اسم اقدس کے مطابق ہے۔ اور خلیفہ اور خلیفہ کرنے والے کی درمیانی مغائرت دور کرنے کا واجب التعمیل فرمان اسنا اور سنا خاتم النبوۃ علیہ السلام کی مہر اور نام ولایت کے نگینہ سے مکمل کر کے عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ آج سے پیچھے۔ کسی شخص کے واسطے مغائرت کا کاغذ نہین لکھا جاوے گا۔

اللہ۔ رحمٰن۔ اور رحیم یہ تین جلیل الشان اسمار۔ تمام امور کے دروازون کی کنجی ہین۔ ان کی شرح جہان بر ختم کی ہے۔ اُس مقام پر آپ لکھتے ہین۔

حدیث ابتدا کے بموجب کہ کل امر ذی بال[۵۲] الخ ہے۔ ان تینون اسما کی تقدیم کے بدون اقوال اور افعال مین شروع کرنا۔ حسن ادب سے دور ہے۔ اور تمام ارباب تصوف خواہ عروجی ہون یا نزولی۔ دریائے توحید کے غواص ہوتے ہین۔ ان کی اصطلاحات کے جواہر ان تینون اسما کے ڈبہ مین رکھے ہوئے ہین۔ واضح ہو۔ کہ اسم اللہ کا جیسا اطلاق رتبہ الوہیت پر آتا ہے۔ اسی طرح رتبہ لاتعین پر بھی آتا ہے اور لاتعین سے۔ تعین اول پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تعین اول کی تعیین ہوگئی۔ تو یہی فیض اقدس ہے۔ اور فیض اقدس کی دو طرفین ہوتی ہین۔ ایک احدیۃ دوسری واحدیۃ۔ انہین دونون طرفون کے اعتبار سے فیض اقدس۔ وحدت ذاتی کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ احدیۃ جو وحدت کی باطنی طرف ہے۔ پیدا لین درجہ اور باطنی سمت قبول کر کے اسما اور صفات کے علاقہ سے بالکل مجرد ہوگئی اور واحدیۃ جو وحدت کی ظاہری طرف ہے۔ یہ دوسرے درجہ مین ہے۔ اور یہی ظاہری سمت کے میدان مین سیر وسلوک کرتی ہے۔ اور نیز الٰہی کمالات کو اپنی یورش کا مقدمہ بناتی ہے۔ کیونکہ صفات فعلیہ کا تعلق اسی مقام سے ہے۔ پھر جب صفات فعلیہ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ سلطنت کے لوازم اور اپنی مقتضیات کو ظاہر کرین۔

---

[۵۱] درجہ کمال پر اُن کے فائز ہونے کے وقت ۱۲ [۵۲] پوری حدیث یہ ہے۔ کل امر ذی بال لم یبدا بلبسم اللہ فھو اخرع وفي (ترجمہ) جو ہتم بالشان کام بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے۔ وہ ناقص اور ابتر ہوتا ہے ۱۲

تو وہ فیض مقدس کی امداد سے نفس رحمانی کے درمیانی حصہ لشکر کو ترتیب دیکر آگے روانہ کرتی ہین۔ اور عدم کی فوجون کو درہم برہم کردیتی ہین۔ تاکہ سلطان وجود کا علم فیروزی نصب ہو۔ یعنی صفات فعلیہ ماہیات کو وجود خارجی کی شان مین لاتی ہین۔ اور اسماے متقابلہ کہ جلوہ گر کرتی ہین۔ جب صورت فتح نمایان ہوجاتی ہے تو لوازم اور مقتضیات جو اسما کے زبردست لشکر کا پچھلا حصہ ہے ہر طرف سے سر اٹھا کر ظہور کرتے ہین۔ اور جس راستہ سے منزل بمنزل آئے تھے۔ اُسی راستہ سے وحدت کی دار السلطنۃ کو باز گشت کرجاتے ہین۔ کیونکہ رحیمی تجلی۔ اس گروہ کے حال کی پاسبان ہے۔ اس وقت مین کسی شخص کو غنیمت۔ اموال۔ انفال۔ خود رائی۔ اور خودداری مین مشغول نہین ہونا چاہیے کیونکہ ایسے امور مین مشغول ہوجانے سے عظیم شکست پیدا ہوجاتی ہے۔ جیسے جنگ احد مین بعض اصحاب کو خود رائی کی وجہ سے پیش آیا جو کچھ پیش آیا۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام یا نائب نبی (ولی) کے قرارداد کے جو صراط مستقیم ہے۔ اوسپر استحکام کے ساتھ قدم جما کر اپنے مقام سے تجاوز نہ کرین۔ اور نیز اُن کے حکم سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھین۔ کام کی حقیقت ان اشعار کے مضمون سے معلوم کرنے چاہیے

اشعار

تامل سطور الکائنات فانها[۵۱]	من الملك الاعلی الیك رسائل
وخطیها لوتاملت خطها	الا کل شیٔ ما خلا الله باطل

اور پروانہ وار اُڑکر اپنے تئین اُس بزم مین پہونچا دینا چاہیے۔ جس مین اسما اور صفات کے اجتماع کی شمع روشن ہے شاید[۵۲] لیس فی جبتی سوی الله کا ہی نغمہ تحت الذکر پردہ مین گایا جاتا ہے ۵

ہم ازین رو گفت آن بحر صفا	نیست اندر دلق من غیر از خدا

۵۱ اے مخاطب تو کائنات کی سطور پر تامل کی نظر ڈال یہ سطرین ملک اعلیٰ کی طرف سے تیرے نام رسالے مین۔ اوران مین ایک خط ہے اگر تو اوس خط مین تامل کرکے دیکھے۔ تو معلوم ہوجاوے کہ اللہ جل شانہ کے سوا تمام اشیا باطل ہین۔ ۱۲ ۵۲ میرے جبہ کے اندر اللہ کے سوا کچھ نہین ہے ۱۲

آپ کے حالات کا کسی قدر بیان اس طرح پر ہے - کہ جن پردون کے سبب سے اخفا اور امتیاز تھا - اُن پردون کے اُٹھہ جانے سے جب آپ کے وجود شریف پر ذات احمدی علیہ السلام کی حقیقت جامعہ کا عکس پڑا - تو قرآن مجید جس شان کے ساتھہ لوح محفوظ پر عالم غیب مین تھا - اُسی شان کے ساتھہ آپ کے یاد کرنے سے پہر عالم شہادت مین آپ کے دل کی لوح محفوظ پر جاگزین ہوا - بلکہ ایزدی اسما اور آلہی صفات کے سبب سے آثار و احکام جو کمالات اسمائی کے حصول کے واسطے عالم امکان مین آئے تہے - اور اُن آثار و احکام کو ما یتوقف علیہ المعاد کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے وطن کی طرف بازگشت میسر نہین ہوتی تہی - وہ آپ کے وجود عزیز مین عالم قید سے نکل گئے اور اپنے مدعا کو پہونچ کر عالم اطلاق کی طرف رجوع ہونے کی استعداد اُن مین پیدا ہوئی - جس کے سبب سے وجوبی اور امکانی قرابت مین اتصال نمایان ہوا - اس سخن سرائی کا ماحصل یہ ہے - کہ جو اہل سفر آلہی علم کی آباد بستی سے نکل کر امکانی مخلوق آباد کی قید مین مقید تہے - یہ تمام اصحاب - آپ کی ولایت و ارشاد اور ہدایت و تلقین کے زمانہ مین از روے دانش و بنیش عروجی اور نزولی سیر و سلوک کا سرمایہ فراہم کر کے فرق کے صحرا سے جمع کے شہر مین آمد و رفت کرنے لگے - یہ عجیب و غریب لطیفہ ہے - کہ مذکورہ بالا واقعہ لکھتے وقت جب مین یہ بات کہ "آپ کا دل قرآن مجید کے نور سے لوح محفوظ ہوگیا - اور قرآن بہی اپنے اصلی وطن مین پہونچ گیا - جو عالم صورت مین مسافر تہا" لکھہ ہی رہا تہا - کہ یکایک شیخ صدر جہان زبار ول کے بیٹے شیخ فرید برہان پور سے راقم کے مالان مین آکر اُترے اور مسیح الاولیا کا گرامی نامہ مجکو دیا جب مینے خط کی تہ کہولی تو اُس کے عنوان مین یہ بیت لکہی تہی - بیت

لوح محفوظ ست پیشانی یار	ہست در وے سر جانان آشکار

اور خاتمہ مین نسخہ گلزار ابرار کی خواہش کا مضمون تہا - امید ہے کہ آپ کے ساتھہ میری یکجہتی اور اتحاد کا راز اور[1] المؤمن مرآة المومن کی رموز اس سرگذشت کے پڑہنے سے ارباب دانش کو روشن ہو جاویگی

تم کلامہ -

جو اصحاب - تاویل - اور توجیہ کے جوہر شناس ہین - اُن کو واضح ہو - کہ[2] الولایة افضل من النبوة اس قول کے معنی اگرچہ تاویل نگارون نے بہت کچہہ وجوہ کے ساتھہ دائرہ اشکال سے نکال کر

[1] مومن کا آئینہ مومن ہے ۱۲ [2] نبوت سے ولایت افضل ہے ۱۲

جواز و صحت کے درجہ کو پہونچائے ہیں - لیکن منجملہ توجیہات کے اِس توجیہ سے زیادہ کوئی توجیہ اقرب بالحق اور شاداب نہیں ہے - کہ نبی کی نبوت پر نبی کی ہی ولایت کی تفضیل مراد ہے - کیونکہ ارباب تحقیق کے لطیف دماغوں کو تمام توجیہات میں متبوع پر تابع کی - اور اصل پر فرع کی ترجیح کی بو آتی ہے۔

کمال خجند

طبم چنان بہ نکہتِ زلفِ تو شد لطیف	گر یاد مشکبوے تو ہم دردِ سر شود

اور تمام وجوہ سے ولی کی ولایت نبی کی ولایت کے تابع پائی جاتی ہے - البتہ نبوت پر ولایت کی افضلیت کی وجہ یہ ہے - کہ ولایت عبارت قرب حق سے ہے - اور نبوت حکم رسانی ہے - معجزہ - قدرت مطلق کا اثر ہے - اور نبی - حق سبحانہ اور خلق کے درمیان میں برزخ ہے - پس یہ بات ظاہر ہو چکی کہ جب تک بندہ کو قرب نہیں ہوتا ہے - تب تک قدرۃ مطلق کے مقتضیات کا مظہر نہیں ہو سکتا ہے - وہ اُس وقت تک فیض مطلق - مقید کو نہیں پہونچا سکتا ہے - اور مقید کو ہدایت کی امداد سے عالم مطلق کا راستہ نہیں دکھا سکتا ہے - نیز قوم کی اصطلاح میں نبوت ایک واسطہ ہے رسالت اور ولایت کے درمیان میں اس معنی کر کے - کہ نبوت صرف حقائق الٰہی کی خبر یا اُمت کی طرف پہونچانا ہے - یعنی ذات - صفات - اور اسما کی معرفت سے بہرہ یاب کرنا ہے - یہ خبر رسانی دو طرح پر ہوتی ہے - (۱) صرف علم دیدینا - اور معرفت مذکور کے طریق سے محض خبردار کر دینا - اور یہ قسم - ولایت مطلق کے ساتھ مخصوص ہے - (۲) تمام خبریں دینا جن کے ساتھ احکام شرعیہ پہونچانا - اخلاق سکھانا - اور حکمت تعلیم کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی شامل ہیں - اور یہ خاصہ رسالت کا ہے - اس دوسری قسم کو نبوت تشریعی کہتے ہیں - اور پہلی قسم کا نام نبوت تعریفی ہے، چونکہ تشریعی نبوت بعثت احمدی علیہ السلام والصلوۃ کے سبب ختم ہو گئی - تو حضور نے فرمایا[۱] لا نبي بعدي اور تعریفی نبوت جو مطلق ولایت کو لازم ہے - با وجود خاتم الانبیا ہونے حضور کے باقی رہی - کیونکہ حضور نے فرمایا ہے - علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل[۲] اس تمہید سے یہ بات مفہوم ہوئی - کہ ولایت تو رسالت اور نبوت سے عام ہے - اور نبوت - رسالت سے عام اور ولایت سے خاص ہے - کیونکہ ہر ایک رسول نبی ہے - اور ہر نبی ولی ہے - اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہر ولی

[۱] میرے بعد نبی نہیں ہے ۔ [۲] میری امت کے علما - بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں ۔

نبی ہو- پس لفظ نبی کا اطلاق انسان کامل پر ہونا منسوخ ہوا- اور نبوت کا دعویٰ- کفر شریعت قرار دیا گیا اور اسم ولی کا اطلاق- حق سبحانہ کے بندگان خاص پر ہوا کرتا ہے- کیونکہ بندگان خاص- اخلاق الٰہی کے ساتھ تہذیب یافتہ- فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے- اور محو کے بعد صحو کے درجہ میں ہوتے ہیں- اور ولایت عبارت ہے حق کے ساتھ بندہ کا قائم ہونا- اور یہ ایک عظیم نعمت اور بڑی سعادت ہے دیکھا چاہیے کس دردمند کو نصیب ہو-

بیدرد را شراب محبت کجا دہند		کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند

نیز ولی کا اطلاق قوم کی اصطلاح میں اُس فرد پر آتا ہے- جس کو حق سبحانہ کی حفاظت- عصیان اور مخالفت کے ارتکاب سے باز رکھے- تاکہ وہ اُس فرد کو ہستی موہوم کی جنگ سے بچا کر ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچا دیوے- جو حق سبحانہ تک پہونچتا ہے- اِس اعتبار سے ولی فعیل بمعنی مفعول کے معنی میں ہوتا ہے- اور اس اعتبار سے کہ ولی ایک بندہ قایم بحق ہوتا ہے- فعیل فاعل کی معنی میں ہے اس بنیاد پر بمناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی قرب فرائض کے اندر اولیں معنی میں سمجھا جاوے- اور قرب نوافل کے اندر دوسرے معنی میں تصور کیا جاوے- دوسرے یہ کہ نبی کے تصرفات کا مرجع اور ماخذ اپنی ولایت کے اندازہ پر ہوا کرتا ہے- نبی کا قرب حق کے ساتھ ہی نبی کی ولایت ہے-[۵۱] هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اور ولی کا تصرف اس مقدار پر ہوا کرتا ہے کہ جس مقدار پر اُس کو اپنے نبی کے ساتھ قرب ہو- اور یہی اُس کا قرب اپنے نبی کے ساتھ اُس کے اُس قرب کی میزان ہے- جو حق کے ساتھ ہے-[۵۲] قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس آفتاب کو مانند نبی سمجھنا چاہیے- جو اپنے ذاتی نور سے منور ہے- اور ماہ کو مانند ولی تصور کرنا چاہیے- جو آفتاب کے فروغ سے نور کا اقتباس کرکے روشن ہوتا ہے والعلم عند اللہ-

یاد شیخ احمد ابن شیخ عبدالاحد

بق- حضرت مجدد

آپ فاروقی سرہندی ہیں- محبوبیت- وحدانیت- اور فردیت کی محفلوں میں بالانشینی کا مرتبہ آپ کو حاصل ہے صوفی محمد صدیق ہدایت تخلص- ظہیر الدین حسن کسمی کے فرزند- اور مولانا خواجہ باقی نقشبندی

۵۱- یہیں سے معلوم ہوا کہ سب اختیار خداے برحق کو ہی ہے- ۵۲- اے پیغمبر کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو- تو میری پیروی کرو- کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے ۱۲-

اویسی کے مرید ہین - انہون نے سنہ ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ مین دہلی سے سیاحی کے اہد قدم اُٹھایا - تاکہ خیر بلاد ولشہر خدا اللہ واباکم دہلی فہ کی زیارت سے - اور ہر ایک سرزمین کے مشائخ کی صحبت سے فیض حاصل کیا جاوے - جب صوفی صاحب ملک خاندیس مین پہونچے - تو آگے بڑہنے کی توفیق ہمراہ نہین ہوئی - بازگشت کے وقت منڈو (مانڈو) کے عبرت کدہ مین جہان غوثی کی زاد بوم ہے - چند روز توقف فرمایا - ایک روز شیخ احمد کے باکمال حالات مینے دریافت کئے - تو صوفی صاحب نے آپ کی تصنیف کا ایک رسالہ جس کے اندر مصنف نے اپنی خاص واردات اور مکاشفات کو درج کیا ہے - راقم کے مطالعہ کے واسطے دیا - رسالہ کا ماحصل خلاصہ یہ ہے - کہ

"درویش کے دل مین جب خداشناسی کے سلوک کا شوق پیدا ہوا - تو ایزدی عنایت نے سلسلہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت مین مجکو پہونچایا - اور اُن کی دلنشین تقریر سے اس خانوادہ کے بزرگون کا طریقہ اختیار کر کے چند روز اُن کی خدمت مین بسر کئے - اُن کے انفاس اور توجہ کی برکت سے - اور بزرگوار خواجون کے جذبہ سے جو قیومیت کے وصف مین اپنے تئین فنا کرنے سے پیدا ہوتا ہے - طالب کا حال پلٹ گیا - اور اندراج النہایۃ فی البدایۃ کی بہی چاشنی چکھی - جب صدر الذکر جذبہ متحقق ہوگیا - تو نوبت بہ سلوک پہونچی - سلطان ولایت محمدی امیر مردان علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روحانی پرورش نے مجہے اُس اسم کے مرتبہ کو پہونچایا - جو اُن بزرگوار خلیفہ کا رب تہا - اور اُس اسم سے خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحانی امداد اور رہنمائی کی بدولت قابلیت اولی کو عروج کیا - جس سے مراد حقیقت محمدی ہے علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اور حضرت فاروق اعظم رضہ کی روحانی امداد ہونے پر اس قابلیت اولی سے بہی ترقی میسر ہوئی - پہر حضور خاتم النبوۃ علیہ السلام کی روحانی پرورش کا فیض ہوا - تو سابقہ قابلیت اور مرتبہ سے ایسے مقام کی طرف صعود ہوا - جو اقطاب محمدی کے واسطے مخصوص ہے - سابق کا مقام گویا اس مقام کی تفصیل ہے - اور جس وقت اس مقام پر ورود ہوا تھا - تو اس وقت مین کسی قدر امداد خواجہ علاء الدین عطار کی روحی حقیقت سے بہی اس درویش کو پہونچی تہی - خواجہ علاء الدین عطار خواجہ بزرگ

لہ اور ہمارا شادی کو ہم [illegible] سکے خلاف سے [illegible]

نقشبند کے بڑے خلیفہ ہین - اور اپنے وقت کے قطب ہدایت تھے - اقطاب کے عروج کی نہایت اسی مقام تک ہے - اور ظلیت کا دائرہ بھی اسی جگہہ منتہی اور تمام ہوجاتا ہے - اس کے آگے یا تو اصل خالص ہے - یا ممتزج بہ ظل ہے - افراد کی جماعت کو اس مرتبہ پر پہونچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے - اور افراد کی صحبت کے ذریعہ سے بعض اقطاب کو بھی مقام ممتزج تک عروج میسر ہوتا ہے - اور امتزاج کے مرتبہ سے اصل پر بھی نظر پڑتی ہے - لیکن اصل خالص کو پہونچنا - یا اس پر نظر کرنا - باعتبار تفاوت درجات - افراد کا ہی خاصہ ہے [۵۱] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ پھر اقطاب کے مقام پر پہونچنے کے بعد اس درویش کو دین و دنیا کے سردار علیہ السلام نے قطبیت ارشاد کا خلعت عنایت فرماکر اس مبارک منصب سے سرفراز کیا - اس کے بعد ازلی عنایت نے دستگیری فرمائی - کہ اس مقام سے ایک دفعہ ترقی اصل ممتزج تک عطا کی - فنا اور بقا جیسی اور جس طرح سے ہر ایک سابقہ مقام پر پیش آتی تھی - اس جگہہ بھی پیش آئی - اور یہان سے اصل کے مقام پر صعود حاصل ہوا - حتی کہ اصل الاصل تک پہونچ گیا - اس آخرین عروج مین جو اصل کے مقامات مین واقع ہوا - اسوۃ العرفا غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی کی روحانیت سے مدد ملی - انھون نے کامل تصرف کی طاقت کام مین لاکر ان مقامات سے عبور کرادیا - اور اصل الاصل سے آگاہ کرکے یہان سے عالم شہادت کی طرف مراجعت کا حکم فرمایا - اس طرح سے - کہ مین ہر ایک مقام سے دوسرے مقام کو نزول کے طور پر بازگشت کرون - اگرچہ اس درویش کو فردیت کی نسبت جو عروج اخیر سے مخصوص ہے - اپنے پدر بزرگوار سے ارثاً تھی - اور پدر بزرگوار کو ایک قوی الجذبہ عزیز سے - اور نیز ایک بزرگ سے جو خرق عادات مین نامور تھے حاصل ہوئی تھی - لیکن منازل سلوک قطع کرنے سے پیشتر اپنی ضعف بصیرت کے سبب یا قلت جنس کے سبب سے اس نسبت کا اپنی ذات مین قطعاً ظہور نہین پایا تھا - اور نیز عبادت نافلہ خصوصاً

---

[۵۱] - یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے - جس کو چاہتا ہے - عطا فرماتا ہے - اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

تمازنفل کی توفیق - پدربزرگوار کی امداد سے ہے - اور پدر بزرگوار کو اپنے شیخ سے تھی - چشتیہ سلسلہ میں تھے - اس درویش کو علم لدنی خضر علیہ السلام کی روحانیت کے فیض سے حاصل ہوتا رہا اُس وقت تک کہ اقطاب کے مرتبہ سے آگے نہیں بڑھا - لیکن جن عالی مقامات کا حال صدر میں لکھا گیا ہے - ان مقامات سے عروج اور عبور کے بعد تمام وہبی اور کسبی علوم یہ درویش ہمیشہ اپنی حقیقت سے اخذ کرلیتا ہے - یعنی تمام علوم اپنی ذات میں خود بخود پاتا ہے کسی غیر کو کوئی دخل نہیں ہے - نیز اس درویش کو نزول کے وقت جو عبارت السیر من اللہ باللہ سے ہے تمام دس سلسلوں کے مشائخ کے مقامات پر عبور حاصل ہوا - اور ہر ایک مقام سے کچھ نہ کچھ حصہ ہاتھ آیا - اور ہر مقام اور سلسلہ کے مشائخ سے بے شمار امداد ملی - اور ہر ایک صاحب نے اپنی نسبتوں کے خلاصہ سے مجکو آگاہ اور محرم فرمایا - اول بزرگان خانوادہ چشتیہ قدسنا اللہ تعالی بذکرہم - کے مقام پر گزر ہوا - اور اُس مقام سے اور اصحاب مقام سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا اور منجملہ ان کے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی روحانیت نے سب سے زیادہ التفات فرمایا - یہ بالکل سچ ہے - کہ خواجہ کی ذات شریف کی شان اس مرتبہ میں نہایت رفیع ہے - جب یہاں سے آگے بڑھا - تو اکابر سلسلہ کبرویہ کے مقام کی طرف روحنا اللہ تعالی بریاحین اسرارہم راستہ ملا - یہ دونوں مقام عروج کے اعتبار سے برابر ہیں - لیکن مقامات مذکورہ بالا سے نزول کے وقت - اولین مقام - اس صراط مستقیم کے بائیں جانب اور دوسرا مقام داہنی جانب رہتا ہے - اور یہ شاہراہ ایسا راستہ ہے کہ بعض اکابرین یعنی اقطاب ارشاد - فردیت کے مقام کو اسی راستہ سے جاتے ہیں - اور نہایۃ النہایۃ کو پہونچتے ہیں - تنہا افراد کا راستہ دوسرا ہے - بدون قطبیت کے اس شاہراہ پر ہو کر گزر نہیں ہوسکتا - اور یہ مقام ایک قسم کا برزخ ہے اس شاہراہ کے اور مرتبہ صفات کے درمیان میں - یعنی دونوں طرف سے بہرہ یاب ہے اور اولین مقام - اس مبارک راستہ کی دوسری جانب میں واقع ہوا ہے - جس کو مرتبہ صفات سے آمیزش اور مناسبت بہت کم ہے - سلسلہ کبرویہ کے مقام سے آگے بڑھکر ان مشائخ کبار سہروردیہ کے مقام پر نفعنا اللہ ببرکاتہم حقائقہم عبور ہوا - بجز شیخ الشیوخ

شہاب الملۃ والدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اس جانب ہین۔ یہ مقام پیروی
سنت نبوی علیہ السلام کے فروغ سے آراستہ۔ اور جمال فوق الفوق کے مشاہدہ سے
پیراستہ ہے۔ عبادات کی توفیق۔ اور خدا پرستی کی طاقت اس مقام کے ساتھ ساتھ ہے
بعض نارسیدہ سالک جو عبادات نافلہ مین سخت منہمک ہین اور اسی خشک پرستش سے
آرام پا رہے ہین۔ ان کو فی الجملہ حصہ بحسب مناسبت اسی مقام سے ملتا ہے۔ غرض یہ ہے
کہ نفس عبادت سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ **القصہ** یہ ایک بے نظیر مقام ہے۔
ایزدی فروغ جو اس مقام پر نظر آتا ہے۔ دوسرے مقامات پر نظر نہین آتا۔ اور اس
مقام کے لوگ کمال متابعت اور پیروی سنت کی وجہ سے۔ دوسرے عالی مقام خدا
شناسون سے قدر اور شان مین اعظم اور ارفع ہین۔ اگرچہ عروج اور فوقیت کے اعتبار
سے دوسرے مقامات بلند زیادہ ہین۔ لیکن جو کچھ اس مقام والون کو حاصل
ہے دوسرے مقامات والون کو میسر نہین ہے۔ سہروردیہ مقام کے بعد۔ جذبہ کے
مرتبہ پر اوترآیا۔ یہ مقام بے شمار جذبات کے مقامات کو جامع ہے پھر مجکو اس مقام
سے بھی اوترنا پڑا۔ مراتب نزول کی نہایت مقام قلب تک ہے۔ جو حقیقت جامع
ہے۔ اور ارشاد وتکمیل اسی مقام پر اوترنے سے وابستہ ہے۔ اس مقام پر تمکین حاصل
ہونے کے بعد پھر ایک دفعہ عروج واقع ہوا۔ اس دفعہ اصل کو بھی ظل کی طرح سے چھوڑنا پڑا
جب پھر نزول ہوا۔ تو اس دوسری دفعہ مین مقام قلب پر تمکین حاصل ہوگئی۔ الحمد للہ

علی کل حال ومقال۔

ایک کتاب معارف لدنیہ آپ کی تصنیفات سے ہے۔ اس مین آپ تحریر فرماتے ہین۔
"خدا شناسون کی جماعت کو کامل توجہ اور خاص حضور کے اعتبار سے بحکم فطرۃ اللہ التی فطر
الناس علیہا ایسا عالی درجہ حاصل ہے۔ کہ جس مین سالکون مین سے کسی سالک کا
دگر رہے۔ اور نہ نظر ہے۔ اس تفرقہ کا اصلی راز یہ ہے۔ کہ جب تک ارواح کا تعلق اور
تعشق بدن کے ساتھ نہین ہوا تھا۔ تب تک ارواح کو حق سبحانہ کے ساتھ حضوری حاصل تھی۔ پھر جب
حسب فرمان احیان ثابتہ ارواح کا تعلق اور تعشق۔ ابدان کے ساتھ ہوا۔ تو وہ حضوری جاتی رہی۔ بعض کا وہ سابقہ حضور

بالکل موقوف ہوگیا - اور توجہ تو دو - اور اُس کے لوازم - صرف پیکر کے ساتھ رہ گئے (۲)
اور بعض کی سابقہ توجہ جو مبدء کے ساتھ تھی - بالکل فراموش نہین ہوئی - یعنی عالم
اجسام کے ساتھ وابستگی ہونے کے بعد بھی اُس نسبت کا اثر باقی رہا - اِس بنیاد پر
جب قدیمی توجہ کا فراموش کرنے والا اولین گروہ - پہ مبدء کی طرف عروج کرتا ہے - تو
اُس کو حق کے ساتھ ایسی خاص نسبت اور قرب حاصل ہوتا ہے - کہ پچھلے گروہ کو عروج
اور سلوک کے ذریعہ سے اگرچہ ترقی حاصل ہو جاتی ہے - لیکن اُس خاص مرتبہ کی ہوا تک
اُن کے دماغ مین نہین پہونچتی - کیونکہ صدر الذکر معاملہ اور مقولہ سے ایسا مفہوم ہوا - کہ اولین
فرقہ کا طریقہ استعداد اس طور پر ہے - کہ جس شے کی طرف توجہ کرتا ہے - اُسی کا رنگ
پکڑ لیتا ہے - اور احوال سابق کا کوئی اثر اُس کے ساتھ باقی نہین رہتا ہے - اور
دوسرے فرقہ کی صور علمیہ کا اقتضا اس طرح پر نہین ہے - بلکہ جس امر کی طرف رخ کرتا ہے -
حالت سابقہ سے کچھ حصہ اپنے ساتھ محفوظ رکھکر لائق لباس مین ظہور کرتا ہے - اِس
عقلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے - کہ اس گروہ کی سرشت - قصور توجہ پر - اور دوسری جماعت
کی خلقت کمال تعشق پر واقع ہے - بای معشوق کان -

ارباب معرفت جو دوربین نظر رکھتے ہین - وہ اچھی طرح جانتے ہین - کہ اِس تفرقہ کے
راز کی بنیاد - کشفی شہادت کے بدون - صرف عقلی دلائل پر قایم کرنا - کوئی استحکام کی بات
نہین ہے - دران حالیکہ عقل اس مدعا کے خلاف اس قضیہ اور تفرقہ مین اس طور پر
دلیل قایم کرتی ہے - کہ مبدء کو بالکل فراموش کرنے سے - اور عنصری ابدان کے لوازم کی
طرف ہمہ نوع متوجہ ہونے سے - ایسا پایا جاتا ہے - کہ عالم وجوب کے ساتھ مناسبت
قلیل - اور عالم کون و مکان کے ساتھ خصوصیت زیادہ ہے اور جہان امکان کی طرف نزول
کرنے کے بعد - حضرت باری تعالی کے ساتھ فی الجملہ تعلق باقی رہنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ذات باری عز اسمہ کے ساتھ حد درجہ پر اتصال - اور عالم امکان کی طرف سے بالکل
بے تعلقی ہے - لیکن اِس گروہ کے حقایق کا عالم امکان مین نزول بمقتضائے حکمت
الٰہی ہے پس اس تقدیر پر عقل کی رو سے عروج اور صعود کے بعد مقام خاص کو دوسری

وجہ والا شخص پہونچ سکتا ہے - نہ پہلی وجہ والا[۵۱] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
خلاصہ کلام یہ - کہ دونون توجیہین باہم ایک دوسرے کو ہٹاتی ہین - لہذا ان دونون
فرقون مین سے کسی فرقہ کو عقلیہ دلائل کی رو سے - صدر اللہ کر دیہ وحدت کے ساتھ
مخصوص نہین کر سکتے ہین - اس مین شک نہین کہ تخصیص کی پچھلی وجہ مین از روے
تحقیق - علم ازلی کی شان پیدا ہے[۵۲] وھو اعلم بمن ضلّ عن سبیلہ وھو
اعلم بالمھتدین اور دونون گروہون کے افراد مین مذکورہ بالا خاص مرتبہ کے عام کرنے
اور دائر رکھنے کے ساتھ اعتقاد رکھنا - اقرب بہ صواب ہے -

دوسرے ظاہر حال پر - اور[۵۳] ما یشاھد من الافراد پر قیاس کر کے ایسا
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام نوع انسان چار قسم پر منقسم سمجھی جاوے اس طور پر - کہ مذکورۃ الصدر
دو گروہون مین سے جو گروہ ابدان کے ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد اپنے تئین مع
تمام گزشتہ حالات کے بھول جاتا ہے وہ منجملہ چار قسم کے قسم اول مین شمار کیا
جاوے - اور اس مقام والے عام لوگ اور اہل تقلید ہین - اور ترکیبی صورت کے
ساتھ تعلق پیدا ہونے کے بعد جن اصحاب کا حضور اپنے مبدء کے ساتھ باقی رہتا
ہے - یہ اصحاب مقدار تعلق کے اعتبار سے تین اقسام پر منقسم ہین - یعنی ان لوگون
کا تعلق دونون طرف برابر ہے یا نہین ہے - جن لوگون کا تعلق طرفین کے
ساتھ برابر نہین ہے - ان کی دو قسمین ہین - کیونکہ راجح تعلق یا تو قدم کی طرف ہوگا
یا حدوث کی طرف ہوگا - پس جو لوگ حدوث کی طرف تعلق راجح رکھتے ہین - وہ
اصحاب استدلال - اور ارباب براہین علمیہ و عقلیہ ہین - اور جو لوگ قدم کی جانب
زیادہ تعلق رکھتے ہین - وہ ذاتی احدیۃ کے اندر مستغرق اور اہل جذبہ ہین - اور
جو لوگ دونون طرف برابر تعلق رکھتے ہین وہ صاحبان کشف و تحقیق ہین - اور

---

[۵۱] حقیقت حال کو اللہ جل شانہ ہی خوب جانتا ہے ۱۲-

[۵۲] - جو شخص خدا کے راستہ سے بھٹکا - اُس کو وہ خوب جانتا ہے - اور نیز وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے
جو راہِ راست پر ہین ۱۲ [۵۳] افراد مین سے جو نظر آتے ہین ۱۲

اسی شکل کی تقسیم آیہ کریمہ[۵۱] ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ سے بھی مفہوم ہوتی ہے - اس طور پر کہ املاً
اصطفیٰ کے لفظ سے جمہور انام کی دو قسمین کین - ایک جماعت غیر مختار - دوسری
جماعت مختار - اور پھر مختار جماعت کو تین اقسام پر منقسم کیا لقولہ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ پس غیر مختار قسم اول ہے کہ وہ گرفتاران تقلید
ہین - **ظالم لنفسہ** وہ اصحاب ہین جو جذب اور استہلاک کے دریا مین مستغرق ہین - اور
مقتصد وہ لوگ ہین جو اعتقاد اور استدلال کے پر فضا محل مین آسودہ ہین - اور
سابق بالخیرات وہ جماعت ہے جو مشاہدہ اور معائنہ کے گلزار کی تماشائی ہے -
اس مین شک نہین - نقل کی کمی - نظر اور عقل کی امداد سے جس قدر تانا تن کر بانا
بن سکتی ہے - اُس بُنے ہوئے کپڑے کا طول اور عرض اس سے زیادہ نہین ہوگا - اگر
کسی شخص کے دل مین اس مقام کی تحقیق کا درد ہو - اور وہ چاہے - کہ مجرب علاج سے
کامل شفا پاکر تندرست ہوجاوے - تو اُس کو شیخ الاولیا کی خدمت اور ارشاد سے چارہ جوئی
کرنی چاہیے - کیونکہ آج کل دراصل ایسے دردمندون کے حاذق طبیب بھی ہین اور خلفائے
حضرت غوث الاولیا مین سے ایک اور جماعت بھی اِس شطاریہ سلسلہ مین ہوچکی ہے -
جس کی ولایت اور ہدایت کے آثار باقی ہین - جیسے وجیہ الملۃ والدین علوی گجراتی
شیخ لشکر محمد عارف شیخ شمس الدین شیرازی - شیخ صدر الدین محمد شمس بردودہ (بڑودہ)
گجرات - شیخ عبدالحی جو شیخ جیوہ کر کے مشہور ہین - اور نیز دیگر بزرگوار اصحاب ان ارباب
شہود اور اصحاب یقین کے کسی قدر حالات اس مختصر کتاب کی گنجائش کے موافق ہر ایک بزرگوار
کے ذکر خیر مین لکھے گئے ہین - حافظ

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	نہ ہر کہ نکتہ باریک تر ز مو اینجا ست

۵۱ - پوری آیۃ اس طور پر ہے - ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرٰت باذن ا[۱۵]
ترجمہ - پھر ہم نے اپنے بندون مین سے اُن لوگون کو اس کتاب کا وارث ٹھیرایا - جنکو ہم نے (اہل سمجھکر اُس کی خدمت کے
لیے) منتخب فرمایا - (یعنی مسلمانون کو) پھر اُن مین سے بعض تو (اس پر عمل نہ کرکے) اپنی جانون پر ستم کرتے ہین) - اور (بعض)
ان مین بیچ کی چال چلے جاتے ہین - اور (بعض) اُن مین سے (ایسے بھی ہین جو) خدا کے حکم سے نیکیون مین (اورون سے) گم
آگے بڑھے ہوئے ہین ۳۲:

یاد شیخ خدا بخش مندوی

آپ کے آباد اجداد ہجری آٹھوین صدی کے سنوات مین عربستان سے ہندمین آئے تھے۔ آپ
کے پیر بیعت شیخ فضل اللہ ابن شیخ حسین ملتانی چشتی ہین۔ آپ تنہائی اور گمنامی کے محب۔ گوشہ نشینی اور
خلوت کے مشتاق۔ مراقبہ اور محاسبہ کے دریامین مستغرق اور آثار سوز وگداز کے مجموعہ ہین۔ سلمہ اللہ تعالی
اگرچہ علوم متداولہ کی مختلف فروع اور اصول کے میدان یا نخلستان مین آپ کی عندلیب طبع پرواز
نہین کرتی ہے۔ لیکن اعتقادات کے معانی اور عبادات کے ارکان کی اصلاح کے واسطے جیسے کہ اسنے
مین تک اس قدر علم فقہ سے آگاہی ضرور ہے۔ آپ کی تجرید کا بیان۔ تفرید کا اظہار۔ مخلوق کے ساتھہ بیگانگی
اور حق کے ساتھہ یگانگی کی تحریر اِن مین سے کوئی چیز۔ عبارت۔ اشارت۔ بیان۔ یا زبان مین نہین آسکتی۔
محض معانی اور معقول ہین۔ لہذا ان کا ادراک اہل حال وعرفان اور اصحاب ذوق ووجدان کے حوالہ کر کے
آپ کے ماجرا مین سے چند باتین لکھتا ہون اور یہ چند باتین وہی ہین۔ جو راقم کو بلا واسطہ معلوم ہوئی ہین۔

ابتدا ابتدا مین آپ کا پیشہ نمدبانی تھا۔ حریر فروشی کی بھی دوکان کر رکھی تھی۔ اور الکاسب حبیب اللہ
کے لباس مین یکتا درویش تھے۔ سرمایہ مین سے روزانہ محنت کا فائدہ حاصل کر کے ایک حصہ تو مستحق فقرا
کی نذر کر دیتے تھے۔ ایک حصہ عیال واطفال کی معاش کے نامزد کرتے تھے۔ اور ایک حصہ اپنی قوت
اور مہمانون کی ضیافت کے نام سے اٹھا لیتے تھے۔ اس درویشانہ انتظام کے ساتھہ پندرہ سال کی عمر سے چالیس سال تک
بسر کی۔ اور ترک خانہ نشینی اور اختیار گوشہ گزینی کی آرزو کو اپنے دل کے اندر پرورش دیتے تھے۔ اسی کشمکش
مین جب آپکی عمر چالیس سال کی ہوگئی۔ تو تجرد گزینی کا نشہ ابھرا۔ ایکبارگی خداطلبی کا جوش۔ اور حق شناسی کی
خواہش کا سیلاب آیا۔ اور اوسنے آپکے صنوبری دل کو شوق کا فوارہ بنایا۔ جو کچھہ گزر اوقات کے واسطے لباٹ
مین تھا۔ وہ تمام وکمال آپنے بے اختیار ہوکر عام محتاجون پر لٹا دیا۔ اور خود خاص درویشی کا جامہ پہن کر
مقصد اور آگہی معرفت کی یافت کے واسطے ہر ایک دل سے اور ہر ایک دروازہ سے گدائی کرنے لگے
ایک مدت تک اس طریق مین بھی عمر گزاری۔ پھر آخر کار ہجری سنہ نوسو اکیاسی مین خضر سیرت مرشد کی بابرکات
صحبت سے کسی قدر گوناگون اضطراب کا جوش بتسکین اور تمکین کے ساتھہ دل مین فرو ہوا۔ ساگر تالاب
کے کنارہ ایک پشتہ پر ایک کہنہ مسجد تھی۔ اُس کی مرمت فرماکر قبر کی طرح ایک چھوٹا سا حجرہ اُس کی چھت کے

پیچھے بنایا۔ یہ حجرہ آبادی سے ایک کوس دور ہے۔ اس تاریخ سے ہجری سنہ ایک ہزار بائیس تک ایزدی عنایت سے حجرہ مذکور مین استقامت کے ساتھ تنہا بیٹھے رہے۔ اور آخر کار فقر و بینوائی کے بارہ مین جس درجہ کے آپ متلاشی تھے۔ وہ درجہ آپ کی استعداد کے موافق حاصل ہوا یافت اور شناخت کی بخیہ جو آپ کی گدڑی پر لگی۔ تو گدڑی مذکور شاہی سوزنی بن گئی۔ اب آپ کی زبان حال نے لیس فی جلبتی سوی اللہ کا ترانہ گانا شروع کیا۔ گو چند سال سے آپ کا آستانہ اکابر اور اصاغر کا مرجع ہوگیا ہے۔ لیکن آپ کی ملازمت حاصل ہوجانا۔ عالی شان سلاطین اور سپہ سالار امراے اعظم کے بھی اختیار اور قبضہ قدرت مین نہین ہے۔ بلکہ آپ کی عنایت اور ارادت کے متعلق ہے۔ تنہا بیٹھے رہنے۔ اور لوگون سے نہ ملنے کی عادت جو ابتداے زمانہ ترک سے تھی۔ وہی عادت آج تک روز افزون ترقی پر ہے۔ یعنی ملاقات چاہنے والون سے ایک لحظہ کا بھی ملنا آپ اپنے اوپر جائز نہین رکھتے ہین۔ ضرورۃً صرف بمقدار ایک فاتحہ پڑھنے کے۔ با اخلاص آنے والون کے نزدیک بیٹھ جاتے ہین۔ بلکہ اکثر اوقات کھڑے ہی رہتے ہین۔ اور جو کچھ خشک و تر اس وقت ہاتھ مین موجود ہوتا ہے۔ پیش کر کے رخصت کر دیتے ہین زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ آپ مخلوقات سے علیحدہ رہنے کو تنہائی اور گمنامی کا جز جانتے ہین۔ بالآخر یہی شیوہ آپ کی ناموری اور شہرہ کا باعث ہوا۔ اس مین شک نہین۔ کہ یہ ظاہری اور باطنی موجودات کا مبدء ہی ہے۔ جو تنور سے طوفان کا نکالنے والا ہے۔ اور ہمیشہ تقدیر سے تدبیر منفعل رہتی ہے[۵] عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْـٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ۔

الحمد للہ والمنۃ کہ با اینہمہ۔ ازلی محافظت۔ مصاحبت چاہنے والے اور خدمت کرنے والے اٹیرون کی لوٹ سے آپ کی اوقات شریف کی نگہداشت فرماتی ہے۔ اور آپ کو صرف یاد حق کی طرف متوجہ اور مشغول رکھتی ہے۔ سبحان اللہ سواے گوشہ نشینی کے۔ مرید کرنا۔ خانقاہ بنانا۔ خادم رکھنا۔ ہنگامہ عرس کو رونق دینا۔ اور سرود و سماع کی مجلس گرم کرنا وغیرہ وغیرہ سلسلہ دار مشائخ کے کسی طور اور طریقہ سے آپ کی آزاد اور تنہائی پسند طبیعت مقید نہین ہے۔ اس پر بھی آپ اپنے نفس مطمئنہ سے خطاب کر کے اس مضمون کے ساتھ مترنم رہتے ہین۔ شعر ہست

	باین صفت کہ تو داری بدان صفت نبرند		بجز دان طریقت جماعتے دگراند ؛

[۵] عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بری لگے۔ اور وہ تمھارے حق مین بہتر ہو۔ اور عجب نہین کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے۔ اور وہ تمھارے حق مین بری ہو۔

ان تمام حقائق کے بیان کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ مشیخت کا بناؤ سنگھار بے تعینی کی سادگی کے عوض فروخت کرکے میدان فنا کے شہسوار اور رسوم شکنی کے معرکہ مین صف شکن ہین [۵۱] ولا تقولوا لمن ھو فانی فی اللہ وعائش فی المزاج انہ حی علی مثال انفسکم بل ھو غریق فی بحر الفنا وانتم لا تشعرون

آپ کی سعید اولاد تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہین - بڑے شیخ عبد الرحیم ہین - جنہون نے اپنے تئین عین جوانی مین پیری کے کمالات سے آراستہ کیا ہے - اور جو مشائخ اور طبقہ صوفیہ علیہم الرحمۃ کی اصطلاحات مین فہم درست اور استعداد روشن رکھتے ہین - منجھلے لڑکے عبد اللطیف ہین - بحسن سیرت - اور حسن صورت دونون مین متوسط ہین - سب سے چھوٹے تیسرے محمد لطیف ہین - باادب جوان ہین - اپنے پدر بزرگوار کی خدمت باعظمت مین تولیت کا مرتبہ پائے ہوئے ہین - چھوٹی لڑکی مریم نام راقم کے فرزند - برخوردار عبد الاول کے حبالہ نکاح مین ہے - قائل [۵۲] اِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ نے ہجری سنہ ایک ہزار تیرہ مین بشب غرہ صفر [۵۳] ختم اللہ بالخیر والظفر ایک لڑکا برخوردار عبد الاول مد عمرہ کے گھر عطا فرمایا - ادھر آپ کی بے پروائی - اور ادھر ولادت کی خوشی - اس مین راقم کی غفلت سے کچھ ایسا ہوا - کہ جدا دری کے اتفاق کے بدون اُس مبارک نوزاد کا نام شیخ ملہ رکھدیا بدین وجہ شیخ کی خدمت سے کمال خجالت ہوئی - پھر جب واجب العطایا کی عنایت سے تاریخ بیسوین رمضان المبارک ہجری سنہ ایک ہزار اکیس کو دوسرے فرزند کی علیہ صورت - عینی وجود کے لباس مین ظہور پذیر ہوئی - تو شیخ کی ملازمت مین راقم نے حاضر ہوکر مبارکباد کے مراسم ادا کئے - اور تجویز نام کے واسطے التماس کیا - آپ نے فرمایا نام رکھنا آپکو ہی مبارک ہے - اور تصدیق کرنا - اور مبارکباد دینا ہمارا حق ہے - بحسب الارشاد مینے عیسیٰ نام تجویز کیا - آپنے مسکراکر دعا دی اور فرمایا [۵۴] الاسماء ینزل من السماء بہت ہی مناسب اور خوب واقع ہوا - کیونکہ اس کی مان کا نام بھی مریم ہے

---

۵۱ جو شخص اللہ کی ذات مین فنا اور ازروے مزاج زندہ ہو - اُس کو یہ نہ کہو - کہ وہ تم لوگون کی طرح قید حیات سے ہے - بلکہ وہ دریاے فنا مین مستغرق ہے - مگر تم نہین سمجھ سکتے ہو ۱۲ ۵۲ مین مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہون ۱۲ ۵۳ اللہ تعالےٰ نے اوسکو خیر اور ظفر کے ساتھ ختم کرے ۱۲ ۵۴ اسما آسمان سے اوترتے ہین ۱۲ -

بہر فرمایا - کہ شیخ ماہ آپ کا ہے - اور شیخ عیسی ہمارا - اور یہ کہکر دونون کو سعادت بخش دعاؤن کے ساتھہ سربلند فرمایا - خدا کرے سب کو علم سے اور عمر سے بہرہ وری نصیب ہو[1] بحرمۃ النبی والہ الامجاد صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الرشاد -

یاد شیخ عبد القادر

آپ - ابی محمد - ابن ابی احمد - ابن ولی بامون بغدادی کے فرزند رشید - اور سید جمال ستہری کے مرید ہین زادبوم باب الازج - جس کو اہل زمانہ بغداد جدید کہتے ہین - اسی مین قطب الاقطاب سید محی الدین عبد القادر جیلانی کی خوابگاہ ہے - رحمۃ اللہ علیہ اور پل کی اُس طرف والی آبادی کا نام بغداد قدیم ہے اس مین امام موسی کاظم کی آسایش گاہ ہے رضی اللہ عنہ اور اہل بغداد اسی کو برج اولیا کہتے ہین جس کے اندر ایک روایت سے چوبیس ہزار نامدار شایخ سوئے ہوئے ہین - اس مین شک نہین - جب بالحقیقت خدا شناس لوگ - چاند سورج کی طرح سالک درویشون کے رہنما ہین تو اس با فروغ گروہ کی آسایش گاہ کا نام برج قرار دینا اہل مذاق سخن آفرینون کو بہت کچھہ مزہ دیتا ہے - عرفی اگرچہ اس نغمہ مین دل ربائی کی طرز ضرور ہے - لیکن یہ نغمہ - پردہ آغاز کے ہم آواز نہین ہے - لہذا ایسی نئے اُٹھاؤ جس کا راستہ اصل مقام کی طرف بلٹ جاوے - ایک روز آپ کے حالات راقم نے دریافت کئے تو فرمایا -

ایزدی مشیت کے بموجب مین اپنی زادبوم مین ڈہائی برس کی عمر کو ہونچکر بے باپ ہوگیا - لہذا عم مکرم نے میری پرورش اپنے ذمہ لی - نو برس کی عمر مین کلام ربانی حفظ کرلیا - جب گیارہوین سال کا آغاز ہوا - تو عم مکرم مجکو اپنے ہمراہ بندر گووہ کو لے گئے - وہان پر عم مکرم سامان سفر باندہ کر اُس جہان کو روانہ ہوئے - مین جب تک سولہ برس کا نہین ہولیا تب تک اُس بندر سے باہر نکلنا نہین ہوا - القصہ ہجری سنہ نو سو چہیاسٹھ مین کہ یہی سال سلطان مظفر ابن محمود کے جلوس کا ہے احمد آباد گجرات مین آیا - یہان پر چند روز سرکہیج کے مدرسہ مین فقیہ حسن عرب کی ملازمت مین علوم ادب کی تحصیل کی فقیہ صاحب - داہبولی کر کے مشہور ہین - اس کے بعد

[1] - نبی - اور نبی کے بزرگ اولاد کی عزت کے طفیل مین - اللہ تعالی کی رحمت نبی پر اور اولاد نبی پر غرض کہ سب پر یوم قیامت تک رہے ۱۲ -

شیخ حسین بغدادی کی شاگردی سے عقلی علم حاصل کیا۔ اسی اثنا مین قاضی علاء الدین
عیسی احمد آبادی کی خدمت مین علم کلام کی کتابین نکالین۔ بالآخر اپنی جملہ تحصیل کو شیخ
وجیہ الدین علوی شطاری کی خانقاہ مین رہ کر کمال کے درجہ پر پہونچایا ہجری سنہ نوسو اسی
مین جب کہ عرش آستانی اکبر شاہ نے گجرات فتح کیا ہے۔ مینے تحصیل علم کے واسطے
دار السلطنۃ آگرہ کی طرف سامان باندھا۔ چند روز بعد شرح تجرید کا قدیم حاشیہ تحریر اقلیدس
مجسطی۔ شرح تذکرہ مولانا نظام اعرج۔ اور نیز دیگر بعض عربی علوم۔ علامی میر فتح اللہ شیرازی
کے درس مین سنکر شہرستان خاطر کی آئینہ بندی کی۔ پورے ایک ہزار سال ہجری مین ملک الشعرا
شیخ فیضی فیاضی ابن شیخ مبارک عفی۔ نہایت خواہش کر کے مجھے اپنے ہمراہ دکن کو لیگئے
راقم بھی اپنے وطن سے جو دکن کے عین راستہ پر واقع ہے۔ طوعاً و کرہاً ہمراہ ہو کر اس جانے
مین شریک تھا۔ جب بازگشت ہوئی تو آپ اُجین کے اندر ملک الشعرا کی ہمراہی سے رہ گئے تھے۔ یہان
پر اس شہر کے طالبان علم کی فیض رسانی شروع کی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس تک آپ کے وجود سے مسند
افیض رسانی رونق پر ہے۔ اسی جگہ متاہل بھی کر لیا ہے۔ دو لڑکے۔ اور ایک لڑکی اس بیوی سے ہین۔ ابو الفیض
اور ابو الحسن فیاض نام بھی ہین۔ اور نیز ان دونوں تاج دانش کے گوہرون کی تاریخ ہائے ولادت بھی ہین۔
اولین فرزند نے ہجری سنہ ایک ہزار انیس مین عالم روحانی کو کوچ کیا۔ دوسرے فرزند بقید حیات ہین۔ الحمد للہ
جل شانہ عمر طبعی کو پہونچا وے قصائد عربی کا ایک دیوان متنبیانہ طرز پر۔ ہر ایک فن کی کتابوں پر جستہ
جستہ حاشئے۔ عربی عبارت کا ایک رسالہ جو نہایت سنجیدگی اور تازگی کے ساتھ ملک الشعرا کے بعض
حالات کے بیان مین ہے۔ اور ایک رسالہ علم کی تعریف مین متکلم اور حکیم کی طرز پر جو شیخ ابو الفضل مبارک
کے نام سے معنون ہے۔ اس قدر آپ کی تصنیفات ہین۔ ناظرین پر مخفی نہ رہے۔ کہ صدر الذکر نمائشی حالات
بعض تو خود صاحب حالات کے بیان پر۔ اور بعض راقم کی معلومات پر لکھے گئے ہین۔

مصرع آب حیوان توامان علم اوست

حضرت یاد سید احمد افغان اویسی بجواروی

پنجاب کے پرگنات مین ایک بستی قصبہ بجوارہ ہے۔ اُس مین آپ گوشہ نشین تھے۔ شیخ محمد ابن الیاس

شیون غزغشتی کے فرزند ہین- صوری اور معنوی فضیلت کی تحصیل مین آپ نے اپنی استعداد پوری کرلی تھی- جب آپ کے پدر بزرگوار ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین فرق کے ویران گوشہ سے جمیع کے آباد صحن مین چلے گئے - تو جانشینی کی مسند کو آپ کے وجود سے شرف حاصل ہوا- آپ نے آباؤ اجداد کے مراسم سلوک کو اپنا دستور العمل بنایا- کہتے ہین- آپ نے دانش و بینش زیادہ تر- اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے- اور کچھ شیخ الہداد لاہوری کی شاگردی سے حاصل کی تھی- جب ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین شہنشاہ کشورستان اکبر شاہ نے اقلیم زندگانی کے تصرفات- اور عنصری کشور کے تمتعات رخصت فرمائے- تو اُس کے پور پر نور نور الدین جہانگیر شاہ سے تاج و تخت سلطنت کو رونق ہوئی- جس کے گرامی نام پر اس کتاب کی بنیاد رکھی گئی ہے- اِس اثنا مین شہنشاہ نور الدین کے بیٹے سلطان خسرو کو چند امرا جو عقل مین جوان مگر بے قوت تھے- دار السلطنۃ سے نکال کر لاہور کی طرف چلے گئے- پیچھے سے ہوشیار فرمان روا بھی تعاقب کنان جا پہونچا- اس غرض سے کہ نصیحت کو کام فرما کر اُس کو ناہموار بے راہی سے باز رکھے- اور ادب اور فرمان برداری کے راستہ مین لے آوے- مگر سلطان خسرو نے حقوق کا کچھ لحاظ نہ کر کے جنگ کی طرح ڈالی- بالآخر اُس کی سپاہ نے شکست کھائی- **القصہ** اِس فتنہ انگیز سال مین ہر ایک تقریب سے شہنشاہ کی محفل مین باوجود کمال ازنانی کے اسی قسم کی گفت و گو کا نرخ بڑھ گیا تھا- ایک روز ایک ندیم نے سادات صفویہ کے سلسلہ مین سلطنت ایران کے انتقال کا باعث عرض کیا- اس اثنا مین ایک اور شخص بول اٹھا- کہ اس وقت امین بھی چند درویش صورت اشخاص ایسے ہین- جو ایک ولایت کی فوج کی برابر اپنے فرمان بردار معتقدین رکھتے ہین- انہین مین سے اُس جماعت کے سرگروہ سید احمد افغان ہین- جو بجوارہ کی افغان قوم کے اندر جنگ و شورش کا باعث ہوتی ہے- اور تمام جماعت آپ کے حکم سے سرتابی نہین کرتی ہے- فرمان صادر ہوا- کہ اچھا سید احمد افغان دربار معلی مین حاضر کئے جاوین- **قصہ کوتاہ** جب آپ شاہی حضور مین پہونچے- تو ملازمت شاہی کے آداب بجا نہین لائے- بادشاہ نے فرمایا- اِس دیوانہ کو چند روز قلعہ گوالیار کے دبستان مین محفوظ رکھو- یہان تک کہ حُسن سلوک کے گلوبند مین اپنی گردن دینا گوارا کرے- تین برس تک آپ اُس عالی شان قیدخانہ مین کشادہ پیشانی سے خدا کے ساتھ مشغول رہکر زندہ رہے- اور ولایت کے متعلق بہت سی فتوحات اور پہلو نشین دشمن پر فیروزی حاصل کی- اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین خان جہان جن کا قدیمی نام پیر خان ابن دولت خان لودی ہے- صوبہ خاندیس اور دکن کے حاکم مقرر کئے

گئے - اور انہین حدود کی لشکرکشی ان کے ذمہ کی گئی - جب خان جہان قلعہ گوالیار کے نیچے پہونچے - تو واجب العرض بحضور شاہ ملکہ التماس کیا - کہ سید احمد اس یورش مین فدوی کے ہمراہ دئے جاوین - یہ گزارش حضور شاہنشاہی مین قبول ہوئی - اِس سبب سے آپ خان جہان کے ہمراہ خاندیس تک گئے - اور چند روز برہان پور مین رہے - آخر کار یہ ہوا - کہ خان جہان کے واسطے دار السلطنت سے فرمان طلب صادر ہوا - اور وہ برہان پور سے دار السلطنۃ آگرہ کو روانہ ہوئے - آپ بہی ہمراہ تہے - جب تاریخ چہبیسوین[۲۶] شعبان ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین آپ نے اپنی قدوم کی برکات سے منڈو (مانڈو) کو سرفراز کیا - تو راقم حروف بہی آپ کی ملاقات سے بہرہ یاب ہوا تہا - جب راز کی باتین ہونے لگین - تو آپ کی گفت وگو کا سلسلہ اس تقریب پر مائل ہوا -

" ایک روز خان جہان پسر دولت خان لودہی احمد کے مکان مین آئے - اور شیخ علاء الدولہ سمنانی کی چہل مجلس اُن کے ہاتہہ مین تہی - اِس کتاب مین شیخ محی الدین عربی کی یہ روایت درج تہی[۱] رایت ربی جالساً علی الکرسی وقام بین یدی واجلسنی وقال انت ربی وانا عبدک - یہ روایت مجکو دکہائی - اور میرا دامن پکڑ لیا اس تشابہ قول کے معنی ذہن نشین کئے جاوین - لاچار احمد نے جواب دیا کہ رب اول سے مراد نفس امارہ ہے - جب یہ - عالم کالبد پر قبضہ پالیتا ہے - تو قوی - حواس - اعضا - اور جوارح کا ملک وملکوت اوس کے زیر حکم آجاتا ہے - دل کی کرسی پر نشست کرتا ہے - جو روح کی نشستگاہ ہے - اور علی الاعلان ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے - اور عنصری اقلیم کے دیگر باشندون کی طرح روح کو بہی اپنی عبودیت مین لینا چاہتا ہے - پہر جب صوفی مجاہدہ اور ریاضت کی بدولت نفس پر فتح پاتا ہے - تو ناچار کرسی نشینی روح کی طرف عود کرآتی ہے - اور نفس اطاعت اور پرستش کے مقام پر کہڑا ہوکر انت ربی وانا عبدک کہکر مراسم بندگی بجالاتا ہے اور روح کے اوپر نفس کی طرف سے رب کا اطلاق اور اقرار یہی شیطان رجیم کا فریب ہے "

---

[۱] مینے اپنے رب کو دیکہا - کہ کرسی پر بیٹہا ہے (مجھکو دیکھکر) میرے سامنے اُٹھ کہڑا ہوا - اور مجکو بٹہایا - اور کہا - تو میرا رب ہے - اور مین تیرا بندہ ہون ۱۲ -

یہ تاویل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"مینے مکاشفہ ابن عربی کی عبارت شیخ عیسیٰ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ شیخ عیسیٰ نے بھی اپنا مافی الضمیر کئی طرح کی توجیہ اور تاویل کے ساتھ لکھکر میرے پاس روانہ فرمایا۔ چونکہ اُن تاویلات کی نامقبولیت کا حرف میری زبان سے نکلا۔ اور یہ حال شیخ عیسیٰ کو معلوم ہوا تو اُنہون نے اپنا نوشتہ مکرر واپس طلب فرمایا۔ اور پیغام طلب کے ساتھ اُس کے چاک کردینے کی بھی التماس کرکے آزردگی ظاہر فرمائی۔ لیکن باوصف چند تلاش کے اُس نوشتہ نے واپسی کی راحت یا چاک ہونے کا رنج نہین دیکھا۔ اب وہ نوشتہ میرے ہمراہ ہے۔ اگر آپ کہین تو منگاؤن"۔

مینے جواب دیا۔ آپ کو اختیار ہے۔ خلاصہ کلام یہ۔ کہ مسیح القلوب کا نوشتہ مینے پڑھا۔ اِس مین شک نہین مسیح القلوب کا جامع دل۔ وحدت وجود کے فروغ سے منور ہے۔ جس کے کمال کا شاہد عدل یہ توجیہ نامہ ہے۔ اس توجیہ نامہ کے مطالعہ نے خوانندہ کے حسن اعتقاد کی بنیاد مین گویا استحکام کا سیسہ پلادیا۔ اور جو اعتراضات تاویل کی ہوئی ظاہر روایت پر از روے شریعت وطریقت وارد ہوتے تھے۔ اِن اعتراضات کو عقلی ونقلی دلائل۔ اور کشفی ویقینی براہین کے ساتھ دفع کرنے سے ابن عربی کے کشف کی صحت پر ایک حجت قاطع اور اکابر سلف کے ساتھ مشار الیہ کی پیروی پر ایک دلیل واضح ہاتھ آئی۔

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله - اعلم ان توجیه السید احمد ناظر الی ان قائل هذا القول المتشابه مرء معتد فی السلوک فارغ عن تزکیة النفس متصف بتصفیة القلب شارع فی تجلیة الروح وتخلیة السر وتاویل مسیح قلوبنا ناطق بان من صدر منه هذه العبارة هو رجل کامل واصل

جمیع اقسام وانواع حمد اُسی اللہ جل شانہ کو سزاوار ہین جس نے ہم کو یہ ہدایت دی۔ اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہین تھے۔ واضح ہو۔ کہ سید احمد کی توجیہ سے یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اس متشابہ قول کا کہنے والا۔ ایسا شخص ہے۔ جو راہ سلوک مین ابتدی ہے۔ تزکیہ نفس سے فارغ ہے۔ تصفیہ قلب کے ساتھ متصف ہے اور جس نے روح کی جلا۔ اور اسرار کے چھپانے کا کام شروع کیا ہے اور ہمارے مسیح القلوب کی تاویل یہ کہتی ہے۔ کہ جس شخص سے یہ عبارت سادر ہوئی ہے۔ وہ شخص کامل ہے۔ اور درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے

بدرجة الكمال فى الفناء من لوازم الامكان وفى البقاء بحقيقة الربوبية فى مقام الجمع وفى التخلق باخلاق الرحمن الذى على العرش استوى ثم لا يخفى على ذائقى عسيلة اتراب الكلام فى خلوات التشابه بفحولية التاويل ما فى هذا التعيين والتفريق من نكتة وهى ان الكلام المتشابه سواء نزل من الله المرسل الى العبد المرسل اليه - او وصل منه الى الصحابة او وقع منهم بالتابعين - او وصل منهم الى مشائخنا ومنهم الينا مرأة ينطبع فيها حقائق مراتب المترجمين بمفهوماتها - ومحك يظهر به عيار معارج المترجمين بمعانيها لا يراد به من تكلم بهذا الكلام لان مراده لا يعلمه الا هو بدليل قوله تعالى فى حق الايات المتشابهات لا يعلم تاويله الا الله فظهر بهذين التاويلين ما ظهر من حقيقة مرتبتهما سلمهما الله تعالى وفهمها من له النصفة رحم الله من انصف -

فنا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے امکانی لوازم چھوڑ کر بقا کے اندر درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے حقیقت ربوبیت کے ساتھ جمع کے مقام پر - اور تہذیب اخلاق میں درجہ کمال کو پہونچا ہوا ہے - اخلاق رحمٰن کے ساتھ - جو عرش پر براج رہا ہے جو اصحاب متشابہات کی خلوت میں - تاویل کی جوانمردی کے ساتھ - دوشیزگان کلام سے لذت پانے والے ہیں - اُن پر وہ نکتہ مخفی نہیں ہے - جو اس تعین اور تفریق کے اندر ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کلام تشابہ خواہ بھیجنے والے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے مرسل الیہ بندہ پر نازل ہوا ہو - یا مرسل الیہ بندہ سے صحابہؓ کو پہونچا ہو - یا صحابہ سے یا تابعین کو پہونچا ہو - تابعین سے ہمارے مشائخ کو اور مشائخ سے ہم کو پہونچا ہو - غرض کہ تشابہ کلام ایک آئینہ ہے جس کے اندر مترجموں کے درجات کی حقیقتیں مفہومات کلام کے ذریعہ سے منعکس ہوتی ہیں - اور نیز متشابہ کلام ایک کسوٹی ہے جس سے طبع آزمائی کرنے والوں کی انتہائی پرواز کی مقدار - معانی کلام کی رو سے ظاہر ہو جاتی ہے - تشابہ کلام سے وہ مراد نہیں ہے - جو ایسے کلام کے ساتھ تکلم کرنے سے ارادہ کیا جاتا ہے - کیونکہ متشابہ کلام کی مراد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اِس کی دلیل خود اللہ جل شانہ کا ارشاد آیات متشابہات کے بارہ میں ہے - لا یعلم تاویلہ الا اللہ پس اِن دونوں تاویلوں سے جو کچھ ظاہر ہوا - وہ صدر الذکر دونوں اصحاب کے درجات کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں صاحبوں کو سلامت رکھے - اور اس بات کو سمجھا بھی وہی شخص ہے - جو منصف ہے - جس نے انصاف کیا - اللہ تعالیٰ اسپر رحم فرمائے -

معذرت - بذیر اصحاب کو واضح ہو کہ مسیح القلوب کے خط کی نقل اس واسطے جز رگزار زمین

کی گئی - کہ یہ ماجرا سید احمد کی خدمت مین اخیر صحبت کے وقت پیش آیا تھا - اور رات زیادہ گزر جانے کے سبب برخاست مجلس کے مقدمات کا آغاز ہوگیا - تکلیف دہی کا خیال بھی دامنگیر ہوا - اگرچہ نقل کر لینا ممکن تھا - لیکن دوبارہ مجلس کی نوبت پہونچنے کا بھی گمان تھا - اس گمان نے کوشش کے چہرہ پر یون ہی سستی کا نقاب ڈالا - اور مسافر عزیز کا کوچ علی الصباح ہی ہوگیا - اس سبب سے یہ اندیشہ جو دل کے اندر تھا - پورا نہ ہوسکا - ایک مدت تک یہ دور اندیشی دل کے اندر کھٹکتی رہی - (۱) ایک سریع التقلب کے خط کی نقل نہ لینے کی پشیمانی (۲) دوسرے اُس خط پر سید احمد کا اعتراض الحمد للہ کہ غیبی صفائی اور ارادت کی برکت سے مذکورہ بالا خس و خاشاک - سلوک کے راستہ سے دور ہوا - بلکہ اس تجربہ کے سبب سے یہ ہوش اول سے بھی زیادہ ہوا - کہ جو شخص - زمانہ حال کی قدر نہ جانے - شک مین رہ کر نیک کام کرنے کو زمانہ استقبال پر موقوف رکھے - اور آج کا کام کل پر چھوڑے - وہ شخص جلد عظیم نقصان کی پشیمانی اٹھاوے گا - بقیۃ العمر اس کو نایابی کی حسرت مین گزارنا پڑے گی - اور[51] الوقت سیف قاطع کا زخم کھا کر - مرہم نہ ملنے کے سبب سے اُس کے التیام کی آرزو مین - ہمیشہ گرفتار رہے گا - اور وقتاً فوقتاً ہمیشہ آگاہی سننے سے یہ ہدایت ہوئی کہ جب کسی کے قول و فعل کا مضمون تجکو ناگوار گزرے - اُس کو مبدء کی طرف سے تصور کر کے - نکتہ چینی اور اعتراض کا ذریعہ نہ بنانا - اور عقیدت کے بازار مین جو فروش گندم نما نہ بننا - کیونکہ [52] ما یدب علی الارض تمام - الٰہی تقدیر کے قبضہ قدرت مین ہین حرکات اور سکنات مین خود کوئی اختیار نہین رکھتے ہین بالخصوص آدمی زاد - جو کمال اسمائی کا مظہر ہے پھر جو بزرگوار اصحاب ایزدی اخلاق کے ساتھ تہذیب یافتہ ہین اُس کے حالات اور افعال کو الٰہی شان اور الٰہی اوامر سمجھکر دل کے اندر روگردانی کا خیال نہ آنے دینا - کیونکہ باحقیقت خداشناسون کے اقوال اور افعال - مخاطبین کے مختلف ادراکات اور استعدادات پر لحاظ کر کے بعض کی نسبت جان گزا - اور بعض کے حق مین جان بخش کا حکم رکھتے ہین - ان کی مثال قرآن مجید کی سی ہے - جس کے منصوص احکام بعض کے اعتبار سے نافع - اور بعض کے اعتبار سے ضار واقع ہوئے ہین - یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پس اس جگہ کسی قدر دوربینی کو کام فرمانا چاہیے - تاکہ جلد معلوم ہوجاوے - کہ جس قدر اوراق فرقانی کے اندر وعدہ اور وعید کی آیتین آج کے روز موجود ہین یہ تمام خاتم النبوۃ علیہ السلام پر جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پروردگار جل اسمہ کی بھیجی

---

۵۱ وقت شمشیر بُران کا حکم رکھتا ہے - ۱۲ ۵۲ جو متحرک زمین پر چلتا ہے ۱۲

ہو ئی ہین - اب انصاف کے گریبان مین سر جہکا کر معلوم کرنا چاہیے - کہ ان لکھے ہوئے قرآنون کے دشمن
ماننے سے - ایمان کا جلانا - اور دہونا دل مین لانے سے کس قدر کفر اور ضلالت کا نتیجہ پیدا ہوگا - اور اس کا
ثمرہ کیا ہے - اسی طرح سمجھنا چاہئے - کہ ہر ایک شخص کے حالات کی حقیقتین - اوس کی صور حلیہ کے موافق
ہو تی ہین - باایہمہ لوگون کے اقوال اور افعال کی عیب گیری کی جاتی ہے - پس ظاہر ہے کہ اس سے
کس قدر گمراہی اور سیاہ دلی پیدا ہوگی - اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا - کیونکہ صاحبان نبوت کی آیات اور معجزات کا
نزول - ظاہری اور باطنی دونون طرح کی وحی سے ہوا ہے - اور اصحاب ولایت کے معاملات اور مکاشفات
کا ورود صرف باطنی وحی سے ہوتا ہے -

	آن نمیست کلک منع کر منا خطا کشد		ابر حرف ہیچکس منہ انگشت اعتراض

کہتے ہین - سلطان سادات - اور برہان المشائخ شاہ محمد بخاری - جن کی اخروی خوابگاہ دارالاسلام لاہور
مین ہے ایک دفعہ شیخ محمد افغان کی ملاقات کے واسطے قصبہ بجوارہ مین آئے تھے - جب معرفتون
کے بیانات کا ہنگامہ گرم ہوا - تو ایک تقریب سے اس قسم کی بات نکلی - کہ باوجود شرف سیادت حاصل ہونے
کے اپنے تئین قوم غرغشتی سے ظاہر کرنا - کس غرض سے ہے - اور یہ بہی دریافت کیا کہ یہ نویاس جانب
کی ہے - یا اوس جانب کی - جواب دیا - کہ فقیر دو جانب جاننے سے ایک طرف ہے - کل امور جانب حق سے
جان کر کبہی کا بول ہوتا ہے - اور آج کے بعد جو لڑکا پیدا ہو - اس کا نام سید احمد رکہا جاوے - یہی وجہ ہے - کہ
یہ خدا پرست بزرگوار اس لقب کے ساتھہ مخصوص ہین - کسی قدر اجمالی بیان آپ کے حالات کے
متعلق یہ ہے - کہ آپ وحدت وجود کے باغ کی فضا سے اپنے عقیدہ کے گھوڑے کی باگ کشیدہ رکہتے ہین
آپ کے سلوک کا طریقہ شیخ علاءالدولہ سمنانی کی پیروی ہے - اور اپنے تئین اویسیہ سلسلہ مین
سے شمار کرتے ہین -

یاد سید ابراہیم نوری

آپ کا سابق نام شیخو ہے - زادبوم غیاث پور - جو کیہانہ کر کے مشہور ہے - حویلی حصار کے تعلق
ہے - ہجری سنہ ایک ہزار سولہ مین بماہ ربیع الثانی ایک روز راقم نے آپ کے مکان پر جا کر آپ کے
حالات کی حقیقت دریافت کی تہی - تو فرمایا -

"ابراہیم کی بارہ سال کی عمر تھی۔ کہ مکتب کے اندر کلام ربانی کی تصحیح کرتا تھا۔ ناگاہ سیاحی کی شورش اور الٰہی طلب کی خلش۔ سودائی دل مین پیدا ہوئی۔ لہذا وطن چھوڑکر دیوانون کی طرح چل کھڑا ہوا۔ دہلی مین پہونچکر بہار الاولیا بخاری کے صوفیون کی ایک جماعت کے ساتھ لاہور چلا گیا۔ یہان پر مولانا اسحق کاکو کے درس مین کسی قدر فقہ سیکھی۔ یہان سے ملتان کو گیا۔ شیخ کبیر بخاری کی خدمت مین مراسم ارادت بجالاکر پھر دہلی چلا آیا۔ اور حضرت غوث الاولیا کی ملازمت سے شرف یاب ہوا۔ حضرت غوث الاولیا نے مجھکو شیخ مبارک مفتش سندھ کے حوالہ فرمایا۔ جو ان کے بڑے خلیفہ ہین۔ شیخ مبارک کے نزدیک جواہر خمسہ پڑھکر کمالات طریقت حاصل کئے۔ پھر حجاز کے ارادہ پر لاہور۔ ملتان۔ ایران توران۔ اور تبریز ہوتا ہوا۔ لار کے راستہ سے بغداد کو چلا گیا اس جگہ سید زین العابدین امام اور متولی روضہ محی الملۃ غوث العرفا جیلانی کے دیدار سے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔ یہان سے موصل مین پہونچکر یونس **علیہ السلام** کے روضہ کی زیارت کی اور شام کے اندر جنۃ النسا مین شیخ حسن چشتی کے دیدار سے باطنی فروغ لیا۔ مدین مین حضرت شعیب **علیہ السلام** کے روضہ کی زیارت کر کے تخت رب العالمین کی طرف نکل گیا۔ یہان سے قدس خلیل کی طرف جاکر مسجد اقصیٰ مین نماز پڑھی۔ اس کے بعد تمام حصہ جات زمین کی سیاحی کرتا ہوا اسکندریہ کے راستہ سے مصر مین جا پہونچا۔ یہان پر چند روز رئیس المحدثین شیخ محمد بکری کی ملازمت سے حدیث اور تفسیر کا استفادہ کیا۔ پھر مصر سے دریاے شور مین قدم رکھا۔ اثناے راہ مین شیخ ابو الحسن شاذلی کی خاک پاک کی زیارت کی اس کے بعد دریاے شیرین پر سے عبور کر کے۔ مدینہ مکرمہ مین حضور کے آستانہ کی خاک پر ناک رگڑی پھر یہان سے قافلہ کے ہمراہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوکر ارکان حج ادا کئے۔ شیخ علی متقی کی ملازمت سے بھی یہان مشرف ہوا۔ چونکہ کوہ نور مین بارہ سال خلوت کے اندر رہ چکا تھا۔ لہذا شیخ نے جلدی ہی خرقہ خلافت پہنادیا۔ اور ابراہیم نوری خطاب ملا۔ بعدہ جدہ کے راستہ سے دوبارہ جہاز پر سوار ہوکر باب مندب کے جزیرہ مین جا اترا۔ یمن دیکھنے کا شوق ہوا۔ تو اس سرزمین کی بھی سیر کر کے عدن کے جہاز مین سوار ہوا اور اکیس روز کے اندر دیو بندر مین جا پہونچا چند روز

سورت کی سیر کی اس سیر کے اندر شیخ جمال نوری اور سید حبیب کی ملازمت سے جونہ گڈہ مین فیض پایا۔ قصبہ لاٹھی مین ایک بزرگ سید کی قبر پر فاتحہ پڑہ کر سلطان خواجہ احمد دانش مند سے بھی ملاقات کی۔ جو سید محمد گیسو دراز کے باواسطہ خلفاے اعظم مین سے ہین۔ یہان غیبی اشارہ ہوا۔ تو ان کی تلقین مین داخل ہو کر بہت کچھہ فائدہ حاصل کیا۔ پھر ڈونگرپور کے راستہ سے بانسواڑہ ہو کر مندسور کو گیا۔ اور ہجری سنہ نوسو اٹھتر مین اجین مالوہ کے اندر آگیا۔ اور یہین بوریا بچھا کر قیام کر لیا۔ اس کے بعد تین دفعہ یہان سے اپنے قدیمی وطن کو قدم بڑہایا ہے۔ ایک دفعہ والدین کی پابوسی کے واسطے۔ دوسری دفعہ مان کی رحلت کے بعد فاتحہ کے واسطے۔ تیسری دفعہ پدر بزرگوار کی وفات کے بعد۔ اُن کی خاک پاک کی زیارت کے واسطے۔ ان تین سفرون کے سوا پھر کبھی اپنے خلوت کدہ سے نکل کر کسی شخص کے گہر جانے سے پانون خاک آلود نہین کیا۔

اللہ تعالی جل شانہ کا شکر ہے۔ کہ دل اور پانون دونون شکستہ ہین۔ اور سیورغال (معین وجہ معاش) کے طور پر حاکم صوبہ اور گماشتگان حاکم کی طرف سے کوئی چیز قبول نہ کر کے۔ روزی کی طرف سے تمام عمر آسانی کے ساتہہ پوری کر دی۔ آپ کی دل افروز باتون مین سے یہ بات بھی ہے۔ خُداوندا قبلہ کی طرف یا قبیلہ (پدری خاندان) کی طرف قدم فرسائی کی توفیق عطا فرما۔ اور اس کے سوا دوسری جگہہ جانے سے بندہ کے پانون مین لنگ پیدا کر دے گا۔ آپ نسب کے اندر سید شاہ اجملی سامانی ترمیذی کو پہونچتے ہین۔ اور یہ بات تحقیق ہے۔ کہ سید شاہ سادات ترمیذین سے ہین آپ کے بزرگوار آبا و اجداد کے انساب اور حالات کی تفصیل تاریخ اشتر دشتی مین لکھی ہے۔ خدا عمر دراز کرے۔۔

یادشیخ عبداللطیف

آپ شیخ نورمحمد احمد آبادی کے بیٹے ہین۔ جب پانچ چھہ سال کی عمر تھی اوس وقت مین حضرت غوث الاولیا نے شیخ نورمحمد کو خدمت کے طور پر اپنے فرزند شیخ ضیاء اللہ کی پرورش کے لئے۔ شہر نہروالہ مین بھیج دیا تھا۔ کہتے ہین۔ شیخ عبداللطیف کی ولادت۔ فقر وفاقہ کے زمانہ مین ہوئی تھی۔

جب آپ کے ہوش کا زمانہ آیا - تو وہ ایام طفولیت مین فقر وفاقہ کے اندر پائی ہوئی پرورش آپ کے سلوک کے واسطے - اختیاری فقر مین معین ہوئی - اور اوس نے آپ کے پانون مین ثابت قدمی پیدا کی - ایام کی گردش اور نفس نافرجام کی رنگ آمیزی بھی اپنے فریب اور افسون سے آپ کے استقامت پسند پانون کے لئے سنگ راہ یا باعث لغزش نہ ہو سکی - الحمد للہ علی نعمۃ جمال صورتہ العلمیۃ ہوش اور اختیار درویشی کے وقت سے ہجری سنہ ایک ہزار اٹھارہ تک کہ اس وقت مین آپ کی عمر لطیف چونسٹھہ سال کی میزان کو پہونچی ہے - اپنے حجرہ سے وجہ معاش کی تجویز کے لئے - باہر نکل کر نصف قدم بھی تردد کے راستہ مین نہین چلے - اور معین وجہ معاش کے طور پر - اُس نواح کے والی اور امرا سے کوئی روپیہ قبول نہین کیا - کہتے ہین - آپ کے عیال اور اطفال کی یومیہ قوت جب تک شیخ ضیاء اللہ مسند حیات پر جلوس فرما رہے - تب تک فتوحات ضیائیہ سے متعلق تھی یعنی دار السلطنتہ آگرہ سے دار الاسلام احمد آباد مین پہونچتی تھی - اس کے بعد کے چند سال کا حال معلوم نہین ہے -

شیخ داؤد شطاری بیان کرتے ہین - ایک روز شیخ عبد اللطیف نے فرمایا - چونکہ قوت بہم پہونچانے کے راستہ مین ظاہری بے سببی کی گھاٹی کے اندر نشیب و فراز بہت سے ہین - اس وجہ سے چند روز تک آزمائش کا پلہ بھاری ہو گیا تھا - اور مین بدستور اپنی ہمّت کا پانون صبر و شکیبائی کے دامن مین سمیٹے ہوئے تھا - لیکن متعلقین کی بے طاقتی پر رحم آتا تھا - ایک رات عالم خواب مین حضرت غوث الاولیا نے فرمایا - عبد اللطیف - فلان طاق مین ایک سکہ دار شے ہے - وہ لے لو - جب عبادت صبح کے وظیفون سے فارغ ہوا - تو اوس طاق کو جا کر دیکھا - نقرہ ایک درم ملا - جس سے دو تین روز کی قوت نکل آئی - اس تاریخ کے بعد پھر کبھی آزمائش نہین کی گئی - اور روزمرہ خرچ مین تنگی نہین آئی بس معلوم ہوا کہ روزی آسمان مین ہے - وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ روے زمین پر کوئی جنبش کرنے والا ایسا نہین ہے - جس کی روزی پروردگار کی جامع الکمالات ذات پر اس کے فضل سے اور اُس کے وعدہ کے بموجب نہ ہو - وہ ہر جنبش کرنے والے کی قرارگاہ کو جانتا ہے - کہ زمین مین کہان پیدا ہوا ہے - اور کہان آرام کرتا ہے جب مرتا ہے - تو کہان مرتا ہے - کس صورت سے اور کس حالت سے اوس کی پیکر تبدیل ہو جاتی ہے - نیز جانتا ہے - کہ استقرار سے پہلے کہان رکھا گیا تھا - آیا دواب کے صلب مین - رحم مین - یا انڈے مین

الرزق - استقرار - اور استیداع - یہ تمام چیزیں لوح محفوظ کے اندر لکھی ہوئی ہیں -

واضح ہو - کہ لفظ علیٰ لانے سے کچھ تفضیل کی منافاۃ نہیں ہوتی ہے - کیونکہ وعدہ کی ایفاء

اور فضل کی ایصال میں مبالغہ ہے - اس کی نظیر یہ ہے کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اور

ایسے لفظ کا لانا جس سے وجوب کا مفہوم پیدا ہو - اس غرض سے ہے - کہ بندوں کو اعتماد ہو - وصول

رزق کا یقین ہو - اور اُن کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو - اور اس میں اشارہ توکل کی طرف ہے

اور استیداع کے علم کا جو ذکر ہے - اس میں یہ اشارہ ہے کہ ایصال رزق یقینی طور پر ہوگا - اور کتاب

مبین میں ان تمام امور کے لکھے ہونے کا جو ذکر ہے - اس میں یہ اشارہ ہے کہ بڑھنے گھٹنے

اور کم وبیش ہوجانے کا وہم نہیں آنے پاوے گا - کیونکہ ایک تو وَمَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ واقع ہے

دوسرے جف القلم بما ہو کائن موجود ہے بیت

جامی مکن اندیشہ کہ تغییر نیابد	در روز ازل انچہ مقدر شدہ باشد

قال بعض المحققین اراح القلوب عن تعب التقسیم والافکار عن نصب الترحم فی باب الرزق حیث قال الا علی اللہ رزقہا فسکنت القلوب لما تحققت ان الرزق علی اللہ ویقال انا کان الرزق علی اللہ فمن المحال طلبہ من غیر اللہ ویقال اذا کان الرزق علی اللہ فصاحب الحانوت فی غلط من حسبانہ - ثم ان اللہ سبحانہ بین الرزق الذی علیہ ما حالہ فقال وفی السماء رزقکم وما کان فی السماء لا یوجد فی السوق

بعض عارفین نے فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رزق کے بارہ میں رحم کو کام فرما کر تقسیم اور افکار کی تکلیفات سے قلوب کو راحت دی ہے جب کہ ارشاد فرمایا ہے الا علی اللہ رزقہا یعنی مخلوقات کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس واسطے قلوب نے تسکین پائی - جب کہ تحقیق کرلیا - کہ رزق بے شک اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے - اور بعض کا کہنا ہے - کہ جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا - تو غیر اللہ سے اوس کا طلب کرنا محال ہے - اور بعض کا کہنا یہ ہے - جب رزق اللہ جل شانہ کے ذمہ قرار پایا ہے تو دوکاندار رزق کے حساب کی وجہ سے غلطی میں پڑا ہوا ہے - پھر جو رزق اللہ سبحانہ کے ذمہ ہے اوس کا کیا حال ہے - یہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فی السماء رزقکم یعنی تمہارا رزق آسمان میں ہے - اور جو شے آسمان میں ہوگی وہ بازار میں نہیں پائی جاسکتی ہے - اور نہ مشرق ومغرب کے اندر گشت لگانے سے مل سکتی ہے - اور بعض کا کہنا ہے

سلہ استقرار ... [illegible] ... کرلیا ہے - ۲ ، ۵۳ - ... [illegible] ... ۲۲

ولا فی التطواف فی الغرب و الشرق ویقال الارزاق مختلفۃ فرزق کل حیوان علی ما یلیق بصفتہ ویقال للنفوس رزق وھو غذاء طریقہ الحلق وللقلوب رزق موجدہ الحق ۔ و لم نقل ما یشتھیہ ومقدار ما یکفیہ بل ھو موکول الی مشیتہ فمن موسع علیہ ومن مقتر علیہ	ارزاق مختلف ہین ۔ پس ہر ایک حیوان کا رزق اُس طور پر ہے جو اُس کی شان کے مناسب ہے ۔ اور بعض کا کہنا یہ ہے ۔ نفوس کا رزق علیحدہ معین ہے اور یہ ایک غذا ہے جس کا راستہ حلق ہے ۔ اور قلوب کا رزق علیحدہ ہے ۔ جس کا موجد حق سبحانہ ہے ۔ اور ہم نے وہ شے بیان نہین کی ہے ۔ جس کی خواہش رزق کہانے والا کرے ۔ اور نہ وہ مقدار بیان کی ہے جو رزق کہانے والے کو کفایت کرے ۔ بلکہ یہ دونون باتین مشیت الٰہی کے سپرد ہین ۔ پس ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اور غیر ذی مقدور کا رزق اُس کی مقدار کے موافق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ۔

یاد شیخ عبد الستار

آپ علم وعمر سے برخوردار ۔ ربانی دانش کے حاکم پسندیدہ افعال ۔ اور سیخ القلوب کے بڑے بیٹے ہین ۔ امر ایجادی کی رہنمائی سے عالم جوانی مین ہی ترک اور توبہ کی توفیق ہوئی تھی ۔ آپ کا طریقہ سلوک خدا طلب ریاضت مندون کے واسطے دستور العمل ہوا ہے آپ کے چھوٹے بھائی شیخ فتح محمد ہین ۔ فتح اللہ علیہ ابواب کل خیر کما فتح علی اولیائہٖ برخورداری ۔ کامیابی ۔ ادراک ۔ اور فراست کے آثار واحکام ان کی پیشانی سے بہت کچھ نمایان ہین ۔ مصرع ع بادعمرش عمر شیخ المرسلین

ایک شخص صوفی کرو علی عرب سیخ الاولیا کے برگزیدہ درویشون مین سے ہین ۔ ایک روز کہتے تہے ایک مدت تک شیخ عبد الستار نے ۔ ریاضت کی غرض سے کہانے پینے کا راستہ اپنے اوپر روک دیا تہا جب یہ خبر آپ کے والد ماجد کو پہونچی ۔ تو ایک پیالہ شوربا کا دیکر مجھکو اُنکے پاس بہیجا ۔ اور وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ [۵] کے مضمون سے متنبہ کیا ۔ اور مسنون ریاضت کے واسطے پیغام فرمایا ۔ جو افراط اور تفریط کے درمیان مین ہے ۔ ناچار ہوکر آپنے یہ ارشاد قبول کیا ۔ اور تہوڑا تہوڑا کہانا شروع کردیا تاکہ تن گدازی کی مشق بہی قایم رہے ۔ جو خاص آپ کی نیت تہی ۔ آپنے ظاہری علوم ۔ اور معنوی معارف کی اکثر تحصیل تو اپنے پدر بزرگوار کی خدمت سے کی ہے ۔ اور ریاضی کے بعض فنون مین میرزا شکر اللہ

[۵] اور ہمنے اُن کے ایسے جثے نہین بنائے ۔ کہ کہانا نہ کہاتے ہون ۱۲ ۔

شیرازی کے شاگرد ہیں۔ جب میرزا شکر اللہ ملک فارس سے ہندوستان میں آئے تھے۔ تو چند سال برہان پور میں افاضہ اور افادہ کی انجمن گرم رکھی تھی۔ عبد الرحیم خان خانخانان ان ایام میں صوبہ دکن کے حاکم، اور چاروں ارکان فضیلت کے مالک تھے۔ ابد بہر مسیح الاولیا۔ ولایت معرفت کے والی۔ اور رسوم کثرت کے مٹانے والے موجود تھے۔ ان دونوں اصحاب کی محبت اور ہمسائگی کے ذوق نے میرزا کو قیام برہان پور پر مجبور کیا۔ ہجری سنہ ایک ہزار بیس میں سپہ سالار کے ہمرکاب دار السلطنۃ آگرہ کو چلے گئے اور یہاں فرمان روائے زمانہ کی ملازمت میں پہونچکر ان کے اقبال کا درجہ۔ ترقی پا گیا۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ فیض اللہ نارنولی

آپ نے جب تک ترک و تجرید اختیار نہیں کی تھی۔ تب تک آپ خوراک حمالی کے ذریعہ سے بہم پہونچاتے تھے۔ ایکبارگی۔ آپ کو توفیق شیخ نظام نارنولی چشتی کے دربار میں موکشاں لے گئی۔ یہاں پر آپ لوازم ارادت بجا لاکر شیوۂ درویشی میں سرگرم ہوئے۔ اور پیر کی روشن تلقین کی امداد سے اپنے آبا و اجداد کا پیشہ ترک کر کے توکل کا خرقہ پہن لیا۔ ناگاہ ایک کسبی کے جمال سے دلبستگی پیدا ہوئی اور بڑھتے بڑھتے آخرکار اوس کے سودا میں بے خودی۔ گرفتاری۔ اور عاشقی کی نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ ننگ و ناموس کا خیال بھی پس پشت ڈال دیا۔ کسبی کا طبلہ اور سارنگی کندھے پر اٹھا کر ہمراہ رہنا لازم کر لیا۔ القصہ اسی شکل کے ساتھ آپ ایک روز پیر بزرگوار کی خدمت میں بھی پہونچے۔ چونکہ آپ عشق کی شورش میں محو۔ اور حسن کے تلاطم میں مضطرب تھے مجلس کی کیفیت معلوم نہ ہوئی۔ اور یہ نہ جانا۔ کہ میں کون ہوں۔ کہاں آیا ہوں کس کے ہمراہ ہوں۔ کس کے سامنے کھڑا ہوں۔ میرا کیا طریقہ تھا اور اب کیا حال ہو گیا ہے۔ پیر بزرگوار یہ محویت دیکھکر حیرت میں ہوئے۔ اور کہا۔ فیض اللہ۔ تم دور چلے گئے۔ اور دیر کر دی۔ اور بھول گئے لوٹ آؤ۔ ہماری یاد تم کو۔ اب تمہارے اوپر نہیں رہنے دیگی۔ یہ دل آویز گفتار سنکر معنوی دلدار کے قدموں پر سر رکھا۔ اور ایک عرصہ دراز تک خودی سے گزرے رہے۔ جب پھر ہوش آیا۔ تو سر اٹھا کر ارشاد پیر کے گرویدہ ہوئے۔ اور سلوک کا قدم بزرگوں کے راستہ میں استحکام کے ساتھ رکھکر فریبی نفس کی لڑائی اور ہوسناک تن کے گھلانے میں مشغول ہوئے۔ رہنما پیر نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کی دلاسا فرمائی جس گروہ والا معشوق کے ساتھ تم کو دلبستگی تھی۔ وہ گروہ واپسین نفس تک تمہارا مطیع فرمان رہے گا۔

چنانچہ آج کے روز تک کہ ہجری سنہ کچھ اوپر ایک ہزار ہین۔ گروہ مذکور آپ کی پرستاری مین اپنا مال و منال صرف کرکے آپ کی خوشنودی کا جویان رہتا ہے۔ خدا عمر کرے۔

یاد شیخ نعمۃ اللہ شیخپوری

آپ۔ وحید العصر شیخ فرید گنجشکر کی نسل سے ہین۔ نیز قرآن مجید کے حافظ۔ ارباب توحید مین منتخب اور ظاہری و معنوی مسالک کے واقف کار ہین۔ آغاز جوانی مین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق آپ کی آئینہ نما صاف طبیعت مین پیدا ہوا۔ تو والدین کی اجازت سے توکل اور تسلیم کو زاد راہ بناکر دریا کے راستے سے روانہ ہوئے۔ اور طواف حرمین سے **زادھما اللہ شرفا** سعادت حاصل کرکے قبول اور اقبال معنون پائے۔ چند سال بعد جزیرہ دابھول کے جہاز مین سوار ہوکر ہند کی طرف لوٹ آئے۔ مذکورۃ الصدر بندر مین مسیح الاولیا کے خلیفہ شیخ محمد نامی اُس نواح کے لوگون کی رہنمائی کے واسطے نامزد تھے اون کے دیدار سے آنکھون کو منور کیا۔ جب مرشد کے اوصاف کا حُسن شیخ محمد خلیفہ کی پراثر تقریر سے ازراہ گوش۔ مہمان کے دل مین جاگزین ہوا۔ تو دولت ملازمت اور سعادت پابوسی حاصل کرنے کا ولولہ شورش مین آیا۔ بے اختیار صاحب خانقاہ سے۔ سفر برہان پور کی اجازت چاہی۔ جہان مسیح الاولیا کا ہدایت خانہ ہے۔ مقیم نے اس خیال سے۔ کہ چند روز کا توشہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کچھ نقد مسافر کی خدمت مین پیش کش کیا۔ آپ کی ہمت نے اِس کو منظور نہ کیا۔ اور کہا مجکو آپ درویشی کے باسعادت گھر کی طرف رہنمائی فرماتے ہین۔ جہان سب چیزون سے زیادہ پسند چیز فقر اور نیستی ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ آپ میرے ہمراہ جو کرین۔ وہ قناعت کا توشہ اور توفیق کا نقد ہونا چاہیئے۔ نہ کہ چند پتھر کمر مین باندھ کر دل کو دنیا کا صنم خانہ بناوین۔

القصہ۔ وارستگی اور آزادی کی رفاقت مین آپ چل کر مسیح الاولیا کی خدمت مین پہونچے اور نشاط دیدار پایا۔ چند روز گرامی صحبت مین رہکر اذکار اور اشغال کی مشق کی۔ اور دانش و بینش ہا اور ظاہری و باطنی صفائی کا سرمایہ فراہم کرکے اپنے وطن کی اجازت لی۔ بالآخر حسب اجازت پیر۔ اپنا کمالاتی سامان بے شمار لیکر قافلہ معرفت کی معیت مین اپنے ملک کو چلے **الحمد للہ والمنۃ** کہ ایسی آراستگی اور پیراستگی کے ساتھ ایک عمر کے انتظار کے بعد پدر بزرگوار کی قدم بوسی حاصل کرکے بہرہ یاب

ہوئے - اور اپنی قدیمی باپ دادون کے گہر مین ایک حجرہ تجویز کر لیا - کہتے ہین - بہت سے ذی استعداد اور صاحب حوصلہ لوگ آپ کے مرید ہوئے - چونکہ لوگون نے آپ کی ذات مین آثار گنجشکری مشاہدہ کئے اس واسطے اس نواح کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی ولایت کے گرویدہ ہوئے اور فرید ثانی لقب دیا - خدا کرے - مبارک ہو -

یاد شیخ صالح حافظ

آپ خان محمد ابن تاج کے بیٹے - اور شیخ نور الدین ضیاء اللہ ابن حضرت غوث الاولیاء کے مرید ہین - زاد بوم جانپانیر گجرات صلاح اور صلح - نگہداشت اور برگزیدگی - طریقت کی طلب - اور طبیعت کی طرب - یہ تمام خوبیان آپ کے خمیر مین داخل - اور سرشت کے اعتبار سے نمک کا حکم رکہتی ہین - ملک علام کے کلام کی عبارت حفظ یاد ہے - اوراد - اذکار - اشغال - اور مراقبہ کی مداومت رکہکر اپنے اوقات عمر زندہ رکہتے ہین - ہمیشہ ربانی کلام کی تلاوت کرتے ہین - جس کے سبب سے موسیٰؑ کی طرح کلیم اللہی خلعت زیب بدن ہے - روایت ہے - آپ کلمات عیسوی کے حافظ لافظ - اور ولایت موسوی کے والی ثانی ہین - جب آپنے عاقل بالغ ہوکر خداطلبی کے راستہ مین قدم رکہا ہے - تب سے ہمیشہ سفر اور حضر مین شریعت کی صراط مستقیم پر چلتے رہے ہین - اور ہمیشہ استقامت کے ساتہ توکل - اور قناعت کے ساتہ تسلیم - مدنظر رکہی ہے - چالیس سال تک عالم تجرد کا تماشا کیا - اس کے بعد محمود العاقبتہ شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین رہ کر منڈو - (مانڈہ) مین تاہل اختیار کر لیا - لڑکے ہوگئے - اور سامان خانہ داری بہی بہم پہونچ گیا - تقریبًا پندرہ سال تک دار السلطنتہ آگرہ کے اندر اپنے پیر کی ملازمت مین رہکر فقر و درویشی کے اسباب تحصیل کئے - جب پیر بزرگوار کا وصال ہوا تو رعح پر فتوح سے اجازت لیکر منڈو (مانڈو) مین چلے آئے - یہان پر مسافرت کا خیال دل سے نکال دیا اور گوشہ نامرادی اختیار کیا - آپ کو چند اولیاء اللہ سے خرقہ ہائے خلافت حاصل ہین انہین مین تین خرقے حضرت غوث الاولیا کے فرزندون سے ہین -

(۱) اپنے پیر سے (۲) شیخ اکمل الدین برہان سے (۳) شیخ اویس سے (۴) شیخ محمود جلال سے - (۵) مسیح القلوب کی خدمت سے ان اصحاب کے علاوہ دوسرے مشائخ کی طرف سے بہی درجہ مقبولیت

حاصل ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ آپ راقم گلزار کے ساتھ سفر مین رفیق شفیق۔ اور وطن مین ہمسایہ مہربان ہین۔

مصرع بمن تا عمر باشد ہمچنین باد۔

یاد سید احمد قادری

آپ سید الاولیا جیلانی کی نسل سے ہین قدس سرھما آپ اپنے وقت کے پیشوا اور رہنما ہین ظاہری علم سے بقدر ضرورت حصہ ملا ہے۔ شہر ٹانڈہ مین وطن اختیار کر لیا ہے۔ اور بیان والے آپ کے فیض پرورش سے روشن ضمیری حاصل کرتے ہین۔ آپ کے درویشون کے رہنے کی خانقاہ عرفان اور عبادت کا خزانہ ہے۔ خدا کرے۔ عمرہا۔

یاد سید حسن حسینی منڈوی

آپ الہ بخش چشتی کے بیٹے۔ اور سید علی چشتی کے مرید ہین۔ جو چھ واسطے سے سید محمد گیسو دراز کو پہونچتے ہین۔ زادبوم منڈو (مانڈو) ہجری سنہ نوسو اڑسٹھ مین پیر خان نے جو اکبر شاہی امراے اعظم مین سے ہین۔ اور مالوہ کو۔ اور پھر دار الخلافہ منڈو (مانڈو) کو فتح کیا۔ یہ دستور ہے۔ اِنَّ الْمُلُوْكَ[۱] اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا شہر کے باشندے مغلون کے ڈر سے پریشان ہو کر بھاگے اس شورش مین سید کے پدر بزرگوار بھی اپنے فرزندون سے کہین علیحدہ جا پڑے۔ اور باوصف کوشش کے بھی ایک دوسرے کو نہ پاسکا۔ اس وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اس کے بعد آپ کے بہنوئی شیخ فیروز نامی نے آپ کی پرورش کی۔ اس سبب سے رسمی فضیلتین آپ تحصیل نہ کر سکے۔ جب زمانہ عقل و ہوش آیا۔ تو آپ کی بہن نے آپ کو کدخدا کر دیا۔ اس اثنا مین خداجوئی کا ولولہ آپ کو پیدا ہوا۔ مرید ہو گئے۔ مگر آپ کے پیر نے دنیا سے جلد کوچ فرمایا۔ آپ کو پیاس تر ہی۔ لہذا جمال الاولیا شیخ محمود جلال شطاری کی خدمت مین پہونچے علم طریقت حاصل کیا۔ جب پچیس سال کی عمر ہوئی۔ تو لوگون سے کنارہ کر لیا حدود شہر کے کنارہ حجرہ بنایا

---

[۱] بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین۔ تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

آج کے روز تک اٹھائیس سال ہوئے - توکل پر گزران کی امیر یا فقیر جو کوئی آپ کی ملازمت مین جاتا ہے ایک پیالہ چھاچ پیش کرتے ہین - اس مدت مین کبھی دولت مندون کے دروازہ پر نہین گئے - لکڑی اور گھاس جنگل سے لاکر فروخت کرتے ہین - اور اس سے اپنی عیال و اطفال کا صرفہ نکالتے ہین - تمام سال روزہ رکھتے ہین اور افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑہ سے روزہ کو وصل سے جدا کرتے ہین - اس طریقہ سے زندگی بسر کر رہے ہین - بہت سے آثار ولایت آپ مین موجود ہین - راقم اذکار مشائخ کے ہم عمر اور ہمدم ہین -

مصرع خدا بر عمرش افزونی فرستاد ؎

یاد شیخ بابو ابن جیون ابن بھائی خان ہلیم

آپ سید راجن ابن شاہو کے مرید ہین - نیز شاہ عالم بخاری گجراتی کے پوتون مین سے ہین - عقیق فروش کے لڑکے ہین برہان پور مین چند روز اسی پیشہ سے زندگی گزاری - اس کے بعد ایزدی جذبات کے سبب سے فقیری لباس پہن لیا - جوگیہ رنگ کے کپڑے رکھتے تھے - کھانے کی قسم کی کوئی چیز اپنے کچکول مین بچا کر نہین رکھتے تھے - نیستی کا کھلیان - تواضع کے بارے دبار رہتا ہے ازروے تعظیم کتے سے بھی لفظ جمع کے ساتھ ہی خطاب کیا کرتے تھے - ذرات کائنات کے ساتھ ادب سے رہتے تھے -

ایک روز آپ سے ایک معترض نے اعتراض کیا - جب آپ گفت و گو مین کتے اور آدمی دونون کو لفظ جمع کے ساتھ بولتے ہین - تو بس ان دونون کے مرتبہ مین آپ کے نزدیک کوئی فرق نہین ٹھیرا - اس طرح سے حفظ مراتب کی رعایت نہ رکھنے کی بو سننے والون کو آتی ہے فرمایا جمع کے مقام پر کوئی فرق نہین ہے حفظ مراتب کی رعایت جو کچھ ہے فرق کے ہی مقام پر ہے **بیت** -

محقق ہمان بیند اندر ابل	کہ در نقش خوبان چین و چگل

اور یہ اعتراض صرف لفظ جمع پر وارد ہوتا ہے - اور اگر دونون کلام کے مجموعہ پر - اور ان کے مقاصد پر نظر کی جاوے - تو لا محالہ کوئی فرق نہین ہے - حسین مظاہر کے نظارہ مین آپ کو مزہ آیا کرتا تھا - ادنی حسن صورت پر آپ کا دل ٹھکانے نہین رہتا تھا - چند سال تک آپ سفر مین اور حضر مین راقم کے ہم دم رہے تھے - عرس و سماع کے ہنگامہ سے - رقص و جشن کے معرکے سے اور حسینون کی مجلس سے آپ کو بڑا ابتلا کیکر یا زنجیرون مین باندھ کر بھی ہم باز نہین رکھ سکتے تھے - اور ہمیشہ آپ کی صحبت سے ردست

خوش وقت رہتے تھے ۔ مصرع وقت او خوش باد وقت ما خوش ست ۔

یاد زندہ حاجی

آپ ذی عقل مجذوب ۔ شیخ معروف دہاروال کے مرید ۔ اور پایک رامراج کے بیٹے ہین جو بیجانگر کا راجہ تھا ۔ بیجانگر ایک بڑا شہر ہے اخیر حد دکن پر ملک سراندیب سے ملا ہوا ۔ جس سال مین شاہ احمد نگر حسین نظام الملک نے رامراج کو مار ڈالا ۔ اور ملک لوٹ لیا تھا اس سال مین آپ خرد سال تھے قید مین جا پڑے ۔ اور مشیت ایزدی نے آپ کی پرورش چند گرون کے ذریعہ سے مقرر کی جب آپ حد بلوغ کو پہونچے ۔ تو بند وقچیون مین نوکر ہو گئے ۔ یہان محنت معلوم ہوئی تو فقر کی پناہ مین بھاگ کر گھس بیٹھے ۔ دار الملک گجراتی کی آستانہ بوسی سے شرف پایا ۔ قصبہ دہار مالوہ مین آئے شیخ معروف سعد اللہ چشتی کے مرید ہوئے ۔ پھر پیر سے آسودگان ہند کی زیارت کے واسطے اجازت لی ۔ اور اس شرف سے مشرف ہو کر لوٹ آئے ۔ ہجری سنہ نوسو ستانوین مین پیر کے ساتھ سفر حجاز مین جانے سے معذور رہے ۔ لہذا پیر کی اجازت سے راقم کی ہمراہی قبول کی ۔ ایک عجیب مزہ دار آدمی ہے ۔ اپنے تئین ساتون ولایت کا بادشاہ سمجھتا ہے ۔ اور اس سمجھنے پر ناز کرتا ہے ۔ کسی شخص کو مرتبہ مین اپنے سے بڑا تصور نہین کرتا ۔ سب کو پست نظر سے دیکھتا ہے دنیا دی سر آوردہ لوگون کے سامنے سر نہین جھکاتا ہے ۔ کسی طرح سے بھی لقمہ بہم پہونچاتا ہے ۔ گفتار کبھی وحشت اور کبھی نشاط پیدا کرتی ہے ۔ پریشان گوئی مین بھی نفس الامر کی خبر ملتی ہے ۔ بے نیازی مین بناوٹ نہین ہے ۔ جب راقم آپ کے حالات قلم بند کر رہا تھا ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ لکھے جانے کے قابل بزرگون کے حالات ہوتے ہین ۔ حالات لکھے جانے سے ہم بزرگ نہین ہو سکتے ۔ اور کاغذ پر سوار ہو کر شہسوارون کے ہم رکاب نہین ہو جاوینگے ۔

مصرع نصیبش باد پندارے کہ دارد ؎

یاد شیخ عبد اللہ مجذوب قادری بغدادی

آپ کے اقوال اور افعال ۔ ہوش اور دیوانگی کے ہاتھون کشاکش مین رہتے ہین اور آپ کا دماغ مستی اور ہوشیاری کی آمد و رفت کے لئے سرا ہے ۔ آپ دولت پرست زمانہ ساز لوگون سے کوئی نقد بیکر

بار احسان نہین اوٹہاتے - ادر اپنی نیاز و آرزو کے چہرہ سے نقاب نہین اوٹہنے دیتے - کلام مجید کی تلاوت مین خوشی کے ساتھہ وقت گزارتے ہین - قرآن کا ترجمہ بیقدر توایسی عبارات مین جو نظم قرآنی سے نزدیک ہین - اور کسی قدر ایسے اشارون مین جو فہم سے بالکل دور ہین - بیان کرتے ہین - شیخ محمد برقع پوش کے مرید ہین - جو سید محی الدین جیلانی قدس سرہ کی نسل سے تہے - جب بغداد سے ہند کی طرف آئے - تو ایک مدت تک سیالکوٹ مین - اور چند روز فتح پور مین بسر کی - سخن کوتاہ ہجری سنہ نوسو پچاسی کے اندر قصبہ دسور (مندسور) مین پہونچکر جہرہ اقامت تجویز کیا - کہتے ہین - ایک رات ایک حسین وجمیل عورت اس ارادہ پر - آپ کے مکان کے صحن مین پہونچی - کہ شیخ کی خلوت مین جاوے - اور ہوا و ہوس کا پیمانہ - شہوت کی شراب سے لبریز کرکے کام دل حاصل کرے - کیا دیکھتی ہے - ہر ایک سمت سے کچھہ لوگ بالکل کشتہ اور چند اشخاص نیم کشتہ - خون فشان زخم کہائے ہوئے پڑے ہین - سر سے پانون تک لرزہ پیدا ہوا - یہان تک کہ ٹہوکر کے بدون صحن کے اندر ایک قدم بہی نہ دہر سکی - پہر دوسرے روز آئینہ سے زنگ صاف کرکے - پاک دل کے ساتہہ آپ کی ملازمت مین گئی کسی قسم کی زحمت نہ دیکھکر مجلس مین جا پہونچی - آپ نے فرمایا - کل کی رات جو وحشت اور آشوب کا سامنا تہا - یہ نفسانی وسواس کا عکس تہا - اور آج کے روز جو دیدار کی حلاوت - اور خاطر کا آرام حاصل ہے یہ توبہ اور پشیمانی کی صورت ہے - للہ الحمد ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ تک آپ کے وجود سے شہر والون کے دل سعادت کے ساتہہ آباد ہین آرزو یہ ہے - کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ آپ کی حیات مین اثر بخشے - بیت

خوش قسمت است ہستی اور ابدور عشق	نیمی بدست مستی و نیمی بدست ہوش

یاد شیخ چندن

آپ کی زاد بوم لاہور ہے - شروع شروع مین صابون فروشی سے آپ اپنی قوت بہم پہونچاتے تہے - جب خدا طلبی کی روشنی روز افزون بڑہتی گئی اور اوس نے بالآخر دل کو سر سے پانون تک گہیر لیا - تو آپنے صابون فروشی سے قطعی ہاتہہ اٹہاکر درویشی اور بے سببی کا گریبان پکڑا - ایک

لہ لیکن جو لوگون کے کام آتا ہے وہ زمین مین ٹہیرا رہتا ہے ۱۲

ایسا اتفاق پیش آیا - کہ ازلی ہدایت، اور آسمانی کرشمہ کے بموجب آپ وطن سے کوچ کرکے شہر بردوان مین چلے آگئے - جو صوبہ بنگالہ کا باعث رونق گویا نگینہ ہے - اور شیخ بہرام سقا کے روضہ کے برابر مین ایک صحن کے اندر عبادت کے واسطے معتمانہ بیٹھ گئے - لیکن ہمیشہ دل مین یہ آرزو آیا کرتی تھی - کہ یہان پر کوئی درخت ہوتا - جس کے سایہ کے اندر کبھی آفتاب کی گرمی سے بچنے کا موقع ملتا - چند روز بعد اس سرزمین مین ایک پودہ اُگا - اور وہ زمانہ کی پرورش سے سایہ دار درخت ہوگیا - آپنے اُس کی جڑ مین ایک دالان بنایا - پھر اسی طرح ایک ایک درجہ کے دالان کی عمارت بلند ہوتی چلی گئی - چنانچہ اب بنیل سیڑھیان چڑھ کر اوپر پہونچتے ہین - آپ نے اُسی جگہہ اپنی قبر بنالی ہے - اور ہر شب جمعہ کو اُس کے اندر گھستے ہین اس اُمید پر - کہ اسی شب کے اندر جانا نصیب ہو جاوے -

رفیق دلہاے راست روان - عزیز خاطرہاے خدا جویان میر فرخی کا بیان ہے - ایک روز مین آپ کی ملازمت مین پہونچا زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ دوسرے روز وہان جانے سے مین اپنے تئین ضبط نہین کر سکا - لہذا بے ارادہ اُس جگہہ گیا - چونکہ صدر الذکر مقام منظر ہر جمیلہ اور شاہدان دل ربا کا گذرگاہ ہے - لہذا نظر مین گرمی پیدا ہوئی - اس اثنا مین آپنے فرمایا - شروع زمانہ مین جب مینے یہ گوشہ اختیار کیا تھا - تو بہت سے نظر باز بوالہوس لوگون کو درویش کے موجود ہونے سے اس چمنستان مین آنے کا بہانہ ہوجاتا تھا اور بندہ کو ہمیشہ اس سبب سے خجالت ہوتی تھی - کہین ایسا نہ ہو - تماشائی آنے والون سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہوجاوے - جو اُخروی حساب گاہ کے اندر جواب دہی اور گرفتاری کا سبب ہو چونکہ مبدء کے ساتھہ خیرگی ہوئی ہے - نسبتی شرکو بازرکھکر مجازی نظر بازون کو توبہ اور نیکی کی توفیق سے شرف سعادت بخشا - راوی کا بیان ہے - یہ تقریر سنکر انفعال کے سبب میرے چہرہ پر آثار پشیمانی ظاہر ہوئے جب میری صورت حال سے آپنے اندرونی مخفی بات معلوم کی - تو فرمایا - سخن معترضانہ نہین کہی گئی ہے - اور دیکھنے دیکھنے مین بہت فرق ہے مصرع نازنین جملہ نازنین بیند ؂

القصہ اس طرز کے ساتھہ تسلی بخشی -

کم وبیش چالیس سال اسی گوشہ مین توکل تسلیم - طاعت - اور طہارت کے ساتھہ گزارے - کسی شخص سے کسی قسم کا نقد - اپنے اختیار سے نہین لیا - اس سبب سے لوگ نذر کا نقد اور جنس

دالان کے صحن مین ڈال آیا کرتے تھے - اُس کو اگر کوئی اٹھا لیتا تھا تو کچھ پوچھ گچھ نہین ہوا کرتی تھی
اگر اتفاقاً آپ کو بھی کوئی ضروری احتیاج پیش آجاتی تھی - تو دالان پر نظر ڈالتے تھے - اور وہان کی پڑی
ہوئی چیز سے مایحتاج رفع کر لیا کرتے تھے - خدا عمر کرے -

یادِ شیخ تاج

آپکی زادبوم فتح آباد ہے - تقدیری کرشمہ سے آپ شہر ٹانڈہ مین سامان اقامت لے گئے
سلطان محمود فتح آبادی کی نسل سے اور سلطان غیاث بنگالہ کے ہم عصر ہین - اور سلطان غیاث وہ
ہین - جن کے نام خداوند لسان الغیب شیرازی نے ایک غزل بھیجی تھی یہ دو بیت اسی غزل کی ہین

آن چشم جادوانہ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند فارسی کہ بہ بنگالہ میرود

آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین راہ و روش سنجیدہ - اور ماندبود پسندیدہ ہے - مشائخ زمانہ کی بازگشت
آپ کی تلقین و رہنمائی کی طرف - اور دلدادگی - آپ کی مصاحبت اور ملازمت پر بہت کچھ ہے - توکل کو ہشیاری
کے ساتھ اس طرح فراہم کیا ہے کہ آپ کا تمام زمانہ ان دونون طریقون کے بارہ مین خرق عادت سے
منسوب ہے - خدا عمر کرے - مصرع توکل بر خدا تاج سرش باد؎

یادِ شیخ ہمایون مجذوب بہاری

آپ - افغانان سور کے گروہ مین سے ہین - عمر اسّی سے اوپر نکل گئی ہے - آپ کی بیہودگی مین
بہت ہی خبر بینی ہے - گفتار تقدیری نسخہ ہے - اور موثر انفاس مین اثرات اُس سے زیادہ ہین جو تحریر مین
آسکین - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین افصح روزگار مقبول دلہائے کاسگار میر محمد اشرف فروغی ابن
نظیر الدین علی اشرف بلخی کا گزر منڈو (مانڈو) کی طرف ہوا تھا - ایک روز بیان کیا - فروغی - شہر بہار مین
انھی مجذوب کی خدمت مین گیا تھا - آپ ایسی مہربانی اور عطوفت سے پیش آئے - جس کی امید مجذوبون
سے نہین ہوسکتی ہے - میرے دل مین سفر کا ارادہ مصمم تھا - آپ نے صراحت کے ساتھ منع فرمایا - آپ
کے بیر بیعت لوگون کی زبان زد نہین ہین - اکثر حالات مین آپ صدناک نغمہ کرتے رہتے ہین - جب سے

عام سننے والون کے ہوش جاتے رہتے ہین - اور محویت پیدا ہوجاتی ہے - خدا عمر کرے -

یادشاہ عمر خوشت گری[۵۷]

آپ چشتیہ سلسلہ مین مرید - اور اصلی و رسمی علوم کی کوٹھی ہین - خانقاہ و مدرسہ بھی رکھتے ہین بس صوبہ کے اکثر لوگ علمی اور عملی معاملات مین آپ کے فرمانے پر کام کرتے ہین - آپ کے جاذبہ کے زور سے شہوالون کے دل کی کشش ہمیشہ آپ کی مجلس کی طرف رہتی ہے - جو لوگ آپ کی خدمت مین کھڑے رہتے ہین وہ آپ کی بزرگی اور خرق عادت کی بہت سی باتین بیان کرتے ہین - دریوزہ گر آزادہ ملان میر فروغی اشرف کہتے تھے - مولانا مغیث کاکوکی نسل کا ایک جوان میرے ہمراہ تھا جب شاہ کی خدمت مین پہونچا تو آپ کی ملازمت سے اُس کو ایسا ذوق حاصل ہوا - کہ وہ میری ہمراہی سے رہ گیا - تھوڑے عرصہ مین آپ کے فیض رہنمائی سے انسانی کمالات حاصل کر کے بہرہ یاب ہوا - خدا عمر کرے -

یاد شیخ جمال بیابانی

آپ اعلی پور بنگالہ مین گوشہ گزین ہین - دنیا کے علم اور زبانی محاورات سے اس قدر واقفیت ہے - کہ دینی مطالب اور دنیاوی مقاصد صحیح صورت کے ساتھ ذہن مین آجاتے ہین - بہت مدت تک آبادی سے علیحدہ ہو کر صحرائی جانوروں کے ساتھ نشست برخاست رکھی - یہان تک کہ ہر ایک کے ساتھ باہم آرام کا دادو ستد تھا - اور نیز وہ آپ کے رام تے - جب ایزدی اسمائی تجلیات سے حسب فرمان صورت علیہ - یہ جذبہ ہوشیاری کے ساتھ تبدیل ہو گیا - تو آپنے سلوک کے راستہ مین قدم رکھا - اور لوگون کے ساتھ صحبت رکھنے سے جو ناگوارائی تھی - وہ دور ہوئی - اس سبب شہر کے کنارہ آپنے مکان تجویز کیا - میر فروغی اللہ جل شانہ اپنا فروغ ان کے راستہ کی شمع بنادے - ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ مین راقم گلزار سے ملاقی ہوئے تھے - جب یہ خبر میر صاحب کو ملی - کہ مین خدا پرستان کے حالات لکھ رہا ہون - تو جن چند باصفا درویشون کی ملازمت سے میر صاحب اثنائے سیاحی مین بہرہ یاب ہوئے تھے - اُن کے حالات بیان کرنے کی تحریک میر صاحب کو ہوئی - بیان کیا - شیخ جمال نے ایک خوش رنگ بلی مجکو دی تھی - جس کو مین سفر و حضر کے اندر اپنے ساتھ رکھا کرتا تھا ایک سال مجکو

[۵۷] - خوشت گر - بنگالہ کے مضافات اور شانتاہ کے حدود میں ہے ۔

غازی کشتہ کی طرف جانے کا اتفاق ہوا - اس راستہ مین شیر کا خوف بہت تھا - پشیمان ہوا - رات کو خواب مین دیکھا شیخ نے مجکو چند نصیحتین ایسی فصیح البیانی سے فرمائین - جس کو فصحاے زمانہ کی عبارت آرائی نہین پہونچ سکتی ہے - پہر فرمایا - آزمودہ کار قافلہ والون سے یہ بات کان مین پڑی ہوئی ہے کہتے ہین - جس راستہ مین شیر کا خوف ہو - اُس راستہ مین بلی کو ہمراہ رکہنا چاہیئے - جب تم کو یہ افسون حاصل ہے - تو شیر کی طرف سے خوف نہین کرنا چاہیئے - آخر کار مین اُس کے دوسکر روزدہ راستہ امن کے ساتہہ طے کر کے خیر و عافیت سے مقصد کو پہونچ گیا -

یاد شیخ الہداد ساکن ٹانڈہ

آپ چشتیہ سلسلہ مین سے ہین - کتابی علوم کی سمجہہ آپ کو اُس قدر حاصل ہے - جس سے اعتقاد اور عبادت کی درستی ہوجاوے - ابتدائے حالات مین آپ کو جذبہ تھا - اب سلوک مین آکر شریعت اور طریقت کے عقائد سے آراستگی ہوگئی ہے - لوگون کو آپ کی صحبت مین دلبستگی - اور آپ کو لوگون کے اوپر مہربانی بہت کچہہ ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ کرم اللہ ملتانی

آپ سہروردیہ سلسلہ مین شیخ داؤد ملتانی کے مرید ہین - شروع شروع مین آپ کا سلوک جذبہ کے لگاؤ سے خالی نہ تہا - حسین مظاہر پر نظر رہتی تہی - صورت داردن کی خوشی یہان تک مد نظر ہوتی تہی - کہ اپنی شیخی کی طرف قطعی نظر نہین کرتے تہے - بالآخر آپ اپنی زاد بوم سے شہر ٹانڈہ کی طرف چلے گئے - یہان کے لوگون کی دوستی دامنگیر ہوئی - ناچار سامان اقامت کہول دیا - اس صوبہ کا جاگیردار راجہ مان سنگہہ کچھواہہ تھا - اِس نے آپ کی بہت کچہہ عزت اور تعظیم کی - اس وقت آپ کے پاس شہر مذکور مین اکابر و اصاغر کی رجوعات ہے آپ کے شیرین حالات بہت سے ہین قلم ان کے بیان سے عہدہ برا نہین ہوسکتا ہے - خدا عمر کرے -

یاد شیخ گدائی پانی پتی

آپ کو آغاز جوانی مین خدا طلبی کی شورش - اور دریافت پیر کا شوق ہوا جب نے آپ کو وطن سے

جہان بیابان کے جنگل میں نکال کھڑا کیا۔ جب آپ کا گذر اجمیر میں ہوا۔ تو جس کسی کے منہ میں زبان گویا تھی اُس سے آپکے کان میں بھی آواز پہونچی۔ کہ آج کے روز رہنمائی اور خداشناسی کی روشنی سید حسین کے حالات سے عیان ہے جو خواجہ عمر بال بتی کے جانشین ہیں۔ رحمہما اللہ ۵

بدیدن میلش افتاد از شنیدن		بلے باشد شنیدن تخم دیدن

آپ نے نہایت خواہش کے ساتھہ ملازمت میں پہونچکر اولین دیدار میں ہی رسم ارادت ادا کی۔ چند روز پیر کی خدمت میں رہے آخرکار پیر کی اجازت سے سفر کے واسطے کمر باندھی۔ کم وبیش بیس سال ہوتے ہیں کہ قصبہ برادرہ کی مسجد میں آکر گوشہ گزین ہیں۔ قصبہ برادرہ دسوار (مندسور) کے پرگنات میں ہے راقم نے ہجری سنہ ایک ہزار چودہ کے آخرین حصہ میں آپ سے ملاقات کی تھی۔ اور حالات بھی ٹٹولے تھے ایک مجذوب پایا محفوظ الاوقات لیکن گانون والے آپ کی خرق عادات بہت کچھہ بیان کرتے ہیں منجملہ اُن کے یہ بھی بیان کیا۔ ہمارے آمون کے باغ میں ایک درخت ہے جس نے چالیس سال کے اندر ایک پھل بھی نہین دیا تھا۔ ایک روز ہم لوگ نمبردار کی کہنے سے اُس کے کاٹنے کے واسطے گئے شیخ کو بھی خبر لگی۔ کہلا بھیجا۔ کہ اِس سال کاٹنا ملتوی رکھو۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم سے یہ درخت امسال پھل نہ لاوے۔ تو آیندہ سال کاٹ ڈالنا کہتے تھے۔ اس درخت نے اُسی فصل میں دوسرے درختون سے زیادہ پھل دئے۔ اُس تاریخ سے اس درخت کے آم فقرا کے واسطے وقف ہیں القصہ جو بات باشندگان دیہ کی زبانی سنی تھی لکھدی۔ بیت

نخل وجدان دہنال طلب وشاخ بقا		از نسیم نفسش تا باید خرم باد

یاد شیخ برخوردار گجراتی

آپ۔ صاحب تجرید وتفرید ہیں۔ ہمیشہ سیاحی میں زمانہ گزارتے ہیں۔ اکثر مختلف ادیان کے اصول اور فروع سے واقف ہیں اور دیگر مذاہب والون کی تحقیقات کے اندر سوچ سمجھہ کے ساتھہ آمد ورفت رکھتے ہیں۔ ہجری سنہ نوسو بانوین کے آغاز سے راقم کے دل میں اس باصفا ذات کی آشنائی کی بنیاد استحکام کے ساتھہ رکھی گئی ہے۔ اتفاقاً ہجری سنہ ایک ہزار بیس میں آپ حاجی پور پٹنہ سے سیر کرتے ہوئے شہر برہان پور کی طرف جاتے تھے۔ اِس سلسلہ میں ماہ صفر کی چاندرات کے روز آپ کا گذر

مانڈو (مانڈو) مین ہوا۔ قدیمی یگانگی کے سبب سے فقیر کی مسجد مین اُترے۔ محبوب القلوب شیخ داود شطاری
جی ان ایام مین اوسی حجرہ کے اندر عبادت اور ریاضت مین مشغول تھے۔ ایک رات چند تونگر اور
درویش حجرہ مذکور مین حاضر تھے۔ چونکہ شیخ برخوردار پنجگانہ فرائض ادا کرنے کے پابند نہین تھے۔ لہذا
حاضرین مین سے ایک شخص نے نصیحت آغاز کرکے بہت کچھ بیوقتی باتین کہین۔ آپنے جواب
دیا۔ کہ مجکو اپنی حالت معقول بنانے کی طاقت نہین ہے۔ اور تم کو بھی اُن مقدمات کی قابلیت
کی قوت اور طاقت نہین ہے۔ لہذا یہی بہتر ہے۔ کہ اس قسم کی گفت وگو کا دروازہ مقفل رہے میرے
گناہ پر تمہاری گرفت نہین ہوگی۔ اور آیہ کریمہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[51] کا ترجمہ اس ذیل
کے مطلع مین پڑھکر سنایا حافظ۔

عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزہ سرشت	کہ گناہ دگران بر تو نخواہند نوشت

فقیر بھی اس باب مین زبان حکمت بیان سے معترض ناصح کی تقویت کرتا تھا۔ القصہ اگرچہ ظاہری
صفائی اور شگفتگی کی نگہبانی بہ تکلف کی گئی۔ لیکن حاضرین انجمن کے دل مین دوسرا ہی رنگ پیدا ہوگیا
تھا۔ بقیہ شب شورش مین گذری۔ علی الصباح اس ارادہ پر کہ دل کا میل صاف کیا جاوے۔ راقم نے
تذکرہ مشائخ علیہم الرحمۃ کھولکر پڑھنا شروع کیا۔ اولین صفحہ کے آغاز مین شیخ شرف الدین بو علی قلندر
کا ماجرا نکلا جسکو شیخ شرف نے اپنے مقامات کے بارہ مین اس طرح پر لکھا ہے۔

ایک روز شیخ نظام الاولیا سے میری ملاقات ہوئی۔ اتفاقاً اُس روز شیخ کی ایک نماز
فرض قضا ہوگئی تھی۔ اور اس سبب سے شیخ کے مزاج مین غصہ اور غم کی موجین کی موجین
آتی تھین۔ یہ آگاہی دینے کے واسطے۔ کہ میری فرض نماز قضا ہوگئی ہے۔ شیخ نظام الاولیا
نے ایک ہندی بیت اس مضمون کی پڑھی کہ مجکو محبوب کے ساتھ ایک لحظہ کی بھی جدائی
بے انتہا بے آرامی کے شکنجہ مین دباتی ہے۔ افسوس ہے اُن لوگون کی جان پر۔ جو
ہمیشہ دہری مین خاک خواری پر پڑے ہوئے ہین۔ اور جنہون نے بیکاری کو اپنا شغل
بنا لیا ہے۔ چونکہ ہمدرد آشنا کی طرف سے رخ پھیر لینا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ لہذا شورش
عشق سے مجبور ہوکر مینے بھی ہندی عبارت مین ایک بیت کہی۔ جس کا مضمون

۵۱ اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بار اپنے اوپر نہین لے گا۔ ۱۲

یہ ہے۔ کہ تمہاری انگشت۔ خوانِ وصال کے نمک سے آشنا نہین ہے۔ نہ تمہاری نگاہ کا آئینہ اُس جمال سے انعکاس قبول کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے صاحبِ کمالات کی باتون کا رنگ ڈھنگ کچھہ اور ہی ہوتا ہے۔ دوئی کی بو وجدان والون کے دماغ مین نہین آتی ہے۔ مین اُمیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو ذرہ برابر اپنی محبت کا سوز عطا فرما دے۔ اُسی رات آتشِ عشق مشتعل ہوئی۔ یہان تک کہ سوختگی کے آثار شیخ کے جسمِ اقدس پر دیکھے گئے۔ اور کسی تدبیر سے دل مین صبر نہین آیا۔ میر خسرو یہ حال دیکھکر سخت بیتاب ہوئے۔ معذرت کے طور پر ایک رنگین غزل کہی۔ اور اس بیچارہ کو سنا کر دعا کے لیئے عرض کیا۔ بالآخر اُسی دم ایزدی بخشش نے شیخ کے باطن مین تمکین اور ظاہر مین تسکین بخشی "

باقی شیخ شرف کے حالات شریف اُن کے ذکر مین لکھے گئے ہین مطالعہ مین آوینگے۔

اس ہوش آفرین بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو چاہیئے۔ اولاً اپنی آنکھون کو دوسرون کی عیب بینی سے بند کرے۔ بہر ہنر بینی کی عینک اُن آنکھون پر لگا کر چھوٹا سا ہنر بہی۔ جو خط غبار کی طرح افعال کے ورقون پر لکھا ہوتا ہے۔ خط جلی کی مانند بڑا کر کے دیکھے۔ بالخصوص اُس گروہ کے حالات کا مشاہدہ جو پشمینہ پوش اور از خود رفتہ معلوم ہوتا ہے۔ تجسس کی نظر سے نہ کرے بلکہ اعتقاد اور حسنِ ظن کی نظر سے دیکھے۔ اور دکہاوے۔ امید ہے۔ کہ ایسی نظر برادرانِ طریقت کی اندرونی اور بیرونی شستگی کا سرمایہ ہو کر عقل اور اعتبار کی جلا اور رونق کا باعث ہوگی۔ اور جو شخص سوختگانِ ایزدی محبت کے اسرار کی نسبت حسنِ عقیدت اپنے دل کے اندر استواری کے ساتھہ قایم کرے گا۔ وہ شخص توفیق کی برکت سے۔ اپنی دو جہان کی مرادات مین کامیاب ہوگا۔ جس کسی کے دل مین اُلجھے ہوئے بالون والے درویشون کی نسبت ناقص اندیشہ پیدا ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ مانگتا رہے۔ اور اپنا باطن اس تیرگی سے توبہ کے پانی اور پشیمانی کے آنسوؤن سے دہوتا رہے تاکہ یہ فعل سوءِ خاتمہ سے اُس کی نجات کا سبب ہو۔ اور اس عذر پذیر گروہ کے مقابلہ مین۔ قیامت کے روز عذر گوئی کے دست آویز ہاتھہ آوے۔

طالبانِ صحبت کو واضح ہو۔ کہ گدڑی پوشون کی مصاحبت مین سلامتی کے ساتھہ رہنے والون کو

شاہراہ یہ ہے کہ اگر خاکساران نیستی کے ساتھ نشست و برخاست کی خواہش کسی شخص کے دل مین استحکام کے ساتھ قایم ہو - تو اُس کو چاہیے - کہ اولاً صحبت کی فوج کو عقل اور خیال کے لشکر پر غالب اور فتح مند کرے - جس کو حقیقی تمیز پر مطلق نگاہ نہین ہے - اِس فوج کشی مین خیر اندیشی کے لشکر سے کمک مانگے اور اس فوج پر نگرانی بھی درکار ہوگی - سو یہ کام - لوگون کے اخفائے حالات سے ہوے دوسرے حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کے دریا مین غرق ہو کر دوست ہم نشینون کے عیب دیکھنے اور سننے سے اپنی آنکھون اور کانون کو بینائی اور شنوائی کے فعل سے معزول کرے - کیونکہ یہ جماعت باطن مین جلال - اور ظاہر مین جمال رکھتی ہے اور ایسے مظاہر مین جلال ظہور کو - اور جمال بطون کو چاہتا ہے - دراصل ان کی صحبت کی مثال - پتھر اور لوہے کی مانند ہے - کہ اگر کوئی رگڑ یا ٹکر - درمیان مین نہ لگے - تو شعلہ نہ اُٹھے - اور العیاذ باللہ اگر صورت صحبت برعکس پیدا ہوئی تو جل جانے کے خوف کے سوا - کوئی فائدہ کسی قسم کا نہین ہے - حافظ

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر	توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

پس مصاحبت کے اندر صحیح و سالم رہنے کی صورت اگر ہے - تو اصحاب مجلس کی رضا اور تسلیم مین ہی ہے ؎

آتشے راکہ کند رسگئے تسلیم دل قوی کیے کند ز زحمت و بیم	داغ نمرود و باغ ابراہیم جز شراب و مفرح تسلیم
آن شرابے کہ اولیا سازند از شفاخانۂ رضا سازند	

القصہ اگر دو مصاحب باہم موافق ہو جاوین تو الحمد للہ والمنۃ اور اگر مقابل ہون - تو اس صورت مین نجات کی شکل یہ ہے - کہ انصاف کر کے اپنی حقیقت حال پر واقف ہون - اِس درمیان مین جو زشت ہے - اُس کو شکر خدا بجا لانا چاہیے - کہ ایسے پسندیدہ ہمدم کی نعمت سے مشرف ہے - اور جو خوب ہے - اُس کو صبر کرنا چاہیے - کہ وہ الٰہی مشیت سے ہم نشین کی بلا مین مبتلا ہے - اس طریقہ سے دونون مصاحب - ایک دوسرے کی صحبت سے خوش اور نیز سود مند رہین گے - اسی قسم کی ایک حکایت جو مناسب مقام ہے - مدارک سے نقل کی جاتی ہے -

كان عمران الخارجي من ادم بني ادم وزوجته من اجملهم فلما نظرت اليه فقالت انی وانك من اهل الجنة قال فكيف قالت انك رزقت مثلي وشكرت واني رزقت مثلك وصبرت والجنة موعودة للشاكرين والصابرين -	عمران خارجی گندمی رنگ والا نبی آدم تہا - اور اوس کی عورت جمیل ترین نبی آدم تہی - جب اُس عورت نے اپنے شوہر کو دیکہا - تو کہا - مین اور تم دونون اہل جنت ہین - عمران نے کہا - یہ کیونکر عورت نے کہا - مجہہ جیسی حسینہ تم کو دی گئی اور تم نے شکر کیا - اور تم جیسا گندمی رنگ والا شوہر مجکو دیا گیا اور مین نے صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکرین اور صابرین کے واسطے کیا گیا ہے -

شعر

اوجزت فكري وفي الايجاز فائدة	وللكرام من التطويل تقديع

ضمیمہ

ضمیمہ - جس کو اس کتاب کا خاتمہ - تکملہ - نیز تتمہ کہہ سکتے ہین - اس طور پر ہے - کہ حمد وستائش کے پہول صور علمیہ کی چمن بندی کرنے والے کی حکمت اور قدرت پر نثار ہین - جس نے اِس خاکسار کی طبیعت کی نوبہار مین - کتاب گلزار کے آغاز کا گلدستہ - مقامات مشائخ کے باغی پہولون سے - ازلی عنایت کے تاگے مین پروکر - ترتیب دیا - جن کو عالم شہادت کی سیر کے وقت - یہ خاکسار تلاش کے ہاتہہ سے چن کر - دامن ادراک مین فراہم لایا تہا اور اسی طرح جس نے صورت بنانے والے قلم کو جو درویشون کے حالات کے چار چمنون کا انجمن آرا ہے - عنصری عالم مین روان کیا - تب کہین قلم - غیبی نقصور خانہ مین بہشتی نا طلی گلدستہ کی نقاشی کرسکا ہے - اور نیز عالم عبرت وعبارت کا تماشا کرنے والون - اور عالم غیب وشہادت کے سیاحون کی چشم شہود کو مالا عین رأت کا ہنگامہ دکہا سکا ہے - اب یہ خاکسار ایزدی تقدیر اور آلہی توفیق سے یہ اُمید رکہتا ہے کہ اس گلدستہ کے انجام مین اپنے احوال کے تصویر - بقدر گنجایش - اور باندازہ فرصت آغاز کے رنگ مین - کہینچکر دکہا سکے - اور پہر فارغ البالی اور آزادی کی نعمت ملنے کی شکرگزاری - ابدالآباد تک کرتا رہے -

چونکہ دفتر کا تتمہ۔ بجاے خود۔ ایک جداگانہ رسالہ ہوتا ہے۔ لہذا اس خوف سے۔ کہ کہین ایسا نہ ہو۔ کوئی انتخاب دوست نکتہ سنج۔ گل کی طرح۔ اس تتمہ کو گلزار سے جدا کر کے۔ جمہور اہل ولایت اولیا کی ہم رکابی سے محروم کر دیوے اور اس سبب سے یہ تتمہ تنہائی کے ہولناک جنگل مین۔ بے رہبر بے سروسامان۔ اور بے دانہ پانی رہ جاوے۔ اسواسطے مینے اپنے حالات کی تحریر کو۔ ایسے چند سو صد بزرگان و مشائخ کے اذکار کے تابع کیا ہے۔ جو بعض تو عالم عنصری سے بہشتی جہان کی سیر گاہ کو چلے گئے ہین۔ اور بعض زمانہ کے خلوت خانہ مین۔ شاہد زندگانی کے ساتھہ ہم آغوش ہین۔ خدا کرے۔ تابع ہی رہین۔

یاد شیخ نظام انبیٹھی

آپ۔ عالم۔ عامل۔ عابد۔ عاشق۔ اور عارف ستے۔ خواجہ مودود چشتی کی پاک نسل سے اور شیخ معروف کے باوراد مریدون مین سے ہین۔ آپ ہمیشہ اخلاق کی درستی مین ایزدی حفاظت اور اخلاق کی جلا مین مصطفائی بصیرت کام مین لاتے تھے۔ اور نیز ہمیشہ تمام حرکات و سکنات کے آغاز مین بسم اللہ خیر الاسماء و بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔ ہمیشہ اس طرح مستعد اور مہیا رہتے تھے۔ کہ جیسے کوئی سفر پر بہمہ وجوہ تیار ہو۔ مہمان کی خدمت گزاری اپنی ذات خاص سے کرنا۔ یہ آپ کی تواضع کا طریقہ تہا۔ بلکہ تمام اہل دنیا کے ساتھہ۔ آپ مشفقانہ عام مہربانی۔ اور مرشدانہ خاص عنایت فرماتے تھے۔ امر معروف مرحمت کی شان مین۔ اور نہی منکر مروت کے لباس مین کیا کرتے تھے۔ **القصہ** آپ کی صحبت کی چاشنی مین ربودگی کا بے شمار ذوق ہوتا تھا۔ اور آپ کی خدمت کی حلاوت مین اکسیر کی جیسی بے انتہا تاثیر ہوتی تھی۔ آپ کے باصفا حالات کی شرح۔ عبارت کے حوصلہ مین نہین آسکتی ہے۔ آپ کے اوصاف کی حقیقت دانستنی ہے۔ گفتنی اور نوشتنی نہین ہے۔ بیت

چو من یارا سے دانستن ندارم	بہ گفتن یا نوشتن چون سپارم

امیر سید شاہ محمد ایک بزرگ تھے۔ اکثر کتب متداولہ محقق استادون کے درس مین پڑھی تہین اور کیا عرب کیا عجم۔ کیا ہند۔ دسوین دور کے تمام مشائخ کی فیض بخش صحبت سے پورا حصہ لیا تہا۔ ظاہر اور باطن دونون آراستہ تھے۔ جب حرمین شریفین کی زیارت سے لوٹ کر آئے۔ تو چند روز ملک گجرات

مین افادہ اور استفادہ کے طور پر گزر اوقات کی انہین ایام مین اطراف ہند کی سیر و سیاحت کر کے منڈو (مانڈو) مین آئے۔ دل کے اندر قیام کا شوق جاگزین ہوا امیر جمال الدین ترکستانی پیر عراک کر کے مشہور۔ اور شہر منڈو (مانڈو) کے قاضی ہین۔ ان کی لڑکی کے ساتھ عقد کرلیا۔ کم و بیش سات سال راقم کی مسجد مین درس دیا۔ فقیر نے بھی کشف منار اور تلویح اصول فقہ یہ کتابین اس عرصہ مین سید کی باعظمت خدمت مین نکالی ہین۔ سید صاحب ایک روز فرماتے تھے۔

"مسافرت کے زمانہ مین قصبہ انبیٹھی مین گزر ہوا تھا جو شیخ نظام کا وطن ہے۔ مین آپ کی خدمت مین گیا۔ جب شام ہوئی۔ تو نماز مین خود امام ہو گئے پہلی رکعت مین سورہ کافرون ملائی میرے دل مین یہ خیال آیا۔ کہ جو دوسری صورتین نسخ سے سالم ہین۔ ان مین سے اگر کوئی سورۃ ملاتے۔ تو اولیٰ ہوتا آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ سید۔ اگرچہ یہ سورۃ نسخ کو شامل ہے لیکن قروۃ کی رو سے چوتھائی قرآن کا ثواب اس کے پڑھنے مین ہوتا ہے۔ اگر اس نظر سے یہ سورۃ نماز مین پڑھی جاوے۔ تو اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ نیز فرماتے تھے۔ کہ آپ کی پیشانی مین ایمانی فراست کا نور۔ اور مصطفائی کرامت کی صفائی پائی جاتی تھی **تخلقوا باخلاق اللہ** کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ تھا۔"

ہجری سنہ نوسو نوے مین اس عالم سے اخروی سفر اختیار کیا۔ قبر اسی قصبہ مین بنائی گئی۔ اس سے زیادہ آپ کے باصفا حالات پر اطلاع نہین ملی ہے۔ اور طبیعت ہمیشہ آپ کے مفصل حالات معلوم کرنے کی تشنہ ہے۔ ناچار یہ خدمت خیال کے سپرد کی۔ کہ کسی آشنا یا بیگانہ کو پیدا کرے۔ جو دل کی یہ پیاس بجھا کر حصول آرزو سے سیراب فرماوے۔ بہت سے غور کرنے کے بعد یہ بات خیال مین آئی کہ شیخ علم اللہ سلمہ اللہ جو ظاہری و باطنی علم کے عالم عبدالرزاق کے فرزند۔ اور شیخ نظام کے سالے ہین۔ شاید شیخ نظام کے حالات سے واقف ہون۔ ان کی خدمت مین دو کلمہ لکھکر تحقیق احوال کرنی چاہیے۔ جب نامہ التماس شیخ علم اللہ کے مطالعہ مین پہونچا۔ تو جواب دیا کہ اس درویش کو ابتدا سے زمانہ ہوش سے کتاب دانی کا شوق۔ اور خدا شناسی کا جوش تھا جس نے مجھکو اپنے وطن سے نکال کر جہان پیمائی کی سرگردانی گوارا کردی تھی۔ بالآخر کامل اٹھارہ سال عربستان مین رہ کر دینی علوم اور یقینی معرفتین تحصیل کرنے مین افادہ و استفادہ معرفت الہی پر گزارے۔ جب وہان سے معاودت نصیب ہوئی۔ تو گجرات کے راستہ سے

خاندیس مین آیا - اوس وقت مین علی عادل شاہ فاروقی والی برہان پور تہا بیت

چو نسبت دار فاروق ست باد اجاد وان حد ش		ہلاہل خورد کان طلسم را تریاک فاروقی

اوس کی ملاقات کی گرمی اور اخلاق کی شیرینی نے دار السلام برہانپور کے قیام کے لئے پانون مین زنجیر ڈالی - جب بہت کچھ حیلہ حوالہ سے وطن کی اجازت لیکر جس حالت سے وطن مین پہونچا - اوس حالت مین ایسی تلاش کا خیال ہی نہین آیا - اِس مین شک نہین کہ زبانون پر رسمی حکایتون کے سوا - کوئی حرف نہین ملا - اور بہت سی ضروری باتین ناگفتہ رہ گئین - اب کہ آپ کو اِس قسم کا خیال دامنگیر ہے - تو اُس نواح کے آنے والون سے جو اِس قسم کے حالات سے واقف ہین تحقیق کر کے خدمت مین لکھون گا،، سبحانہ اللہ یہ وعدہ بھی پورا نہین ہوا - کیون کہ اِن سنوات مین سفر حجاز کا خیال شیخ علم اللہ کے دل مین پیدا ہوا - اور اُس کی تیاری مین بالکل اپنے تیئن منہمک کر کے جس طرح سے ممکن ہوا - بند رہاے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - اِس سال ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے چونکہ جہاز کا موسم گزر گیا تہا - لہذا بیجاپور دکن مین قیام فرمایا - یہان کا حاکم آپ کی تشریف آوری کو اپنے پرگنہ کی سعادت سمجہکر معتقدانہ پیش آتا ہے **مصرع** در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست

یاد شیخ جلال محمد تھانیسری

آپ - عالمانہ کمالات - اور درویشانہ مقامات کے جامع - دریاے توحید کے غواص - اور کشتی تحقیق کے معلم تہے - شیخ عبد القدوس حنفی کے مرید ہین - رسمی علم کی فروع و اصول مین آپ کے مطالعہ کو ید بیضا حاصل تہا - اکثر کتب متداولہ پر مشکل کشا حاشیے لکھے ہین - اور تعلیقات لگائی ہین - روز - روزہ مین گزرتا تہا - اور شب نماز مین گزرتی تہی - نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کہانا کہایا کرتے تہے - ہر روز رات دن مین خانقاہ کے حافظون کے ساتہہ دو دفعہ قرآن ختم کیا کرتے تہے - نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد درس مین مشغول ہو جاتے تہے - آپ کی صحبت باطنی فروغ - اور ظاہری فیض زیادہ کرتی تہی - آپ درویشانہ سماع کے حریص تہے - آپ کے تواجد مین آپ کی سوزناک حالت سے حاضرین کے دل کو بھی حصہ پہونچتا تہا - جب دورِ عمر ضعیفی کو پہونچا - استغراق اور استہلاک کی حالت آپ کے تمام اوقات پر حاوی ہوگئی - لیکن جب نماز کا وقت آتا تہا - تو جو

پہنا حاضر ہوتا تہا وہ بلند آواز سے حق حق کہتا تہا۔ اُس وقت آپ عالم استغراق سے سر اونچا کر کے نماز کی تیاری کیا کرتے تہے۔ جماعت کے ساتہہ فرض ادا کر کے۔ پہر سابقہ حالت کی طرف پلٹ جاتے تہے۔ کہتے ہین۔ کم وبیش ایک سو دس سال کی عمر پائی ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو مین عالم صورت سے معنوی روضہ کی سیر کو چلے گئے۔

آپ کے پیر بزرگوار۔ حضرت شیخ الاسلامی بہاءالاولیا ملتانی کو پہونچتے ہین اس ترتیب کے ساتہہ شیخ عبدالقدوس شیخہ درویش قاسم ابن شیخ برہان الدین اودہی شیخہ۔ شیخ بدہن بہرائچی شیخہ۔ شیخ سید اجمل شیخہ۔ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری شیخہ۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخہ۔ ابوہ شیخ صدرالدین عارف شیخہ۔ ابوہ بہاءالاولیا۔ قدست اسرارہم شیخ عبدالبصیر شیخ جلال کے فرزند رشید ہین۔ والد ماجد کے سجادہ نشین یہی ہین۔ اور آپ کے مریدان کامل مین سے شیخ بہاءالدین احمد سہرندی ہین جو ارادتمندون مین اقدم تہے۔

یاد شیخ نظام تہانیسری

آپ۔ صاحب توکل وتسلیم ہین۔ علم لدنی سے تعلیم پائی ہے۔ ہجری سنہ ایک ہزار سات مین اپنے وطن سے سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گیے تہے۔ اور دمین حرمین کا طواف کر کے سعادت دارین حاصل کی تہی۔ پہر ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین بندر دکن کے جہاز پر سوار ہوکر شہر بیجاپور مین پلٹ آئے۔ یہان کے حاکم نے۔ اور نیز دیگر بزرگان دین ودولت نے آپ کی تشریف آوری کو مبارک سمجہکر۔ نہایت تعظیم اور تواضع کی۔ جب یہان سے روانہ ہوئے۔ تو اپنے وطن مالوف مین پہونچے۔ پہر ملک عجم اور بلاد شمالی کی سیر وسیاحت کا شوق دل سے اُٹہہ کہڑا ہوا۔ بے اختیار بلخ اور بدخشان کی طرف روانہ ہو گئے۔

مصرع ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش

یاد شیخ درویش قاسم

کہتے ہین۔ آپ چشتیہ سلسلہ مین شیخ سعدالدین بدایونی کے مرید تہے۔ نیز اپنے پدر بزرگوار اصادون کے پیر شیخ فتح اللہ مالوی سے بہی فیض یاب ہوئے تہے۔ شیخ فتح اللہ کو خلافت کا خلعت شیخ صدرالدین احمد شہاب قریشی ناگوری سے حاصل ہوا تہا۔ اور نیز شیخ صدرالدین احمد کے پیر شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی

کی صحبت سے بہی باطنی روشن کرکے فروغ خاطر پایا تھا۔

القصۃ اللہ درویش قاسم تین واسطہ سے حضرت چراغ دہلی کو پہونچتے ہین قدست اسرارہم درویش خانوادہ چشتیہ اور سہروردیہ ہبائیہ مین ایک بلند اور بیش بہا شان رکھتے تہے۔

یاد شیخ کمال الدین کمال مالوہ

آپ شیخ بایزید ابن شیخ نصیر الدین نصر اللہ کے بیٹے ہین۔ معرفت مشیخت۔ کشف وکرامت فضیلت۔ اور فراست۔ یہ جملہ صفات آپ کی ذات مین موجود تہین۔ آپ کے جد امجد حضرت گنجشکر کے بڑے بیٹے ہین۔ آپ کو شیخ نظام الاولیا نے خلعت خلافت عطا فرماکر۔ مردمان مالوہ کی رہنمائی کے واسطے دہلی سے بہیجا تہا۔ ہجری سنہ کچہہ اوپر نوسو نوے مین جب کہ بیکر پرست راجہ پورنل نامی حاکم صوبہ مالوہ تہا شیخ قصبہ دہار مین تشریف لائے۔ عبادت اور ریاضت کے واسطے حجرہ تجویز کرکے۔ اقامت کا بستر بچہایا۔ مجاہدہ اور مراقبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہمیشہ مناجات مین رہتے تہے۔ بحکم وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ غیبی فیض اور فتوح کے دروازے آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوئے۔ بالآخر گمنامی کا نقاب۔ شہرت کے ہاتہہ نے۔ آپ کے حالات کے چہرہ پر سے حیات مین اور نیز رحلت کے بعد ایک مدت تک نہین اٹہایا جب ملک مالوہ کی حکومت۔ غوری اور خلجی سلاطین کے قبضہ مین آئی۔ تو بہت اچہے اچہے لوگ فراہم ہوئے۔ اسلام نے قوت اور رونق پکڑی۔ چہوٹے اور بڑے سب نے آپکے مرقد اقدس کی طرف توجہ کی آپ کے فرزندان کرام کے اعزاز اور تعظیم کا درجہ ترقی پاچلا۔ اور نذرات وفتوحات کے بازار مین گرمی پیدا ہوئی۔ یہان تک کہ حکومت کی نوبت سلطان محمود ابن ناصر الدین خلجی کو پہونچی۔ اور پہر سلطنت خلجیہ کا زمانہ اخیر ہوگیا۔ اپنے زمانہ مین سلطان محمود نے شیخ کی قبر پر ایک گنبد۔ ایک خانقاہ۔ اور صوفیوں اور فرزندون کے واسطے ایک بڑا دالان بنوادیا بیت

درین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر	کہ جز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند

آپکی نسل مین سے کچہہ لوگ تو مرحوم ہین۔ اور کچہہ لوگ ماؤف قصبہ دہار مین اپنے آبا کرام کے قبر خوابگاہ پر سجادہ ہین۔ مشروع نذرات اور نفقات کے مصرف اور محل مقبول ہین۔ دیکہین۔ توفیق کون سے دولتمند کو

رہنمائی کے ذریعہ سے اِن تک پہونچا کر سعادت کونین بخشے۔

یاد شیخ محمد ابن شیخ عارف چشتی

آپ معروف و محمود۔ اور احمد و عارف تھے۔ آپ کی صورت اور سیرت سے خرق عادات کی چمک۔ اور برق حالات کی دمک عیان تھی۔ مسند جانشینی کا منصب اپنے والد ماجد کی خدمت کی برکت سے پایا تھا۔ احوال اور مراقبات ایسے مشابہ اور مناسب تھے کہ ان کے اعتبار سے آپ اپنے باپ کے بھائی ہو گئے تھے۔ ہجری سنہ آٹھ سو اٹھاسی مین معنوی ولایت اور خلافت کا ڈنکا بجاتے تھے۔ اِن ایام مین سلطان بہلول لودی۔ دارالخلافتہ دہلی کے شہرون مین ظاہری سلطنت کرتا تھا۔ آپ کے کلمات مین عیسوی معجزات کا اثر تھا۔ تحت الذکر چند جملے آپ کے مکتوب مین سے ہین۔

"اے عزیز۔ ارادہ۔ سالک کی سواری ہے۔ یہ ارادہ جس قدر زیادہ قوی اور مستحکم ہوگا۔ اُسی قدر طریقت اور طریق شریعت کا سلوک اور اس کے پیچھے پیچھے۔ منزل حقیقت کو وصول زیادہ آسان اور جلد ہوگا۔ سالک کو چاہیئے کہ کشش کے بعد کوشش کرے۔ اپنے تیئن مرشد دانا کے پاس پہونچا دے جس کو انسان کامل کہہ سکین اور جو حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ اور احوال سے آگاہ۔ اور ان کے ساتھ متحقق ہو۔ سالک ایسے مرشد کے تحت فرمان ہو جاوے۔ اپنی ظاہر و باطن کو مرشد سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور تقویٰ۔ بھوک۔ بیداری۔ قلبی خاموشی۔ اور باطنی تنہائی کو عمل مین رکھے۔ تاکہ ابرار کے مقام اور احرار کے درجہ کو واصل ہو جاوے"۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و عنایت سے شیخ عارف کو خرقہ خلافت اپنے پدر بزرگوار شیخ احمد عبدالحق ردولی سے ہے۔ جن کا علم اور معرفت مین پایہ۔ اور استقامت و کرامت مین سرمایہ بہت بڑا تھا۔ ہمیشہ اپنا سر۔ مراقبہ فنا کے گریبان مین رکھا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو خدمت گزار صوفی لوگ کا حق حق کہکر ان کو آگاہ کیا کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔ تو پھر بدستور وحدت کے قعر عمیق مین غرق ہو جاتے تھے۔ شیخ احمد خلیفہ شیخ جلال پانی پتی کے ہین جو ایسے آفتاب تھے۔ جس کی شعاع۔ کمالات تھے۔ اوج۔ الٰہی جمال۔ اور شرف۔ ایزدی جلال تھا۔ نیز اپنے وقت مین

عالیشان درویشون۔ مرکز تھے۔ خوابگاہ پانی پت مین ہے۔ کہتے ہین۔ خوابگاہ کے طواف سے اس قدر فیض اور فتوح دلون کو پہونچتا ہے۔ کہ بیان نہین ہوسکتا۔ لراسمہ

بعد از وفات تربتِ من از زمین مجو ٭ در سینہ ہائے مردمِ دانا مزار ماست

شیخ جلال کے مفید کلام مین سے کسی قدر نمونہ یہ ہے۔ فرماتے تھے۔

"طریقت مین منزلین اور مقامات ہین۔ اور ہر منزل اور مقام کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے نہایت کو پہونچنا ممکن نہین ہے۔ جب تک ابتدا صحیح نہ ہو۔ اگر اصول ضائع ہوجاوینگے۔ تو وصول سے بہی حرمان ہوجاوے گا۔ اور اصول بعض کے نزدیک پانچ ہین۔ اور بعض کے نزدیک سات ہین"

فی العوارف۔ فالمرید ینبغی ان یخرج الی طریق القوم للہ وان فانہ ان وصل الی نہایات القوم فقد لحق بالمنزل ادرکہ الموت قبل الوصول الی المنزل فاجرہ علی اللہ وکل من کانت بدایتہ احکم۔ کانت نہایتہ اتم

عوارف مین لکہا ہے۔ مرید کو چاہئے کہ اللہ کے واسطے قومی طریق اختیار کرے۔ اس کے اندر اگر مرید قومی طریق کی غایت کو پہونچ جاویگا۔ تو منزل کو پہونچ گیا۔ اور اگر اوس کو منزل پر پہونچنے سے پہلے موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہے اور جس شخص کی ابتدا زیادہ محکم ہے۔ اوس کی انتہا تمام ہوجاوے گی۔

انبأ ابوزرعۃ اجازۃ عن ابن خلف عن ابی عبدالرحمن عن ابی العباس البغدادی عن جعفر الحلدی قال سمعت الجنید یقول اکثر العوائق والعلائق والحوائل والموانع من فساد الابتداء فالمرید فی اول سلوک ھذا الطریق یحتاج الی احکام النیۃ واحکام النیۃ تنزیہہا من دواعی الھوی وکل ما کان فیہ للنفس حظ عاجل حتی یکون خروجہ خالصاً للہ تعالیٰ۔

ابوزرعہ سے روایت ہے کہ۔ جن کو اجازت ابن خلف سے ابن خلف کو ابی عبدالرحمن سے ابوعبدالرحمن کو ابی العباس بغدادی سے۔ اور ابوالعباس کو جعفر حلدی سے ہے۔ وہ کہتے ہین۔ مینے جنید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ اکثر عوائق۔ علائق حوائل۔ اور موانع۔ فساد ابتدا سے ہوتے ہین۔ لہذا مرید کو اس طریق کی ابتدائی حالت مین استواری نیت کی احتیاج ہے۔ اور نیت کی استواری۔

ہوا وہوس کی مقتضیات سے۔ اور ہر اُس شے سے اُچکا دیتی ہے جس کے اندر نفس کے لئے فوری حظ ہو۔ اس قدر اُچکا دیتی ہے کہ مرید کو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے خروج حاصل ہو جاتا ہے۔

وكتب سالم ابن عبد الله الى عمر ابن عبد العزيز اعلم يا عمر ان عون الله للعبد بقدر النية فمن تمت نيته تم عون الله له ومن قصرت عنه نيته قصر عنه عون الله بقدر ذلك

سالم ابن عبد اللہ نے عمر ابن عبد العزیز کے پاس ایک دفعہ اس مضمون کی تحریر بھیجی تھی۔ سنو عمر۔ بندہ کو اللہ جل شانہ کی مدد بقدر نیت ہوتی ہے جس شخص کی نیت کام کا قصد کرے گی اس کو آتنی مدد پوری ہوگی۔ اور جس شخص کی نیت کام میں قصور کرے گی۔ اُس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی کوتاہی کرے گی بقدر قصور نیت

وكتب بعض الصالحين الى اخيه اخلص النية فى اعمالك يكفيك قليل من العمل ومن لم يهتد الى النية بنفسه ليصحب من يعلمه حسن النية

ایک صالح شخص نے اپنے بھائی کو لکھا تھا تم اپنے اعمال میں خلوص نیت سے کام لو۔ تم کو خلوص نیت کا تھوڑا سا عمل بھی کفایت کرے گا۔ اور جو شخص خلوص نیت کی طرف خود ہدایت نہ پاوے۔ اس کو چاہیئے کہ اُس شخص کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کی تعلیم کردیوے۔

قال سهل ابن عبد الله التستري اول ما يؤمر به المريد المبتدى التبرى من الحركات المذمومة ثم النقل الى الحركات المحمودة ثم التفرد لامر الله تعالى ثم التوقف فى الرشاد ثم الثبات ثم القرب الحاصل متى تمسك المريد بالصدق والاخلاص بلغ مبلغ الرجال ولا يتحقق صدق واخلاص الا بشيئين متابعة امر الشرع وقطع النظر من الخلق وكل الآفات دخلت

سہل ابن عبد اللہ تستری کا قول ہے۔ مبتدی مرید کو جن باتوں کی نسبت امر کیا جاتا ہے ان میں اولین بات یہ ہے۔ کہ مذمومہ حرکات سے بچے۔ پھر محمودہ حرکات کی طرف انتقال کرے پھر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے حکم کا ہی ہو جاوے۔ پھر راہ راست پر توقف کرے۔ پھر اس پر ثابت قدم ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد قرب حاصل ہے جب مرید صدق اور اخلاص کو مضبوط پکڑے گا ضرور درجہ رجال کو پہونچے گا اور صدق و اخلاص کے ساتھ تحقق مرید کو دو ہی چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ (۱) شرعی امور کی متابعت (۲) خلق کی طرف سے قطع نظر کرنا۔ اور جس قدر آفتیں مبتدیوں کو عارض ہوتی ہیں سب خلق کی طرف توجہ رکھنے سے عارض

على اهل البلد ايات لموضع نظرهم
الى الخلق وبلغنا عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم حديث انه
قال لا يكمل ايمان المرء حتى يكون
الناس عنده كالاباعر اشارة الى
قطع النظر عن الخلق والخروج عنهم
وترك التقيد بعاداتهم ونقل فى معنى
الصدق ان عابدا من بنى اسرائيل
راودته ملكة من نفسه فقال لها
اجعلوا لى ماء فى الخلاء تنظف
به ثم صعد الى موضع فى القصر
فرمى بنفسه فاوحى الله تعالى
الى ملك الهواء الزم عبدى
قال فلزمه ووضعه على الارض
وصغار فيقال فقيل لابليس الا
اغويته فقال ليس لى سلطان على
من خالف هواه وبذل نفسه لله
عز وجل - تمت

ہوتی ہیں - اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
پہونچی ہے - وہ یہ ہے - کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے - انسان کا
ایمان کامل نہیں ہوتا ہے - جب تک اُس کے نزدیک تمام لوگ
اونٹوں کی مثل معلوم نہ ہوں - اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مخلوقات
سے قطع نظر کی جاوے - مخلوقات میں سے اپنے تئیں خارج کرے -
عادات مخلوقات کی پابندی سے آزاد ہو جاوے - اور رسول اللہ
صلعم نے صدق کے بارہ میں ایک نقل فرمائی - کہ بنی اسرائیل
میں ایک عابد تھا جس پر ایک ملکہ عاشق تھی - اُس عابد نے کہا
میرے واسطے خالی مکان میں پانی رکھدو تاکہ میں اُس سے
صفائی جسم کروں - پھر عابد نے کو محل کے اندر ایک مقام سے
دیوار پر چڑھ گیا - اور وہاں سے نیچے کودا - تو اللہ تعالیٰ نے
ہوا کے فرشتہ کو حکم فرمایا - میرے بندہ کو تھام لے
رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں - اُس فرشتہ نے اُس کو تھام لیا
اور اُس کو زمین پر نہایت سہولت کے ساتھ لاکر کھڑا کیا -
پھر ابلیس کو کہا گیا - کیا تو اس کو گمراہ نہیں کرسکا - اُس نے
جواب دیا - میرا کوئی زور اس شخص پر نہیں چل سکتا ہے جو
اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرے اور جس نے
اپنا نفس اللہ عزوجل کے واسطے وقف کردیا ہو -

یہ چند باتیں بھی شیخ جلال کے اقوال میں سے ہیں - عمل بے علم سقیم ہے - علم بے عمل عقیم ہے -
اور علم باعمل صراط مستقیم ہے - "اللّٰہم اھدنا الصراط المستقیم"[۱] شیخ جلال - خلیفہ شیخ شمس الدین
ترک پانی پتی کے ہیں - حالات کے شغلوں کو مخفی رکھنا - اور ظہور کے اسباب کو برہم کرنا شیخ شمس الدین
کا مشرب تھا - شیخ شمس الدین سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں مفقود الخبر ہو کر شہر دہلی میں سرمایہ معرفت

۱؎ یا اللہ ہم کو راہ راست دکھا ۱۲

جمع کرتے تھے - چونکہ ان کی خدمت مین سلطان وقت کی آمد و رفت زیادہ ہوئی - تو لوگون کے ہجوم سے ان کی گمنامی اور خاموشی مین خلل واقع ہوا - **بیت**

جز بہ خلوت گاہِ حق آرام نیست	ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست

بالآخر اپنے مرشد شیخ علی صابر کی اجازت لیکر دہلی سے قصبہ پانی پت مین چلے گئے - اور وہان پر گوشہ گمنامی اختیار کیا - باقی ماجرا شیخ شمس الدین کا جیسے سرزمین پانی پت کے مشائخ - علما - اور حکما کا حلقہ بگوش ہونا - ایام زندگی ختم ہونا - اُس جگہہ خوابگاہ ہونا - اور نیز دیگر سوانح کسی قدر مولانا علی کابلی گلبہاری کے تذکرہ مین لکھے ہوئے ہین - وہان سے مطالعہ کریئے جاوین -

شیخ علی صابر - خلیفہ - اور بہن کے بیٹے حضرت گنجشکر کے ہین - وصال شیخ علی صابر کا ہجری سنہ چھہ سو نونے کے کسی مہینے مین ہے - خوابگاہ کوہپایہ کے توابع مین سے کسی مقام پر ہے -

یاد سید عبد الواحد

آپ - سید ابراہیم قنوجی اور بلگرامی کے بیٹے ہین - صاحب مجاہدہ و مشاہدہ تھے صحت حال اور فصاحت مقال بھی رکھتے تھے سید حسینی کی نزہتہ الارواح پر ایک شرح لکھی ہے - جو قابل تن ہے - بہت سی توجیہات اور تاویلات کام مین لاکر عبارت کے تمام مقاصد کو حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے - آپ شیخ حسین اسکندرآبادی کے مرید ہین - جب ایکبارگی ترک و توبہ کی توفیق نے مال و منال اور عز و جاہ کا گرو شیخ حسین اسکندرآبادی کے اعتقاد کے نذر کیا - تو آپ کسی عالی مرتبہ صاحب معرفت کی تلاش کرتے ہوئے شیخ صفی الدین عبد الصمد کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور مراسم ارادت بجالاکر ذکر و فکر - مراقبہ - اور تصور مین مشغول ہو گئے اور اپنے مطلوب پر کامیابی چاہی - شیخ صفی شیخ محمد قطب لکھنوی کے بزرگ خلیفہ ہین - جو اس وقت کے لوگون کی زبانون پر شیخ مینا کر کے مشہور تھے - سہروردیہ اور چشتیہ سلسلہ مین لوگون کو کلاہ ارادت - اور مریدون کو خلعت خلافت بخشا کرتے تھے اور طالبون کو ایزدی وصول کے کمالات پر پہونچا دیا کرتے تھے -

یاد امیر سید صبغتہ اللہ

آپ بہروچی مولد - شطاری مشرب - اور وجیہ الملة احمدآبادی کے عالی نظرت شاگرد اور صاحب

ولایت خلیفہ ہین۔ فضیلت اور فصاحت کے قرآن کا آغاز۔ کشف و کرامت کی کتاب کا خاتمہ۔ انس و قرب کی نفحات کا تکملہ۔ اور صدق و صفا کی رشحات کا سرچشمہ تھے۔ چند سال تک مرشد کی اجازت سے اپنے وطن مین رہکر امر معروف اور نہی منکر کی ہدایت اور علوم کی تعلیم مین مشغول رہے۔ حجاز کے مبارک سفر کی توفیق۔ حرمین شریفین کی زیارت کا سبب ہوئی۔ جب آپ کو حرمین کی بہشت نما زمین سے آب و دانہ کی کشش۔ صلہ رحم کی رعایت اور فرزندون کی اور وطن کی محبت کے پردہ مین آکر ہند کی طرف لوٹا لائی۔ تو اس پر آپ ہمیشہ دل ہی دل مین رویا کرتے تھے۔ بیت

کے بود یارب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

اتفاقاً ہجری سنہ نوسو ننانوین مین اپنے وطن سے تمام چیزون کو اور تمام لوگون کو خیرباد کہکر بے اختیار تن تنہا حسب مشیت ایزدی ملک مالوہ مین چلے آئے۔ اسی اثنا مین ایکبارگی۔ مدینہ مصطفویہ کی زمین بوسی کا شوق **علی صاحبہا افضل الصلوۃ** آپ کی آرزومند خاطر سے جوش کرا ٹھا عنان اختیار ہاتھ سے نکل گئی۔ لہذا یورش کر کے ہجری سنہ ایک ہزار مین خاندیس کے راستہ سے احمدنگر دکن مین پہونچے۔ اس ملک کے فرمان روا برہان الملک نے عرض کیا تو کچھ کم ایک سال تک یہان پر توقف فرمایا زمانہ کے حسن اتفاق سے یہ بات ہے کہ راقم ماجرائے درویشان ان ایام مین اس مقام پر فقرا اور فضلا کی خدمت سے فیض حاصل کر رہا تھا۔ نیز شعرا اور ظرفا کی صحبت مین بھی شامل نشاط و طرب ہوا کرتا تھا۔ **القصہ** آپ کے تشریف لانے۔ اور درویش کے موجود ہونے نے دونون کو غریبی اور تنہائی کے اندوہ سے نجات بخشی۔ اور چند روز مصاحبت غنیمت سمجھی گئی **بیت**

چند روزے کہ غمت مونس جان بود مرا
خاطر جمع و دل شاد ہمان بود مرا

دوسرے سال جزیرہائے دریا کے عزم پر سامان باندہ کر تیار ہوگئے۔ جب بیجاپور پہونچے۔ تو یہان کے حاکم نے نہایت تواضع کے ساتھ دل ہاتھ مین لے کر اور تعظیم مالاکلام سے پیش آکر کچھ مدت تک ٹھیرایا۔ پھر سفر مبارک کا سامان کر دیا۔ اور جہاز خاصہ پیش کیا۔ تاکہ صوفیون اور درویشون کی جماعت فراغ خاطر کے ساتھ جمع کر کے۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[۵] کی بشارت سے کامیاب

---

[۵] جو شخص اس مین داخل ہوگیا۔ وہ امن مین آگیا ۱۲

اورجب حب دلخواہ مشتاق آنکھیں مدینۃ الحرام کے دیدار سے منور ہوئیں - تو آپ نے بقیۃ العمر یہیں رہنے کی نیت کرکے اسی نبوت کے شہر میں گھر اور خانقاہ بنالی - ہرچند سلطان روم کی جانب سے نامہ و پیام آیا اور منت و معذرت کی گئی - مگر آپ نے سیورغال (معاش کی وجہ معین) قبول نہ فرمائی - اور بقیۃ العمر توکل اور تسلیم میں گزار دی -

کہتے ہیں - آپ کی زیادہ خواہش پر نظر کرکے ایک رات خاتم الانبیا **علیہ التحیۃ والسلام** نے اپنے خدام حرم کو اجازت فرمائی - کہ سید صبغۃ اللہ - ہمارا فرزند ارجمند ہے - عرب اور عجم کے دیگر تمام زائرین کی طرح نہ سمجھکر اس کو ہمارے حرم سے باہر نہ کرنا - چھوڑ دینا کہ شب جمعہ کو ہماری خدمت میں رہکر صلوۃ اور صلوات صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک ادا کرتا رہے - یہ بھی ہمنے اجازت دی ہے - کہ اپنے یاروں میں سے جس کسی کو چاہے اپنے ہمراہ حرم شریف میں رکھے - جس روز سے کہ حضور نبوی نے خاکیوں کی نظر سے عنصری پیکر کا ظاہری چہرہ حجاب اور عزت کے برقع میں چھپاکر مدینہ وحدت میں خوابگاہ اختیار فرمائی ہے - اس روز سے آج تک کسی فرد بشر کو ایسی خاص عنایت کا خلعت عطا فرماکر سرفراز نہیں فرمایا ہے - **الحمد للہ علیٰ ذٰلک** -

آپ کے کمالات - حالات - اور خرق عادات کتابت کی امداد سے انجام پذیر نہیں ہیں - اور اس کتاب کا اختصار مفصل حالات کی برداشت کرہی نہیں سکتا - اس وجہ سے ان معانی کا ادا - ایما - اشارات اور اجمال کے سپرد کیا جاتا ہے - بالآخر اسی تفویض اور توکل پر استقامت اختیار کرکے ہجری سنہ ایک ہزار پندرہ کے کسی مہینے میں مدینہ معظمہ کی زمین میں کے اندر دفن کئے گئے **رحمہ اللہ تعالیٰ** -

یاد شیخ شمس الدین جالندری

آپ ہندوستان کے اندر مشائخ نامدار کے سردفتر - اولیاے کامگار کے سرگروہ - دانشمندان روزگار کے سرحلقہ - اور صلحاے تقویٰ شعار کے سردار تھے - جس وقت انسانی مظہر مراتب الٰہی کے ساتھ متصف ہوتا ہے - تو باعتبار کمال اس کے مدارج مختلف ہوتے ہیں اس کمال کے جامعیت کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں -

صوفی کچھ اسما اور صفات کے ساتھ تو خصوصیت رکھتا ہے	الصوفی مختص ببعض الصفات دالاسما

فانها لا يليق بجناب العزة تعالى وتقدس
ومتخلق بالاسماء والصفات الالهية
فان الصوفي من كان حزينا في القلب
عليلا في البدن دامعا في العين
خالصا في العمل جاهدا في الدعاء
خلقا في الثوب بائتا في المسجد رفيقا
مع الفقراء باكيا من الذنوب مونسا
للرب مزينا بالزهد اكلا للغضب هاديا
لطالب قاريا للقرآن كريما على الخلق
عالما باحكام الشرع ودقائقها
راحما على الناس رحيما عليهم بستر
عيوبهم مالكا على النفس الامارة
متكبرا عن المسئلة خالقا للاخلاق
الحميدة باديا لها بالرتبة خلاقا
للاخلاق الحسنة الكلية مصورا
لافعاله واقواله في باطنه غفارا
للذنوب رعيته من عبيده واماته
وهابا على الناس رزاقا لاولاده
ولمن كان في عياله فتاحا على الخلق مهماتهم
عليما لعيوب نفسه قابضا على الظلمة
باسطا على الطلبة خافضا للجهلة
رافعا لارباب العلم معزا لاصحاب الحقوق مذلا
للكفرة والملاحدة سميعا لذكر الله بصيرا

کہ وہ جناب باری تقدس وتعالیٰ شانہٗ کی شان کے لائق
نہین ہین اور باقی اسماء وصفات الٰہی کے ساتھ تہذیب
یافتہ ہوتا ہے۔ پس صوفی وہ ہے جو دل کے اندر حزین
ہو۔ بدن کے اعتبار سے علیل ہو۔ آنکھون کے اعتبار سے
روتا ہوا ہو۔ عمل کی رو سے خالص ہو۔ دعا کے اندر کوشش
کرنے والا ہو۔ کپڑے پھٹے پرانے رکھتا ہو۔ رات کو مسجد مین
رہتا ہو فقرا کا رفیق ہو۔ گناہون کے خیال سے روتا ہو
رب کا مونس ہو۔ زہد کے ساتھ زینت یافتہ ہو۔ غصہ کھاتا ہو
طالب کا ہادی ہو۔ قرآن کا پڑھنے والا ہو۔ مخلوق پر کریم ہو۔
احکام شرع اور ان کے دقائق کا عالم ہو۔ لوگون پر رحم
کرنے والا ہو۔ اور اُن پر اُن کے عیوب کے چھپانے سے
رحیم ہو۔ نفس امارہ پر مالک ہو۔ سوال کرنے سے تکبر کرتا ہو۔
اخلاق حمیدہ کا خالق ہو۔ نیز رتبہ کے اعتبار سے اُن کا
آرزنیندہ ہو۔ تمام اخلاق حسنہ کا خلاق ہو۔ اپنے باطن کے
اندر اپنے افعال اور اقوال کی تصویر کھینچنے والا ہو۔ اُس کے
لونڈی غلام جو اُس کی رعیت ہین اُن کے گناہون کو معاف
کرتا ہو۔ لوگون کے اوپر بخشش کرتا ہو۔ اپنی اولاد کا۔ اور جو
اُس کے عیال مین ہے۔ اس کا رزاق ہو۔ خلقت پر
اُس کی مشکلات کا حل کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کے عیبون
کو جانتا ہو۔ ظالمون کے حق مین قابض اور طالبون کے
حق مین باسط ہو جاہلون کا درجہ پست اور ارباب علم کا رتبہ
بلند کرنے والا ہو۔ اصحاب حقوق کو عزت اور کافرون اور
ملحدون کو ذلت دینے والا ہو اللہ جل شانہٗ کا ذکر سننے۔

لا حسانه حکیما علی الخلق بالحق عدلا
فی احواله واقواله لطیفا فی غایة
خبیرا عن احوال الفقراء حلیما
عن تجاوز الناس غفورا للتعدی
الخلق وظلمهم شکورا عن نعم
الهادی علیا بالهمة حفیظا عن
ارتکاب المعاصی حسیبا لافعاله
واقواله جلیلا متنزها عن
اصحاب الدول رقیبا لرعیته
من ظلم الظالم مجیبا لسوال
السائلین واسعا بقوة من فی
عیاله حکیما فی امره ودودا
لاصحاب الرحمة مجیدا فی ورعه
باعثا لافعاله واقواله الحسنة
شهیدا علی الناس بالصدق حقا
فی الطاعة وکیلا فی امور الدنیا
والدین قویا فی الذات متینا فی
العبادات ولیا لارباب الخیرات
حمیدا فی الصفات محصیا
للحرکات والسکنات الواردة
من النفس الامارة فی الیوم
واللیلة معیدا للصیام والصلوة
باعتبار تحقق الشبهات محییا

اور اُس کا احسان سمجھے ۔مخلوقات کے اوپر حق کے ساتھ
حکم ہو۔ اور اُس کے احوال اور اقوال کے بارہ مین عادل ہو۔
غایت درجہ لطیف ہو۔ فقرا کے احوال سنے باخبر ہو لوگون سے
جو تجاوز ہو جاوے۔ اُسپر حلیم ہو ۔خلقت کے تعدی اور ظلم کا
بخشنے والا ہو۔ اللہ جل شانہ کی دی ہوئی نعمتون کا شکر کرے۔
ہمت عالی رکھے ارتکاب معاصی سے محفوظ رہے ۔ اپنے
افعال اور اقوال کا حساب کرتا ہو۔ صاحبان دولت سے
بڑا اور علیحدہ رہتا ہو ظالم کے ظلم سے اپنی رعیت کا محافظ ہو
سائلین کے سوال کا مجیب ہو۔ جو لوگ اُس کے عیال مین ہین
اُن کے رزق مین اپنی قوت سے وسعت دیوے ۔ اپنے بارہ
مین حکیم ہو۔ تکلیف والون کا دوست ہو۔ اپنی پرہیزگاری مین
بزرگ ہو۔ اپنے نیک افعال اور اقوال کا باعث ہو۔ صدق
کے ساتھ لوگون کے مقابلہ مین گواہ ہو۔ طاعت کے اندر درست
ہو ۔ دنیا اور دین کے کامون مین وکیل ہو۔ اپنی ذات سے قائم
ہو۔ عبادت کے اندر متین ہو۔ ارباب خیرات کا دوست ہو۔
صفات کے اندر محمود ہو۔ جو حرکات اور سکنات دن اور رات
مین نفس امارہ سے صادر ہونے والے ہون ۔ اُن کا ضابطہ
ہو جب شبہات کا ورود ہو ۔ تو روزون کے واسطے اور
نماز کے واسطے تیار ہو۔ اخلاق حمیدہ کا زندہ کرنے والا
ہو۔ افعال ردیہ کا نیست و نابود کرنے والا ہو ۔ روح کے
ساتھ زندہ ہو۔ عبادات باقیات کے واسطے قوی ہو جنات
کا حاصل کرنے والا ہو۔ اغنیا کے سوال سے مستغنی ہو۔
گوشہ کے اندر اکیلا رہتا ہو۔ خلق کے اندر ایک ہو کر رہے

للاخلاق الحميدة محميا للافعال الردية حييا
بالروح قويا للعبادات البدنيات قيادا جليا للحاجات جلدا
عن سوال الاغنياء احدا بالعزلة احدا
فی الخلق ممدا فی حوائج الرعية مقتدرا
بالقدرة الالهية مقدما لحوائج الناس مؤخرا
لحوائج النفس اولا فی الاتيان بالاوامر اخرا
فی الخروج من المسجد ظاهرا فی الفرائض باطنا
فی النوافل عاليا على النفس متعاليا على الخلق
بكثرة الطاعات برا فی المعاملات توابا فی عصيان
العصاة منتقما من النفس عفوا من الناس رؤفا
على الصغراء مليكا على النفس بجميع امره
هاديا للخلق الى الطاعات غنيا عن الناس معطيا
للسائلين سوالهم مانعا للنفس عن ارتكاب
المعاصی ملبيا فی الخيرات نافعا للغير نورا
لاهل الضلالة بالافعال الحميدة وارثا فی الارض
بالصلاحية مرشدا لاصحاب الارادة تهذيبا لهم
عن ظلم الخلق حافظا لحقوق اصحاب الوعظ عند هذا
ظهر سر تخلقوا باخلاق الله وهذا معنى استنبطه
من الامام الغزالی قدس الله تعالى روحه ان
للعبد شركة فی كل اسم وصفة من اسماء
الربوبية وصفاتها ولعل امرا هو غير واصل
بالله تعالى شانه وتعالت اياته و
تقدست اسمائه وصفاته

رعیت کی کاربراری مین ناصح ہو۔ الٰہی قدرت کے اندر صاحب
مقدرت ہو۔ لوگون کی ضروریات کو آگے رکھے۔ اپنی
ذاتی ضروریات کو پیچھے ڈالے اور امر کی تعمیل مین اول ہو۔
مسجد سے باہر نکلنے مین آخر ہو۔ فرائض کو ظاہر ظہور ادا
کرے۔ نوافل مخفی پڑھے۔ اپنے نفس کے اوپر غالب ہو
خلق کے اوپر کثرت طاعات مین ور ہو۔ معاملات مین
نیک ہو۔ عاصیون کے عصیان پر توبہ قبول کرے۔ اپنے
نفس سے انتقام لیوے۔ اور لوگون کو معاف کرے۔ چھوٹون
کے اوپر مہربان ہو۔ اپنے جمیع امور مین نفس کے اوپر مالک
ہو خلق کو طاعت کی طرف ہدایت کرے۔ لوگون سے غنی
ہو۔ سائلین کے سوال پورے کرے۔ نفس کو ارتکاب
معاصی سے باز رکھے۔ خیرات کا عمل نئی نئی طرح سے کرے
غیرون کو نفع پہونچاوے۔ گمراہون کے واسطے افعال حمیدہ
کے ذریعہ سے نور ہو۔ زمین پر صلاحیت کے ساتھ وارث
ہو۔ اصحاب ارادہ کا مرشد ہو۔ اون کو ظلم خلق سے نیک ہدایت
دیوے اصحاب وعظ کے حقوق کا محافظ ہو۔ اور مذکورہ
بالا اعمال پر عمل کرنے سے ایسے اسرار ظاہر ہو گئے ہین جن
کے سبب سے اہل تصوف الٰہی اخلاق سے متصف ہو گئے
ہین۔ اور یہ معنی امام غزالی سے پہونچے ہین۔ قدس اللہ تعالیٰ
روحہ کہ بندہ ربوبیت کے اسما اور صفات مین سے ہر ایک
اسم وصفت مین شرکت رکھتا ہے۔ اور نیز بعد بھی اس
اعتبار سے رکھتا ہے۔ کہ اللہ جس کی شان اور آیات عالی ہین
اللہ جس کے اسما اور صفات پاک ہین اُس کو ہو پہونچ نہین سکتا ہے۔

یاد شیخ جلال واصل رحمہ اللہ

آپ کالپی کے باشندہ۔ مولانا خواجگی نحوی کی نسل سے۔ اور حضرت غوث الاولیا کے خلفا مین سے ہین۔ آپ کے دل کا سویدا مشاہدہ اور مراقبہ کا مرکز۔ اور آپ کا باخبر ضمیر معارف اور مواجید کا مزرعہ تھا آپ کی باصفا آنکھون کو انکشاف[ف] کے روز مین احدیت کے آفتاب سے اور استتار کی رات مین وحدت کے چراغ سے بینائی ملتی تھی۔ سرود و سماع کی بزم پر آپ عاشق تھے۔ آپ کے وجد اور حالت کا سوز۔ قلوب کی استعداد اور قابلیت کے موافق۔ حاضرین انجمن مین سرایت کرکے، ان کو خود بینی سے رہائی دیتا تھا ہجری سنہ کچھ اوپر نو سو نوے تھا۔ کہ آپ کے جسمانی آئینہ مین اسم محیی کے جمالی انعکاس کے جگہ اسم ممیت کا جلالی عکس نمودار ہوا۔ عیال کا مسکن۔ عبادت کا حجرہ۔ اور عاقبت کا مرقد زمین کالپی مین ہے۔ آپ کے فاضل اور اہل فصاحت فرزند موجود ہین۔ خدا کرے۔ ان کو آبائے کرام کے مکاشفات کی ترقی نصیب ہو۔ سب سے بڑے شیخ افضل تھے۔ درحقیقت یہ اپنے وقت کے علما مین افضل تھے۔ پدر بزرگوار کے بعد ان کو عالم فرق مین قیام کے لئے دو سال کی مہلت ملی۔ پھر ہجری سنہ ایک ہزار ایک مین عالم جمع کی جمعیت آباد کو کوچ فرمایا۔ دوسرے فرزند شیخ اجمل جمیلی تخلص ہین۔ فارسی شعر مین ان کی مشق پختگی کے درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ تیسرے فرزند شیخ معین الدین ہین۔ فضیلت اور دانش مندی کا فروغ ان کی پیشانی مین تابان ہے۔ درویشی کے طریقہ مین ثابت قدم ہین۔ توکل۔ تسلیم۔ عزلت۔ خلوت۔ گزشتگی۔ اور بے نیازی کے طریقے کمال کے ساتھ رکھتے ہین۔ خدا کرے۔ اکملیت کے درجہ کو پہونچین۔

یاد شیخ بابو سندھی

محبت اور حیرت کے بیابانون مین تنہا قدم آپنے ہی رکھا ہے۔ فنا کے صحرا۔ اور بقا کی شاہراہ کے اندر چلنے مین آپ کو آندھی یا بگولہ کہنا ناموزون نہین ہے۔ شیخ لشکر محمد عارف شطاری کے اچھے مریدہین۔ شہر برہان پور کے اندر سندھیون کے محلہ مین آپ کی عبادت کا حجرہ تھا۔ جب حجرہ مذکور دونون طرف سے گر گیا۔ اور اُس کی مرمت کا ارادہ دل کے اندر مستحکم ہوا۔ تو آپنے چاہا۔ کہ راقم گذارے اس بارہ مین مشورہ کیجئے

[ف] انکشاف اور استتار۔ اصطلاحات صوفیہ مین مقامات کے نام ہین ۱۲۔

طور پر کچہ بات چیت کرین - اور اس ذریعہ سے پریشانی خاطر دور فرماوین اسی خیال کے اندر ناگاہ یا اندیشہ ہوا - کہ اولاً اس باب مین استخارہ کرنا درویشون کی حالت کے اعتبار سے بہتر ہے - مثنوی منطق الطیر ہاتہ مین تہی - اُس کو تفاول کے طور پر کہولا - یہ ابیات برآمد ہوئین - **ابیات**

گلخن ست این جملہ دنیا اے دون	قصر تو چندست ازین گلخن کنون
قصہ تو گر خلد جنت آمدست	یا اجل زندانِ محنت آمدست
گر بود ی برگ را بر خلق دست	لائق افتادے درین منزل نشست

ان واقعات کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے - کہ اس کے بعد ہرچند تعمیر درو دیوار کے واسطے التماس کی آوازین بلند کی گئین - لیکن قبولیت کا درجہ نہ ملا - اور ہجری سنہ ایک ہزار تین سے لیکر مزار کی عمارت تیار ہونے تک جس کا سنہ ایک ہزار پندرہ ہے - بے درو دیوار اسی ویران گہر مین عمر گزاری - **بیت**

در این خانہ بے بوم ست غوثی از خرد نبود	پئے پاسِ متاعش رخنۂ دیوار بربستن

یاد شیخ بدھا طیب بہاری

آپ اپنے زمانہ مین ظاہری معلومات کی - اور رسمی علم کی مجلس کے ہم نشینون مین سر حلقہ - اور معنوی وحقیقی محفل کے محرمون کے اندر قطب تہے - محقق دانشوران ہند - مولانا حاتم سنبہلی فرماتے تہے شیخ بدھا کی بزرگی اور شان کے بارے اکثر بزرگان وقت کی طاقت کی پشت خم تہی - ان مین سے چند بد اندیش سیاہ باطن لوگ - آپ کی خدا داد رونق توڑنے کے واسطے ہمیشہ فلک سے بہانہ دریافت کرتے تہے - کیونکہ وہ بہی خیرگی پشت مین اس جماعت کی مثل ہہنے - اور فرمان روایان ملک - دولت کے نشہ اور خود بینی کی مدہوشی مین سرشار ہوتے ہی ہین - ان کے ساتہ وہ لوگ موافق ہوکر قرار دیتے تہے - کہ امتحان کی انجمن ترتیب دیجاوے تاکہ جو مدعی دعوٰی بلا برہان رکہتے ہین - وہ الزام اور انفعال کے گوشہ مین خاموش ہوکر بیٹہین - اور ہر ایک کی حقیقت کا جوہر کہل جاوے - چاہتے تہے کہ اس حیلہ سے شیخ کی بات مین فرق پیدا کرین - ہرچند یہ منصوبے - زمانہ پرستون کی خواہش کی بساط پر بکر بہائے گئے - لیکن کسی شخص کو کسی مجلس مین آپ کے ستین کلام مین معارضہ اور نقص کے طور پر بات کرنے کی گنجائش نہین ملی بلکہ معرفتون کے بیان کرنے کی قوت - آپ کی ذات شریف کے سوا - دوسرے کو میسر ہی نہین ہوئی - اور تمام امتحانات کے مقامات سے

آپ نے فتح اور فرخندگی کے ساتھ اپنے مکان کو بازگشت فرمائی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا۔ کہ حاضرین انجمن نے آپ کی گفتار کے شاہوار موتیوں سے سمعنا و اطعنا کا گوشوارہ بناکر ارادت اور اطاعت کے کان مین پہنا۔ اور ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگائی۔ حافظ

بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات		با دُردکشان ہرکہ درافتاد برافتاد

یاد شیخ بدھا حقانی جونپوری

آپ شیخ بدھا طبیب بہاری کے ہم نام ہین۔ علوم متعارفہ کے اندر آپکے مطالعہ سے فنون کے اعتراضات اور مشکلات حل ہوکر بالکل روشن ہوجاتی تھین۔ چونکہ آپ کی صحبت سے حق ثابت اور باطل معدوم ہوجاتا تھا۔ آپ سخن حق کو خلا وملا مین پوشیدہ نہین رکھتے تھے۔ اور بلند آواز کے ساتھ۔ نماز کی اذان کی طرح لوگون کے کان مین پہونچاتے تھے۔ اسواسطے آپ حقانی لفظ کے ساتھ مشہور ہوئے۔ باطنی کمالات کا کسب شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کی خدمت باعظمت سے کیا تھا۔ آپ کا امر مخاطب کو قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا تھا۔

اراد بالحق ھٰھنا الاسلام والدین و بالباطل الکفر والشرک والحق المطلق ھو الموجود والحق المقید ما کان حسنا فی العقیدۃ والفعل والنطق والباطل نقیض الحق والله حق علی معنی انہ موجود وانہ ذو الحق وانہ محقق الحق یقال الحق ما کان لله والباطل ما کان لغیر الله ویقال الحق من الخواطر ما دعی الی الله والباطل ما دعی الی غیر الله	اس مقام پر لفظ حق سے مراد اسلام اور دین ہے۔ اور باطل سے مراد کفر اور شرک۔ مطلق حق موجود ہے اور مقید حق وہ ہے۔ جو عقیدہ مین۔ فعل مین۔ اور نطق مین نیک ہو۔ اور باطل نقیض حق ہوتا ہے اور الله حق ہے اس اعتبار پر کہ وہ موجود ہے۔ اور وہ ذو الحق ہے۔ اور وہ احقاق حق کرنے والا ہے۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ حق وہ ہے جو الله تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور باطل وہ ہے جو غیر الله کے واسطے ہو۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ منجملہ خواطر حق وہ ہے جسکا رخ الله تعالیٰ کی طرف ہو اور باطل وہ ہے جس کا رخ غیر الله کی طرف ہو

ا۔ سنا۔ اور قبول کیا۔ ۲ ۔ ۱۷ ع ۹ اے پیغمبر لوگون سے کہدو۔ کہ (بس دین) حق آیا اور (دین) باطل نیست و نابود ہوا۔ اور (دین) باطل مٹنے والا اور نابود ہونے والا ہی تھا ۱۲ منہ

یادِ شیخ دولت ابن شیخ عبدالملک منیری

آپ علم آموز۔ عمل اندوز۔ دانش گستر۔ اور بینش پرور تھے۔ جب آپ حروف کی اور کتابی نقوش کی شناسائی، مسائل اور مقاصد کتب کی تحصیل۔ میاں بدن منیری سے کر کے۔ ظاہری آراستگی کمال درجہ پر کر چکے۔ تو رسمی ارادت کے مراسم بھی میاں بدن کی خدمت مین ہی ادا کئے۔ جب رہنمائی کی بدولت سلوک کے پاؤن سے۔ طریقت کا راستہ چل کر۔ درویشی کی منزلین اور مقامات طے فرمائے اور تلوین[۵۱] احوال کے گرداب سے نکل کر ساحل تمکین کے عالی مقام کو پہونچے۔ تو خلافت کا خرقہ۔ اور اجازت کا فرمان بھی ملا۔ آپ کی مانند فطرت مین۔ فراست مین۔ فنا مین اور نفس پر فیروزی پانے مین۔ میاں بدن کے ہان دوسرا کوئی خلیفہ اور شاگرد نہین تھا آپ کی درس کے حلقہ مین یہ اصحاب حاضر ہوتے تھے۔ شیخ اجمل۔ شیخ عبدالکریم۔ سید احمد بہاری۔ شیخ احمد چشتی جو حضرت گنجشکر کی نسل سے ہین شیخ خلیل بٹنی۔ جن کے نام سے موضع نوادہ منسوب ہے شیخ حافظ سارنی شیخ یعقوب۔ جن کے نام ایک مدت تک دارالخلافۃ آگرہ کی قضا کا عہدہ رہا۔ اور نیز اس جماعت کی مثل دیگر بزرگان نامور بھی حاضر ہوتے تھے۔ اس حلقہ مین آپ مثال مرکز تھے۔ شاہ ابوالفتح ہدیۃ اللہ سرمست ابن شیخ قاضن شطاری کی خدمت اور ملازمت سے بہت کچھ کامیابی اور فیض حاصل ہوا تھا۔

آپ کی ایک سرگزشت بطریق اختصار اس طرح پر ہے۔ کہ ایک روز ایک امر مشروع کی تقریب سے آپ قلعہ رہتاس کی طرف گئے تھے۔ اثنای راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا۔ میری لڑکی کے کارخیر (شادی) کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ جس نے مجکو سوال پر مجبور کیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ سے مین آلٰہی بخشش کا فروغ مشاہدہ کرتا ہون۔ لہذا آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین۔ آپ نے مرحبا کہکر خادم کو فرمایا۔ جس قدر نقد جیب مین موجود ہو۔ اس سائل کے سامنے رکھدو۔ خادم نے عرض کیا۔ ایک سَو درم مسکوک موجود ہین۔ اگر ارشاد ہو۔ تو کل کے لائق بچا کر باقی اس سائل کو دیدون۔ آپ نے فرمایا۔ غم نہ کرو۔ کل کا آنا اور روزی کا پہونچنا۔ دونون ساتھ ساتھ ہین۔ کوئی فردا ے روزی کے نہین

---

[۵۱] تلوین اور تمکین، اصطلاحات صوفیہ مین دو مقامات کا نام ہے ۱۲

ہو گی۔ تمام نقد بغیر توڑے پھوڑے اس شخص کو دیدو۔ ہنوز وہ شخص نقد مذکور لیکر ایک تیر کے فاصلہ پر نہین گیا تھا کہ دو سوار اُسی طرف سے دوڑتے ہوئے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور بیس دینار زر سرخ۔ یومیہ فردا کے نام سے پیش کئے۔ اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح چمک کر نظر سے غائب ہو گئے۔

دیگر قاضی عبد اللہ نامی ایک عالم قصبہ منیر مین رہتے تھے۔ مشائخ طریقت کی راہ و روش۔ بیعت خلافت۔ اور خرقہ پوشی ہے۔ اس سے انکار رکھتے تھے۔ ایک رات قاضی صاحب کو عالم خواب مین معلوم ہوا کہ کوٹھہ کے اوپر مخدوم شیخ شرف الدین شیخ احمد چرم پوش۔ مولانا عبد الرحمن جامی۔ اور امیر خسرو بیٹھے ہوئے معرفت کی باتین کر رہے ہین۔ اور فقیر اور شیخ دولت ہم دونون نیچے کھڑے ہوئے ہین۔ مولانا جامی نے ہم نشینون سے شیخ دولت کے اوپر چڑھ آنے کے واسطے اجازت لی۔ جب شیخ دولت اوپر چلے گئے۔ تو اُنہون نے کہا۔ قاضی عبد اللہ بھی حاضر ہین۔ حضور کی خدمت کی اُن کو آرزو ہے۔ شرف الاولیا نے فرمایا۔ یہ ازل سے سائل کے حوالہ ہین۔ اپنا مرید کر لینا چاہیے۔ چنانچہ شیخ دولت نے حسب اشارہ میرے سر کے تھوڑے سے بال مقراض سے کترلئے۔ اور مراسم ارادت ادا کئے۔ صبح کو جب مین مراسم ارادت بجالانے کے لئے شیخ کی ملازمت مین گیا۔ تو مسکرا کر فرمایا۔ عبد اللہ تکرار بیعت کی حاجت نہین ہے۔ اس بارہ مین مشائخ کی رسمین جو کچھہ تھین رات کو ادا ہو چکی ہین۔ یہ پوشیدہ بات سنکر سخت حیرت مین رہا۔ بالآخر شجرہ اور ٹوپی جو ظاہری ارادت کا قاعدہ ہوتا ہے۔ لے کر اعتقاد اور اخلاص سے خوش اور سیراب ہو گیا۔

کہتے ہین شیخ دولت کی تمام عمر آسمانی روزی پر گزری۔ اُس ملک کے حکام اور فرمان روا۔ آپ کے ساتھہ معتقدانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ اور بار بار سیور غال (معین وجہ معاش) قبول فرمانے کے لئے التماس کرتے تھے۔ لیکن اُن سے آپ کی فاقہ دوست اور فقر پرور طبیعت نے لینا گوارا نہین کیا۔ اور مضمون التماس پر کان ہی نہین دئے۔ بلکہ زمانہ سابق کے فرمان اور اسناد جو اراضی کے بارہ مین آپ کے آبا و اجداد کے پاس تھین۔ اِن سب کو لپیٹ کر آپنے آگ دکھادی۔ اور دل کو واُفوض امری الی اللہ[1] کے سپرد کر کے اس سر چشمہ سے شاداب کیا۔ کہتے ہین۔ جب آپ کے گوشہ خلوت مین اسم القابض کی تجلی سے دل کے اوپر۔ تنگی اور تیرگی کا پرتو پڑتا تھا۔ تو دور دراز جنگل بیابان کی طرف جو آپ کی عمر کے اعتبار سے زیادہ دور ہوتا تھا۔ تنہا چلے جایا کرتے تھے۔ اور چند روز ایسی جگہہ مین جہان سراغ

[1] یعنی اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہون ۱۲

نہین لگ سکتا تھا۔ مراقبہ مین مشغول ہوجاتے تھے۔ تاکہ سابقہ تجلی اپنے مقابل کی طرف تبدیل ہوجاوے۔ بیت

تا کے چو گنج غوثی ویرانہ دوست باقی	شد سودہ در رہ تو پاسے سراغ مردم

جب کامل طور پر انشراح پیدا ہوجاتا تھا۔ تب آپ اپنے مقام کو معاودت فرماتے تھے۔ جب آپکو پیری نے آدبایا۔ تو استغراقی حالت نے آپکے تمام اوقات کو گھیر لیا۔ لوگ نماز کے وقت کلمہ حق حق کہتے تو تب کہین ہستی کا ادراک لاتعین کے مرتبہ سے نزول فرماکر اس تعینی مظہر کے ساتھ تعلق پکڑتا تھا۔ اور اس وقت ماھو المکتوب کے ادا کرنے مین مشغول ہوتے تھے۔ ایک سو سات برس کی عمر اسی مستقل نشست و برخاست کے ساتھ پوری کرکے ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس کے کسی مہینے مین ربانی بہشت کی سیر کے واسطے چلے گئے۔ خوابگاہ منیر۔

یاد شیخ محمد ابن فضل اللہ

آپ کی زاد بوم گجرات ہے نشو ونما در الامان احمد آباد مین پایا ہے۔ تسلیم۔ توکل۔ تقوی۔ اور ظاہری و معنوی علم کی فضیلتون کے مالک ہین۔ رسمی علم مین وجیہ الملۃ احمد آبادی کے شاگرد۔ اور طریقت مین شیخ ماہ بیر پوری کے مرید اور خلیفہ ہین جن کو خلافت کا خلعت اور اجازت کا خرقہ شیخ من اللہ عرف شیخ اوہن۔ ابن شیخ بہاء الدین جونپوری کی خدمت سے ملا تھا۔ شیخ محمد۔ محمد شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی کے دور دولت مین گجرات سے خاندیس مین آئے ہین۔ اور برہان پور مین مسجد اور خانقاہ بنالی ہے۔ ہمیشہ حدیث۔ تفسیر۔ اور دیگر دینی علوم کی درس مین مشغول رہتے ہین۔ بہت سے طالب آپ کی رہنمائی کی برکت سے حق شناسی کے درجہ کو پہونچ گئے۔ آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین۔ آپ از بس کہ روضہ نبوی علیہ السلام کی زیارت پر والہ اور شیفتہ ہین۔ اسواسطے ہر سال اپنے وطن سے جہاز کے موسم پر دیوانہ وار انکر دریا کے کنارون پر پہونچ جاتے ہین۔ اگر کوئی مانع پیش آجاتا ہے۔ تو آیندہ موسم تک صبر کرتے ہین۔ ورنہ اپنے مطلوب مقصد کی طرف متوجہ ہو کر روانہ ہوجاتے ہین۔ اسی طریق سے اگلی دفعہ سفر حجاز کو دریا کے راستہ سے گئے۔ اور حرمین شریفین کے طواف سے دونون جہان کی سعادت حاصل کرکے اپنے وطن کو لوٹ آئے۔ ہمت کا قدم سنت کے راستہ مین استواری کے ساتھ رکھکر

صراط مستقیم پر چل رہے ہین - سماع وسرود کی طرف میلان نہین کرتے ہین - اور ماہ ربیع الاول کے اولین بارہ روز مین روز مرہ رات کو حدیثین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین عربی اور فارسی قصیدے - ذاکرین کی جماعت - آواز حزین کے ساتھہ پڑہتی ہے - اور جو کچھہ آپ کی بساط مین ہوتا ہے وہ اُن ایام مین حلوے - عطریات - اور صلحا - فقرا مجلس میلاد کے ذاکرین اور حاضرین اِن اصحاب کی خدمت کرنے مین صرف ہوجاتا ہے - اور کوڑی پیسہ جو کچھہ آپ بچاتے ہین - اُس کا سبب اِن چند روزون مین انہین چند مبارک ایام کا خرچ ہے - یا کسی معتمد شخص کے ہاتھہ حرمین محترمین کو بہیج دینا - جو لیجا کر اُس ملک کے فقرا کو تقسیم کر دیوے - اِن دراہم کا مون کے سوا دوسری آرزو - اشیا کے جمع کرنے اور لینے کی نہین ہوتی ہے آپ کی عمر عزیز اس ہجری سنہ ایک ہزار بائیس مین ستر کو پہونچ گئی ہے - امید ہے - کہ باقی ماندہ سنوات گذرے ہوئے سنوات سے زیادہ ہونگے - آپ کے کامگار اور ذی معرفت متعدد فرزند اور مرید ہین - اللہ تعالیٰ جل شانہ سب کو مرشد کے بلند مرتبہ پر پہونچاوے -

شیخ اودہن - جو شیخ ماہ کے پیر تہے - مشائخ وقت کے انیس - اولیاے زمانہ کے جلیس اور بزرگان دین دولت کے اندر رئیس تہے سکتے ہین - مولانا علاء الدین محمد لاری - نوع انسانی کے بڑے جوہر شناس اور دقائق سخندانی کے بال کی کہال نکالنے والے تہے - فرماتے تہے شیخ اودہن - اپنے زمانہ مین بے نظیر ہین - مولانا محمد بر غلی کے بہائی مولانا حافظ برغلی کو جنت آشیانی کی رکاب مین جب ہجرت کی توفیق نہین ہوئی - اور جونپور مین رہ گئے - تو ارادت مندان شیخ اودہن کے حلقہ مین داخل ہو کر ہمیشہ ان کی خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا تہا - علی ہذا القیاس جنت آشیانی کے امیر اعظم اور عالی فطرت خان زمان علی قلی نے جب ہجری سنہ نوسو پینسٹھہ مین جونپور کو افغانون کے قبضہ سے نکال لیا تہا تو شیخ اودہن کی خدمت مین حاضر ہو کر بہت کچھہ مراسم عقیدت مندی ادا کئے تہے - القصہ سب قسم کے لوگون نے اپنی گردن شیخ اودہن کی ارادت کے طوق مین دے رکہی تہی - تمام اقسام عمر کے حقوق کافی طور پر حاصل کر کے اطوار زندگانی کی حقیقتین معلوم کی تہین - بعدہ ہجری سنہ نوسو بہتر مین حقیقی محبوب کے وصال کی مجلس مین جا داخل ہوئے - خوابگاہ جونپور -

یاد شیخ عبد الحق حقی تخلص

آپ حقی تخلص - قادری مشرب - دہلوی مسکن - علوم متداولہ اور فنون متعارفہ کے دقیقہ شناس -

عالم ارواح کی اور اکتساب اور عالم اجسام کے سوالید نامہ کی رموز سے واقف ہین سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے کسی قدر خجستہ حالات - جو کسی تذکرہ نویس کی سابقہ گزارش کے بدون راقم گلزار کی
صور علیہ مین عیان کے تختے پر لکہتا ہون - ہجری سنہ نوسو پچانوین کے آغاز مین سفر حجاز کے شوق کے
جذبات آپ کو اپنے وطن سے نکال کر مالوہ کے راستہ سے بندر گجرات کی طرف لے آئے - ان
ایام مین مرکز مدار مردمی و مروت - مہر سپہر مجد و کرمت - مروج مراسم ملک و ملت - بزرگ کوکہ عرش
آستانی اکبر شاہ - حاکم ممالک صوبہ مالوہ - مرزا عزیز محمد الملقب بہ خطاب اعظم خان مدظلہ - شہر اجین مین
بطریق قیام تشریف رکہتے تہے - جب آپ مرزا کی ملازمت اور اجازت سے راستہ چل کر دار العبرۃ
مشہور (مانڈو) مین آئے - تو ان ایام مین راقم گلزار نے بہی آپ کے با فروغ دیدار سے بہت کچہ
فیروزی اور فرخندگی کے فوائد حاصل کئے تہے - بالآخر آپ گجرات مین ایسے وقت پہونچے - کہ موسم جہاز گزر
چکا تہا - میرزا نظام الدین احمد اس صوبہ کے بخشی تہے - انہون نے بے حد التماس کرکے آیندہ موسم تک
ٹہیرایا اور نہایت خواہش کے ساتہہ آپ کی خدمتین انجام دین - پہر جب دوسرا سال آیا - تو الٰہی مشیت کی
کارسازی سے آپ حرمین شریفین کے طواف سے مشرف ہوئے - وہان پر مکہ معظمہ مین شیخ علی متقی کے
خلیفہ اور جانشین شیخ عبدالوہاب رہتے تہے - ان کی سعادت تلقین سے خلعت پایا - اور نیز اس محلی
مقام کے دیگر عالی اسناد بزرگون سے بہی کتب احادیث کی تصحیح فرمائی - القصہ لطولہا جب آپ
مراجعت کرکے اپنے وطن مالوف مین پہونچے - تو خلوت اور وحدت کی حلاوت نے سیر و سیاحت کا اندیشہ
عوام کے مذاق مین تلخ کردیا - آج کے روز تک کہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس ہے - آپ ہمیشہ صبر و سکون
کا ہالون - آسودگی کے دامن مین لپٹا ہوا رکہتے ہین - اور ہمیشہ طالبان علم و عرفان کے درس اور تلقین مین
مشغول رہ کر اپنے بابرکات اوقات بے عار ہین - اور باینہمہ الحمد للہ آپ نے اس فرصت کے اندر عالم
باطن کی پردہ نشینون کی تصویر بہی قلم کی نقاشی سے کہینچ کر کتب تصنیف کو معرفت بیانی کے تصویر خانہ
مین جگہہ دی ہے - بالخصوص تذکرہ مشائخ جو اخبار الاخیار کے نام سے نامزد ہے - اس کتاب کی
خوبیان - تعریف کے قالب مین نہین سما سکتی ہین - چونکہ آپ نے اس تذکرہ کے ضمن مین اپنے آبائے کرام اور
اقربائے عالی مقام اور حضرات مرشدین کے باحقیقت حالات تحقیق اور تفصیل کے ساتہہ لکہی ہین - اسواسطے
راقم نے اس جامل الاختصار نسخہ مین مکرر الذکر حالات کا اعادہ نہین کیا - بلکہ تیمنًا فہرست کے طور پر

اورعنوان کی طرح۔ اس عزیز ماجرا مین سے چند حرف لکھے ہین آپ کے عالی فطرت فرزندان رشید سب کے سب دانشوری اور سخندانی کے درجہ کو پہونچکر راہ طریقت پر چل رہے ہین۔ خدا کرے۔ پدر بزرگوار کی شاخلگی سے سب کی عمرون کی نوعروس۔ علم وعمل کے زیور سے۔ ہمیشہ روز افزون بناؤ سنگھار کے ساتھ جلوہ گر رہے۔

یاد مولانا محمد رضا

آپ شکیبی تخلص۔ اور خواجہ عبد اصفہانی کے فرزند ہین۔ فنون معقولہ کے مسائل کے ذاکر اور طبقات سلف کے اُن حالات کے بیان کرنے والے ہین جو اصحاب سیر وتاریخ کی کتب مین مسطور ہین۔ آپ فارسی شعر کو اعلیٰ درجہ پر پہونچاکر فن انشا مین آثار اُستادی۔ ظاہر کرتے ہین۔ اور جو کچھ آپ کی معنوی خوبیان ہین۔ وہ الفاظ اور تعبیر کے کالبد مین نہین آسکتی ہین۔ کسی قدر آپ کے حالات بیان کئے جاتے ہین۔ آپ کے موزان اعلیٰ خواجہ عبداللہ نامی کی پاک نسل سے ہین۔ جن کے باکمال حالات۔ نفحات الانس مین حقائق پناہی مولانا نورالدین عبدالرحمن جامی نے لکھے ہین۔ خواجہ عبداللہ نامی خواجہ امین الدین حسن کے فرزند ارجمند تھے اور خواجہ امین الدین حسن وہ ہین۔ جن کے مبارک نام پر لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل موشح کی تھی۔ یہ دو بیتین اسی غزل مین سے ہین حافظ

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ
نہ میل لالہ ونسرین نہ برگ نسترن دارم

بر ندی شہرہ شد حافظ پس از چندین ورع لیکن
چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

دوسرے یہ ہے۔ کہ ہجری سنہ ایک ہزار چار کے آغاز مین آپ خانخانان مدظلہ کی سپہ سالاری کی ملازمت مین دکن کی یورش پر عازم ہوکر آئے تھے۔ مولانا نظیری نیشاپوری۔ یولقلی بیگ انیس ملا محب علی سندھی۔ شریف کاشی۔ ملا کامی سبزواری ملا بقائی۔ یہ تمام اصحاب۔ اور نیز اہل سخن کی دیگر جماعت بھی رفاقت مین تھی۔ یہ جملہ اصحاب منڈو (مانڈو) کے راستے سے گزرے جو راقم کا غریب خانہ ہے۔ روحانی شناخت تو اول ہی سے تھی بحکم اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ اب یہ موقع آیا۔ تو صدر اللہ کر شناسائی۔ غیب کے تہ خانے سے نکلکر وجود کے جلوہ گاہ مین آئی۔ اور پھر دونون جانب سے ہوئی اس کی پرورش۔ لہذا نوزادگی کے درجہ سے ابھر کر کمال کے درجہ کو پہونچی لیکن اس تربیت کی معین

معرفت کے جسم پر مفارقت کی بیماری مکرر عارض ہوئی - الحمد للہ کہ بغیر آفت دیکھے ہوئے - ہر دفعہ مرض مفارقت صحت قرب کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا - القصہ بطولہا ہجری سنہ ایک ہزار سترہ مین بہر آپ کا عبور منڈو (مانڈو) پر ہوا - چونکہ ایک مدت کے بعد اوبت ملاقات ہوچکی - اور یہ وقت وہ وقت تھا کہ راقم مشائخ وقت اور بزرگان عصر کے باصفا حالات لکھہ رہا تھا - لہذا گزرے ہوئے خاص خاص واقعات دریافت کیے گئے - فرمایا -

"ہجری سنہ نو سو چونسٹھہ مین میری علمی صورت - عالم عین مین آئی - جب زمانہ ہوش آیا - تو کچھہ علوم تو شیراز مین - اور کچھہ اپنی زاد بوم مین تحصیل کر کے - مطالعہ کے ذریعہ سے عبارت پڑہنے مین مہارت پیدا کی - جب عمر نے چونتیس سال کی بساط پر قدم رکھا - تو کلام کا وزن برابر کرنے کا ملکہ پیدا ہوا - اور جوانی نے قوت جسمانی بخشی - اس بنیاد پر سیر ہندوستان کی ہوا - سر مین بہری - فرمان دل کی اطاعت کر کے اپنے مکان سے لار ہو کر ہرمز مین آیا - ہرمز سے بندر چیول کی کشتی مین بیٹھکر دریا پار کے کنارہ آ - اوترا - یہان سپہ سالاری کی ملازمت کا شوق مجکو موکشان احمد آباد گجرات مین لے گیا - ان ایام مین نواب کام بخش دار الخلافہ شاہنشاہی مین تشریف رکھتے تھے - لہذا جس طرح سے ممکن ہوا - احمد آباد سے روانہ ہو کر اپنے تیئن نواب معظلہ کی گرامی خدمت مین پہونچایا - ہنوز مین اپنے دامن سے گرد راہ نہین جہاڑنے پایا تہا - کہ ہمرکاب دولت تنہ کے لشکر مین فوراً جانے کا عزم بالجزم ہوگیا - آلہی تائید شامل حال تہی کہ فتح کا چہرہ نظر آیا - اور اُس صوبہ کا والی میرزا جانی جو تہا - اوس کو ہمراہ لیکر شاہی دربار مین حاضر ہوا - انہین ایام مین دکن کی لڑائی بہی حسب مشیت ایزدی نواب کی خدمت مین بہگتنی تہی - سو یہان توقف اودہر روانہ ہونا پڑا - قصہ کوتاہ ہجری سنہ ایکہزار چہ مین سہیل مقصود کی لڑائی کے بعد حسب قرار داد یہان سے فارغ ہو کر لشکر سرونج مین آیا - ناگاہ خون شکم کی بیماری عارض حال ہوئی - یہان تک کہ دوست زندگی سے ناامید ہو کر اخروی سفر کے سامان مین مشغول ہوئے - اس حالت مین یہ ارادہ مصمم ہوا - کہ اگر صحت حاصل ہوجاوے تو آیندہ دنیا کے کام کو ہاتہہ نہین لگاؤن گا اور اخروی سامان کو راہ مجاز مین صرف کرون گا - اسی روز سے شفا کا ستارہ طلوع ہو کر اونچا ہونا شروع ہوا - چونکہ تعلقات کا سلسلہ بے انتہا مستحکم تہا -

اسواسطے شمسی چند دورمین تدبیرین کرتے کرتے بتدریج منقطع کیا - اوردل کو کامل طور پرہنیا ہی گرفتاری اورآلائش سے نجات دی - پھر ہجری سنہ ایکہزار بارہ مین حجاز کے مبارک سفر کا ارادہ ہوا - تین سال کے اندر دشواریان اور سختی کی گھاٹیان طے کرکے - اس باسعادت سفر کو انجام دیا - وہان سے مراجعت کرکے بندر سورت کے کنارہ پرا ترا - جب برہان پور مین پہونچا - تو وہی خانخانان کی محبت کی زنجیر آزادی کے پانون مین پڑگئی - بے اختیار ایک مدت تک ملازمت مین جس طرح مقدر تھا - بسر کیا - چونکہ یہ بات تجربہ مین آچکی ہے کہ جوکام صفائے طبیعت کے ساتھہ کیا جاوے - اُس کی تاثیر ضرور ہوتی ہے - لہذا ہجری سنہ ایکہزار انیس مین نواب نے میری گوشہ نشینی کی درست خواہش پر اطلاع پائی اور آزادی کی اجازت دیکر اندرونی ناسور پر مرہم رکھا - اور جہانگیری عالیشان دربار سے سیورغال جو درویشانہ معیشت کے واسطے مکتفی ہو - لیکر دہلی مین گوشہ اختیار کرلیاہے"

اب آپ صدارت کا خلعت پہنکر فقرائے دہلی کی خدمت مین فراغ دل سے خدا کے ساتھہ مشغول ہین اللہ تعالیٰ آپ کو نشاط حضوری نصیب فرماوے ایہا السامعون ان ایام مین خانخانانی انجمن کے اندر - اور سپہ سالاری کی مسند پر صاحب مجلس کی توجہ سے سخن سنج اور عالی فطرت آدمیون کا ایک ایسا دائرہ فراہم ہوا تھا - کہ اگر ایران اور توران جیسے بڑے بڑے ملکون کے سلاطین کوشش کرین - تو ایسی خوبی اور خوشی کی جامع مجلس کو برسون مین بھی منعقد نہ کرسکین - آپ لوگ - اس راست کلام کو صرف آواز اور مدح کا نقش نہ سمجھین - کیونکہ اگر آپ لوگ منصفانہ معاملہ پیش کرینگے - تو اس مدعا پر عادل شاہد - قاضی وقت کے حضور مین بہت سے پیش کئے جاسکتے ہین بالخصوص یہ سرآورون کی جماعت جس کے نام اوپر لکھے جاچکے ہین - اس جماعت کی گفتار - اور اس کا شعار - اپنے خداوندون کی فضیلت اور فصاحت پر خود گواہ ہے - منجملہ ان اصحاب کے مولانا نظیری نیشاپوری ہین - حاجی الحرمین درویش طبیعت - صوفی سیرت - اور مہذب الاخلاق تھے - آپ کے کلام کی ہجون مین تاثیر کی تلخی - سوختگی کی شورش - اور چوٹ کھائے ہوئے دل کا نالہ - یہ صفات - فصاحت کی شیرینی - اور عبارت کی ترتیب سے زیادہ پائی جاتی ہین - انہون نے زندگانی کے آخرین حصہ مین نظم کا رخ - موحد صوفیون کی گفتار کی طرف پھیردیا تھا - اور عربی عبارت مین مہارت راقم گزرا ہوا

کی مصاحبت سے پیدا کی تھی بعدہ بارہ سال جو بقیہ عمر کا حصہ رہتا اِس کے اندر احمد آباد مین قیام کر کے دینی علوم تحصیل کئے تفسیر و حدیث کی تصحیح - مولانا حسین جوہری داڑہ والا کی خدمت مین کی تھی - اور ہجری سنہ ایک ہزار بیس مین عالم قدس کو کوچ فرما گئے بیت

لاینفع العلم والآداب واسمجے ۔ وصاحبہا عندالکمال یموت

یاد شیخ فرید

آپ شیخ عبد الحکیم ابن شاہ باجن چشتی برہان پوری کے فرزند ہین فضل و فراست کی فصل کی نوبہار رضا و ریاضت کی بربیع کے فروز - کشف و کرامات کی کتاب کے شاگرد - اور حالات و مقامات کے خداوند ہین - شروع ہوش کے زمانہ سے آپ مسیح القلوب کی خدمت پر شیفتہ ہین - علوم متداولہ کی تحصیل اُن کے درس مین کر کے عیانی اور بیانی علوم کے کمالات کو پہونچے ہین - فارسی اور عربی کی بہت سی مبسوط کتابون کا اختصار اور انتخاب اس طرح سے کیا ہے - کہ وہی انتخاب اُن مبسوط کتابون کے معانی کا فائدہ دیتا ہے - آپ فارسی شعر درویشانہ کہتے ہین - آپ کی حالت دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ فکر کی زبان - شعر کو ذکر مین ادا کرتی ہے - یعنی ذاکر ہونا شاعر ہونے سے بہتر ہے - اکثر سرود کی مجلسون مین دیکھا گیا ہے - کہ جب سماع کے وقت آپ تواجد سے ہاتھون کو جنبش دیتے ہین - تو اہل انجمن کے لب پر شوق کا نعرہ - اور سر پر حیرت کا ہاتھ ہوتا ہے - آپ کی ظاہری صفائی اور باطنی نور سے آبائے کرام کی معرفت کے چراغ مین ازسرنو روشنی پیدا ہوگئی ہے مصرع کجا حدیث حسنش را ہنوز آغاز می بلیم -

مسیح القلوب اپنے بڑے بیٹے شیخ عبد الستار کی پرورش - اور آپ کی تربیت یکسان فرماتے ہین - اور آپ بھی اپنے مرشد کی نسبت نہایت اطاعت اور ادب کے مقام مین رہتے ہین بیت

میان عاشق و معشوق صحبت عجب است ۔ اگر فرشتہ بود غیر در نمی گنجد

خدا کرے - اِن دونون اوج شرف کے نیرین - اور دونون برج سعادت کے قمرین کی تربیت کا پرتو - ابن الاشتیاق کے سر پر ابدالآباد تک رہے -

یاد خواجہ علی مسیحی تخلص

آپ کی زاد بوم احمد آباد ہے - قادری سلسلہ حسین رومی کے فرزند - اور گجرات کے بڑے دولت مندون

مین سے تھے طریقت کی تلقین مسیح الاولیا سے تھی۔ راقم گلزار کے ساتھ بہت کچھ رسم دوستی رکھا کرتے تھے رسمی علوم کی کلیات سے آگاہ تھے فارسی زبان مین صوفیانہ اشعار کہا کرتے تھے۔ آزاد خاطر۔ فارغ البال نوعی شرکا سے بے نیاز قسام لاشریک لہ کے دیئے ہوئے حصہ پر خوشنود تھے۔ اپنے مرشد کے خرق عادات کے متعلق حالات کے چند اوراق لکھکر راقم کے پاس بھیجے تھے منجملہ ان کے چند بیانات کا خلاصہ تو عبارت مین لاکر راقم نے اپنے گلزار کی بہار بنایا۔ باقی چند بیانات کو عذر اختصار کر کے دیگر تذکرہ نویسون کی کتابت پر موقوف رکھا۔

رومی نگارخانہ مین سے ایک بات ہے۔ کہ سید محمد قادری کے بیٹے۔ سید عبد اللطیف نے شیخ عبدالرحیم چشتی عادل پوری کی روایت کے حوالے سے فرمایا ہے۔ کہ شیخ عبدالرحیم کہتے تھے۔ ایک رات اعتکاف کے اندر خواب اور بیداری کے درمیان مجکو ایسا معلوم ہوا۔ کہ چار نورانی اشخاص نے مسیح الاولیا کے بیٹھنے کے واسطے اُن کے مکان مین ایک تخت آراستہ کیا ہے اور اون کے نام سے قطبیت کا ترانہ گاتے ہین۔ اور مسیح الاولیا مسکراتے ہوئے فرماتے تھے مجھ جیسے شخص کو اس تخت کی نشست کے لائق نہ سمجھو۔ قصہ کوتاہ۔ ان چارون شخصون نے مسیح الاولیا کے بہانہ پر خیال نہ کر کے تخت کے اوپر بٹھایا۔ اور سب نے از راہ طرب سامنے ادب سے ہاتھ باندھ کر مبارک باد مین خوشی اور نشاط کی آوازین بلند کین۔ جب مین صبح کے وقت مسیح الاولیا کی خدمت مین گیا۔ تو میرے بشرہ سے رات کی دیکھی ہوئی حالت کے آثار معلوم فرمائے۔ اجازت کے واسطے لب نہ ہلایا۔ اور مجکو کہنے سے روک دیا۔ درس سے فارغ ہونے کے بعد جب خلوت ہوئی۔ تو یہی خواب کی سرگزشت مجھے بے کم وکاست خود ظاہر فرمائی۔ مینے اللہ جل شانہ کا شکر بہت زیادہ کیا۔ کہ میری خواب اضغاث احلام (پریشان خوابون) مین سے نہ تھی۔

یاد شیخ کاجا

آپ کا نام الہداد ہے۔ اور نسل افغان سے ہین۔ بے خودی۔ بے نیازی۔ اور آزادی۔ آپ کا شعار ہے۔ جب جوانی تھی۔ تو آپنے ایک عمر سپاہ گری مین ہی گزاری۔ اُنہین ایام مین ایک حسینہ عورت پر بھی نظر جا پڑی تھی۔ اور آپ اسیر نگاہ ہوگئے تھے۔ مجازی محبت کا غلبہ ظاہری اسباب روزگار چھوڑنے کا سبب ہوا۔ اور رفتہ رفتہ نوبت بہ جذبہ پہونچی۔ سارنگ پور مانڈو مین رہتے ہین۔ صادر و وارد لوگ ہمیشہ ایکی

خدمت مین جاتے ہین - اور آپ کے ایسے عجائبات دیکھتے ہین جو خرق عادات تو نہین - البتہ قریب بہ خرق عادات ضرور ہین - القصہ آپ شراب جذبات سے مست - اور خمخانہ آزادگی مین مدہوش ہین جب راقم نے آپ کے حالات تحریر فرمانے کے واسطے عارف وقت اور عارف تخلص صورۃً اور معنیً سید مولانا محی الدین سارنگ پوری کی خدمت مین مدظلال افادتہ یاد دہانی کی - تو مولانا نے آپ کے اسرار کچھ ایسے لکھے کہ کانون سے سنکر سخت تعجب ہوا - باوجود پانچ منزل کی مسافت کے - اور باوصف غلبہ شوق کے - آپ کی صورت جو دل کے اندر ہے - آنکھون کی منزل مین نہ لا سکا - اس مین شک نہین جو شے مرہون وقت ہوتی ہے - اُس کا انفکاک نقدِ وقت خرچ کرنے کے بدون - صرف کوشش سے نہین ہو سکتا ہے -

یاد شیخ داؤد شطاری

آپ کے پدر بزرگوار کا نام - شیخ خان محمد ہے - آپ کی حقیقت حال - صبر اور شکر کے مرتبہ سے بڑھی ہوئی ہے راقم آپ کی از خود رفتگی - اور شگفتگی کا حال کیا لکھے آپ شہر اور جنگل کو بے تفاوت ایک سمجھتے ہین - درویش اور تونگر مین فرق نہین کرتے ہین - آباد اور ویرانہ کو یکسان جانتے ہین - سب کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آتے ہین - اظہار احتیاج کو کفر طریقت شمار کرتے ہین - ایثار (دوسرون کی مصلحت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا) اور نثار کو فرض سمجھتے ہین - آپ کے کسی قدر حالات اس طرح پر ہین - آپ کے پیر خرقہ اور پیر صحبت محمود العواقب شیخ جلال محمود شطاری ہین - عین جوش شباب مین ترک و توبہ کی توفیق نے آپ کے آرزومند دل کی فریاد رسی کی - اور رہنما بزرگ کی تلاش کے ارادہ پر گھر سے نکال کر مسافرت مین ڈال دیا - ہر ایک آبادی اور ویرانہ مین پہونچکر - اُن بزرگون کی ملازمت حاصل کی - جو ارشاد کی عام شاہراہ پر بیٹھکر طالبون کی ہدایت کا سامان فرماتے تھے - کسی شخص کے دیدار سے اپنی پرورش کا کاغذ آپنے مطالعہ نہین کیا - اسی طریقہ پر قدم فرسائی کرتے کرتے شہر منڈو (مانڈو) مین آئے ازلی عنایت کے پرتو سے راستہ محمود العواقب کی خدمت مین ملا - اور اولین مشاہدہ مین ہی دلبستگی کی تھوڑی سی جھلک نمایان ہوئی - پھر حق شناسی کے آثار روز افزون بڑھنے شروع ہوئے - چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ مین اذکار و اشغال کی تعلیم اور مراقبات صوفیہ کے تصورات کا نشیب و فراز طے کر کے شطاری راہ وروش سے آشنا ہو گئے تین سال بعد محمود العواقب نے صورت کا برقع حقیقت کے چہرہ پر سے دور کیا - اور ان کا آفتاب عمر اخروی مغرب مین ڈوب گیا - آپ نے

بہ تقاضاے وقت مکان مرشد مین جب تک مقید رہے۔ گزران کی۔ جب حضرت غوث الاولیا کی زیارت اور عالی قدر مخدوم زادون کی ملازمت کا شوق ہجوم کرکے آیا۔ تو باطنی جذبات کے ساتھہ روانہ گوالیار ہوئے۔ گوالیار پہونچکر بہت برسون تک شیخ عبد اللہ۔ اور شیخ ضیاء اللہ کی صحبت سے الٰہی معرفت کا فیض حاصل کیا۔ اِس درمیان مین صوبہ دہلی۔ اور ممالک شرقی وشمالی کی سیر وسیاحت کرکے۔ شہر نشین دانشورون اور صحرا گزین خدا پرستون کے دیدار سے باطن کی تشنگی کو دبایا۔ اور صفائی قلب کی بدولت سر چشمہ وحدت کے کنارہ سے۔ کامیابی کے ساتھہ سیراب ہوئے۔ کم وبیش بیس سال بعد ہجری سنہ ایک ہزار اُنیس مین پیر بزرگوار کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ آپ منڈو (مانڈو) کی طرف آئے۔ یہان پر کچھہ اوپر ایک سال بسر کرنے کے بعد۔ پہر شوقِ گوالیار۔ گوالیار۔ کو لے گیا۔ جب بمقام گوالیار پہونچے۔ تو حضرت غوث الاولیا کے جانشین شیخ عبد اللہ کو مرض الموت مین مبتلا پایا۔ چنانچہ شیخ عبد اللہ دس روز بعد اخروی سفر کو روانہ ہوئے۔ آپ نے چند روز تو شیخ عبد اللہ کے فرزندون اور ملازمون کے ساتھہ افسوس اور تاسف کے اظہار مین شریک رہکر مراسم تعزیت ادا کیے۔ پہر اجازت لیکر منڈو کی طرف مراجعت فرمائی ہجری سنہ ایک ہزار اکیس مین بماہ ذی قعدہ اپنے شہر مالوف مین داخل ہوئے۔ جو کچھہ آپ کے ظاہری ماجرا کا خلاصہ تہا۔ اختصار کے طور پر لکھا گیا۔ لیکن آپ کی باطنی حقیقت جو کچھہ ہے۔ اُس کے بیان کرنے کی طاقت عبارت مین نہین ہے۔

یاد شیخ اویس پور غوث الاولیا

آپ نے ہنگام جوانی مین عربی زبان کی مہارت پیدا کرکے ظاہری علم تحصیل کیا تہا۔ نیز سلوک کے راستہ مین قدم رکھکر پانچون جوہرون کو کہ وہ یہ ہین۔ عبادات۔ اوراد۔ دعوات۔ اذکار۔ اور اشغال عمل مین لاچکے ہین۔ اور اپنے تمام اوقات کو مشائخ کے معمولی کامون پر تقسیم کرکے ایک لحظہ بہی بیکار نہین جانے دیتے ہین۔ احمد آباد کی خانقاہ اور مسجد آپ کے پدر بزرگوار کی تعمیر کرائی ہوئی ہے اُس کو ظاہری اور باطنی عزت سے معمور رکہتے ہین۔ آپ کی طبیعت اخفا دوست واقع ہوئی ہے۔ اِس سے شہرت کے مقابلہ مین گمنامی کو اختیار کیا ہے۔ ظاہر کرنے والی رسمیات کو دل مین گہسنے نہین دیتے ہین۔ آپ کی والدہ ماجدہ افضل اعلم روزگار امیر شاہ میر شیرازی کی سادات نسل سے ہین۔ جنہون نے بزرگ سلطان محمود کی سلطنت کے زمانہ مین گجرات مین آکر جانپانیر مین قیام فرمایا تہا۔ امیر شاہ میر۔ صدر الدین محمد شیرازی۔ اور مولانا جلال الدین محمد

دوانی یہ تینون بزرگ ایک ہی زمانہ کی مجلس مین صدر نشین تھے ۔جب راقم گلزار ہجری سنہ ایک ہزار تین مین وجیہ الملۃ کے مقدس روضہ کا طواف کرنے کے ارادہ پر خاندیس سے احمد آباد گیا تھا۔ تو اُس وقت مین شیخ اویس سے ملا تھا۔ حالات بیان کرنے کے ضمن مین ایک تقریب سے گذارش کیا۔ کہ علی العموم مشائخ اور بالخصوص آسودگان ہند کے باکمال احوال کی جمع اور تالیف کا خیال ایک مدت سے دل مین ہو رہا ہے۔ دعا سے امداد فرمایئے تاکہ ذہن کی خلوت مین بیٹھنے والیان تحریر کے کھلے ہوئے میدان مین نکل کر اپنا جلوہ دکھائین۔ آپنے دعا دیکر فرمایا۔ اگرچہ یہ منصوبہ دیر سے ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن بہت اچھا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ دس سال تک اس مسودہ کے تیار کرنے کے واسطے قلم اُٹھانے کی توفیق ہی نہین ہوئی بالآخر جب ہجری سنہ ایک ہزار چودہ مین شیخ ابو الخیر مبارک خضر جن کی پیشانی سے فلاح اور اخلاق کے بہت سے آثار نمایان تھے۔ بطریق سفارت میرزا شاہرخ والی ملک بدخشان کی ملازمت مین جانے کے واسطے اجین مالوہ مین آئے تو غوثی بھی ان ایام مین مولانا کمال محمد عباسی کے عرس کے واسطے اجین گوگیا تھا۔ چونکہ شیخ ابو الخیر مبارک خضر کو راقم کے مذکورہ بالا ارادہ پر۔ اور اُس کے آغاز اور انجام پذیر نہ ہونے پر اطلاع تھی۔ تو ہنگام ملاقات کمال آرزو اور اخلاق کے ساتھہ زمانہ کی بیوفائی۔ عمر کی کوتاہی۔ اور مانع الغیب معلوم ہونے کے متعلق بہت سی باتین کرکے اس کے اہتمام کے واسطے غایت درجہ راقم کو آمادہ کیا چونکہ اہتمام پر آمادہ کرنے والی شیخ ابو الخیر کی گفتار آلہی تقدیر کے موافق تھی۔ تو کوشش کا دامن خدمت گزاری کے ہاتھہ نے پکڑ لیا۔ اور شیخ کی ہمت اور امداد کی برکت سے اولین نسخہ دو سال کے اندر کتابت کی صورت مین آیا۔ لیکن اُس کی تصحیح اور صاف کرنے مین بہر اٹکاؤ کی شکل پیدا ہوگئی۔ آخرکار مسیح القلوب کے پیامی اور زبانی تازیانے جو غیبت اور حضور مین وقتاً فوقتاً لگتے رہے یہ تازیانے نظم تسبیح کی روانی کا باعث ہوئے۔ اور مسیح القلوب کے باتاثیر انفاس کی برکات سے بیاضی نسخہ ہجری سنہ ایک ہزار بائیس کے رجب مہینے مین اتمام کو پہونچا۔ اس ماجرا کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہے۔ کہ فرزند غوث الاولیا (شیخ اویس) کے فرمانے کے بموجب اس مجموعہ کے فراہم کرنے کا تخم نا اندیشہ۔ نوبہار زبان کی امداد۔ کلک بیان کے سینچنے۔ اور دوستون کی مددگاری سے۔ کاغذی صفحون کے باغیچہ مین اٹھارہ سال بعد درخت کی مانند باروَر ہوا۔

الحمد للہ المعین وحسن لقائہ۔ | جمیع اقسام حمد اللہ جل شانہ کے واسطے ہی ہین جو معین ہے اور اُس کا حسن و ملاپ

لمن سعوا فيه قوله تعالى — ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم مشكورا — علامة من اراد الآخرة على الحقيقة ان يسعى لها وارادة الآخرة اذا تجردت عن العمل لها كانت تمنيا لا ارادة

اُن اصحاب کے واسطے ہے جنہون نے اُس کے واسطے سعی کی ہے
قوله تعالى ومن اراد الخ جو شخص طالب آخرت ہو - اور آخرت کے واسطے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی کوشش جو کرے اور وہ ایمان بھی رکہتا ہو - تو یہی لوگ ہین جن کی محنت خدا کے ہان مقبول ہوگی -
جس شخص نے فی الحقیقة آخرت چاہی - اُس کی علامت یہ ہے - کہ آخرت کے واسطے کوشش کرے اور ارادہ آخرت جب عمل آخرت سے خالی ہوگا - تو یہ صرف تمنائی ارادہ ہے -

قوله تعالى — وهو مؤمن اى فى المآل كما انه مؤمن فى الحال ويقال وهو مؤمن بان نجاته بفضله لا بسعيه

قوله تعالى وهو مؤمن - ترجمہ - اور وہ ایمان بھی رکہتا ہو - یعنی عاقبت کے بارہ مین جیسے کہ وہ ایمان رکہتا ہے حال مین - نیز کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایمان رکہتا ہو اس طور پر کہ اُس کی نجات فضل الٰہی سے وابستہ ہے نہ اُس کی سعی سے -

قيل السعى المشكور المقبول ومع القبول يكون فى التضعيف موفورا كما ان صدقة العبد يربيها ويكثرها فكذلك طاعة العبد اذا شكرها ينميها ويكثرها -

کہتے ہین - سعی مشکور وہ ہے جو مقبول ہو - اور قبول کے ساتھہ دوچند ہونے مین زیادہ ہو - جیسے کہ بندہ کا صدقہ مقدار صدقہ کو بڑہاتا ہے اور زیادہ کرتا ہے - اسی طرح بندہ کی طاعت - جب بندہ شکرگزار ہو تو نتیجہ طاعت کو بڑہاتی ہے - اور زیادہ کرتی ہے -

یاد شیخ حسن ابن موسی احمد آبادی

آپ راقم گلزار کے پدر بزرگوار ہین - کلام مجید کے حافظ - اور رسمی علم کے عالم تھے - آپ کے والد ماجد نے چار سال کی عمر ہونے کے بعد آپ کو اُستاد کے سپرد کیا تہا - آٹھوین سال مین ربانی کلام حفظ کر لیا - اور رسمی علوم کی تحصیل مین مشغول ہوئے - ان ایام مین آپ کے پدر بزرگوار کی موسوی روح - عیسوی کالبد کی طرح - آسمان کو چلی گئی جس کے سبب سے آپ کی ہمت جمعیت - فراغت اور کوشش کی چار دیواری مین رخنے پڑ گئے - لیکن آپ کسی قدر نحو - فقہ - اور حدیث کے سوا کچھ تحصیل نہ کر سکے - مراسم ارادت سید جلال ابن سید احمد جعفر رفاعی کی خدمت مین ادا کر کے خانقاہ مین رہتے تھے - ہجری سنہ نو سو اکتالیس مین جب آپ کی

عمر چوبیس سال کی تھی - جنت آشیانی ہمایون شاہ نے گجرات فتح کرنے کے واسطے لشکر کشی کی تھی - اور سلطانی خیمے احمد آباد مین آکر نصب ہوئے تھے - صوبہ مذکور کا حکمران سلطان بہادر دریا پار کے سواحل کی طرف بھاگا - ان حوصلہ آزما اور خرد ربا حادثات کے پیش آنے سے گجراتیون پر پریشانی کی فوجین یورش کر کے آئین - قاعدہ کی بات ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا[51] یہان تک کہ ثریا کے متصل جیسے ستارون کی طرح جو لوگ اجتماعی حالت مین آباد تھے - وہ بنات النعش کے منتشر سات ستارون کی طرح متفرق ہو کر تمام ہند کے شہرون مین پراگندہ ہو گئے - موسیٰ کے فرزند کا دل خانمان کی خرابی - اور ہمراز صوفیون کی مفارقت کے سبب جو پریشان خاطری تھی - اُس سے پہلے ہی باختہ تھا - اب یہ تنہائی کا درد - اور اہل قبیلہ کی جدائی کا رنج - مذکورہ بالا واقعات پر مزید ہوا - جس نے نہایت حسرت کے ساتھ گھر سے بھی آوارہ کر دیا لہذا آپ ہمایونی باظفر لشکر کے ہمراہ خاندیس سے چل کر مالوہ کی طرف آگئے - ایک موضع نونہرہ نامی شہر منڈو (مانڈو) سے شمالی سمت مین تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس موضع مین قیام کرنے کا ارادہ کیا - چند روز تک رسمی اسباب کو ہاتھ نہین لگایا صرف ظاہری توکل پر گزران کی - اور نوبارہ نامی ایک عمارت قصبہ اور آبادی کی حدود سے دور ہے - اس عمارت مین آپ قیام فرما کر تن کے گھلانے - اور جان کی پرورش کرنے مین راتون کو صبح کیا کرتے تھے اور دن کے اندر آبادی مین آکر آزادگان زمانہ کی صحبت مین گزارتے تھے - جو لقمہ بے سوال بہم پہونچتا تھا - چونکہ اُس کے روا - و ناروا - اور حلال و حرام کی تمیز اور پہچان مین قوت شناخت کارگر نہین ہوتی تھی - اور دل شریعت پسند کمانے کو چاہتا تھا لہذا آپنے فتوحات لینے سے ہاتھ آستین مین کھینچ لیا - اور روزی کے واسطے ناچار یہ تجویز نکالی - کہ آپ کی شب باشی کے گمنام گوشہ کی ہمسائگی مین کاغذیون کا ایک محلہ تھا - وہان جا کر چند دستہ کاغذ قرض خریدے - اور کاغذ فروشی کے پردہ مین روزی دہندہ پروردگار کے کمال کا مشاہدہ کر کے اپنی حقیقت بین آنکھون مین بصیرت کا سرمہ لگایا - اِس پیشہ کے ذریعہ سے وسعت رزق کا دروازہ آپ کے چہرہ پر کشادہ ہوا - یہان تک کہ اِس ملک کے تمام سوداگرون کے معاملات کا انحصار آپ کے مشورہ پر ہو گیا اور آپ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ[52] کے حلقہ مین سرگروہ قرار دئے گئے - اور بہت مدت تک ایک جگہ پر رہنے سے ایسا ہوا - کہ باغ دوستی کے تازہ کھلے ہوئے پھولون کے ہاتھ آپنے اپنا

---

[51] بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کر کے اُس) مین داخل ہوا کرتے ہین - تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کر دیا کرتے ہین ۱۲

[52] - ایسے لوگ جن کو سوداگری اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہین کرتے پاتی ۱۲ -

دل اور آنکھین فروخت کردین - اور اِس حالت کے اقتضا سے کہ خدا ہونے کا ہیولی ضمیر کے اندر اٹھ کھڑا ہوا -

جب اِس ناشگفتہ پھول کی مہک - دلسوز ہمدمون کے دماغ کو پہونچی - تو اُنھون نے اس اندرونی خیال کو عمدہ سے عمدہ صورت کے ساتھ تکمیل کو پہونچایا - اور تنہائی کے وحشت کدہ سے رہائی دیکر خانہ آبادی کا سامان دیکر سعید کہ خدا اُون کی طرح کیا - آخر کار سمدھیانہ والون کی کشش اور کوشش کے اثر سے آپ لوہنرو مین رہنے سے دل تنگ ہوکر منڈو (مانڈو) مین رہنے لگے - چند روز بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نور محمد رکھا گیا - ہنوز دو سال کی عمر نہین ہونے پائی تھی - کہ اُس بچہ کی ہستی کا سامان آسمانی ہوا - پھر ایک مدت دراز تک کسی فرزند کی ولادت کی نوید - گوش امید کے کان مین نہین پہونچی - ہجری سنہ نوسو ساٹھہ مین شیخ میان جیو جو سید جلال ابن سید احمد جعفر کے مرید شیخ صدر الدین ذاکر کے خلیفہ - اور راقم گلزار کے ماموں ہین تجارت کے طور پر احمد آباد گجرات مین گئے تھے - ایک دفعہ شب جمعہ کو اپنے پیر کے روضہ مین گئے - وہ مراقبہ کے زانو پر - جو آرزومندون کے اونگھنے کا تکیہ ہے - اِس ارادہ پر سر رکھکر محو ہو گئے کہ میری فلان ہمشیرہ جو بچہ ہونے سے نا اُمید ہے - اِن بزرگوار کی برکت سے نشاط خوشخبری کے ساتھ اُمیدوار ہو - الحاصل عالم مثال مین ایسا نظر آیا - کہ ایک نہایت منور فانوس میرے ہاتھہ مین دیا گیا ہے جس کی روشنی کے اندر مین اُس جگہہ بآسانی پہونچ گیا ہون - کہ جہان کا عزم تھا - اور جہان راستہ کی تنگی و ناہمواری اور رات کی تاریکی اور خوف سے نہین پہونچ سکتا تھا بیدار ہوکر اللہ جل شانہ کا شکر حد سے زیادہ کیا - شیخ میا نجیو وطن کو لوٹ کر آئے - تو اِس بشارت سے ہمشیرہ کے مغموم دل کو مسرور کیا - اور اسی واقعہ کی تعبیر سے جو تقدیر کے موافق تھا - راقم گلزار کی علمی صورت نے اطوار سبعہ[1] پر سے عبور کر کے جمعہ کی رات تاریخ گیارہوین رجب ہجری سنہ نوسو باسٹھہ مین عنصری پیکر کا لباس زیب بدن کیا -

اِس خوشی کی روح فزا ہوا سے گھر کے در و دیوار شگفتہ ہوئے - اور تمام خویشون اور عزیزون کے گھرون مین نوروزی اور آرایش کی صورت پیدا ہوئی - جس طرح باغ - ہزار داستان کے ترنم سے پر آہنگ

---

[1] اطوار سبعہ صوفیہ اصطلاح مین یہ ہین - طبع - نفس - قلب - روح - سر - خفی - اور اخفی اور بیان پر اطوار سبعہ سے مراد مضمون آیۂ قرآنی ہے - جو اٹھارہوین پارہ کے اول رکوع مین ہے - ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقا اخر ۱۲

ہوتا ہے۔ اسی طرح نشاط اور خوش دلی کے نغموں سے مکان مالامال ہوگیا۔ سعادت نگار منجموں نے زائچہ کے اعتبار سے محمد نام رکھا۔ پرستارانِ خانہ محبت اور تعظیم کی راہ سے راجہ محمد کہنے لگے۔ (راجہ ہندی لغت میں شاہ کو کہتے ہیں) اور پدر بزرگوار نے یعقوبی محبت سے یوسف نام رکھا جس قدر نقد و جنس قبضہ میں تھا۔ نیز جس قدر نقد اور کپڑا قرض سے بہم پہونچ سکا۔ تمام کشادہ پیشانی سے۔ اور عذر و معذرت کے ساتھ معززین کی تواضع اور تکریم میں۔ آزادہ دلوں کی تدبیر میں۔ عزیزوں کی خلعت میں۔ مطربوں کے گانے بجانے کے انعام میں۔ اور بادہ فروشوں کی سخن آرائی کے صلہ میں صرف کیا۔ مختصر کوتاہ۔ ہر ایک گروہ کے ساتھ جس طریقہ سے کہ مناسب معلوم ہوا۔ خدمت گزاری کرنے میں نیم قدم بھی پیچھے ہٹا کر نہیں رکھا۔ چنانچہ حضرت اللہ کر واقف و گواہ کی صورت راقم کے وطن میں گوناگوں رنگ کے ساتھ شہرت رکھتی ہے اس ہمت آزما خوشی کے اندر مال لٹانے میں جو دہیلی چٹکی سے کام لیا گیا۔ اس سبب سے آپ نے پھر دوبارہ مال و منال فراہم کرنے میں کبھی تگ و دو کر کے اپنا پاؤں غبار آلود نہیں کیا۔ صرف قوت کی مقدار سے ضروری الوقت چیزیں پسند رہیں۔ بالخصوص جب راقم کی عمر کم و بیش پانچ سال کی ہوئی۔ تو گردش زمانہ سے سلطنت میں صورت تحویل پیدا ہوئی۔ اس شورش کے سبب سے کیا سوداگر۔ اور کیا سپاہی۔ جملہ ارباب وادو ستد ہجرت اور فرار کر گئے۔ اور زیان زدگی کی ترقی ہونے کے سبب سے تہی دستی کا بازار گرم ہوا۔ چونکہ خدا طلبی اور درویشی کی سابقہ عادت پدر بزرگوار کی ذات میں استحکام کے ساتھ قائم تھی۔ اسواسطے کام کرنے والا ہاتھ بیکاری کی آستین میں۔ اور پاؤں گوشہ گزینی کے دامن میں کھینچ لیا۔ آپ کا واپسی سفر شب جمعہ تاریخ چودھویں صفر ہجری ۱۱۷۰ سنہ میں ہوا ہے۔ اس وقت تک کسی حاجت اور کسی کام کے واسطے اپنے مکان اور مسجد سے بازار کی طرف یا کسی کے مکان کی طرف باہر نکل کر نہیں گئے۔

مصنف گلزار کے حالات

تقریب کی تلاش نہیں کرنی پڑی۔ اور اس کے بدون سخن کا گہر۔ درویش کی سرگزشت پرہوا جس کو سنگلاخ گننا موزون نہیں ہے۔ پانچویں سال میں انہیں میرے ماموں (شیخ میانجیو) نے مجھکو شیخ کمال الدین قریشی کے مکتب میں داخل کیا۔ ان دونوں بزرگوں کا کسی قدر حال چوتھے چمن میں گزارش ہوچکا ہے۔ آٹھویں سال کے آغاز میں تجوید قرآن کی صفائی کی۔ پھر فارسی خوانی میں کوشش کی گئی۔ جب زباندانی کے

کوچہ مین نو رفتار طفل کی مانند چلنا سیکھا - اور عمر نے گیارہ سال کے دائرہ مین قدم رکھا - تو پدر بزرگوار کی حیات
کی عمر کی تمام ہوئی - کوچ کے وقت فرمایا - میرے دل مین ایسا خیال تھا - کہ تیس سال تک اِس خرد سال لڑکے
کو جس کے خرد روز افزون ترقی پر ہے - ہوشیار دانا دلون کی خدمت سے - اور اہل علم عالی فطرتون کی ملازمت کے
دو رہنین ہونے دون گا - تاکہ گوناگون درستی فنون اور انواع و اقسام کے ملکی اور انسانی علوم کی تحصیل مین سرگرم
ہو کر اپنا تقدیری جوہر او نچے درجہ پر ظاہر کرے - لیکن اُخروی سفر بعجلت پیش آجانے کے سبب سے یہ اندیشہ
اندرون باطن سے ظہور مین نہین آیا - اور دل کے ارمان دل مین ہی رہے - یہ بالکل سچ ہے - کہ آپنے
اپنے قلبی نقش کے قرارداد کو زبانی تقریر مین ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا - کہ سننے والے کونے کی طرح اندر سے
خالی کر کے - اپنے باثر ترنّم سے مالامال کر دیا اور راقم کے دل مین استحکام کے ساتھ یہ بات جمی - کہ اگر تقدیر
تدبیر کے ساتھ موافق آوے - تو والد ماجد کے قایم کئے ہوئے خیال کے موافق کاربند ہو کر اس کام کو مین
اِس طرح انجام دون گا - کہ جس طرح وین و آن کی صور علمیہ عینی لباس مین ظہور پذیر ہوتی ہین - اور پدر بزرگوار
کی روح اس تعلق سے آزاد ہو کر بے رنگی اور آسودگی کی بہشت مین خرامان پھرے گی -

بالآخر - سوا ے اُن چند روز دن کے جو پابندی رسم و عادات کے لحاظ سے - لوازم سوگواری ادا
کرنے مین گزرے راقم نے ایک سانس بھی طالب علم کا راستہ چلنے کے بدون نہین لیا - اور بفرمان
من استوٰی یوماہ فھو مغبون ہر ایک دن کو اس کے آگے آنے والے دن کے ساتھ ایک حالت
پر نہین ملایا - بلکہ روز بروز دریافت مطالب کی فتوحات دوڑنے کے اندازہ سے سو حصہ زیادہ اپنی ذات
مین پاتا تھا والدہ ماجدہ ہر چند مجھ سے ناخوش اور رنجیدہ وار دل تنگ رہتی تھین کہ شاید یہ حال دیکھکر
مین درویشون کی خدمت اور مدرسون کی ملازمت سے دل برداشتہ ہو کر دنیا دارون کے کام اور کسب مین
اُلجھ جاؤن اور اسی خیال سے مجکو سترہ سال کی عمر مین کدخدا بھی کر دیا - اس امید پر کہ اس زنجیر کے سبب سے
جو پانون دانش و بینش طلبی کے کوچہ مین آمد و رفت رکھتا ہے وہ سست قدم ہو جاوے گا - اور اس
کمند کے ذریعہ سے ہماری اور نیز دیگر اپنے عزیزون کی طرف کھنچ آوے گا لیکن اِس جنتر منتر کرنے پر بھی
اُس استغراقی حالت سے جو تحصیل معرفت کے عرقاب مین حاصل تھی - ایک بال برابر بھی کمی نہین آئی
جب بیس سال کی عمر ہوئی - تو کسی قدر تونگری جو ظاہر مین تھی - ہزار حصہ زیادہ ہو کر تعمیر باطن کی طرف

۱؎ - جس شخص کے دو دن برابر ہون - وہ نقصان مین ہے ۱۲ -

متوجہ ہوئی - اور تمام فقر و نیستی جس نے دل کے اندر - اور اک اور علم کا دامن ہاتھ سے پکڑ رکھا تھا - صرف
دسواں حصہ باقی رہ کر وجہ معاش کے گریبان سے تنگ گئی - یہاں تک کہ دن میں تنہا اور مخفی طور پر جنگل میں
جاکر پتے اور خودرو گھاس سے لاتا تھا - اور اس ذریعہ سے دروگرسنگی کا علاج کرتا تھا - اور رات میں گھر کے اندر دل
کی روشنی چراغ کا کام - اور ہاتھ کی ٹٹول بینائی کی نیابت کرتی تھی - کیونکہ میری طبیعت کو ما ہوالواقع کے
اظہار میں ننگ معلوم ہوتی تھی - اور زبان کو ہمت فروشانہ گفتار سے آشنا نہیں کرتا تھا - آخرکار یہ شیوہ
بڑھتے بڑھتے - اس درجہ پر پہونچا - کہ میری استغنا اور بے نیازی کے سبب چند لوگ ارباب تجارت کے
ساتھ میری ملاقات دیکھکر مجھکو مالدار تاجر کہتے تھے - بعض لوگ میری موزون طبیعت پر نظر کر کے
صلہ لینے والا شاعر جانتے تھے - بعض لوگ جوہریوں کے ساتھ میری ہمراہی دیکھکر مجھکو کیمیاگر تصور کرتے
تھے بعض لوگ دولتمندوں کے ساتھ میری آشنائی دیکھکر میرے اوپر ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرنے
کا گمان کرتے تھے - بعض لوگ عمال اور پرگنات کے کلان افلیسروں کے ساتھ میری امداد دہی دیکھکر -
مال گزاری کے کاموں میں شریک سمجھکر مجھکو منشی کہتے تھے - القصہ لباس پست لوگوں کے نزدیک
سب قسم کے لوگوں سے ان کی صورتوں میں میری آمیزش اس قسم کے خلاف ظنون اور خیالات کا منشا
ہوتی تھی - اور نیز لوگ اسی طرح کے مختلف تصورات میری تونگری کے بارہ میں - ظاہری وہم سے قائم کر کے
ہمیشہ مجکو ذی ثروت دنیادار جانتے تھے - مروت اور جوانمردی کے ساتھ پیش آنے سے جس کی کچھ قدر
و قیمت عوام کے نزدیک نہیں ہے - مجکو اور نیز خود کو شرمندہ نہیں کرتے تھے - خشک و خالی آشنائیوں کو
خدائی صحبت اور ربانی مجلس قرار دیکر کبھی اجازت کے ساتھ - اور کبھی تغافل کے ساتھ ہم ایک دوسرے
سے خوش و خرم جدا ہوتے تھے - ہم میں سے ہر ایک بحسب ظاہر خوش دلی کے ساتھ اپنے اپنے کام کا
راستہ لیتا تھا لیکن جو اصحاب محرم ہوتے تھے - اُن کے ساتھ ہمیشہ رازداری کی باتیں رہا کرتی تھیں - اور
میں ہمیشہ اپنی خاطر کو رضا و تسلیم کا گلستان - اس تصور کی بہار سے بنائے رکھتا تھا - الحمد للہ الملہم بالصواب
جس نے اس گزرے ہوئے واقعہ میں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے اوصاف کے ساتھ مجکو متصف کر کے
آیۂ کریمہ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ
مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ط

لـ خیرات (تو) اُن حاجتمندوں کا حق ہے - جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں ملک میں کسی طرف کو

سے عام مفہوم مین اتباعًا شامل کیا - اور جس نے صدر الذکر سربستہ نکتہ سمجھا کر اہل زمانہ کے سلوک کو جو بہت سی شکایتون کا سبب تہا - ہزارون شکر کا باعث بنایا - القصہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے - کہ مہمان داری - مروت - اور تقلیدی وادوستد مین خویش وہمسایہ کے ساتھ برتاؤ - اور آشنا و بیگانہ کے ساتھ معاملہ جس طرح سے اور جس درجہ پر پدر بزرگوار کے زمانہ مین اور فراخ دستی کے وقت تہا - بالکل بے کم وکاست اوسی طرح سے اور اوسی درجہ پر عمل مین آتا تہا - ایزدی پوشش کی وسیع پردہ داری کی ستایش سے کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہون - کہ اُس نے وقت بے وقت کام پیش آنے پر - کمال ضرورت کے موافق نقد وجنس مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ عطا فرما کر حسب عادت کاربرای فرمائی - کیونکہ اگر سابق طریقہ پر کوئی کام نہین کیا جاتا ہے - تو ناداری اور درویشی کے چہرہ پر سے نقاب دور ہو جاتا ہے - اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ کہ مین اس حالت کی مشق کو غنیمت نہین جانتا تہا اور قدم ڈگمگا جاتا تہا - کہ عزیزون کی طرف بازگشت کرتا تہا - اگرچہ معاش مین تنگی نہین آتی تہی - لیکن مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا[۱] کے پیشگاہ سے ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ[۲] کی گمراہی کے گڑہے مین سرنگون جا پڑتا تہا - پہر تقدیری کرشمہ سے اس دشوار زمانہ مین والدہ ماجدہ کی خوشنودی کا باعث ہے کہ مقلب القلوب نے مدد فرمائی اس طور پر - کہ مان نے اپنے بیٹے کو صوفیی اختیار کرنے پر دلاور کیا - جس کے سبب سے ستودن کی قوت یکدلی پر جا کر خداشناسی اور تحصیل علم کی شاہراہ مین پہلے سے زیادہ استواری کے ساتھ قدم رکہا - اور اس لغزش گاہ سے بہت جلد آگے بڑہکر ساز وسامان والے عزیزون کو مشرق مین - تو خود کو مغرب مین سمجہا - اور ظاہری توجہ کو اُن کی طرف محال جان کر اپنے تئین برگزیدہ کام مین تیز رو کیا -

اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی عجب شان ہے - جس خسوف نما شورش نے - والدہ ماجدہ کی دل تنگی کے سبب سے بیٹے کی خاطر کے آفتاب کو سر سے پانون تک گہیر لیا تہا - اُس کا ہنوز پیدا پورا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳ - (جانا چاہین - تو) جا نہین سکتے - (جو شخص ان کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی خودداری (کی وجہ) سے ان کو غنی سمجہتا ہے - (لیکن اے مخاطب) تو (انکو دیکہے - تو) ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہین مگر وہ) لگ لپٹ کر لوگون سے نہین مانگتے ۱۲

[۱] - جس کو بات کی سمجہ دی گئی - اوسنے بے شک بڑی دولت پائی - [۲] پہر ہم اُس کو (بوڑہا کر کے) کم سے کم مخلوق کے درجہ مین لوٹا لائین گے ۱۲ -

انکشاف نہین ہونے پایا مگر ابتلاے باطن کے آغاز ہی مین ہی - ایک وبال مین گرفتار ہوگیا - یعنی اُس کی آنکھہ ایک نورانی صورت جمیلہ کے دیدار سے گرم نگاہ ہوئی - اور ایک زمانہ دراز تک طرفین سے سوال وجواب کا کام - گوش وزبان کی نیابت کی حیثیت سے نگاہ کرتی رہی - بوستان ۵

	ہر کس را کہ باشد بہم جان وہوشش		حکایت کنانند ولبہا خموش	

اِس آفت کے نازل ہونے سے کونین کے اسباب اور دونون جہان کی کامیابی حاصل کرنے سے دل سرد ہوا - تسمۃ الذاکرین شیخ صدرالدین محمد شمس ذاکر - برودرہ (بڑودہ) گجرات سے حضرت غوث الاولیا کی آستانہ بوسی کے واسطے گوالیار گئے ہوئے تھے - یہان سے اِن ایام مین تاج العرفا شیخ سراج الدین خان اپنے پیر صدر الذاکرین کی خدمت سے واپسی کی اجازت لیکر براہ مالوہ اپنے وطن کو جاتے تھے - جب شہر منڈو (مانڈو) مین گزر ہوا - تو راقم گلزار کے مکان مین نزول فرمایا - راقم کو سوز عشق اور شور شوق مین بالکل مستغرق پایا - ایک ہات میرا ہاتہہ پکڑکر اپنی ارادت مین لینے کے واسطے دعوت دی - مینے بہی قبول کرکے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ[۱] پڑہا - اور رسمی بعیت انجام کو پہونچائی - میری دیکہا دیکہی میرے بہت سے ہم عمر اور دوست بہی مرید ہوئے - تاج العرفا عرض معروض کرنے پر دو تین روز مہمان رہکر - روانہ وطن ہوئے - غوثی کاغذی نقوش والون کی دیرینہ رسم ہے کہ ہر ایک نامہ نگار تقریبی واقعات درمیان مین لاکر بیان کا اولین سلسلہ توڑ دیتا ہے - اور جب تقریبی واقعہ سے فراغت ہوجاتی ہے - تو اُسی سابقہ ناتمام تقریر کی طرف متوجہ ہوجاتا ہی جیسے کوئی راہرو - راستہ چلا جارہا ہے راستہ کے درمیان مین اگر دائین بائین دیکہنے کے قابل کوئی چیز نظر آجاتی ہے - تو فوراً اُس طرف نگاہ اُٹہا کر دیکہنے لگتا ہے - اور اُس دلکش منظر کے دیکہنے سے ایزدی آفرینش کے عجائبات پر عبرت کی نظر ڈال کر سمت مقصود کو چل نکلتا ہے - علیٰ ہذا - اب ہم کو بہی اسی سابقہ واقعہ نگاری کی طرف رخ کرنا چاہیے ایک سال نہین ہوا تہا - کہ اُس جمیلہ کے شوہر کا ارادہ - دارالسلطنۃ آگرہ کے سفر کا ہوا - راقم کو ایسا کوئی بہانہ نہین ملا - جس کے سبب سے سفر کرنے کی صورت مین سفر کی اصلیت پر نکتہ چینون کی رسائی کا ہاتہہ پہونچنے سے کوتاہ رہے - ناچار ہمراہی سے باز رہا - صبر وسکون کی دیوار پر تکیہ لگاکر - اور تحمل کے زانو پر سر رکہکر جدائی کے غم کا بے انتہا بار - حوصلہ کے دوش پر اوٹہاتا رہا - جو گہاس کے تنکہ کا وزن بہی

---

[۱] جو لوگ تمہارے ہاتہہ پر بعیت کر رہے ہین - تو وہ (تم سے نہین بلکہ) خدا ہی سے بعیت کر رہے ہین ۱۲

نہین اٹھا سکتا تھا - لراسمہ

قرار صبر بخود داده باز ماندم ازو	باین خیال که تن در دهم به تنهائی
فراق میکشدم هر زمان ومیگوید	سزای آنکه کند تکیه بر شکیبائی

چند مدت اسی طریقہ پر خون جگر کھا کر عمر گذاری - بالآخر معلوم ہوا - کہ محبت کے درد اور دوری کی تکلیف کے واسطے ملامت کا سفوف نصیحت کی گولیان - شرم کا لعوق - دوستی وطن کا ضماد - دیدار والدہ کا شربت - ہم نشینون کی مفارقت کا داغ - عزت کی معجون - عقل کا تریاق - طعن کا نشتر - اور آسودگی کا نطول - یہ چیزین فائدہ بخش نہین ہین - اور کسی افسون و افسانہ سے کسی تعویذ و طومار سے - اور کسی قسم کے تصدق و خیرات سے اس درد اور تکلیف سے نجات کی صورت ممکن نہین ہے لراسمہ

دیگر برفع درد محبت دلا بکوشش	روزے کہ ہیچ وصل دوا داشتم کشد

ناچار یہ بات دل مین ٹھانی - کہ جو سمت اپنے مسافر کی ہے - اُس طرف آوارگی کا سامان کرنا چاہیے - یہ خیالات ہو ہی رہے تھے کہ اس درمیان مین صدر الذاکرین بھی حضرت غوث الاولیا کی روح پرفتوح سے اور انکے حقیقی جانشین شیخ عبد اللہ سے قدس سرہما رخصت ہو کر براہ مالوہ گجرات کی طرف لوٹ آئے جو اُن کا خاص وطن ہے - جب منڈو (مانڈو) مین پہونچے - تو غریب خانہ کو اپنے بابرکت قدوم سے سعادت خانہ بنایا - راقم نے اپنے سابقہ واقعات تحصیل علم کی کیفیت - اسی کے برابر مین والد ماجد کا ضمیمہ وصیت کے وقت زبان پر لائے تھے - اس تعمیل کے ضمن مین جو واقعات پیش آئے - اور برداشت کرنے پڑے - عشق کی بلا مین مبتلا ہونے کا ماجرا - جدائی کی آفت - ہمراہ نہ جا سکنے کا حرمان - ان گھاٹیون کے طے کرنے مین جو کچھ سر پر گذرا - اور اٹھانا پڑا - اس اثنا مین شیخ سراج الدین کے پہونچنے اور اپنے مرید ہونے کی کیفیت - اور اس سلوک کے اندر جو کچھ عمل مین لایا - اور قرار دیا - غرض کہ یہ تمام حالات ایک ایک کر کے تفصیل وار اِن بزرگوار کے سامنے عرض کیئے - صدر الذاکرین نے فرمایا - جب تک آب و گل کی دوری (ظاہری بعد) درمیان مین تھا - تب تک شیخ سراج الدین کے ساتھ تمہاری ارادت - صورت اور معنی کے اعتبار سے سراج اور صدر کے درمیان مین منقسم تھی - جب تقسیم کا سبب - جو مکانی بعد ہے - باقی نہین رہا - تو وہ نسبت بھی جو صورت کے اعتبار سے تھی - صدر کی ہی طرف لوٹ آئی - یہان سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کا شیخ زندہ ہو - اُس شخص کا مرید جب تک شیخ (دادا پیر) سے دور ہے - تب تک صدر الذکر شیخ

(دادا پیر) کے ساتھ ارادت معنیً رکھتا ہے - اور جب وہ مرید شیخ (دادا پیر) کی صحبت مین پہونچ جاتا ہے تو ظاہری تصرف بھی اُسی شیخ (دادا پیر) کی طرف بازگشت کرجاتا ہے - اور وہ شخص (مرید کا اصلی پیر) اس معاملہ مین محض سفیر رہ جاتا ہے -

درویش کے اعیان ثابتہ (صور علمیہ) کی عجب سعادت ہے - کہ وطن کی طرف جانے والا مسافر کو جن کا ایک روز کا مقام بھی ذی عزت اصحاب کی التماس سے - یا کسی مانع کے پیش آنے سے ہی - ظہور پذیر ہوسکتا ہے مسبب الاسباب نے بدون اس بہانہ کے ایک سالہ قیام کی توفیق عطا فرمائی - اور اُن کی زبان کو اس دل نوازبیان کے ساتھ شکرفشان کیا - کہ اس شہر کا قیام - اس نیک مزاج جوان کی خوش قسمتی سے میرے حق مین عزیز کیا ہے اور مسافر کے معنوی تصرف کی عجب کرامات ہے - کہ کوچ کا ارادہ کرنے والا معبور کو جو اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے پیچھے آوارگی کا ارادہ رکھتا تھا - اس قدر عرصہ دراز تک اپنی ملازمت کے اندر کام مین لگائے رکھا - اور باوصف اس قدر پراگندہ دلی اور پریشان خاطری کے اُس کے ادراک کے ڈبہ کو پنجگانہ جواہر کے اسرار سے مالامال کیا - جو حضرت غوث الاولیا کی عمدہ تصانیف مین ہے چند روز بعد جب ایک دل پر چوٹ مارنے والی خبر صدر الذاکرین کو پہونچی - تو گجرات جانے کا پرانا عزم جو ضمیر کے تہ خانہ کے اندر خواب فراموشی مین تھا - بیدار ہوا - مرغ دل پھڑ پھڑایا - اور دماغ چکر کھا گیا - جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کالبد کے قفس کو جنبش ہوئی - ناچار سکون کا پلہ سفر کے پلہ سے ہلکا پڑ گیا - صدر الذاکرین نے محمود العواقب مسعود المآرب شیخ ظہور الدین محمود جلال کو درویش کی باطنی پرورش کے واسطے جو اُس وقت تک اتمام کو ہین پہونچی تھی - ہمیشہ منڈہ (ماندہ) مین رہنے کی اجازت دی - مسبب الاسباب کے الطاف کی ستایش سے کیون کر عہدہ برا ہوسکتا ہون - کہ جن ایام مین ظاہری و باطنی حواس کے بھائیون نے میری روح کے یوسف کو - نفسانی ہوا و ہوس کے کنوئین مین ڈالا تھا - اُن ایام مین صدر الذاکرین کے دل مین اپنے وطن سے حضرت غوث الاولیا کی زیارت کا عزم بالجزم قایم کرکے روانہ گوالیار کیا - اور پھر قافلہ والون کی طرح گوالیار سے براہ مالوہ لوٹا کر اِس تباہ کاری کے کنوئین مین ڈوبے ہوئے شخص کے سر پر پہونچایا - تاکہ صدر الذاکرین - توجہ کے ڈول مین تلقین کی رسّی کے ساتھ غریق کو مجازی گرفتاری کے کنوئین سے نکال کر مصر حقیقت کی طرف رہنمائی فرمادین - اب راقم امیدوار ہے - کہ وہی مسبب الاسباب - پھر مالک نشاتین - اور صاحب ریاستین کو مہربان کردیوے - کہ اس گرفتار کے حق مین تھوڑی سی توجہ کو کام فرما کر انانیت کے قید خانہ سے

رہائی بخشین - اور تخت خلافت کی کرسی پر پہونچا دیوین - اور مذکورہ بالا بھائیون کا مسجود بنا دیوین - سبحان اللہ اس قدر کام کے واسطے کس قدر اسباب انگیزی اور پردہ داری کام مین لائی گئی ہے - اسی معنی مین ہی جس کسی نے یہ کہا ہے رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ترجمہ - ایک بیٹھنے والے کے لئے - کئی خدمت کنندہ ہوتے ہین -

قال بعض المحققین فی تفسیر قولہ تعالیٰ وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ الآیۃ - لما اراد اللہ خلاص یوسف عن الجب ازعج خواطر السیارۃ فی قصد السفر واعدمھم الماء حتی احتاجوا الی الاستسقاء لیصل یوسف علیہ السلام الی خلاصہ ولھذا قیل

بعض محققین نے قولہ تعالےٰ - وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ کی آیۃ کی تفسیر مین ایسا کہا ہے - ہرگاہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کنوئین مین سے یوسف علیہ السلام کی رہائی کا ارادہ فرمایا تو ارباب قافلہ کے قلوب کو قصد سفر پر برانگیختہ کیا - اور پھر اُن کے پاس سے پانی معدوم کر دیا - یہان تک کہ قافلہ والے پانی بہم پہونچانے پر مجبور ہوئے - اور یہ سب سامان اللہ تعالیٰ نے اسواسطے کیا کہ قافلہ والون کو یوسف علیہ السلام کے پاس تک اون کی رہائی کے واسطے پہونچا دیوے - اسی معنی مین یہ شعر بھی کہا گیا ہے - ترجمہ

الارب تشویش یقع فی العالم
والمقصود منہ سکون واحد

سنو جی بعض متعدد تشویشین عالم مین ایسی واقع ہوتی ہین -
جن سے سکون واحد مقصود ہوتا ہے

بیت

بحلہا پزی صد کس آتش کنند	زحلوا دہان یکے خوش کنند

یہ سب کچھ تو ہوا - مگر وہ دیرینہ پریشانی - جس نے دل کو مکھی کی طرح عنکبوتی تانے بانے مین لپیٹ کہا تہا اُس پریشانی کا ہر ایک تار - آزادی کی گردن کے واسطے پھانسی کی رسی ہو گیا - اور وہ پرانی آگ جو شوق و جدائی کی بجلی سے ہستی کے خرمن مین آ پڑی تھی - اُس آگ کو پیر بزرگوار کے مرشدانہ تصرف نے خاکستری کیا - (راکھہ مین دبایا) انجام یہ ہوا - کہ مفارقت کی ہوا جو دوردیہ چلی - تو اُس نے اُس آگ کے جو گیانہ رخسارہ پر مشتعل ہونے کا اوبٹا ملا - اور بدن کے ہر ایک مسام سے پسینہ کی جگہہ شعلے نکلنے لگے طاقت کیمیا ہوئی - اور صبر و سکون عنقا ہوا - ہر چند اس مجازی عشق سے اپنے تئین باز رکہنے کے لئے

جواہر خمسہ کے اوراد - اذکار - اشغال - اور نیز تمام اعمال عمل مین لایا - لیکن جمعیت حاصل نہین ہوئی
پھر خیال کیا - کہ اگر پریشانی کے چہرہ پر نقاب ہوا اگر اس دیوانگی کے ساتھ تنگے سر - اور اس آشفتگی کے
ساتھ آبلہ پا - اپنے سفر کو گئے ہوئے دلدار کے راستہ مین چل کھڑا ہوتا ہون - تو ناتوان والدہ کی زندگانی
کا سرمایہ جو کچھ ہے - لڑکے کا ہی دیدار ہے - بیشک لڑکے کی آوارگی کا وقت والدہ کے واسطے
واپسین نفس ہوگا - ناچار اس ملک سے نکل بھاگنے کی تدبیرین رفتار زمانہ سے تلاش کرنے لگا - سوائے
اس کے کوئی راستہ نہین ملا - کہ اپنے تئین سابقہ طرز معیشت اور اولین راہ وردش سے لوگون کے نزدیک
پشیمان ظاہر کرنا چاہیئے - اور قبیلہ قرابت کی طرف توجہ کر کے پھر تجارت کرنے اور سامان تجارت بہم پہونچانے
کی آرزو پیش کرنی چاہیئے - جب اس فریب دہ بازگشت پر اطلاع ہوئی - تو تمام لوگون کے دل دیرینہ
پژمردگی سے نکل کر - تازہ اور شگفتہ ہونے لگے - اور خواہش کی مقدار سے زیادہ سوداگری کا سامان فراہم
ہو گیا - ہجری سنہ نوسو تراسی مین دیار یار کی طرف کوچ ہوا - اور بجلی کی طرح دوڑ چلنے کو زحل کی دائمی رفتار
کے عوض فروخت کر کے اُس بلبل کی مثل جاتا تھا جس کو قفس کے اندر بند کر کے باغ کی طرف لے جائین
اوہو - بات بڑھ گئی - جب دار السلطنۃ آگرہ مین پہونچا - تو سراغ لگانے مین سخت انقباض پیدا ہوا - ناگاہ عشق
کے شعلہ نے آفتاب کی شعاع جیسی روشنی سامنے کی ایک آشنا ملا - اور یکے با دیگرے پرسش حالات
مین اصل مدعا سے محروم رہا - آشنا نے کہا - بروز فردا جستجو کی پریشانی یافت مقصود اور دیدار کی
تسلی سے دور کر دی جاوے گی - چونکہ عجلت کرنے سے مستندانہ شوق کی پردہ کشائی ہونے کا خیال
تھا - لہذا اپنے تئین قرار داد کے حوالہ کر کے صبر کے ساتھ لوٹ آیا - دوسرے روز علی الصباح خواہش کا
نقد ہاتھ پر لئے ہوئے - سراغ رسان کے گھر گیا - وہ بھی کشادہ پیشانی اور شگفتگی کے ساتھ پیش آیا - اور
اس نے رہنمائی کر کے منزل مقصود کو پہونچایا خدا اسکی عمر دراز کرے - جس کی امداد کے ذریعہ سے
طرفین کی سرگذشت ظاہر ہو کر دل دہی - دل بری - دلسوزی - اور دل آویزی کے ساتھ یکے با دیگرے
واقفیت حاصل ہوئی - اور خوشی و خورمی کے ساتھ ملاقات - اور ملاقات کے ساتھ دلاسا اور دیدار
نصیب ہوا - اسی طریقہ پر ہلالی پانچ دور تک رازداریان روز افزون رہین - اور آمد و رفت کی کمی - جو ہجران
کی اندرونی گدازش سے تھی - یہی بالکل حصول مراد - اور کامیابی کا سرمایہ ہوئی - جدائی کے داغ جو دل اور
جگر مین فراہم تھے - یہی اخیر مین درخت آسودگی کا ہیولیٰ ہوئے جس نے رنگین سے زیادہ رنگین شان مین

یک رنگی کے پہول بخفیہ رازداری کے دامن مین بہرے۔ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ نے تمام اُنق ہاے
ہالہ کو چکلی کی طرح چکر دیکر ہجران کے **قوس اللیل** کو بتمامہ وصل کے **قوس النہار** مین داخل کیا۔ انبوہ
فزا الفاظ۔ اس نقد معانی حاصل ہونے کی نشاط مین لٹائے گئے۔ اور ہم دوتن کی ہم کلامی کی بلند
پائگی کے مقابلہ مین الفاظ غم کا گروہ بالکل سست ہوکر مجبوری کے غار مین گر گیا۔

مدت پانچ سال تک مجازی محبت کی رونق افزائی رہی۔ اس عرصہ مین طبیعت طرح طرح کی عاشقانہ
نظمین ترتیب دیتی تہی۔ اس سے بیشتر کہ مین دل بنا دہو کر سلسلہ کوشش مین اپنے تئین ڈالون۔
سخندانی۔ اور عبارت سنجی کے سامان سے فطرت کا علمی مکان چہت تک بہر گیا۔ یہان تک کہ ناطقہ
سخن آفرینی کے درجہ پر پہونچا۔ اور ہمت کو اس درجہ تلاش مین ڈالا۔ کہ کلام۔ قدیمانہ قالبون مین نہ ڈہالا جاوے
غور و فکر کی چلینی مین چہان کر اختراعی خالب بہم پہونچایا جاوے۔ اور اس مین رنگ برنگ کی ریختہ گری کام
مین لائی جاوے۔ باوجودیکہ مین جانتا ہون۔ عنقا طلب اندیشہ ہمیشہ باد بدست ہوتا ہے۔ یہ بہی جانتا
ہون کہ استعارہ دوست اصحاب کے کلام کی تدرو رعنا گرم رفتار ہے۔ اور اس قسم کی اشعار گوئی کی قوت
راقم حروف کے عجائب نگار قلم مین بہت کچہہ ہے۔ لیکن اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ کے ذوق مین صدر الذکر
فطری خیال سے باز نہین آیا۔ کیونکہ برگزیدہ کام کے سرانجام کے واسطے آستین کے اندر سے ہاتہہ خواہ
نکلے ہی نہین۔ مگر فی نفسہ ایسے کام سے پشیمان ہونا۔ عقلمند کے نزدیک علامت بے استقامتی
کی ہے۔ بالآخر۔ اس خیال سے کہ کہین ایسا نہ ہو۔ فکر اور شعر کا راستہ چلنے والے مسافر۔ ہمراہی چہوڑ دینے کو
پیچہے رہ جانے کے سبب گمان کرین دو تین قدم پیچہے ہٹ کر وسط سخن کی آبادی مین نظم گوئی کا گہر پسند کیا
تا کہ مجوزہ گہر سخنوران عہد کے محلہ سے ایک کنارہ پر نہ رہے۔ نیز با نوا ہم صفیرون کا آشیانہ۔ اس شخص کی گفتار
کے ترنم سے۔ بوجہ اونچی سُر اُٹہانے کے بے میل اور پستی مین واقع نہ ہو۔ اور جیسے مجنون گروہ کے ہجوم مین
عقل والا آدمی صرف اکیلا اور متہم بنادانی ہوتا ہے۔ اس طرح میرا حال نہ ہو۔ اس واسطے زیادہ تر غزل کی
نساجی (بناوٹ) مینے دوسرون کے بنے ہوئے ردیف و قافیہ کے تانے بانے سے نہین کی ہے۔
غوثی شاعرانہ تقریر کو لاف و گزاف کے منصب سے معزول کرو۔ اور وقائع نگار قلم کو درست نویس راستی کی
انگلیون مین دو۔ اس افسانہ کا تتمہ۔ ایسے الفاظ کے ساتہہ جو تہوڑے ہون مگر معنی بہت رکہتے ہون۔
بیوند دیکر خوشی کے ساتہہ پورا کرو۔ اور دوسرے واقعہ کی شاخ پر عندلیبانہ آئین سے ضروری نوا کے ساتہہ

تازگی پیدا کرو۔ اس مجازی طفلانہ کہیل مین کہان تک بہاگ دوڑ کروگے۔ اپنے کلام کو لڑکون کی اصطلاحی باتون کے ساتہہ جوکہیل کے وقت باہم بولتے ہین۔ کہان تک برابر کہوگے۔ دیکہو۔ بہت دیر ہوگئی ہے۔ حیا اور خجالت کو بلانے کے واسطے آواز دینے کا وقت ہے۔

القصہ جب دارالسلطنۃ آگرہ سے اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ تو محمود العواقب کی صحبت نے دل ربائی کی بنیاد ڈالی جس کے سبب سے اُس خام سودا سے دماغ نے اور اُس سخت پریشان حالی سے سر نے نجات پائی اب راقم نے اپنی معرفت کے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ناطقہ کو آراستہ کرنے والے انواع و اقسام کے جہری ذکرون نے زبان کو کام مین لگایا۔ اور شطاری مشرب کے اشغال و افکار کی مشق نے دل کی تمام وسیع آبادی پر قبضہ کیا لیکن مینے قبا کو گودڑی کے عوض فروخت کرکے۔ اور صورت کو دگرگون بناکر سیرت کی پردہ دری نہین کی۔ البتہ یہ ضرور چاہا۔ کہ مین خداشناسون کا سا باطن۔ اور دنیا پرستون کا سا ظاہر اپنا بناؤن اور اِس یکرنگی و دورنگی سے۔ صلح کل کے باغیچہ کے لئے شگفتہ و شاداب کرنے والی نسیم بنون۔ تاکہ اگر اہل دل لوگون کے پاس بیٹہنے کا اتفاق ہو۔ تو باطن کے ذریعہ سے آشتی کی بزم آرائی کرون۔ اور اگر صورت پرست آدمیون کے ساتہہ چلنے کا موقع پیش آوے تو ظاہر کے ذریعہ سے موافقت کی صورت قائم رہے اس عالم کو جس کا ظاہر خلق اور باطن حق ہے۔ معکوس کرکے جیسا ہو ویسا دیکہون اور أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ[لہ] کے فرمان پر کاربند ہون۔ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتہہ احسان کرو۔ اسی طرح کہ جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمہارے ساتہہ احسان کیا ہے۔ یعنی تمہاری علمی صورت عینی لباس پہناکر اپنے تئین تمہارے اندر چہپایا ہے تم بہی اپنے اندر چہپی ہوئی شے کو عیان کرو۔ اور دیکہنے مین اپنے تئین نہان کرو۔ تاکہ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ[لہ] کا شاہدہ نور بصیرت عطا فرمادے۔

گجرات کی لڑائی کا بیان

جب راقم گذار کی عمر چہبیس سال کی ہوئی۔ تو ایک نوزاد مہمان کا راقم کے ظاہری پرورش خانہ

لہ تو احسان کر جیسا تیرے ساتہہ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۱۲ لہ ہر ایک شے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے ۱۲

مین ورود ہوا - عبدالاول نام رکہا - میرے روحانی دوستون کو مبارک ہو - جب عمر کا ستائیسوان سال ہوا - جو ہجری سنہ نوسو نوے کی برابر تہا - تو علوم کی بقیہ تحصیل سے فراغت پانے کے واسطے احمد آباد کو گیا - دو سال بعد سلطان محمود گجراتی کا بیٹا سلطان مظفر اپنے صوبہ پر قابض ہو گیا - شہاب الدین احمد خان حسینی نیشاپوری جاگیر دار احمد آباد تہا - وہ تلاش اور پرخاش سے پہلے ہی اپنی دار الحکومت سے رخصت ہو کر پٹن کی طرف چل دیا - قطب الدین محمد خان - عرش آستانی اکبر شاہ کا اتکہ[1] - اور قلعہ بہڑوچ وبردورد (بڑودہ) وغیرہ کا جاگیر دار تہا - اس کے لشکر کے تمام سردار - اور امرا بدنصیبی سے روگردان ہو کر سلطان مظفر کے لشکر مین جا ملے - جب یہ ناگوار خبر دار السلطنۃ آگرہ مین اکبر شاہی تخت پر پہونچی تو فوراً اتکہ مذکور کے بڑے بیٹے نورنگ خان کو اور قلیچ خان کو گجرات جانے کا حکم دیا گیا - اور مالوہ کی تمام سپاہ اور خوانین کے نام فرمان صادر ہوا - کہ ان دونون امیران اعظم کے اتفاق سے ملک گجرات کی یورش پر روش سے جاوین - قلیچ خان ایک شخص انسانی اور ملکی کمالات کے جامع - اور ارضی و فلکی جواہر کے حقیقت شناس ہین - تمام علوم متداولہ اور غریبہ کا کئی دفعہ درس دیا ہوا ہے - اور بہت سے طالبان علم ان کی ملازمت سے مدرسی کے عالی درجہ کو پہونچ چکے ہین - نیز قلیچ خان - عرش آستانی اکبر شاہ کے خوانین اعظم مین سے ہین عمر شریف استی کے خانہ سے متجاوز ہو گئی ہے - ہمیشہ صوبہ کے مالک اور چند ہزار سوار کے سردار رہتے ہین - قلیچ خان کی دولت - سعادت - سامان - اور دینوی شوکت کی تعریف ان کی معنوی بزرگیون اور ذاتی خوبیون کے مقابلہ مین کرنا - ایسا ہے - کہ جیسے آفتاب کے مقابلہ مین ستارہ کی تعریف کرنا -

صدر الذکر واقعہ کا بقیہ بیان اس طور پر ہے - کہ تیر گرون کی سروہی کے راستہ سے ایک لشکر اور بہی میرزا خان ابن بیرم خان خانخانان کی سرداری مین اسی مذکورہ بالا شورش کے فرو کرنے کی غرض سے صوبہ گجرات کے نام سے نامزد کیا گیا - چونکہ کمک کے سردارون کو ایک دراز راستہ درپیش تہا - اور اس سبب سے مقصد پر پہونچنا فرصت چاہتا تہا - لہذا یہ ضروری توقف اتکہ مذکور پر بہت زیادہ معلوم ہوا - کیونکہ اتکہ کو کمال انتظار تہا - یہان تک کہ توقف کا خیال بلکہ قطعی نہ آنے کا اندیشہ - اتکہ کے دل مین کامل طور پر جاگزین ہوا - چونکہ تنگی کی نوبت حد درجہ کو پہونچی تہی - اور گجرات والون کے ہاتہ مین گرفتار ہو جانے کا وہم زیادہ بڑہ گیا تہا - اسواسطے اتکہ نے اپنی رہائی سلطان مظفر کی ملازمت کر لینے کے اندہی سوچی - اور کم بخت یہ نہ سمجہا - کہ اس ناصواب تریاق نما اندیشہ مین

[1] اتکہ شوہر دایہ کو کہتے ہین -

سان ستان دہرایا ہوا ہے۔ خیر جب آنکہ مظفر کے دربار مین دخل یافتہ درباریون مین سے ہوگیا۔ تو
گجراتیون کی رائے۔ آنکہ کے مارڈالنے مین ہوئی۔ اور اس کے نابود کردینے مین ملک کی بہتری سمجھی
لہذا شمشیر تیز سے گردن مار کر خاک نیستی مین ملادیا۔ اور اس بات کی تہ کو نہین پہونچے۔ نہ کسی نے اُن کو
آگاہ کیا۔ کہ فرمان پذیر کا مارڈالنا بہت برا نتیجہ نکالتا ہے۔ خلاصہ اس یورش کی سرگزشت کا یہ ہے۔ کہ
مذکورۃ الصدر دونون اشخاص نورنگ خان اور قلیچ خان سرداران مالوہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے گجرات
کی طرف سلطان پور کے راستہ سے روانہ ہوئے۔ آدھے راستہ پر پہونچے تھے۔ کہ گجراتیون کے غالب
اور آنکہ کے مارے جانے کی خبر سننے مین آئی۔ جس کے سبب سے ان کی تیزروی کے گھوڑون کے نعل
گر گئے۔ اور ہر ایک کا دل بھاری پڑکر گویا کہ شترخانہ ہوگیا۔ دلون کے اندر جو آگے بڑہنے کی ایک اُمنگ
تھی۔ وہ رُک کر سکون کے مقام پر بیٹھ گئی۔ دوسرے سپہ سالار (میرزا خان) نے عجلت کی روش
اور قاعدہ کو باہم ملاکر درمیانی رفتار کے ساتھ جنگل اور گہاٹیان قطع کرنا شروع کین۔ اور احمد آباد سے
اس طرف بیس کوس کے فاصلہ پر شہاب الدین احمد خان (جاگیردار احمد آباد) اور نیز گجرات کی دیگر سپاہ
نے ملحق ہوکر تعداد لشکر بڑہائی۔ کارسازی تقدیر سے اس جوانمرد کی ہمرکابی مین شتردلون کا جگر شیرانہ
ہوگیا۔ تمام سپاہ نے یک دل اور یک رو ہوکر دلیرانہ دوادوش کی۔ دریاے سانبرمتی قلعہ احمد آباد کے
نیچے ایسی خوشنمائی سے روان ہے جس نے قلعہ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ[1] بنادیا ہے
اس دریا کے کنارہ سلطان مظفر سے جنگ کا موقع پیش آیا۔ اگرچہ دشمن کا لشکر ساٹھ ہزار سوار سے زیادہ ہی
زیادہ تھا۔ اور شاہنشاہی سپاہ کی تعداد دس ہزار سے بھی کم تھی۔ لیکن کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً
كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط[2] کی اُمید پر لڑائی کا آغاز کیا تھا۔ چنانچہ فتح اور فیروزی کے ساتھ سرفرازی
نصیب ہوئی۔ گجراتی سلطان نے قلعہ بہروچ کی جانب بھاگ جانے کو چند روزہ زندگانی کا ذریعہ سمجھکر قدم
بڑہایا۔ اور یہ فتح یاب لشکر آہستگی کے ساتھ تعاقب مین جاتا تھا۔ اس فتح کی خوشخبری سننے سے مالوی سپاہ
کے دل۔ بظاہر تو بڑہے۔ مگر باطن مین ننگ اور شرمساری سے گھٹ گئے۔ بہرحال مالوی سپاہ
کوچ کرکے عجلت سے روانہ ہوئی۔ اور کلال باڑی مین جو بردودہ (بڑودہ) کے حدود مین ہے۔ فیروز سپہ سالار
کے لشکر سے آملی مجلس شوریٰ مین۔ ایسا قرار پایا۔ کہ مالوی سپاہ نے جنگ کی تکلیفات نہین اُٹھائی
ہین۔ اور اس کا سامان بھی اچھا ہے۔ لہذا یہ سپاہ مفرورون کے تعاقب مین جاوے۔ اور جنگ کرکے

[1] باغ ہین جن کے تلے نہرین (بہتی) ہین ۱۲ [2] اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے ۱۲

اُن کو نیستی کی گھاٹیوں مین ٹھکانے سے لگا دیوے۔ اور فتح یاب لشکر بازگشت فرماکر دار الخلافہ احمد آباد مین قیام کرے۔

مذکورۃ الصدر سال مین اس رہتی داستان کا مجمل نویس۔ اور سکندری واقعات کا مختصر نگار استادی شیخی وجیہ الملۃ احمد آبادی کی خانقاہ مین دینی علوم کی تحصیل۔ اور حکمی فنون کی سماعت کے نور سے نادانشگی اور بے علمی کی تیرہ وتاریک رات کو صبح سعادت بنا رہا تھا۔ اور جنگ احمد آباد کے تماشائیون مین سے تھا۔

القصہ جب اکتیسوان سال عمر کا آغاز ہوا۔ تو اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ اُس کے دوسرے سال کہ عمر کا بتیسوان سال تھا۔ تاریخ اکتیسوین ماہ صفر **ختم بالخیر والظفر** ہجری سنہ نوسو بچانوین کو آگہی علم کے خلوتخانہ سے جہن (وجود) کی بزم مین۔ ایک فرزند نے کمال سعادت کے ساتھ ورود کیا۔ اور وہ اپنے ساتھ ساتھ خوشی لایا۔ ہر طرف سے مبارک بادکی آوازین آئین۔ کامگار پیرون کی بشارت کے بموجب حسن محمد نام رکھا۔ علم عمر۔ عزت۔ اور عرفان سے خداوند تعالیٰ برخوردار اور بہرہ یاب فرماوے۔

واقعہ گجرات کا تتمہ اس طور پر ہے۔ کہ جب اس فتح کی خوشخبری اکبر شاہ کے حضور مین پہونچی۔ تو سپہ سالاری اور خانخانانی کے خطاب کا طغرا۔ جو پانچ کرسی سے اُن کا موروثی ہے۔ صوبہ گجرات کی جاگیر نام زد ہونے کی خوشخبری۔ اور مزید بران کئی طرح کی دیگر نوازشین۔ یہ تمام لوازم۔ میرزا خان کے نامی نام پر صادر ہوئے۔ اور شاہنشاہی التفات سے۔ نیز اس شجاعت دستگاہ کے استحقاق سے روز افزون ترقیات نصیب ہوئین۔ اور تمام امرائے اعظم جو ہمرکاب تھے۔ اپنی کوشش اور کارگزاری کے موافق۔ نیز سپہ سالار کی سفارش کے موافق۔ منصب کی ترقی۔ جاگیر کی بیشی۔ اور خسروانی بخشش سے ممتاز ہوئے۔

میرزا خان خانخانان کی تعریف

سبحان اللہ۔ تقریب طلب خاطر کو مدت دراز سے اِس بات کی آرزو تھی کہ اس **گلزار ابرار** مین قدیمی ہوا خواہی کے اعتبار پر میرزا خان سپہ سالار کے کسی قدر حالات ظاہر کرون۔ جن کے ذریعہ سے ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب) کی آرائش ہے۔ چنانچہ اب اِس خواہش کا دامن

ہاتھ مین آگیا ہے۔ لہذا چند دل آویز جملے لکھکر قلم کو گوہر فروش بناتا ہون۔

اولاً۔ یہ کہ دسوین اور گیارہوین صدی کے دور مین ہر چند ملک عدم کو گئے ہوئے لوگون کے حالات جست و جو کرنے والے کان اور آنکھ نے ٹٹولا لیکن محمدی کمالات کے ساتھ متصف۔ اور ایزدی اخلاق کے ساتھ موصوف ہونے مین کسی شخص کو آپ کی مثل صاحب سعادت نپایا۔

ثانیاً۔ یہ کہ آپ کے سوا کسی دوسرے کو ایسا نپایا۔ جس نے دولت کی عالی دستگاہ کو۔ اخروی نشاط بہم پہونچانے کا بازو معنوی فقر کا پردہ دار۔ اور حقیقی تجرد کا چشم بند۔ (آنکھ باندھنے کی پٹی) بنایا ہو۔ آپ اُن لوگون کے بالکل برعکس ہین۔ جو بیٹھے ہوئے تو خلوت مین ہین۔ مگر دل بازار بنا ہوا ہے۔ اور جو زہد و درویشی کی گرامی گودڑی کو دنیاوی سامان کی تحصیل کا بہانہ بنا کر باطن کے برخلاف ظاہر کا چہرہ دکھاتے ہین **بیت**

کجا این اختلاف آئین کجا آن پردہ آرائی		تماشا کن تفاوت در دو رنگیہا تماشا کن	

ثالثاً۔ یہ۔ کہ نظم و نثر مین اقسام مفرد و مرکب کی۔ اور ان اقسام کی فصاحت کی جوہر شناسی۔ اور حقیقت و مجاز مین انواع و اقسام کے لطائف مدلولات۔ اور بلاغت ترکیب کی عیار روانی۔ جس قدر آپ کی فطرت اور فکر کی نوعروس کا زیور بنائی گئی ہے۔ اس مین سے ہزارہان حصہ بھی اس شخص کو نہین مل سکتا ہے۔ جو تمام عمر سخن آرائی۔ اور نکتہ طرازی کے دریاے فضیلت مین غواصی کیا کرے۔

رابعاً۔ یہ۔ کہ بیان کے ذریعہ سے مدعا کی تصویر کہینچنے کے وقت جو عبارت کی رنگینی۔ آپ کی معجزہ نما بول چال کی زبان و دہان سے پیدا ہوتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ جمہور اصحاب بلاغت۔ اور ارباب معانی۔ اپنے صنائع و بدائع کی قلم سے اُس کی نقل لیکر سخن سنج حوصلہ کا سرمایہ بنا دین تاکہ تنبیہانہ فطرت کے لوگ جو آیندہ آنے والے ہین۔ ان کے ناطقہ اور گویائی کے واسطے وہ نقل قانون بن جاوے۔ **بیت**

ہزار آفرین سعدی برین شیرین سخن گفتن		مسلم نیست در عہد تو طوطی را شکر خائی	

خامساً۔ یہ کہ آپ کی خاص ہمت اور عام عطا کے ہاتھ کو بخشش اور بخشائش مین جو مرتبہ زر و جواہر ثانے کا حاصل ہے اگرچہ خارا و رگل پروری کے مقام پر بلا لحاظ تفاوت ابر بھی سرمایہ ثمرات عطا کرتا ہے مگر آپ کے سامنے شرمسار ہے۔ **قطعہ**

من نگویم کہ ابر مانندی ٭		کہ نکو نا ید از خردمندی ٭	

	تو ہی بخشی وہی خندی	اوہی بخشد وہی گریدۂ	

سادسًا - یہ - کہ دشمن کشی خصم افگنی - نبرد آزمائی - اور جہان کشائی کے میدان مین دلیری اور دلاوری آپ کی شمشیر اور کمان کے ساتھہ ساتھہ ہین - اور تیزی و تندی - آپ کے حملہ و شوکت کے برابر برابر لگے ہوئے ہین - اس طرح پر - کہ زمانہ قدیم کے کسی شجاعت شعار کے کارنامہ مین اس کی نظیر دیکھنے مین نہین آئی -

سابعًا - یہ - کہ آپ حسبتہ للہ عام مخلوق اور رعایا کی - اور ان کے دلون کی پاسبانی اپنے ذمہ واجب سمجھکر ہر ایک کے ساتھہ اس طرح مہربانی سے پیش آتے ہین - کہ زبون ترین مخلوق کی بال برابر آزردگی بھی آپ کے مہر آگین دل پر ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار معلوم ہوتی ہے - اور حال و مقال کی زبان سے اس مضمون کے ساتھہ آپ کا ترنم ہے - بیت

	اگر می ترسم در وجائے تو باشد	نیازارم ز خود ہر گز دلے را	

ثامنًا - یہ - کہ تمام موجودہ جواہر سے آپ کی بے نیازی اور بیخودی حد کمال کو پہونچ گئی ہے - اس مدعا کے ثبوت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ مین کئی طرح کے زیور اخلاص کے ساتھہ - جو ساخت اور ریا سے معرا ہے - اور ہزارون قسم کے لباس خدمت کے ساتھہ جو تصنع اور خود نمائی سے مبرا ہے اپنے باطن اور اعتقاد باطن کی نوعروس آراستہ رکھتا ہون - با اینہمہ مجھہ جیسے دعاگو کو اس طرح نظر سے گرا رکھا ہے - کہ میرا وجود - عدم کی برابر ہے - پھر دوسری چیزون کے ساتھہ آپ کی دلبستگی کا خیال کب ذی ہوش اصحاب کی تصور مین آسکتا ہے - اور اسباب تجمل - کوکبہ حشمت - دبدبہ شوکت - سامان منازل - اور ساز رفعت - غرض کہ جو کچھہ بھی دنیاوی لوازم - آپ کی عشرت اور خدمت کی بارگاہ مین ازلی سپردگی کے بموجب مہیا رہتے ہین - وہ آپ کے منصب اور مرتبہ کے اقتضا سے ہین - اور انسانی مصارف کی اشیاء کا موجود ہونا کچھہ صاحب تصرف کے تعلق خاطر کی دلیل نہین ہے -

تاسعًا - یہ - کہ آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ کی صفائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے - کہ اگر انعکاس کی شرطین مفقود بھی ہو جاوین - جو دوسرا ایسے عکس اور آئینہ مین معتبر ہین - تاہم آپ کی قوت حافظہ کے آئینہ مین - صور اور معانی کا عکس پڑنا زائل نہ ہو - اور آئینہ حافظہ - عالم مثال کی طرح - پیش شدہ مثال - معقولات اور محسوسات کی نگہبانی کرے - بیت

از بہر عرض کردن انواع صنع خویش | از ذات او نساخت قضا بہتر آئینہ

چنانچہ آپ کے بافروغ دل کا صحیفہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی یاد کر لینے سے ثانی لوح محفوظ ہے
غوثی جن جواہر اوصاف کا شمار عقل نہین کر سکتی ہے۔ اُن کے شمار سے اپنے عجز کا اقرار کرنا۔
صواب اندیش عقل مندون کا شیوہ ہے۔ لہٰذا تم بھی بحکم اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[51] آپ کے
اوصاف محصور نہ کر سکنے کا اور اپنے قصور کے وجود کا اقرار صحیح کرو۔ کیونکہ تمہارا ممدوح وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ[52] کا مظہر ہے اب چند صفحے ان لکھے ہوئے اوصاف کی برابر مین سفید سادہ چھوڑو۔ تاکہ ممدوح اپنے
اوصاف مین سے جو کچھ مناسب جانے۔ اس کے لکھنے کا حکم فرما دے۔ قطعہ

چہ فروشی باو متاعِ سخن | کہ بہیع تو از خزینہ اوست
گفتہ تو بود کان لب داری | آن ہمہ از دعاے سینہ اوست

یہ تمہارا معاملہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ[53]
کے بازار مین راست آنے والا ہے۔ کیونکہ مبیع اور ثمن کا مالک ان دونون معاملون مین ایک ہی طرح پر
معلوم ہوتا ہے۔

قال المفسرون فی ھذہ الاٰیۃ لما
کان من المؤمنین تسلیم انفسھم واموالھم
لحکم اللّٰہ تعالیٰ ومنہ سبحانہ الثواب والجزاء
شبہ الشراء الذی فیہ العوض والمعوض
فیما بینھما من المشابھۃ اطلق لفظ الاشتراء
ولما قال ھل ادلکم علی تجارۃ وقال فما ربحت
تجارتھم وفی الحقیقۃ لا یصح فی وصف
اللّٰہ سبحانہ الاشتراء لانہ المالک

اس آیۃ کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے۔ ہرگاہ کہ بحکم اللہ
تبارک وتعالیٰ مومنین کی طرف سے اُن کے نفوس اور اموال کی
سپردگی۔ اور اللہ سبحانہ کی طرف سے ثواب اور جزا عطا فرمایا جانا۔ اُس
شری کے مشابہ ہے جس کے اندر عوض اور معوض دونون پائے جاتے
ہین اور وجہ شبہ وہی ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہے۔ لہٰذا
لفظ اشترے بولا گیا۔ اور نیز اس سبب سے لفظ اشترے بولا گیا۔
کہ اللہ سبحانہ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ ہل ادلکم الخ اور دوسری
جگہ فرمایا ہے۔ فما ربحت الخ ورنہ فی الحقیقۃ اللہ سبحانہ کے وصف

[51] اگر تم خدا کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو۔ تو ان کو پورا پورا شمار نہ کر سکو ۱۲ [52] اور اللہ (لوگون کے) دل خیالات (تک) سے
(بھی) واقف ہے ۱۲ [53] اللہ تعالیٰ نے مسلمانون سے ان کی جانین اور ان کے مال (اس وعدہ پر) خرید لئے
ہین۔ کہ اِن کی بدلے اُن کو جنت دے گا ۱۲۔

سواه وهو مالك للاعيان كلها ومن لم يستحدث ملكا لا يقال انه في الحقيقة اشترى وللمقال في هذه الآية مجال

مین اشترے کا لفظ صحیح نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اُس کے سوا کوئی مالک نہین اور تمام اعیان کا مالک وہی ہے اور جو شخص جدید طور پر کسی شے کا مالک نہ بنے۔ اُس کی نسبت نہین کہا جا سکتا ہے۔ کہ اُس نے فی الحقیقۃ وہ شے خریدی۔ اور اِس آیۃ مین گفت و گو کے لئے گنجایش ہے۔

فيقال البائع لا يستحق الثمن اذا امتنع من تسليم المبيع فكذلك لا يستحق العبد الجزاء الموعود الا بعد تسليم المال والنفس على موجب اوامر الشرع فمن قصر اوفرط فهو غير مستحق للجزاء

پس بعض کہتے ہین۔ کہ بائع قیمت کا مستحق نہین ہوتا ہے۔ اگر باز رہے مبیع کے سپرد کرنے سے۔ اسی طرح عبد۔ جزاے موعود کا مستحق نہین ہوتا ہے مگر اپنا مال اور نفس بموجب احکام شرع سپرد کر دینے کے بعد۔ اگر کسی شخص نے احکام شرعی کی شروط مین کمی کی۔ یا زیادتی کی۔ تو وہ جزا کا مستحق نہین ہوسکتا ہے۔

وفي التورية الجنة جنتي والمال مالي فاشتروا جنتي بمالي فان ربحتم فلكم وان خسرتم فعلي

اور توریت مین آیا ہے۔ جنت میری جنت ہے۔ اور مال میرا مال ہے پس تم میری جنت میرے مال کے عوض مین خریدو۔ اگر تم نے تجارت مین فائدہ اُٹھایا۔ تو وہ تمہارا ہے اور اگر نقصان اوٹھایا تو وہ مجکو رہا۔

ويقال لا يصح للمومن ان يتعصب لنفسه بحال لانها ليست له والذي اشتراها اولى بها من صاحبها الذي هو اجنبي عنها لانه باعها

اور بعض کہتے ہین۔ کہ مومن کے واسطے یہ صحیح نہین ہے کہ اپنے نفس کے دینے مین کسی طرح بخل کرے کیونکہ نفس مذکور اُس کا نہین ہے اور جس نے اس کو خریدا ہے۔ وہ اس کے قابض کی بنسبت اولیٰ ہے۔ کیونکہ وہ نفس سے اجنبی ہے۔ اور اُس نے نفس کو بیچ دیا ہے۔

ويقال اخبر انه اشتراها لئلا يدعي العبد فيها ولا يساكنها ولا يلاحظها ولا يعجب بها

اور بعض کہتے ہین۔ خبر دی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ نے نفس کو خرید لیا۔ تاکہ عبد اُس کی بابت دعویٰ نہ کر سکے نہ اُس کے ساتھ مل جل کر رہے۔ نہ اُس کا ملاحظہ کرے۔ نہ اُس کی بنیاد پر غرور کرے۔

ويقال انما قال اشترى من المؤمنين انفسهم ولم يقل قلوبهم لان النفس محل الآفات فجعل الجنة فى مقابلتها والقلب محل استواء الرحمن فجعل ثمنه اجل من الجنة - وهو ما يخص به اولياءه فى الجنة من عزيز رويته -

بعض کہتے ہین - اللہ جل شانہ نے اشترٰی من المؤمنین انفسہم کہا اور قلوبہم نہین کہا - کیونکہ نفس محل آفات ہے - لہذا جنت کو نفس کے مقابلہ مین قرار دیا - اور قلب محل قیام رحمن ہے - لہذا اس کی قیمت جنت کی بہ نسبت زیادہ شاندار قرار دی - اور وہ جناب باری عز اسمہ کا عزیز دیدار ہے جو جنت کے اندر بالخصوص اُس کے اولیا کو نصیب ہوگا -

ويقال النفس موضع العيب والكريم يرغب فى شراء ما لا يريد فيه غيره -

بعض کہتے ہین - نفس موضع عیب ہے - اور کریم آدمی اُس شے کی خرید کی طرف رغبت کرتا ہے جس کی خرید کا ارادہ کوئی نہ کرے -

ويقال من اشترى شيئا لينتفع به - اشترى خيره فليجل ومن اشترى شيئا لينتفع غيره فليشتري ما يرد على صاحبه فينفعه بثمنه

بعض کہتے ہین - جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے کہ خود کو اُس سے نفع حاصل ہو - اُس کو اُن سب چیزون مین سے بہترین چیز خریدنی چاہیے جو بہم پہونچین اور جو شخص کوئی شے اس غرض سے لینا چاہے - کہ غیر شخص اُس سے نفع پاوے - تو اُس کو وہ شے خریدنی چاہیے - جو اُس کے مالک کی طرف پلٹ جاوے تاکہ یہ شخص غیر کو اُس شے کی قیمت سے نفع پہونچاوے .

وقال الشيخ ابو على الدقاق لم يقل اشترى قلوبهم لان القلب وقف على محبته والوقف لا يشترى -

شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اشترٰی قلوبہم نہین کہا - اس کی وجہ یہ ہے - کہ قلب اُس کی محبت مین وقف ہے - اور وقف کا بیع و شری نہین ہوسکتا -

ويقال الطير فى الهواء والسمك فى الماء لا يصح شراءه لانه غير ممكن التسليم كذلك القلب صاحبه لا يمكنه تسليمه فلم يقل اشترى قلوبهم قال الله تعالىٰ واعلموا ان الله يحول بين المرء وقلبه

کہتے ہین - ہوا مین پرندون کا - اور پانی مین مچھلی کا شری صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ان کی سپردگی ممکن نہین ہے - اسی طرح صاحب قلب کو قلب کی سپردگی ممکن نہین ہے لہذا اشترٰی قلوبہم نہین کہا - اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے - یہ جان لو - کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اُس کے قلب کے درمیان مین حائل ہے

جو اصحاب تشبیہ و مجاز کی فصاحت محل کی تعمیر کرتے والے ہین - اُن کے ریاضی دان ضمیر کو واضح ہو - کہ حدیث اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا[1] اس معمار قول کے محل کی بنیاد ہے - یعنی عبارت کا جہان جس کی حسی صورتون کا ہیولی حروف تہجی ہین - مرکبات اور موالید کے جہان کی بہ نسبت فی الواقع بہت زیادہ اور بہت بڑا ہے - اولین جہان کے مفرد اور منطبع جو انواع و اقسام کے فنون اور مختلف علوم ہین - دوسرے جہان کی نواح اور ولایتون کی بہ نسبت کہ عرب اور عجم ہین - زیادہ خوش ہوا - اور شاداب ہین -

اولین جہان کی شہر اور قریے کہ مبسوط کتابین اور مختصر رسالے ہین - دوسرے جہان کے شہرون اور موضعون کی بہ نسبت کہ روم کا استنبول - اور ہند کا احمدآباد ہے - مقبولیت اور تحصیل محصول مین زیادہ ہین اولین جہان کے کوشک - قصر - ریاض - اور رباط - کہ مقاصد اور مسائل کے ابواب اور فصول ہین دوسرے جہان کی منازل - عمارت - باغ - اور بازار کی بہ نسبت کہ طلائی چار دیوارین - رنگین چھتین - ساخت دینے والے اشجار - اور منبع وارد کا نین ہین - زیادہ خوش وضع - زیادہ رعنا - زیادہ روشن - اور زیادہ اونچے ہین -

عالم کلام کے مکانات کے مکین - کہ اشیا کے معانی اور حقائق ہین - کرہ خاک کے باشندون کی بہ نسبت کہ آدمیون کی اقسام اور حیوانات کی انواع ہین - زیادہ دیرپا - زیادہ لطیف - زیادہ موزون اور زیادہ نازک ہین -

اور عالم کلام کے سلاطین کہ اصحاب دانش و بینش ہین - کرہ خاک کے بادشاہون کی بہ نسبت کہ ارباب جاہ و حشمت ہین - زوال کے غم - اور انتقال کے اندیشہ سے زیادہ فارغ - اور زیادہ آزاد ہین -

یہ سچ بلکہ بالکل سچ ہے - کہ عالم اول کے تمام توابع اور تمام لواحق - عالم ثانی کی بہ نسبت زیادہ سنجیدہ و پسندیدہ اور منفعت و مرتبہ مین اعظم و اعلی ہین - تم دیکھتے نہین ہو - کہ جب ظاہری آفتاب اپنے اُفق سے طلوع کرتا ہے - تو رات کی تیرگی - زائل ہو جاتی ہے - اور دن کی روشنی سے ظاہری آنکھ مین مخلوقات کے دیکھ سکنے کا فروغ پیدا ہو جاتا ہے - اور جب معانی کا آفتاب حکمت بیان کرنے والی زبان کے مشرق سے طلوع فرماتا ہے - تو جہالت کی رات صنوبری قلب کے کرہ سے بستر باندھ جاتی ہے - اور ادراک کی

---

[1] مین علم کا شہر ہون - اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین ۱۲

صبح کی سفیدی اوہر کردل کی آنکھون کو حق شناسی کا نور بخشتی ہے۔ بیت۔

آن شب ست این روز روشن این کجا و آن کجا	مہ کجا و آفتاب طلعتِ جانان کجا

ایک روز چند خوبان صورت و معنی۔ بزرگان ظاہر و باطن۔ اور خاصان مسافر و مقیم کی جماعت درویش کے مہمانخانہ مین گفت وگو کر رہی تھی۔ اور ہر ایک قسم کی باتین گرما گرمی سے ہو رہی تھین منجملہ اون کے حضرت غوث الاولیا کے بزرگ خلیفہ شیخ شمس الدین زندہ دل نے اُس مجمع مین معرفت کے متعلق کچھہ بیان کرنا شروع فرمایا۔ جس قدر باتین کرنے والے کیمیابیان لوگ انجمن مین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب زبان کو خاموش کرکے۔ سراپا گوش ہوئے۔ زندہ دل کے باعجاز کلام پر عاشق ہوکر سینے سے سینہ ملاتے تھے۔ اور اسی طریقہ پران کا کلام کرتے رہنا دعا کے ساتھہ خدا سے مانگتے تھے۔ اور اس بیت کا ترانہ گا نے تھے بیت

جرۃ فنزدلی من حدیثک یاسعد	وحدثتنی یاسعد عنہا فزدتنی[۵۱]

صدر الذکر انجمن کی تقریر درمیان مین لانے سے غرض یہ ہے۔ کہ زندہ دل نے فرمایا۔ کہ علوم۔ معارف حقائق اور معنی کا ملک فتح کرنے کی نشاط بیان مین نہین آسکتی ہے۔ کیونکہ جب مشکلات فنون کا عقدہ۔ مطالعہ اور تامل کی امداد کے بدون حل ہوجاتا ہے۔ تو چارون طرف سے بے حد خوشی اس طرح سے میرے متجسس دل پر نثار ہونے کو آتی ہے۔ کہ مجکو یقین ہوجاتا ہے کہ اتنی خوش دلی اور خوشحالی۔ کسی بادشاہ کی خاطر عاطر کو کسی جدید ملک فتح کرنے سے بھی نہین ہوتی ہوگی۔ بہت اچھا ہے وہ گروہ۔ جو سخنوری اور سخن شناسی کے ملک مین صاحب خطبہ اور صاحب سکہ ہے۔ اور بہت ہی اچھی ہے وہ جماعت جو عرفان اور علم کی اقلیم فتح کرنے کے واسطے کمر ہمت ماندہ کرجہاد اکبر مین مشغول ہے۔ نہین نہین۔ دولتمندی مین عالی مرتبہ وہ صاحب خانہ ہے جو سلیمانی طالع اور سکندری زائچہ کے ساتھہ علم (عدم) کے آسمان سے حسین (وجود) کی زمین پر آیا ہے۔ اور یہ دونون زیبا دلنشین (اہل سخن اور طالب عرفان) جس کے عشرتخانہ تصرف کی دل رُبا بیبیان ہین۔ الحمد للہ والمنۃ کہ ہمارے زمانہ کا شہنشاہ **ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ابداً** ان دو جہاد وسلطنتون کی سعادت سے اور جن صدر الذکر دو عروسون کو ارث و استحقاق کی آرزو نے ناز کے ساتھہ پرورش کیا ہے ان کے ہم خوابگی کی نشاط سے کامیاب اور کامران ہے۔ اور نیز تمام مقاصد کے حصول مین تمام

---

[۵۱] اے سعد تو نے اُس کی بات مجھہ سے کرکے میری حیات زیادہ کردی ہے پس تو بھی بیان سے میری حیات زیادہ کرتا رہ ۱۲۔

طالبان مقاصد کا کام بخش اور کام روا ہے۔ لہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ کہ اس گلزار کا آغاز اور انجام شاہنشاہی ستایش اور مدح کی ہوا کھانے سے نوبہار تازگی کی آغوش مین اور ابر سعادت کے سایہ مین ہے۔

تاریخ اتمام

سب بے حجابانہ خلوتے دارند
خلوت بے حجاب گشت ازان

چون بزرگان دین چہار چمن
سال اتمام این حدیقہ من

تمت بالخیر

تواریخ اذکار ابرار من نتائج افکار گہربار ابو الاعجاز منشی سید محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

فقرات نثر تاریخی

روضۂ شہود ۱۳۲۶ھ — صحیفۂ نیک بختان ۱۳۲۶ھ — مخزن الم نشرح ۱۳۲۶ھ

قطعۂ تاریخ

(۱) فرید العصر حافظ فضل احمد — مکرم زبدۂ امثال و افراد
(۲) تصوف مین تھا نسخہ فارسی کا — بھرے تھے اس میں اچھے اچھے اوراد
(۳) لباس اُردو کا پہنایا جو اوسکو — کیا یہ کام اونھون نے قابلِ داد
(۴) بڑی محنت بڑی کوشش کا ہی کام — شناگر اون کے ہین عباد و زہاد
(۵) حقیقت مین ہے وہ اذکار ابرار — بیانِ منزلِ اقطاب و اوتاد
(۶) مکمل ہر طرح دیکھا جو اوس کو — خوشی سے روحِ شبلی نے کیا صاد

(۷) ہوئی مجھ کو جو فکرِ سال احسان
کیا مین نے رقم الصلح ارشاد ۱۳۲۶ھ

دیگر

(۱) فضل احمد کہ بر وفضلِ خداست — آن ز گلزار برآورد اذکار
(۲) ترجمہ کرد ز سعیِ وافر — باد این نسخہ قبولِ اخیار

(۳) بہر تاریخ جہان تاب احسان
آسمان گفت خجستہ انوار ۱۳۲۶ھ

دیگر سال طبع

(۱) آن حافظِ مصحف الٰہی — فضل احمد خجستہ تقریر
(۲) اذکار نوشت چون بہ اُردو — نظارگیان شدند تسخیر

(۲) احسان پے سال طبع ہاتف
خوش گفت مآثر المشاہیہ

مصرع سال طبع

چھپ گیا مصحف ابرار تفقد آگین

فقرۂ نثر تاریخ

روضۂ نورانی

تواریخ اذکار ابرار اُردو ترجمۂ گلزار ابرار از محمد عزیز الدین رخشان انصاری جیوری

قطعہ تاریخ

سلف میں ہوا ہے مشائخ کا فرقا — سوانح میں اون کے کوئی تذکرہ تھا
جو گلزار ابرار تھا نام اوس کا — ہزار اوس کے مانند بلبل تھے شیدا
زبانِ عجم اُس کی آسان نہیں تھی — زبانِ عبارت تھی بلاغت میں ڈوبی
مضامین تھے مشکل۔ عبارت ادق تھی — عدیم الوجود اوس کا تھا اصل نسخا
رئیسانِ اجین میں دو برادر — خدایار خان اور الہ یار خان ہیں
ملی اتفاقاً اونہیں نقل اُس کی — جسے دیکھ کر اون کے دل میں یہ گزرا
کریں ترجمہ اِس کا اُردو زبان میں — لطیف و سلیس و نفیس اور آسان
مسلمان بھائی پڑھیں اور سمجھیں — شریعت۔ طریقت۔ حقیقت کا رستا
اِسی دھن میں اک روز یہ دونوں بھائی — ملے میرے خالِ معظم سے آکر۔
سپرد اون کے گلزار ابرار کرکے — کہا ترجمہ کیجئے آپ اس کا
مرے قبلۂ ظاہر و پیر باطن — حمیدہ خصائل گرامی محاسن
گران منزلت مولوی فضل احمد — وہ حافظ کلام الٰہی کے یکتا
اگرچہ مشاغل کی تھی اتنی کثرت — نہ ملتی تھی اون کو کسی وقت فرصت
مگر عرض کی میں نے حضرت سلامت — مناسب نہیں اس سے انکار ہلا

یہ بحرِ حقیقت کے خوش آب موتی
یہ کانِ طریقت کے انمول جوہر

زمانہ چھپائے گا کب تک اب اِنکو
اُٹھا دیجئے اِن کے چہرے سے پردا

خدا کا نہین کام حکمت سے خالی
سعادت یہ ہے حصۂ ذاتِ سامی

نہین قابل اِس کام کے اور کوئی
کرینگے اسے آپ ہی ختم اچھا

ادھر بقیس رجز خوانیاں میسری ہیم
ادھر خانِ ذی شان کا اصرار ہر دم

بڑھا ایک یہ یک جوش خیالِ معظّم
اُٹھایا قلم ترجمہ اوس کا لکھا

جو دشواریان ہوتی ہین ترجمہ مین
اونھین جاننے والے ہی جانتے ہیں

مگر حضرت **فضل** نے سچ تو یہ ہے
کیا ترجمہ نادر و صاف و زیبا

وہ علم و لیاقت کے جوہر دکھائے
فصاحت سلاست کے سکّے بٹھائے

مزے اہلِ علم و تصوف کو آئے
غل احسنت احسنت کا خوب اٹھا

مرا منہ نہین داد دون ترجمہ کی
کرے گا تعجب پڑھے گا جو کوئی

غرض ترجمہ کی تو ہے صرف اتنی
کہ کھینچ جائے اصلی مقاصد کا نقشا

بصیرت سے جب ذاتِ وحدت کو دیکھین
خدائی کا جلوہ نمودار پائین

نہ کیون اپنی ہستی کو ہم ہیچ سمجھین
قدیم و ابد ہے وہی ذات یکتا

یہ اب خاتمہ پر خدا سے دعا ہے
کہ جب تک زمین و فلک کو بقا ہے

زمانہ مین یہ ترجمہ پاسے شہرت
کرے اس کی ہر ایک دل سے تمنا

یہ توفیق دے اپنے بندون کو یا رب
نہ تیرے سوا کچھ کسی سے ہو مطلب

ترا ذکر لب پر تری فکر دل مین
نظر مین ہو تو سر مین ہو تیرا سودا

قبولیّت عام دے ترجمہ کو
سبق ہم تصوف کا پاتے ہین اس سے

مظاہر مین جلوہ نما تیرے ہر سو
مگر پھر بھی ثانی نہین کوئی تیرا

بالآخر یہ کی فکر بھی مین نے رخشان
کہ تاریخ ہو ترجمہ کی نمایان

ملی مجھ کو امداد فیضِ بزرگان
نیا نام اذکارِ ابرار نکلا

دیگر

مقدس کیوں نہ ہو گلزار ابرار	وہ ہے اک تذکرہ خاصانِ حق کا
عبارت فارسی کی ہے سراسر	بڑی دلکش بڑی دلچسپ و زیبا
لباس اُردو کا پہنایا ہے اوس کو	جناب **فضل** خوش گو نے سراپا
بہت خوش ہوں گے اس کے پڑھنے والے	کہ ایسا ترجمہ دیکھا نہ ہوگا

ہوئی مجھ کو جو فکر سال رخشان
توشوقِ دل سے ذکر شوق لکھا
١٣٢٦ھ

رباعی

یہ ترجمہ ہے نشانِ خاصانِ خدا	دل سے پڑھیں طالبانِ خاصانِ خدا
برجستہ سنینِ عیسوی میں رخشان	تاریخ ہے گلستان خاصان خدا
	١٩٠٨ء

رباعی

سب کے لئے وا ہے بابِ خاصانِ خدا	نایاب ہے یہ کتابِ خاصانِ خدا
نکلا ہے یہ سال طبع موزون رخشان	گلدستۂ لاجواب خاصانِ خدا
	١٩٠٩ء

آیۂ قرآنی متضمن تاریخ اذکار ابرار کہ مولوی اکبر حسن صاحب مجسٹریٹ
درجہ اوّل شہر اجین برادر عالم خواب القا شدہ

ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ
١٣٢٦ھ

تمت بالخیر